

سینس ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ

دلہوتا

پچاسواں حصہ



PDFBOOKSFREE.PK



سپنس ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
سوچ نگر کے شہزادے فرہاد علی تیمور کی سرگزشت

PDFBOOKSFREE.PK

دیوتا

چوبیسواں حصہ

داؤی: — فرہاد علی تیمور

مُصَنَّف: — محی الدین نواب



کتابیات پبلی کیشنز ۰ پوسٹ بکس نمبر ۲۳-کراچی-۱

حلیقا

فرہاد علی تیمور

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت ایک
فیسوں کار کا قصہ جس کا جادو سر
چڑھ کر بولتا تھا۔ اُس شورہ پشت شوریدہ سر
کا احوال، ایک عالم جس کے خون کا پیاسا تھا۔

کے بعد بتاؤں گی کہ خفیہ کمرے وغیرہ کہاں نصب کئے جانے
چاہئیں کیونکہ خواہاں اور سونمگ پول وغیرہ محلے ایسے
تھے جہاں میں کسی کمرے کی آنکھ میں نہیں آتا۔ یہ
اس کے اعتراض کے باعث ملٹری انٹیلی جنس نے یہ
معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ محل کے اندر کیا ہو رہا تھا۔ پارس
بھی تاوان نہیں تھا۔ اگر چاہوی آلات چھپا کر رکھے جاتے تو وہ
ان کا سراغ لگا لیتا۔ اس نے ہر پہلو سے اطمینان حاصل کرنے
کے بعد الپا کو ٹیپ کیا تھا۔

وہ چار گھنٹے تک آرام سے نیند پوری کرنے کے بعد بیدار
ہوا۔ اس کے آدھے گھنٹے بعد سلطان نے آکر کوڑوڑواواکے۔ وہ
بولتا "ہیلو آئی! میں آپ سی کا انتظار کر رہا ہوں۔ پٹنہ پوری
کر لی؟"

"ہاں۔ میں بیدار ہوتے ہی تمہارے پاس آئی ہوں تاکہ
تمہیں الپا کی موجودہ دماغی حالت تفصیل سے بتا سکوں۔ یہ
میرے حساب سے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد بیدار ہو جائے گی۔
تم اس کے قریب ہو گے۔ وہ بھول چکی ہوگی کہ تم نے ایک
انگوٹھی کی خفیہ سوئی اسے چھوئی تھی اور اس کے دماغ کو کمزور
کر دیا تھا۔ اسے میرے توہی عمل کی کوئی بات یاد نہیں رہے گی
وہ یہی سمجھے گی کہ یہاں آتے ہی سو گئی تھی۔"

"آپ اس کے دماغ میں آئندہ آتی رہیں گی؟"

پارس انہی کے دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر بستر پر
آرام سے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر تک چاروں شانے چت رہ کر
چھت کو تنکا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو
ہدایات دیں کہ وہ چار گھنٹے تک سو رہے۔ اس دوران کوئی غیر
معمولی بات ہو تو آنکھ کھل جائے۔ کوئی کمرے میں داخل
ہونا چاہیے تو وہ بیدار ہو جائے، ورنہ معینہ وقت تک نیند پوری
ہوتی رہے۔

وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ سلطان نے کہا تھا "میں الپا پر
توہی عمل کر کے چلی جاؤں گی۔ پھر خود نیند پوری کر کے
بعد تمہارے پاس آؤں گی۔"

اس محل کے چاروں طرف فوجیوں کا سخت پیرا لگایا تھا۔
فوج کا کوئی اعلیٰ افسر بھی اپنی مکمل شناخت پیش کیے بغیر محل
کے احاطے میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ بڑی مدت کے بعد
یہودیوں کو ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والی ملی تھی۔ وہ الپا کی پڑائی
کے لئے اس کی عزت اور احترام کے لئے اور اس کی حفاظت
کے لئے جو بھی اقدامات کرتے، اس سے خود مطمئن نہیں
ہوتے تھے کیونکہ شیا کے دور میں وہ مطمئن ہو کر اور خوش
نہی میں جھلا رہ کر بہت زبردست نقصان اٹھا چکے تھے۔

وہ محل کے اندر خفیہ کمرے اور دوسرے جاسوسی آلات
چھپا کر رکھنا چاہتے تھے لیکن الپا نے اعتراض کیا تھا۔ اس نے
کہا تھا "جب میں تل ایب پنج جاؤں گی، تب اس محل کو دیکھنے

”میں نے تمہارے پیلا کی آواز اور لہجے میں اس پر عمل کیا ہے۔ وہ تمہارے پیلا کو کبھی اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکے گی۔ ہر پندرہ دن کے بعد اپنی مرضی سے خود پر توبی عمل کرائے گی اور ہماری معمول بتی رہے گی۔“

”کوئی اور کام کی بات معلوم ہوئی؟“

”ہاں۔ جے مورگن نامی ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والا اس کا دیوانہ بن کر یہاں آیا ہے۔ اس پر توبی عمل کر کے اس کی کچھلی یادداشت اور اس کا عیسائی مذہب بھلا دیا گیا ہے۔ اب وہ خود کو پیدائشی یہودی سمجھتا ہے۔“

”اسے کس طرح منب کیا جائے گا؟“

”جے مورگن پر ہر دس دن کے بعد توبی عمل کیا جائے گا۔ الپا دوسو دن تمہارے پیلا کو اس کے دماغ میں پچھلے گئی افلاں وہ ہماری گرفت میں نہیں رہے گا۔“

”کوئی بات نہیں، نظروں میں تو رہے گا۔“

”بے شک رہے گا۔ اس کا موجودہ نام موٹے مورگن ہی۔ یہاں کے ہیڈ کوارٹر میں فوجی افسران کے جو بچکے ہیں ان میں چوبیس غبر کا بھگلا اس کی رہائش گاہ ہے۔ وہاں وہ فرضی بوڑھے والدین کے ساتھ رہتا ہے۔“

”الپا کی کچھ خاص باتیں بتائیں؟“

”ہمت ذہن ہے۔ پہلے سے خطرات کو بھانپ کر حفاظتی انتظامات کرنے کی عادی ہے۔ لیکن جہاں غور ہو رہا ہے وہاں ذہانت کمزور پڑ جاتی ہے۔ یہ کٹر یہودی ہے۔ یہ کبھی شیشیا کی طرح کسی مسلمان سے محبت نہیں کرے گی۔ محبت کے ذریعے جیت لینے والے فراہادی قبیلے سے خدا واسطے کا تیر ہے۔ اس قبیلے کے کسی ممبر سے بچ کر رہنے کے اس نے ایک ڈی پارس میں ایک یہودی پارس آیا ہے، مسلمان نہیں۔“

”خدا اسے ہمیشہ خوش رکھے!“

”تم اس کے ساتھ کوئی محافت نہیں کرو گے۔“

”کیسی محافت؟“

”بھئی محافت... یعنی کہ محافت! تم ایسے ٹوان بچے نہیں ہو کہ میری بات کا مطلب نہ سمجھو۔“

”آپ ایسا کریں! اٹکل سلمان کو میرے پاس بھیج دیں!“

”سلمان کو کیوں؟“

”میں ان سے پوچھوں گا کہ وہ ایسی محافت کر چکے ہیں؟“

”میں سمجھتا ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ پارس وہاں سے اٹھ کر دوسرے بندروں میں آیا۔ وہ ہسپر چاروں شانے جیت لیتی ہوئی تھی۔ اس کا کھن ایسا دیدہ زیب تھا، شاب ایسا پور تھا جیسے جوانی کی تمام بارود اس میں بھر کر اسے اڑانوں کی بج پر لٹا دیا گیا ہو۔ شیش کی دیواروں پر پردے تھے۔ ہوتے تھے۔ ایسے لیجان دل پر ڈھانڈھ

نہیں آ رہی تھی اندر دھیمی دھیمی سی رازدارانہ کی چھائی ہوئی تھی۔

وہ ہولے ہولے کھسکنے لگی۔ توبی خند پوری ہو چکی تھی۔ وہ بیدار ہو رہی تھی۔ پارس نے جبک کر اس کے کان میں سرگوشی کی ”کیا قیامت تک سوتی رہو گی؟“

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک خاموش پڑی سوچتی رہی کہ کمال ہے اور کس کے پاس ہے؟ پھر اس نے سرگھما کر پارس کو دیکھتے ہوئے پوچھا ”اوہ گاڈ! کیا میں سوچتی تھی؟“

پارس نے کہا ”تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ پہلے تم نے مجھے اپنی خواب گاہ میں بلایا۔ پھر وہاں سے بھگایا۔ میں اپنی خواب گاہ میں آیا تو تم یہاں چلی آئیں۔ تمہاری خند بتا رہی تھی کہ تمہیں اپنی خواب گاہ میں خند نہیں آتی ہے۔ کیا تم ہمیشہ دوسروں کے بندروں میں سوتی ہو؟“

وہ مسکراتے ہوئے بولی ”شٹ اپ۔ ابھی کوئی ایسا مرد پیدا نہیں ہوا جو مجھے اپنے بندروں میں بلانے کی جرات کر سکے۔ یہ تو میں اپنی مرضی سے تمہارے پاس آتی ہوں۔“

”تم چاہتی کیا ہو؟“

”کیا تم ٹوان بچے ہو؟“

”داشندہ بچہ ہوں۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں، کیا تمہارے اندر یہ خوف پایا ہوا ہے کہ اصلی پارس کبھی تمہیں جیت لے گا؟“

”میں ایسی کمزور نہیں ہوں کہ اس شیطان کے بچے سے ہار جاؤں۔“

”شیطان نے شیشا کو جیت لیا تھا، اس لئے شیطان کے بچے کا خوف تمہیں ہے۔“

”مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ احتیاط اس جادو کا تو ذکر کر رہی ہوں جو کبھی مجھ پر کیا جاسکتا ہے۔“

”فرہانے جو کیا وہ محبت کا جادو تھا اور تم محبت کا تو نہیں کر رہی ہو۔“

”تو پھر یہ کیا ہے؟“

”یہ محض ہوس پوری کر رہی ہوں۔ جب جذبات کا لاوا سرد پڑ جائے اور زندگی کے کسی موڑ پر پارس یا علی تیمور تمہارے دل میں محبت جگائے گا تو تمہیں محبت کی کمی پوری کرنے کا خیال آئے گا۔ اور یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ تم نے اپنے یہودی پارس کو محبت کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ صرف ہوس پوری کی تھی۔“

”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمارے جو تعلقات ہوں گے وہ محبت سے نہیں ہوں گے؟“

”ہاں۔ مجھے کی کو شش کرو۔ تم جو کر رہی ہو، وہ محبت نہیں، ضرورت سے کمزور ہے۔ ضرورت کی وقت نہیں۔“

پیدا ہوتی ہے اور کسی وقت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب محبت پیدا ہوتی ہے تو کبھی ختم نہیں ہوتی۔“

”تم مجھے محبت کا فلسفہ سمجھا رہے ہو!“

”یہ میرا فرض ہے۔ تم جس چیز سے ڈھری ہو، اس کا نام پارس نہیں ہے... اس کا نام محبت ہے۔ کیونکہ شیشا، فرہانے نہیں، محبت سے زیر ہوئی تھی۔“

وہ ایک کمری سانس لے کر بولی ”ہمت خوب پارس! تم نے وہ بات مجھے سمجھا دی ہے، جو میرے اندر خفیہ مگر کچھ میں نہیں آ رہی تھی۔“

”اب سمجھ رہی ہو تو فیصلہ کرو، تمہاری زندگی میں جو بھی شخص آئے گا، وہ محبت سے آئے گا۔ اس کے بعد پھر کسی کی محبت کا جادو نہیں چلے گا۔“

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی ”میں غلطی کر رہی تھی، ایک جذباتی فیصلے پر عمل کر رہی تھی۔ تم بہت اچھے ہو۔ میں نے تمہارا انتخاب کر کے خود کو بہت ساری غلطیوں سے بچایا ہے۔ آئی لو یو۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔“

”کیا مجھ سے محبت ہو گئی ہے؟“

”کیا تمہیں محبت نہیں ہے؟“

”میں اس محبت کا قائل ہوں جو سوچ سمجھ کر کی جاتی ہے۔“

”ہمارے درمیان اب سوچنے کے لئے کیا رہ گیا ہے؟“

”ہمت کچھ ہے۔ محبت میں کوئی حاکم نہیں ہوتا، کوئی حکوم نہیں ہوتا۔ جبکہ میں تمہارے احکامات کا پابند ہوں۔ تمہارے حکم سے آتا ہوں، تمہارے حکم سے جاتا ہوں۔“

”یہ تو ڈیوٹی ہے۔ فرض ہے۔ محبت کو فرض سے ملاؤ۔“

”یعنی میں جو پارس بنایا گیا ہوں تو اس لیے کہ تم سے محبت کرنے کی ڈیوٹی انجام دیتا ہوں؟“

”یہ بات نہیں ہے۔ تمہیں دشمنوں کے لئے پارس بنایا گیا ہے۔“

”لیکن مجھے پارس کی طرح آزاد رہ کر کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی جبکہ تم ہر معاملے میں آزاد ہو۔ تمہارے دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات رہے گی کہ تم ایک محکوم پارس سے محبت کر رہی ہو۔“

”میں کبھی ایسا نہیں سوچوں گی۔ کو شش کروں گی کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ معاملات میں آزادی ملتی رہے۔“

اس نے دونوں ہاتھیں پارس کی گردن میں ڈال دیں۔ پہلے وہ سوچتی تھی کہ جو بھی اس کی زندگی میں آئے گا، دیوانہ بن کے آئے گا لیکن آئے والے نے اس قدر متاثر کیا تھا کہ وہ دیوانی ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی خیال گزرتا تھا، اگر اصل پارس ہوتا تو کیا وہ بھی اسی طرح حواس پر چھایا جاتا؟ کیا اسی طرح محبت کا جادو چلا، ان ایسی طرح جتنا ہے تو پھر اصل پارس ہے کہ اپنے یہودی

پارس کا جادو چل چکا ہے۔

خواب گاہ کی دیواریں شیشے کی تھیں۔ ان دیواروں پر پردے پڑے ہوئے تھے پردے صرف دیواروں پر نہیں تھے۔ الپا کی عقل پر بھی بڑے گئے تھے۔ وہ حزمہ دہری تھی مگر اپنے سارے کو نہیں سمجھ رہی تھی۔

○☆☆○

تینوں عورتیں سر پہ کرپٹھ لٹی تھیں۔

اور وہ تینوں عورتیں تھیں سونیا، لعلی اور سلطانہ۔ ان بے چاروں نے بڑا زبردست منصوبہ بنایا تھا کہ مجھے کسی دیرانے تک محدود رکھنے کے لئے جینا کو میرے ساتھ رہنے دیں گی۔ کسی اور کو میری زندگی میں داخل نہیں ہونے دیں گی۔ اگر جینا سے میرا دل بھر جائے گا تو وہ اسے مجھ سے دور کر کے پھر اسے ایک نئے روپ میں میرے سامنے لے آئیں گی اس طرح ایک ہی شریک زندگی سے ملنے ہوئے میری زندگی گزر جائے گی۔

بہت اچھا منصوبہ تھا۔ مجھے کبھی پتا نہ چلا اور وہ اپنی چال چلتی رہیں۔ مجھ جیسا ہر جاتی ایک ہی عورت کو نئے نئے روپ میں نئی عورت سمجھ کر بھلا رہتا لیکن تقدیر بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات اچھی خاصی تدبیر بانی پھیر دیتی ہے۔ انہوں نے سب کچھ سوچا۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ جس عورت کو نیا نیا روپ دیتا ہے، وہی نہیں رہے گی تو منصوبے کا کیا بنے گا۔

ہم میں سے کوئی یہ سوچ نہیں سکا تھا کہ جینا جیسی محبت کرنے والی لڑکیوں اچانک اتنی جلدی ہم سے جدا ہو جائے گی۔ میں نے ماضی میں بے شک ہر جاتی ہونے کا ثبوت دیا ہے لیکن اب دل کے اندر دور دور تک سنا تھا۔ دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات نہیں تھی کہ اس کی کمی پوری کرنے کوئی دوسری آئے گی۔ نہیں آئے گی... نہیں نہیں آئے گی... جینا میری زندگی میں داخل ہونے کے تمام دروازے بند کر کے گئی تھی۔ اب یہ دروازے نہ میں کھولنے والا تھا اور نہ ہی کوئی اور کھولنے والی تھی۔ میری جوانی کا آخری دروازہ بند ہو چکا تھا۔ سونیا کبھی یقین نہیں کر سکتی تھی اور میں یقین دلانا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ جینا کی لبدی جہاں کے چھٹنے بعد تک میں بالکل خاموش رہا۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی کسی سے رابطہ نہیں کیا۔ اس وحشی قبیلے کی محسوس ہوتی سے واپس پر گورے قیدیوں نے اپنی رہائی پر میرا شکریہ ادا کیا۔ لارا کے دل باب میری تعریفیں کرتے نہیں تھک رہے تھے۔ تمام لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں کون ہوں؟ کمال ہے کیا ہوں اور کمال جا رہا ہوں؟ لیکن میں نے کسی کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ دیا کے کنارے جینا کو دفن کرنے کے بعد اپنی زلیخا گاندھی میں آنکر بیٹھ گیا۔ لوگ مجھے روتے رہے۔

میرے دل سے نکل جاؤ۔“
”شاید میں وہ فرما نہیں رہا۔ مجھے وقت اور حالات نے بدل دیا ہے۔“
”یعنی وہ فرما نہیں رہے جو وقت اور حالات کو بدل دیا کرتا تھا۔“

”تمہاری گفتگو کا انداز میرے اندر تحریک پیدا کر رہا ہے کہ مجھے وی ہونا چاہیے جو اب تک خود کو ثابت کرتا آیا ہوں۔“
”کیا میں خوش ہو جاؤں کہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو رہی ہوں۔“

”میں نے شکست خوردہ انداز میں ایک کمری سانس لے کر کہا ”تم کامیاب رہتی ہو؟ بولو کیا کام ہے؟“
”تم نے ابھی کہا ”میں کامیاب رہتی ہوں؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”نکاحی سب کے مقدر میں ہوتی ہے۔ خصوصاً کامیاب لوگوں کی زندگی میں نکاحی لازمی ہوتی ہے۔ اب یہی دیکھو کہ ہم نے سوچا تھا تمہاری زندگی میں بیٹا کے بعد کوئی عورت نہیں آئے گی اگر تم اس سے بھی تیار ہو جاؤ گے تو ہم اسی جینا کو دوسرے روپ میں تمہارے سامنے لے آئیں گے اور تم اسے ایک نئی سامی سمجھ کر قبول کر لیا کرو گے مگر تقدیر کے ایک جھٹکے نے ہمارے منصوبے کو ناکام بنادیا۔“

”ہاں تمہارے لئے یہ نکاحی ہے۔ مگر میرا اصل فیصلہ ہے کہ میری زندگی میں اب کوئی نہیں آئے گی۔“
”وہ چٹنے لگی۔ میں نے ناگوار سے پوچھا ”اس میں ہٹنے کی کیا بات ہے؟“

”وہ ہٹتے ہوئے بولی ”ایسا زبردست لطیفہ اپنی داستان میں بیان نہ کرنا، ورنہ تمہارے قارئین بھی بے اختیار ہٹنے لگیں گے۔“

”بہتر ہے ”تم کامیاب کی بات کرو۔“
”پہلی کام کی خوشخبری یہ ہے کہ آج سے تمہارا دماغ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے گا۔“

”یعنی بالسلطان تمہاری اجازت کے بغیر بھی تمہارے پاس نہیں آئیں گی۔“
”کیا اب تک بغیر اجازت آ رہی تھیں؟“

”نہیں۔ وہ زبان کی جچی ہیں۔ انہوں نے زبان دی تھی کہ جب تک گنتائی کی زندگی گزاراؤ گے، وہ تمہارے پاس نہیں آئیں گی۔“

”اگر وہ کبھی آئی ہوں گی تو مجھے خبر نہیں ہوئی ہوگی۔“
”تمہارا یہ شبہ بھی ختم ہو جائے گا۔ وہ ہر چند وہ دن میں ایک رات چپکے سے آکر تمہارے خوابیدہ دماغ پر ترقیبی حمل کرتی تھیں پچھلی بار جو انہوں نے عمل کیا تھا اس کا پندرہویں دن آج ختم ہو رہا ہے۔ وہ آج رات تمہارے دماغ میں چپکے سے نہیں آئیں گی۔“

”پھر تو میں آج تمام رات جاگتا رہوں گا۔“

”میں نے بیٹا تھا کہ مجھے کمال جانا ہے۔ وعدہ اسکرین کے پار راستہ دکھائی دے رہا تھا۔ اور جب تک راستہ دکھائی دیتا رہتا، میں ڈرائیو کرتا رہتا۔ کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی راستے پر زندگی ٹھک کر گرنے والی تھی۔“

”چھ گھنٹے بعد سلطان واسطی نے رابطہ کیا۔ پھر کہا ”تمہارا مضمون بہت بھاری ہے۔ یہ ساری زندگی رہے گا لیکن ساری زندگی تم خاموش رہیں نہ سکتے، اپنیوں سے لائق نہیں رہ سکتے کسی سے نہ کسی ”سوینا سے باتیں کرو۔ وہ تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔“

”میں ابھی آ رہا ہوں۔“
”وہ چلا گیا۔ اس نے درست کہا تھا۔ میں دنیا میں رہ کر دنیا والوں سے اور خصوصاً اپنے محبت اور خون کے رشتوں سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ یہی رہتے اپنی محبتوں سے رشتہ رشتے سرے سے جینے کی انگ پید کرتے ہیں۔“

”میں نے خیال خواتین کی پرواز کی۔ سوینا کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا ”تمام آنسو۔ ختم ہو گئے یا کچھ باقی ہیں؟“
”ختم جاتی ہو، میں آنسو نہیں بناتا۔“

”یہ بھی جانتی ہوں کہ تم اپنے اندر بیٹھ کر کبھی اتنی ویرانم نہیں کرتے۔“
”ظاہر ہے، ماتم کر رہا ہوتا تو تمہارے پاس نہ آتا۔“

”بلانے پر آئے ہو۔“
”آیا تو ہوں۔“

”تمہاری اسی سعادت مندی سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ ذرا بھی صدمے کا اندازہ کروں گا تو وہ بڑی طرح میرا مذاق اڑائے گی۔ پھر بھی میں نے یہ بات دوسرے زاویے سے کہہ دی ”سوینا! تمہیں بیٹائی موت پر افسوس کے چند الفاظ ضرور ادا کرنے چاہئیں۔“

”موتنی کے کسی عزیز کے سامنے افسوس کیا جاتا ہے۔“
”بیٹا اور اوارث تھی۔ میں نے دل ہی دل میں افسوس کیا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے سامنے تعزیتی گفتگو ہو تو مجھے بتاؤ، وہ تمہاری کون تھی؟ یا تم اس کے کیا کہتے تھے؟“

”اس نے زبردست چوٹ کی تھی۔ مجھ سے جواب نہ بن پاتا میں نے جھنجھاکر کہا ”تم جلی کئی باتیں شروع کر رہی ہو۔“
”باتیں شروع کرنے پر تم نے مجبور کیا ہے۔ بہتر ہے مجھ سے صرف کام کی ہی باتیں کرو۔“

”مجھے کل صبح تک کے لئے تھما چھوڑ دو۔ مجھ سے کوئی کام نہ لو۔“

”میں اس فریاد سے بول رہی ہوں جو کسی بھی حالت کے بہت منہوں میں بھول جاتا ہے۔ اگر تم وہ نہیں ہو تو اتنی دقت

”یہ شک اپنے اطمینان کے لئے جاگتے رہو۔ میں جسیں خوشخبری سنا چکی ہوں۔“
”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”ہم نے سمجھ لیا ہے۔ ہماری جنگ تم سے ہو سکتی ہے، تمہاری تقدیر سے نہیں ہو سکتی۔ تمہارا مقدر شیطان ہے، تم سے شیطان ہی کچھ گئے گا۔“

”میں نے زندگی میں پہلی بار تین عورتوں کو عقل سوچتے ہوئے دیکھا ہے۔“
”یہ بی بی سی۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہماری عقلی۔ نتیجہ میں تم آئندہ کتنی عقلی کا جوٹ دیتے رہو گے۔“

”شاید کام کی بات رہ گئی ہے؟“
”ہاں۔ تمہارا بیٹا ابھی نہیں ہے۔“
”میں کا دیوانہ ہے شیشی کی بڑی کیا ہو گا۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ بنگے پیدا کرے بغیر وہاں سے چلا آئے۔“

”اس کا وہاں جانا توخ سے زیادہ فائدہ مند رہا ہے۔ اس نے وہاں دو ٹیلی جیسی جاننے والوں کو دریافت کیا ہے۔“
”وہ ٹیلی جیسی جاننے والی الپا نگر اور بے مور مکن کے متعلق بتانے لگی پھر اس نے کہا ”سلطان نے تمہاری آواز اور لمبے میں الپا پر ترقیبی عمل کیا ہے لہذا وہ تمہیں اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گی۔ تم اس کی ہوج میں جو کوئے، وہ اس پر عمل کرے گی۔ ہر چند وہاں دن سے پہلے اس پر ترقیبی عمل کرتے رہو گے تو وہ تمہاری معمولی بن کر رہا کرے گی۔“

”مجھے الپا کی آواز سنانا کی یا میں پارس کے ذریعے جاؤں؟“
”آواز سننے کے لئے تمہیں سلطان کے پاس جانا ہو گا۔“

”رہے دو۔ میں چلا جاؤں گا۔“
”وہ ہٹتے ہوئے بولی ”تم دونوں منہوں سے کھڑاتے ہو۔“

”نہ کھڑاؤں تو بدعاش کوئی!“
”میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔ اب جاؤ۔“

”میں دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ میری ٹریڈر گاڑی ٹرک کے کنارے رکی ہوئی تھی۔ پتا نہیں ”میں کہہ چلا آیا تھا۔ میں نے راستوں کی نشاندہی کرنے والی تختیاں بھی نہیں پڑھی تھیں۔ میں نے گاڑی اشارت کر کے آگے بڑھائی تاکہ آگے راستہ معلوم ہو سکے۔ سوینا سے باتیں کرنے کے بعد صدمہ بڑی حد تک کم ہو گیا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ شماروں کا تو دکھ ہر گزے گا۔ دنیا والوں کے درمیان مصروف رہوں گا تو دل اور دماغ سے بوجھ اتر رہا ہے گا۔“

”آگے جا کر ایک سبک میل کو پڑھا۔ پتا چلا ”میں راستہ بدل کر شمالی ساحلی علاقے کی طرف سفر کر رہا ہوں اور دس کلومیٹر کے بعد بن غازی کی بندرگاہ تک پہنچنے والا ہوں۔ میں نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ دماغ میں یہ خیال چل رہا تھا کہ تھائی میں صدمہ پت سے لڑنے کے بجائے مجھے اپنے کسی محبوب کے

”میں نے اپنے کسی محبوب کے لئے جاگتے رہو۔ میں جسیں خوشخبری سنا چکی ہوں۔“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”میں نے اپنے کسی محبوب کے لئے جاگتے رہو۔ میں جسیں خوشخبری سنا چکی ہوں۔“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

”یہ میرائی کیوں ہو رہی ہے؟“

اپنی آواز سن کر اس کے ذریعے جوڑی نارمن کو کسی اعلیٰ کمزوری میں مبتلا کرنا چاہتی تھی تاکہ اسے بھی سے مودعہ کی طرح خودی عمل کے ذریعے اپنا معمول بنا کر رکھ سکے۔ جب میں الپا کے پاس پہنچا تو وہ اسی لڑکی کے متعلق دریافت کر رہی تھی۔ جزل نے کہا "میں ابھی اس کی آواز سنا رہا ہوں۔"

اس نے اپنے ماتحت کو اشارہ کیا۔ ماتحت نے ریکارڈ میں ایک کیسٹ لگا کر اسے آن کیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ایک لڑکی کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ الپا نے تھوڑی دیر سننے کے بعد کہا "اسے آف کر دیں، میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی، کرانا سوچ رہی تھی۔ "میں نے بھی کیسے جوان سے دل لگایا ہے۔ وہ سخت پرے میں رہتا ہے۔ میمنوں اس کی خبر نہیں لیتی۔ خط لکھو تو دیر سے جواب آتا ہے۔ چھ ماہ پہلے فون پر بات ہوئی تھی۔ میں تو اس کی آواز سننے کو بھی ترس جاتی ہوں۔"

الپا نے اس کے اندر خواہش پیدا کی کہ وہ ابھی جوڑی نارمن کو فون پر مخاطب کرے۔ فون پر اس سے رابطہ کرنے کے لئے کئی جگہ خبرداروں کر کے پہلے اعلیٰ افسران سے اجازت حاصل کرنی پڑتی تھی۔ وہ متعلقہ افسران سے درخواست کرنے لگی کہ اسے جوڑی نارمن سے باتیں کرنے کی اجازت دی جائے پہلے انکار کیا گیا۔ جب اس نے بتایا کہ اس سے فون پر رابطہ کچھ چھ ماہ گزر چکے ہیں تو اسے انتظار کرنے کو کہا گیا۔ وہ انتظار کرتے ہوئے سوچنے لگی "جوڑی نے وعدہ کیا تھا کہ تین ماہ بعد ٹریننگ مکمل نہیں ہوگی اور ٹریننگ کی مدت بڑھادی جائے گی تو وہ چپ چاپ خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرے گا۔ میں اس کی اصول پسندی سے شک آتی ہوں۔ وہ جب چاہے میرے دماغ میں آسکے۔ لیکن اس نے اعلیٰ افسران کے سامنے حلف اٹھایا تھا اور عہد کیا تھا کہ جب تک ٹریننگ مکمل نہیں ہوگی اور اعلیٰ افسران اجازت نہیں دیں گے، وہ کسی رشتے دار یا کسی بھی شہسازے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم نہیں کرے گا۔ وہ اپنے عہد پر قائم ہے لیکن اسے میری بے چینی کا بھی احساس ہونا چاہئے۔"

ریسیور سے آواز آئی "ہیلو، مس کرانا! ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مشر جوڑی نارمن کا جہولہ کسی دوسرے سینٹر میں ہو گیا ہے۔ اس جہولہ کو انتہائی راز میں رکھا گیا ہے۔ ٹریننگ کے اختتام سے پہلے آپ اس سے بات نہیں کر سکیں گی۔ سو رہی۔"

ریسیور رکھ دیا گیا۔ کرانائے بھی مایوس ہو کر ریسیور رکھ دیا۔ مایوس تو ہم بھی ہو رہے تھے۔ وہ لڑکی ہمارے لئے بیکار تھی۔ ہمیں جوڑی نارمن تک نہیں پہنچا سکتی تھی۔ لیکن الپا نے

ایک تدبیر آزمائی۔ اس نے کراناکے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ وہ اعلیٰ افسران کو خود کشی کی دھمکی دے۔ انہیں وارننگ دے کہ اگر پندرہ منٹ کے اندر جوڑی نارمن سے اس کی بات نہ کرانی گئی تو وہ اپنی کچن پر ہتوں کی گولی مار کر جان دے دے گی۔ اس نے فوراً ہی متعلقہ افسر سے فون پر رابطہ قائم کیا اور کہا "کوئی لڑکی اپنے منگھرے اتنی طویل جدائی برداشت نہیں کر سکتی اور آپ لوگ دشمنوں کے خوف سے جدائی کی میعاد بڑھاتے جا رہے ہیں۔ افسر! غور سے سنو۔ میں نے اپنے بیڑوم کو چاروں طرف سے بند کر لیا ہے۔ میرے کمرے میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔ میرے ہاتھ میں بھرا ہوا ہتھول ہے۔ اگر پندرہ منٹ کے اندر آپ نے مجھے جوڑی کی آواز نہیں سنوائی تو میں اس ہتھول سے خود کشی کر لوں گی۔"

دوسری طرف سے پریشان ہو کر کہا گیا "ایسی حماقت نہ کرنا۔ میں اعلیٰ افسران سے بات کر رہا ہوں۔ میرا انتظار کرو۔" "میں فون پر انتظار کروں گی۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرے منہ آکر مجھے خود کشی سے باز رکھ سکے تو یہ تمہاری معمول ہوگی۔ جیسے ہی میرے بیڑوم کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی جائے گی، میں خود کو گولی مار لوں گی۔"

اس دھمکی نے اعلیٰ افسران کو یقیناً پریشان کیا ہو گا۔ الپان کے دماغوں میں نہیں جاری تھی کیونکہ خیال خوانی کرنے والے جراتوں کے عمران افسران پوگا کے باہر ہو سکتے تھے۔ دس منٹ کے اندر ہی فون کی ٹھنڈی سنائی دی۔ کرانائے نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو، میں کرانا بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے جوڑی نارمن نے کہا "یہ تم کیا حماقت کر رہی ہو! کیا تم نے خود کشی کی دھمکی دی ہے؟" "اور کیا کروں؟ تمہاری صورت دکھائی دیتی ہے۔ نہ آواز سنائی دیتی ہے۔ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے!"

"مجھے خوشی ہے کہ تم مجھے اس قدر چاہتی ہو لیکن یہ بھی تو سوچو، یہ عارضی جدائی ہمارے بہتر مستقبل کے لئے ہے۔" "مجھے کب انکار ہے۔ لیکن ہفتے میں ایک بار تو تم سے رابطہ ہونا چاہئے۔"

"آئندہ یہی ہو گا۔ مجھے اجازت دے دی گئی ہے، ہفتے میں ایک بار میں دس منٹ تک تم سے باتیں کر سکوں گا۔" وہ خوش ہو کر بولی "میں بے چینی سے اگلے ہفتے کا انتظار کروں گی لیکن تمہاری یہ ٹریننگ کب ختم ہوگی؟"

"ٹریننگ تو سمجھو، ختم ہو چکی ہے۔ ہمیں فی الحال دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک جگہ چھپایا گیا ہے۔ خطرہ ختم ہونے میں تم سے ملاقات کروں گا۔"

کرانا دس منٹ تک باتیں کرتی رہی۔ پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ اس شخص کو بھی کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں تھا۔ لیکن اچانک ہی وہ بولا جس کی توقع نہیں تھی۔ سکرانائے

ریسیور رکھا تو اسے اپنے دماغ میں جوڑی نارمن کی آواز سنائی دی۔ وہ پوچھ رہا تھا "کرانا! میں بول رہا ہوں۔" وہ خوش ہو کر بولی "ارے! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ریسیور رکھتے ہی تم میرے اندر آ جاؤ گے۔"

"کرانا! تم دھوکا کھا گئیں۔ ابھی فون پر میں نہیں تھا۔" "کیا، تم نہیں تھے!"

"ہاں۔ میں اپنے افسران کی لاعلمی میں تم سے باتیں کرنے آیا تو دیکھا، تم کسی سے فون پر باتیں کر رہی ہو اور وہ باتیں کرنے والا میری آواز میں بول رہا ہے۔ تب میری سمجھ میں آیا کہ میرے افسران نے تمہیں خود کشی سے باز رکھنے کے لئے ایک خفیہ کی خدمت حاصل کی ہیں۔ وہ میری آواز میں بول کر تمہیں مطمئن کر رہا تھا۔"

"مجھے دھوکا کھا گیا ہے، تمہیں اس کی شکایت کرنی چاہئے۔" "یہ دھوکا ہمارے مفاد میں ہے۔ انہیں یہی سمجھئے دو کہ تم مطمئن ہو گئی ہو اور ان کا یہ انداز بھی بحال ہو گیا ہے کہ میں چھپ کر تم سے رابطہ قائم نہیں کرنا ہوں۔"

"واقعی؟" "ہاں، ہمارے حق میں ہیں۔ اب تو تم روز میرے پاس آیا کرو گے؟"

"روز آؤں گا، صبح شام آؤں گا تمہاری محبت نے مجھے اپنا عہد توڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

کرانائے نے الپا کی مرضی کے مطابق پوچھا "تم کہاں ہو جوڑی؟"

"ہم تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو کل آدھی رات کے بعد اچانک دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔"

"کیا تم مجھ سے بہت دور چلے گئے ہو؟"

"جائیں، میں تم سے کتنی دور ہوں۔ ہمیں پہلی کاپیٹر میں سوار کرانے کے بعد آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئی تھیں۔ پہلی کاپیٹر تقریباً تین گھنٹے تک پرواز کر رہا۔ پھر ہم کس آواز سے گئے۔ کلاؤں میں بھاڑ کر ایک فوجی چھانڈی میں پہنچائے گئے۔ وہاں ہماری آنکھوں سے پٹیاں ہٹائی گئیں۔"

"کچھ تو معلوم ہونا چاہئے کہ تم کہاں ہو؟"

"یہ نہ ہی معلوم ہو تو اچھا ہے۔ حکومت نے ہماری حفاظت کے لئے یہ اقدامات کئے ہیں۔ ہمیں رشتے داروں سے بھی دور کر دیا ہے۔ ویسے اب تمہیں فکر مند نہیں ہونا چاہئے۔ میں تمہارے پاس آتا رہوں گا۔"

الپا نے کراناکے ذریعے اسے دوسرے پہلو سے کیدنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا "دشمن فوجی چھانڈوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ یہ تمہارے لئے خطرہ کی بات ہے۔ جس میں آخر کس چھانڈی میں رکھا گیا ہے؟"

"میری جان! تم فکر نہ کرو۔ اور ایسے سوالات نہ کرو۔ یہ کلام ایک ملامت ہیں۔ میں جب بھی آؤں گا تو ہمارے

درمیان صرف پیارو محبت کی باتیں ہوا کریں گی۔"

الپا مزید کیدنا چاہتی تھی، میں نے اس کی سوچ میں کما۔ "مزید سوال کرنا حماقت ہوگی۔ جوڑی نارمن کو شبہ ہو جائے گا؟" وہ کراناکے دماغ سے نکل گئی۔ اپنی جگہ حاضر ہو کر دیکھا، پارسس ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر پوچھا "تم کب آئے؟"

"بڑی دیر سے بیٹھا ہوں۔ یوں افسر نے بتایا ہے کہ تم نے مجھ پر سے پانڈیاں اٹھائی ہیں۔ اسے حکم دیا ہے کہ میں کسی روک ٹوک کے بغیر تمہارے پاس آسکا ہوں۔ یہاں آکر دیکھا تو تم خیال خوانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔"

وہ قریب آئی پھر اس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولی۔ "میں نے سوچا تھا، کبھی کسی پر بھروسہ نہیں کروں گی لیکن تمہاری قوت نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے۔ تم کوئی جادوگر تو نہیں ہو؟"

وہ میرے بیٹے کے قریب ہو رہی تھی۔ میں دماغ سے نکل گیا۔ سونیا کے پاس آکر بولا "آؤ! بڑھا ہو جائے تو کیا کرتا ہے؟"

"گزری ہوئی جوانی کو یاد کرتا ہے۔"

"تو پھر یاد کرو۔ تم پہلی بار کس طرح میرے قریب آئی تھیں؟"

"کیا پارس اور الپا کے پاس سے آ رہے ہو؟"

"اوہ گاؤ! تم کتنی تیزی سے صحیح نتیجہ تک پہنچ جاتی ہو!"

"پلیز! کام کی بات کرو۔"

"کیا سلمان واسطی نے تمہیں بتایا ہے کہ تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو دوسری جگہ منتقل کیا گیا ہے؟"

"ہاں، جملہ منتقل کیا گیا ہے، وہاں میں موجود ہوں۔"

"بس یہی معلوم کرنے آیا تھا۔"

"کیا الپا کوئی جال بچھاری تھی؟"

"ہاں، جوڑی نارمن نا، جو ان تک پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کی محبوبہ کراناکے دماغ میں گئی تھی۔ وہاں جوڑی چپ چاپ محبوبہ سے ملنے اس کے دماغ میں آیا تھا۔ ان کی باتوں سے پتا چلا کہ انہیں کسی فوجی چھانڈی میں رکھا گیا ہے۔"

"اور پھر؟"

"اور جوڑی نے اپنی محبوبہ کو کچھ نہیں بتایا۔ اب یہودی تنظیم کے جاسوس جوڑی نارمن اور دوسرے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کا سراغ لگا رہے گے۔"

میں سونیا کے پاس سے اٹھا۔ میری گاڑی ساحلی شہرین گاڑی پہنچ گئی تھی۔ وہاں میں نے ڈیڑ گھنٹہ فریڈم کروی اور ایک فلائٹ کے ذریعے مصر کے شہر اسکندریہ پہنچ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ کسی یہودی کی گردن دو بچ کر اس کے دوپٹ میں ابراہیم کے بچے جاؤں گا۔ یہیت سے اسرائیلی جاسوس پڑی

ملکوں میں ہمیں بدل کر رہتے ہیں اور اپنے ملک کے مفاد میں کام کرتے رہتے ہیں۔ میں ایسے ہی کسی جاسوس کو ڈالنے لگا۔ اس دوران میں کئی بار الپا کے دماغ میں گیا۔ ایک طرف وہ جوڑی ہمارے کے ہاتھ نہ آنے پر قدرے پاپس تھی دوسری طرف پارس کی دیوانی ہو گئی تھی۔ اسے ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتی تھی اور سرکاری معاملات بھی نہیں چھپاتی تھی۔ ایک تو اس پر سرکشی تھی دوسرے اسے یہودی پارس سمجھ رہی تھی۔ اور امریکا میں یہودی تنظیم کے جاسوس تعین وادارے تھے کہ جلد ہی ملی جیسی جاننے والوں کا سرنگل مل جائے گا۔

ایک بار الپا خیال خوانی کے ذریعے سے جو مرگن کے دماغ میں گئی۔ وہ اس کا معمول بن گیا تھا اور اسے اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ جب وہ مرگن کے دماغ سے چلی آئی تو میں الپا کی آواز دہرایا کہ اس کے دماغ میں کیا اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ یہ طریق کار آئندہ میرے کام آسکتا تھا۔ میں اس کے دماغ سے واپس آیا۔

میں اسکندریہ کے ایک دیوانی کی کانچ میں تھا۔ ساحل پر ایسے بچاس کانچ تھے جہاں صرف کروڑ پتی ارب پتی تاجریا حکومت کے اعلیٰ عہدیدار عوامی کے لئے آتے تھے۔ غیر ملکی جاسوس ایسی ہی جگہ حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کو ٹرپ کر کے اہم سرکاری راز معلوم کرتے ہیں۔ میں بھی شکار کھیل رہا تھا۔ اگر دوسری دور سے ٹاؤن کے بات ہوتی تو کسی مطلب کے آدمی تک پہنچنے میں کئی دن لگ جاتے لیکن میں تو ایک ایک کے دماغ میں گھس کر اصلیت معلوم کرتا تھا اس لئے چند ہی گھنٹوں کے اندر ایک اسرائیلی جاسوس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

اس کا نام ڈی مولر تھا۔ اس کے ساتھ ایک نہایت سی حسین یہودی عورت تھی جس کے ذریعے وہ مصر کے ایک فوجی افسر کو آواز دہرایا تھا اور فوج کے اہم راز معلوم کرنا چاہتا تھا۔ میں ڈی مولر کے دماغ سے اس کی پوری ہنسی معلوم کرنے لگا۔ وہ ایک ریستوران میں بیٹھا وقت گزار رہا تھا۔ اس کی ساتھی حینہ فوج افسر کے ساتھ کانچ میں تھی۔ صبح سے پہلے ایک اہم بائیکورم لے کر آنے والی تھی۔ وہ دونوں اس قسم کے ساتھ اسرائیل روانہ ہونے والے تھے۔

تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد میں نے ڈی مولر کے دماغ پر قبضہ تھاپا پھر اسے اپنے کانچ میں بلایا۔ اسے اپنے سامنے بٹھا کر اپنے چہرے پر ایک اپ کیا بڑے اطمینان سے دو گھنٹے تک ایک ایک کرنے کے بعد جب میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ چونک گیا۔ بوکھلا کر اپنے سامنے اپنے ہم شکل کو دیکھنے لگا۔ اب میں نے اس کا روپ اختیار کر لیا تھا وہ بھی آئینے میں اپنے آپ کو اور کبھی مجھ کو دیکھ رہا تھا اور پھر رہا تھا "مگر کون ہو؟ میں یہاں کیسے آیا ہوں؟"

میں نے کہا "اپنا یہ بیک مجھے دے دو اور یہاں سے چل جاؤ۔"

اس نے اپنا بیک ڈال دیا۔ اس میں پاپیورٹ اور ضروری کاغذات کے علاوہ کانچ کی چابی تھی۔ اس نے بیک دینے وقت جیب سے ریوادر نکالنے کی کوشش کی لیکن میری مرضی کی خلاف ورزی نہیں کر سکا۔ میرے سامنے اسے اٹھ کر باہر چلا گیا۔ پھر وہاں سے دوڑنا ہوا جانے لگا۔

میں اسے بہت دور تک دوڑا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ساحل کے ویران حصے میں پہنچ گیا۔ پھر وہ سمندر کی سمت دوڑ رہوں میں جانے لگا۔ لہجے اسے ساحل کی طرف پھینکا چاہتی تھیں۔ مگر وہ ان سے لڑا ہوا کمرے میں پانی چلا گیا۔ وہاں جیب سے ریوادر نکالنے ہوئے بولا "ہم غلط ہو رہی ہیں۔ اپنے چوڑی اسلامی ملکوں کے اہم راز حاصل کر کے ان ممالک کو کمزور بناتے ہیں۔ انہیں اپنے متقابل جنگ کے قتل نہیں رہنے دیتے۔ اب میں بہت کمزور راز معلوم کرنے کے لئے کمرے سمندر میں جا رہا ہوں۔ اسرائیلی حکومت کو سمندر کے اندر پھینکاؤں گا۔"

یہ کہنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو کوئی باریدی میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس کے بیک کو شانے سے لٹکا کر باہر آیا۔ کانچ کو الگ کیا۔ پھر اطمینان سے چلا ہوا اس کے کانچ میں پہنچ گیا۔ وہاں وہ حینہ کے ساتھ رہتا تھا۔ حینہ صبح تک آنے والی تھی۔ میں ان کے سلمان کی تلاش میں لے لگا۔ ان کے پیچھے کے لحاظ سے کچھ اہم چیزیں تھیں۔ مثلاً پاکٹ ٹرانسمیٹر، اسٹی ڈارک لہنسز اور ایک فلر تھا جو بظاہر لکھنے کی چیز تھی لیکن اس سے فائرنگ کی جا سکتی تھی۔

میں نے وہ تمام چیزیں جون کی ٹول رکھ دیں۔ پھر سڑک پر آکر لیٹ گیا ہوا الپا کی خبروں پر خیال آیا "چاندنی رات ہے پتا نہیں وہ میرے صاحبزادے کے ساتھ کیسا وقت گزار رہی ہوگی۔ میں نے ایک سرد آہ بھر کر آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ہدایت دی کہ صبح تک گہری نیند سو نہ رہوں کوئی کانچ میں داخل ہوتا چاہے تو میری آنکھ کھل جائے۔

میں سو گیا۔ اور پارس الپا کے ساتھ ایک تقریب میں وقت گزار رہا تھا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر کی بیٹی کی سالگرہ تھی۔ بڑے امیر کبر لوگ آئے ہوئے تھے۔ جوان لڑکیوں کا میلہ لگا ہوا تھا۔ آرکسٹرا کی دھن پر کتنے ہی جوڑے رقص کر رہے تھے۔ دھن بدلنے کے ساتھ رقص کرنے والے پارٹنر بھی بدل جاتے تھے۔ پارٹنر بدلنے کا دستور ایسا تھا کہ لڑکے لڑکیاں اپنی پسند کے ساتھیوں کی ہانپوں میں پہنچ جاتی تھیں۔ پارس اور الپا کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ دھن بدلنے کے باعث انہیں ایک دوسرے سے الگ ہو کر دوسرے رقص کرنے والے اور والی کے پاس جانا پڑا۔ انہیں چاہتی تھی پارس کسی اور کی ہانپوں میں بنائے۔ لیکن رقص کے دستور پر

عمل کرنا ضروری تھا۔ ایک ریٹائرڈ فوجی نے بڑی محبت سے اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ پھر اس نے ساتھ رقص کرتے ہوئے بولا "تم بے حد حسین ہو۔"

اس کا دھیان پارس کی طرف تھا۔ وہ بیزار سی ہوئی۔ "میری اور تمہاری عمریں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا "زندہ دلی کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔ جو زندہ دل ہوتے ہیں وہ کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔"

وہ اس لڑکی کے دماغ میں پہنچ گئی جو پارس کے ساتھ رقص کر رہی تھی۔ وہ اس کے اندر رہ کر دیکھنا چاہتی تھی کہ پارس اس حینہ میں کتنی دلچسپی لے رہا ہے۔ اس نے حینہ کی زبان سے پوچھا "وہ لڑکی جس کے ساتھ تم ابھی رقص کر رہے تھے کیا وہ تمہاری کچھ لگتی ہے؟"

پارس نے جواب دیا "ہاں وہ ایسی لگتی ہے کہ آج تک کوئی ایسی نہیں لگی" وہ نواں نہیں تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ الپا اسے کسی لڑکی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے بھی دیکھنا نہیں چاہتی ہے۔ ایسے میں وہ ضرور اس کی ذاتی بارنر کے دماغ میں آکر باتیں سنے گی۔ اس لئے وہ اس کی تعریفیں کرتے ہوئے کہہ رہا تھا "میری الپا ایسی ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کوئی اور نگاہ اچھا نہیں لگتا۔ کئی چاہتا ہے" وہی زندگی بھر نگاہوں کے سامنے رہے۔

"آخر تمہاری الپا میں ایسی کیا بات ہے۔ اس مغل میں اس سے بھی زیادہ حسین لڑکیاں ہیں۔"

"ہاں اس مغل میں اس دنیا میں بے شمار حسین لڑکیاں ہیں۔ لیکن یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حسن کے کتنے ہیں؟ حسن اسے کہتے ہیں جو ہماری آنکھوں کو اچھا لگتا ہے اور آنکھوں کے راستے دل میں سا جاتا ہے۔ حسن کی تعریف یہ ہے کہ اس کے بعد دنیا کا کوئی حسن متاثر نہیں کرنا۔ یہی الپا کی تعریف ہے۔ اس کے بعد دنیا کی کوئی لڑکی مجھے متاثر نہیں کر سکتی۔"

الپا اس کے دماغ میں رہ کر سن رہی تھی اور خوش ضروری تھی۔ پھر وہ خیال خوانی سے چونک گئی۔ جس کے بازوؤں میں رقص کر رہی تھی اس نے اچانک دوپٹ لیا تھا۔ وہ غصے سے بولی "یہ کیا حرکت ہے۔ چھوڑو مجھے..."

وہ بولا "ابھی تم مسکرا رہی تھیں۔ تمہاری مسکراہٹ نے مجھے حوصلہ دیا ہے۔"

"میں اپنے خیالوں میں مسکرا رہی تھی۔"

یہ کہتے ہی اس نے بارنر کے دماغ میں پہنچ کر اسے ہلکا سا ہنکا پھنکا۔ اسے اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ باتوں میں لگا کر اسے مسلسل سینے سے لگائے ہوئے تھا "الگ نہیں ہو رہا تھا۔ دماغ میں زلزلہ پیدا ہوتے ہی وہ چنچا کر الگ ہو گیا۔ سب

لوگ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر ہٹا کر فرش پر گر پڑا تھا۔ کچھ لوگ آکر اسے اٹھا رہے تھے۔ کچھ الپا سے پوچھ رہے تھے "اسے اچانک کیا ہو گیا ہے؟"

وہ انجان بن کر بولی "ہائیں! اچھا غلط نظر آ رہا تھا! اچانک ہی چنچا کر گر پڑا۔ شاید اسے کسی قسم کا درد ہو رہا ہے۔ ایک طرف لے گیا۔ سرگوشی میں بولا "یہ تم نے کیا کیا ہو؟" وہ اپنا بازو چھڑا کر بولی "جو کیا" وہ کم ہی کیا ہے۔ وہ بڑھا شیطاں مجھے سینے سے لگا رہا تھا۔"

"تو کیا ہوا؟ تم گھس نہیں گئی ہو۔"

"تمہیں شرم آئی چاہئے۔ کوئی مجھے سینے سے لگا رہا تھا اور تمہیں شرم نہیں آ رہی تھی۔ کیا تم بے غیرت ہو؟"

"بے غیرت کی سب سے بڑی بچان یہ ہے کہ آدمی کو خواہ مخواہ غصہ آتا ہے۔"

"یعنی مجھے غصہ آ رہا ہے اس لئے میں بے غیرت ہوں!"

"تم بے غیرت نہیں، مغرور ہو۔ اگر تمہیں ملی جیسی نہ آتی تو تم اس کا کیا بازو لیتیں؟ کچھ نہیں۔ تمہیں مذہب انداز میں اس سے بیچنا پڑا پڑا کیا اپنے مرد پر مجبور سا کر دیا۔ مگر تم نے میرا انتظار نہیں کیا۔"

"میں لغت سمجھتی ہوں تمہارے جیسے مرد پر۔ خبردار! میرے قریب نہ آنا۔ دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔"

وہ غصہ سے منہ پھیر کر جزل کے پاس چلی گئی۔ ایک عورت ایسا سلوک کرے تو مرد کو غصہ آتا ہے۔ مگر وہ پارس کی کون سی سگی تھی کہ اسے آؤ آنا۔ وہ تو ایک خاص مقصد کے تحت عشق فرما رہا تھا۔ اس نے غصہ کرنا بھی سیکھا ہی نہیں تھا بلکہ دوسروں کے غصے سے فائدہ اٹھانا سیکھا تھا۔

وہ ایک طرف چلا ہوا اس سیز کے پاس آیا جہاں وہ ریٹائرڈ افسر بیٹھا لوگوں سے کہہ رہا تھا "آپ لوگ ناچ رہے ہیں۔ اور مجھے انوسے ہے" میں آپ کے لئے پریٹائل کا باعث بن گیا۔

ایک نے پوچھا "آپ کو ہوا کیا تھا؟"

"کیا بتاؤں؟ ایسا کبھی کبھی ہو جاتا ہے۔ میرے دماغ کو عجیب طرح کا شاک پہنچتا ہے اور میں گر پڑا ہوں۔ پھر جلد ہی ٹھیک ہو جاتا ہوں۔ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں" میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

پارس سوچ میں پڑ گیا۔ وہ ریٹائرڈ افسر غلط بیانی سے لوگوں کو ٹال رہا تھا۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ اسے کبھی بھی مافی شاک پہنچتا ہو۔ اگر ایسا نہیں تھا تو اس نے یقیناً کچھ ایسا کیا ہوگا کہ وہ ملی جیسی کا کرشمہ تھا۔ اور وہ ملی جیسی یا تو اپنا جانتی ہے یا کوئی جاننے والا اس کے دماغ میں رہتا ہے۔

پارس اس افسر کو پکڑ کر ایک طرف لے جا کر اس کی غلط

بیانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن جزل نے اسے طلب کر کے سخت ناراضگی سے کہا "تم نے دام الپا سے نجاتی کی ہے۔ کیا اپنی حیثیت بھول گئے ہو؟"

پارس نے کہا "میں نے اپنی حیثیت میں رہ کر دام کو غلطی کا احساس دلانا چاہتا تھا۔ انہوں نے اس رینڈزڈ اسٹرک کو دانی جھکا پینچا کر سخت غلطی کی ہے۔ کیا بے موقع خیال خوانی کا اظہار کرنا دانشمندی ہے؟"

"دانشمندی نہیں ہے" پھر بھی تمہیں الپا کے مزاج کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔"

"میں انہوں سے زیادہ دشمنوں کا خیال رکھتا ہوں۔ یہاں کوئی گریو ہونے والی ہے۔"

"کیا واقعی؟ کیا یہاں دشمن موجود ہیں؟"

"اس رینڈزڈ اسٹرک غلط بیانی سے شبہ ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے اسے بھی کبھی ایسا دانی شاک پہنچتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں اس نے ٹیلی پیٹھی کے عمل کو کیوں چھپایا۔ کیا واقعی وہ دانی مریض ہے؟"

"نہیں" یہ مریض ہوتا تو فوج میں افسر نہ ہوتا۔ رینڈز ہونے کے بعد بھی یہ بارل ہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

پارس نے ہل میں دور تک نظریں دوڑائیں۔ الپا نظر نہیں آئی۔ جزل نے کہا "میرے ساتھ آؤ۔ میں اس اسٹرک کا حاسبہ کروں گا۔"

"سر! ذرا ایک منٹ۔ میں الپا کو دیکھ کر آتا ہوں۔"

وہ اسے تلاش کرتا ہوا ہل سے باہر آیا۔ الپا غصے میں تھی غصہ اس بات کا تھا کہ پارس نے اسے اپنی چیز سمجھ کر اسٹرک گریبان کیوں نہیں پھڑا۔ عورت ایسے ہی مرد کو مرد سمجھتی ہے جو اس کی خاطر اپنے رقبہ سے لڑتا ہے۔ وہ غصے کی حالت میں دوسروں سے مسکرا کر بات نہیں کر سکتی تھی "اس لئے دوسرے کرے میں چلی گئی تھی۔ وہاں اپنا مؤثر نمونہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے پیچھے اسے ٹھیک کرنے والے پہنچ گئے۔ وہ دوتھے۔ ایک نے ریو اور کے نشانے پر اسے رکھتے ہوئے کہا "اگر خاموشی سے چلو گی تو زندہ رہو گی۔"

دوسرے نے پوچھا "بولو" زندگی چاہتی ہو یا موت؟"

الپا نے فوراً ہی خیال خوانی کی چمٹاک لگائی۔ ریو اور والے کے دماغ میں پہنچا ہی چاہتی تھی کہ اس نے سانس روک لی۔ الپا نے دوسرے کے دماغ میں چمٹاک لگائی۔ اس نے بھی سانس روک لی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا پھر ایک نے کہا "ہمارا خیال درست ہے۔ اس سینہ کے ساتھ ٹیلی پیٹھی کا چکر ہے" اسی لئے اس ملک میں اسے ملکہ عالیہ کی طرح تعظیم دی جاتی ہے۔"

دوسرے نے کہا "مس الپا! تمہاری ٹیلی پیٹھی ہمارے دماغ میں نہیں ٹھہرے گی لیکن تمہاری گولی تمہاری ٹیکو پڑی ہیں

گھس جائے گی۔"

"ہم تمہیں پہلی اور آخری بار سمجھاتے ہیں۔ تم یہاں سے تھما باہر جاؤ گی۔ ہم باڈی گارڈز کے طور پر تمہارے پیچھے ہوں گے۔ ہمارے کوٹ کی جیب میں یہ ریو اور ہوں گے" ان کا رخ تیسری طرف ہو گا۔ کوئی تمہارے ساتھ آتا ہے تو تم اس سے کہہ دو گی کہ اپنے دو باڈی گارڈز کے ساتھ ہمیں اچھا جانا چاہی ہو۔"

دوسرے نے کہا "باہر نکلے رنگ کی کار ہے" اس کا نمبرنی ایل فورن فورون ہے۔ تم اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھو گی۔"

وہ ریو اور کو دیکھتے ہوئے پریشان ہو کر بولی "تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"کوئی سوال نہ کرو" ایک لمحہ ضائع نہ کرو۔ چلو آگے بڑھو، پچھلے دروازے سے نکلو۔"

انہوں نے ریو اور اپنی اپنی جیب میں رکھ لئے۔ جیب میں اٹھی ہوئی ٹیل تیسری تھیں کہ وہ نشانے پر ہے۔ اسے پہلی بار اپنی کمزوری اور بے بسی کا احساس ہوا۔ ٹیلی پیٹھی کا علم حاصل کرنے کے بعد وہ خود کو شہ زور، ناقابل شکست اور ہر طرح سے محفوظ سمجھتی تھی۔ آج اس کی خوش فہمی ختم ہو گئی تھی۔

وہ آگے آگے چلتی ہوئی پچھلے دروازے سے باہر آئی۔ ایک بار خیال آیا کہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے جزل کو اپنے حالات بتائے پھر عقل آئی کہ ان دو انورا کرنے والوں کو گھیرا جائے گا تو وہ ناکامی سے پہلے اسے گولی مار دیں گے۔

نیلے رنگ کی کار دور سے نظر آ رہی تھی۔ وہ اوپر بڑھنے لگی۔ اس کے ایک خاص باڈی گارڈ نے سامنے آکر سیٹ کیا پھر پوچھا "میزم! گاڑی نے آؤں؟"

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی "نہیں۔ میں نے گارڈز کے ساتھ جاری ہوں۔ ابھی آجائیں گی۔"

پارس نے دور سے اسے دیکھا۔ چونکہ وہ غصے میں حکم دے چکی تھی کہ نظروں سے دور ہو جاؤ "اس لئے وہ نظروں کے سامنے نہیں آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ الپا نے اپنے باڈی گارڈز کو رخصت کر دیا تھا۔ دوتھے گارڈز اس کے پیچھے چل رہے تھے لیکن وہ گارڈز ہرگز نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ ان کے ایک ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھے جبکہ گارڈز آگے پیچھے چلتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کبھی جیب میں نہیں رکھتے۔

وہ پہلے ہی شبہ میں مبتلا تھا۔ ان پیچھے چلنے والوں کے انداز نے اس کے شہ کو اور تقویت دی تھی۔ ایک نے ٹیلی کار کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔ دوسرا انٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ دروازہ کھولے والا شخص الپا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا جبکہ الپا کسی گاڑی کے ساتھ نہیں بیٹھتی تھی۔ پارس کا چاہتا تو بت پہلے ہی ان کے سامنے ریو اور بن جاتا۔ لیکن وہ سمجھ رہا تھا

الپا کمن پوائنٹ پر ہے۔ اس کی ذرا سی مداخلت اسے موت کے منہ میں پھنساوے گی۔ شاید اسی لئے اس نے ٹیلی پیٹھی کے ذریعے بھی کبھی سے مدد طلب نہیں کی تھی۔

دو دوڑا ہوا ایک موٹر سائیکل کے پاس آیا۔ ایک رئیس زادہ اسے اشارت کر رہا تھا۔ اس نے شناختی کارڈ دکھا کر کہا "میں ڈیوٹی پر ہوں اور مجھے گاڑی کی ضرورت ہے۔"

وہ جوان اٹلی جنس ڈپارٹمنٹ کے ایک افسر کا کارڈ دیکھ کر انکار نہ کر سکا۔ پارس موٹر سائیکل ڈرائیو کرنا ہوا احاطے سے باہر آیا تو وہ ٹیلی کار میں روڈ پر کافی دور نکل گئی تھی۔ اس نے رفتار بڑھادی۔ ہیڈ لائٹ کو بجھا دیا تاکہ تعاقب کا شبہ نہ ہو اور اتنا فاصلہ رکھا کہ کار نظروں میں رہے اور انورا کرنے والوں کا ٹھکانا معلوم ہو جائے۔

کار شرکی بھری پری سڑکوں سے گزرتی ہوئی ہائی وے پر آئی۔ الپا نے پوچھا "اب تو بتاؤ۔ تم لوگ کون ہو؟ اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

اس کے پاس بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "یہ ٹیلی پیٹھی بری بلا ہے۔ یہ بیماری فریڈ علی میور سے شروع ہوئی اور اب ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ یہ افسوس کا مقام بھی ہے اور خوشی کی بات بھی ہے کہ شمس بھی یہ بیماری لگی ہوئی ہے۔"

وہ بولی "مجھے ایسی کوئی بیماری نہیں ہے۔"

"کیا تم نے ہماری آواز سننے ہی ہمارے دماغوں میں آنے کی حماقت نہیں کی تھی؟"

"تم غلط سمجھ رہے ہو" میں ٹیلی پیٹھی نہیں جانتی ہوں۔"

"کیا تم نے بوڑھے ڈانس پارٹنر کو دانی جھکا نہیں پچھایا تھا؟"

"آں؟" وہ ڈرا چکی۔ اس لمحے میں پارس یاد آیا۔ اس نے ٹیلی پیٹھی کا مظاہرہ کرنے پر اعتراض کیا تھا اور وہ بے غیرتی کے طعنے دے کر اس سے دور ہو گئی تھی۔

پاس بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "تمہاری خاموشی بتا چکی ہے کہ تم نے اس بوڑھے کو بہت قریب آنے کی سزا دی تھی۔"

"نہیں۔ میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔ میں کہہ چکی ہوں" میں ٹیلی پیٹھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"تم کچھ کہہ رہی ہو؟"

"ہاں۔ یقین کرو، کچ کہہ رہی ہوں۔"

"تو پھر اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ تمہارے دماغ میں کوئی آ رہا ہے۔"

اس نے گھبرا کر پوچھا "کون آ رہا ہے؟"

"جب وہ آئے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

"نہں... نہیں۔ میں کسی کو دماغ میں آنے نہیں دوں گی۔"

"انکار کبہد ہی ہو۔ یہ بھی سمجھ رہی ہو کہ جڑا آنے والے

کس طرح آتے ہیں۔ دیکھو" یہ ایک کیپول ہے۔"

اس نے جیب سے ایک کیپول پھرا نکلتی کی سرج نکلی اور کہا "یہ کیپول نکل لو گی تو اوصالی کمزوری میں مبتلا ہو جاؤ گی۔ اپنی کے بغیر کیپول نکلنے میں تکلف ہو گی" اس نے انگلیشن گلوکار دماغ کے دروازے کھول سکتی ہو۔ یا پھر۔"

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر ایک چاقو نکالا۔ ایک منٹ دبا کر اسے کھولا۔ پھر کہا "اس سے ذمہ لگاؤں گا تو تمام آسان ہو جائے گا۔"

وہ سسم کر چیتی ہوئی بولی "نہیں۔ مجھ پر ظلم نہ کرو۔ میں سانس نہیں روکوں گی۔ آنے والے کو آنے دیں گی۔ ویسے دماغ میں اتنا کیا ضروری ہے مجھ سے جو پوچھو کے صحیح جواب دوں گی۔ کچھ نہیں چھپاؤں گی۔"

"زیادہ نہ بولو۔ وہ آ رہا ہے۔ سانس روکو گی تو چاقو سے ذمہ لگیں گے۔"

دوسرے ہی لمحے میں اس نے پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کیا۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی "میں تمہیں محسوس کر رہی ہوں" تم کون ہو؟"

جواب میں خاموشی رہی۔ وہ اٹھارنے لگی "پلیز مجھ سے باتیں کرو۔ مجھ سے دوستی کرو۔ ہم دونوں ٹیلی پیٹھی جاننے والے ایک دوسرے کے بہترین دوست ثابت ہو سکتے ہیں۔"

اس کے اندر خاموشی تھی مگر کوئی موجود تھا "اس کے چور خیالات بڑھ رہا تھا اور وہ اضطراب میں مبتلا ہو گئی تھی۔ بہت سی اہم باتوں کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اور یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے دماغ کے خزانے میں پہنچ کر کوئی راز رہتے نہیں دیتے۔ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات معلوم کر لیتے ہیں۔"

کار میں خاموشی رہی۔ وہ جلیب میں جتنا رہی۔ سفر طویل ہو رہا تھا۔ وہ جلیب سے بہت دور نکل آئے تھے۔ حینہ کے قریب سے بھی گزر گئے تھے۔ گاڑی کا رخ بتا رہا تھا کہ وہ لبنان یا دمشق کی طرف جا رہے ہیں اور دونوں سرحدیں وہاں سے کچھ زیادہ دور نہیں تھیں۔ وہ روکنے کے انداز میں بولی۔

"میں جنس کے بارے میں جانوں گی۔ کچھ تو بولو۔ کب تک میرے خیالات پڑھتے رہو گے؟"

بڑی دیر بعد دماغ کے اندر ایک مرد کا لہجہ سنائی دیا۔ وہ کہہ رہا تھا "بیو الپا! تم نے تو زری دور پہلے دوستی کی پیشکش کی تھی اور درست کہا تھا کہ وہ ٹیلی پیٹھی جاننے والے آپس میں بہترین دوست ثابت ہو سکتے ہیں۔"

"تم کون ہو؟"

"دوست ہوں۔"

"میں کیسے یقین کروں؟"

"تمہاری کائنات ہے کہ تم لوگ ایک نکتہ نظر اور آئندہ

بھی میری طرف سے زندہ رہو گی۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے جس میں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ تمہارے بدن پر بھی سے خراش بھی نہیں آئی ہے۔ میں نے تمہارے دماغ سے نیلی بیجی کے علم کو ختم نہیں کیا ہے جبکہ یہ آسانی کر سکتا ہوں۔ اور دوستی کا یقین کیسے کرو گی؟

”فرمانے بھی شیا کے ساتھ ایسی ہی مہربانیاں کی تھیں اور دوستی کے نام پر اسے کتیز بنایا تھا پھر اسے ہمارے ملک اور ہماری قوم کے خلاف استعمال کرنا رہا تھا۔“

”فرما دو کہ اب اور میں ایسا نہیں ہوں۔ تم آزاد رہو گی۔ اپنے ملک اور قوم کے لئے کام کرتی رہو گی۔ ہم دوست رہیں گے لیکن ایک دوسرے کے ملکی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔“

”تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ اس طرح ہم چٹائی اور نیک نیتی سے ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔ اب تو اپنے متعلق بتا سکتے ہو؟“

”میرا نام پائل بوبا ہے۔“

”اچھا تو میں ملک میں کی قیدی ہوں۔“

”دوست بننے کے بعد خود کو قیدی نہ کہو۔“

”تو پھر مجھے جبراً نکال لے جاوے ہو؟“

”اہی دوستی کی ابتدا ہوئی ہے۔ اعلان قائم ہوتے ہی جبر ختم ہو جائے گا۔“

”ابھی تمہارے قائم ہو گا؟“

”ابھی تمہاری دیر میں ہو گا۔ دیکھو، سرحدی چوکی آ رہی ہے۔ میں میرے آدمیوں کو روکا جائے گا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے چوکی کے انچارج کے دماغ پر قبضہ نہاؤں گا۔ تم دوسرے افسر کے دماغ میں رہو گی تو ہم آسانی سے سرحد پار کر لیں گے۔“

”مجھے سرحد پار کیوں لے جا رہے ہو؟ ہماری دوستی یہاں بھی ہو سکتی ہے۔“

”دوستی ایسے ملک میں ہو گی جو نہ میرا ہو نہ تمہارا ہو۔ دیکھو، چوکی سے رکنے کا نشان مل رہا ہے۔ زندہ رہنے کے لئے غلطی کا ثبوت دو۔“

”ات سب سے زیادہ اپنی زندگی سے محبت تھی اور غلطی کا نقصان تھا کہ وہ اغوا کرنے والے کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے۔ اسے یاد تھا کہ پاس بیٹھے ہوئے شخص کی جیب میں ریولور ہے۔“

”چوکی کے چھانک کے قریب گاڑی روک دی گئی۔ ایک مسلح فوجی نے آکر پوچھا ”کون ہو؟ کہاں جا رہے ہو؟ باہر آؤ۔“

”یہ تھی وہ جواب سے بغیر گیا کیونکہ جواب دینے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ نہ کیا تھا۔ وہ وہاں سے چلا ہوا اعلیٰ افسر کے پاس جا کر بولا ”سر! گاڑی میں اہم شخصیات ہیں۔“

آپ سے گفتگو ہو گی۔“

”اپنی افسر نے گاڑی کے قریب آکر کہا ”آپ لوگ باہر آئیں۔“

اس کی زبان کھلتی ہی دماغ میں جگہ بیل گئی۔ اتنی دیر میں دوسرے افسر نے آکر پوچھا ”کیا بات ہے؟“

اپنے اس کے دماغ پر قبضہ نہ کیا تھا۔ دونوں افسران نے حکم دیا ”گاڑی کو جانے دو۔“

چھانک کھول دیا گیا۔ گاڑی آگے بڑھتی ہوئی مسلح فوجیوں کے درمیان سے گزرتی گئی۔ آگے لبنان کے فوجیوں کو راستہ روکنا تھا لیکن برسوں سے لبنان کی خانہ جنگی نے سرحدی چوکیوں کو رکڑ بٹا دیا تھا۔ وہ سرحدیں اب بھٹیادیوں کی اسفلٹ کے لئے کھلا دروازہ بن گئی تھیں۔

ان کی گاڑی بدھت کی طرف جانے لگی۔ اپنا نہ کہا۔ میں اپنے ملک سے نکل آئی ہوں۔ اب بتاؤ، کیا چاہتے ہو؟“

”آج سب سے زیادہ اہمیت سپر مارٹر کے نیلی بیجی جاننے والوں کی ہے۔ سونا اپنی ٹیم کے ساتھ انہیں شکار کرنے کے لئے وہاں موجود ہے۔ تم بھی شکار کھیل رہی ہو۔ اور بڑی چالاکی سے بے مورگن کو اسرائیل پہنچا دے۔ ہم بھی شکار کھیل رہے ہیں۔ مجھے تمہاری صورت میں کاسیائی حاصل ہو رہی ہے۔“

”یعنی تم مجھے شکار کر کے لے جا رہے ہو؟“

”مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں کہہ چکا ہوں، تم قیدی نہیں ہو یہاں سے واپس جا کر اپنے ملک میں رہو گی۔ ہم دشمن نہیں دوست بن کر رہیں گے۔“

”آخر اپنا مقصد تو بتاؤ۔“

”میں تمہارے ساتھ شکار کھیلنا چاہتا ہوں۔ سونا اور اس کے ساتھیوں نے زبردست جال پھیلا رکھا ہے۔ سنا ہے وہ تین یا چار خیال خوانی کرنے والوں کو اغوا کر چکی ہے۔ یہ بہت بڑی کاسیائی ہے۔ اگر ہم دونوں متحد ہو کر کام کریں گے تو کاسیائی ہمارے حصے میں بھی آئے گی۔ تم نے ایک بے مورگن کو حاصل کیا ہے۔ ہماری مشترکہ جدوجہد سے اب جو حاصل ہو گا اسے میں ملک میں کے پاس لے جاؤں گا۔ یعنی ایک شکار میں لے جاؤں گا، دوسرا شکار تم لے جاؤ گی۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا تو ہماری دوستی بھی مستحکم ہوتی رہے گی۔“

”ہاں۔ ایک سے بھلے دو ہوتے ہیں۔ سونا سے شکار چھیننے کے لئے ہمارا اتحاد ہوتا لازمی ہے۔“

اور میرا سر بڑی کاسیائی سے تعاقب کرتا رہا تھا۔ سرحدی چوکی میں اسے بھی روکا گیا۔ اس نے اپنا شناختی کارڈ پیش کیا۔ ٹرانسپو کے ذریعے جزل سے رابطہ قائم کر کے بولا ”دشمن الا کو اغوا کر کے سرحد پار لے گئے ہیں۔ میں ان کا تعاقب کر رہا ہوں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا اور اطلاع دینے کا کوئی

ذریعہ نہیں تھا۔ اب بھی وہ گاڑی آگے نکلی جا رہی ہے۔ آپ میری تدبیر پر فوراً عمل کریں۔ بے مورگن سے کہیں کہ الپا کے دماغ میں چپ چاپ موجود رہے اور مجھے اس کے حالات سے اور اس کے گزرنے والے راستوں سے باخبر رکھے۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔“

وہ موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے پھر تیزی سے چل پڑا۔

تمہاری دیر بعد دماغ پر دستک ہوئی۔ بے مورگن نے کوڈ راز لوارکے ہوئے کہا ”مس! شاید مجھے دماغ میں نہ آئے، بیٹیں کیونکہ انہوں نے آج تک مجھ سے کوئی کوڈ راز مقرر نہیں کیا ہے لیکن مجھے اس لئے دماغ میں جگہ مل گئی کہ وہاں پہلے سے کوئی موجود ہے۔ الپا کی سوچ لے گیا ہے کہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے شخص کے پاس ریولور ہے۔ وہ کسی بھی مداخلت پر الپا کو گولی مار سکتا ہے۔“

پارے نے پوچھا ”وہ کس راستے پر ہیں؟“

”بھوت کی طرف جا رہے ہیں۔“

”تم الپا کے پاس رہو اس کے دماغ میں کون ہے، معلوم کرو اور میرے پاس آتے رہو۔“

بے مورگن پھر الپا کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت پائل بوبا اس کے دماغ میں کہہ رہا تھا ”تم نے بے مورگن کو حاصل کیا ہے۔ آئندہ ہماری مشترکہ جدوجہد سے جو حاصل ہو گا اسے میں ملک میں کے پاس لے جاؤں گا۔“

اس کی باتوں سے ظاہر ہوا کہ سپر مارٹر کے خیال خوانی کرنے والوں کو شکار کیا جا رہا ہے اور ان شکار کے جانے والوں میں خود بے مورگن ایک شکار ہے۔ تب اس کے اندر سوال پیدا ہوا ”کیا وہ امریکا سے ہیں لایا گیا ہے؟ اسرائیل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے؟ یہ انکشاف اسے پریشان کر رہا تھا۔

وہ الپا کے دماغ میں رہ کر اس کے چور خیالات پر غور کرنے لگا۔ پائل بوبا کی موجودگی نے اس کے لئے معلومات کا راستہ ہموار کر دیا تھا۔ ذرا سی دیر میں پائل بوبا کی وہ بیوی نہیں، عیسائی ہے۔ امریکی ہے۔ اس نے ٹرانسپو کے ذریعے نیلی بیجی کا علم حاصل کیا تھا۔ الپا اسے محبت کے جال میں پھنس کر لے آئی۔ یہاں اس پر تو خبی عمل کر کے اسے اپنا معمول بنایا۔ اس کے ماضی کی تمام باتیں فراوانی کر کے اسے بیوی بنایا ہے۔

اس زبردست انکشاف نے اسے ہلا کر رکھ دیا۔ وہ سوچنے لگا، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جو بات فوری طور پر دماغ میں آئی، وہ یہ تھی کہ جو اس کے ساتھ بڑا دھوکا کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ بھی دھوکا ہی کرنا چاہئے۔ الپا کے تو خبی عمل سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسے اس طرح تباہ کرنا چاہئے کہ وہ پھر اس کے دماغ میں مالک بن کر نہ آ سکے۔

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

اس وقت پائل بوبا کہہ رہا تھا ”مس! الپا یہ تو بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

”بے مورگن بے مورگن ہو کر رہا تھا“

کر رہے تھے؟“

”اس لئے کہ میں مسلسل تمہارے دماغ میں رہوں اور تمہیں اپنے کسی آدمی سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم کرنے کا موقع نہ دوں مگر تم تو بڑی سمجھدار ہو۔ تم نے زندہ رہنے کے لئے ایسی حماقت نہیں کی۔“

دوا اڑا دے پھر کر مکان کے اندر لے جا رہے تھے اور کار میں آنے والے اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ پاسکل بوا اس کے دماغ میں کہہ رہا تھا، ”بس تم اپنی جان بچانے کی حد تک سمجھدار ہو، ورنہ تو بڑی عقل استعمال کر کے یہ تو سوچ سکتی تھیں کہ بازی میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے متحد ہو کر شکار کیلئے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں تمہیں خوبی عمل کے ذریعے اپنی معمول اور اپنی بائبل دار بنا کر تم سے ہر طرح کا کام لیا کروں گا۔ تم نے مجھے مورگن پر بخوبی عمل کیا ہے۔ تمہارے ذریعے وہ بھی ہماری صفی میں رہے گا۔“

”تم ذلیل ہو، کہتے ہو! میں خود بخوبی عمل نہیں ہوں۔“

”جے مورگن یہ سارا تمہارا دیکھ رہا تھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا، ”اپنے انتقام لے۔ پھر اس نے سنا کہ اس مگر سینہ پر بھی خوبی عمل کیا جائے گا۔ یہ اس کے لئے بہترین موقع تھا اس نے طے کر لیا کہ پاسکل بوا کے خوبی عمل کے دوران اپا کے اندر موجود رہے گا اور اس کے عمل کو کامیاب بنائے گا۔ جب وہ مطمئن ہو کر چلا جائے گا تو خود اپا پر خوبی عمل کرے گا اور اسے اپنی معمول بنائے گا۔“

وہ لوگ اپا کو ایک کمرے میں لے آئے تھے۔ اسے ایک بستر پر بٹھاتا رہے تھے۔ ایک شخص سرخ میں دوا بھر رہا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی ”مجھے چھوڑ دو۔ میرے دماغ کو کڑو نہ بناؤ۔ میں تمہاری ہر بات مان لوں گی۔ مجھے اپنی معمول نہ بناؤ۔“

ایک شخص نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ دو آدمیوں نے اسے بری طرح بکڑ لیا۔ چوتھے شخص نے اس کے بازو میں انکشن لگا دیا۔ اسے لوگوں کی حرکت میں اسے ہار مان لگتی پڑی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کا دل ڈوبنے لگا۔ بہت کمزوری محسوس ہونے لگی۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس کی عزت ’وقار‘ رعب اور دبے دلی زندگی گزر چکی ہے۔ اب اس لمحے سے ذلت ہماری غلامی زندگی شروع ہو رہی ہے۔

سب اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہ تھابستر پر پڑی چھت کو تک رہی تھی۔ اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر جاتی۔ اسے اپنی بے بسی چرنا آ رہا تھا۔ ٹیلی جینیٹک جیسا خطرناک ہتھیار رکھ کر وہ اپنے لوگوں کو مدد کے لئے نہیں بلا سکتی تھی۔ اب دماغی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا ہونے کے بعد خیال خوانی نہیں کر سکتی تھی۔ اگر

اپنے غصے پر قابو پالیں، پارس کو نظروں سے دور ہونے کے لئے نہ کہتی تو کم از کم وہ اس کی مدد کے لئے قریب رہتا۔ ایسی کمزوری کے دوران اس نے سوچا، کیا پارس قریب ہوتا تو اسے اس مصیبت سے بچا لیتا؟

دل نے کہا ”ہاں“ بچا لیتا۔ وہ بہت چالاک اور حاضر دماغ ہے۔ میرے بچاؤ کی کوئی تدبیر کر لیتا۔ آہ! کاش اسے میری خبر ہوتی۔“

وہ خبر دیکھنے والا پہنچ گیا تھا۔ اس نے مکان سے دور ہی موٹر سائیکل چھوڑ دی تھی۔ جے مورگن دوبارہ اس کے دماغ میں نہیں آیا۔ پارس نے مکان کے سامنے ٹیلی کار کو دیکھ کر منزل کا پتہ لگایا تھا۔ اس نے دیے قدموں قریب آکر مکان کے چاروں طرف ایک بیکر لگایا۔ سامنے اوپری منزل کے برآمدے میں ایک گن مین بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا مکان میں کتنے افراد ہیں۔ اسے حیرانی تھی کہ جے مورگن پلٹ کر کیوں نہیں آیا۔ اس کے ذریعے مکان کے اندر کی باتیں معلوم ہو سکتی تھیں۔

وہ شخص حیران تھا۔ پریشان نہیں تھا کیونکہ ٹیلی جینیٹک پر حکم نہیں کرتا تھا۔ وہ تو بڑی دیر تک مکان کے باہر تاریکی میں کھڑا رہا۔ ایک گن مین ٹیلی منزل کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ برآمدے میں ایک سرے سے دوسرے تک چلے گا۔ وہ بوٹی کے طور پر باہر ایک نظر ڈالنے آیا تھا۔ پارس نے ایک بار اساتر اٹھا کر ایک جگہ اندر صے میں پھینکا۔ وہ پک کی آواز پر گن مین نے چونک کر آواز کی طرف دیکھا۔ پھر گن سیدھی کرتے ہوئے ٹکڑ کر بولا ”ہوا زدی؟“

اوپر بیٹھے ہوئے گن مین نے بھی ریٹک پر جھپٹتے ہوئے کہا ”میں نے بھی آواز سنی ہے۔“

ٹھیک اسی وقت پارس نے دوسرے پتھر سے اوپر والے کے سر کا نشانہ لیا۔ نشانہ پکا تھا۔ پتھر آکر ہتھوڑے کی طرح سر پر لگا۔ وہ ریٹک پر کھڑا ہوا تھا۔ مزید جھٹکا ہوا نیچے آکر وہ پتھر گر پڑا۔ نیچے والے نے سمجھا ”اوپر کسی نے اس کے سامنے حملہ کیا ہے۔ وہ گن کا رخ اوپری منزل کی طرف کر کے فائر کرنے لگا“ اس نے مسلسل چار گولیاں چلائیں۔ پانچویں کے وقت اس کی گردن پر کرائے کا ہاتھ پڑا۔ ہاتھ ڈالوئی تھا۔ گن چھوٹ گئی۔ دوسرے ہاتھ میں قدم زمین سے چھوٹ گئے۔ اپنی دیر میں اندر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔ کوئی پوچھ رہا تھا ”کیا بات ہے والز؟ کس پر گولی چلا رہے ہو؟“

پارس نے مار کھا کر گرنے والے کی گردن دو بچ لی تھی۔ اسے گن کے نشانے پر رکھ کر کہہ رہا تھا ”اپنے ساتھیوں سے بولو، ایک ایجنٹ کو زخمی کیا ہے۔ وہ باہر آکر اسے دیکھ لیں“

اس نے یہی بات دہرائی۔ اپنے ساتھیوں کو باہر آنے کے لئے کہا لیکن کوئی نہیں آیا۔ پارس نے کہا ”میں سمجھ گیا۔ ابھی تمہارا خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں تھا۔ اس نے اندر جا کر باقی لوگوں کو خطرے سے آگاہ کر دیا ہے۔“

اس نے بات ختم کرتے ہی سانس روک لی۔ کوئی دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ اگر وہ جے مورگن ہو تا تب بھی پارس اسے آنے کی اجازت نہ دیتا۔ ایسے وقت دوسرا دشمن فائدہ اٹھا کر دماغ میں زلزلہ پیدا کر سکتا تھا۔

پارس کے حساب سے ابھی دماغ میں آنے والا ناکام ہو کر اندر گیا ہو گا۔ اس نے باہر کی پوزیشن معلوم کی ہوگی اور اس کے مطابق اپنے آدمیوں سے اس پر فائرنگ کرائے گا۔ اس نے اپنے شکاری کی گردن دو بچ کر پوچھا ”جلدی بتاؤ“ اندر کتنے آدمی ہیں۔ دیر کرو گے تو گولی مار دوں گا۔ بتاؤ؟“

اس نے کہا ”دو ہیں۔“

اس کے ساتھ ہی دو مختلف کھڑکیوں سے فائرنگ ہوئی۔ پارس زمین پر گر پڑا تھا۔ وہیں سے ایک کھڑکی کی طرف گولی چلائی۔ اندر سے ایک چیخ سنائی دی پھر خاموشی چھا گئی۔ اس نے زمین سے اٹھ کر اپنے شکار کو ایک جھٹکے سے اٹھایا پھر اسے دھکا دیتا ہوا برآمدے میں لے آیا۔ اندر سے آواز آئی ”ہم بے شمار ہیں“ تم اکیلے ہو۔ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔“

پارس شکار کو لے کر دروازے پر آیا پھر اسے زور کا دھکا دیا۔ وہ دروازے سے نکل کر اسے کھولتا ہوا اندر گیا۔ اندر سے تزارت فائرنگ ہوئی۔ بے چارہ شکار دو میں آگیا۔ گولیاں کھا کر چھٹا ہوا گر۔ فائر کرنے والے نے بو کھا کر فائرنگ بند کر دی۔ دوسرے ہی لمحے پارس نے کھلے ہوئے دروازے پر آکر اس آخری چوتھے شخص کو گولی مار دی۔

قصہ تمام ہو گیا۔ ایک دم سے سناٹا چھا گیا۔ شکار کے بیان کے مطابق اندر دو تھے۔ وہ دونوں ختم ہو گئے تھے۔ پھر بھی پارس غلط رہا۔ پوزیشن بدل کر تو بڑی دیر تک کھڑا رہا۔ پھر اندر آیا۔ مقابلہ کر چلتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا۔ وہاں اپنا بستر پڑی ہوئی تھی۔

وہ پارس کو دیکھتے ہی خوشی سے کھل گئی۔ بستر پر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی ”اوہ گاڈ! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میری مدد کے لئے یہاں تک چلے آؤ گے۔ پارس مجھے بچاؤ! مجھے اس ظالم سے۔“

اس کی بات اچھوٹی رہ گئی۔ پھر اس کی آواز بدل گئی۔

پاسکل بوا اس کی زبان سے کہہ رہا تھا ”میں اسرائیلی استادوں کو دلاؤ دیتا ہوں کہ انہوں نے تمہیں پارس کی طرح دلیر اور حاضر دماغ بنایا ہے۔ ویسے ہر طرح عمل ہونے کے باوجود تم ڈی بی، ڈی بی رہو گے! تمہیں اسرائیلی حکام کیادیتے ہیں؟ تمہے سے سودا

کرو۔ مالک میں تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائے گا۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کرے گا، تمہیں شہزادے کی طرح رکھے گا۔“

”یہی سودا میں تم سے کرنا ہوں۔ بولو، اپنے مالک میں سے غداری کرنے کا معاوضہ کیا لو گے؟“

”میں غدار نہیں ہوں۔“

”تو دوسرے کی وفاداری کیوں خرید رہے ہو؟ کیا میں غدار بن جاؤں گا؟“

”نہیں بنو گے تو اپنا زندہ نہیں ملے گی۔“

وہ باتوں کے دوران اس میز کے پاس آگیا تھا۔ وہاں دو اس رکھی ہوئی تھیں۔ وہیں سے ایک سرخ میں دوا لاکر اپا کی رگوں میں پینچائی گئی تھی۔

اپا کی آواز سنائی دی ”تم مجھ سے منہ پھیر کر کیوں کھڑے ہو؟ پاسکل بوا کی بات مان لو۔ مجھے بچاؤ۔“

اس نے کہا ”یہ تم نہیں کہہ رہی ہو؟ وہ تمہیں کہنے پر مجبور کر رہا ہے۔“

”میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ میں حرام موت مرنا نہیں چاہتی۔“

وہ قریب آتے ہوئے بولا ”کہا تم اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ملک اور قوم سے غداری کرو گی؟“

”پارس! جان ہے تو جہل ہے۔ تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو تو پاسکل بوا کی بات مان لو۔ تمہیں میری قسم ہے۔“

پارس دونوں ہاتھ پیچھے رکھے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ تھی۔ اس نے اچانک ہی اس کی سوئی الپا کے بازو میں بیوست کر دی۔ اس کی دوا اس کے اندر انجکشن کرتے ہوئے کہا ”پاسکل بوا! ٹیلی جینیٹک سیکھ لینے سے عقل نہیں آجاتی۔ تم اسے نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ دیکھو! تمہاری سوچ کی لہر اس کے بیوش دماغ سے نکل رہی ہیں۔“

وہ بیوش ہو گئی۔ ایسی حالت میں سوچ کی لہر اس کا نام رکھتی ہیں۔ پارس نے اچانک سانس روک لی۔ پاسکل بوا جھنجھلا کر اس کے پاس آیا تھا، پھر ناکام ہو کر چلا گیا۔ وہ اتنی محنت سے حاصل ہونے والی الپا کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اسرائیلی سرحد سے اسے باہر لے آیا تھا۔ صرف ایک پارس سے غلہ آکر اسے حاصل کرنا رہ گیا تھا اور اس کے لئے وہ جی جان کی بازی لگا سکتا تھا۔

پارس نے اسے اٹھا کر کانڈھے پر لاد لیا۔ وہاں سے چلتا ہوا باہر آیا۔ ٹیلی کار کا پیچھا دروازی کھول کر وہاں الپا کو لٹایا۔ گاڑی کا ایندھن چیک کیا۔ وہ بھی ہتھیار رکھنے کا عادی نہیں تھا لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر ایک راپورڈ ایک رائل اور کاروس کا کچھ ذخیرہ رکھ لیا۔ لبنان کے شہروں اور ٹکی کوچوں میں کسی وقت بھی گولیاں چلنے لگیں۔ انٹر ایسا ہوا تھا کہ پہلے

گولیاں چلتی تھیں پھر سرنے والوں کو دیکھ کر وہ اس شخص کی بچان کی جاتی تھی۔ ایسے مقامات سے الپاک لے جانے کے لئے ہتھیار لازی تھے۔

اسرائیل واپس جانے کا راستہ آسان ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ اب اسرائیل کیوں جانا؟ اپنی ماں کی قبر حاضری دے چکا تھا۔ وہاں اب اس کے لئے کیا رکھا تھا؟ اگر الپاک میں پتہ رکھا تھا تو وہ ساتھ ہی تھی۔ سلطانہ اسے معمول بناتی تھی۔ وہ ملک شام کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں سے ترکی اور ترکی سے فرانس جاسکتا تھا۔ فی الحال جنگی کامیابی راستہ ذہن میں تھا۔ جو بہت ہی طویل اور دشوار گزار تھا۔ دشمن قدم قدم پر دشواریاں پیدا کر سکتے تھے۔ وہ اپنے لئے نہیں "الپاک کے لئے مجھ سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔

بیروت کی سڑکوں پر کارڈ رائیو کرنا وہ سوچ رہا تھا۔ جنگی کافر مشکلات پیدا کرے گا۔ کسی طرح الپاک سے رابطہ قائم کرنا ہی ہوگا۔ الپاک کو بے ہوش کر کے عارضی طور پر اسے دشمن سے بچایا ہے لیکن وہ ہوش میں آئے کی تو پہلے بوجھ اس کے دماغ میں آکر اس کی سانس روک کر اسے ہلاک کر سکتا ہے۔"

وہ ایک ٹیلیفون اور پوسٹ آفس کی غارتی کے سامنے آیا۔ اس کے بورڈ پر لکھا ہوا تھا کہ وہ پوسٹ آفس دن رات کھلا رہتا ہے لیکن وہ بند تھا۔ کتنی ہی غارتوں کی دیواریں اور دروازے وغیرہ گولہ بارود کے دھماکوں سے ٹوٹے ہوئے تھے۔ شہر میں قبرستان جیسا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ان حالات میں رات کے پینچلے پیر پوسٹ آفس اور اسپتال کے دروازے بھی بند ہو جاتے تھے۔

وہ کارڈ رائیو کرنا ہوا ایک رہائشی علاقے میں آیا۔ وہاں تمام جنگلے تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس نے ایک جگہ گاڑی روک دی۔ انجینی بند کر کے باہر آیا۔ سامنے ایک جنگلے میں تاریکی اور خاموشی تھی۔ شام ہوئی تھی لوگ اپنے گھروں میں اندھیرا کر رہے تھے تاکہ مخالف کرودہ کے لوگ یہ سمجھ کر خوفزدہ رہیں کہ تاریک مکان میں موت ان کا انتظار کر رہی ہے۔

وہ احاطے کی دیوار چاند کر اندر آیا پھر ان کی گھاس پر چادروں ہاتھ پاؤں سے رچنے ہوئے جنگلے کے ایک طرف آیا پھر گھڑی سے جھانک کر دیکھنے لگا۔ اندر موسم بقی جیل رہی تھی۔ گھڑی کے شیشے سے آواہا کرنا دیکھا دے رہا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ باقی آدھے کمرے میں کوئی ہو سکتا تھا۔ اس نے گھڑی سے ہٹ کر دیکھا "ایک طرف روشندان نظر آیا۔ وہ بڑی آہستگی سے گھڑی کے چھتچہ پر چڑھ گیا۔ پھر روشندان سے جھانک کر دیکھا۔ ایک بستر پر ایک بوڑھی عورت سو رہی تھی۔ وہ گھڑی سے اتر گیا۔ دوسرے کمروں کی گھڑیوں نے پاس جا کر دیکھنے لگا۔ ہر کمرے میں تاریکی تھی۔ شاید وہ کمرے خالی تھے یا ہو سکتا ہے سونے والوں نے جی بھجادی ہو۔ جو کچھ

بھی ہو، خطرہ مول لیتا ہی تھا۔ الپاک حفاظت کا انتظام نہ کرنا تھا۔ وہ وہاں سے چٹا ہوا دروازے کے پاس آیا پھر اس نے کل تیل کے ٹین کو دیکھا۔ رات کی خاموشی میں اندھرتے والی کشتی کی آواز باہر تک آئی۔ اس نے وقفے وقفے سے تین بار تین گولیاں لیکن کوئی دروازہ کھولے نہیں آیا۔

تب اس نے ایک گھڑی کے پاس آکر شیشے کو توڑا۔ شیشہ ٹوٹنے کی آواز اندر دوڑ تک گئی۔ مگر کسی نے اسے نہیں لگا رکھا۔ وہ بوڑھی بھی بستر سے اٹھ کر نہیں آئی۔ اس نے اندر ہاتھ ڈال کر چنچلی ہٹائی پھر اس کے پٹ کھول کر اندر آیا۔ اندھرتے میں ایک دیوار سے لگ کر ہوا "کوئی ہے۔ جواب دو۔ میں، دشمن نہیں ہوں۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ وہ تاریکی میں دیواروں کو ٹونٹا ہوا سوچے بورڈ کے پاس آیا۔ ایک سوچ کو باندھتی کمرادوشن ہو گیا اس کے ساتھ وہ اچھل کر دوسری طرف چلا گیا۔ اس نے احتیاطاً ایسا کیا تھا۔ حالانکہ وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے پھر آواز دی "کوئی ہے؟ جواب دو۔ کوئی ہے؟"

اس نے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا۔ ایک کمرے کی روشنی دوسرے کمرے تک آئی۔ وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ وہ دے قدموں چٹا ہوا اس کمرے میں پہنچا جہاں ایک بوڑھی عورت سو رہی تھی۔ وہ بستر پر موجود تھی۔ اسی طرح نیند میں تھی۔ رات کی خاموشی میں اس کی سانسوں کی آواز بلی بلی سنائی دے رہی تھی۔ پاس سے قریب آکر بیدار ہو کر روٹھ گیا۔ لیپ کے پاس ایک ہلکا ہوا کانڈہ رکھا تھا۔ اس نے اٹھا کر پڑھا۔ اس پر لکھا تھا "آئے والو! اب میرے گھر میں کچھ نہیں رہا۔ تمہاری خانہ جنگی میں میرا شوہر اور چار دون بچے مار گئے۔ گھر میں کوئی کتنی چیز نہیں رہی۔ پھر بھی تلاش کرو۔ کچھ مل جائے تو لے جاؤ۔ میری نیند خراب نہ کرو۔ میں بھری ہوں سونے سے پہلے میں نے اپنا زون ٹیک کے نیچے رکھ دیا ہے۔ تم گولیاں چلاؤ گے تب بھی میری نیند نہیں کھلے گی۔"

پاس سے وہ خبر پڑھ کر بوڑھی خاتون کو بھر ددی سے دیکھا۔ وہ آخری عمر میں محبت کے تمام رشتوں سے محروم ہو کر اپنا بچہ کچھ لٹا کر بے فکر سے سو رہی تھی۔ اب دنیا کا کوئی لٹیرا اس کا کچھ نہیں لوٹ سکتا۔ وہ تیزی سے چٹا ہوا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ جنگلے کے اندر احاطے سے نکل کر اس نے کارڈ

چیتا دروازہ کھولا۔ الپاک کو اٹھا کر کانڈہ پر لادنا پھر اسے جنگلے اندر لے آیا۔ اسے دوسرے کمرے کے بیچ پر لٹانے کے بعد وہ پھر ایک بار باہر آیا۔ اس نے اسٹینزنگ پیٹ پر بیٹھ کر کارڈ اشارت کی اسے ڈرائیو کرنا ہوا بہت دور لے گیا۔ اسے ایک جگہ روک کر اس میں سے ہتھیار اور کارٹوس نکال کر تیزی سے چلتے ہوئے واپس آنے لگا۔

تو مجھے کتنے تک چلتے رہنے کے بعد وہ جنگلے میں پہنچا۔ الپاک خیریت سے بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ بوڑھی بھی بے خبر سو رہی تھی۔ وہ ایک اجڑے ہوئے ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں تین فون رکھا ہوا تھا۔ اس نے ریموٹر اٹھا کر آواز سنائی۔ فون کام کر رہا تھا۔ وہ لاٹک ڈسٹنس پر فرانس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کو کوشش کے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے گھوڑ دوڑاؤ کر کے کہا "مقامات کمرہ دیں مجھ سے فوراً رابطہ کریں۔ دیش آل"

اس نے ریموٹر رکھ دیا۔ بس اتنی سی بات کہنے کے لئے اسے فون کی ضرورت تھی۔ اب ہاتھ لائن پر وہ اعلیٰ افسر سونا کویا سلمان واسطی کو یہ پیغام دے گا پھر کلک پیچھے ہی خیال خواتی کرنے والے اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔

وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر الپاک کی طرف جانے لگا۔ اسی وقت ایک گاڑی کی آواز سنائی دی۔ آواز سے اندازہ ہوا کہ وہ جنگلے کے احاطے میں داخل ہو رہی ہے۔ پاس سے فوراً ہی ایک چھلانگ لگی پھر الپاک کے کمرے میں پہنچے ہی سوچ آف کر دیا۔ جنگلے کے اندر وہاں سے پہلے جیسی تاریکی چھائی۔ صرف بوڑھی خاتون کے کمرے میں موسم بقی رکھی ہوئی تھی کہ آواز "اگر کچھ بچا ہے تو لوٹ کر لے جاؤ۔"

○☆☆○

میں نے دماغ کو بیدار کر دیا تھی کہ صبح تک آرام سے سو تا رہوں۔ اگر کوئی کالج میں داخل ہونا چاہے تو میری آنکھ کھل جائے لہذا میری آنکھ کھل گئی۔ میں بستر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کوئی کالج کے بے تردد سے چٹا ہوا دروازے تک آیا تھا اور اب دروازہ کھولنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے خیال خواتی کی پرواز کی پھر اس جاسوس سینہ کے دماغ میں پہنچا جو ذی مولیٰ ساتھی تھی اور ایک فوجی افسر کے کالج میں رات گزارنے لگی تھی۔

مجھے اطمینان ہو گیا۔ وہی دروازہ کھول رہی تھی۔ فوج کے ایک اہم راز کی مانگھو فلم حاصل کرنے کے لئے نہ کھلا کر کے آئی تھی۔ میں نے دوبارہ لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے اندر آکر دروازے کو بند کیا۔ کوئی دیر سے گزر کر کمرے میں آئی۔ مجھے نیند کی حالت میں دیکھ کر خفا سے ہوئی "یہ جاسوسی کاپیش۔ ہمیں بازاری عورت بھارت ہے۔ ایک اہم راز حاصل کرنے کے لئے میں نے اس بڑے افسر کو مجبوراً برداشت کیا۔ میں اپنے مزاج کے خلاف محنت کرتی رہی اور تم گھوڑے چھ کر سو رہے ہو۔ اسرائیل پہنچ کر تمام تمہارا ہو گا۔ میں تو محض تمہاری اسٹنٹ کھلاؤں کی۔"

میں خاموش رہا۔ اب آنکھ کھولنے کی ضرورت نہیں تھی میں ٹیلی ویژن کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ قریب آکر بولی۔

"کیا تم واقعی سو رہے ہو؟" اس نے اور قریب آکر دیکھا۔ اس کی سوچ کر رہی تھی۔ "اگر یہ اسی طرح بیٹھ کے لئے سو جائے اور میں تمام نظروں سے لے جاؤں تو میری ترتی ہوگی۔ نام ہوگا، عمدہ بڑے گا۔ آئندہ مجھے تمہاری ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا جائے گا۔ جب میں اپنی عزت کو سستار کی ہوں تو کارنامہ انجام دینے کا کریڈٹ بھی مجھے ملنا چاہیے۔"

اس کی سوچ کے وقت میں نے اسے غائب دماغ رکھا۔ اس نے غائب دماغی کے دوران مانگھو فلم میرے بستر پر رکھ دی پھر سوچتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ وہ فیصلہ کر رہی تھی کہ اپنی سوچ پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

صبح کی فلاٹ سے اسرائیل جانے کے لئے تمام سامان تیار تھا۔ ایک سالن میں تھا۔ جسے وہ ساتھ لے جانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے اپنی سے ایک ریوایور نکالا "اس میں ایک سائنسور لگایا تاکہ کوئی چلتی کی توازن نہ آئے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "اسے ختم کرنے سے پہلے مانگھو فلم کو سینڈل کی ایڑی میں چھپا لیتا چاہئے۔ اس کے بعد میں اسے قتل کرتے ہی کالج پہنچ جائی۔ صبح ہونے والی ہے۔ کچھ وقت ایڑی پور پر گزاروں گی۔"

اس نے ریوایور کو اپنی کے اوپر رکھا۔ پھر پرس کھول کر مانگھو فلم ڈھونڈنے لگی۔ وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے پرس کے تمام خانے دیکھ ڈالے۔ وہ اس کے پاس ہوتی تو ملتی! وہ بڑی طرح پریشان ہو گئی تھی۔ بار بار اپنے لباس کو بھی ٹٹول کر دیکھ رہی تھی۔ جب یقین ہو گیا کہ وہ اس کے پاس نہیں ہے تو وہ بیچ پڑی۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے اس افسر کے ہاتھ سے وہ فلم لی تھی۔ اس کے سامنے پرس میں رکھی تھی۔ اس کے بعد میں نے پرس کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اسے میں اسے کہیں نہیں بھولا۔ میں بیچ کر بھی یہ پرس بند رہا۔ پھر فلم کھل غائب ہو گئی؟"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی میرے کمرے میں آئی۔ قریب آکر دونوں ہاتھوں سے میرے بستر کو ٹٹول کر ہر جگہ دیکھنے لگی۔ اب مجھے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ اس نے ایک کارنامہ انجام دینے کے بعد بھی کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا تھا۔ وہ اس مشن میں صفری رہی تھی۔ اس نے مجھے ہتھیار ذکر کیا۔ "تو لڑا! اٹھو! کب تک حرام خوری کی نیند سوتے رہو گے؟ میں نے ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے پوچھا "کیا ہوا؟ تم کیا کمرہ رہی ہو؟"

"وہ فلم نہیں ہے۔"

"کون سی فلم؟"

"وہی جو میں لے کر آئی ہوں۔ میں نے اسے پرس میں

رکھتا تھا۔ میں کامیاب ہو گئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا وہ میرے پر اس میں سے کیسے غائب ہو گئی؟
وہ افسر کے پاس سے ٹانگوں قلم لانے کی تفصیل بتاتی رہی۔ میں نے کہا "تمہارے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے کیا تم نے زیادہ پی لی تھی؟"

"میں روز ہی پیتی ہوں مگر ہوش میں رہتی ہوں۔ آج بھی پوری طرح ہوش میں تھی۔"
میں نے سخت لہجے میں کہا "میرے سامنے اعتقاد باتیں نہ کرو۔ تمہارے جھگے کا کوئی افسر یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ تم پینے کے بعد ہوش میں تھیں۔ اگر تمہیں ہوشمند تسلیم کر لیا جائے گا تو یہ یقین نہیں کیا جائے گا کہ قلم آپ ہی آپ پر اس کے اندر سے غائب ہو گیا۔"

"میں مانتی ہوں کہ ایک ناقابل تہمین بات کہہ رہی ہوں مگر ایسا ہو چکا ہے۔ اود گاؤں میں کیا کروں؟ وہ افسر کہہ رہا تھا نا ٹیکو قلم آتا کر لانا۔ میں براؤنڈر مول لینا پڑا تھا۔ اب وہ دوسری بار یہ ظفر مول نہیں لے گا۔ ہمیں دوسری قلم نہیں ملے گی۔"
میں نے کہا "اس افسر کو فون کرو۔ مجھے یقین ہے، قلم وہیں رہ گئی ہے۔"

وہ دوڑتی ہوئی ٹیلی فون کے پاس گئی۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے رابطہ قائم ہونے کے بعد دوسری طرف کھتی کھتی رہی۔ وہ جھنجھلا کر بولی "بڈھا گریا ہے! کبخت جلدی ریسیور نہیں اٹھا رہا ہے۔"

پھر ریسیور اٹھایا گیا۔ دوسری طرف سے نشتے میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی "ہیلو... میں بول رہا ہوں۔"
وہ بولی "میں وہی ہوں جو ابھی تمہارے پاس تھی۔ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ میں وہ قلم تمہارے پاس بھول آئی ہوں۔"

میں اس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا "تم بھول کر نہیں گئی ہو۔ دراصل میں جو بول رہا ہوں تو یہ میں نہیں بول رہا ہوں۔ ایک ٹیلی پیجی جاننے والا میرے دماغ میں گھسا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے، اس نے تمہارے پر اس میں سے وہ قلم غائب کر دی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "ٹیلی پیجی جاننے والا کہاں سے آ گیا؟ میں ہوش میں تھی۔ کوئی جادو سے بھی میرا پر اس نہیں کھول سکتا تھا۔"

"تم نے پر اس کھول کر خود اسے قلم دی ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"
"یہ سچ میں ابھی ثابت کرنا ہوں۔ غور سے دیکھو تم نے ریسیور پکڑا ہے، مگر اب یہ ریسیور نہیں رہے گا۔"

رکھ کر اٹھ گئی۔ پھر دوسرے کمرے میں گئی، وہاں سے سائنسر لگا ہوا ریو اور اٹھا کر فون کے پاس آئی۔ پھر پستل کی طرح چیخ گئی۔ ریو اور کو ریسیور کی طرح کان سے لگایا۔ میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر سوچ کے ذریعے کہا "دیکھو تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟"

اس نے چونک کر اپنے ہاتھ میں ریو اور کو دیکھا پھر چیخ کر اسے یوں چھوڑ دیا جیسے غلطی سے زہریلے سانپ کو پکڑ لیا ہو۔ وہ دیے پھاڑ پھاڑ کر بھی کرڈیل پر رکھے ہوئے ریسیور کو اور کبھی فرش پر پڑے ہوئے ریو اور کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ کیسے ہو گیا؟ میرے ہاتھ میں یہ ریو اور کیسے آ گیا؟"

میں نے کہا "تجربہ ہے! تم مجھ سے پوچھ رہی ہو! جبکہ خود ریسیور رکھ کر دوسرے کمرے میں گئیں، وہاں سے یہ ریو اور لا کر مجھ سے بولیں کہ تم اس سے مجھے قتل کرنا چاہتی تھیں اور ٹانگوں قلم حاصل کرنے کا کارندہ صرف اپنے نام کرنا چاہتی تھیں لیکن اب قلم نہیں رہی، اس لئے تم مجھے قتل نہیں کرو گی۔"

وہ بڑی طرح سسم گئی تھی۔ انکار میں سر ہلا کر کہہ رہی تھی۔
"نہیں نہیں! یہ جھوٹ ہے۔ میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میں تو تمہاری مانت ہوں... تمہاری بابت یاد رکھو۔"

"تو پھر تم نے ریو اور میں سائنسر لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ ایک الگ رکھتا تھا۔ ابھی سائنسر لگانے کی کیا ضرورت تھی؟"
"وہ... میں... میں کیا بتاؤں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ایک ٹیلی پیجی جاننے والا تمہارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اسی نے ٹیکو قلم غائب کی ہے۔ وہی میرے ہاتھوں سے تمہیں قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"تو وہ اب کیوں نہیں کر رہا ہے؟"
"میں کیا بتاؤں۔ میں کچھ نہیں جانتی۔"
"ایسا کہہ دینے سے تمہارے جھگے کے افسران تمہیں معاف نہیں کریں گے۔"
"مجھے کیا کرنا چاہئے، میری سمجھ میں نہیں آتا۔"
"تمہارے سامنے ایک ہی راستہ ہے۔ مجھے کوئی مار دو۔ اور اسرائیل جا کر وہ دکر میں ٹانگوں قلم لے کر دوسرے ملک میں اس کا سودا کر کے لے گیا ہوں۔"

اس نے چونک کر اپنے ہاتھ میں ریو اور کو دیکھا۔ اس کی سوچ کسے لگی "یہ میری بے بسی کا مذاق اڑا رہا ہے لیکن سچا جائے تو میرے بچاؤ کا ہی راستہ ہے۔ میں ٹانگوں قلم کے ہاتھ سے نکل جانے کا سارا الزام اسی کے سر ڈال سکتی ہوں۔"
اس نے اچانک میرا نشانہ لیا۔ میں نے کہا "تمہارے ہاتھ کلپ رہے ہیں۔"

"لو اس مت کرو۔ میں تمہیں ہلاک کر کے ہی اپنی ناکامی کا داغ دھو سکتی ہوں۔"

اس نے فائر کیا۔ وہ میری مرضی کے بغیر صحیح نشانہ نہیں لگا سکتی تھی۔ گولی دوسرے طرف چلی گئی۔ اس نے دوسری بار گولی چلائی "میں نے ہاتھ بٹکا کر سانس روک لی۔ پرانی سوچ کی لہریں محسوس ہوئی تھیں۔ میں نے اسے دوڑاتے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچایا۔ اس کمرے کا دروازہ باہر سے بند کیا پھر سانس لی تو لپٹی نے کوڈرڈز ادا کرتے ہوئے کہا "میں ہوں۔ مجبوراً آئی ہوں۔"

میں نے خوش ہو کر کہا "تم! تم آئی ہو تو میں نے تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہارا تخریبی عمل ختم ہو گیا!"

"ہاں مجھے چند روپوں دن سے پہلے تم پر دوبارہ عمل کرنا تھا لیکن میں نے نہیں کیا۔"
"کیوں نہیں کیا؟"

"میں غلطی پر تھی۔ اب یہ بات سمجھ میں آ گئی ہے کہ تم سے بڑا اپنے باپ کی بات نہیں منوا سکتی گی۔ تمہارے جیسا شخص جو اتنی عمر گزار چکا ہے، وہ خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ ایک اللہ والے بزرگ کی زبان کا پاس رکھنا چاہئے یا نہیں؟"

"بھئی! میں وعدہ کرتا ہوں، فریاد علی تیور کے وجود کا کسی کو علم نہیں ہو گا۔ میرے دل میں جو تھوڑی سی ناگواری تمہارے لئے تھی، وہ ختم ہو چکی ہے۔ میں تمام عمر تمہاری عزت کروں گا۔ خدا خواست تم پر کوئی بھی مشکل اپنے سے تو پہلے مجھے خطاب کرنا۔ میں تمہارے کسی کام آ کر اپنے دل کا بوجھ ہٹا کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی میں یہ بتانے آئی ہوں کہ پاس کو تمہاری ضرورت ہے، اس سے فوراً رابطہ کرو۔ میں جاری ہوں۔"

"پھر آؤ گی؟"
"آں" وہ ذرا جھجک گئی۔ پھر بولی "ہاں آؤں گی۔"
وہ چلی گئی۔ میں نے فوراً ہی پاس کے دماغ کی طرف چٹانگ لگائی۔ اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار میں نے دماغ میں پہنچتے ہی کہا "ہیلا" اس نے سانس نہیں روکی۔ میں نے پورے کوڈرڈز ادا کر کے پوچھا "بیٹے! آخریت تو ہے۔"

"پاسکل یو باہر باہر میرے دماغ میں آنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اب کسی وقت آ سکتا ہے۔" الپا بے ہوش پڑی ہوئی ہے آپ دیکھیں، شاید اس کے دماغ میں جگہ مل جائے۔ پاسکل اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے بے ہوشی کا انجنش لگادیا تھا۔ میں اس کے دماغ سے نکل کر الپا کے پاس پہنچا۔ اس کا دماغ بہت کمزور تھا۔ وہ غفلت میں تھی۔ اور اب ہوش و حواس کی طرف آنے والی تھی میں انتظار کرنے لگا۔ میں نے

ابھی پاس کے پاس جا کر دیکھا تھا۔ اس نے ہاتھوں میں رائفل پکڑی ہوئی تھی۔ جبکہ وہ کبھی ہتھیار رکھتا نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے آس پاس خطرہ ہے۔ خطرہ باہر بھی ہے اور الپا کے اندر بھی۔ اسے یہی تشویش تھی کہ اس کے ہوش میں آتے ہی پاسکل آجائے گا تو اسے کس طرح بچائے گا۔ بسر حال اب میں پہنچ گیا تھا۔

الپا کا کمزور دماغ بہت آہستہ آہستہ مجھے بتانے لگا کہ اسے کس طرح اغوا کیا گیا ہے اور وہ کس حالات سے گزرتی ہوئی یہاں تک پہنچی ہے۔ اس نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے سوچا "میں کہاں ہوں؟ یہ کون سی جگہ ہے؟"
کمرے میں تاریکی تھی اور باہر قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے پاس کے احاطے میں داخل ہونے والی کسی گاڑی کی آواز سنائی تھی۔ میں نے الپا کی سوچ میں کہا۔ "مجھے بالکل خاموش رہنا چاہئے۔ پتا نہیں باہر کون لوگ ہیں؟ اس کی سوچ نے کہا "میں نے ہوش ہونے سے پہلے پاس کو دیکھا تھا۔ اب وہ تاریکی میں نظر نہیں آ رہا ہے۔"

میں نے کہا "پھر مجھے وہ میرے پاس کیس ہو گا؟ اس نے ابھی بے ہوش کر کے پاسکل یو اکی دشمنی سے مجھے بچایا ہے، ورنہ وہ میرے دماغ میں ڈرلے بیدار کرتا۔ مجھے رائیڈا لپا پھر تخریبی عمل کے ذریعے اپنی معمول بنالیتا۔"

باہر سے کسی نے کھڑکی کے شیشے پر دستک دی۔ پھر دوسری کھڑکیوں اور دروازوں پر بھی ایک ساتھ دستک کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر کسی نے کہا "اُدھر آؤ۔ یہ دیکھو کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے۔ وہ کھڑکی کھول کر اندر جا کے چھپا ہوا ہے۔ دوسرے نے کہا "ڈی پاس! تم اندر ہو۔ باہر آ جاؤ ورنہ ہم باہر نکلتا جاتے ہیں۔"

میں بولنے والوں میں سے ایک کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے مجھے چھ مسلح افراد نظر آئے۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ ماسک مین کے آوی ہیں اور پاسکل یو باخیاں خولی کے ذریعے ان کے دماغوں میں موجود ہے۔

میں فوراً الپا کے دماغ میں پہنچا۔ وہ میرے اندازے کے مطابق پہنچا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا "آخر تم ہوش میں آ گئیں! اب وہ ڈی پاس تمہیں کیسے بچائے گا؟"

میں نے پاسکل کے دماغ میں چٹانگ لگائی، اس نے سانس روک لی، سانس روکنے وقت وہ الپا کے دماغ سے نکل آیا تھا۔ میں واپس الپا کے پاس آیا تھا باہر کھڑے ہوئے لوگ شاید پاسکل کے آئینہ جسم کے خٹکے تھے۔ اس نے ابھی پاس سے نہیں گھرا ہے تھے۔ چند سیکنڈ کے بعد الپا کے اندر اس کی آواز سنائی دی وہ بول رہا تھا "تمہارا ٹیلی پیجی جاننے والا معمول بے مور گن ابھی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے

بھگا دیا ہے۔ وہ یقیناً تمہارے اندر چھپا ہوا ہے۔ میں اسے وارننگ دیتا ہوں کہ وہ مداخلت نہ کرے، ورنہ اس کی نئی شامت آجائے گی۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر رہا ہے۔ میں تمہارا اچھا اختیار کر کے اس کے اندر جاؤں گا اور زلزلے پیدا کروں گا۔"

ایسا یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے خوش ہو کر پوچھا۔
"مورگن! کیا تم خیال خوانی کے ذریعے میری مدد کے لئے آئے ہو؟"

میں خاموش رہا۔ پاسکل نے کہا "تمہارا ڈی پارس اسی مکان میں کہیں چھپا ہوا ہے۔ اس سے کہو تمہاری زندگی چاہتا ہے تو..."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی میں نے پھر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں ایسا کے پاس آیا۔ وہ سوچ رہی تھی "میرا معمول مورگن میرے کام آ رہا ہے" اس نے پھر پاسکل کو بھگا دیا ہے۔"

پاسکل جلدی واپس نہیں آیا۔ میں سمجھ گیا، وہ بچے مورگن سے انتقام لینے گیا ہے۔ میں نے ایسا کی سوچ اختیار کر کے مورگن کے دماغ میں جھانک کر دیکھا وہ تکلیف سے چیخ رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ پاسکل اسے دماغی اذیتیں پہنچا رہا ہے۔ میں موقع سے فائدہ اٹھا کر کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے غصے کے دماغ میں آیا پھر پاسکل کے لیے میں بولا "تم غلطی پر تھے۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ میں نے پتا لگایا ہے" جلدی گاڑی میں چلو میں وہاں تک گائیڈ کر رہا ہوں۔"

اس نے ساتھیوں سے کہا "باس کا حکم ہے۔ جلدی آؤ۔ وہ دوسری جگہ چھپا ہوا ہے۔"

وہ سب اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے گاڑی میں آئے۔ اسے اشارت کیا پھر وہاں سے جانے لگے۔ میں نے اس شخص سے کہا "ذرا آگے کرتے ہوئے چلو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں ایسا کے پاس آیا۔ پاسکل بیٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا "تمہارا وہ غلام ذہنی عذاب میں مبتلا ہے۔ اب وہ تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔"

میں نے پھر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس بار وہ سانس روک کر بھلا گیا ہوگا۔ میں بچے مورگن کے پاس آیا۔ وہ فرش پر پڑا کر رہا تھا۔ اس کے آس پاس فوجی افسر پریشانی کا اظہار کر رہے تھے۔ اسی وقت پاسکل نے دماغ میں آکر کہا "تو بڑا سخت جان ہے۔ زلزلہ پیدا کرنے کے بل بوتہ پر پھر میرے دماغ میں آیا تھا!"

وہ کراچے ہوئے بولا "ارے کیوں میرے پیچھے بڑھ گئے؟ میری حالت دیکھو، کیا میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ میں آنے کے قابل ہوں۔"

"تو پھر میرے اندر کون آتا چاہتا ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تمہارا کوئی اور دشمن ہوگا۔ فارگاکو ایک! مجھے اپنا غلام بناؤ۔ مگر دماغی عذاب میں جتنا نہ کرو! میں ایسا کے پاس آیا۔ وہ بھی اٹھیا تھا۔ کہہ رہا تھا "تمہارا خیال خوانی کرنے والا اور کون سا ساتھی ہے؟"

"صرف مورگن ہے۔"

"تم جھوٹ بولتی ہو۔ میں نے اسے تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ وہ خیال خوانی کے قاتل نہیں ہے۔ پھر تمہاری مدد کون کر رہا ہے؟"

"میں حیران ہوں، تم کیا کہہ رہے ہو!"

"زیادہ بڑے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم نے سچ بات نہ بتائی تو..."

میں نے پھر اس کے دماغ میں جانا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں اسے حیران پریشان چھوڑ کر اس کے حواریوں کے پاس آیا۔ وہ گاڑی میں جا رہے تھے۔ ان کے پاس ہتھیاروں کے علاوہ ہینڈ گرنیڈ بھی تھے۔ میں نے ایک کے دماغ میں جا کر قبضہ بنایا، اس نے چپ چاپ ہینڈ گرنیڈ نکالا۔ پھر کی کو دائیوں سے دبا کر کھینچا۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے ساتھی نے چیخ کر کہا "ارے یہ کیا کر رہے ہو! اسے باہر پھینکو!"

وہ ہینڈ گرنیڈ جھین کر باہر پھینکنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ بنایا۔ وہ اسے لڑکی سے باہر نہ پھینک سکا۔ اتنی دیر میں زبردست دھماکا ہوا۔ کتنی ہی چیخیں بلند ہوئیں۔ پھر وہاں ایک بھی دماغ بچے خوش آمدید کہنے کے لئے سلامت نہ رہا۔ میں ایسا کے پاس اٹھیا۔ پارس اس سے کہہ رہا تھا "اپنی جگہ لیٹی رہو۔ وہ لوگ گاڑی میں چلے گئے ہیں۔"

وہ بولی "پاسکل کی بار آچکا ہے۔ پہلے کہہ رہا تھا، مورگن میرے دماغ میں چھپ کر میری مدد کر رہا ہے۔ بعد میں کہنے لگا "اس نے مورگن کو دماغی تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ اس کے بعد بھی میرے دماغ میں کوئی ہے اور اسے میرے پاس سے بھگا رہا ہے۔"

پارس نے کہا "خدا تم پر مہربان ہے۔"

"وہ تو ہے۔ مگر میرے اندر اور کون آ سکتا ہے؟"

اسی وقت پاسکل نے آکر غصے سے کہا "میں تمہارے مددگار سے کچھ لوں گا۔ اس نے یہاں آنے والے تمام آدمیوں کو دور بھیج کر سب کو ایک ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں وہ دہرندہ کون ہے؟ میں اسے!"

اس نے پھر سانس روک لی۔ میں پھر ایسا کے پاس اٹھیا۔ وہ پارس کو بتا رہی تھی "یہاں جتنے دشمن آئے تھے سب کو ایک ساتھ کسی نے مار ڈالا ہے اور اسی نے پھر پاسکل کو ابھی میرے دماغ سے بھگایا ہے۔ وہ گاڑی وہ کون ہے؟ کیا ابھی میرے اندر موجود ہے۔ میں اس سے اچھا کرتی ہوں، پلیز مجھ سے بات نہ کرو!"

میں خاموش رہا۔ وہ پریشان دوسری تھی۔ پارس نے لاسٹ آن کر لی تھی۔ اسے دیکھ کر کہہ رہا تھا "پریشان کیوں ہو رہی ہو۔"

"ان دونوں نہیں ہے تو پاسکل مجھے چھوڑ کر بھاگتا یوں ہے! وہ مجھ سے انتقام لینے میں ناکام ہو رہا ہے۔ مجھے کوئی پناہ بات نہ دے۔"

"کیا تم جنات پر اعتقاد رکھتی ہو؟"

"آں؟ نہیں۔ میں نے جنات کے متعلق پڑھا بھی ہے، مٹا بھی ہے۔ تم فضول باتیں نہ کرو۔"

"میری باتوں کو فضول کہنے سے پہلے غور کرو۔ کوئی اور خیال خوانی کرنے والا تمہارا دوست نہیں ہے اور جو بھی دشمن مددگار بن کر آئے گا۔ وہ تمہیں اپنے ملک کے فائدے کے لئے اغوا کر کے لے جائے گا۔ ابھی جو تمہاری مدد کر رہا ہے وہ انسان نہیں ہے، جن ہے۔ انسان ہونا تو ابھی اپنے مطلب کی بات شروع کر دیتا۔"

"تم مجھے ڈرا رہے ہو۔"

"تجربہ ہے! جن تم پر مہربان ہے اور تم مہربان سے ڈر رہی ہو۔"

"مجھ پر مہربان کیوں ہے؟"

"تم غفیناک حسن و شباب کی مالک ہو، وہ تم پر نہیں آئے گا تو کیا مجھ پر آئے گا!"

"پلیز! جن کی بات نہ کرو۔ اس سائنسی دور میں عجیب سا لگتا ہے۔ میرے ساتھ کوئی اور چکر چل رہا ہے۔ میں کسی نئی مصیبت میں پھنسنے والی ہوں۔"

"میں تمہارے لئے جان کی بازی لگاتا آ رہا ہوں۔ کوئی مصیبت آئے گی تو اس سے بھی تمہیں نکال لے جاؤں گا۔ لیکن میرا دل کتا ہے، تم باطل محفوظ ہو۔"

"اب وہ پاسکل بھی نہیں آ رہا ہے۔"

"کمال ہے، مصیبت آئے تو گھبراہٹ ہو نہ آئے تو بے چین ہو جاتی ہو۔"

"میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ میں کہہ رہی تھی کہ پاسکل کو اس جن سے..."

وہ کہتے کہتے رک گئی پھر بولی "توبہ ہے! میں بھی جن کی بات کر رہی ہوں۔ مگر میں کیا کہوں؟ کون میری مدد کر رہا ہے؟"

"سچ ہونے والی ہے۔ میں سوئے جا رہا ہوں۔"

"اوہ مائی گڈنس! میں نے پوچھا ہی نہیں، ہم کہاں ہیں اور یہ کس کا مکان ہے؟"

"ہم بیروت کے ایک رہائشی علاقے میں ہیں۔ اگر تم چلنے کے قابل ہو تو یہاں سے چل جاؤ۔ پاسکل پھر اپنے ساتھیوں کو یہاں لاسکتا ہے۔"

وہ ہنسنے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پاس آکر بولی۔

"تھوڑی کچھوری ہے مگر ہمیں جلد سے جلد اپنے ملک، اپنے بھائی چاہئے۔"

"اس مکان کی مالک مظلوم ہے۔ بے چاری کاٹھو ہر اور جوان بچے مارے گئے ہیں۔ اب دنیا والوں کے پاس مارنے کو اور لوٹنے کو کچھ نہیں رہا۔ اب اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ بے فکری سے سوری ہے۔ خدا اسے باقی عمر بے کا حصول دے، آمین۔"

وہ ایسا کے ساتھ باہر اٹھیا۔ صبح کا لہکا سا جیلا پھیل رہا تھا۔ وہ ساتھ چلتے ہوئے بولی "بیروت تو میدان جنگ بناتا ہے۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنے کے لئے کسی گاڑی کا انتظام کرنا چاہئے۔"

"چلتی رہو۔ کوئی انتظام ہو جائے گا۔"

میں نے پارس کے دماغ میں آتے ہی کوڈر زلزلے کے پھر پوچھا "کیا اسرائیل واپس ہاؤس گئے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے چکر دے کر پیرس لے جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے، میں بھی اس کے دماغ کی انسٹرنگ گھملاؤں گا۔"

میں ایسا کے پاس اٹھیا۔ وہ خیال خوانی کی کوشش کر رہی تھی مگر ناکام ہو رہی تھی۔ دماغی توانائی ابھی بحال نہیں ہوئی تھی وہ چلتے چلتے رک گئی "ہائے، مجھ سے چلا نہیں جاتا۔"

پارس نے کہا "ہائے، سڑک کے کنارے بیٹھ جاؤ۔ میں سرحد پار کر کے اسرائیل جاؤں گا پھر تل ابیب پہنچوں گا وہاں سے تمہارے لئے شاپی سواہی لے کر آؤں گا۔"

وہ غصے سے بولی "تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"دشمن تمہارا کھلی مذاق اڑا چکے ہیں، پھر بھی تم غصہ دکھانے سے باز نہیں آتی ہو۔ تمہاری تہمتوں سے دشمنوں کو تمہارے قریب پہنچنے کا موقع ملا تھا۔"

"زیادہ نہ بولو! غلطی سب سے ہوتی ہے۔"

"لیکن ایسی غلطی سے انسان سبقت لے جاتا ہے جس سے جان جاتی ہے یا عزت جاتی ہے۔ پاسکل تمہیں دو کوڑی کی کینز بنا کر رکھنے والا تھا۔"

"تم دو کوڑی کی کینز کہہ کر میری انسلٹ کر رہے ہو۔"

"اچھا! اب سابقہ حیثیت واپس مل گئی ہے تو میری بات سے انسلٹ محسوس کر رہی ہو۔"

"دیکھو، تم انٹیلی جنس کے ادارے میں ایک ملازم ہو۔ میری حفاظت کرنا تمہارا فرض ہے۔ میرے لئے جان کی بازی لگانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تم صرف اپنی ذمہ داری انجام دیتے رہو۔ مجھ سے بحث کرنے کی حماقت نہ کرو۔"

پارس نے پوچھا "تم جانتی ہو، مرو کیا ہوتا ہے؟"

”جانتی ہوں۔ تمہارے جیسے مرد میرے قدموں میں رہتے ہیں۔“

اس نے تراخ کی زوردار آواز کے ساتھ ایک ہلچل مچا دی۔ ابا کا منہ گھوم گیا۔ اس نے غصے سے منہ سیدھا کر کے کچھ کہنا چاہا۔ مگر دوسرے ہلچلچے میں زمین پر گر پڑی۔ وہ بولا ”دیکھو، میرے جسم پر قدموں میں ہو۔ مرد اسے کہتے ہیں۔“ یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ اس نے غصے سے روتے ہوئے خیال خوانی کا ہتھیار استعمال کرنا چاہا مگر ٹانگہ رسی۔ وہ تھوکر بولنے ”میں تھوکتی ہوں تم پر۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔ ایسا انتقام لوں گی کہ ساری زندگی میرے گلوے چاہنے رہو گے“ وہ کچھ نہیں کر رہا تھا۔ دور دور آتا رہا تھا۔ میں تھوڑی دیر سے لے آئے چھوڑ کر اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ جسے کمرے میں بند کیا تھا وہ دروازہ دھت رسی تھی، کمرہ رسی تھی ”دروازہ کھولو“ نہیں تو میں فائر کر کے لاک توڑ دوں گی۔“

میں نے سسرے لے لے کر دروازہ کھول دیا۔ وہ غصے میں باہر آئی۔ اس کے ہاتھ میں سائنسوں کا ہوا یو ایو تھا۔ وہ ریہ اور سیدھا کرتے ہوئے بولی ”میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔“

میں نے جب سے مانگیدو قلم اٹھ کر دکھائی تو وہ چونک گئی۔ اچھل کر میرے پاس آئی۔ میرے ہاتھ سے وہ قلم چھین کر بولی ”یہ تم نے چرائی تھی اور اتنی دیر سے پریشان کر رہے تھے۔“

”اب پریشان نہیں کروں گا۔ کیونکہ دوسری جگہ مصروف ہوں۔ یہ قلم تم لے جاؤ۔“

وہ خوشی سے دوڑتی ہوئی باہر چلی گئی۔ میں اس کے اندر موجود تھا اور وہ میری مرضی کے مطابق فوجی چھائی کی طرف جاری تھی۔ میں نے آئینے کے سامنے آکر اس کے ساتھی ذی مولر کا میک اپ اٹار دیا۔ اب اس کی ضرورت نہیں تھی۔ بننا اسرائیل سے نکل گیا تھا۔ میرا وہاں فنانسواں تھا۔ میں میک اپ اتارنے کے بعد اپنے کالج میں آیا۔ اس جاسوس کو ایک ٹیکسی میں چھائی تک پہنچا دیا۔ اسے گٹ پر روک گیا۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر ایک فوجی جوان کو مانگیدو قلم دکھا کر بولی ”اس میں تمہارا اہم فوجی راز ہے۔ اسے اپنے اعلیٰ افسر تک پہنچاؤ۔“

اسے قلم کے ساتھ افسران تک پہنچا دیا۔ اس قلم کو فوراً مٹی پر دھجکتوں کے ذریعے دیکھا گیا پھر اعلیٰ افسران میں کھلبلی مچ گئی۔ اس حینہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ میں نے دفاعی طور پر حاضر ہو کر فون کے ذریعے جانے کا راز دیا۔ پھر الپا کے پاس پہنچ گیا۔

وہ ٹیلی جیٹھی کی چڑیا تھی۔ اسے چھوڑنا نہیں جاسکتا تھا۔ آخر ہم چھوڑ دیتے تو دوسرے لپک کر لے جاتے۔ پارس اس مجرورے پر چڑھ گیا تھا کہ میں اس کے اندر موجود ہوں۔ وہ ایک بوڑھے شخص کو راستے میں روک کر پوچھ رہی تھی کہ

تب معاف کروں گی - مگر اب اسے زیادہ فری نہیں ہونے دوں گی۔"

وہ سوچتی ہوئی ایک کھلی سے دوسری کھلی میں پہنچ گئی۔ پہلے اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کے دائیں طرف چلے گا۔ اس نے کتار چلنے کی کوشش کی تو بائیں طرف ایک شخص آکر ساتھ چلے گا۔ وہ دونوں انہیوں کے درمیان نہیں رہتا چاہتی تھی، تیزی سے قدم بڑھا کر ان سے آگے جانے لگی۔ مگر وہ بھی چلے جانے سے روکے گئے تھے۔ پھر وہ اچانک رک گئی تاکہ وہ آگے تیزی سے چلے جائیں۔ لیکن وہ بھی رک گئے۔ تب اس نے پریشان ہو کر مدد کے لئے پیچھے دیکھا اس کی ساری خوش فہمی ختم ہو گئی۔ پاس پیچھے نہیں آ رہا تھا بلکہ تیسرا ایسی پیچھا کر رہا تھا۔ تب اسے یقین ہوا کہ وہ ابھی شرمیں تنہا ہے۔ جو بار تھا اور مرد کا رگڑا تھا اسے اپنی حماقت سے دور کر دیا ہے۔

وہ غصے سے بولی "کون ہو تم لوگ؟ کیا چاہتے ہو؟"

"سی سی سی - تمہیں چاہتے ہیں۔"

اس نے بولنے والے کے پیچھے دو گھومتے ہوئے اس کے پیچھے دو خالی کی پرواز کی۔ اس نے دیکھا وہ نامور سی تھی اس لئے اس کے اندر اپنی طرف سے توانائی پیدا ہوئی۔ وہ اس کے سامنے پہنچ گئی اس کے اندر زلزلہ پیدا ہوا تو وہ چار کھینچے چلا گیا۔ وہ لیٹ کر دوسرے سے بولی "کیا تم مجھے چاہتے ہو؟"

دوسرے نے جواب دیا۔ "ابک تو تمہیں دیکھنے ہی پاگل ہو گیا۔" کینت چھین مار رہا ہے۔

اپنے پھر خیال خالی کی پرواز کی۔ اس نے سارا دیا۔ اس نے دوسرے کو دماغی لذت پہنچائی۔ وہ بھی جیتا ہوا پیچھے چلا گیا۔ تیسرے نے الپا کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی "مجھ سے بائیں کرو۔ تم کون ہو؟"

بد قسمی سے وہ گدگداتا۔ گونگوں کی طرح اوں اں کی بے ہنگم آوازیں نکالتے ہوئے اشارے کی زبان میں پوچھ رہا تھا کہ اس کے ساتھیوں کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔ وہ کیا حرکت کر رہی ہے؟

میں نے اس کے اندر وہ کرکٹ گولے کو اس کے ہاتھوں سے گھونسا مارا۔ وہ ذرا لڑکھڑا۔ یہ خود کو چھڑا کر بھاگنے لگی۔ جن کے دماغوں کو تکلیف پہنچ گئی وہ جھنجھلا گئے تھے۔ سب اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ وہ بیک وقت دونوں کے دماغوں کو نقصان پہنچا سکتی۔ میں باری باری انھیں تعاقب سے باز رکھ سکتا تھا لیکن اسے چلانے کے لئے کچھ اور لوگ آگئے تھے۔

بعد میں بتا چلا۔ وہ یہاں ایلیٹیا والوں کے علاقے میں اپنی تھی۔ ایک نئے میں اسے چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ وہ بعد ہر بھاگتی تھی، اوھر اسے دو چار شخص راستے روکنے پہنچ جاتے تھے۔ وہ دوسری کھلی سے بھاگنے کے لئے اوھر کھلی تو دو افراد راستہ میں آگئے۔ اسی وقت ایک فلاز ہوا راستہ روکنے

والا جھل کر گر پڑا۔ دوسرے فلازمیں دوسرا بھی لڑھک گیا۔ اپا نے سراٹھا کر دیکھا۔ دوسرا اس گلی میں باس کھڑا ہوا تھا۔ میں نے اپا کی سوچ میں کہا ”مجھے دشمن کا ہتھیار اٹھالینا چاہیے۔“ وہ اسٹین گن اور کارٹریج کاپیٹ اٹھا کر باس کی طرف دوڑنے لگی۔ اس کا تعاقب کرنے والوں نے فلاژنگ شروع کر دی تھی۔ باس جولی فلاژنگ کے ذریعے انہیں آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔ وہ قریب آئی تو دونوں فلاژنگ کرتے ہوئی ایک پتلی کی گلی میں داخل ہو گئے۔ تعاقب کرنے والے اوجھڑے دوڑنے لگے۔ ان کا خیال تھا وہ پتلی گلی سے فرار ہو رہے ہیں لیکن قریب آتے ہی ان پر گولیوں کی پوجھاڑ شروع ہو گئی۔ کتنے ہی لوگ جھپٹ مار کر گرے لگے۔ وہ گلی میں چپے ہوئے مسلسل فلاژنگ کر رہے تھے۔ تعاقب کرنے والوں میں سے جو زندہ بچا، وہ اپنی سلامتی کے لئے واپس بھاگنے لگا۔ واپس جانے والوں میں بھی دو چار گرے۔ پھر کسی نے پیچھا کرنے کی جرات نہیں کی۔ باس اس گلی میں تینو دموں سے چلے لگا۔ وہ پیچھے دوڑ کر آتے ہوئے بولی ”ایکے بار بے ہو، مجھے ساتھ آنے کے لئے نہیں کہہ سکتے؟“

وہ اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھتا گیا۔ وہ قریب آکر ہانپتی ہوئی بولی ”تم خود کو سمجھتے کیا ہوں؟ ایک تو مجھے ٹھانے مار دیئے“ اور سے اڑا دکھارے؟ کیا معافی نہیں مانگ سکتے؟ کوئی مجھے جھوٹے کی جرات نہیں کر آئے۔ میں نے خود کو ہتھمارے حوالے کر دیا تو سر پر چڑھ گئے۔“

وہ چلے چلے ہاتھ پکڑ کر بولی ”مجھ سے معافی مانگو۔ میں معاف کر دوں گی۔“

پارس نے ہاتھ جھڑا کر اسے دکھا دیا۔ کہیں سے چلنے والی گولی ان کے درمیان سے گزر گئی۔ اسے دکھانے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہوئی تو گولی اپا کو لگ جاتی۔ پارس نے پھرتی سے گھوم کر فٹ کیا۔ جس کے نتیجے میں تین منزلہ عمارت کی ایک بالکونی سے ایک مسلح شخص چیخ مار کر لڑھکا ہوا گلی میں آکر گر پڑا۔ اپا نے حیرانی سے پوچھا ”تھماری کتنی آنکھیں ہیں۔ تم میری باتیں سن رہے تھے، دشمن کو کچھ دیکھ لیا؟“

وہ چادوں طرف مخاطب انداز میں دیکھتا ہوا آگے بڑھتے ہوئے بولا ”میں عورتوں کی بکواس بھی نہیں سنتا۔“

یہ فصد دلانے والی بات تھی لیکن اسے تسلیم کرنا بڑا کڑا وہ اس کی بکواس پر توجہ دیتا تو آس پاس دھیان نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے مخاطب انداز نے اسے پھر ایک بار موت سے بچالیا ہے۔ وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی بولی ”تم بہت اچھے ہو۔ جاؤ میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ کیا یاد کرو گے!“

میں نے کوڈ وروڈز لوار کرتے ہوئے کہا ”تم شکاری سرحد کی طرف جاؤ۔ میں نیلی کاپڑ یا طیارہ بھیج رہا ہوں۔“

میں نے سلمان واسطی سے رابطہ کر کے کہا "پارس الپا کے ساتھ لبنان میں ہے۔ ابھی ہیروت سے نکل کر شمالی سرحد کی طرف جا رہا ہے۔ اس کے لئے پہلی کلینر طیارہ فوراً بھیج دو۔ وہ جیس جلتے گا۔"

ایسا صاحب کے ادارے میں اور فرانس کے سرکاری شعبوں میں سلمان واسطی کی ہدایت پر فوراً آگے بند کر کے عمل کیا جاتا تھا۔ پہلی ایک اہم کارنامہ مجھے حاصل تھا۔ لیکن میں دنیا والوں کے لئے مرچا تھا اس لئے یہ مقام سلمان کو دیا گیا تھا۔

پارس گھوڑوں کے پھیلے ہوئے جال سے نکل کر ایک شاہراہ پر آگیا۔ ہیروت کی وہ پہلی جیسی روتھ نہیں رہی تھی۔ پھر بھی گاڑیاں چل رہی تھیں۔ لوگ ضروریات زندگی کا سامان خریدنے کے لئے فٹ پاتھ پر نظر آ رہے تھے۔ کچھ گاڑیاں سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک شخص ایک گاڑی کی اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ پارس نے تیزی سے اگلا دروازہ کھول کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے ریو اور دکھا کر کہا "ایک بات زبان سے نہ نکالنا۔ فوراً گاڑی اشارت کرو۔"

اس نے خوف سے کاپٹے ہوئے ریو اور کو دیکھا۔ فوراً ہی گاڑی اشارت کیا۔ الپا پھیلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی تھی۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ وہ کچھ دور جا کر ہوا "میں تمہارے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ یہ ریو اور ہٹاؤ۔ میں دل کا مریض ہوں۔" پارس نے کہا "گاڑی ایک طرف روکو اور اتر جاؤ۔ کسی جگہ میں گھر چلے جاؤ۔"

اس نے اپنی سلامتی کے لئے گاڑی روک دی۔ جلدی سے اتر کر باہر چلا گیا۔ پارس ڈرائیو تک سیٹ پر آگیا۔ وہ بولی۔ "ٹھہرو۔ میں اگلی سیٹ پر آ رہی ہوں۔"

وہ ٹھہرنے والا نہیں تھا۔ گاڑی کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ وہ اچھے اچھے چار مار کر بجلی سیٹ پر کڑی۔ پھر سنبھل کر سیدھی طرح بیٹھی ہوئی بولی "یہ کیا حرکت ہے۔" تھنر میں نے کہا ہے یا تم نے؟ پھر بھی غصہ دکھاتے جا رہے ہو۔"

وہ کسی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ وہ بولی "میں خوب سمجھتی ہوں۔ مجھے یہاں تنہا رہے بس۔ پھر کب لڑے۔ موزین رہے ہو۔ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں یہاں کوئی ذوالی کارروائی نہیں کر سکتی کی۔"

"تم ذوالی کارروائی کر سکتی ہو۔ ٹیلی بیٹھی سے کام لو۔" "اوہ! میں تو تمہاری خوشامد کرنے میں بھول گئی تھی کہ اب خیال خونی کر سکتی ہوں۔ دیکھو! ابھی جزل سے رابطہ کر کے اپنے لئے ٹیلی کلپنگ منگوائی ہوں۔"

خونی کر سکے گی۔ اس نے رابطے کے لئے پرواز کرنی چاہی۔ میں نے پرواز کو کمزور بنادیا۔ دماغ کو بے نامی کمزوری کا احساس دیا۔ وہ پڑیشان ہو کر بولی "کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ تمہیں نے اس کھلی میں کامیابی سے دو دشمنوں کو دماغی جھٹکے پہنچائے تھے۔"

پھر میرا دماغ کمزور کیسے ہو گیا؟" وہ خاموش رہا۔ اس نے پوچھا "جواب کیوں نہیں دیتے؟" "میں کیا جواب دوں؟ تم اپنی دماغی حالت کو خود بہتر سمجھ سکتی ہو۔"

"کیا خاک سمجھوں گی۔ چائیں۔ تم نے بیوشی کا کون سا انجنین لگایا تھا؟ اس کے اثر سے ابھی تک کمزوری ہے۔ تم نے مجھ سے دشمنی کی ہے۔"

میں نے اس کے دماغ میں قندہ لگاتے ہوئے بائبل بوبا کے لئے میں کہا "اب تمہیں عقل آتی ہے کہ پارس نے دشمنی کی ہے۔ وہ تمہیں بے ہوش نہ کرنا تو میں تمہیں اپنی معمول بن چکا ہوتا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ پارس کو ٹھہرا دو۔ کچھ سیٹ پر آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تم پر تو کبھی عمل کر دوں گا۔"

وہ چیخ کر بولی "نہیں نہیں! میں عمل کرنے نہیں دوں گی۔ چلے جاؤ میرے دماغ سے، چلے جاؤ۔"

وہ سیٹ سے اٹھ کر پارس کی گردن میں بائیں ڈال کر پیچھے سے پٹ گئی۔ پھر بولی "مجھے تمہاری دشمنی ہزار بار منظور ہے اور وہ دشمنی نہیں تھی، تم نے مجھے اس شیطان کی تیرہ بنے سے بچایا تھا۔ وہ ابھی میرے دماغ میں تمہارے خلاف بول رہا تھا۔ مجھے اپنی معمول بنانا چاہتا تھا۔ میں نہیں ہوں کی۔ تمہارے سوا کسی کی نہیں ہوں کی۔ فار گڈ ٹک مجھے اس سے بچاؤ۔"

"تم بھی کری، دکھائی ہو، کبھی نرمی دکھائی ہو۔ گرسٹ کی طرح رنگ بدلتی ہو۔ کیا تم میرا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی؟" "مجھ سے اس انداز میں گفتگو نہ کرو۔"

"میں تم سے کسی بھی انداز میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ تم ٹیلی بیٹھی کے ذریعے مدد حاصل کرو اور میرا پیچھا چھوڑو۔"

"کیا تم شہید کی سے کہہ رہے ہو؟" "ہاں۔ میں کسی ایسی لڑکی سے محبت نہیں کر سکتا جو مجھے اپنے قدموں کی دھول سمجھتی ہو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں تمہارے ساتھ اسرائیل والیں جاؤں گا تو ہمارے مارنے کا بدلہ لینے کے لئے تم میرے ہاتھ کوڑاؤ کی۔"

"نہیں، وہ تو میں غصے سے بول رہی تھی۔" "پھر وہ چونک کر بولی "میں نے تمہارے ہاتھ لٹکانے کی بات دل میں سوچی تھی۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گئی۔" "پائسل بوبا تمہارے دماغ میں تھا، اس نے مجھے آکر بتایا تھا۔"

"وہ ہمیں آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔" "اس میں لڑانے کے کیا بات ہے؟ تم اپنی زبان سے اعتراف کر سکتی ہو کہ تم نے میرے ہاتھ کٹوانے کا فیصلہ دل میں کر لیا تھا۔"

"فیصلہ نہیں کیا تھا۔ صرف سوچا تھا۔ وہ بھی غصے میں۔" "میں تمہارے جیسی غصہ کرنے والی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ پلیر! میری گردن چھوڑ دو۔ اور اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ وہ اسے چھوڑ کر اپنی جگہ بیٹھتی ہوئی بولی "تم میری انسٹل کر رہے ہو۔ مجھے ٹھہرا رہے ہو۔"

"ٹھہرا رہا ہوں نہیں، ٹھہرا رہا ہوں۔" "وہ تھلنے لگی۔ ایسی بے عزتی مجھی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے غصے سے سوچا "میری جوتی سے، تم مر جاؤ۔ مجھے کیا ٹھہراؤ گے۔ میں تمہیں ٹھہرائی ہوں۔ تمہارے جیسے بہت مل جائیں گے۔"

لیکن ایسا سوچ کر دل دکھ رہا تھا۔ اس کے اندر کی عورت نہیں چاہتی تھی کہ پارس کی جگہ کوئی دوسرا مرد اس کی زندگی میں آئے۔ اس کے دماغ میں گزری ہوئی راتوں کی قلم چلنے لگی کہ پارس کس طرح تھائی میں جلدو چکا ہے۔ میں فوراً اس کے دماغ سے نکل گیا۔ میرا رشتہ یہ ایسا تھا، میں بیٹے سے اس کے جھگڑے کے وقت رہ سکتا تھا، پار کے وقت نہیں رہ سکتا تھا۔ میں نے سلمان کے پاس آکر پوچھا "پہلی کلینر پارس کے پاس کب تک بیٹھے گا؟"

"بچپن میں کچھ وقت لگے گا۔ میں پائلٹ کے دماغ میں جا رہا ہوں۔ تم میرے ذریعے اس کے گہرے اور آواز کو یاد کرو۔" وہ پائلٹ کے پاس پہنچا۔ پہلی کلینر پرواز کر رہا تھا۔ سلمان واسطی نے کہا "میں تمہارے دماغ میں ہوں۔ مجھے بتاؤ، کتنا فاصلہ رہ گیا ہے۔"

اس نے جواب دیا "ترکی کی سرحد پار کرنے میں دو گھنٹے لگیں گے۔ اس کے بعد لبنان میں پارس صاحب کہاں ہوں گے، وہاں کتنی دور تک پرواز کرنا ہو گا؟ یہ آپ ہی بتا سکتے ہیں۔" "مسٹر برائن! ولف بھی تمہارے دماغ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ ان سے باتیں کرو۔ یہ تمہیں گائیڈ کریں گے۔"

سلمان واسطی چلا گیا۔ میں نے پائلٹ سے پوچھا "تم اتنی جلدی جیس سے ترکی کیسے پہنچ گئے۔"

"جناہ! میں جیس سے نہیں! استنبول سے پرواز کر رہا ہوں۔ اگر جیس سے آتا تو ابھی اوجھا فاصلہ بھی طے نہ ہوتا۔ استنبول میں فرانس کا یہ مخصوص پہلی کلینر فارغ تھا۔ میں اسے پارس صاحب کے پاس لے جا رہا ہوں۔ وہ کہاں ہیں؟" "وہ ہیروت سے نکل گیا ہے۔ وہ ابھی تک ایک گاڑی بدل چکا ہے۔ حالات سے مجبور ہو کر پھر کوئی دوسری سواری

حاصل کرے گا۔ اس لئے ابھی میں اس کی خاص پہچان نہیں بنا سکتا ہوں۔ تم لبنان میں داخل ہوئے ہو۔ جس علاقے سے گزر رہا ہو گا، وہاں میں تمہیں لے جاؤں گا۔"

"جناہ! انہیں سمجھاؤ کہ وہ فلو زوہ علاقوں سے دور نکل آئیں، ورنہ جنگ کرنے والے اس پہلی کلینر کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔"

"اطمینان رکھو، تمہیں ایسے علاقوں سے گزرتا نہیں پڑے گا۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ ایک گھنٹہ بعد آؤں گا۔" میں اس کے دماغ سے نہیں نکلا۔ وہ کچھ رہا تھا، میں جا چکا ہوں۔ میں اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ ٹھوڑی دیر بعد اطمینان ہو گیا کہ وہ فرانسیسی کی حکومت کا مفاد ہے۔ اور نہیں کسی بھی سرے پر دھوکا نہیں دے گا۔ سلمان واسطی ہمارے معاملات میں اچھی طرح چھان بین کے بعد کسی مفادار کا انتخاب کرنا تھا۔

میں دماغی طور پر ساحلی کانچ میں حاضر ہو گیا۔ ٹیلیفون کا ریسپورڈ تھا کہ انگریزی آفس سے معلوم کیا "اسکندریہ سے پیرس جانے کے لئے کتنی فلائیں ہیں بھر میں نے قنصل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور انفر فرانس کے دفتر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں ااپا کے پاس جا کر اپنے بیٹے کی خیریت معلوم کر لی۔"

بیٹا خیریت سے تھا لیکن ابا کی سوچ نے بتایا جہاں اس کے دماغ میں پرانی سوچ کی لہر آئی تھی، اس نے سانس روک لی اسے یقین تھا کہ بائبل آیا ہو گا وہ خوش تھی کہ دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی اور اب کوئی اس کے دماغ میں نہیں آسکتا تھا صرف میں اس کا عامل تھا۔ یہ بات بائبل کو معلوم ہوتی تو وہ میرا اہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ میں گھس جاتا۔ اب وہ دشمن خیال خونی کرنے والے سے محفوظ رہے گی لیکن ہمارے لئے

مشکل پیدا کرے گی ابھی وہ جزل سے رابطہ کر کے قنصل ابیب سے پہلی کلینر منگوانا چاہتی تھی۔

میں انفر فرانس کے دفتر تک نہ جاسکا۔ راستے میں رک گیا ایک ریسٹوران کے کیمین میں بیٹھ کر چائے کا آڈر دیا۔ کیونکہ ایک جگہ بیٹھ کر ہی میں ابا کو کنٹرول کر سکتا تھا۔ اتنی دیر میں وہ جزل سے رابطہ کر چکی تھی۔ وہ خوش ہو کر پوچھ رہا تھا۔ "بھئی تم کمال ہو۔ ہم تمہارے لئے پڑیشان ہیں۔"

وہ بولی "دشمنوں نے میرا دماغ کمزور کر دیا تھا میں خیال خونی کے قتل نہیں رہی تھی لیکن آپ بے مورگن کے ذریعے میری مدد کر سکتے تھے۔"

"بے مورگن کی بار چپ تمہارے دماغ میں گیا تھا۔ پارس نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنی موجودگی ظاہر نہ کرے ورنہ دشمن تمہیں مار ڈالے گا۔"

”یہ درست ہے۔ دشمن کو پناہ دینا کہ میرے لئے مدد پہنچ رہی ہے تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑتا۔“

”کیا تمہیں دشمن سے نجات مل گئی ہے؟“

”ہاں مجھے نجات دلانے کے لئے پارس نے بڑی محنت کی ہے مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے انوکھے والا چاکل میرے دماغ سے کیوں بھاگ گیا۔ ایک بار وہ گھٹنا پھیلے آیا تھا۔ تب میرا دماغ کڑور تھا۔ اب میں نے اسے بھگا دیا ہے۔ وہ میرے پاس نہیں آسکے گا۔ آپ فوراً بیلی کاپڑ بھیج دیں۔“

”میل کئی بیلی کاپڑ اور طیارے تمہارے پاس پہنچنے کو تیار ہیں۔ تم بتاؤ ابھی کہاں ہو؟“

”میں ابھی تھوڑی دیر پہلے بیروت میں تھی۔ اب پناہ نہیں پارس گاڑی کہاں لے جا رہا ہے۔ صبریہ میں ابھی بتائی ہوں۔“

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس سے بولی ”میں نے جزل سے رابطہ کیا ہے۔ میری مدد کے لئے خیاوں اور بیلی کاپڑ میں بہت سے لوگ آنے والے ہیں۔ تم بتاؤ ابھی ہم کہاں سے گزر رہے ہیں؟“

وہ بولا ”جنم سے گزر رہے ہیں۔ کسی کو مدد کے لئے بلانے سے پہلے میرے اس فیصلے کو تسلیم کرو کہ میں اسرائیل واپس نہیں جاؤں گا۔“

”فضول باتیں نہ کرو۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے پھر بھی تمہیں سزا نہیں دوں گی۔ تم میرے ساتھ چلو گے۔“

”میرا فیصلہ اٹل ہے۔ میں میل سے پہلے تری پھر فرانس جاؤں گا۔“

اس نے گاڑی روک دی پھر اسٹریٹنگ سیٹ چھوڑ کر باہر نکلے ہوئے بولا ”اس گاڑی میں واپس چلی جاؤ واپسی پر جو پہلا دورا ہے اس کے بائیں راستے پر جاؤ گی تو اسرائیلی سرحد تک پہنچ جاؤ گی۔“

وہ باہر آکر بولی ”میں تمہیں جاؤں گی۔ تم سمجھتے کیوں نہیں؟ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔“

”تمہاری محبت غصے میں بھری رہتی ہے۔ تم غصے میں سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتیں لہذا میں ایسی جگہ نہیں رہوں گا جہاں ملکہ عالیہ کا حکم چلتا ہو اور میری حیثیت غلام کی رہتی ہو۔“

”میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ اب تمہیں غصہ نہیں دکھائو گی؟“

”یقین دلانا چاہتی ہو تو میرے ساتھ ایسی جگہ چلو جہاں تم حاکم نہ رہو۔ میں غلام نہ رہوں۔“

”کیا تم چاہتے ہو؟ میں اپنا وطن چھوڑ دوں۔ اپنی قوم کی خدمت نہ کروں؟“

”تم غلط بیعتی کے ذریعے دنیا کے کسی بھی حصے میں رہ کر ملک اور قوم کی خدمت کر سکتی ہو۔“

”نہیں۔ میں اپنے ملک سے دور نہیں رہوں گی۔“

”میں نے اپنے پاس صرف ایک رپورٹر رکھا ہے۔ تمہارے لئے رائل اور گاڑی چھوڑ کر جا رہا ہوں۔“

وہ جانے لگا۔ وہ چچ کر بولی ”تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ رک جاؤ۔“

میں نے پارس کے دماغ میں آتی ہی کوڑوڑوڑاوا کر کے کہا ”میں اپنا کس اندر ہوں۔ تم اپنا کتا کرو۔“

میں پھر اس کے اندر گیا۔ وہ دیکھ رہی تھی پارس دور ہوتا جا رہا ہے۔ ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے رائل اٹھالی۔ پھر کہا ”رک جاؤ، نہیں تو گولی مار دوں گی۔“

وہ نہیں رک رہا تھا۔ اس نے بیٹنی کچھ پتار کہا ”میں تمہیں دشمنی کروں گی پھر تمہارے دماغ پر قبضہ جتا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔“

اس کے سامنے بھی ایک راستہ تھا۔ دشمنی ہونے کے بعد پارس سانس نہیں روک سکتا تھا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جاتا اور وہ یہی چاہتی تھی۔ جسے اپنا سب کچھ دے چکی ہے اسے اپنا وفادار بنا کر رکھے۔

اس نے ایک پیر کا نشانہ لے کر گولی چلائی۔ میں نے ہاتھ بٹکایا۔ اس نے دوسری گولی چلائی، میں نے پھر ٹاکم ہٹا کر اس کی سوچ میں کہا ”پارس دشمنی ہو گا تو اس کے کڑور دماغ میں پائل ہو یا آکر کسی چالاکی سے مجھے بھرے بس کرے گا۔ ہو سکتا ہے پارس کے دماغ پر قبضہ جتا کر مجھے گولی مار دے۔“

میری اس بات سے اسے غلطی کا احساس ہوا۔ وہ دوڑتی ہوئی بولی ”پارس! رک جاؤ۔ میں غلطی پر تھی۔ تم پر گولی نہیں چلاؤں گی۔“

وہ قریب آکر پہنچ گئی۔ پارس نے کہا ”تم ابھی دو بار گولی مار چکی ہو۔ نہیں تمہارے لئے مرجھا ہوں۔ اپنے لئے مقدر سے زندہ ہوں۔“

”میں نے سچ بچا نشانہ نہیں لیا تھا۔ تمہیں صرف دھمکی دے رہی تھی۔“

”تم کی جھوٹی اور موقع شناس ہو۔“

”تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ دیکھو اجوت برہنہ نہ کرو۔ جزل میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میں جیسے ہی جگہ کی نشاندہی کروں گی، وہ لوگ وہاں سے پرواز کریں گے۔“

”تم گاڑی میں واپس جاؤ گی تو تمہیں راستے کا اور علاقوں کا پتا چل جائے گا۔“

”میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔“

”تو پھر میرے ساتھ چلی رہو۔“

”کیا تم اسرائیل نہ جاکر اپنے ملک اور اپنی قوم سے

غدار بن کر رہو؟“

”میں دنیا کے کسی بھی ملک میں رہ کر اپنے لوگوں کے لئے کام نہا رہا ہوں گا۔“

”تم مجھے باتوں میں لگا کر وقت برباد کر رہے ہو۔ گاڑی بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ ہم پیدل کہاں جا رہے ہیں؟ کیا تم تنہائی سے فیصلہ کر سکتے ہو کہ واپس نہیں جاؤ گے؟“

”میری بات پھر کی گئی ہوئی ہے اور فیصلہ تو چنانچہ ہوتا ہے۔ وہ چپ چاپ چلے ہوئے سوچنے لگی ”میں تمہارے فیصلے کی چٹان کو توڑ دوں گی۔“

اس نے جزل کے پاس پہنچ کر کہا ”پارس مجھے بھٹکا رہا ہے۔ وہ اسرائیل واپس نہیں آنا چاہتا۔ میرا اندازہ ہے وہ ترکی کی سرحد کی طرف جا رہا ہے۔ ابھی ہم پیدل ہیں۔ شاید آگے گاڑی مل جائے۔ آپ مجھے بیلی کاپڑ اور طیاروں کے پائلٹ کی آوازیں سنائیں، میں ان سے رابطہ رکھوں گی اور انہیں اپنی طرف بلاؤں گی۔“

اسے ایک بیلی کاپڑ اور ایک طیارے کے پائلٹ کی آواز سنائی گئی۔ میں نے بھی کئی پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی۔

”ہم کب تک چلے رہیں گے؟“

”میرے ساتھ رہو گی تو تمہیں شادی سواری نصیب نہیں ہوگی۔“

”میری محبت کا اندازہ کرو، میں راستے اور منزل کو سمجھ بغیر تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔“

”اگر تم اسی طرح منزل تک ساتھ دیتی رہیں تو میں تمہاری محبت کی قدر کروں گا۔“

”اتنا تو بتاؤ، ہم کس علاقے سے گزر رہے ہیں؟“

”اپنے پائلٹوں سے کہہ دو، لبنان میں داخل ہو کر پرواز کرتے رہیں، تم کہیں نہ کہیں نظر آ جاؤ گی یا پھر ان کے دماغوں میں رہ کر اپنے پاس آنے کے لئے رہنمائی کرتی رہو۔“

اس نے حیرانی سے اسے دیکھا اور سوچا ”اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ میں اپنے پائلٹوں کو خیال خونی کے ذریعے گائیڈ کرنے والی ہوں؟“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”یہ بات مومنوں دماغ والا بھی سوچ سکتا ہے کہ میں خیال خونی کے ذریعے اپنے لوگوں کو میل آنے کے لئے گائیڈ کر سکتی ہوں۔“

اس کی سوچ نے تائید میں کہا ”ہاں پارس نے اندازے سے کہا ہے۔ وہ بھلا میری سوچ کو کیسے پڑھ سکتا ہے؟“

میں بھی الپا کو قہقہوں میں رکھتا تھا، جسے فرانسسی پائلٹ کے پاس جاتا تھا اس طرح وقت گزر گیا۔ ایک بار الپا نے اپنے پائلٹ سے رابطہ کیا تو پتا چلا وہ لوگ لبنان میں داخل ہو کر پرواز کر رہے ہیں۔ الپا نے ایک پائلٹ کو بتایا کہ وہ پارس کے ساتھ

کہاں سے گزر رہی ہے۔ ایسے وقت میں نے پائلٹ کو غائب دماغ بنادیا۔ جب اس کی بات ختم ہو گئی تو میں نے پائلٹ کی زبان سے کہا ”آپ جہاں سے گزر رہی ہیں اور اس علاقے کی جو نشانیاں بتا رہی ہیں وہ تو ملک شام ہے۔ دشمن اسلامی ملک ہے ہم وہاں نہیں آسکتے۔ ان کی قوتیں اور میزائل ہمیں ہتھ کر دیں گے۔“

الپا نے پریشان ہو کر پارس سے پوچھا ”کیا ہم دشمن ملک کی سرحد میں داخل ہو گئے ہیں؟“

”ہو سکتا ہے۔ یہاں کی زمینیں ایک جہی ہیں۔ ملک کا پتا نہیں چلتا۔“

”پتا کیسے نہیں چلے گا۔ سرحدی لائن پر توجہ ہو کر کرتی ہے۔ ہمیں سرحد پار کرتے وقت کسی نے کیوں نہیں روکا؟“

”ہر ملک کی سرحدوں میں چور راستے بھی ہوتے ہیں۔ شاید ہم انجانے میں ایسے ہی کسی چور راستے سے داخل ہو گئے ہیں۔“

اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ خیال خونی کی پرواز کرتی ہوئی ایک طیارے کے پائلٹ کے پاس پہنچی، جب بولے لگی تو میں نے اس پائلٹ کو بھی غائب دماغ بنادیا۔ پھر اس کی زبان سے کہا ”میں ہاں مدام! بیلی کاپڑ کے پائلٹ نے درست کہا ہے۔ آپ ملک شام میں داخل ہو گئی ہیں۔ ہم واپس اپنی سرحد میں جا رہے ہیں۔ آپ اس ملک سے نکل آنے کے بعد ہم سے رابطہ کریں۔“

الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا ”ہمیں واپس جانا چاہئے۔“

”میں واپس جانے کے لئے آگے نہیں بڑھتا۔“

”میل ہم گرفتار ہو جائیں گے۔ پچان لئے جائیں گے کہ ہم یہودی ہیں۔“

”جب گرفتار ہوں گے، تب دیکھا جائے گا۔“

میں اپنے پائلٹ کے پاس گیا، وہ لبنان پہنچ گیا تھا۔ میں اس کی رہنمائی کرتا ہوا پارس کی طرف لے گیا۔ پائلٹ نے دو رہیں سے دیکھا، پارس الپا کے ساتھ کیے راستے پر جا رہا تھا۔ وہ ایک جگہ بیلی کاپڑ اٹارنے لگا۔ میں نے پارس کے پاس آکر کہا ”یہ ہمارا بیلی کاپڑ ہے۔ اوپر جاؤ۔“

اوپر الپا نے پوچھا ”یہ کس کا بیلی کاپڑ ہے؟ کوئی دشمن ہو سکتا ہے۔“

”پارس نے کہا ”آؤ دیکھتے ہیں۔ جب میں کسی سے کار چھین سکتا ہوں تو بیلی کاپڑ چھین کر بھی سرحد پار کر سکتا ہوں۔“

پائلٹ نے میری ہدایت کے مطابق دور ہی سے آواز لگائی ”ہیلو پارس! میں نے پرواز کرتے ہوئے تمہیں دو رہیں سے دیکھ لیا تھا۔ یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں ہوں تمہارا دوست جارج کو سکی۔“

پارس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا: "اوہ میرے دوست کو کئی اہم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو؟ ان میں سے کئی بھی کللی فاصلہ تھا۔ ایلانے پوچھا: "یہ تمہارا دوست کیسے ہو گیا؟"

وہ بولا: "مختل سے کام لو۔ یہ اصلی پارس کا دوست ہے۔ مجھے پارس سمجھ رہا ہے۔ میں اسے الیونگر ترکی پہنچاؤں گا۔ وہ سکتا ہے اور آگے جانے کا موقع مل جائے۔"

"پارس! میری بات مانو، اسے اسرائیل سے چلو۔" "یہ اتنا فوٹو نہیں بنے گا کہ اسرائیل کی طرف چل پڑے۔" "میں اس کے دماغ میں جا کر دیکھتی ہوں،" جبکہ نے ٹی تو میرا غلام بن جائے گا۔"

اس نے خیال خالی کی پرواز کی۔ میں نے اس سے پہلے پائلٹ کے دماغ میں پہنچ کر اس کی سانس روک دی۔ اس سوچ کی لہر میں وہیں ہو گئیں۔ ادھر پارس آکر اس سے مصافحہ کر رہا تھا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا: "تم سے ملنے ہی کوئی مصیبت میرے دماغ میں آتا چاہتی تھی۔ میں نے سانس روک لی ہے۔ کیا تمہارے پیچھے خیال خالی کرنے والے دشمن لگے ہوئے ہیں۔ ہائی واؤ! یہ سینہ کون ہے؟" "یہ میری محبوبہ ہے۔ تم تو جانتے ہو، ہمارے ساتھ دشمن لگے رہتے ہیں۔ اس بے چاری کے دماغ میں کوئی چپا ہو گا جو تمہارے اندر آنے کی ناکام کوشش کر چکا ہے۔ اب اسے تعین ہو گیا ہے کہ تم ہو گا کہ ماہر ہو۔ تمہارے پاس وال نہیں نکلی۔ دیکھو تم کہاں جا رہے ہو؟"

"کیا بتاؤں؟" انقرض سے استنبول جا رہا تھا۔ جھک کر ادھر گیا۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟" "ہاں ضرور،" وہ ایلان کو ایک طرف لے جا کر بولا: "اب اس کے دماغ میں نہ جانا، ورنہ کام گمز جائے گا۔ میں اسے پینڈل کروں گا۔"

"لیکن یہ تو استنبول جا رہا ہے۔ تم بھی وہیں جانا چاہتے ہو۔" "لیکن اسٹیل میں نہیں رہوں گا۔ تمہیں منظور ہو تو آؤ، ورنہ میںیں رہ جاؤ۔"

وہ آگے بڑھ کر پہلی گاڑی میں سوار ہو گیا۔ وہ اسرائیل واپس نہیں جاسکتی تھی۔ خیال خالی کے بلو جود مدد حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ ان حالات میں وہ وہیں تھامیں رہ سکتی تھی "اس لئے وہ بھی پہلی گاڑی میں آگئی۔ اس کی سوچ کمر رہی تھی۔" "مرد اپنی سزا سے ضرور ہیں لیکن رنڈہ رنڈہ اپنی عورت کی بھی بات مان لیتی ہیں۔ میں حسن و شباب کا جادو جگا کر اسے اسرائیل لے جاؤں گی۔ مرد ایک ایسا فواد ہے جو صرف

عورت کی ہانوں میں ہی پھنکتا ہے اور کوئی آگ اسے نہیں پکھناتی۔"

☆

لیبر اور کے علاقے سے فرار ہوتے وقت سونیا خانی اور علی تیمور کو اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ طیارے کو اچھی طرح چیک کرتے۔ چونکہ وہ پرواز کے لیے تیار کر رہا تھا اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ پرواز کے لیے تیار کر دے۔ انہوں نے خوب کی طرف سے ازلہ ان کا ارادہ تھا، امریکا کی سرحد سے باہر کہیں اتر کر کسی طرح نیویارک پہنچیں گے لیکن پرواز کے دوران پتا چلا کہ طیارے کا ایندھن انہیں ایک ہزار میل تک لے جاسکتا تھا۔ آگے بڑھنے کے لئے مزید ایندھن کی ضرورت ہوگی۔

قطب نما کے ذریعے سمت کا اور کمپیوٹر کے ذریعے علاقوں کا پتلا چل رہا تھا کہ وہ کہاں سے گزر رہے ہیں۔ علی تیمور نے کینیڈا کے شمال مشرقی سرحد کے قریب ایک کشتی پر پتہ سرک دیکھی، وہیں بڑی سمارت سے طیارے کو اتر دیا۔ انہوں نے اپنی ضرورت کا سامان ساتھ لیا۔ پھر وہ کشتی پر چھوڑ کر طیارے سے دور جانے لگے۔ وہیں بھی برف باری ہو رہی تھی۔ دن کی روشنی تھی لیکن سورج نظر نہیں آ رہا تھا۔ علی نے قطب نما دیکھتے ہوئے کہا: "میں شرمیں داخل ہوتے ہی ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔"

وہ بولی: "یہی مناسب ہے۔ اس طیارے کو دیکھنے کے بعد جوں جوڑے کو جگہ جگہ چپک چپک کیا جائے گا۔ ان کی توقع کے مطابق ہم ساتھ نہیں رہیں گے۔"

"تم تنہا کجاؤ گی؟" "اپنی اگلی منزل بتاؤ، وہاں پہنچ جاؤں گی۔" "میں کو یک سے مونٹریال جانے کی کوشش کروں گا۔" "میں وہاں ضرور پہنچوں گی۔" "ہم کہاں ملیں گے؟"

"چائیں، وہاں کون سی جگہ کیسی ہے؟" "میں روز شام کو چار بجے ریلوے اسٹیشن کے واشنگ روم کے دروازے پر ایک گھنٹے تک انتظار کروں گا۔"

ایسا کہتے وقت علی کو احساس ہوا کہ اس نے کبھی کسی لڑکی کا انتظار نہیں کیا۔ ایک گھنٹہ بہت ہوتا ہے۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی کسی کے متعلق سوچنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ سونیا خانی میں کیا بات ہے؟ دماغ کے کسی گوشے میں کوئی ایسی بات ہے جسے وہ سمجھ نہیں پاتا ہے۔

لوہر سونیا خانی کو یہ سن کر ایک نئی سترت کا احساس ہوا کہ وہ کیسے ملے گا اور اس کا انتظار کرنا رہے گا۔ اس نے پوچھا: "تمہارے سر کی تکلیف کیسی ہے؟" وہ بولا: "کبھنٹے لے بیٹھے سے زبردست حملہ کیا تھا۔"

برفانی علاقہ ہے، میں زخم سے خون رستے ہی جم جاتا ہے۔ اس لئے لوہہ بڑھکا۔ ویسے تکلیف ہو رہی ہے۔" "شرم چھپنے ہی ڈاکٹر کے پاس جاؤ گے نا؟" "ہاں جاؤں گا۔" "باقاعدہ دوا میں استعمال کرو گے؟"

"ہاں کروں گا۔ تم اطمینان رکھو۔ میں معمولی چوٹ کا علاج بھی قوت سے کرتا ہوں۔"

وہ تھوڑی دور تک خاموشی سے چلتے رہے۔ ایک دوسرے سے کچھ بولتے رہنے کو بھی چاہتا تھا لیکن دونوں ہی کم گو تھے۔ غیر ضروری باتیں کرنے کی عادت نہیں تھی اس لئے کچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آگے کیا بولنا چاہئے۔ شرم کے قریب پہنچ کر وہ ایک چوراہے پر رک گئے۔ وہ پچھلتے ہوئے بولا: "اب نہیں..."

وہ بولی: "ہاں۔ ہمیں جدا ہونا پڑے گا۔" "تم۔ تم مہما کی ہم شکل ہو، پچان لی پائی۔" "میری زیب میں ریڈی میڈیا،" وہ کہتے ہیں۔ میں ابھی چلتے چلتے بدل لوں گی۔" "اچھا، دوش پر گوند لگ۔"

"میں آج ہی مونٹریال جانے کی کوشش کروں گی، خدا حافظ۔"

دونوں رخصت ہو گئے۔ دو الگ دو راستوں پر چلتے ہوئے دور تک ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے گئے۔ پھر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ علی تیمور سرک کے کنارے چل رہا تھا۔ اچانک آشفتہ ہوا کہ سونیا خانی اس کے دماغ پر کیوں نقش ہو رہی ہے۔ ابھی دو دن پہلے بانی مور میں سونیا نے اس سے پوچھا تھا: "تم کیوں سے شرماتے کیوں ہو؟"

اس نے جواب دیا تھا: "شرماتنا نہیں، کٹر لانا ہوں۔ میرے تصور میں ایک آنکھ لڑکی ہے اور وہ بالکل آپ جیسی ہے۔ آپ کی سوچ میں شرم لائی ہے، باتوں میں کئی معنی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ آپ کا ہر عمل نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ مجھے آپ جیسی لڑکی چاہئے۔"

اور سونیا خانی نے ختمی ملاقات میں اپنی ذہانت اور دلیری سے ثابت کر دیا تھا کہ میں وہی ہوں، وہی ہوں۔ تمہارے خیالوں سے نکل کر حقیقی دنیا میں آگئی ہوں۔ کمال ہے، مجھ سے جدا ہونے کے بعد مجھے پہچان رہے ہو۔

علی تیمور نے چلتے چلتے پلٹ کر دور تک دیکھا جیسے اسے ڈھونڈ رہا ہو پھر انکار میں سر ہلا کر سوچا: "مجھے اس لئے لے آنا نہیں سوچنا چاہئے۔ سوچوں گا تو موجودہ حالات پر غور نہیں کر سکتا گا۔"

اسے جواب لگ رہی تھی لیکن وہ پہلے سری مرمہ بنی

کرنا چاہتا تھا۔ شرم کی مختلف ہزوں سے گزرتے ہوئے ایک ڈاکٹر کا سامنا ہو رہا تھا۔ اس کلینک میں داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر فارغ تھا۔ بی بی پر اس کی کانکھیں دیکھ رہا تھا۔ اس نے علی تیمور سے سر کے زخم کا معائنہ کیا پھر کہا: "کمزور زخم ہے۔ کیسے ہوا؟"

"ڈاکٹر، دو ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے۔" "معلوم ہوتا ہے، کسی سے سچا ہوا تھا۔" "جی ہاں، یہی بات ہے۔"

وہ مرمہ بنی کرتے ہوئے بولا: "تم بتانا نہیں چاہتے۔" "مارکمان کے بعد شرم آ رہی ہے۔ آپ سوال کر کے اور شرم دار رہے ہیں۔"

ڈاکٹر ہنسنے لگا۔ پھر وہ بولا: "اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔ جس میں علاج کی ضرورت ہے اور مجھے نہیں کی۔ میں رقم کو دیکھتا ہوں، آدمی کو صرف اپنا منافع دیکھنا چاہئے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟"

اسی وقت بی بی پر نیوز ٹیلیوژن میں ایک خاتون نے خبریں سناتے ہوئے کہا: "کوئیک کے قریب ہائی وے پر ایک طیارہ گھبرا ہوا ہے۔ پوٹینڈل اسٹیشن کی سڑاں میں ابھی نے بہت پہلے اطلاع دی تھی کہ سونیا خانی اور علی تیمور تائی دو جوان لڑکی لڑکے نے لیبر اور کا ایک طیارہ اٹھا لیا ہے۔ یہ وہی طیارہ ہے۔ عوام سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسے کسی لڑکی اور لڑکے کو دیکھ کر قریبی پولیس اسٹیشن میں اطلاع دیں گے۔ رنڈہ پچان یہ ہے کہ اس کا سر زخمی ہے۔"

ڈاکٹر نے چونک کر علی کو دیکھا۔ علی نے پوچھا: "کیا خیال ہے؟"

پولیس اسٹیشن میں سے کتنی دور ہے؟" "آں" وہ پچھلتے ہوئے بولا: "تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ مجھے آمرینیوں سے سخت نفرت ہے۔ وہ اپنی اسٹیٹ سمجھ کر یہاں بھی چلے آتے ہیں۔ ہماری معیشت پر چھاپنا چاہتے ہیں۔ تمہیں پہلے بتانا چاہئے تھا کہ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو! بہر حال گرفتاری کا خوف دل سے نکال دو۔ میری ٹیم میں چھپ کر رہو۔ میں تمہیں اپنے گھر میں بٹھا دوں گا۔"

"ڈاکٹر! تم بہت اچھے ہو۔ میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں۔" ڈاکٹر نے ایک سرخ آنکھ اور پھر اس میں ایک دھماکہ ہونے کا کہا: "تمہارے لئے یہ ایکشن ضروری ہے۔ زخم جلدی بھرے گا۔"

وہ سر نہ لے کر قریب آیا تو علی نے ریو اوٹنگل کر اس کے ہاتھ سے سر نہ لے لی پھر پوچھا: "ریو اوٹ سے مرنا چاہو گے یا انجکشن سے بے ہوش ہونا؟" "آں... نہیں۔ یہ بے ہوشی کی دوا نہیں ہے۔" "تو پھر چپ چاپ لگالو۔"

تمہاری رہائش گاہ میں کچھ افرو ہیں؟“
 وہ بولی ”رہائش گاہ گھڑی ہوتی ہے؟ میں تو اس شہر میں پہلی بار آئی ہوں۔ یہاں تک آنے کے لئے میں نے تمہارے آگے تین لاکھ ڈالر کا چارہ ڈالا تھا۔“
 ”کیا بکواس کر رہی ہو؟“
 ”بکواس تو کم کرتے آ رہے ہو۔ بچوں کا ہسپتال دکھا کر دھمکیاں دے رہے ہو۔“
 ”ایک نئے گرج کر کہا“ یہ بچوں کا کھانا نہیں ہے، اصلی ہے۔ کیا تم مرنا چاہتی ہو؟“
 ”گوئی مارتا چاہتے ہو تو مار بھی دو۔ کیوں دیر کر رہے ہو؟“
 ”تم سمجھتی ہو؟“ فزیک کی آواز ہوئی۔ ہم اس ڈر سے گوئی نہیں چلا رہے تھے۔ تم مرنا ہی چاہتی ہو تو...“
 بات پوری ہونے سے پہلے ہی دونوں کے طلق سے کراہ نکلی۔ اس نے دونوں کنکناں، دونوں کی پسلیوں میں ماری تھیں۔ پھر بڑی پھرتی سے ریو الووں پر ہاتھ رسید کئے۔ ٹھانیں ٹھانیں کی آوازوں کے ساتھ دونوں ریو الو اور ان کے اٹھنے کو لیاں کلار کی چھت میں سوراخ کرتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ وہ دونوں اس سے لپٹ گئے۔ ایک لڑکی کو قابو میں کرنے کا یہی طریقہ سمجھ میں آیا تھا۔ ثانیہ نے ان کے ریو الووں کو پکڑ رکھا تھا۔ یکسی دروازہ کھول کر نکل گئی تھی اور مدد کے پکار رہی تھی۔ ڈرائیور جلدی سے باہر آگیا اسے پکڑا چاہتا تھا۔ وہ بھاگتی جا رہی تھی۔ پھر خاص سے گوئی چلنے کی آواز سن کی گھبراہٹ میں گر پڑی تھی۔
 اس نے سر ہٹھا کر دیکھا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھلا تھا اور پائٹی لیڈر لڑکھ کر باہر زمین پر گر پڑا تھا۔ پھر دوسری طرف کا دروازہ کھلا۔ دوسرا شخص دونوں ہاتھ اٹھائے باہر آیا۔ ثانیہ نے آواز دی ”یکسی... آجاؤ! باڑی پلٹ گئی ہے۔“
 ڈرائیور بھاگنے لگا۔ ثانی نے گوئی چلائی۔ وہ لڑکھا کر کہہ رہا اپنی زخمی ٹانگ پکڑ کر اپنے لگا۔ یکسی دوڑتی ہوئی آئی خوش ہو کر بولی ”اوہ ثانیہ! تم بہت دلیر ہو۔ تم نے کمال کر دیا ہے! وہ بولی ”پچھلی سیٹ پر بیٹھو۔ اب ہم انہیں لے جائیں گے۔“
 ”کہاں لے جائیں گے؟“
 ”پولیس اسٹیشن۔“
 پائٹی لیڈر کے شانے پر گولی لگی تھی۔ وہ زمین پر سے اٹھتا ہوا لڑھکتا ہوا کہنے لگا ”نہیں جیلز! ہمیں جھوڑو دو۔ پولیس اسٹیشن نہ لے جاؤ۔“
 ثانیہ نے کہا ”میں دوسری بار نہیں پولیس کی۔ گوئی چلا کر ہاتھ پائٹی لیڈر توڑتی رہوں گی۔ چلو! اٹھی سیٹوں پر بیٹھ جاؤ۔“
 وہ دونوں سامنے آگئے۔ ثانی اور یکسی پیچھے بیٹھ گئیں۔

گاڑی آگے بڑھی تو ثانی نے کہا ”ڈرائیور کو بھی اپنی ساتھ بھاڑو“
 انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آگے گاڑی روک کر ڈرائیور کو کھینٹ کر سامنے والی سیٹ پر لے آئے پھر وہ گاڑی چلائے وقت خوشامدیں کرنے لگے۔ مٹیاں اٹھتے گئے۔ لیکن دو ریو الووں کی ٹانیں دونوں کی گردن سے لگی ہوئی تھیں۔ انہیں قانون کے دروازے پر آنا ہی پڑا۔ ایسے ہی وقت سلمان واسطی نے دماغ میں آکر کوڈ روڈز ادا کیے۔ وہ بولی۔ ”فزیک یو انکل! بڑے اچھے وقت پر آئے ہیں۔ آپ ذرا علی کی خیریت معلوم کر لیں۔“
 ”میں اس کے پاس گیا تھا۔ وہ تمہاری خیریت معلوم کرنا چاہتا ہے۔“
 ”سچ؟“ وہ بے اختیار خوش ہو کر بولی۔
 ”کیا بات ہے؟“ دونوں بڑی بے چینی سے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کر رہے ہیں۔
 ”گوئی بات نہیں ہے۔ آپ پتا نہیں کیا سمجھ رہے ہیں!“
 ”میں تمہارے بارے میں کیا کہوں؟“
 ”آپ دیکھ رہے ہیں؟ میں خیریت سے ہوں۔“
 ”مگر وہ نہیں ہے۔ اس نے مجھے جھوٹ بولنے کے لئے کہا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ حالانکہ سر کا زخم گہرا ہے۔ تکلیف بڑھ گئی ہے اور وہ بخار میں تپ رہا ہے۔“
 وہ تڑپ کر بولی ”علی کہاں ہے؟ کسی پتا گاہ میں ہے؟“
 ”یہی وہ مود چہ ہے۔ اپنی دیکھ بھل کر لے گا۔ تم کل نہ کرو۔“
 ”کیسے فکر نہ کروں؟ جیلز! جلدی بتائیں وہ کہاں ہے؟“
 ”اب میں کہوں گا کہ وہ ابھی تک کوئیک میں ہے تو کیا تم موبائل سے پھر کوئیک والیں جاؤ گی؟“
 ”ہاں! جاؤں گی۔ ابھی جاؤں گی۔“
 ”اچھا! یہ جیسی؟ خدا رحم کرے۔“
 ”انکل! آپ مذاق کر رہے ہیں نا؟“
 ”ہاں بھئی! وہ بڑا سخت جان ہے۔ خیریت سے ہے،“
 ”تھیں وہاں تلاش کر رہا تھا۔ میں جاگرتاؤں گا وہ دوسرا آجائے گا۔“
 ”میں نے یہاں خود کو کنگ فرائیڈ کی بیٹی ظاہر کیا ہے۔ پولیس والے سسر فرائیڈ سے حقیقت معلوم کرنا چاہیں گے۔ آپ یہ معاملہ سنبھال لیں۔“
 ”میں ابھی فرائیڈ سے بات کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔“
 ”نہیں... علی کو بتا دیں کہ...“
 ”تم یہاں ہو۔ پہلے زمانے میں کوئیک ماشین کو بتایا کرتے تھے۔ آج میں پیغام بر بن رہا ہوں۔ اچھا، سو فار۔“
 وہ چلا گیا۔ ثانی نے سوچا ”یہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟“

محل ساتھ جھوڑی ہے۔ میں دوسروں کو باتوں میں الجھتا ہوں۔ ابھی انکل نے مجھے الجھایا تھا۔ میں اس بات سمجھ نہیں آتی کہ علی خدا کی خواہش بتا رہا ہے۔ انکل اسے بارود دے گا۔ چھوڑ کر میرے پاس۔۔۔ آئندہ مجھے اپنی عزیت کے مطابق ہر پہلو پر نظر پڑے۔“
 ”ان واسطی نے آکر کہا۔“ ثانی! تمہیں تنگ فرائیڈ۔۔۔ میں دیتا چاہتا تھا۔ تمہاری ذہانت کو کیا ہوس نہیں معلوم ہے کہ امریکی حکام فرائیڈ کو ذہنی کا دوست اور وفادار سمجھتے ہیں۔“
 ”اوہ خدا! اچھے سے بھول ہو گئی۔“
 ”ابھی میں فرائیڈ کے دماغ میں گیا تھا۔ پتا چلا! اس پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں یہاں کے جاسوس اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ جب یہ انکو آڑی ہوگی کہ ثانیہ نامی لڑکی اس کی بیٹی ہے یا نہیں تو پتا چلے گا۔ اب اس کا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ ہر حال میں تھانے کے انچارج کے پاس جا رہا ہوں! اسے انکو آڑی سے روکوں گا۔“
 سلمان نے انچارج کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ زخمی مجرموں کے لئے ایک سرکاری ڈاکٹر کو فون پر کل کر رہا تھا۔ پھر اس نے ریسیور رکھ کر ثانیہ سے کہا ”تم نے جان کی بازی لگا کر انہیں گرفتار کر لیا ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آگے فرائیڈ کی دولت مندی جتنی آئی دیر ہوگی۔“
 ثانی نے کہا ”آپ نے میرا پورا بیان نہیں سنا ہے۔ میں نے مجرموں کے سامنے لاکھوں روپے کا چارہ ڈالنے کے لئے خود کو کنگ فرائیڈ کی بیٹی کہا تھا۔ ایسا نہ کہتی تو یہ کبھی میرے ساتھ یہاں تک نہ آتے۔ مجھے دولت مند سمجھ کر آئے ہیں۔“
 ”تم نے ان کو کبھیس کو خوب پکڑیں ڈالا تھا۔ ہر حال اپنا پتہ بتاؤ۔“
 ”یکسی نے کہا۔“ اس کا بوائے فرائیڈ اسے دھوکا دے کر اس کا سامان لے کر بھاگ گیا ہے۔ اس سلمان کے ساتھ شانتی کارڈ اور ضروری کفالتات بھی چلے گئے ہیں۔ بے چاری کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اس نے میری جان بچائی ہے۔ میں اس کی عزت لوں گی۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ آپ میرے ساتھ آکر آڑی کر سکتے ہیں۔“
 تھانے کا انچارج راضی ہو گیا۔ اس نے یکسی کے بتائے ہوئے نمبر پر اس کے باپ سے رابطہ کیا، پھر پوچھا ”کیا آپ کی بیٹی انوکھی گئی تھی۔ اگر یہ درست ہے تو اس کا نام بتائیں۔“
 ”اس کا نام جون یکسی ہے۔ وہ خیریت سے تو ہے؟“
 ”جی ہاں! مجرم گرفتار ہو چکے ہیں۔ آپ جی سے بات کریں۔“
 یکسی نے ریسیور لے کر کہا ”ڈیڈی! آپ نے مجھے تھانے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔ مگر یہ سن کر افسوس ہو گا

کہ میں زندہ سلامت ہوں۔ ایک لڑکی نے میری جان بچائی ہے اور مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے۔“
 ”مجھے خوشی ہے کہ تم سلامت ہو۔ میری طرف سے اس لڑکی کا شکریہ ادا کرو۔“
 ”صرف شکریہ سے کام نہیں چلے گا۔ فی الحال اس لڑکی کے پاس کوئی شناختی کارڈ یا کفالتات نہیں ہیں۔ یہ بعد میں پیش کرے گی۔ آپ اس کی عزت لے لیں۔“
 ”تم جانتی ہو؟ میں اصولوں کا پابند ہوں۔ کسی بھی انوکھی بیٹی عزت نہیں لے سکتا۔ اس سے کوئی اپنا پورا پورا عمل شناخت پیش کرے۔“
 ”ڈیڈی! میں بھول گئی تھی کہ آپ پھر کے جنے ہوئے انسان ہیں۔ جو بیٹی کے لئے اپنے اصول نہ توڑے وہ دوسروں کے لئے کیا توڑے گا۔ جاسوس آپ اپنے اصولوں کے ساتھ تجارت میں رشتہ توڑ رہی ہیں۔ جیسی آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔ اس نے ریسیور انچارج کو دیا۔ اس نے فون پر اس کے باپ سے پوچھا ”آپ مس ثانیہ کی عزت لے رہے ہیں؟“
 ”سلمان نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ دوسرے انکلا کر لیا۔“
 ”سلمان نے اسے اقرار کے الفاظ سنائے۔ وہ ریسیور رکھ کر بولا۔“
 ”ٹھیک ہے مس ثانیہ آپ کی عزت ہو گئی۔ آپ جاسوس ہیں۔“
 ”یکسی حیرانی سے کچھ کہنا چاہتی تھی، ثانی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا ”اب یہاں سے چلو۔ ہم باہر باتیں کریں گے۔“
 وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی پولیس اسٹیشن کے دروازے تک آئی۔ وہاں ایک شخص دوسرے سپاہیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے راستہ روک کر اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ وہ انکلی جنس ڈیپارٹمنٹ کا ایک جاسوس تھا۔ اس نے ثانی سے کہا ”تم جی اپنا کارڈ دکھاؤ۔ ویسے میں سن چکا ہوں۔ ایک بوائے فرائیڈ تمہارا سامان لے کر بھاگ گیا ہے۔“
 ”یکسی نے کہا ”یہ سچ ہے۔“
 ”جاسوس نے کہا ”میں دوسرے کمرے میں تھا۔ دوسرا ریسیور انکلا کر فون پر ہونے والی گفتگوں پر ہاتھ ہمارے باپ نے عزت لینے سے انکلا کر تھا لیکن انچارج نے یہ سن کر عزت کے لئے اقرار کیا گیا ہے۔ کیوں مس ثانیہ! کیا یہ ٹیلی بیجی کا کمال نہیں ہے؟“
 ”سلمان نے ثانی کے پاس آکر کہا ”مگر بڑا ہو گئی ہے۔ اقرار کرو! خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو۔“
 وہ بولی ”ہاں! میں میرا ڈور سے طیارہ افواہ کر کے لالچ والی سوٹیا ٹائی ہوں۔ کہاں لے چلو گے؟“
 ”مگر یاد رکھو! فریڈ کی فلی میں آج تک کسی نے ہتھیاری نہیں پہنی۔“
 ”ہم جانتے ہیں تمہارے آس پاس ٹیلی بیجی کی بامداد ہے۔ دوسری وقت بھی دھماکے شروع ہو جائیں گے۔ تم آزادی سے چلو گی۔“

ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ ایک افسر نے پوچھا "سوتیلی امی ہو؟"

”نہیں۔ ہم تم پر مصیبت بن کر نہیں رہیں گے۔ دراصل

۱۶۔ خدایہ جاسوسی آلات کے ذریعے پتا چلتا رہے گا کہ

دو گئے۔ کوئی بھی حلفت کرو گے تو اپنے ملک اور قوم کو ذرہ ہست

نقصان پہنچاؤ گئے۔

اگر مسلمان نے جزل سے رابطہ کر کے کہا "میری احتیاط کام آجی۔ میں پہلے کتا تھا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والوں کی پیچ بہت دور تک ہے۔ جب میں کینڈا کے حکام کے پاس پہنچاؤ معلوم ہوا، رستی اور برائن وولف وہاں موجود ہیں؟"

جزل نے کہا "بڑی مشکل ہے۔ یہ لوگ شیطان کی طرح ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ وہ یقیناً دھمکیاں دے رہے ہوں گے؟" "ہاں۔ کہہ رہے تھے، ثانی اور علی کی روانگی کے متعلق ہمیں کچھ نہ بتایا جائے۔ وہ ان کے بہت سے اہم راز معلوم کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ کینڈا کے حکام اب ہم سے تعاون نہیں کریں گے۔"

"کوئی بات نہیں، وہاں ہمارے جاسوس ثانی اور علی کا بیچا نہیں چھوڑیں گے۔ ایئر پورٹ، بندرگاہوں اور جنگلی کے راستوں پر نظر رکھیں گے۔ ایٹمی بمب آپ آئی ٹیس کے ذریعے انہیں پہچان لیا کریں گے اس بار میں نے سختی سے حکم دیا ہے کہ وہ جزل بھی نظر آئیں، انہیں فوراً گولی مار دی جائے۔ وہ دوسرے ملک میں مارے جائیں گے تو ہم پر الزام نہیں آئے گا۔"

مسلمان نے کہا "ہمارے جو جاسوس کینڈا میں ہیں ان سے میرا رابطہ ہونا چاہئے۔ میں ان سے کون سا وہ کینڈا کی حکومت پر تکیہ نہ کریں، اپنے طور پر ثانی اور علی کو گھیرنے کی کوشش کریں بلکہ پہلی فرصت میں انہیں گولی مار دیں۔"

"میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے کتا ہوں، وہ ہمارے چند سرائیوں کی آوازیں تمہیں سنائے گا۔"

جزل نے ریسور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے، مسلمان انٹیلی جنس کے چیف سے واقف تھا۔ اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے آدمے سمجھنے کے اندر ان سرائیوں کے دماغوں میں پہنچ کر باتیں کیں۔ ان سے کہا "میں بھی کسی کے دماغ میں رہ کر ثانی پر نظر رکھوں گا۔ تم لوگ جب تک اس کے ذریعے علی کی تیور تک نہ پہنچو، اس سے دوری دور رہنا، ورنہ ایک لڑکی کو کوئی مار کر کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔"

پھر وہ علی کی تیور کے پاس آیا۔ وہ پہلی کا پیر کے ذریعے موثر ڈال پہنچ گیا تھا۔ مسلمان نے کہا "خود ردار اب ثانی سے ضرور ملو گے۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے۔"

"وہاں سے چپٹ نہیں چھپایا جاسکتا۔ تمہارے اندر کی ہے چینی کو میں خوب سمجھ رہا ہوں۔"

وہ مسکراتے لگا۔ مسلمان نے کہا "تمہارے چور خیالات نے بتادیا ہے کہ تم چار بجے ریلوے اسٹیشن کے ویننگ روم کے سامنے اس کا انتظار کرو گے۔"

"اور انکل! ہم ایک مشن میں ساتھ ہیں اس لئے ملاقات کی ایک جگہ مقرر کی ہے۔ یہ کوئی عاشقوں والی ملاقات نہیں ہے۔"

خدا نہ کرے کہ میں آپ کی طرح دیوانہ پروانہ بن جاؤں۔

"اچھا، پلٹ کر پھر مار رہے ہو!" "آپ اس خوش فہمی میں ہیں کہ چپ چاپ خیال خوانی کے ذریعے بے چاری آئی کو پریشان کرتے ہیں، اس لئے دوسروں کو خبر نہیں ہوگی جبکہ عشق اور متک چھپائے نہیں چیتے۔"

"اس شیطان پارس نے تمہارے سامنے اتنی سیدھی بات کی ہوگی۔"

"ایک عرصہ ہو گیا پارس سے گفتگو تک نہیں، دوئی، بیڑ، آپ ہماری معلومات کو پہنچ نہ کریں۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ موضوع بدل ڈالئے۔"

اس نے ہنسنے ہوئے کہا "بھئی میں کیا کہنے آیا تھا اور کس بات میں پھنس گیا! ابھی تم ثانی سے ملاقات نہ کرنا۔ یہاں حالات بدل گئے ہیں۔ کینڈا کی حکومت امریکی حکام سے تم لوگوں کے سلسلے میں تعاون نہیں کرے گی۔ اس لئے امریکی جاسوس تم دونوں کے پیچھے چھڑ گئے ہیں۔ لہذا پہلے ان سے نمٹ لو۔ متحالی انٹیلی جنس کی عمارت کے سامنے پہنچو۔ جب ثانی وہاں سے نکلے گی تو تم اس پر نظر رکھو گے۔ میں بتاؤں گا کہ جاسوس کہاں ہے اور کس طرح اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔"

علی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ادھر روانہ ہو گیا۔ ثانی جو نیوٹن افسروں کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی "یہ طے ہو چکا کہ تم لوگ ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کرو گے۔ کوئی ہماری نگرانی نہیں کرے گا۔"

ایک افسر نے کہا "ہمارے اعلیٰ حکام نے تاکید کی ہے کہ تم دونوں کا تعاقب نہ لیا جائے۔ کہیں جانے سے روکا نہ جائے۔ تم دونوں اپنی ذمہ داریوں پر مبنی ہو گے۔ کسی دشمن نے تمہیں نقصان پہنچا تو اس کے لئے ہم جوابدہ نہیں ہوں گے۔"

"جس طرح ہمارے خیال خوانی کرنے والے تمہارے اعلیٰ حکام کے دماغوں میں پہنچتے ہیں، اسی طرح سپر ماہر کے ٹیلی بیٹھی جانے والے بھی ان بڑے دماغوں میں آتے جاتے ہوں گے۔ انہیں پتا ہو گا کہ میں اس عمارت میں موجود ہوں اور اب تو بڑی دیر بعد یہاں سے نکلنے والی ہوں۔"

جس نے "یہ ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے کھیل ہیں، ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

"بے شک، تم کچھ کر سکتے ہو، نہ کر سکتے ہو۔ میں تمہارے ذریعے دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو مخاطب کر رہی ہوں اور ان سے کہہ رہی ہوں کہ میں شام تک اس عمارت میں رہوں گا۔ رات بھر کی جاگتی ہوئی ہوں۔ یہاں کسی کمرے میں نیند پور نہ کر سکی گی۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آپ میں سے کوئی میرے ساتھ اس کمرے سے نہیں نکلے گا ورنہ یہ معلوم کرنے کی ضمانت

کرے گا کہ میں کہاں وقت گزار رہی ہوں۔"

وہ وہاں سے چلتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر آئی۔ باہر چرچا ہی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے حکم دیا "اندرا جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ ثانی نے دروازے کو باہر سے بند کیا۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والے اکثر غلاموں کو بیڈروم سے گزر رہے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک کمرے میں دیکھا۔ وہاں چار افراد مصروف تھے۔ وہ دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

مسلمان واسطی نے آکر بتایا "علی تیور عمارت کے باہر موجود ہے لیکن دشمن جاسوس بھی ہیں۔ وہ تمہیں اس وقت تک نقصان نہیں پہنچائیں گے، جب تک علی ان کی نظروں میں نہیں آئے گا۔ کیا تم باہر نکل رہی ہو؟"

"ہاں، ٹرڈیشنوں کو دھوکا دینے کے بعد نکلوں گی۔"

"کیسے، دھوکا دو گی؟"

"آپ میرے پاس رہیں، ابھی بتاتی ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں آئی۔ وہاں ایک نوجوان لڑکی تنہا بیٹھی کچھ ٹاپ کر رہی تھی۔ ثانی نے دروازہ بند کر دیا۔ لڑکی نے پوچھا "مجھ سے کوئی کام ہے؟"

"ہاں۔ تم بہت کام کی لڑکی ہو۔ دفتر کا کام بہت ہو چکا۔ اب میرا کام کرو اور اپنے گھر چلی جاؤ۔"

لڑکی نے پوچھا "تم کون ہو اور ان باتوں کا مطلب کیا ہے؟"

"باہر کچھ لوگ میری تاک میں ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں، تمہاری میز پر یہ خوبصورت سا بیٹ ہے۔ سیاہ چشمہ بھی ہے۔ انہیں چین کر رکھو کہ انداز میں ٹھوگی تو میرا پیچھا کرنے والے تمہارے پیچھے نہ جائیں گے۔"

مسلمان نے کہا "میں تمہاری اطلاع سمجھ گیا۔ اس لڑکی کے دماغ پر قبضہ نہ کرنا باہر سے جاؤں گا۔ یہ عمارت انداز میں باہر ادھر ادھر دیکھ کر طے کی تو جاسوس اس کے پیچھے نہ جائیں گے۔ لیکن لباس کا کیا ہو گا؟"

"آپ آئی کو ہمارے پاس بھیج دیں۔"

تو بڑی دیر بعد مسلمان کی آواز آئی۔ ثانی نے کہا "آپ انکل کو دس منٹ کے لئے جانے کو کہہ دیں۔ پھر اس لڑکی کے اندر وہ کراس کالیاں اتار کر بھیج دیں اور میرا لباس اسے پہنلائیں۔"

مسلمان نے یہی کیا۔ دس منٹ کے اندر لباس بدل گیا۔ اس لڑکی نے ثانی کا لباس پہن کر ہیٹ کو سر پر اس طرح رکھا کہ دور سے نہ دیکھا جاسکے۔ انہیں نظر نہیں آسکتی تھیں پھر وہ سیاہ چشمہ پہن کر باہر نکل گئی۔

پھر وہ دوسری جگہ مصروف ہوں، اس کے ساتھ دیر نہیں رہوں گی۔"

وہ پہلی گئی۔ اس کے چند سینکڑے بعد ثانی کمرے سے نکلی۔ پھر ایک منٹ کے ذریعے پہنچ آئی۔ اس دوران مسلمان نے دشمن

سے مانا۔ بتایا تھا کہ اس نے دوسروں کے دماغ میں رہ کر دیکھا ہے۔ یہ لڑکی کا ہیٹ اور چشمہ چین کر عمارت سے نکلنے والی ہے۔ تم لوگ متاثر نہ ہو۔"

دوسری طرف اس نے علی کو بتایا "ثانی کے لباس میں دوسری لڑکی باہر آ رہی ہے۔ اس کے پیچھے جانے والوں کو آواز دینی دشمن جاسوس ہیں۔"

علی فٹ ہاتھ پر ایک بک اسٹال کے سامنے کھڑا ایک رسالے کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ اس نے رسالہ چرے کے سامنے کیا پھر چور نظروں سے سامنے والی عمارت کی جانب دیکھا۔ تو بڑی دیر میں ایک لڑکی ثانی کے لباس میں نظر آئی اس پر ثانی کا کان ہوا تھا کیونکہ چہرہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیڈر ہیٹ پشلی پر بٹھا ہوا تھا۔ وہ سیاہ چشمہ لگائے چور نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

کچھ جگہ میں نظر آ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک ٹیکسی کو آواز دی۔ مکروہ خالی نہیں تھی۔ دوسری پار ایک ٹیکسی اس کے سامنے آ کر رک گئی۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ادھر علی نے ایک اسٹال کے قریب سی ایک کار میں دو افراد کو بیٹھ دیکھا۔ پھر وہ ان کی کار ٹیکسی کے پیچھے جانے لگی۔

علی نے ایک ٹیکسی کو روکا، پھر بیٹھتے ہوئے کہا "وہ ادھر سامنے والے راستے پر چلے۔"

ڈرائیور نے گاڑی اشارت کی پھر اس راستے پر چلے ہوئے بولا "کہاں جاؤ گے؟"

"میں ابھی ہوں۔ راستوں اور علاقوں کے نام نہیں جانتا۔ میں آگے چل کر فیصلہ کروں گا، مجھے کہاں جانا ہے۔"

ثانی عمارت کے بیرونی دروازے کے پاس رگ کھینچی۔ ایک دیواری آؤٹ میں کھڑے ہو کر اس نے دیکھا تھا کہ لڑکی کے پیچھے ایک کار گئی ہے اور جہاں سے کار اشارت ہوئی تھی وہیں علی تیور نظر آیا تھا اس کے چہرے پر آپ سی آپ سکرابٹ آئی، ایک خیال آیا۔ جاسوس لڑکی کے پیچھے گئے ہیں۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔ اب وہ علی کے پاس جا سکتی ہے پھر اس نے خودی فیصلہ کیا، نہیں، یہ عشق حلفت ہوگی۔ کوئی ضروری تو نہیں کہ تمام دشمن وہاں سے دھوکا کھا کر گئے ہوں۔

اسی وقت مسلمان نے آکر کہا "دو جاسوس لڑکی کے پیچھے گئے ہیں، دو ابھی تک کھڑے ہوئے ہیں۔ یہاں سے تمہیں اسٹیک بار دیکھانی ہے۔ گاہ وہاں کی کاریں کھڑی ہوئی ہیں۔ سفید کار ان کی ہے۔"

"کیا وہ دونوں ہی یوگا کے ماہر ہیں؟"

"نہیں، وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔"

وہ عمارت سے باہر آئی۔ فٹ ہاتھ پر کھڑی ہوئی۔ گزرتی ہوئی کاروں کو یوں دیکھنے لگی۔ یہ کسی سے لطف لینا چاہتی ہو۔ پھر وہ سڑک کر اس کے اسٹیک بار کے سامنے آئی۔ دونوں

جاسوس مستعد ہو کر اسے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ ان کے سامنے آئی تو جرنیل نے اسے نکلے گئے۔ وہ گواہی دے ہوئی۔ "یوں تو کی طرح کیا تک رہے ہو؟ گاڑی میں کیوں پارک کی ہے؟ عمارت کے سامنے نہیں لاسکتے تھے؟"

"وہ دروازہ کھلائے پھر منتہل گئے۔ ایک نے سخت بے چارے میں کہا۔ "بہت ادا رفتہ بننے کی کوشش کر رہی ہو۔ کیا یہ بتانا ہو گا کہ ہاپٹ کوئی کی بی بی میں کیا ہے اور اس کا رخ تہمداری طرف ہے؟"

"مجھے پتا ہے۔ اب تم دیکھو۔ جیب سے ریو اور نکل کر تہمداری کپڑے سے لگ رہا ہے۔"

"دوسرے ہی لمحے میں ایک نے اپنی جیب سے ریو اور نکل کر اپنی کپڑے سے لگاتے ہوئے کہا "خبردار! سب دور چلے جائیں۔ ابھی کوئی چلے گی۔"

فٹ ہاتھ پر چلنے والے مرد "عورتیں! بچے چیتے ہوئے دور بھاگتے گئے۔ خاص سے گولی چلنے کی آواز کے ساتھ وہ فٹ ہاتھ پر گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ٹالی نے ہاتھ بڑھا کر دوسرے جاسوس سے کہا۔ "اپنا ریو اور لے دو۔"

اس نے کسی جیل وچت کے بغیر اسے ریو اور دیا۔ وہ بولی۔ "اٹھ! یہ کارڈ راجیو کرے گا۔ آپ اس کے ذریعے مجھے علی تک پہنچا دیں۔"

سلمان نے اس جاسوس کی زبان سے کہا "پولیس والے آتے ہیں۔ میں ان سے منٹ کر اس کے دماغ میں دھپس آؤں گا۔ وہ عمارت میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ افسروں کے پاس گیا۔ انہیں اطلاع مل رہی تھی کہ باہر فٹ ہاتھ پر ایک شخص نے خود کشی کر لی ہے اور دوسرے شخص کو ٹالی نے ریو اور کی زد پر رکھا ہوا ہے۔ وہ سب کھڑکی کے پاس آکر دیکھنے لگے۔ سلمان نے ایک سے کہا۔ "ابھی ایسے بہت سے تماشے نظر آتے گئے۔ باہر پولیس والوں سے کہو۔ ٹالی کو نہ دیکھیں۔ اس شخص کے ساتھ جانے دیں۔ افسر نے فون پر حکم صادر کیا۔ پھر سلمان نے کہا "جب آپ انصاف سے کہیں، کیا یہ غیر قانونی حرکت نہیں ہے؟"

"ٹالی نے قانون کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ وہیں لوگ کوئی دیں گے کہ اس جاسوس نے خود کشی کی ہے۔"

ایک افسر نے دوسرے افسروں سے کہا "وہ خود کشی نہ بھی کرتا تو ٹالی کے ہاتھوں مارا جاتا یا ٹالی اس کے ہاتھوں ماری جاتی۔ ہمیں امریکی حکام سے شکایت کرنی چاہئے کہ ان کے جاسوس ہمارے ملک میں سرگرمیاں کیوں دیکھا ہے؟"

سلمان نے ایک افسر کی زبان سے کہا "یہ ہوئی اصول کی بات۔ ابھی ایک جاسوس ٹالی کے قبضے میں ہے اور وہ کی بھی شامت دیتی ہے۔ آپ لوگ جلد سے جلد امریکی حکام سے یہ شکایت کریں کہ ان کے آدمی یہاں ٹالی اور علی کے پیچھے رہیں گے تو آپ کے ملک میں اقلیت بڑھتی جائے گی۔"

سلمان دوسرے جاسوس کے دماغ میں آیا۔ وہ کارڈ راجیو

کر ہاتھ۔ ٹالی بھیلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا "تم اسے من پوائنٹ پر رکھو۔ میں جاتی دو دشمنوں کی خبر لے کر آتا ہوں۔"

... دونوں کیسی کچھ چکا کر رہے تھے۔ لڑکی ایک عمارت کے سامنے بیٹھی سے اتر گئی۔ کرایہ دار کے اپنے اپارٹمنٹ میں جانے لگی۔ سلمان نے اس کے دماغ میں آکر کہا "سلطان! میں آگیا ہوں۔"

"اتنی دیر کب تک تھے؟"

"میں مصروف تھا۔ تم ذرا ٹالی کے پاس رہو۔"

"میں تمہارا کوئی کام نہیں کروں گی۔"

"جیسی ناراض کیوں ہوئی ہو! آج شام کو ضرور ملاقات کروں گا۔"

"مجھ نے وعدہ نہ کرو۔ جب تک پراسرار بن کر رہو گے کبھی ملاقات کرنے کی فرصت نہیں ملے گی اور میں کیا تم سے ملنے کے لیے مری جا رہی ہوں! آئندہ ملنے کی بات نہ کرنا۔ لو سنبھلو اس لڑکی کو! میں جا رہی ہوں۔"

"رک جاؤ۔ نہیں تو میں تمہارے دماغ میں آؤں گا۔ سانس روکو گی تو پیرا آج ہی رہوں گا۔ جب تک بات نہیں کرو گی، پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"واہ! ابھی زبردستی کرتے رہنے کی فرصت مل جائے گی؟"

چھوڑو گے؟ کیا پیچھا کرتے رہنے کی فرصت مل جائے گی؟

"مجھے ملنے نہ دو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آج چار بجے اپنے چار نوٹ ہمارے میں ستر کروں گا۔ ذرا بڑھ گئے ہیں تمہارے پاس پتی پاؤں گا۔ تم کار لے کر فلائنگ کلب آؤ گی۔"

"قسم کھا رہے ہو تو آؤ گی۔ آخری بار مجھ کو سا کروں گی؟"

"شکریہ! اب ذرا ٹالی کے پاس چلی جاؤ۔"

وہ لڑکی کے دماغ پر قبضہ جمائے سلمان سے ہاتھیں کر رہی تھی۔ وہ بے چاری نہیں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ میں آکر ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ سلطان کے جانے کے بعد وہ پریشان ہو کر اپنے کمرے کو دیکھنے لگی پھر اپنے میں اپنے بدن پر دوسرا لباس دیکھ کر سوچنے لگی "یہ میں یہاں کیسے پہنچ گئی؟ میں نے یہ لباس کب پہنا تھا؟"

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا۔ دونوں جاسوس اندر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریو اور تھے۔ وہ سہم کر بولی "تم لوگ کون ہو؟"

یہاں کیوں آئے ہو؟"

ایک نے کہا "میں ہم پر چیتے آئے ہیں۔ تم اس شرم میں اجنبی ہو پھر اسس اپارٹمنٹ میں لیسے کھس آئی ہو؟"

"کیا کہتے ہو! میں اس شرم میں بیٹھا ہوں۔ انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں تین برس سے ملازمت کر رہی ہوں اور تم مجھے اس شرم میں اجنبی کہہ رہے ہو!"

"تم یہ مٹا چاہتی ہو کہ سویا ٹالی نہیں ہو؟"

"کون۔ کیا ٹالی؟ یہ تمام اٹھلا کر کہہ رہے۔"

"تمہاری سچائی کا کیا ثبوت ہے؟"

ثبوت پوچھنے والے کی گردن پر کرانے کا ایک زبردست ہاتھ پڑا۔ اس کے حلق سے کراہ نکلی۔ دوسرے نے جو تک کر دووازے کی طرف دیکھا تو ایک لڑکی ریو اور دوسری لڑکی ہنسنے پر پڑی۔ وہ دھماکا کر پیتے کیا۔ پھر آگے آئے تک اس کار ریو علی کے ہاتھ میں آیا۔ اس نے کہا "تم دونوں ٹالی کا پیچھا کر کے مجھ تک پہنچنا چاہتے تھے، میں تمہارے سامنے ہوں مگر یہ ٹالی نہیں ہے۔"

"مشرقی! انہیں کھویں کر کے خوش نہ ہو نا۔ تمہارے چاروں طرف اتنا زبردست جال ہے کہ اس شمر سے زندہ نہیں جا سکو گے۔"

"میں اس جال کے دو تار کاٹ رہا ہوں۔"

اس نے دو گردیاں چلائیں۔ اٹھلا کر ہر خوف سے کانپ رہی تھی۔ علی نے کہا "میں جا رہا ہوں۔ یہاں جو کچھ ہوا اس کی اطلاع اپنے اعلیٰ افسران کو دے دو۔"

وہ اپارٹمنٹ سے باہر آیا۔ اسی وقت سلطان نے ٹالی کو وہاں پہنچا دیا۔ سلمان نے کہا "تم دونوں کبھی وقت گزارو۔ میں شناختی کارڈ جاری کرنے والے دیکھنے میں جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے کے اندر تم دونوں کے لئے شناختی کارڈ حاصل کر لوں گا۔ ان کارڈ کی تصویریں کے مطابق اپنا طیل بدل لیتا۔"

ٹالی اور علی نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا۔ مکرراتے ہوئے ایک طرف جانے لگے "اسی وقت غلام سے گولی چلنے کی آواز اٹھی۔ چوتھا اور آخری جاسوس جو کارڈ راجیو کرنا ہوا ٹالی کو وہاں تک لایا تھا، اس نے خود کشی کر لی تھی۔"

سلطان کارڈ راجیو کرتی ہوئی فلائنگ کلب میں آئی۔ ایک ٹیاءر دہن دے پر اتر رہا تھا۔ سلمان واسطی آ رہا تھا۔ اس نکل جتہ تیری سے دھڑکنے لگا۔ وہ پہلی بار اسے دیکھنے والی تھی۔ اب تک بیکوں بار خیال خواتی کے ذریعے ملاقات ہوئی رہی تھی۔ خیال خواتی نے ذریعے اندر اسی ملاقات ہو اکتی ہے۔ ٹلی پچھی جانے والے اپنی آنکھوں کے ساتھ کسی کے دماغ میں نہیں پہنچتے۔ وہ صرف سوچ کی لہروں کے ذریعے دوسروں کی حرکتوں کو پاؤں کو شکل دے دیتے ہیں۔ پڑھنے میں اور دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

ٹیاءر ایک جگہ رک گیا۔ ایک فوجی وہاں سے دروازہ کھولا۔ اس چھوٹے ٹیاءر سے سیزمی نکل کر پیچھے ہٹ گئی۔ دوسرا فوجی جو ان بھی وہاں آیا پھر ٹیاءر کے دووازے پر ایک ادھر عمر کا شخص نظر آیا۔ سب جوان اسے سلوٹ کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوا کہ وہی ان کا سربراہ اور سلطان کا مسلمان واسطی ہے۔ وہ پھر اس کی ہو گئی کیونکہ وہ تصوراتی محبوب کی طرح

خبردار نہیں تھا۔

کچھ عجیب سی صورت تھی۔ فٹ کھیل ہوئی تھی۔ یہاں آنکھیں کھڑکی ہوئی تھیں۔ ٹیاءر ہنسنے والا تھا۔ اس نے ٹیاءر کی سیزمی سے اترنے سے پہلے دور تک دیکھا پھر اس کی نظریں سلطان پر گھم گئیں۔ ٹیاءر کے قریب دیکھا ایک قانون نظر آ رہی تھی۔ بہت ہی معمولی شکل و صورت تھی۔ اسے کسی طور خوبصورت نہیں کہا جاسکتا تھا۔ سلمان نے اس کے دماغ میں کوڈوز ڈالوا کر تے ہوئے پوچھا "یہ میرے سامنے تم ہی کھڑی ہو نا؟"

وہ بولی "ہاں، اور ٹیاءر کی سیزمی پر تم ہو؟"

وہ سیزمی سے اترنے ہوئے بولا "میں ہی ہوں۔ یہ اکثر سوچا رہا ہوں کہ ہماری ملاقات نہ ہو تو اچھا ہے۔ ورنہ تم مجھے دیکھ کر پاپس ہو جاؤ گی۔"

"میں بات میں سوچتی تھی میں تمہارے خیالوں کے مطابق حسین نہیں ہوں۔"

وہ اس کے سامنے آکر رک گیا پھر مصالحوں کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا "ہاتھ مار کر میری طور پر نہ کہنا کہ مجھ سے مل کر خوش ہوئی ہے۔ میں صاف کہتا ہوں، تم نے میرے تصور کا کبڑا کر دیا ہے۔ مگر کیا کیا جاسکتا ہے۔ اتنے دنوں سے انہیں کبھی محبت ہو رہی ہے لہذا میں تمہیں برداشت کر لوں گا۔"

وہ مصالحوں کرتے ہوئے بولی "تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ مجھے بھی تمہاری ہی محبت پر گراؤ کرنا ہو گا۔ یہ شریف عورت ایک ہی بار کسی کو دل دیتی ہے۔ آؤ، میری کارڈ اوپر ہے۔"

وہ کار کی طرف جانے لگے۔ ٹیاءر کے دووازے پر کھڑے ہوئے ایک افسر نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک ٹرانسمیٹر کے ذریعے جرنل سے رابطہ قائم کر کے بولا "سر! ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ پراسرار نے رے ایک قانون کے ساتھ اس کی کار میں جا رہے ہیں۔ وہ قانون ہمارے لئے اجنبی ہے۔ جرنل نے کہا "اپنے آدمیوں سے کہو، اس قانون پر نظر رکھیں اور اس کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ وہ دشمنوں کی آلہ کار ہو سکتی ہے۔ اپنے پراسرار کی ہر طرح حفاظت کرو۔" اس افسر نے رابطہ ختم کیا۔ پھر ٹرانسمیٹر نے ذریعے خاص ہاتھوں کو ہدایات دینے لگا کہ وہ اس قانون کو تعاقب کا شہنشاہ ہونے دیں۔ بڑی ہوشیاری سے اس پر نظر رکھیں۔

سلمان واسطی ہیڈ آفس چھوڑنے سے پہلے ڈیوٹی پر رہ کر جرنل پر کھڑے کرنا تھا کہ کھل جا رہا ہے۔ کھل جا رہا ہے اور کتاوت کوڑا کر کے بعد واپس آئے گا۔ آج بھی اس نے پورے وقت توجہ دیتی کہ وہ اپنی ایک فریڈ کے ساتھ تفریح کے لئے جا رہا ہے۔ کام کی زیادتی کے باعث اسے ذہنی آسودگی اور سکون کے لئے

تفریح کی ضرورت ہے۔ وہ رات بارہ بجے تک واپس آئے گا۔
 جس خاتون سے ملے جا رہا ہے اس کا نام سلطانہ شیخ ہے۔ وہ
 لوگن اسکوائر کے ایک بنگلا نمبر ۱۱ فورٹین میں تنہا رہتی ہے۔
 وہ افسرانہ انتظام کو سلطانہ کی رہائش گاہ کا پتہ کر کے ہاتھ
 "وہ رات بارہ بجے تک سیر بائسٹر کے ساتھ رہے گی۔ تم اطمینان
 سے اس کے بنگلے میں داخل ہو کر کھانا کھا لے سکتے ہو۔ اس کے
 پاسپورٹ وغیرہ کے ذریعے معلوم کرو کہ وہ کہاں کی رہنے والی ہے اور
 یہاں کی سوسائٹی میں اس کے کتنے شہساز ہیں۔"
 وہ دونوں کار کی اگلی سیٹ پر نشاندہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے۔
 سلمان ڈرائیور کر رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر
 سلطانہ نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"
 "سوچ رہا ہوں" مرد کلل براہو آئے۔ کوئی بات اس کی توقع
 کے مطابق نہ ہو۔ ابھی اسے براشت کر لیتا ہے لیکن کچھ دیکھ
 کر تھپڑا دل ٹوٹ گیا ہے۔ میں تمہارے تصور میں آنے والا
 سلمان نہیں ہوں۔"
 "تم اپنی بات کر رہے ہو" عورت کلل براہو آئے۔ میں نے
 تمہیں دیکھتے ہی قبول کر لیا ہے۔ میں تمہارے چہرے سے نہیں
 تمہاری صلاحیتوں سے اور تمہاری شخصیت سے متاثر ہوں۔
 "متاثر ہو نا اور بات ہے محبت کرنا اور بات۔ ویسے تم کہاں
 جا رہے ہیں؟"
 "ہاں کہاں جا رہے ہیں! میرا خیال ہے ایک
 دوسرے کو دیکھنے کے بعد منزل کس گم ہو گئی ہے! میرے گھر
 چلو وہاں کافی تھیں گے۔ آرام سے بیٹھ کر ٹھنڈے دل اور دماغ
 سے فیصلہ کریں گے کہ ہماری محبت کی گاڑی آگے چل سکے گی
 یا نہیں۔"
 "سلمان نے بنگلے کے پورچ میں آکر گاڑی روکی۔ پھر وہ کار
 سے اتر کر ایک ڈرائیو، روم میں آئے۔ وہاں کی جھلوت اور
 دیوایوں پر لگی ہوئی تصویریں بتاتی تھیں کہ سلطانہ کتنے
 خوبصورت ذہن کی مالک ہے۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا "کاش! اتم
 عورت کی طرح نہ ہوتی" اس گھر کی طرح ہی خوبصورت ہو تیں!
 یہ گھر کچ بچہ بنت لگ رہا ہے۔"
 "عورت اپنے گھر سے نہیں گھر کی بخت سے پہچانی جاتی
 ہے۔ جس آج ہے، کل نہیں ہے۔ لیکن گھر کی بخت نسل در
 نسل قائم رہتی ہے۔"
 "ہاں" یہی سوچ کر تھمدے ساتھ گھر بہاؤں گا۔"
 "اتنی جلدی فیصلہ نہ کرو۔ میرے گھر میں کی آئیے ہیں۔
 ان میں پہلے اپنی صورت دیکھ لو۔ اتنی بڑی دنیا میں میرے سوا کوئی
 تمہیں گھاس نہیں ڈالے گی۔"
 وہ جانے لگی۔ اس نے پوچھا "کہاں جا رہی ہو؟"
 "میں بیکار ہوں۔ بیکار ہونے کی وجہ سے کل تیار

ہو جائے گی۔"
 وہ پہلی گئی۔ سلمان ڈرائیو روم کی جھلوت، بیکار ہوا ایک
 آئینے کے سامنے آیا۔ پھر اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے سوچا "یہ زندگی
 مجھے اتنا بد صورت بن کر نہیں آتا چاہتے تھے؟"
 اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سلطانہ کے پاس کوڈورڈز
 ادا کر کے بولا "یہ بتاؤ" میرے چہرے پر کیا برا لگتا ہے؟ تاکہ
 آنکھیں "کان یا میرے دہشت؟ یا پورا چہرہ؟"
 وہ بولی "جانے دو۔ جب تمہاری آنکھیں کھولیں تو قبول کیا
 ہے تو کارٹون نما چہرے کو بھی قبول کر لو گی۔ میری دعاؤں سے
 تمہاری صورت نہیں بدلے گی۔"
 "پائٹل سرجری سے بدل سکتی ہے۔"
 "یہ تو میں بھولی گئی تھی۔ تم سب ہی پہلے اپنی ناک
 ٹھیک کرانا۔ گینڈے کی طرح جھیلی ہوئی ہے۔"
 اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے ناک سے دونوں
 ہتھوں میں باری باری انگلیاں ڈالیں پھر وہاں سے نیچے سے
 اسرنگ اٹھالے۔ ناک کا پتلا خون ہو گیا اب وہ اچھی ناک والا
 لگ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم مجھے
 زبردستی قبول کر رہی ہو۔"
 "تم کیا چاہتے ہو میں کسی اور سے محبت کرنے لگوں؟ کیا تم
 مجھے سبے خیالات رکھنے والی عورت سمجھ رہے ہو؟ کیا اس طرح
 تم میری انسٹل نہیں کر رہے ہو؟"
 "تمہاری انسٹل کرنے کا مطلب ہے کہ میں اپنی توہین
 کر رہا ہوں۔ تم سوچتی ہو میں نہیں سکتیں کہ میں تم سے کتنی محبت
 کر رہا ہوں اور جو جی محبت کر رہا ہے وہ صورت نہیں" صرف سیرت
 اور کردار دیکھتا ہے۔"
 "میں دیکھوں گی" تم مجھے کب تک چاہتے رہو گے۔ اب
 جاؤ" مجھے کام کرنے دو۔"
 اس نے سانس روک لی۔ وہ آئینے کے سامنے حاضر ہو کے
 اپنے چہرے سے ریڈی میڈ میک اپ کی چیزیں الگ کرنے لگا۔
 تھوڑی دیر بعد یہی چہرہ بالکل بدل گیا۔ وہ ادھیر عمر کا ایک خوبصورت شخص
 نظر آ رہا تھا۔ نیوی بیو سوٹ میں اس کی شخصیت بھر پور مردانگی
 کے ساتھ ابھر رہی تھی۔ وہ صحیح معنوں میں امریکا جیسے بڑے ملک
 کا سپر بائسٹر لگ رہا تھا۔
 وہ آئینے کے پاس سے چتا ہوا ایک دروازے پر آیا پھر
 کوڑیور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "تم کہاں ہو؟"
 اندر ایک کمرے سے آواز آئی "اوہرنہ آنا میں لباس بدل
 رہی ہوں۔"
 وہ لوہی آواز میں بولا "جس کے پاس اچھی صورت نہیں
 ہوتی" وہ اپنے لباس میں حسین دکھائی دینا چاہتی ہے۔"
 "میری صورت اچھی نہیں ہے تو خاموش بیٹھو" کللی بلی
 چلے جانا۔"

"کیسے جاسکتا ہوں۔ تمہاری محبت کا قیدی ہوں۔ ساری
 زندگی تمہارے نام لکھ چکا ہوں۔"
 "ایک سیر بائسٹر جیسی عورت کے ساتھ سوسائٹی میں
 رہے گا تو لوگ مذاق اڑائیں گے۔"
 "میں اس سے پہلے استفادے دوں گا۔ دنیا جہاں کی
 حکومت مل جائے تو اسے بھی تمہارے لئے ٹھکرادوں گا۔"
 "پھر میری بد صورتی کا مذاق کیوں اڑاتے ہو؟"
 "بد صورت عورت سے شادی کرنے کا یہی فائدہ ہے۔ اس
 کا مذاق اڑاؤ۔ ابے خوب مارو پھر مجھے وہ چھوڑ کر نہیں جاتی۔
 اپنے ظالم مرد کے قدموں سے لپٹی رہتی ہے۔"
 "یہ اس سلمان کے خیالات نہیں ہیں جسے میں چاہتی ہوں"
 "ٹھیک کہتی ہو۔ یہ سیر بائسٹر کے خیالات ہیں۔ اب آج بھی
 جاؤ۔"
 "دہری ہوں۔ تو یہ ڈرامہ نہیں کرتے اگر خوبصورت
 ہوتی تو پتا نہیں" اور کتنی جلد بازی دکھاتے؟"
 تھوڑی دیر بعد وہ چائے اور ٹائٹ کی ٹرائل دیکھتی ہوئی
 نگاہوں کے سامنے آئی تو سلمان اسے دیکھا رہ گیا۔ وہ اس سے
 تصور سے زیادہ حسین تھی۔ چہرے پر شہرٹی اور مغربی حسن کا
 امتزاج تھا۔ خوب آفتاب اور طلوع آفتاب کے حسین مناظر کو
 گلے ملانے کے بعد وہ دو دیش آئی تھی۔ جب اس نے پلکیں اٹھا
 کر یہ غزال آٹھکوں سے اسے دیکھا تو وہ بولا "ہائے میں مرگیا میں
 سوچتی تھی میں سنا تھا کہ میرے مقدرمیں ایسا شاہکار ہے۔ تم تو
 مجھے کسی کلام کا نہیں رہنے دو گی۔"
 وہ بیٹھے ہوئے بولی "وہ تمہاری پکڑا جیسی ناک اور سکڑی
 ہوئی آنکھیں کہاں گئیں؟"
 "وہ تمہاری بد صورتی کے ساتھ چلی گئیں۔ میرا دل کہہ رہا
 تھا تم ایسی نہیں ہو جیسی نظر آ رہی تھیں۔"
 "میرا بھی دل کی کہہ رہا تھا کہ جس طرح میں دھوکا دے رہی
 ہوں" تم بھی اسی طرح مجھے بہار ہے۔"
 "آؤ میرے پاس بیٹھو۔ دور رہو گی تو میں کھینچا چلا آؤں
 گا۔"
 وہاں آکر بیٹھ گئی۔ پھر ایک پلیٹ اس کی طرف بڑھاتا چلتی
 تھی۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ شہکار ہاتھ چھڑانے لگی۔ سلمان
 نے کہا۔
 "تم اتنا حسن لے کر کیا کرو گی؟ خدا کے نام پر خیرات دے دو"
 وہ ہنسی ہوئی بولی "خیرات تھوڑی سی دی جاتی ہے" اس لئے
 یہ ہاتھ دے چلے ہوں۔ اس سے آگے نہ بڑھتا۔"
 "مگر طلب تو بڑھتی جاتی ہے۔"
 وہ ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑا کر ڈور اور ہو گئی پھر بولی "تمہیں
 دو لہ بعد آج مجھ سے ملنے کا موقع ملا ہے۔ سامنے آکر عشق
 جگمگ ہے ہو۔ طلب بڑھے گی تو شادی کرو۔ مگر جس کے پاس ملنے کا پتہ

وقت نہ ہو" وہ شادی کیسے کرے گا؟"
 وہ سوچ میں پڑ گیا۔ سلطانہ نے پلیٹ پر صاف سے وہ بچے لے کر
 کھائے لگا۔ پھر بولا "میری کافی مہربانی ہے۔ تمہاری بھی شادی
 کی عمر تقریباً گزر چکی ہے۔ میں نے وقت نہ نکالا تو شاید بڑھے
 ہو کر بھی شادی نہیں کر سکیں گے۔"
 "میں چاہتی ہوں" تم مجھ کی سی فیصلہ کرو۔ جتنی جلدی
 ممکن ہو" ہماری شادی ہو جانی چاہئے۔"
 "تم بھی کچھ مشورہ دو۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ایک آسانی
 راستہ تو یہ ہے کہ میں سیر بائسٹر کا عہدہ چھوڑ دوں۔ آزاد
 ہو جاؤں۔"
 "یہ مناسب نہ ہوگا۔ تم سیر بائسٹر بن کر دھنوں کا ہر راز
 معلوم کر لیتے ہو۔ ان کی ہر نئی چال سے نہیں آگاہ کرتے ہو۔ ایسا
 شہری موقع کسی کو نہیں ملتا۔ تمہاری ذات سے صرف سونا
 پارس" ملی اور تم بہنوں کو ہی نہیں بلکہ صاحب کے ادارے کو بھی
 فائدہ پہنچ رہا ہے۔"
 "میں سوچ کر میں نے اس عہدے کو قائم رکھا ہے۔ لیکن
 ہماری بات کیسی بنے گی؟"
 "کیا آج سے پہلے کسی سیر بائسٹر شادی نہیں کی؟ تم کوئی
 انوکھے سیر بائسٹر ہو؟"
 "شادی کرنے کے بعد تم خوب لڑائی کوئی کہ میں گھر میں
 نہیں رہتا" سرکاری کاموں میں الجھا رہا ہوں۔"
 "ایک ذرا عقل استعمال کرو۔ مجھے پرنس سیکرٹری بنو۔
 میں گھر میں بیوی اور دفتر میں سیکرٹری بن کر رہوں گی۔ ہر جگہ
 ہمارا ساتھ رہے گا۔"
 "واہ! کیا دور کی سوچ ہے۔ تم نے پلک جھپکتے ہی مسئلہ
 حل کر دیا ہے۔ چلو اسی خوشی میں دوسرا ہاتھ بھی پکڑنے دو"
 "جی نہیں۔ دوسرا ہاتھ شادی کے بعد۔"
 وہ ہنسنے لگا۔ پھر سرگوشی میں بولا "میں ذرا سیر بائسٹر حیثیت
 سے خیال خوانی کر رہا ہوں۔ پھر تم باہر چلیں گے۔"
 "اس نے خاص مانت کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کیا ہو رہا
 ہے؟"
 اس نے جواب دیا "ہمارے جلیوس مس سلطانہ کے بنگلے
 میں داخل ہو کر کھانا کھا لے گئے۔ وہ بیٹب تک آپ کے ساتھ
 رہے گی" اسے نظروں میں رکھا جائے گا۔"
 "ٹھیک ہے۔ میں سلطانہ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ سلطانہ
 نے بھی میری طرح اپنا طیلہ تبدیل کیا ہوا تھا۔ اب ہم دونوں اصلی
 روپ میں نظر آئیں گے۔"
 وہ دروازے پر حاضر ہو کر سلطانہ سے بولا "چلو ہماری روانگی
 کے بعد تمہارے بنگلے کی تلاشی لے جائے گی۔"
 "کیا مجھے اپنی لائبریری میں یا سپورٹس وغیرہ چھوڑ کر جانا چاہئے؟"

حاکم کی طرح نہیں ہے۔ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ تم ترکی کے شہر استنبول کی رہنے والی ہو۔ پاسپورٹ میں تمہارے والد کا نام شیخ غلام علی لکھا ہوا ہے۔ اس نام سے وہ شیخ الفارس غلام الہی مردم کی شخصیت تک نہیں پہنچ سکیں گے۔“

وہ باتیں کرتے ہوئے باہر آئے پھر کار میں بیٹھ کر بیٹلے کے احاطے سے باہر آئے۔ سلطان نے پوچھا ”کہاں چلو گی؟“

”سندھ کے کنارے۔“

”ہاں محبت کرنے والے اکثر سندھ کے ساحلوں پر جات ہیں۔ نہ محبت اور سندھ کا کوئی تعلق ہے کیا؟“

”سندھ محبت کی طرح کھرا ہوتا ہے۔ محبت سندھ کی لمبوں کی طرح متدور ہوتی ہے۔“

”اِس نے ساحلوں پر پہنچ کر کار کو روک دی۔ پھر کہا ”ہم آج چلی جا رہے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے متعلق۔ تم سمجھتی ہو۔“

”کیسی باتیں کر رہے ہو؟ ہم خیال خوانی کے ذریعے ملتے رہے ہیں ایک دوسرے کی زندگی کے حالات معلوم کرتے رہے ہیں۔“

”پھر بھی بہت کچھ معلوم کرنے کے باوجود کچھ نہ کچھ معلوم کرنے کو رہ جاتا ہے۔“

”میرا خیال ہے میں اپنی زندگی کی عمل داستان تمہیں سنا چکی ہوں۔ اس کے بعد کچھ بتانے کے لئے نہیں رہ گیا ہے۔“

وہ خاموش تھا۔ دور سندھ کی طرف دیکھ کر کچھ نہ بتا رہا تھا۔ سلطان نے پوچھا ”کہاں کھو گئے ہو۔ کیا مجھ سے کچھ چھپایا ہے؟“

”سلطان نے اسے دیکھا پھر نہ گھما کر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔ سلطان نے پوچھا ”تمہیں دکھ ہو رہا ہے؟“

”نہیں۔“

”میں نے چھپانے کے باوجود سچائی سے کہہ دیا کہ کچھ چھپا رہے ہو۔“

”میں مجبور تھا۔ بلا فرید واسطی مرحوم نے تاکید کی تھی۔“

”پھر تو تم سے کوئی گلہ نہیں رہا۔ اسے عظیم بزرگ کی بات چھری کیگزرتی ہے۔ تمہیں وہ بات چھپائے رکھنی چاہئے۔“

”لیکن میں تم سے نہیں چھپاتا۔ بلا صاحب زندہ ہوتے تو وہ بھی تمہارے سامنے زبان کھولنے کی اجازت دے دیتے۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ اجازت مل جاتی؟ اور تم ابھی وہ بات کہہ کر ایک محترم بزرگ کی عدم عدلی نہیں کر رہے؟“

”میں پوری طرح مطمئن ہو کر کہہ رہا ہوں۔ میں کنوارا نہیں ہوں۔ میری ایک شادی ہو چکی ہے۔“

”سلطان کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے چونک کر بے چینی سے اسے دیکھا۔ اس نے کہا ”میں چاہتا ہوں کہ بلا فرید واسطی مرحوم کا جالہ بیسہہ کر کبھی جیوشہ لہے کی جرات نہیں

کر سکتا۔ میں نے سوچا تھا جب میری تمہاری محبت شادی کے مرتے تک پہنچنے والی ہوگی تو یہ راز تمہیں بتا دوں گا کہ تم بھی مجھے فریبی نہ کہہ سکو۔“

وہ کھری کھری سانس لے رہی تھی خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی پھر اس نے پوچھا ”تمہاری شریک حیات کہاں ہے؟“

”نہیں ہے۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

”یہی ہے کہ میری بیٹی کو مجھ سے چھین کر لے جائے گی۔“

”بیٹی! کیا تمہاری بیٹی بھی ہے؟“

”ہاں... جیسے ہم سونیا خانی کہتے ہیں۔“

سلطان پر جیسے سکتا طاری ہو گیا تھا۔ وہ گم گم مٹی مٹی وند اسکرین کے پار سندھ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں بہت سے سوالات گونج رہے تھے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ سلطان واسطی نے کس سے شادی کی تھی؟

پھر وہ بیوی اس کے لئے پہنچ کر کیوں بن گئی تھی؟

اور بلا فرید واسطی مرحوم جیسے عظیم ولی اللہ اس معاملے میں کس حیثیت سے شریک تھے؟

اور یہ تو وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی سلطان واسطی کی بیٹی سونیا خانی ہوگی۔

ان سوالات کے پیچھے جو واقعات ہیں ان کا سلسلہ بلا فرید واسطی سے شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے بچپن ہی سے ایسی پاکیزہ اور ایمان افروز زندگی گزاری تھی جو دوسروں کے لئے مثال بن گئی تھی۔ ان کے پورے خاندان میں مکمل دینی ماحول تھا۔ ہر فرد دینی احکامات پر سختی سے عمل کرتا تھا۔ بلا صاحب نے بھی یہی کیا لیکن وہ اپنے بزرگوں سے ذرا مختلف تھے۔ تعلیم کے دوران دوسرے مذاہب کی کتابیں پڑھنے لگے۔ بزرگوں نے اعتراض کیا ”یہ کیا کرتے ہو؟“

انہوں نے فرمایا ”علم پر گھر ہر دور سے ملتا ہے۔ ہر ملک ہر قوم ہر مذہب سے ملتا ہے۔“

بزرگوں نے سمجھا ”کائنات کا تمام علم قرآن مجید میں سودا گیا ہے۔“

”بیک قرآن مجید آخری عمل کلام الہی ہے لیکن دوسرے مذاہب کے عالموں سے مذاکرات کے دوران ہم نے تو سمجھیں گے کہ ان کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ ان کے دین کو کچھ سمجھ لیا۔ تب ہمیں اپنے دین کے مکمل چنگی اور پاکیزہ کاری کا علم ہوا ہے۔ دنیا کی ہر عدالت میں سچ کو چھاپا جاتا ہے۔“

وہ خود اذیادہانت کے مالک تھے۔ انہوں نے علم و عمل اور سائنس میں کمال حاصل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں

میں عجوان شفا دی تھی۔ وہ اپنی جوں عمری ہی میں حاکم فرانس کے خاص حجاج اور مشیر مقرر ہوئے تھے۔ انہیں درباری زندگی گزارنا منظور نہ تھا۔ ان کے عزائم بہت بلند تھے۔ حاکم فرانس ایک موذی مرض میں مبتلا تھا۔ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ مرض لاعلاج ہے۔ ایسے میں بلا فرید واسطی صاحب کا علاج عجوان ثابت ہوا۔ حاکم نے صحت یاب ہو کر پیرس سے پکاس سٹیل دور وہ زمینیں ان کے ہاتھ کر دیں جہاں آج ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے۔ جہاں سے ہزاروں طلباء طبابت ڈاکٹر انجینئرز اور سائنس دان بن کر دنیا کے چھوٹے بڑے ملکوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ اسی ادارے میں پوپ پارس علی تیمور اور سونیا خانی جیسے بہرے تراشے گئے ہیں۔ جہاں سے تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنی بی بی نے اپنی ملازمتوں سے ساری دنیا میں تسلسلہ چلایا تھا اور آج اسی ادارے سے سلطان واسطی علم اور ذہانت کی روشنی حاصل کر کے پھر بائزر کے عہدے پر پہنچا ہوا تھا۔

وہ قد آور، خوبصورت اور صحت مند تھے۔ ان کی شخصیت میں ایسی محتاط طبی کشش تھی کہ ان سے نظرس ملانے والا اور دو باتیں کرنے والا فوراً متاثر ہو جاتا تھا۔ جس طرح خوشبو کا جو شواہد گزرنے کے بعد بھی احساس کو آلودہ رکھتا ہے اسی طرح وہ پہلی ملاقات کے بعد ہی لوگوں کے ذہن میں نقش ہو جاتے تھے۔ کتنی ہی اعلیٰ خاندان کی شریف زبایاں ان کے نکاح میں آتا چاہتی تھیں لیکن وہ بڑی شرافت اور نری سے کترا جاتے تھے۔

وہ مختلف علوم حاصل کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ جو وقت تھا اسے یاد الہی میں گزارتے تھے۔ وہ تہجد کی نماز پڑھ کر سوتے تھے اور فجر کی نماز سے پہلے بیدار ہو جاتے تھے۔ ہر رات دو گھنٹے کی بھرپور نیند اٹھتی ہوئی تھی کہ اس کے بعد پھر سونے کی حاجت نہیں رہتی تھی۔ وہ باتیں کھٹے مصروف رہتے تھے ایسی مصروفیات میں مبتلا شادی اور ازدواجی زندگی کا وقت مکمل سے مل سکتا تھا۔

لیکن دین اسلام میں تجویز کی راہنما زندگی گزارنے کی ممانعت ہے اسی لئے ہمارے پیغمبر اور اولیائے کرام نے ازدواجی زندگی گزاری ہے اور نسل انسان کو آگے بڑھایا ہے۔ بلا فرید واسطی مستقبل کو اپنے علم کی روشنی میں دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ انہیں بھی ایک مختصر سی ازدواجی زندگی گزارنی ہے۔ ایک بار وہ شہتی قریب میں گئے۔ اگرچہ ہر تکلف و مقلوب سے کتراتے تھے مگر اپنے ادارے کی تنہا کی خاطر ملتی تعلقات لازمی تھے اس لئے وہ ایسی جگہ پہنچ جاتے تھے۔ وہاں ایک حسین لڑکی سے سنا ہوا۔ اس نے مسکرا کر کہا ”بنا ہے آپ تکلف و کرملت والے ہیں۔ انسان کی

صورت دیکھ کر اس کا کردار بدلتا ہے۔ میں نے دیکھے دیکھیں اور میرے بارے میں بتائیں۔“

انہوں نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ علم کے خزانے سے اپنے بندے کو ایک چنگی دیتا ہے۔ بندہ اس ایک چنگی میں پوری کائنات کو پکڑ لیتا ہے۔ میں تمہارے بارے میں کیا بتاؤں۔ اگر میری چاہتی ہو تو کالے جلد کے ایک ایک ماحول سے نکلو اور اپنی بی بی کو شیطانی عمل سے روکو۔“

حسین نے پہلے تو قہر سے دیکھا پھر جلدی سے سنبھل کر بولی ”آپ میری بی بی کو بی بی لہی کہہ رہے ہیں میری تو بین کر رہے ہیں۔“

”میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ تم نے کہنے پر مجبور کیا۔“

”بہتر ہے۔ آپ اپنی جہولی قابلیت سے دوسروں کو یہ خوف نہ دیتائیں۔“

وہ نہ نہ پھیر کر چلی گئی۔ بلا صاحب دوسروں سے گھٹو کرنے لگے۔ وہ دور جا کر دیکھنے لگی۔ اس کا خیال تھا ستر فرید اپنی قابلیت ثابت کرنے اس کے پیچھے آئیں گے۔ لیکن وہ نوجوان کوئی بھانڈا ڈھونڈ کر سی پھینک دیتے ہیں۔ وہ محفل میں جہاں جاتی رہی لوگ اس کی بڑبڑائی کرتے رہے۔ سب ہی اس سے مل بیٹھنے کے حتمی تھے لیکن اسے فخر آ رہا تھا۔ باور ہی ہو رہی تھی ”مستر فرید نے پھر اسے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔“

اس رات کوئی بارہ بجے وہ اپنے کمرے میں بیٹھ کلام پاک کی تفسیر فرانسیسی زبان میں لکھ رہے تھے تو انہوں نے کوئی غیر معمولی بات محسوس کی۔ فوراً کلام پاک بند کر کے اس حینہ کا تصور کیا جس سے شہتی قریب میں دو باتیں ہوئی تھیں۔ وہ چشم ذہن میں اس کے اندر پہنچ گئے تھے۔ حینہ ایک دھواں دھواں سے ماحول میں تھی۔ اس کے سامنے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور شعلوں کے اس پار ایک شیطانی مجسمہ کھڑا تھا۔ اس مجسمے کے پاس دو مرد اور دو عورتیں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک اس حینہ کی بی بی تھی۔ وہ کوئی ستر پڑھ رہی تھی اور کبھی جاری تھی ”وہ آ رہا ہے وہ آئے والا ہے۔ میری بی بی کا دل توڑنے والا کائنات پر چلتا ہوا انگلیوں پر دوڑتا ہوا آئے گا۔“

نہیں آئے گا تو ایک بل سکون نہیں رہے گا اس کی نیند اڑ جائے گی۔ بھوک مر جائے گی۔ اسے آنا ہی ہو گا وہ آ رہا ہے۔ بلا صاحب نے کلام پاک کو اٹھا کر طاق پر رکھا۔ پھر باہر آ گئے۔ اپنی کار میں بیٹھ کر جانے لگے۔ کوچ لیڈی کالے جلد کی تھیں۔ دیکھ رہی تھی اور ایک بوڑھے سے کہہ رہی تھی۔ ”مستر! تم کہتے تھے وہ نہیں آئے گا اس پر جلد اثر نہیں کرے گا۔ میری باتیں جھپٹتی ہو دیکھو وہ اوپر آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔“

بوڑھے نے اس کی ہتھیلی پر ہلکا سا ٹکڑا کر دیا کرتے ہوئے دیکھا پھر جرات سے کہا ”میں جہان ہوں کہ وہ کہے آ رہا ہے؟“

میں نے یہ شیطانی علم تم سب کو سکھایا ہے۔ میں تم لوگوں کا گرو ہوں لیکن آج تم نے اپنے ہونے والے دلو کو میں بلا کر مجھے جہان کر دیا۔

وہ لہڑی نے پوچھا "جیرانی کس بات کی ہے؟" "جی کہ آج سے برسوں پہلے میں نے ایک اللہ والے پر جادو کیا تھا، جو بے اثر ہو گیا تھا۔ پھر میرے استادوں نے بھی بتایا تھا کہ ایک خدا سے ڈرنے والوں، کلام الہی پر ایمان رکھنے والوں اور مضبوط قوت ارادی رکھنے والوں پر جادو اثر نہیں کرتا۔ وہ ہنسنے ہوئے بولی "اس کا مطلب ہے، فرید واسطی نہ اللہ والا ہے نہ مضبوط قوت ارادی کا مالک ہے۔ بس وہ اپنی علمی صلاحیتوں سے دھوس جاتا ہے۔"

حسین نے کہا "مئی! اس نے شاہی تقریب میں مجھے نظر انداز کیا تھا۔ شریف آدمیوں کے درمیان ہمیں بوج لہڑی کہا تھا۔ وہ آئے گا تو میں بھی اس کی انسلٹ کروں گی۔" "ہاں جی! مرد پر پہلے ہی دن ہماری پڑنے والی عورت تمام زندگی اس پر حکومت کرتی ہے۔ اس ملک میں فرید واسطی کا بول بالا ہے۔ اس کی بڑی عزت اور شہرت ہے، تم اس کی عورت بن کر روہی تو کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ ہم شیطان کو مانتے ہیں اور کلام عمل کرتے ہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی شیطان کے ہنسنے کی گردن اچانک ہی اس کے تن سے الگ ہو گئی۔ اس کے پجاری سہم کر بیچے ہٹ گئے۔ گردن گرتی ہوئی لڑھکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں چلی گئی۔ وچ لہڑی نے چیخ مار کر دیکھا، بیلا صاحب کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ شیطان کا ایک بازو کٹ کر گرا رہے تھے پھر انہوں نے دوسرے بازو پر تلوار ماری۔ دونوں بازو کٹ کر گر گئے۔ وہاں بیٹے افراد موجود تھے "اپنے اپنے طور پر ہتھیار رکھ رہے تھے۔ بیلا صاحب پر ہر طرح کے جادوئی عمل کر رہے تھے اور ناکام ہو رہے تھے۔ انہوں نے کالے عمل سے بے نیاز ہو کر شیطان کے رہے سے ہنسنے کو لات مار کر گرا دیا پھر وچ لہڑی سے کہا "میں یہاں خود نہیں آیا، تم نے مجھے بلانے کے لئے جادوئی عمل کرنے کی حماقت کی۔ یہ بھول گئیں کہ جہاں مومن ہو تب وہاں شیطان نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے یہاں آئے ہی شیطان کے کلوے کلوے کر دیے۔"

حسین دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر بولی "تم کتنی تمیں شیطان طاقت ور ہے۔ مگر ایک شخص نے اسے مار کر گرا دیا۔" "جینی! اس نے شیطان کے بے جاں ہنسنے کو گرا دیا ہے۔ شیطان پیشے سے دائم قائم ہے۔ انسان اسے مارنے کی کوشش کرتے کرتے مر جاتا ہے۔ ازل سے اب تک شیطان زندہ ہے اور ہمارے اندر زندہ رہے گا۔ یہ فرید واسطی اس کے ہاتھوں حرام گرا دیا۔"

وہ لہڑی نے کہا "میں اسے مرے گا۔" "نہیں مئی! میں اسے مرے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔ اسے اپنے لئے زندہ رکھنا چاہتی ہوں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کے لئے میں نے جین رہے ہیں۔ پائی مئی! اسے حرمزدہ کر دو۔ شیطان سے کوا اسے میرا بھلے۔"

"جینی سارانی! تھیں سے کام لو۔ میں نے اپنے عمل سے معلوم کیا ہے، یہ ضرور تمہارا ہے گا۔ تمہارے سوا کوئی اس کی زندگی میں نہیں آئے گی۔" بیلا صاحب نے کہا "میرا علم بھی یہی کہتا ہے، یہ میری شریک حیات ہے گی۔ میں کلپ تقدیر کی مرضی سے یہاں آیا ہوں۔ سارانی کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ یہ دولت سے، شیطانی قوت سے بھی میرے سامنے تک نہیں پہنچ سکے گی۔ میرے پاس آنے کے لئے اسے ماں کو چھوڑنا اور اسلام قبول کرنا ہوگا۔ جب بھی یہ میری ہدایات پر عمل کرے گی، میں اسے شریک حیات کے طور پر قبول کروں گا۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگے۔ سارانی کی ماں نے اور دوسرے جادو گردوں نے اپنے اپنے طور پر منتزہ ہونا شروع کیا۔ بیلا صاحب کے قدموں میں کالے عمل کی زنجیریں ڈالنے کی کوششیں کیں مگر وہ طلسم کدے کے ایک تارکک حصے میں جا کر جم ہو گئے۔ وہ لوگ منتزہ ہوتے ہوئے وہاں پہنچے تو بیلا نہیں تھے۔ وہ تارکک حصے سے روٹتی ہوئی نہیں آئے تھے۔ باہر جانے کے لئے سامنے سے گزرتا ضروری تھا اور وہ گزرتے ہوئے دکھائی نہیں دیے تھے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اندھیرے میں کہاں جم ہو گئے۔

سارانی کہتے کے عالم میں کھڑی دور اندھیرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ماں نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا "وہاں گیا ہے۔" سارانی نے کہا "نہیں مئی! وہ تو اسی جگہ موجود ہیں میں دیکھ رہی ہوں، تم لوگوں کو دکھائی کیوں نہیں دیتا ہے۔" سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اندھیرے میں مشعل لے کر گئے پھر میں نے کہا "جینی! اس کے سر میں نہ آؤ وہ یہاں نہیں ہے۔" "ہے۔ میں صاف طور سے دیکھ رہی ہوں، وہ مجھے بلایا ہے۔" "میرا دل اس کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔" "یہ جادو ہے۔" "مئی! وہ کہہ رہا ہے یہ محبت کا جادو ہے۔"

"وہ تمہیں مسلمان بھلے گا۔" "جب میں اپنا دل دماغ سب کچھ اس کو سوچ دوں گا، وہ مجھے جس رنگ میں رکنا چاہے، رنگ لے۔ کیا فرق ہے؟ وہ آہستہ آہستہ تاریکی کی سمت جانے لگی۔ میں نے کہا

"مرک جاؤ، وہ تمہیں محبت کرنے والی ماں سے چھڑا رہا ہے۔" وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی "دنیا کی ہر لڑکی میں کانگھ اور ماں کی مدد چھوڑ کر اپنے موکے پاس جاتی ہے، میں بھی جاری ہوں۔" میں نے چیخ کر کہا "ماں! تم میرے گرو ہو، تم میری جینی کو اپنے عمل سے روکو۔"

ماں کے ساتھ دوسروں نے بھی کلام عمل شروع کیا۔ سارانی اندھیرے میں جا کر جم ہو گئی تھی۔ وہ لوگ منتزہ ہوتے مشعل لے کر اس تارکک حصے میں آئے تو سارانی نہیں تھی۔ وہ بھی باہر جانے کے دوش راستے سے گزرے بغیر اس طلسم کدے سے گزرتی تھی۔ وہ لوگ مشعل کی روشنی میں ایک دوسرے کو سواہ نظر سے سمجھ رہے تھے۔ دوسرے دن سارانی نے اسلام قبول کر لیا پھر بیلا صاحب کی شریک حیات بن گئی۔ انہوں نے ساگ رات میں سمجھایا۔ "میں یوں کی کار شہرے میں کو کلام دیتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے۔ اس رشتے میں عورت بہت اہم اور قلیل تعریف ہے کیونکہ وہ خدا کے بندے پیدا کرتی ہے۔ پرانی دنیا کو نئے انسان دیتی ہے۔ اپنی اہیت کو سمجھو۔ اپنی ماں کے نقش قدم پر نہ چلو۔ اب تک کھانا کھا جادو سیکھا ہے اس پر لعنت بھیج کر خدا کی عہد کر دو۔ تمہیں اس دنیا میں جنت کا عیش و آرام اور روحانی مسرتیں حاصل ہوں گی۔"

وہ جادو سے انہیں جیتنا چاہتی تھی، انہوں نے جادو کے بغیر اسے جیت لیا تھا۔ ازودادی زندگی کی ابتدا میں وہ ان کی دیوانی ہو کر رہ گئی تھی۔ ماں نے اسے واپس کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کا ارادہ کیا لیکن اس نے ماں کو منع کر دیا۔ صاف طور سے کہہ دیا کہ وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر نہیں آئے گی۔ ماں نے کہا۔ "کیسے نہیں آئے گی۔ آج انکار کر رہی ہے کوئی بات نہیں میں جوانی کے اندھے جذبات کو سمجھتی ہوں۔ جب جذبات سرد ہو جائیں گے، جب تو دوبارگی سے ہوش مندی کی طرف آئے گی تو مجھے میری تربیت سمجھنے لائے گی۔ تو نے میرا دودھ پیا ہے تو ضرور آئے گی۔"

اس نے ماں کی باتوں کو یکساں سمجھ کر نظر انداز کر دیا مگر رفتہ رفتہ بیلا صاحب کی تہذیبی پابندیاں گراں گزرتی گئیں۔ وہ ماں کے پاس آؤلی سے زندگی گزارتی تھی۔ دوسروں کے ساتھ تاش کھیلتی تھی۔ لائٹ دھسکی جیتی تھی۔ جوانوں کے ساتھ ڈانس کرتی تھی۔ اس کے برعکس یہاں کا بھول مذہبی تھا۔ لوہارے میں عہدات کے علاوہ جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے ورزش، کھیل کود اور اسی طرح کی تفریحات کا انتظام تھا لیکن ہر تفریح میں تہذیبی آداب شامل تھے۔ بے ڈھنگے رقص اور بے جا لڑائی کی اجازت نہیں تھی۔ وقت پر جانا، وقت پر کھانا اور سونا پڑنا تھا۔ وہ دن چڑھے تک سو نہیں سکتی تھی۔

اسے یہ پسند نہیں تھا کہ اپنے مرد کو بھی اپنے دل کی باتیں معلوم ہوں، وہ کوئی بات چپا نہیں سکتی تھی۔ اسے یہ سوچ کر الجھن ہوتی تھی کہ شوہر اس کے خیالات کو سمجھ رہا ہے۔ اب ایک نئی مصیبت آنے والی تھی۔ بچہ اس کے اندر پرورش پا رہا تھا اور وہ ابھی ماں نہیں بننا چاہتی تھی۔ جب تک بچہ نہ ہو عورت کم عمر بن کر رہ سکتی ہے۔ بچہ گود میں آکر عمر کا بھانڈا بچھوڑ دیتا ہے۔ اس نے فون پر ماں سے بات کی "مئی! میں مشکل میں

تب اسے ماں یاد آنے لگی۔ اس نے بیلا صاحب سے پوچھا۔ "کیا ایک جینی کو ماں سے دور رکھنا اور اس کی صورت بھی دیکھنے نہ دینا انصاف ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟" "ظلم نہیں ہے، کیونکہ میں تمہیں شیطانی ماحول سے دور رکھتا ہوں۔"

"میں قسم کھاتی ہوں، وعدہ کرتی ہوں، ماں سے ملوں گی تو شیطان کا ذکر نہیں سنوں گی۔ کوئی کلام ظلم نہیں سمجھوں گی۔ ان سے ابھی اچھی باتیں کرنے کے بعد واپس آ جاؤں گی۔ آپ مجھے جانے دیں۔"

"ابھی نہ جاؤ۔ بچے کی پیدائش کے بعد چلی جانا۔" "کس بچے کی پیدائش؟"

"میں اپنے بچے کی بات کر رہا ہوں۔ تم ماں بننے والی ہو۔" وہ ہنسی ہوئی بولی "یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔ یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ایسی ہی بات ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ہونے والے بچے کو پیت میں لے کر شیطان کی پوجا کرنے والی ماں سے ملے جاؤ۔"

"آپ ایک سچے عالم ہیں اور مجھے ماں کے پاس جانے سے روکنے کے لئے جھوٹی باتیں بتا رہے ہیں۔ یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ میں ماں بنوں گی اور مجھے بچے کی خبر نہیں ہے اور آپ کو خبر ہو گئی ہے۔ کیا یہ جھوٹا بھانڈا آپ کو زیب دیتا ہے؟ اس نے باتوں کے دوران اپنے اندر بے چینی محسوس کی۔ بے چینی کے ساتھ کچھ گھبراہٹ سی اور کمزوری سی لگ رہی تھی۔ وہ نہ چھیر کر اٹھ گئی۔ انہوں نے کہا "ہاتھ روم میں جاؤ" وہ لوہری جانا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی انہوں نے جانے کو کہہ دیا تھا۔ اتنے دنوں میں وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ اس کا شوہر اس کے ارادوں کو ظاہر ہونے سے پہلے ہی سمجھ لیتا ہے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی ہاتھ روم میں آئی، واش بین پر جھکتے ہی ابلیکایں سی آئے لگیں۔ تھوڑی سی تے ہوئی تو طہیبت بگنی سی لگنے لگی۔ اس نے آئینے میں دیکھا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ وہ جیرانی سے سوچنے لگی "میں کتنے بالکل شخص کی شریک حیات ہوں۔ مجھے خبر ہونے سے پہلے ہی اس نے بتلایا کہ ماں بننے والی ہوں۔"

اسے یہ پسند نہیں تھا کہ اپنے مرد کو بھی اپنے دل کی باتیں معلوم ہوں، وہ کوئی بات چپا نہیں سکتی تھی۔ اسے یہ سوچ کر الجھن ہوتی تھی کہ شوہر اس کے خیالات کو سمجھ رہا ہے۔ اب ایک نئی مصیبت آنے والی تھی۔ بچہ اس کے اندر پرورش پا رہا تھا اور وہ ابھی ماں نہیں بننا چاہتی تھی۔ جب تک بچہ نہ ہو عورت کم عمر بن کر رہ سکتی ہے۔ بچہ گود میں آکر عمر کا بھانڈا بچھوڑ دیتا ہے۔ اس نے فون پر ماں سے بات کی "مئی! میں مشکل میں

پر مٹی ہوں۔ میں ماں بننے والی ہوں۔
 دوسری طرف سے ماں بننے والی ہوں۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔
 ”میں ماں نہیں بنوں گی۔ ابھی میری عمری کیا ہوئی ہے؟
 کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں چھوٹی سی عمر میں ایک بچے کو اٹھائے
 چھوڑوں۔“

”ہاں یہ درست ہے۔ ابھی تمہاری ماں بننے کی عمر نہیں ہے۔ اپنے شوہر سے بولو! ایسی جلدی کیا ہے؟ تم دو چار برس بعد بھی ماں بن سکتی ہو۔ یہ بچہ نہیں ہوتا چاہئے۔“
 ”اوہ! میرا مرد کو کتنے دھمکاتا ہے۔ بچے کو ضائع کرنے نہیں دے گا۔“

”اری وہ کیا کرے گا؟ بچہ تمہارے پیٹ میں ہے۔ اسے باہر بھیجیں چلے گا کہ اسے کس طرح ختم کیا گیا ہے۔“
 ”میں تو مصیبت ہے۔ پیش گوئی کرنے والے، دل اور دماغ کی باتیں بتاتے ہیں۔ وہ تو میرے پیٹ کی باتیں بتاتے ہیں۔ اوہ! اوہ! وہ عجیب و غریب آدمی ہے۔ مجھے اس سے ڈر بھی لگتا ہے اور اس پر محبت بھی آتی ہے۔“

”محبت پر لعنت بھیجو! جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں اس سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ میں یہاں سے ایسے زبردست متحر رہتی رہوں گی کہ بچہ پیٹ سے غائب ہو جائے گا۔ بس میں جیسا کہوں اس پر عمل کرتی رہتا۔“
 ”مہ! میں آپ سے ملنے کے لئے تڑپ رہی ہوں۔“

”فکر نہ کرو۔ میں تمہیں جلد ہی بلاؤں گی۔ یہاں کسی طرح آجاؤ گی تو بچے سے نجات حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس رات ساراٹنی نے بلیا صاحب سے محبت جنات ہوئے پوچھا ”کیا آپ کو بچے کی خواہش ہے؟“
 انہوں نے جواب دیا ”خواہش بری بلا ہے۔ ایک کے بعد دوسری خواہش پیدا ہوتی رہتی ہے۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ انسان خواہشات کا نظام بن کر رہ جاتا ہے اس لئے میں نے کبھی کسی چیز کی خواہش نہیں کی۔“

”وہ خوش ہو کر بولی ”اس کا مطلب ہے“ آپ کو بچہ نہیں چاہئے؟“
 ”چاہئے۔ اس لئے کہ یہ خدا کی دین ہے۔ جو چیز میرا خدا مجھے دیتا ہے میں اس سے انکار کرنے کی جرات نہیں کروں گا۔“
 ”آپ ہر معاملے میں خدا کو کیوں لے آتے ہیں۔ بچہ ہماری محبت سے آنے والا ہے۔“

”ہماری تمہاری کیا حیثیت ہے کہ ہم سانس لینے ہوئے ایک انسان کو پیدا کر سکیں۔ یہ سب اس کی مرضی سے ہوتا ہے۔ آج میں ایک پیش گوئی کر دوں کہ یہ تم پہلی اور آخری بار ماں بننے والی ہو۔ اس کے بعد تم اکھ جتن کرو گی تب

بھی دوسری اولاد پیدا نہیں کر سکو گی۔“
 ”آپ مجھے اس اولاد کو ضائع کرنے سے باز رکھنا چاہئے ہیں اس لئے من گھڑت پیش گوئی کر رہے ہیں۔“
 ”یہ تمہیں آنے والا وقت بتائے گا۔“
 ”میں اپنی مٹی سے ملنا چاہتی ہوں۔“
 ”بچے کی ولادت کے بعد چلی جانا۔“

”کیا میں اپنی ماں سے ملنے کے لئے نہ لے جاؤں گا؟“
 ”مجھوڑی ہے“ میں نہیں چاہتا میری اولاد پر تمہاری ماں کا سایہ پڑے۔“

”اب میری ماں ایسی بھی بری نہیں ہے۔“
 ”میں بحث نہیں کروں گا۔“
 ”آپ مجھ پر جبر نہیں کر سکتے۔ میں عدالت میں جاؤں گی! میں سے ملنے کا حق حاصل کروں گی۔“
 وہ خاموش رہے۔ وہ تھلائی رانی اور بوٹی رہی لیکن اسے جواب نہیں ملا۔

ماں نے جب دیکھا کہ بی بی عدالت تک جانے کو تیار ہے تو وہ بلیا صاحب کے خلاف زہر اگلنے لگی۔ اخبارات میں اگلے سیدھے بیانات چھپوانے لگی۔ حکومت فرانس نے ماں بننے کے خلاف سختی سے نوٹس لیا۔ انیس ایکڈ کی عدالت کے ذریعے اپنے حقوق حاصل کریں۔ بلیا صاحب نے عدالت میں ثابت کر دیا کہ ساراٹنی کی ماں کلا علم کرتی ہے۔ وہ نام کی بیوائی ہے اور در پردہ شیطان کی پرورش کرتی ہے۔ ان دنوں پورے یورپ میں کلا جلاو کرنے کے خلاف آوازیں اٹھانی جاری تھیں۔ عدالت نے اس کی ماں کو ملک بدر کر دیا۔ ساراٹنی نے غصے میں آکر طلاق کا مطالبہ کیا۔ بلیا صاحب نے عدالت میں کہا۔

”اگر میں نے طلاق دی تو یہ ملک سے باہر اپنی ماں کے پاس چلی جائے گی“ میں اپنے بچے سے محروم ہو جاؤں گا۔ اگر یہ بچے کی پیدائش تک سرکاری تحویل میں رہے گی تو میں طلاق دے دوں گا۔“

عدالت نے یہی فیصلہ سنایا۔ وہ طلاق حاصل کرنے کے بعد سرکاری تحویل میں رہی۔ پھر ایک بچے کو جنم دینے کے بعد اسے بلیا صاحب کے حوالے کر کے اس ملک سے باہر اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔ ایک سختی سی بی بی کی پرورش بڑی مہر آزما ہوتی ہے۔ بلیا صاحب تمام تر ذرا نہ شفقت سے اس کی پرورش کرتا چاہتے تھے لیکن مملکت اور مصلحت کے دوران وہ اسے پریشان کرتی تھی۔ اس کے لئے مجبوراً گورنر اور ملازم۔ رکھتی پڑی۔ بی بی کا نام راحیلہ واسطی رکھا۔ وہ گورنر کی نگرانی میں پرورش پائے گی۔ بلیا صاحب کو جب بھی موقع ملتا تھا وہ بی بی کے پاس آکر اسے اپنے صے کی بھرپور محبت دیتے تھے۔ لیکن بچے محبت اور توجہ زیادہ چاہتے ہیں۔ باپ کے پاس محبت

کا وقت کم تھا، مصروفیات زیادہ تھیں۔ اور اسے میں طب سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا نیا سالانہ اور مشینیں لانی جاری تھیں۔ غلامیات کی ایک کھپ اور اسے کی پوری درستی سے کام لیا۔ ہر گز دنیا کے مختلف ممالک میں اہم مقام اور اہم شعبوں میں بڑے بڑے محددے حاصل کر رہی تھیں۔ بلیا صاحب انہیں مطلوبہ مقامات تک پہنچانے میں مصروف رہتے تھے۔

راحیلہ عمر کی منزلیں طے کرنے لگی۔ بچپن سے ہی پتا چل گیا کہ وہ کندہ نہیں ہے۔ اسے جو کچھ کیا جاتا تھا وہ اس میں سے کچھ یاد رکھتی تھی کچھ بھول جاتی تھی۔ آرام طلب تھی۔ کوئی کام اپنے ہاتھوں سے نہیں کرتی تھی۔ بلیا صاحب نے اسے تعلیم اور تربیت دینے والے استادوں کی تعداد بڑھادی۔ گورنر کو کچھ لکھا کہ راحیلہ کو پانچ یا چھ گھنٹے سے زیادہ سونے کی اجازت نہ دے۔ اسے ہدایات پر سختی سے عمل کرایا جائے۔ خاص طور سے فجر کی نماز سے پہلے اسے بستر سے اٹھادیا جائے۔

بچپن میں گورنر کا زور چل جاتا تھا جیسے جیسے وہ بڑی ہونے لگی یہ سمجھنے لگی کہ گورنر اور استاد وغیرہ تنہا وہ اور ملازم ہیں۔ ان کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ رفتہ رفتہ بے لگام ہونے لگی۔ انیس دھمکیاں دینے لگی کہ ان میں سے کوئی سختی کرے گا تو وہ بلیا صاحب سے جھوٹی شکایتیں لگا کر انہیں ملازمت سے نکھڑا دے گی۔

ان میں سے کوئی دہلی کی ملازمت چھوڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے وہ اپنی ملازمت کو بحال رکھنے کے لئے اسے ذمیل دینے لگے۔ بلیا صاحب ہمیشہ اس کی پروگریس رپورٹ دیکھتے تھے۔ چونکہ وہ ان کی بی بی تھی اس لئے سختی حضرات اسے زیادہ بھرپور کرتے تھے۔

ایک بار انہوں نے سانسے ہشاکر پڑھایا تو مایوس ہو گئے۔ مختلف طریقوں سے ذہنی آزمائش کی تو وہ بری طرح ناکام رہی۔ انہوں نے گورنر اور دوسرے استادوں کو بلا کر پوچھا ”میں نے اپنی والدت میں تم لوگوں کو کسی چیز کا محتاج رہنے نہیں دیا۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کی پھر میری بی بی کو تم لوگوں نے علم کا اور ذہانت کا محتاج کیوں بنایا؟“

ایک استاد نے کہا ”حضور! آپ کی صاحبزادی کندہ ذہن ہے۔“
 انہوں نے فرمایا ”استاد جید طریق تعلیم سے ایسے بچوں کو ذہین بناتے ہیں جو کندہ ذہن ہوتے ہیں۔ تعلیم دینے والوں میں نبوت اور آدمی کالاج بڑھ جاتے تو وہ بچوں کے والدین کی دولت پر نظر رکھتے ہیں۔ بچوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، تم لوگوں نے راحیلہ کی پروگریس رپورٹ میں زیادہ بھرپور کر مجھے دھوکا دیا ہے۔ تمہاری رپورٹ اسے ذہین بتاتی ہے اور

نتیجہ کندہ ذہن ثابت کر چکا ہے۔ میں تمہیں استادوں سے کیا کہوں۔ تم لوگ ایک بچے کو نہیں بلکہ آئندہ اس دنیا کو سنبھالنے والی پوری نسل کو تباہ کرتے ہو۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔“

انہوں نے حکومت فرانس سے درخواست کی کہ ان استادوں کو باطل قرار دے کر ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں ان کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ ان کی درخواست پر عمل کیا گیا۔ لیکن راحیلہ بڑی حد تک ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ انہوں نے دوسرے استادوں کی خدمات حاصل کیں۔ وہ ستر برس کی ہو چکی تھی۔ بلیا صاحب اسے ادارے میں رکھنا چاہتے تھے عمر وہ ضد کر کے پیرس کے ہنگامے میں چلی جاتی تھی۔ بلیا صاحب اس کے مقدر اور مستقبل کا حال بڑی حد تک جانتے تھے۔ یہ بھی سمجھتے تھے کہ تدبیر کے ذریعے وہ بی بی کو بڑی حد تک گمراہی سے بچائیں گے۔ وہ چاہتے تو خیال خوانی کے ذریعے مختلف علوم کی ایک ایک بات اس کے دماغ میں نقش کر سکتے تھے لیکن ایک بار اس کے پور خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ اس کی ماں ساراٹنی اس پر اچھا انداز ہو رہی ہے۔

ان ستر برسوں میں ساراٹنی نے کالے علوم میں بڑی مہارت حاصل کر لی تھی۔ بلیا کو اپنے دماغ سے باہر رکھنے کے لئے پوچھا کی مشینیں کی تھیں۔ انہوں نے ایک بار اس کے دماغ میں پچھتاہٹا ہوا اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار بولی ”دیکھ لیا تم نے؟ میں اب پہلے جیسی ساراٹنی نہیں ہوں جس کے اندر بغیر اجازت ملے آتے تھے۔ اب آؤ گے تو دماغ سے دھکے دے کر نکال دوں گی۔“

انہوں نے پوچھا ”تمہیں یہ خوش قسمتی کیوں ہے کہ کلا علم روحانیت کا راستہ روک دیتا ہے؟“
 ”کیا تمہوڑی دیر پہلے میں نے تمہیں دماغ سے باہر نہیں نکالا تھا؟“

”تم نے صرف سانس روک دی تھی“ میں نکلا نہیں تھا“
 موجود ہوں ایک نہیں ہزار بار سانس روکتی رہو۔ جب ہمیشہ کے لئے سانس رک جائے گی تو میں چلا جاؤں گا۔“
 وہ پریشان ہو کر مترجم بننے لگی۔ انہوں نے کہا ”تم بہت ہی خطرناک مترجم رہی ہو۔ بڑے بڑے جلاوگر اس مترجمے سے خاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں جلاوگر نہیں ہوں۔“
 ”وہ صے سے بولی ”تم کیوں آئے ہو؟“
 ”یہ پوچھنے کی میری بی بی کو کافی طور پر کمزور رکھیں ہماری ہوئے“
 ”وہ میری بھی بی بی ہے۔“
 ”اسے چھوڑ کر جاتے وقت تمہاری ہمتا کہیں تھی؟“

انہوں نے جواب دیا "میں نے سوچا تھا کہ ایسے کئی بچے پیدا کروں گی مگر تم نے دشمن بن کر پیش گوئی کی تھی کہ میں پھر بھی نہیں بن سکیں گی۔ میں سترہ برس میں تین شادیوں کر چکی ہوں۔ کسی شوہر سے اولاد نہیں ہوئی۔ میں نے تینوں کو لبت بار نکال دیا۔ ایسی صورت میں حیلہ ہی ایک بیٹی نہ بنی ہے۔"

"خیلہ نہیں راحیلہ۔"

"راحیلہ نام تم نے رکھا ہے۔ میرا کلا علم کتا ہے کہ تمہارے دیے ہوئے نام کے پہلے دو حروف ختم کروں تو بیٹی نام لائی جاتی میرے قبضے میں آجائے گی۔ لہذا میں اسے حیلہ ہی رکھتی رہوں گی۔"

"بیٹی نہ میرے پاس رہے گی نہ تمہارے پاس۔ وہ اپنے مجازی خدا کے ساتھ رہے گی۔ میں جلد ہی اس کی شادی کروں گا۔"

"تم کچھ بھی کرو جس طرح میں تمہارے پاس نہیں رہی اسی طرح حیلہ بھی اپنے مرنے والے پاس نہیں رہے گی۔ ہاں والد اگر بعد ارہے گا تو وہ اسے بھی میرے پاس لے آئے گی۔" بلا صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ وہ اسے شیطانی عمل سے باز نہیں رکھ سکتے تھے۔ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باعث بیش اس کے دماغ میں رہ کر اس کے منتروں کو گزیرا نہیں سکتے تھے۔ اگر اسے دائمی نقصان پہنچاتے تو وہ دوسرے جلدوروں کے ذریعے راحیلہ کو زہر پہنچانے کی کوشش کرتی رہتی۔ پھر بنیادی بات یہ ہے کہ قدرت جو چاہتی تھی اس میں وہ تبدیلی نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ والوں کو جو کشف و کرامات حاصل ہوتی ہیں ان کی ایک حد ہوتی ہے۔ ہر گاہ دین مقررہ حد سے آگے نہیں جاتے۔

انہوں نے راحیلہ کا نکاح سلمان واسطی سے پرہیزاوی اور کہا "برخودار سلمان! میں نے اپنی دانست میں آج تک تمہیں بہترین علم اور بہترین تربیت دی۔ لیکن بیٹی کی خاطر آج خود غرض ہو گیا۔ تمہیں بہترین شریک حیات نہیں دے رہا ہوں۔"

سلمان نے کہا "حضور! آپ ایسا ہرگز نہ سوچیں۔ استاد جو نے مارا ہے تو اس سے بھی علم حاصل ہو جاتا ہے۔ آج تو پنے اپنی عزیز ترین چیز دی ہے۔ آپ نے مجھے پتھر کو تراشا تھا اب میں اس پتھر کو تراش کر ہیرا بنانے کی کوشش کروں گا۔"

شادی کے چند ہفتے بعد سونیا اور اسے میں آگئی تھی۔ بیٹی کی شادی کے بعد بلا صاحب جبرے سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ دن رات عہدوت میں مصروف رہتے تھے۔ اور اسے کی تمام زے داروں جناب شیخ الفارس غلام البرقی کو سونپ دی تھیں۔ شیخ صاحب ان سے مشورہ لینے ایک بار صبح اور ایک بار شام کو

جبرے میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کے بعد سونیا کے سوا کوئی جبرے میں نہیں جاتا تھا۔ بلا صاحب نے شیخ صاحب سے کہہ دیا تھا کہ سونیا اور اسے کے تمام چھوٹے بڑے رازوں کی امین ہے۔ اور میرے بعد یہ مدت سے معاملات کو خوش اسلوبی سے نظیلا کرے گی۔

پھر وہ وقت آیا جب راحیلہ مل بننے والی تھی۔ بلا صاحب نے سونیا سے کہا "میں ہونے والے بچے کے لئے فکر مند ہوں۔ میرا علم کتا ہے کہ اس کی حفاظت تم ہی کر سکتی ہو۔ تم پر کبھی کالے جادو یا کسی شیطانی عمل کا اثر نہیں ہوگا۔ تمہارے سامنے میں جو بھی رہے گا وہ محفوظ رہے گا لہذا راحیلہ سے ہونے والی اولاد کو تمہارے سامنے میں رہنا چاہئے۔"

"آپ اطمینان رکھیں" میں آخری سانس تک راحیلہ اور بچے کی حفاظت کروں گی۔"

"بیٹی! تم راحیلہ کی حفاظت نہیں کر سکو گی میرے اور تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ میری بد نصیب بیٹی کے ستارے کچھ اور کتے ہیں۔"

سونیا نے یہ نہیں پوچھا کہ راحیلہ بد نصیب کیوں ہے؟ کیوں اس کے لئے احتیاطی تدبیر اختیار نہیں کی جا سکتی۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ تمام حالات، افسانے اور سمجھتی تھی کہ اس کالے جادو کا شیطانی مکمل کینے والوں سے نمٹنا ہوگا۔

راحیلہ کو سونفز ریلینڈ کے ایک چھوٹے سے شہر میں بھیج دیا گیا۔ اس کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے چار خدائیں اور دس سچے گارڈز تھے۔ سونیا بھی وہاں تھی لیکن راحیلہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہے اور کون سے آئی ہے؟ وہ اس کے ساتھ والے بنگلے میں تھی اس نے راحیلہ کو ابتدائی دنوں میں بتادیا تھا کہ وہ بھی مل بننے والی ہے اس طرح اس نے راحیلہ سے دوستی کر لی۔ بلا صاحب خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو راحیلہ کی دائمی حالت بتایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا "اس کی مل سارائی کالے علم کے ذریعے اس کے خوابوں میں آتی رہتی ہے اور اسے سمجھاتی رہتی ہے کہ بلا صاحب خود غرض ہیں۔ وہ بیٹی کو اپنی طرح غیر معمولی علم نہیں سکھائیں گے۔ بیٹی باپ کو چھوڑ دے گی اور شوہر کو لے کر مل کے پاس چلی جائے گی تو اسے بھی مل کی طرح کالے جادو کی طاقت حاصل ہو جائے گی۔"

ایک رات سونیا دیر تک راحیلہ کے پاس بیٹھی رہی۔ پھر وہ جاگنے لگی تو راحیلہ نے کہا "اتنی رات کو باہر نہ جاؤ۔ میرے ساتھ سو جاؤ۔" تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو۔" سونیا اس کے ساتھ سو گئی۔ اس رات راحیلہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ صبح بیدار ہونے کے بعد اس نے خود کو

بھلا سا محسوس کیا۔ دماغ پر کالے جادو کا ماحول سابو جہ نہیں تھا۔

دوسری رات سونیا اس کے ساتھ نہیں تھی۔ اس نے خواب میں مل کو دیکھا۔ مل نے پوچھا "کیا تم کل تمام رات جاگتی رہی تھیں؟"

"نہیں! میں تو مسمی نیند سو رہی تھی۔"

"تم بھوت بول رہی ہو۔ میں نے کئی بار منتز پڑے ہیں چاکلا کہ تم خواب نہیں دیکھو گی۔ خواب نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ تم جاگ رہی ہو۔"

"میں سچ کہتی ہوں میں اپنے بستر پر تھی میرے ساتھ جیلہ سو رہی تھی۔"

"یہ جیلہ کون ہے؟"

"میری پردہ سن ہے۔ وہ بھی مل بننے والی ہے۔"

"آئندہ تم اسے اپنے پاس مت سلایا کرو۔"

"کیوں؟"

"وہ نوری عورت ہے۔ تمہارے ساتھ سونے گی تو میں تمہارے خواب میں نہیں آسکیں گی۔"

"اورہ! میں تو اس کے ساتھ دن رات رہنا چاہتی ہوں۔"

"پتا نہیں اس میں کیا بات ہے" میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔

"کیا تمہیں مل سے محبت نہیں ہے؟"

"بہت زیادہ ہے۔ میں تو آپ سے ملنے کے لئے تڑپتی ہوں۔"

"دیکھو بیٹی! جیلہ سے چند دنوں کی ملاقات ہے۔ اگر اس کے لئے بہت زیادہ محبت محسوس کر رہی ہو تو اس کا مطلب ہے یہ محبت نہیں جادو ہے۔ وہ عورت تمہاری لاعلمی میں تمہیں سحر زدہ کر رہی ہے۔"

"نہیں! وہ نماز پڑھتی ہے اور نماز پڑھنے والے جادو کو لعنت سمجھتے ہیں۔"

"یہ لعنت نہیں لعنت ہے۔ چونکہ مسلمان اسے حاصل نہیں کر سکتے اس لئے لعنت کہتے ہیں۔ جیسے ایک لومڑی نے انکوروں کو کھنا کہا تھا۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ کہتی ہیں تو میں رات کو تنہا سونیا کروں گی۔"

"جب زچگی کا وقت قریب آئے تو اپنے شوہر سلمان واسطی سے بھی دور رہنا۔ وہ بھی نوری بندہ ہے۔"

"اما! کیا آپ صرف خواب میں نظر آسکتی ہیں؟"

"اگر تم ایک منتزہ دار کو تو میں تمہاری بایں بھٹی پر نظر آسکتی ہوں۔"

"یہاں منتز پڑنے سے سختی سے منع کیا ہے۔"

"تمہارے بلیا کی ایسی کی تھیں۔ چلو چلو۔"

"وہ بڑھانے لگی۔ یہ خواب میں پڑھنے لگی۔ چونکہ کئی دنوں میں اس لئے اسے بار بار پڑھنا پڑا۔ مل نے یہ کہہ کر چلی گئی کہ دوسری رات بھی خواب میں آکر اسے یاد دلاتا رہے گا۔"

"دوسری شام سونیا آئی تو راحیلہ نے بھوت کہہ دیا کہ آج میرا شوہر آنے والا ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں سو سکیں گی۔"

"میں سچ کہتی ہوں۔ تمہیں بس کبھی ہی۔"

"میں بھی یہ کہنے آئی ہوں کہ تمہیں بس کبھی ہی۔"

"میں بیکار ہوں۔"

"یہ بیٹی! تم سے پڑھنے میں بھول ہوئی ہو تو مجھ سے پڑھو۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"تمہارے بلیا کی ایسی کی تھیں۔ چلو چلو۔"

"وہ بڑھانے لگی۔ یہ خواب میں پڑھنے لگی۔ چونکہ کئی دنوں میں اس لئے اسے بار بار پڑھنا پڑا۔ مل نے یہ کہہ کر چلی گئی کہ دوسری رات بھی خواب میں آکر اسے یاد دلاتا رہے گا۔"

"دوسری شام سونیا آئی تو راحیلہ نے بھوت کہہ دیا کہ آج میرا شوہر آنے والا ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں سو سکیں گی۔"

"میں سچ کہتی ہوں۔ تمہیں بس کبھی ہی۔"

"میں بھی یہ کہنے آئی ہوں کہ تمہیں بس کبھی ہی۔"

"میں بیکار ہوں۔"

"یہ بیٹی! تم سے پڑھنے میں بھول ہوئی ہو تو مجھ سے پڑھو۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"میرے شوہر کا فون آیا تھا۔ وہ مجھے لندن آنے کو کہہ رہا ہے۔ ہمیں ایسے وقت اپنے شوہروں کے قریب رہنا چاہئے۔"

"ہونے والے بچوں پر اچھا اثر پڑا ہے۔"

"وہ تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد چلی آئی۔ اس نے راحیلہ کے پردوں سے دیکھا چھوڑ دیا۔ وہاں سے دور ایک کانچ میں قیام کیا تاکہ دوری دور سے اس کی عمرانی کرے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی موجودگی سے راحیلہ کی مل سارائی کو کسی قسم کا کوئی شبہ ہو۔"

بہر حال مل گزرنے لگے۔ بلا صاحب وقتاً فوقتاً بیٹی کے دماغ میں آکر سونیا کو اس کے حالات بتاتے رہتے تھے وہ راحیلہ کے اندر اور سونیا پر اپراہے رہی تھی۔ ان کی پوری کوشش یہی تھی کہ ہونے والے بچے پر جادو کا اثر نہ ہو۔

آخر زچگی کا وقت آیا۔ سونیا ایک آپ کے ذریعے لیڈی ڈاکٹر بن کر ایک ٹرس کے ساتھ آئی۔ ایسے وقت میں بلا صاحب بیٹی کے پاس نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ یقین تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں سونیا دشمن حالات سے نمٹ لے گی۔

اور سارائی کو اپنے کالے علم سے پتا چلا تھا کہ بیٹی فلاں وقت مل بننے والی ہے۔ وہ شیطاں کے کھنکے کے سامنے بیٹھ گئی تھی اور بھڑکتے ہوئے شیطاں میں ماش کی دال کے چند دانے بھینکتے ہوئے منتز پڑتی جا رہی تھی۔ اسے بیٹی نظر آ رہی تھی جو بستر پر پڑی درد میں جھلا رہی۔ شیطاں کے ایک طرف سارائی کی بوڑھی مل بھی منتز پڑنے میں مصروف تھی۔

تھوڑی دیر بعد شیطاں میں نظر آنے والی راحیلہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ سارائی نے کہا "بیٹی! میری بیٹی نظر نہیں آ رہی ہے۔"

"بیٹی! تم سے پڑھنے میں بھول ہوئی ہو تو مجھ سے پڑھو۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

"وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔"

پہنچی ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک نظر نہیں آئی تھی۔ سارا لکے پوچھا: "کیا فریاد واسطی لیا گیا؟" "نہیں، میراظم کہتا ہے ایسے وقت میں وہ اپنی جانی بچنے دوڑ رہے گا کوئی عمل نہیں کرے گا۔ شاید کوئی بیانی لڑی ڈاکٹر تسماری ڈچہ جی کے قریب ہے۔ ڈاکٹر کے گھر میں صلیب ہے اسی لئے ہمارا جلدوے اثر ہو رہا ہے۔" "اب کیا ہو گا؟"

"اطمینان رکھو۔ وہ لڑی ڈاکٹر ڈچہ کے بعد تسماری جی کے پاس سے چل جائے گی۔ مجرورہ اور اس کا بچہ دونوں نظر آئیں گے۔"

راحیل کے پاس کوئی بیانی لڑی ڈاکٹر نہیں تھی اور نہ ہی کسی نے صلیب پتہ تھا۔ سونیا کی موجودگی نے جلدوے اثر کو رکھا تھا۔ اس کی ہنگامہ چاہیں مشکل سے کسی کی سمجھ میں آتی ہیں۔ اس نے اسپتال کے اخراج سے پہلے ہی معاملات طے کر لئے تھے۔ اسے ابھی خاصی رقم دینے کا مرہہ ملنے سے ایک لادارٹ بچہ حاصل کیا تھا۔ راحیل نے ایک جی کو جنم دیا تھا۔ سونیا اس کے پاس مرہہ بچے کو رکھ کر بنی لے گئی۔ اس کے جانے ہی کالے مٹلی کا راستہ کھل گیا۔ سارا لکے اور اس کی ماں نے ہڑتے ہوئے ششوں میں راحیل کو دیکھا وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی۔ اس کے پیلو میں ایک بچہ ہوا تھا۔ توڑی دیر بعد راحیل نے گھٹ لے کر بچے کو دیکھا۔ ایک غلام بنے کہا۔ "افسوس! بچہ کمزور تھا۔ ایک آواز بھی نہ نکال سکا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔"

راحیل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ سارا لکے نے کہا۔ "میری بیٹی رومی ہے۔ دیکھو یہی! میں کلا جلدوے کیسے بعد سٹدل ہو گئی مجرورہ میری آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں۔" "بوزمی میں نے کہا" اس کو ہلاتے ہیں، پڑھیں بھی اپنی اولاد کے لئے توجہ دیں۔ میں نے تسماری جدائی برداشت نہیں کی، تمہیں بلایا۔ تم بھی اپنی جی کو بلاؤ۔ اگر اس کا شوہر ساتھ آئے گا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم جلد کی دوسری شادی کریں گے وہ دوسرے بچے کی ماں بنے گی تو پہلی اولاد کا صدمہ بھول جائے گی۔"

اس رات سلمان واسطی نے راحیل کے پاس آکر افسوس ظاہر کیا۔ اسے محبت سے تسکین دیں "غم نہ کرو۔ زندگی دہی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی رہی تو آئندہ ہماری اولادیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہاوس نہیں ہونا چاہئے۔"

وہ بولی "میرا گھر ادا ہے، مجھے یہاں سے بچیں۔" "تسماری طبیعت سنبھل جائے تو ہم برس چلے۔" "برس میں تو ہم رہتے ہیں، میں لندن جاؤں گی۔" "میری تسماری ماں تمہیں بلاتی ہے۔"

"کیا ایک جی کو اپنی ماں سے نہیں ملنا چاہئے؟" "یہی سوال تسماری ماں نے بلا صاحب سے کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ اپنی شریک حیات کو شیطانی ماحول میں نہیں جانے دے گی۔ تم میری شریک حیات ہو، میں بھی تمہیں جانے کی اجازت نہیں دوں گا۔" "میں تسماری اجازت کی محتاج نہیں ہوں۔ کیا تم مجھے کینہ سمجھتے ہو؟"

"میں تمہارے والد اور اپنے محترم استاد کے نقش قدم پر چل رہا ہوں۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جس طرح میرے پاپے میری ماں کو طلاق دی اسی طرح تم بھی مجھے چھوڑ دو گے۔ تمہیں اللہ سے محبت نہیں ہے؟"

"تم محترم استاد کی صاحب زادی ہو۔ میرے لئے دنیا کا سب سے بڑا انعام ہو، میں اپنی جان سے بھی زیادہ تمہیں چاہتا ہوں۔"

"تو پھر اپنی چاہت کا ثبوت دو اور میرے ساتھ ملا کے پاس چلو۔"

"جس عورت نے میرے استاد محترم کا ساتھ چھوڑ دیا وہ میرے لئے دشمن سے بدتر ہے۔"

"تم میری ماں کو کھل دے رہے ہو۔" "میں نے آج تک کسی دشمن کو بھی کھلی نہیں دی البتہ دشمن کو دشمن کہتا ہوں۔ دراصل تسماری مانی اور ماں کی زندگیوں کا بنی گئی ہیں۔ انہیں کچھ بھی کو، تمہیں کھلی گئی ہے۔"

"تم باتیں بنانا کر میری ماں کو برا کہہ رہے ہو۔ ایک فیصلہ کرو میرے ساتھ چلو گے یا نہیں؟"

"دنیا کے ایک برے سے دوسرے برے تک ساتھ دینے کے لئے ہم ہمیشہ شہیدی کی ہے۔ میں اپنی زندگی میں ایک کام اس لئے کرنا ہوں کہ جنم میں نہ جاؤں۔ لہذا تمہیں اپنے سرکاری جنم میں کیسے لے جاسکتا ہوں۔" "میں تو ضرور جاؤں گی کیونکہ میں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔"

"اکثر لوگ جنت کے دھوکے میں جنم تک پہنچ جاتے ہیں۔"

"نصیحت کا شہریہ۔ کیا تم مجھے جاننے سے روکو گے؟"

"تمہیں گمراہی سے روکنے کا فرض لدا کروں گا۔"

"اگر تم بلایا کو سمجھا دو کہ وہ اپنے کسی عمل سے مجھے نہ روکیں تو میں دوسرے دن واپس آجاؤں گی۔" "محترم استاد! میں بھی طرح جانتے ہیں کہ تم جانے کے بعد واپس نہیں آؤ گی۔ راحیل! میری محبت اور خلوص کو سمجھو۔"

میں تسماری بہتری کے لئے کتا ہوں۔ اپنی ماں کی ممتا کو بھی آرزو۔ اس سے پوچھو کہ وہ شیطانی کی پوجا چھوڑ کر تسمار۔ پاس آسکتی ہے؟"

"پاپے میری ماں کو مانی سے ملنے نہیں دیا تھا۔ مجری عدالت میں طلاق دے کر میری ماں کو ذلیل کیا تھا۔ وہ ذلتیں اٹھانے کے بعد یہیں نہیں آئیں گی۔"

"اگر وہ شیطانی کی پوجا چھوڑ دے گی تو انہیں عزت دی جائے گی۔"

"بتر ہو گئے تو کتنے کے بعد اسے جاننے کی بات کرتے ہو۔"

"تھوک کو چاٹنے میں ذلت ہے۔ اور کسی کو عزت دینے میں عظمت ہے۔"

"تم انھوں سے کہتے ہو۔ میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔"

سلمان واسطی اسے کئی دن تک سمجھا تا رہا۔ اسے اپنے ساتھ پیرس لے آیا۔ وہ پوری سچائی کے ساتھ کوشش کر رہا تھا کہ پاپا صاحب کی امانت اس کے پاس عزت سے محفوظ رہے لیکن وہ ایک دن سلمان کی غیر موجودگی میں لندن چلی گئی۔ وہ پیرس میں ہو گیا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے زندگی کا تمام سرمایہ اٹ گیا ہے۔ وہ محترم استاد کا دیا ہوا انعام تھی۔ وہ اسے کسی قبت پر کھانا نہیں چاہتا تھا۔ اسے واپس لانے کے لئے لندن جانا چاہتا تھا۔ لیکن پاپا صاحب نے منع کر دیا "اس نے کہا" حضور وہ آپ کا خون ہے، میری عزت ہے۔ اسے یو کی نہیں چھوڑا جاسکتا۔"

انہوں نے فرمایا "تقدیر سے بچو نہ لاؤ۔ ہر کوشش کی ایک حد ہوتی ہے۔ اس حد تک جا کر بات نہ بنے تو سمجھ لو کہ تقدیر کا لکھا ہوا اکل ہے" اسے تدبیر سے اور حوصلے سے بھی بدلتا ممکن نہیں ہے۔"

"میں آپ کی ہدایت پر عمل کرنا اپنا ایمان سمجھتا ہوں۔ میں ممبر کروں گا" اپنی جی سے دل بھلا لیا کروں گا۔"

"نہیں بیٹے! سونیا نے جی کی حفاظت کے لئے جو طریق کار اختیار کیا ہے اس کے پیش نظر تمہیں جی کے قریب نہیں جانا چاہئے۔ راحیل اور اس کی ماں کو معلوم ہو گا کہ تم کسی جی کو بہت زیادہ چاہتے ہو اور اسے اپنے پاس رکھتے ہو تو وہ اپنے دھوکا کھانے کا شہرہ کر سکتی ہیں۔ کسی طرح معلوم کر سکتی ہیں کہ راحیل سے ہونے والی اولاد زندہ ہے۔"

سلمان نے سر جھکا کر کہا "آپ درست فرماتے ہیں۔ میں جی سے دور رہوں گا۔"

سونیا سے فرانس کی ایک فوجی کمانڈ میں لے آئی تھی وہاں اس کے لئے ایک چھوٹا سا علاحدہ محکمہ تھا۔ پاپا صاحب نے جی کا نام غائب واسطی تجویز کیا تھا اور کہا تھا "تم ایک ماں کی

طرح اس کی پرورش کرو گی۔ اسے اپنی طرح ذہین بنانا ضروری ہے اور معاملہ فہم بنانی تو اسے سونیا جی کا کمانڈر۔ میں اپنی خواہشیں تمہارا روپ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

سونیا کے لئے پاپا صاحب کی خواہش، حکم کارِ جہ زکعتی تھی۔ اس نے غائب واسطی پر مجرورہ توجہ دی۔ ایک برس بعد پاپا فرید واسطی صاحب اللہ کو ہمارے ہو گئے۔ سونیا کو اور اسے بھی آکر رہنا پڑا۔ اس نے غائب کو چھوڑنے کے بیچنے میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کی دیکھ بھال کے لئے فوج کے تربیت یافتہ ملازم تھے۔ پھر سونیا جی کا پڑے کے ذریعے ہر دوسرے دن اس کے پاس آتی تھی اس کے ساتھ چار چھ گھنٹے گزار کر اور اسے میں واپس چلی جاتی تھی۔

غائب اپنی پیدائش کے تیسرے دن سے ہی فوجی ماحول میں گولیوں کی تڑار اور بموں کے دھماکے سنی آتی تھی۔ سونیا نے فوجی انداز میں کھڑے ہونا اور چلنا سیکھا۔ فوج کے قائم خیال اور اصول کے مطابق سونا، جاننا، دیکھنا، لکھنا اور دن رات محنت کرتے رہنا سیکھا۔ جب وہ بارہ برس کی ہوئی تو سونیا اور شیخ الفارس صاحب نے اسے ایک لادارٹ لڑکی کے طور پر ادارے کے ہاسٹل میں پہنچایا۔ ادارے میں جو بھی لادارٹ لڑکیاں اور لڑکے آتے تھے انہیں ادارے کے بزرگ اور اہم افراد اپنا نام باپ کے طور پر دیتے تھے اس طرح کوئی بچہ احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔ ان کے باپ کا نام فرید واسطی شیخ غلام البرقی "ادارے کا کوئی بڑا انتظامیہ" میں الاوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر یا انجینئر ہوا تھا۔ اسی اصول کے مطابق غائب کو سلمان واسطی کی ولدیت مل گئی۔ جی کو حقیقی باپ کا نام مل گیا۔ اسے ہاسٹل میں داخل کرنے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ اسے سونیا کی ڈی بنانے کے لئے تربیت دی جائے گی۔ صرف تین برس کی تربیت میں اس نے سونیا کی ایسی تقلید کی کہ سب دیکھ رہ گئے۔ کسی کی حرکت، آواز اور لہجے کی تقلید اتنی مشکل نہیں ہوتی لیکن غائب نے سونیا کی ذہانت اور مکاروں کا مظاہرہ کیا۔ اسے چند دشار مرحلوں سے گزارا گیا اور وہ ایسے گزرتی جیسے جگہ وہ سونیا ہو یا اس میں سونیا کی روح سرایت کر گئی ہو۔ اس کا میاں پر اسے سونیا جی کا خطاب دیا گیا پھر اسٹاک سرجری کے ذریعے اسے سونیا کا نام عمل بدایا گیا۔

اب یہ تو آئے اور وقت ہی بتانے کو تھا کہ یہ سونیا جی سونیا کی طرح کتنے ہنگاموں کو جنم دینے والی تھی۔



سلطانہ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھی دو اسکریں کے پار سمندر کی لہروں کو دیکھ رہی تھی اور سلمان کی زبان سے اس کی داستان حیات سن رہی تھی۔ پہلے یہ سن کر دھچکا تھا کہ سلطانہ شہیدی

تھوڑے ہی عرصے میں اس کی شریک حیات اب بھی زندہ ہے۔ نہ اس نے طلاق دی ہے نہ اس نے طلاق لی ہے۔ لیکن جن حالات میں وہ سندن، چھوڑ کر اپنی ماں کے پاس گئی تھی ان حالات کے پیش نظر راجلہ سے نفرت اور سلمان سے محبت بڑھ جاتی تھی۔

سلمان نے سلمان پر پیار آ رہا تھا۔ لیکن یہ داستان سننے کے بعد اس نے فوراً اپنا رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ تھوڑی دیر تک چپ رہی۔ ایسے وقت خاموشی اختیار کرنے سے مرد بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کرتے کرتے خوشامد پر اتر آتے ہیں۔ یوں اپنا چاہنے والا محبت مانگتا رہے تو اچھا لگتا ہے۔

سلمان نے تھوڑی دیر اس کی خاموشی برداشت کی پھر اس کی طرف گھوم کر بولا "کہیں تم ہو گئی ہو؟"

وہ کچھ نہ بولی، سلمان نے کہا "جو کچھ تھوڑے ہی میں بیان کر دیا۔ میری شادی پر" میری اولاد پر اور میرے کیریئر پر کوئی اعتراض ہو تو یوں؟"

وہ پھر بھی نہ بولی، اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر گھوم کر سیدھا حیات گیا۔ کار اشارت کرتے ہوئے بولا "میں سمجھ گیا۔ مجھ سے محبت کر کے تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے۔ یہ اچھا ہوا! میں نے شادی سے پہلے اپنی حقیقت بتادی۔ ورنہ تم شادی کے بعد پچھتاؤں تو میں خود کو کبھی معاف نہ کرتا" وہ کار کو سڑک کی طرف موڑ کر بولا "میں تمہاری خوشی میں خوش رہوں گا۔ ابھی تم کنواری ہو، تمہاری زندگی میں بہت سے چاہنے والے آجائیں گے۔ تمہیں بھی کسی سے محبت ہو جائے گی۔ میں تمہیں محبت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔"

سلمان نے غصہ آ رہا تھا۔ وہ دل میں کہہ رہی تھی "تم نے کیسے سمجھ لیا، میں کسی اور سے محبت کر سکتی ہوں۔ محبت ایک ہی دل کے شرمیل رہتی ہے۔ اس پھر سے کبھی ہجرت نہیں کرتی" وہ غصے سے بولی "کیا مجھے بہت سے چاہنے والے مل جائیں گے؟"

"ہاں، ضرور ملیں گے۔"

"بہت سے چاہنے والے تو بازار میں آتے ہیں کیا تم مجھے وہاں بٹھانا چاہتے ہو؟"

سلمان نے ایک جھٹکے پر یک لکھا پھر گھوم کر ایک لمبا رخسید کرتے ہوئے کہا "تم نے میری محبت کو گھلی کیوں دی۔ کیا میں بازار میں بٹھانے والا دوں ہوں۔"

"جب یہ گھلا ہے تو تم نے کس زبان سے کہا کہ مجھے بہت سے چاہنے والے مل جائیں گے۔"

وہ ذرا سٹپٹا پھر بولا "میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔" "پھر کیا مطلب تھا؟"

"کیا ایک شریف لڑکی کے ہزاروں طلب گار نہیں

ہوتے؟ کیا اس کے لئے درجنوں رشتے نہیں آتے؟"

"میں شریف زادی ہوتی تو تم ہاتھ نہ اٹھاتے۔ تم نے مجھے ایک گری پڑی چیز سمجھ کر مردانگی دکھادی۔ اب کسی اور کو دکھاؤ۔ خدا حافظ۔"

وہ کار سے باہر جانے کے لئے دروازہ کھولنا چاہتی تھی، سلمان نے بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ پھر تڑپ کر بنا چاہتی تھی، اس نے دونوں بازوؤں میں بکڑ کر کہا "وہ طمانہ نہیں تھا، محبت تھی۔ میں تمہاری زبان سے بھی تمہارے لئے بازاری لفظ نہ سن سکا۔ بے اختیار میرا ہاتھ چل گیا۔ معلیٰ مانگنا میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میری محبت کو سمجھ سکتی ہو تو سمجھ لو۔"

وہ اس کے بازوؤں میں تڑپ کر ٹھنڈی پڑ گئی۔ عورت کو سمجھنا مشکل ہے کہ وہ کس طرح محبت کا اظہار چاہتی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ خاموش رہ کر تیز پاری تھی اور سوچ رہی تھی وہ ابھی خوشامد کرے گا۔ یوں اپنا چاہنے والا محبت مانگتا ہے تو اچھا لگتا ہے۔ مگر چاہنے والے نے طمانہ رخسید کیا تو پتا چلا اس نے نفرت سے نہیں، عداوت سے نہیں بلکہ بغیر کے جوش میں ہاتھ اٹھایا تھا۔ یوں بھی چاہت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ طمانہ محبت سے بھر پور تھا۔

کئی گاڑیوں کے پارن شور مچانے لگے۔ وہ دونوں ہڑبازر الگ ہو گئے پتا نہیں کتنی دیر ہو گئی تھی۔ ان کے پیچھے گاڑیوں کی لائن لگ گئی تھی۔ وہ سب پارن کی آواز سن سنا کر آگے جانے کا راستہ مانگ رہے تھے۔ سلمان نے فوراً گاڑی اشارت کر کے آگے بڑھادی۔ وہ دونوں ایک دوسروں سے جھینپ رہے تھے۔ سلمان مجھ پھر کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی یہ پہلی محبت تھی۔ سلمان کو راجلہ کے ساتھ کبھی محبوبانہ انداز میں زندگی گزارنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ بابا صاحب نے اس سے شادی کی پیش کش کی تھی اور اس نے بڑی عقیدت سے اسے شریک حیات بنالیا تھا۔ محبوبانہ انداز کی زندگی اب نصیب ہو رہی تھی۔ اس نے کن انکھیں سے سلمان کو دیکھتے ہوئے کہا "کچھ بولو۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "کیا کہوں، مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"کیا ڈر؟"

"میں کہ راجلہ کسی وقت بھی تمہاری زندگی میں واپس آ سکتی ہے۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"تمہیں سمجھنا تھا، تم نے اسے طلاق نہیں دی ہے۔ تمہارے گھر کا اور زندگی کا دروازہ اس کے لئے کھلا ہے۔"

"جو میں برس میں وہ نہ آئی، اب کیا آئے گی۔"

"عورت جب پچھتاہی ہے تو آخری سانسوں میں بھی واپس آتی ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ سلمان نے پوچھا "جتنا دیر کیا اس کے لئے دل میں جگہ ہے؟"

"جتنا ہوں" اس کے لئے دل میں جگہ ہی جگہ ہے۔ میں اپنی دنیا کا ایک ایک ذرہ اسے دینا چاہتا ہوں۔ اپنی ہماروں کا ایک ایک پھول اس کے قدموں میں جھپٹانا چاہتا ہوں۔ تمہاری زبان مبارک ہو اور وہ پچھتاہی، واپس آجائے۔ سلمان! میرے جذبات کو اور میری عقیدت کو سمجھو، وہ میرے استاد، محرم کی بیٹی ہے۔ مجھے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں چاہئے۔ اس کے بدلے جنت بھی نہیں چاہئے۔ اگر اس کی گہرائی کی سزا میں مجھے جہنم میں بھیجا جائے تو میں اسے اپنے حصے کی جنت دے کر جہنم میں چلا جاؤں گا۔"

وہ بولی "آؤں ہے تمہاری عقیدت پر، تم بابا کے سچے شاگرد ہو، ایک بات بتاؤ کیا میں برسوں میں تم نے اس سے ملاقات نہیں کی؟ اسے واپس لانے کی کوشش نہیں کی؟"

"ایک نہیں، ہزاروں بار اس کے دماغ میں جا چکا ہوں۔ اب بھی جاتا ہوں، اسے پیار سے سمجھاتا رہتا ہوں۔ وہ سمجھتا نہیں چاہتی۔ اس نے کئی طرح کے خطرناک علوم سیکھ لئے ہیں۔ وہ شیطانی علوم کے ذریعے نئے چاہتی ہے غلام بنالیتی ہے۔ مجھے چاہتی ہے بارڈالیتی ہے۔ وہ جو چاہتی ہے وہ حاصل کر لیتی ہے۔ ایسی کئی قوتوں نے اسے مغرور بنالیا ہے۔ وہ مجھے تھوڑی دیر کے لئے دماغ میں آئے دیتی ہے پھر سانس روک کر مجھے دور کر دیتی ہے۔"

"میں عورت کی فطرت کو خوب سمجھتی ہوں۔ جب اسے معلوم ہو گا کہ تم مجھ سے شادی کرنے والے ہو تو وہ حد اوز سو آپے کی آگ میں جلے گی۔ وہ تمہارے قریب مجھے برداشت نہیں کرے گی۔ تمہیں اپنے پاس بلا لے گی یا تمہارے پاس چلی آئے گی، یا پھر مجھے نقصان پہنچا کر راستہ سے ہٹا دے گی۔"

"وہ تھوڑی دیر کے لئے مجھے اپنے دماغ میں اس لئے آئے دیتی ہے کہ شاید میں اس کے پاس بیٹھ کے لئے آجاؤں، لیکن میں اسے خرد و شر کا فرق سمجھا کر آجاتا ہوں۔ یہ میں ابھی طرح سمجھتا ہوں کہ وہ شیطانی ماحول کو چھوڑ کر میرے پاس نہیں آئے گی۔ ہاں تمہارا یہ اندیشہ درست ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

"میرے بابا نے ہم دونوں بہنوں کو نوری کہا ہے۔ اس لئے مجھ پر بھی کھلا جلاؤ اثر نہیں کرے گا۔ محبت جھینپنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم راجلہ کے اندر حسد اور دلچسپی کی آگ بھڑکا کر دالیں لاسکتے ہیں۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ ہماری شادی کا اعلان ہو اور وہ تمہارے چلائے میں واپس آئے؟"

"میں یہی چاہتی ہوں۔"

"کمال ہے! تم ایک سو کن کو برداشت کر گئی؟"

"وہ صرف سو کن نہیں، ایک عظیم قابل احترام ہستی کی صاحبزادی ہے۔ بابا فرید واسطی مرحوم نے میرے والد کو ڈانگو سے فرشتہ بنالیا تھا۔ انہیں خدا کا محبوب بندہ بنالیا تھا کیا میں ان کی صاحبزادی کو دل و جان سے قبول نہیں کروں گی؟"

"تم بہت ہی خوبصورت اور قیصری جذبیوں کی مالک ہو۔ تم نے مجھے خوش کر دیا ہے لیکن میں تمہارے ساتھ شادی کا اعلان نہیں کروں گا۔ بڑی گز ہو جائے گی۔"

"کیسی گز ہو؟"

"میں نے سیر ماہر کا عمدہ اس لئے بھی قبول کیا ہے کہ جو شخص سیر ماہر ہوتا ہے، اسے راز میں رکھا جاتا ہے۔ اس کی تصویر بھی اخبارات میں شائع نہیں ہوتی۔ وہ ریڈیو کے ذریعے آواز نہیں سناتا۔ ٹی وی کی اسکرین پر اپنی صورت نہیں دکھاتا۔ یہی وجہ ہے کہ راجلہ اور اس کی ماں سارا کی کو میرے سیر ماہر ہونے کا علم نہیں ہے۔ وہ ماں بیٹی صرف سلمان واسطی کی حیثیت سے جانتی ہیں۔ میں نے یہاں کے جہل اور واسطی حکام سے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ میری شادی کی بھی کوئی تصویر نہیں آمدی جائے گی اور نہ ہی اخبارات میں کوئی خبر شائع ہوگی۔ ہم راجلہ تک ابھی شادی کی خبر پہنچا کر اسے واپس آنے کے لئے بھڑکانیں گے تو وہ میری زندگی میں آکر میری بہتری مصروفیات کو سمجھتے ہوئے سیر ماہر کے عمدے کو سمجھ لے گی پھر کبھی انکشاف کرے گی کہ سیر ماہر اسے ارے دراصل مسلمان ہے اور اس کا نام سلمان واسطی ہے۔"

"اوہ! میں نے اسے پھلو پر غور نہیں کیا تھا کہ ہمارا اکتا بڑا راز ظاہر ہو جائے گا۔"

"بابا صاحب نے تاکید کی تھی کہ میں راجلہ کو صرف نصیحتیں کرتا رہوں۔ اسے جبرا اپنی زندگی میں نہ اداؤں ورنہ نقصان اٹھاؤں گا۔ شاید انہوں نے ایسے ہی حالات کو سمجھتے ہوئے مجھے تاکید کی تھی۔"

سلمان سوئے گی۔ بابا صاحب کے حوالے سے راجلہ قاتل عزت تھی لیکن کسی وقت بھی بہت بڑی مصیبت بن سکتی تھی۔ اس پہلو پر ابھی طرح غور کرنا تھا کہ یہ شادی راز میں رکھی جاسکے گی یا نہیں؟ وہ سلمان سے یہ سوال کرنا چاہتی تھی۔ وہ بولا "میں سیر ماہر کی حیثیت سے خیال خوافی کرنا چاہتا ہوں۔ تم اسٹیئرنگ سنبھالو۔"

اس نے کار روک دی، جگہ تبدیل کر لی۔ سلمان نے خاص اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر کار اشارت کی۔ سلمان نے خاص

بخت کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کیا رپورٹ ہے؟" بخت نے کہا "سر سلطان کے بندہ روم کی الماری سے لپا پورٹ اور ضروری کاغذات حاصل ہوئے ہیں۔ ان کی فوٹو اسٹیشن مختلف انگوڑی کے شعبوں اور انتہائی جس کے دفاتر میں پھاردی گئی ہیں۔ ترکی کے سفارت خانے سے رابطہ قائم ہے۔ جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ احتیول میں کیسی زندگی گزارتی آئی ہے۔"

"سلطان ہمارے ملک میں کیا کر رہی ہے؟"

"ایک مقامی اخبار سے منسلک ہے۔ بڑی ضرورت رپورٹر ہے۔ پچھلے دنوں اس نے ایک اہم سیاسی شخصیت کے متعلق ایک چوکنا دینے والی خبر حاصل کی تھی۔ اخبار کے ناظرین اس سے بہت خوش ہیں۔ اس دفتر کے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ خلک مزاج لڑکی ہے، کسی سے دوستی نہیں کرتی۔"

"اور کوئی خاص بات؟"

"جنرل صاحب آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔" اس نے جنرل کے دماغ میں پہنچ کر کوڑو روڈوا لائے پھر پوچھا "آپ نے مجھے یاد کیا ہے؟" جنرل نے مسکرا کر پوچھا "تمہارا عشق کیسا چل رہا ہے؟" "میں نہیں جانتا کہ عشق کیا ہوتا ہے، صرف اتنا جانتا ہوں کہ سلطان مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ جب اس کے خلیق انگوڑی میں ملے ہو جائے گی اور آپ لوگوں کو کسی طرح کا کوئی اعتراض نہیں ہوگا تو میں اسے شریک حیات بنا کر ہمیشہ ساتھ رکھوں گا۔"

"یعنی وہ جلدو کر رہی ہے؟"

"شاید اسے جلدو کما جائے ہو گا لیکن آج آپ کی گفتگو میں شوقی کیوں ہے؟ شوقی بھی ایسی جس کے پیچھے طرہ چھا ہوا ہے؟" "میری گفتگو میں یہ قدرتی تھی ہے۔ ہم فوجی طرز کی زندگی گزارنے والے عشق کو نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ تم بھی اپنے عشق سے پورے ملک کو نقصان پہنچانے والے ہو۔" "سلطان ذرا پشیمل کر چہرہ کیا پھر یوں بات کیا ہے؟" "میں نے پہلے ہی کہا تھا، سلطان کے دماغ میں کس کر اس کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ میرے بچے کی کسی حد تک تصدیق ہو رہی ہے۔"

"آپ ذرا وضاحت سے بتائیں۔"

"سلطان کے پچھلے میں تلاشی لینے والوں میں میرا بھی ایک خاص جاسوس موجود ہے۔ اس نے چندہ منٹ پہلے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا، اس کی الماری سے برسوں پہلے کا بوسیدہ سا خطبرہ آ رہا ہوا ہے۔ خط کی تحریر عربی زبان میں ہے۔ جاسوس کو اس بات نے شبہ میں مبتلا کیا کہ ایک ترکی لڑکی جو ترکی اور انگریزی جانتی ہے، اسے عربی زبان میں کس

نے خط لکھا ہے۔ اس شبہ کی وجہ سے اس نے وہ خط ایک ماہر تحریر کو دیا۔ انتہائی جس کے شبہ میں کئی بوڑھے ماہرین ہیں جن کے ذہنوں میں پرانے ریکارڈ موجود ہیں۔ جانتے ہو ایک بوڑھے ماہر نے کیا رپورٹ دی ہے؟"

"آپ سسٹنس میں جھلا کر رہے ہیں۔"

"اس نے رپورٹ دی ہے کہ وہ خط کوئی دس یا بارہ برس پہلے لکھا گیا ہے اور تحریر شیخ الفاراس غلام الہی کی ہے۔" سلطان کے ذہن کو ایک جھکا سا لگا۔ ایک دم سے غصہ پر منڈلانے لگا تھا۔ وہ فوراً ہی رابطہ ختم کر کے سلطان کو خطبرہ سے آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا کرنے سے جنرل کو اس پر شرم ہوتا۔ جنرل نے پوچھا "پھر مٹا کر رہے! خاموش کیوں ہو؟" "آپ نے بہت سی ضرورت چکا دینے والی اطلاع دی ہے۔ میں اپنے پاس بیٹھی ہوئی سلطان کو دیکھ رہا ہوں تو یقین نہیں آ رہا ہے۔"

جنرل نے کہا "مجھے بھی یقین نہیں آ رہا ہے۔ میں نے واشنگٹن بندہ آفس والوں سے کہا ہے کہ شیخ الفاراس کی زندگی میں ہم سے جو خط و کتابت ہوئی رہی ہے، وہ تمام کاغذات نکالے جائیں۔ شاید ان میں عربی زبان کا کوئی خط نکل آئے ہمارے سفارت خانے سے ایک ماتحت اسلامی ملک کو بھی فیکس کے ذریعہ لکھا گیا ہے کہ ان کے پاس شیخ الفاراس کی تحریر ہو تو فوراً یہاں پہنچائی جائے۔ اس سے موازنہ کرنے کے بعد ہی ماہر تحریر کی رپورٹ کی تصدیق ہوگی۔"

سلطان نے جنرل کی باتوں کے دوران اس کے چور خیالات پر غور کیا، اس اسلامی ملک کا نام معلوم کیا جہاں سے مہرور آئے والی تھی۔ وہ اس ملک کے شہرے اچھی طرح واقف تھا۔ اس نے جنرل سے کہا "جب تک رپورٹ کی تصدیق نہیں ہوگی میں سلطان پر نظر رکھوں گا ابھی اسے کس قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے مجھ سے رابطہ کرتے رہو۔"

وہ جنرل کے دماغ سے نکل کر شہر کے پاس پہنچا وہاں فیکس شیخ الفاراس مرحوم کی تحریر کا مطالبہ پہنچایا تھا۔ شہر نے مختلف شعبے کے اخبارات کو حکم دیا تھا۔ سلطان نے شہر کے ذریعے اخبارات تک رسائی حاصل کی۔ وہ ایک ریکارڈ روم میں بیٹھا پرانی فائلیں نکال کر شیخ مرحوم کی کوئی تحریر تلاش کر رہا تھا۔ ایک فائل میں ان کی تحریر نظر آئی۔ سلطان نے اخبارات کے دماغ کو اپنے کنٹرول میں لیا۔ اس نے ایک کاغذ پر وہی تحریر عربی زبان میں لکھوائی۔ نیچے شیخ مرحوم کے دستخط کرائے پھر فائل بند کر کے اسے الماری میں رکھوا دیا۔ وہ تحریر ایک خاص درباری ملازم کے ذریعے شہر تک پہنچادی پھر اخبارات نے دماغ آزاد چھوڑ دیا۔ وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا "میں ابھی کیا کرنا چاہتا

تھا؟ میں نے شہر کے پاس غلط تحریر بھیجی ہے۔" سلطان نے اس کی سوچ میں کہا "شہر کو کیا امریکی حکام کو نیچے معلوم ہو گا کہ وہ شیخ مرحوم کی تحریر نہیں ہے۔ میرے پاس سے جو رپورٹ جاتے گی وہی حتمہہ ہوگی۔ اگر میں شہر کے سامنے غلط رپورٹ کا اعتراف کروں گا تو میری مردن ازادی جائے گی۔"

اس نے فائل ہو کر سوچا "میں اپنی زبان بند رکھوں گا لیکن میں نے ایسا کیوں کیا؟ کیا میرے دماغ میں کوئی ٹیلی بیٹری جاتے والا آیا تھا؟"

اس نے سوچ کے ذریعے آواز دی "میرے اندر کوئی ہے تو مجھے بتائے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟" اس نے دو چار بار پوچھا پھر کوئی جواب نہ ملنے پر خاموش ہو گیا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ کبھی کیا سکتا ہے۔ اس کے اندر کوئی ٹیلی بیٹری جاتے والا آیا ہو یا نہ ہو، وہ ایک غلط تحریر کے ذریعے شہر کو دھوکا دے چکا تھا اور یہ اچھی طرح سمجھا تھا کہ بچ بولے پر خردماغ شہر کی ٹیلی بیٹری کو حلیم نہیں کرے گا اس کی گردن اڑانے کا حکم صادر کر دے گا۔ سلطان اس کی طرف سے مطمئن ہو کر واشنگٹن کے ایک افسر کے پاس پہنچا اس کے ذریعے ریکارڈ روم میں آیا۔ پتا چلا وہ شیخ مرحوم کا کوئی خط عربی زبان میں نہیں ہے۔۔۔۔

جب وہاں سے بھی اطمینان ہو گیا تو اس نے سلطان سے کہا "تم نے بہت بڑی مہارت کی ہے۔"

"اتنی دیر بعد تمہیں خیال خواتی سے فرصت ملی ہے؟" "تمہاری ایک مہارت پر پردہ ڈالنے میں اتنی دیر لگ گئی۔" "مجھے بار بار احمق کہہ رہے ہو، بات کیا ہے؟" "تم نے اپنے والد مرحوم کا خط الماری میں کیوں رکھا تھا؟" "وہ میرا بیٹا ہے، میرے لیا کا خط، وہ الماری میں کیوں رکھا تھا؟" "اس مطلب ہے تم الماری میں خط رکھ کر بھول گئے۔" "ایسی ہی بھول انسان کو بہت بڑا نقصان پہنچاتی ہے۔"

وہ تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح عربی زبان کا ایک خط ماہرین کی تحریر تک پہنچا۔ ان کی رپورٹ نے بتایا کہ وہ شیخ مرحوم کی تحریر ہے۔ یہ رپورٹ جنرل کے پاس آئی پھر ایک شہر اور واشنگٹن کے ایوانوں تک پہنچی۔ سلطان نے کتنی تیزی سے اس رپورٹ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب انتہائی جس دماغ والے چوبیس گھنٹے سلطان کی عمرانی کریں گے اور اسے امریکا سے باہر جانے نہیں دیں گے۔

سلطان نے سن کر پشیم لگی، سلطان نے پوچھا "میں نے کوئی لطفین سنا ہے؟" "یہ بات نہیں ہے، میں یہ سوچ کر خوش ہو رہی ہوں کہ

تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ مجھے خطرہ ہے وہ چلے ہوئے دیکھ کر برقی رفتار سے حرکت میں آئے، چہرہ راستہ بند کر دیا جہاں سے مجھ پر شبہ کی تصدیق ہو سکتی تھی۔ اتنی محنت کرنے سے پہلے تم نے مجھے بھی کچھ نہیں بتایا۔" "تمہیں بتانے میں وقت ضائع ہو گیا۔"

"ضائع نہیں تھا۔" "میرے دماغ کو بوجھ رہا ہے۔"

اس نے چونک کر پوچھا "کیا کہہ رہی ہو؟" "کیا تم مجھے اتنا ایمان دیتے ہو کہ بلا جہاں کا خط ہو یا تو اسے الماری میں چھوڑ آئی۔ جبکہ جاتی تھی کہ پورے پچھلے کی تلاشی لی جائے والی تھی۔"

سلطان نے ایک لمبی سانس کھینچ کر چھوڑ دئے ہوئے کہا۔ "میں سمجھ گیا، ٹیلی نے تمہیں خط لکھا ہو گا۔" "تم اتنے سمجھ دار نہیں ہو۔ پتا نہیں کس نے تمہیں پھر مٹا دیا ہے۔"

"اب میں یہ تو نہیں سوچوں گا کہ عرب میں تمہارا کوئی عاشق رہتا ہے جو عربی زبان میں خط لکھتا ہے۔"

وہ ہنسی ہوئی بولی "وہ خط میں نے خود لکھا ہے اور نیچے ٹیلی کا نام لکھ دیا ہے۔"

"تم تلاشی لینے والوں کو دھوکا دینا چاہتی تھیں؟"

"ہاں، خط میں ٹیلی کی طرف سے لکھا ہے، میری پیاری سہیلی! یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم کسی مسز مارے سے محبت کرتی ہو، وہ بھی تمہیں دل و جان سے چاہتا ہے اور جلد ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ اس خوشی کے موقع پر تمہیں ایک نصیحت کرنی ہوں۔ عورت کو اپنے شوہر کے رنگ میں رنگ جانا چاہئے۔ تمہیں شادی کے بعد ارض ترکی کو بھول کر اپنے شوہر کے ملک اور قوم سے محبت کرنی چاہئے اور اسی ملک کی وفاداری بن کر رہنا چاہئے۔ اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرنے کے لئے تمہیں اپنا مذہب چھوڑ کر اس کا مذہب قبول کر لینا چاہئے۔ اسی طرح آپہں کے تمام اختلافات ختم ہو جائے ہیں۔ میاں پوری خوشحال زندگی گزارتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔" سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا "تم نے خوب چال چلی ہے، ہمارے جنرل اور اعلیٰ حکام کو زبردست کھن لگائے۔ تم پر سے شبہ اٹھ جائے گا۔ چلو جلدی سے یہ باتیں قبول کر لو،" "توبہ، خدا نہ کرے کہ میں اپنے اللہ اور رسول سے پھر جاؤں۔ اس سے پہلے مر جانا پسند کروں گی۔"

"اور جو تم لوگوں نے مجھے یہ باتیں بنا رکھا ہے؟" "تم تو قتلی کے پیچھے ہو، کبھی کوٹھک کہ ہماری طرف آتے ہو کبھی جنرل کی گود میں چلے جاتے ہو۔"

"میں ایسا ہوں تو مجھ سے محبت کیوں کرتی ہو؟"

59

”مجھے کمانے میں بیگانہ پسند ہیں۔“
 وہ ہنسنے لگا۔ ”میں ابھی جزل کے پاس سے آتا ہوں۔“
 ”سسر سونیا کے پاس بھی جاؤ۔ انہیں ہماری ضرورت
 ہو سکتی ہے۔“

”انہیں کبھی ہماری ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمیں ہی ان
 کی ضرورت پڑنی رہتی ہے۔ ویسے ٹیلی کال سے برابر رابطہ
 دیتا ہے۔“

”تم بھی رابطہ کرو گے تو کیا فرق پڑ جائے گا؟“

”تم بھی تو جانتی ہو؟“
 دیکھتے نہیں میں کار چلا رہی ہوں، جلدی کا شوق ہے تو
 پتو، خیال خواتی شروع کروں۔“

”اچھا، سسر کے پاس بھی جاؤں۔ ابھی سے یہ حال
 ہے شادی کے بعد تو ہر معاملے میں بچے جھاڑ کر پیچھے پڑ جایا کرو
 گی۔“

”ابھی شادی نہیں ہوئی ہے، ابھی طرح سوچ لو۔“
 ”جب سوچ کر محبت نہیں کی تو شادی کے لئے کیا سوچتا۔“
 ”کود پڑا آتش نمود میں عشق۔“

”اس نے خیال خواتی کی پرواز کی۔ جزل کے دماغ میں بھیج
 کر کوڈورڈز ادا کرے پھر کما“ وہ علی خط ہمیں گہرا کر رہا ہے۔ ابھی

میں نے سلطان سے باتوں ہی باتوں میں پوچھا کہ وہ کتنی زبانیں
 جانتی ہے۔ اس نے بتایا ”ترکی“ ”انگریزی“ اور فرانسیسی۔ لبنان میں
 اس کی ایک سہیلی رہتی ہے جس کا نام لیلیٰ ہے، اس کی محبت

میں اس نے تھوڑی سی علی کی ہے۔ وہ علی زبان سمجھ لیتی ہے
 پڑھ لیتی ہے۔ اس کی سہیلی نے اس زبان میں ایک خط بھی
 لکھا ہے جو اس کی الماری میں رکھا ہے۔“

جزل نے پوچھا ”اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ شیخ مرحوم کا
 خط نہیں ہے؟“

”اس کی تصدیق ماہرین کر سکتے ہیں میں نے تو سلطان کا
 بیان سنایا ہے۔“

”واشٹن سے اطلاع ملی ہے کہ ان کے ریکارڈ میں کوئی
 عربی خط نہیں ہے۔“

”آپ نے کسی اسلامی ملک کے شاہ سے مطالبہ کیا تھا۔“
 ”ہاں دیہاں سے بھی رپورٹ ملنے والی ہے۔“

ابھی وقت جزل کے دماغ سے ٹک ٹک ٹک کی آوازیں
 تین بار ابھریں، اس نے کہا ”سیرماٹرارے رے! تم ابھی جاؤ
 آدھے بجے بعد رابطہ قائم کرو۔“

سلطان دماغ سے نکل آیا، سلطان سے بولا ”ابھی میں نے
 جزل کے دماغ میں ٹک ٹک ٹک کی آواز کا اشارہ دیا ہے۔ جزل
 نے اسے سنتے ہی دماغ سے جانے کے لئے کہہ دیا۔ اس کا
 مطلب ہے، ٹیلی جیٹھی کے ذریعے کوئی دوسرا بھی اس سے

پہنچ کر رہا ہے۔ اس کا کوئی خاص جاسوس ہے۔“
 ”تم اس کے دماغ میں پپ چاپ جاؤ۔“
 ”وہ ہو گا کا ماہر ہے۔“

”یہ تو میں جانتی ہوں، اگر کوئی دوسرا دماغ میں ہو گا تو جزل
 تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔“

”اگر کوئی دوسرا نہ۔“
 ”دوسرا نہیں۔“
 ”میرا وہ اشارہ کیا تھا؟ تم خطہ مول
 سلطان نے۔“

”میں لے کر خیال خواتی کی پرواز کی۔ جزل
 کے دماغ میں۔“ وہاں کوئی بول رہا تھا جس کے جواب میں
 جزل نے شیخ سے پوچھا ”تم نے رپورٹ دینے میں اتنی دیر
 کیوں کی؟“

”وہ بولا ”سر! میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ نے مجھے دیر سے
 شاہ کی آواز سنائی تھی۔ شاہ کے ذریعے ریکارڈ بنایا، تک پہنچنے
 میں کچھ وقت لگ گیا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے سے پتا چلا

کہ اس نے شیخ مرحوم کا اصل خط نہیں بھیجا ہے۔ اپنے ہاتھ
 سے نقل کرنے کے بعد شاہ کو دیا اور ایسا اس نے کسی مقصد
 کے بغیر بے اختیار کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کسی نے ٹیلی
 جیٹھی کے ذریعے اسے اپنا معمول بتایا تھا۔“

”تم شیخ الفاراس کا خط فوراً روانہ کرو۔“
 ”میں نے اخبار کے دماغ پر قبضہ تھا کہ شیخ الفاراس کے
 اصل خط کے ساتھ اسے شاہ کے سامنے پہنچا کر اس سے جرم کا
 اعتراف کرایا ہے۔ شاہ نے اس کی موت کا حکم سن کر اصلی خط

میں روانہ کر دیا ہے۔“
 ”جزل نے کہا ”عجب ہے۔ سونیا کے خیال خواتی کرنے
 والے کتنی جلدی ہمارے خفیہ معاملات تک پہنچ جاتے ہیں

مارش! تم بھی خیال خواتی کرتے ہو۔ مگر تم میں اتنی چالاکی نہیں
 ہے۔ دشمنوں سے بھی کچھ سیکھا کرو۔“

”سر! میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ
 سونیا کی ایک ہی ضرورت چالاکی کا سیلاب ہو رہی ہے۔ اس نے
 ہمارے آپ کے قریب کوئی ایسا جاسوس رکھا ہے جو ہمارا ایہا

کر ہمارے اندرونی راز معلوم کرتا ہے اور انہیں سونیا تک
 پہنچاتا ہے۔ یا ان کے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں نے ہمارے کسی
 اہم آدمی کے دماغ پر قبضہ کر رکھا ہے۔“

”تمہاری دوسری بات درست لگتی ہے۔ کوئی دشمن ٹیلی
 جیٹھی جاننے والا ہمارے کسی اہم آدمی کے ذریعے معلومات
 حاصل کرتا ہے اسی لئے اتنی جلدی وہ شاہ اور اخبار کے پاس

پہنچ گیا تھا۔“
 ”سر! اب آپ تجزیہ کریں، سلطان کی الماری سے
 والے خط کا علم لیجئے لوگوں کو تھا؟“

”میرا وہ خاص جاسوس جو الماری سے خط لے کر آیا ہے۔“

دوسرا میں ہوں تیسرا سیرماٹرارے رے اور چوتھے تم ہو۔ کسی
 دوسرے کو اس کا علم نہیں ہے۔“

”جناب! گستاخی معاف کریں تو میں عرض کروں۔ ہم
 چاروں میں سے کوئی تیار ہے یا اپنی لاعلمی میں دشمن کا آلہ کار
 بن چکا ہے۔“

”تم نے تشویش میں جھٹکا کر دیا ہے۔ فکر کے مارے میرا
 دم ٹھٹھ رہا ہے۔ کوئی غدار ہمارے اتنے قریب ہے تو اس کا
 مطلب یہ ہو گا کہ وہ دوسرے اہم راز بھی جانتا ہے۔ اسے یہ

بھی معلوم ہو گا کہ ہم نے اسے تمام ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو
 مکمل چھپایا ہے اور ان تمام ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو کسی وقت
 بھی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔“

”جی ہاں جناب! ہم زبردست تفصیلات سے دوچار
 ہونے والے ہیں، ہمیں فوراً ہی کچھ کرنا ہو گا۔“

”یہ بہت بولو کہ کچھ کرنا ہو گا۔ یہ بتاؤ کہ کیا کرنا ہو گا؟“
 ”سر! لیجئے سوچنے کا موقع دیں، اس سلسلے میں سیرماٹراری
 ذہانت کام آئے گی۔“

”اس کی ذہانت خاک ہو رہی ہے۔ عشق نے اسے نکما
 کر دیا ہے۔ اگر سلطان دشمن ثابت ہوئی تو سابق سیرماٹراری
 طرح اس سیرماٹرارے رے کو بھی گولی مار دوں گا۔“

”جناب! اپنی الجھل سسرارے ارے کی کوئی غلطی ظاہر
 نہیں ہوئی ہے، آپ اس سے بات کر کے دیکھیں۔“
 ”اگر وہی غدار ہوا تو؟“

”ابھی تو آپ مجھ پر بھی شبہ کر سکتے ہیں۔ آپ خود پر بھی
 شبہ کریں کوئی دشمن آپ کی لاعلمی میں آپ کے دماغ پر قبضہ
 کر سکتا ہے۔“

”نو ٹھٹ اپ! میں فولادی دماغ رکھتا ہوں، کوئی میری
 اجازت کے بغیر میرے اندر نہیں آسکتا۔“

”کیا آپ پچھلے دنوں بیمار نہیں ہوئے تھے؟ چند گھنٹوں
 کے لئے، سبھی آپ کا دماغ ذرا سا بھی کمزور نہیں ہوا تھا؟ کیا
 دشمن آپ کے دماغ میں نہیں آئے تھے؟“

”تم مجھے خیال قائم کر رہے ہو۔“
 ”آپ بھی سیرماٹرارے ارے کے خلاف صرف خیال
 قائم کر رہے ہیں۔ ابھی تک اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں

ملتا ہے۔ سوئی نوے سر! میں اپنے ملک کو کسی بھی تباہی سے
 بچانے کے لئے آپ پر بھی شبہ کر سکتا ہوں۔“

”وہ قائل ہو گیا مگر افسرانہ شان سے بولا ”اچھا! اچھا! زیادہ نہ
 بولو، میں ابھی سسرارے رے سے اس سلسلے میں بات کروں گا“

سلطان اس کے دماغ میں واپس آگیا۔ سلطان کو سننے
 خطرے کے متعلق بتانے لگا۔ پھر اس نے کہا ”میں سوچ بھی
 نہیں سکتا تھا کہ جزل میری لاعلمی میں مارش رسل سے کام

لے رہا ہو گا۔“
 سلطان نے پوچھا ”یہ وہی مارش رسل ہے نا جو جزل
 گرائف کے دماغ میں چھپا رہتا تھا اور اسے پارس کے خلاف
 بھڑکانا رہتا تھا؟“

”ہاں یہ وہی مارش رسل ہے۔“
 ”شاہ کے پاس سے بلا جانی کا اصل خط آئے گا تو کوئی فرق
 نہیں پڑے گا۔ کیونکہ میری تحریر بلا جانی سے مختلف ہے۔“

”یہ تو ٹھیک ہے مگر دوسرا پلوڈ کیونکہ میرا اس اخبار
 کے دماغ میں جانا غلط ہوا۔ اس سے جزل کو یقین ہو گیا کہ ایک
 دشمن خیال خواتی کرنے والا اس کے بہت قریب ہے۔“

”تم بہت جلد باز ہو۔ مجھ سے اس خط کا ذکر نہیں کیا، پہلے
 اخبار کے پاس چلے گئے۔ میں نے پہلی بار جنہیں ایسی غلطی
 کرتے دیکھا ہے۔“

”جزل ٹھیک کہتا ہے کہ عشق نے مجھے نکما کر دیا ہے۔
 میں تمہارے تحفظ کے لئے آدھرو ڈھڑا تھا۔“

”اب تم دوسری غلطی کر رہے ہو۔“
 ”وہ کیا؟“

”کتنی دیر سے کہہ رہی ہوں کہ سسر سونیا کے پاس جاؤ۔
 حالات بتا رہے ہیں کہ ہم کسی بہت بڑی مصیبت میں گرفتار
 ہونے والے ہیں۔“

”میں ابھی جاتا ہوں۔“
 ”وہ جانے کا، جب میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے اشارہ
 موصول ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر اسے آپریٹ کیا۔

پھر کوڈورڈز ادا کر کے پوچھا ”کیا بات ہے؟“
 دوسری طرف سے کہا ”آپ جزل صاحب سے رابطہ
 کریں۔“

اس نے ٹرانسمیٹر کو آف کرتے ہوئے کہا ”ایسی
 مصروفیات ہیں کہ سسر کے پاس جانے کا موقع نہیں مل
 رہا ہے۔ تم کسی اسٹیک بار کے سامنے کارروک کر کلائی بیٹے کے

بہانے سسر کے پاس جاؤ۔ میں جزل کے پاس جا رہا ہوں۔“
 وہ جزل کے پاس گیا۔ جزل نے اسے بتایا کہ شاہ کے ریکارڈ
 روم میں جو اخبار ہے اس کے دماغ میں کوئی دشمن خیال

خواتی کرنے والا کیا تھا۔ اس نے شیخ الفاراس کے خط کے بارے
 میں بھی دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔ اس کے باوجود اصل
 خط میرے پاس پہنچنے والا ہے۔ سوال پیدا ہوا ہے، دشمن کو اتنی

جلدی کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے فلاں ملک کے شاہ سے شیخ
 الفاراس کی تحریر مانگی ہے؟“

سلطان نے کہا ”یہ سوال تشویش پیدا کرتا ہے کہ کوئی
 دشمن ہمارے بہت قریب یا ہمارے اندر رہتا ہے۔“

”کیا تم نے سلطان کو کسی شاہ کے متعلق بتایا تھا؟“

"میں بھلا کس شیلہ کا ذکر کر سکتا ہوں۔ آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ کس ملک کے شیلہ سے شیخ الفارس کا کوئی خط طلب کیا گیا ہے۔"

جزل نے قائل ہو کر کہا "ہاں میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا۔ مگر تمہارا خیال ہے ہمارے درمیان کوئی غدار ہے؟"

"میں صرف غدار کو تلاش نہیں کرتا ہے۔ سو نیا کسی کمزوری کو یا اس کے کسی ساتھی کو اپنی گرفت میں رکھنا ہے تاکہ وہ کبھی ہمیں بتائی دے کہ لڑنے تو ہم اس کی کمزوریوں کو سامنے لا کر اپنا بچاؤ کر سکیں۔"

"ایک دو شخصیں ہم کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن تمام ذرائع استعمال کرنے کے باوجود ہم سو نیا پانی اور ملی تیور کو قیدی نہ بنا سکے۔"

"کب تک بٹائی ہوگی۔ آخر ہمارے حصے میں بھی کامیابی آئے گی۔"

"کامیابی کا انتظار کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ تم ابھی سلطان کے دماغ کو کمزور بناؤ اور اس کے چور خیالات دھمو۔ مجھے یقین ہے ہمارے اندر چھپا ہوا غدار ظاہر ہو جائے گا۔"

"آپ سلطان پر کیوں شبہ کر رہے ہیں؟"

"کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی الماری سے برآمد ہونے والے خط کا موازنہ شیخ الفارس کی تحریر سے کیا جائے والا تھا۔ دشمن نے اس سے پہلے ہی انچارج کے دماغ میں جا کر اسے گمراہ کیا۔ یعنی دشمن نہیں چاہتے تھے کہ سلطان کی الماری سے پائے جانے والے خط کا موازنہ شیخ الفارس کی تحریر سے کیا جائے۔ جب وہ ایسا نہیں چاہتے تو پھر یقینی بات ہے کہ وہ سلطان سے گمراہ تعلق رکھتے ہیں۔"

"ہاں اس پہلو سے اس پر شبہ ہو سکتا ہے۔"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں، عشق نے تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دی ہے، تمہیں پہرہ باز کے عہدے سے چھٹی کر لینی چاہئے۔ بہر حال ابھی دس منٹ کے اندر رپورٹ دو کہ سلطان کے دماغ سے کیا کچھ معلوم ہوا ہے۔ اس کا وہاں کمزور کرتے ہی مجھے اطلاع دینا۔ اس کے بعد اس کے چور خیالات پڑھتے رہنا۔ جاؤ صرف دس منٹ میں آؤ۔"

"یہ وقت کافی نہیں ہے۔ سلطان نے ایک اسٹیک بار کے سامنے گاڑی روک دی ہے بلکہ ناشائستہ کرنے اور کل پیسے کے بعد آتے پڑے۔ میں راستے میں اسے ٹیپ نہیں کر سکتا گا۔"

"تم فضول ہی باتیں کر رہے ہو۔ اسے کو گھر جا کر کافی پیسے گے۔"

"اس نے میڈوچ کھانا شروع کر دیا۔ کیا میں اس کا کھانا پیہب کر جہاز اسے چنگے میں لے جاؤں۔"

"تم نہ لے جاؤ۔ میں ابھی اپنے ذرائع سے اس کا وہاں کمزور بنائوں گا۔"

سلطان نے دفاعی طور پر حاضر ہو کر کہا "واقعی مصیبت آ رہی ہے۔ جزل کی ضد ہے کہ تمہارے دماغ کو کمزور بنا کر تمہارے چور خیالات پڑھے جائیں۔ ایسے وقت مارش رسل بھی تمہارے اندر پہنچنا چاہے گا۔ ہم جزل کو کسی طرح دھوکا نہیں دے سکیں گے۔"

"وہ مجھے کس طرح کمزور بنانے کو کہہ رہا ہے؟"

"کہہ رہا تھا، اپنے ذرائع استعمال کرے گا۔ اس کا مطلب ہے اس کے آدمی ابھی تم پر حملہ کریں گے۔ تمہیں دشمنی کیا جا سکتا ہے یا کسی دوا کے ذریعے کسی اعلیٰ کمزور میں جتا کیا جا سکتا ہے۔ فہرو میں دیکھا ہوں کہ اس سلسلے میں میرے ماتحت کیا کر رہے ہیں؟"

سلطان کے ماتحت بھی جزل کے حکم تھے۔ اسی کے حکم سے سلطان کا قاتل کر رہے تھے۔ خاص ماتحت کے دماغ میں پہنچنے سے معلوم ہوا اسے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہدایت دی جا رہی ہیں کہ سلطان کو جلد سے جلد کسی طرح ٹیپ کیا جائے اور اس کے دماغ کو کمزور بنایا جائے۔ سلطان نے سلطان سے کہا "وہ ابھی آرہے ہیں۔ اسی کار میں تمہیں گمراہ لیں گے اور ایک انجنین لگائیں گے۔ انہیں یقین ہے کہ میں مداخلت نہیں کروں گا۔"

وہ بولی "ٹھیک ہے میری بے کسی کا تشاؤ دیکھتے رہنا۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ کوئی تمہیں ہاتھ لگائے اور میں خاموش رہوں گا میں ایک ایک کو گولی بارودوں کا سپر بائزر کے عہدے پر اعلیٰ بھیج دوں گا۔ میرے جیتے ہی کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

"تمہاری باتیں سن کر میں اپنی قسمت پر تازہ کر رہی ہوں۔"

واقعی مجھے دل وجان سے چاہتے ہو لیکن تم پر ستور سپر بائزر دے گئے میری حمایت میں کچھ نہیں کرو گے۔ دشمنوں کو آنے دو۔ میرے دماغ کو کمزور ہونے دو۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ کیا دماغ جل گیا ہے؟"

"نہیں، میں ابھی سسز سے مشورہ لینے لگی تھی۔ انہوں نے کہا ہے مجھے دفاعی کمزوری میں جتا ہو کر دشمنوں کی حسرت پوری کرنی چاہئے۔"

سلطان حیرانی سے اور سوالیہ نظروں سے اپنی محبوبہ کو دیکھنے لگا پھر اس نے سوچا "سو نیا بھی جلتی ہے اپنی چال چلتی ہے لیکن نتیجہ خاطر خواہ نکلتا ہے۔ یقیناً اس الٹی چال سے جزل کی کھوپڑی اٹنے والی تھی۔"

○☆☆○

میں اسکو رے کے ایک رستوران میں بیٹھ رہا تھا۔

میں سستی رہ ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک میں خیال خواتین میں مداف رہا تھا۔ الیا کے اندر وہ کراسے اور پاس کو لبنان کی سرحد پر کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ دونوں تیلی کال میں سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گئے تو میں دفاعی طور پر حاضر ہو گیا۔

میں باہر کی پبلک مقام پر خیال خواتین کرتے وقت محتاط رہتا ہوں۔ آس پاس ہلکی سی آہٹ ہوتی ہے تو چونک جاتا ہوں۔ لیکن اس بار الیا نے میرے بیٹے کو ہار پریشان کیا تھا۔ اس نے دشمنی بھی کرتی تھی۔ اس نے میں خیال خواتین میں زہا ہوا تھا۔ اتنا محو ہو گیا تھا کہ اپنے قریب کسی کو محسوس نہیں کر سکا۔ جب دفاعی طور پر رستوران کے کینین میں دھڑ بھڑاؤ ایک حسین دو شیڑہ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ مجھے دیکھ کر مکراری تھی۔

میں نے ایک گہری سانس لی، تقدیر نے میرے کونے میں عورتوں کی حاضری زیادہ رکھی تھی۔ میں نے دونوں کانوں کو پکڑے ہوئے کہا "لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور شیطان سے پناہ مانگتے ہیں۔ میں عورتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ غلط بندے کے پاس اپنی بولی نہ!"

وہ مکرار بولی "میرا پیشہ ہی غلط لوگوں کے پاس جاتا ہے۔ میں بالکل صحیح جاگہ کے پاس آئی ہوں۔"

"سوری، میں نے غلط کہا تھا کہ غلط بندہ ہوں۔ مجھے شریف آدمی سمجھ کر معاف کر دو اور یہاں سے جاؤ۔"

"تم ڈیڑھ گھنٹے سے سر جھکا کر کیا سوچ رہے تھے؟"

"نہیں نے حیرانی سے پوچھا "تم یہاں ڈیڑھ گھنٹے سے بیٹھی ہو؟"

"ہاں میں نے رستوران کے منیجر کو ٹائم نوٹ کر لیا تھا۔ میرے ڈیڑھ گھنٹے کی فیس ایک سو دس ڈالر ہو چکی ہے اور جتنی دیر چاہو تمہارے پاس رہوں گی۔"

"اے کیا زبردستی ہے، میں نے تمہیں بلایا نہیں تھا۔"

"تو کب جب آئی تھی اسی وقت انتظار کر دیتے۔"

"مجھے تو پتا بھی نہ چلا کہ تم کب آئی تھیں؟"

"یہ میری غلطی نہیں ہے۔ منیجر کو کہہ کہ تم نے ڈیڑھ گھنٹے سے مجھے انتظار رکھا ہے اور اب پانچ منٹ اور گزر گئے ہیں۔"

میں نے جلدی سے دو سو ڈالر نکال کر اس کے آگے رکھ دیے "پتہ چھوڑو۔"

"وہ نوٹ اٹھا کر پرس میں رکھنا چاہتی تھی میں نے دماغ پر قبضہ کیا کہ اس کے ہاتھ سے نوٹ لے کر اپنی جیب میں رکھے پھر اس کے دماغ کو دھکیل دیتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پرس کی زپ لگائی اسے سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ ابھی اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ اٹھ کر اس شان سے نکلی جیسے ایک انڈی

گاگ سے کچھ کھوئے بغیر دو سو ڈالر جیت کر جا رہی ہو۔

میں نے رستوران کا پل اور آگیا پھر ان پورٹ کی طرف چل پڑا۔ پاس الیا کے ساتھ پہلے اسٹینل پھر میریں جانا چاہتا تھا۔ میں بھی اسٹینل جا رہا تھا۔ امید تھی وہاں بیٹے سے ملاقات ہو جائے گی۔ میں نے ان پورٹ پہنچ کر بڑے کھڑک کھڑک حاصل کیا پرواز کا وقت ہو چلا تھا۔ میں طیارے میں گیا۔ جیت پر بیٹھے ہی لگتی نے دماغ میں آکر کو روز دوا کے۔ میں نے کہا "آؤ چلی! کیا میں صرف کام کے وقت یاد آتا ہوں؟"

"نہیں وہ بات یہ ہے کہ..."

وہ باتوں کے دوران شرابی تھی، ایک ایک کر رہی تھی۔ بہت اچھا لگتا تھا۔ شاید اس نے مجھے لگتی تھی کہ میرے پاس آکر چھوٹی سی ہو جاتی تھی۔ اسے میں سمجھ کر شرابی تھی۔ اس نے کہا "بات یہ ہے کہ آجکل سسز سو نیا کے پاس بہت مصروف رہتی ہوں۔ ابھی آپ سے بہت کام ہے۔ سلطانہ خطرات میں گہری ہوئی ہے۔ اس کے دماغ کو کمزور بنایا گیا ہے۔ مارش رسل اس کے خیالات پڑھتے والا ہے۔ آپ فوراً آئیں۔ میں بھی اس کے دماغ میں موجود رہوں گی۔"

میں سیٹ ٹیٹ ہاتھ کر سلطانہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ میری اور ملی کی سوچ کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ سلطانہ اسے اسٹینرنگ سے ہٹا کر خود بیٹھ گیا۔ اب کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہہ رہا تھا "مجھے افسوس ہے سلطانہ! انہوں نے میرے سامنے تمہیں جہاز انجنین لگایا۔ میں اعتراض نہ کر سکا۔ وہ لوگ میرے ماتحت تھے اور ایسا کرنے پر مجبور تھے کیونکہ تم مجھے اپنے دماغ میں نہ آنے دیتی تھیں۔"

وہ غصہ سے بولی "تم محبت سے دشمنی کر رہے ہو اور جب دشمنی شروع ہو جائے تو محبت نہیں رہتی۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں اعلیٰ حکام کے اطمینان کے لئے تمہارے چور خیالات پڑھنا چاہتا ہوں۔"

"یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں تو تمہارے ملک کی وقار ہوں۔ جب تم سے محبت ہے تو کیا تمہارے ملک اور تمہاری قوم سے محبت نہیں ہوگی۔"

"جب تم جی بول رہی ہو، تمہارے دل میں کوئی کھوت نہیں ہے تو مجھے خیالات پڑھ لینے دو۔"

"تم اپنے اعلیٰ حکام سے کہہ دو کہ میرے خیالات پڑھ چکے ہو۔ میں جی اور وقار ہوں۔"

"تم مجھے محبت اور فریب دکھا رہی ہو۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ دراصل عورت اپنے مرد کے لئے خوبصورت اور کٹے میٹھے سے جذبے کو چھپا کر رکھتی ہے۔ اسے اپنے مرد پر ہی ظاہر نہیں کرتی۔ میں سبکی تم سے کچھ براہ

رکھنا چاہتی ہوں۔ پردہ نہ ہو تو عورت کی آدمی کشش ختم ہو جاتی ہے۔“

”میں تمہاری یہ بات حلیم کرتا ہوں۔ مگر اپنے فرض سے مجبور ہوں۔ یہ لو تمہارا بگلا آگیا۔ یہاں میں تمہارے خیالات پڑھوں گا۔“

میں نے احاطے میں داخل ہو کر گاڑی روکی۔ باہر آیا۔ دوسری طرف کاروازہ کھول اسے سارا دیا۔ وہ بولی ”بت کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ میں اپنے بندہ روم تک کیسے جاؤں گی؟“

جواب میں سلمان نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا۔ وہ بولی ”نہیں نہیں، یہ کیا کرتے ہو، مجھے نیچے اتارو۔“

”تم نے کہا تھا چل نہیں سکو گی۔“

”میں نے اٹھانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ مجھے شرم آ رہی ہے۔ پلیز اتار دو۔“

وہ اسے اٹھائے ہوئے بندہ روم میں آیا پھر بستر پر لٹا دیا۔ اس کے بعد بولا ”آنکھیں بند کر کے آرام سے لیٹی رہو۔ کوئی بات نہ کرنا۔“

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ سلمان اس کے دماغ میں آگیا۔ ویسے اس کا دماغ کمزور پڑتے ہی مارٹن رسل پہنچ چکا تھا اور چپکے چپکے اہم معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے لیٹی اس کے چور خیالات کو منتقل کر چکی تھی اور بہن کے لہجے میں کمزوری سے بول رہی تھی۔ مارٹن رسل سوال کر رہا تھا وہ جیسے بے اختیار جواب دے رہی تھی۔

”میرا نام سلطان شیخ ہے۔ باپ کا نام شیخ غلام علی ہے۔ میرا باپ مسلمان اور ماں یہودی تھی۔ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے بڑی لگن سے علم نجوم حاصل کیا۔ قیافہ شناس بھی ہوں۔ اس علم کی مدد سے میں اخبارات کے لئے بڑی کامیاب رپورٹنگ کرتی ہوں۔“

مارٹن نے پوچھا ”تمہارے دماغ میں کون آتا ہے؟“ وہ بولی ”پہلی بار مسٹر ارے رے آئے تھے۔ میں اپنے اندر بے چینی محسوس کرنے لگی تھی۔ جب میں نے بے اختیار سانس روکی تو مجھے سکون مل گیا۔ مسٹر ارے رے نے بتایا کہ وہ میرے دماغ میں آئے۔ میں نے سانس روک کر انہیں باہر کر دیا تب میری سمجھ میں آیا کہ اپنے اندر بے چینی محسوس ہو تو سانس روک لیتا چاہئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے محبوب کو دماغ میں آنے نہیں دیا۔“

”کوئی دوسرا آتا ہے؟“

کہ یوں میرے اندر چپ چاپ آنے کی کوشش نہ کیا کرو سوچ کر شرم آتی ہے کہ وہ بار بار مجھے جذباتوں کو پڑھ رہا ہے۔ ”تمہاری الماری سے ایک خط برآمد ہوا ہے“ اسے علی زبان میں کس نے لکھا ہے؟“

”میری ایک سہیلی لکھ لکھا ہے۔“

”وہ تحریر شیخ الفارس سے ملتی جلتی ہے۔“

”یہ شیخ الفارس کون صاحب ہیں؟“

”تم انجان بن رہی ہو۔ حقیقت چھپا رہی۔“

”میں تو تمہارے بس ہوں، ہزار کوشش کروں تب تو کچھ نہیں چھپا سکوں گی۔“

”کسی نے ریکارڈ روم کے انٹرنل کو ٹیلی بیٹھی۔ ذریعے ٹریپ کیا تھا۔ اسے شیخ الفارس کا اصل خط ہمارے پتھانے سے روکا تھا۔ کوئی یہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارے

سے ہمیں جو خط ملا، ہم اس کا موازنہ شیخ الفارس کے خط سے کریں۔ ایسی حرکتوں سے بچ چلتا ہے کہ کوئی ٹیلی بیٹھی جلا والا تمہارے دماغ میں آتا ہے اور تم اسے محسوس نہیں کرتا۔“

”میرا دماغ حساس ہے۔ یقین نہ ہو تو مسٹر ارے سے معلوم کر لو۔“

”میں مانتا ہوں تم بہت حساس ہو۔ لیکن کسی تمہاری لاعلمی میں تم پر تنویہ عمل کیا ہے۔ تمہارے دماغ اپنی مخصوص سوچ کی لہروں کے لیے بے حس بنا دیا۔“

”کیا ایسا ممکن ہے؟ کسی نے مجھ پر تنویہ عمل کیا تو خبر نہ ہوئی۔“

”تنویہ عمل کے دوران اپنے معمول کو حکم دیا جا۔ وہ اس عمل کو بھول جائے تو وہ تنویہ ختم سے بیدار ہوئے بعد اپنے عاقل کو بھول جاتا ہے۔“

”تم جو کہہ رہے ہو میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔“

”جان جاؤ گی۔ میں ابھی تم پر عمل کروں گا“ اس نے بعد تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔“

وہ پریشان ہو کر بولی ”نہیں میں ایسا عمل نہیں کر گی۔ کسی عورت کے دماغ میں چوری چھپے آنا شرافت ہے۔“

سلمان نے کہا ”مسٹر! تم جہل کے خاص آدمی ہو نے اس حد تک تمہیں خیالات پڑھنے کا موقع دیا ہے اور جتنا پڑھنا چاہو پڑھ لو۔ جہل کو رپورٹ دو۔ یہ دھم ہے۔ مجھے دل دجان سے چاہتی ہے۔ میں یہ نہیں چاہو

میری ہونے والی شریک حیات کے دماغ میں تم چپ آتے جاتے رہو۔“

مارٹن رسل نے کہا ”سپر مسٹر ارے رے! میں عزت کرتا ہوں مگر جہل کے حکم سے مجبور ہوں۔“

عزت کرتا ہوں مگر جہل کے حکم سے مجبور ہوں۔“

صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

”جزل کے پاس آؤ تم ان سے بات کریں گے۔“
وہ دونوں جزل کے پاس آئے۔ اس نے سلمان کا
اعتراض سن کر کہا ”پر ہمارے رہے! فرض کے ساتھ
جسماری جبت کی اہمیت نہیں ہے۔ اگر تمہیں اعتراض ہے کہ
تمہاری ہونے والی بیوی کے دماغ میں مارن نہ جائے تو تم اسے
بیوی نہ بناؤ۔“

سلمان نے کہا ”میں ٹیلی بیسی جانتا ہوں۔ میں اس پر
تخریبی عمل کر کے اس کے اندر رہا کروں گا۔ وہ میری بیوی ہوگی
پھر میں اسے نہیں بتاؤں گا کہ میں چپ چاپ اس کے خیالات
پر دستا ہوں اور آپ کو بتانا ہوں۔“

”بے شک تم ایسا کر سکتے ہو۔ لیکن یہ کام میں مارن سے
لیا جاتا ہوں۔ تم میرے طریق کار پر اعتراض نہیں کر سکتے۔“
”میں اپنے ذاتی معاملات پر اعتراض کر سکتا ہوں اور
سلطان کا تعلق میری ذات سے ہے۔ مارن اس کے چور
خیالات چھ چکا ہے۔ وہ معصوم ہے، کسی سازش میں ٹوٹ
نہیں ہے۔“

”لیکن وہ انہیں ہے۔ کوئی اس کی لاعلمی میں اس کے
اندہ رہتا ہے اور جسماری بائیں سترہا ہے۔ جیسا کہ آج اس
نے الماری سے لئے والے خط کے بارے میں سن لیا اور فوراً
اپنے طور پر حماقت کر بیٹھا۔ اس کی حماقت نے عید کھول دیا۔“

”اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ انجیل میں آؤ کارن گئی ہے
تب بھی وہ بے تصور ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ابھی اس سے
دور ہو جاؤں گا بلکہ اسے استیصال جانے کا حکم دوں گا۔ پر ہمارے
کے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد اس سے شدید

کروں گا۔ لیکن یہ نہیں چاہوں گا کہ میری ہونے والی شریک
حیات کے دماغ میں کوئی ٹیلی بیسی جانے والا موجود رہے۔“
”اور وہ دشمن جو چپ چاپ موجود رہتا ہے اسے کیسے
ٹھاکے؟“

”میں اسے ڈھونڈ نکالنے کی پوری کوشش کروں گا۔“
”جب ڈھونڈ نکالے گا تب مارن بھی اس کے اندر سے
نکل جائے گا“ ابھی بحث میں وقت ضائع نہ کرو۔ مارن! میں
تمہیں حکم دیتا ہوں کہ سلطان پر تخریبی عمل کرو۔“

سلمان پریشان ہو کر سونیا کے پاس آیا اسے تمام روادارنا کر
بولتا ”جزل مجھ سے بد خن ہو گیا ہے۔ میں ایک کھانا پہلے مارن
کی موجودگی میں چپ چاپ اس کے اندر گیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا
سلطان دشمن کی آؤ کار ثابت ہوئی تو سابقہ سپر مارٹر کی طرح
مجھے بھی گولی مار دی جائے گی۔“

سونیا نے کہا ”مارن سے خیال خوانی کے ذریعے کام لینے

کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم پر حملہ نہیں کرتا۔ جہاں مجبوراً ساٹھ
جائے وہاں نہیں رہتا چاہئے۔ لیکن سے کو مارن کے تخریبی
عمل کو چپ چاپ ناگاہ بنائے، تم اوارے میں جا کر جناب علی
اسد اللہ حمزوی سے مشورہ کرو۔ برائن وولف کو بھی تمام
حالات بتاؤ پھر جواب کا فیصلہ ہو اس پر عمل کرو اور مجھے فیصلے
سے آگاہ کرو۔“

اس نے لیٹی سے کہا کہ وہ مارن کے عمل کو ناگاہ بنائی
رہے۔ وہ ابھی برائن وولف اور حمزوی صاحب سے مشورہ
کر کے آئے گا۔ لیٹی نے کہا ”تم جناب علی اسد اللہ حمزوی کے
پاس جاؤ۔ میں وولف کو حالات بتا دوں گی۔“

سلمان میرے پاس آتا چاہتا تھا۔ لیٹی اس کا راستہ بدل کر
میرے پاس آئی، مجھے ضروری باتیں بتانے کے بعد پوچھا ”اب
کیا ہو گا؟ میں مارن کو تخریبی عمل سے روک سکتی ہوں۔ لیکن
بعد میں عید کھل جائے گا کہ عمل ناگاہ رہا ہے۔ نیویارک میں
سلطان اور سلمان کے لئے خطرات بڑھ جائیں گے اور وہ اس
ملک سے باہر نہیں جاسکیں گے۔“

میں نے کہا ”بس اتنی سی بات سے پریشان ہو گئی ہو۔“
”تم اسے معمولی سی بات کہہ رہے ہو؟ کیا فخر نہیں ہے تم
”فخر ضرور ہے۔۔۔ سلطان کے پاس چلو میں تمہیں بتاتا
ہوں کہ خطرات کو کھلوانا کر کس طرح کھلیا جاتا ہے۔“

”ہم سلطان کے پاس آئے۔ مارن وکیل وہاں موجود تھا۔
سلطان سے کہہ رہا تھا ”تخریبی عمل کے لئے خوشی سے راضی
ہو جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں گمری نیند سلا کر تمہارے خوابیدہ دماغ
پر عمل کروں گا۔“

وہ پریشان ہو کر سلمان کو آواز دے رہی تھی ”مشرارے
رہے! تم کہیں ہو؟ تمہاری محبت مجھے نقصان پہنچا رہی ہے۔“
مارن نے کہا ”ہمارا سپر مارٹر بھی مجبور ہے۔ میں اس کی
بست عزت کرتا ہوں۔ لیکن جزل کا حکم ماننا لازمی ہے۔“

میں نے سلمان کے لیے کہا ”مارن! مجھے خوشی ہے
کہ تم میری مدد کرتے ہو۔ اگر تم مجھ پر مجبور ہو سکتے تو تم ایک تدبیر
پر عمل کر کے سلطان کے اندر چھپے ہوئے دشمن کو بے نقاب
کر سکتے ہیں۔“

”مجھے آپ پر مجبور ہے لیکن جزل۔۔۔۔“
میں نے بات کاٹ کر کہا ”جزل کے حکم پر ضرور عمل کرو
مگر یہ بھی تو سوچو، اگر کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا سلطان
کے اندر چھپا رہتا ہے تو۔۔۔“

میں بولتے بولتے رک گیا۔ اُس نے پوچھا ”کیا بات ہے؟
چپ کیوں ہو گئے؟“
میں نے کہا ”میں آگے کچھ کہوں گا تو وہ دشمن خیال خوانی

کرنے والا بھی بنے گا۔“

”ہاں۔ وہ ضرور بنے گا۔“

”نصیب! میں ابھی آتا ہوں۔“

میں دانی طور پر حاضر ہوا پھر مارن کے دماغ کی طرف
چلا گیا لگائی۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ میں نے جلدی سے کہا۔
”میں ہوں پر ہمارے رہے۔ ہمارے درمیان کوڈر روز مقرر
نہیں ہیں۔ اگر میں سلطان کے دماغ میں رہ کر تم سے کتنا کہ
تمہارے دماغ میں آ رہا ہوں تو وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا
بھی چپ چاپ تمہارے اندر آ جاتا۔“

وہ قائل ہو کر بولا ”یہ آپ نے دانشمندی سے کام لیا ہے۔
آپ کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے؟“
”میں کہہ رہا تھا اگر دشمن سلطان کے اندر موجود ہے تو وہ
تمہارے تخریبی عمل کو ناگاہ بنا دے گا۔“

”ہاں“ یہ بات میرے ذہن میں ہے لیکن جزل نہیں
مانے گا۔ وہ تو یہی کہہ گا کہ میرے عمل کی ناکامی سے بھی دشمن
کی موجودگی ظاہر ہو جائے گی۔ یہ ثابت ہو جائے گا کہ سلطان
اس کی آؤ کار ہے۔“

میں نے دیکھا کہ وہ روانی میں بول رہا ہے اور مجھے اس کے
اندہ ابھی طرح جم جانے کا موقع ملا ہے تو میں نے اچانک ہی
دماغ کو زبردست ہچکا پہنچایا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔
وہ ایک کمری پر بیٹھا ہوا تھا۔ کمری سمیت پیچھے کی طرف الٹ
گیا۔ اس کا سر بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا
چھا گیا تھا۔ وہ فرش پر پڑا کر رہا تھا۔ جب اندھیرا چھٹنے لگا
تکلیف دہاں تک کہ کوئی تو اس نے کراچے ہوئے کہا ”سپر! تم
ایک عورت کی خاطر اپنے خیال خوانی کرنے والے سے دشمنی
کر رہے ہو۔“

”لو کہ مجھے“ میں تمہارا سپر مارٹر نہیں ہوں۔ تم وہی
مارن ہو جو جہرل گرانٹ کے اندر چھپا رہتا تھا اور اس انسانی
مدولت کے ذریعے پاس کو نقصان پہنچاتا چاہتا تھا۔ اب میں
تمہارے اندر رہا کروں گا اور تمہیں خبر نہیں ہو کر کے گی۔“
وہ چیخ کر بولا ”تم ایسا نہیں کر سکتے۔“

میں نے دوسری بار ہچکا پہنچایا۔ وہ فرش پر پھیلی کی طرح
تڑپنے لگا۔ اب اس میں چیخنے کی بھی توانائی نہیں رہی تھی۔ وہ
دم توڑنے والے مریض کی طرح بڑی کمزوری سے کراہ رہا تھا۔
میں نے لیٹی کے پاس آ کر کہا ”چلو“ میں تمہیں مارن کے دماغ
میں آنے کی دعوت دے رہا ہوں۔“

وہ حیرت سے بولی ”مارن کے دماغ میں“ کیلئے سانس نہیں
روکے گا۔“
”تم آؤ تو سہی۔“

وہ حیرت سے بولی ”مارن کے دماغ میں“ کیلئے سانس نہیں
روکے گا۔“
”تم آؤ تو سہی۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی مارن کے دماغ میں آئی۔
میں بھی آیا۔ اس نے کہا ”یہ تو مردے کی طرح پڑا ہوا ہے۔ تم
نے اس کے اندر کیسے جگہ پائی؟“

”میں نے پچھلی بار کہا تھا کہ تمہارے کسی کام آکر مجھے
خوشی ہوگی۔ دراصل تمہارے کام آنے کی گھن اور جڑ بے
نے مجھے اس کے اندر پہنچایا۔“

”تم باتیں خوب بناتے ہو۔“
”پہلے کام۔“ انہوں نے جواب دیا کہ ”کام ہو جائے تو
اسے باتیں بنانا نہیں ہوتے۔ یہ درست ہے کہ براہ راست تمہارا
کوئی کام نہیں کیا ہے۔ تمہاری بہن کو دشمن کے تخریبی عمل
سے بچایا ہے۔ مجھے بتاؤ تمہارے کس کام آسکتا ہوں؟“

وہ ہنسی ہوئی بولی ”تم نے میری بہن کو بچا کر میری کام کیا
ہے۔۔۔ یہ بتاؤ اس ذبح ہونے والے بکرے کا کیا ہو گا؟ کیا اب
جزل سے مکمل دشمنی ہوگی، سلمان سپر مارٹر نہیں رہے گا؟“

”ضرور رہے گا“ اسے سپر مارٹر کے عہدے پر قائم رکھنے
کے لئے میں نے مارن کو شکار کیا ہے۔ تم اس پر تخریبی عمل کرو
یہ تمہاری مرضی کے مطابق جزل کو رپورٹ دے گا کہ
سلطان کسی کی آؤ کار نہیں ہے اور وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو
محسوس نہیں کرے گا۔“

”واقعی اب تو تم بڑے قانعے اٹھا سکتے ہیں۔“
”تو پھر ڈھانڈھنا فائدہ عمل شروع کرو۔ میں سونیا اور سلمان
کے پاس جا رہا ہوں۔“

میں سونیا کے پاس آیا وہاں سلمان کہہ رہا تھا ”مجموعہ
حمزوی صاحب نے فرمایا ہے کہ جزل بے دریغ نقصان اٹھاتا
جا رہا ہے۔ وہ سلطان پر شبہ کر رہا ہے گا پھر ٹیلی بیسی جانے
والے سپر مارٹر کی لاعلمی میں مارن سے کام لینے کا مطلب
صاف ظاہر ہے کہ مجھ پر بے اعتدال اٹھ گیا ہے۔ ان حالات میں
مجھے اور سلطان کو یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنا چاہئے۔“

میں نے کہا ”میں موجود ہوں“ سلمان کا راستہ صاف کر چکا
ہوں۔ مارن ہماری سطحی میں آگیا ہے وہ ہماری مرضی کے
مطابق جزل کو رپورٹ دے گا۔“

میں نے نصیلات بتائیں۔ سلمان نے خوش ہو کر کہا۔
”مشر وولف! تم نے کمال کر دیا۔ بازی بالکل ہی پلٹ دی۔“
میں نے ”ہاں“ مگر بے چاری سلطان۔ ایک افسوسناک خیر
ہے۔“

سلمان نے گھبرا کر پوچھا ”کیا ہوا؟“
میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا ”وہ اپنے سپر مارٹر پڑی ہے
جسیں پکار رہی ہے۔“
سونیا ہنسنے لگی۔ وہ جھینپ کر بولا ”میں جا رہا ہوں۔“

وہ چلا گیا، سونائے کہا "بے چارے کو سب ہی چھیڑتے ہیں۔"

"تم جزیرے میں کیا کر رہی ہو؟"

"اب تک تین خیال خواتین کرنے والے جوانوں کو نرپ کر چکی ہوں۔"

"کس طرح نرپ کر رہی ہو؟"

"ایک انگوٹھی کے ذریعے۔ ٹیلی بیٹھی جانے والے جوان جزیرے کی سر کے لئے اور صبح دوڑ لگانے کے لئے جھانپنے سے باہر آتے ہیں۔ میں نے اب تک موقع پا کر تین جوانوں سے مصافحہ کیا ہے اور انگوٹھی کی خفیہ سوئی سے اعصابی کمزوری کی دوا انجیکشن کی ہے۔ ایسے وقت ٹیلی میرے پاس رہتی ہے۔ شکار ہونے والے جوانوں کو فوراً سمجھالیتی ہے۔ پھر ان پر توخوی عمل کر کے اپنا معمول اور توجہ حاصل کرتی ہے۔"

"اس وقت جھانپنے میں شکار کھیلنے کے لئے اور کتنے جوان رہ گئے ہیں؟"

"آٹھ بدو رہ گئے ہیں۔"

"ذرا جلدی کرو۔ یہ آٹھ بھی قابو میں آجائیں تو زبردست کامیابی ہوگی۔ اگرچہ میں نے سلمان کے سر سے خطرہ ہٹا دیا ہے۔ مگر جزل بہت ٹھکی ہے۔ اب سلمان اور سلطانہ کے پیچھے چارہ رہے گا۔ سلمان پر بے انتہائی کے باعث ٹیلی بیٹھی جاننے والے جوانوں کو جزیرے سے نکال کر ایسی جگہ پہنچا دے گا جس کا علم سلمان کو نہیں ہوگا۔ ہمیں بھی ان کی خبر نہیں ملے گی۔"

"میں سوچ رہی ہوں سلطانہ اور سلمان کو موقع پا کر میں سے چلے جانا چاہئے۔ ان ٹیلی بیٹھی جاننے والے جوانوں کی فکر نہ کرو۔ ان کے درمیان ٹیلی کے تین آلات کار ہیں۔ آج شام تک اور اضافہ ہو جائے گا۔ انہیں جہاں بھی منتقل کیا جائے گا میں خبر نہر ہو جائے گی۔"

"میں تم سے شفق ہوں، سلمان کے لئے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔ وہ ایک بار پھر کیا ہو سکتا ہے اگلی بار ہماری تدبیر کام نہ آئے۔"

"دونوں کو ایک ساتھ یہاں سے غائب ہونا چاہئے۔ ورنہ ایک رہ جائے گا تو جزل سارا غصہ اس پر اتار دے گا۔ ان کے لئے کچھ کرو۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا، طیارے کی پرواز جاری تھی۔ میں آنکھیں بند کئے سیٹ کی پشت سے نیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے آنکھیں کھولنے کے لئے دیکھ کر اڑھو سوس میرے پاس سے گزرتے ہوئے رک گئی۔ مسکرا کر بولی "دو گھنٹے سے سو رہے ہو۔ کیا رات جاگتے رہے تھے؟"

میں نے چونک کر کہا "تم نے خوب یاد دلایا۔ میں پچھلی

تمام رات جاگتا رہا تھا۔ مصروفیات کے باعث سو نہ سکا۔ اب ذرا نیند پوری کرنے کے لئے سو رہا ہوں، ڈسٹرپ نہ کرنا۔"

میں آنکھیں بند کر کے اڑھو سوس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی "کیا یہ باکل ہے؟ کتا ہے پچھلی رات سے جاگ رہا ہے۔ اگر جاگ رہا ہے تو دو گھنٹے سے آنکھیں بند کئے کیا کر رہا تھا؟"

وہ مجھ پر ہنک گئی دھبی آواز میں بولی "میں ڈسٹرپ نہیں کروں گی۔ اتنا بتا دو، کیا آنکھیں بند کر کے جاگتے رہے ہو؟"

"ہاں، آنکھیں کھولنے سے تم آتے ہی گزر جاتی ہو۔"

میں نے بند آنکھوں میں ہمارا حسین سراپا دیکھ کر لیا ہے۔ اب تم نہیں نہیں جاسکو گی۔"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ مجھے پچھلی رات ساحلی کانچ میں تین گھنٹے تک سونے کا موقع ملا تھا۔ اب بھی ذرا فرصت تھی، ٹیلی مارن پر توخوی عمل کر رہی ہوگی۔ وہ توخوی نیند پوری کرنے کے بعد جزل کے پاس رپورٹ دینے جانے گا۔ میں نے اڑھو سوس کی سوچ سے مطمئن کیا، وہ طیارہ تین گھنٹے بعد استنبول پہنچے گا۔ میں نے دماغ کو دو گھنٹے تک سونے کی ہدایت کی پھر گری نیند میں ڈوٹا چلا گیا۔

اگر میں مصروف رہتا چاہوں تو سونے کا موقع کبھی نہیں ملے گا۔ ابھی مجھے علی اور سونائے ٹائی کے پاس جانا تھا۔ ہتر ہوا ان کی خیریت معلوم کرنے کے بعد سو تا لگین وہاں جا کر ان کے ساتھ کچھ نئے مرحلوں سے گزارنا پڑتا۔ یہی حال پارس کا ہوگا۔ الپا بھی اس کے لئے کبھی درود سرین جاتی تھی اور کبھی حجت سے قربان ہونے لگتی تھی۔ وہ پارس کے دلالی میں اسرائیلی جزل سے رابطہ کرتی ہوگی اور اسے اپنے حالات بتاتی ہوگی۔ اس طرح یودی تنظیم کے لوگ پارس کو کیس بھی گھیر سکتے تھے۔ یہ ایسی گھریں اور اندھے تھے کہ ایک باپ کو نیند نہیں آ سکتی تھی۔ لیکن اولاد بیٹھ ٹیلی بیٹھی کاسارالینے سے انکار کرتی آتی تھی۔ کبھی بہت زیادہ مجبوری ہو تو الگ بات ہے، وہ خود مجھے بکار لیا کرتے تھے جیسا کہ پچھلی بار پارس نے لبنان کی سرحد پار کرنے کے لئے مجھے بلایا تھا۔ دراصل میرے دونوں بیٹے مجھے زیادہ سے زیادہ آرام کرنے کا موقع دیتے تھے۔

دو گھنٹے بعد میری نیند پوری ہو گئی۔ مسافروں کے سامنے رات کا کھانا لایا جا رہا تھا۔ میں بیٹھ بیٹھ کھول کر ٹوائٹ کی طرف جانے لگا۔ اسی اڑھو سوس نے مسکرا کر مجھے دیکھا۔ پھر قریب آنے پر کہا "شکر ہے، کھانے کے وقت آنکھ کھل گئی۔ کیا کھانے کے بعد بھی سونے کا ارادہ ہے؟"

"کیا تم سونے دو گی؟"

"ہاں ضرور۔"

"مگر میں تو ہمارے سونے کی جگہ نہیں ہے۔"

اس نے ایک دم جھنجپ کر مجھے دیکھا۔ میں پلٹ کر ٹوائٹ میں چلا گیا۔ وہ مجھے سے سوچ رہی تھی "یہ پکا بدعاش ہے۔"

عجیب بات ہے کہ غصے سے سوچنے کے باوجود اندر سے ٹھنڈی محسوس کر رہی تھی۔ عورتوں کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ وہ بعض بد معاشوں پر غصہ دکھاتی ہیں مگر اندر سے افسوس کی طمانیت محسوس کرتی ہیں۔ یہ بات اس لئے یقینی ہے کہ میں ایسی عورتوں کے اندر پہنچ کر انہیں سمجھتا ہوں۔ یہ جو خردوں کی بد معاشیاں بڑھتی جا رہی ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ یہاں اوپر سے منہ پکا کر اونہر کھتی ہیں اور اندر سے ہلے۔۔۔

میں واپس آکر بیٹھ کر بیٹھ گیا اور وہ میرے لئے کھانے کی زبے لائی جبکہ یہ اس کی ڈیوٹی نہیں تھی۔ دوسری تین اڑھو سوس سے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ میں نے اس کی سوچ پر "پتا چلا اس نے اپنی ساتھی لڑکیوں سے کہا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کھانا مجھے دے گی اور کھانے کے بعد کافی میں ایسی دوامائے گی کہ میں ٹوائٹ میں جا کر نکل نہیں سکوں گا۔ اٹھنا چاہوں گا تو پھر بیٹھ جاؤں گا۔ وہ اپنے کسی عزیز کی فرمائش پر دو اسکندریہ سے استنبول لے جا رہی تھی اور اب مجھ پر آزمائشی تھی۔"

جب اس نے کافی تیار کی تو میں نے اسے غائب دماغ بنا کر وہ کافی پلائی۔ آخری گھونٹ کے بعد دماغ کو ذمیل دی تو گھبراہٹ میں پانی ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس کی ساتھی نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "وہ... وہ میں نے ایک غلط دو اکھلائی ہے۔"

وہ دوڑتی ہوئی ٹوائٹ میں گئی۔ دروازے کو بند کر کے منہ میں انگلیاں ڈال کر کرنے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ میں نے اس کی کوشش کو ناکام بنایا۔ جب اس کی انگلیاں منہ کے اندر داخل تک پہنچی تھیں تو میں دماغ کو بے حس بنادیتا تھا جس کے باعث ابکائی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ پریشان ہو کر باہر آئی، اسٹینورڈ سے بولی "مجھے طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

"اسٹینورڈ نے کہا" مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ تم نے کوئی غلط دو اکھلائی ہے۔ وہ کسی قسم کی دوا تھی؟"

"موجودہ کے لئے تھی۔ میں نے بہت زیادہ خوراک لی ہے۔ میری حالت خراب ہو جائے گی۔ میں طیارے کے ٹوائٹ سے باہر نہیں نکل سکوں گی۔"

"تمہیں زیادہ مقدار میں ایسی دوا کھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم سوالات ہی کرتے رہو گے یا میرے کام بھی آؤ گے۔"

"ہمارے فرسٹ ایڈیکس میں ایسی دوا موجود نہیں ہے جس کے ذریعے ہمیں تے کرانی چل سکے۔ شاید مسافروں میں کوئی ڈاکٹر ہوگا۔"

انہوں نے اٹاؤنس کیا کہ ایک اڑھو سوس اچانک بیمار ہو گیا ہے۔ طیارے میں کوئی ڈاکٹر ہو تو وہ اسٹینورڈ کے کمرے میں آجائے۔ میں نے بیٹھ کی پشت سے نیک لگا کر آنکھیں بند کیں پھر سلمان کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا۔

"مارن ایک گھنٹے کی توخوی نیند پوری کرنے کے بعد جزل کے پاس گیا تھا۔ اسے رپورٹ دی تھی کہ سلطانہ پر توخوی عمل ہو چکا ہے۔ اس نے معمول بن کر کبھی وہی بیان دیا ہے جو پہلے اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا تھا۔ جزل نے مارن کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر دو چار منٹ کے بعد سلطانہ کے دماغ میں جاندار ہے۔ اگر کوئی عامل چھپا ہو گا تو اسکی آواز ضرور سنائی دے گی۔"

میں نے پوچھا "کیا جزل کے دماغ میں اتنی ہی بات نہیں آتی کہ کوئی عامل چھپا ہوا تو مارن توخوی عمل نہ کر پائے؟"

"وہ سمجھتا نہیں چاہتا۔ مسلسل ٹاکسوں نے اسے چڑھا دیا ہے۔ بہتر ہے، ہم محترم حمزہ صاحب اور سسر کے مشوروں کے مطابق اس ملک سے چلے جائیں۔"

"یہاں سے جانے کے لئے پہلے جزل کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہوگا۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ وہ بہت محتاط رہتا ہے۔ اس کے باڈی گارڈز ہیں۔ دونوں یوگا کے ماہر ہیں۔"

"اس کی قبلی کے ہمبستر کتنے ہیں؟"

"وہ تنہا رہتا ہے۔"

"کوئی ملازم تو ضرور ہوگا؟"

"ایک بارونجی ہے جو جزل کے سامنے نہیں آتا کھانے تیار کرنے کے بعد پچھلے دروازے سے باہر چلا جاتا ہے۔"

"کوئی ٹیلی ڈاکٹر ہے؟"

"ہاں، ایک فونی ڈاکٹر ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔"

"کیا وہ بھی یوگا کا ماہر ہے؟"

"نہیں۔ میں نے ایک بار اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا تھا کہ جزل کو کوئی بیماری ہے۔ پتا چلا کہ بے خوابی کا مرض ہے۔ اسے کام کی زیادتی کے باعث نیند نہیں آتی۔"

میں نے پوچھا "پھر کیا مشکل ہے۔ وہ نیند کی دوا کھا کر سوتا ہوگا۔"

"یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ ہر رات دوا استعمال کرتا ہے یا نہیں؟"

"یہ بات ڈاکٹر سے معلوم ہو سکتی ہے۔"

"ہاں اب یہ مرحلہ آسان دکھائی دے رہا ہے۔ دراصل

پہلے کسی میں نے جہل کے دماغ میں جگہ بنانے کے حوصلے
 سوچا نہیں تھا۔ اس کی ضرورت نہیں تھی۔
 "اب ضرورت ہے۔ ابھی ڈاکٹر کے پاس چلو۔"
 اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں اس کے ساتھ ڈاکٹر
 کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ چڑھ کر معلوم ہوا کہ جہل دو
 کے بغیر سوچی نہیں سکتا۔ نیند لانے کے لئے اسے ابھی خاصی
 خوراک لٹکنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں نے سلمان سے کہا۔
 "اب یہ تمہارا کام ہے۔ رات کے ایک یا دو بجے اس کے خوابیدہ
 دماغ میں جاؤ اور اس مفہور کھوپڑی کو اپنے جھٹھے میں لے لو۔
 میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ عیارہ دماغ نے براہ راست
 مسافر اپنا پتلا سلمان اشارہ ہے۔ میرے پاس کوئی سلمان نہیں
 تھا۔ میں عیارہ کی بیڑی کی طرف آیا۔ اوپر ٹوائلٹ تھا۔
 میں نے دیکھا وہ از ہوش آس از ہوش کو سارا دے کر
 ٹوائلٹ میں لاری تھیں جس نے جلاب کی کٹانی لی تھی۔ اوپر
 ایک گھٹنے میں اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ ٹوائلٹ آتے
 جاتے بڑھ چلا ہو گئی تھی۔ اس وقت بھی وہ ٹوائلٹ سے نکل
 کر آئی۔ چند قدم چلنے کے بعد اپنی سامی لڑکیوں سے بولی۔
 "میں مریاں کی گھٹنے پھر ٹوائلٹ میں لے چلو۔"
 میں نے اس کی سوچ میں کہا "میں یہ کیوں بھول گئی تھی
 کہ تودو مردوں کے لئے کڑا کھوتا ہے وہ وہاں اس میں گرے گا۔"
 وہ ٹوائلٹ کے اندر گئی میں دماغ سے باہر نکلا۔ ایگریٹ
 کلاؤٹر سے گزر کر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گیا۔ یہ معلوم کرنا تھا
 کہ پارس کہاں ہے؟ وہ بھی استنبول پہنچ گیا ہے یا نہیں۔
 میں اپنا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی دماغی توانائی بھل
 ہو گئی تھی۔ میرے سوا کسی کو بھی دماغ میں محسوس کرتے ہی
 سانس روک لیتی تھی۔ پارس اس کے ساتھ استنبول پہنچ گیا تھا
 دونوں ایک ہو گئے تھے۔ ابھی وہ تھابڑ پر لیٹی خیال خوانی
 میں مصروف تھی۔ اسرائیلی جہل سے کہہ رہی تھی "ہم ہو گئے
 پرل اسرائیل میں ہیں۔ پارس کہیں باہر گیا ہو۔ اس شہر میں
 ہماری یہودی تنظیم کا جو سربراہ ہے مجھے اس کی آواز سنائیں یا
 اس کا فون نمبر بتائیں۔"
 جہل نے اپنے ماتحت کو حکم دیا "فورا استنبول کے یہودی
 سربراہ کا کلائٹک نمبر اور پتا معلوم کر کے بتاؤ۔"
 پھر اس نے اپنا سے پوچھا "کیا تم سمجھ لیں کہ ڈی پارس
 باقی ہو گیا ہے؟"
 "نہیں وہ وہاں ہے۔ ملک اور قوم کے لئے جان دے
 سکتا ہے۔ دراصل مجھ سے اختلاف ہے۔ وہ کہتا ہے 'میں
 اسرائیل میں رہ کر اس پر حکومت کرتی ہوں اور محبت کرنے
 والی عورت کی حکومت وہ برداشت نہیں کر سکتا۔"

"تم نے اسے اپنی ختانی میں ایک مقام دے کر رہ
 چھو لیا ہے۔ اس علاقے سے کوئی محبت جیسی محتاج میں جلا
 نہ رہے۔ اپنے فرائض کو اہمیت دے۔"
 "وہ کہتا ہے کہ اسرائیل کے کسی بھی ملک میں وہ کفر انض
 لو کر سکتا ہے۔ وہ سیدھی طرح جھوٹ میں نہیں آئے گا۔ وہی
 صورتیں ہیں۔ ہمارے آدمی اسے افواہ کر کے اسرائیل
 پہنچائیں یا کسی طرح اس کا دماغ کمزور بنادیں پھر میں اسے
 جیٹھی کی چنگی میں پکڑ کر لے آؤں گی۔"
 جہل نے اسے کلائٹک نمبر اور پتلا بتاتے ہوئے کہا "تم
 آدھے گھٹنے بعد ہماری تنظیم کے سربراہ سے باتیں کرو۔ پہلے
 میں ٹرانسٹو کے ذریعے اسے تمہاری اہمیت بتاؤں گا کہ وہ
 تمہارے تمام احکامات پر فوراً عمل کرتا رہے گا۔"
 وہ رابطہ ختم کر کے دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پارس کے
 حوصلے سوچنے لگی کہ وہ کہاں گیا ہوگا؟ وہ چاہتی تھی اس کا کام
 اس کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے۔ ہر معاملے میں اس کی
 رضامندی حاصل کیا کرے۔ پارس اس کے ہر حکم سناتی تھی۔
 باتیں منوانے والا خدی "سرکش تھا۔ وہ اسرائیل میں کمانڈر
 کا درجہ رکھتی تھی اور پارس نے اس ملک کو طمانہ بنانے
 اور صاف کر کے چکا تھا کہ اسے ٹھیک چکا ہے۔"
 اس سے زیادہ بے عزتی اور کیا ہو سکتی تھی۔ وہ غصے میں
 پہنچ و تب کھاتی تھی اور اپنے آپ کو کوئی تھی کہ کیوں اس
 مرتبہ ہے۔ اسے ہزاروں ٹل سکتے ہیں "اس کے غلام ہیں کہ
 سکتے ہیں مگر دل اسی ایک غنڈل کے لئے چلتا تھا۔ اس کا خیال
 تھا کہ اسے پھر ایک بار اسرائیل تک پہنچا کر وہ لگام دے سکے
 اس پر حکومت کر سکے گی۔
 کسی حساس آدمی کے دماغ میں پہنچنے کا ایک ہی طریقہ
 ہے کہ اسے کمزور بنایا جائے۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ یہودی
 تنظیم والوں سے اصرار کمزوری کی دو اسٹوٹا کی اور کھانا
 پینے کی کسی چیز میں پارس کو دے گی۔ اس کی شامت آگئی
 اس کا بھی اثر ہو گئے اس کی طرح انجام ہونے والا تھا۔
 میں ازپورٹ سے اسی ہو گئی میں آیا۔ کلاؤٹر پر معلوم
 جس منزل پر اپنا پور پارس تھے اوپر کوئی کڑا خیال نہیں تھا۔
 کلاؤٹر گرل کو ان کے سامنے والے کمرے میں فون کرنے
 مجبور کیا۔ اس کمرے کے مسافر نے ریسیور اٹھا کر بات کی۔
 اس کے دماغ میں پہنچ کر بولا "مجھے یہ کراپینڈ نہیں ہے
 مجھے کسی دوسرے طور پر ایسا کراؤ جہل سے سونست
 نظر آتا ہے۔"
 کلاؤٹر گرل نے پوچھا "آپ تیری منزل پسند کریں
 اس نے رضامندی ظاہر کی۔ کلاؤٹر گرل نے ریسیور

کمرے سے کہا "آپ لگی ہیں 'سلاوی طور پر کراہی خالی
 ہو رہے۔ پلیز یہ کارڈ مل کریں گے؟"
 کوئی میں منت بعد میں اپنا پور پارس کے سامنے والے
 کمرے میں پہنچا۔ پھر میں نے بیٹے کے پاس آکر کوڈرڈز آدا
 دے۔ وہ اپنا لباس اور ضروری سامان خرید کر واپس آ رہا تھا۔
 ایک جیٹھی کی کچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا "مجھے
 تیلہ سامنے والا کراہی نہیں لیتا چاہئے تھا۔ کیونکہ اپنا ساتھ
 ہے مگر وہ تمہارے خلاف سازشیں کر رہی ہے۔ ابھی یہودی
 تنظیم کے سربراہ سے رابطہ کر کے کہ وہ لوگ تم پر حملہ کریں
 گے یا وہ تمہیں اصرار کمزوری کی دو ادھو کے سے کھائے گی۔
 ابھی تو تم ہو سار ہیں۔ اس کی چالوں کو سمجھ رہے ہیں لیکن
 ابھی ہو سکتا ہے کہ ہماری غفلت میں وہ بھی کامیاب بھی
 ہو جائے۔"
 "ہی ملی 'سلاپ سے دوستی نہیں ہو سکتی۔ مجھے اس سے
 دور ہو جانا چاہئے۔ اس کا دماغ آپ کی مٹھی میں آ گیا ہے۔ آپ
 بے مومر تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اپنا کسی تیرے ٹیلی
 جیٹھی جاننے والے کو ٹیپ کر کے کہ تو آپ اپنا کے ذریعے
 اس تیرے کو بھی ٹیپ کر لیں گے۔"
 "بے شک تمہیں اس سے دور رہنا چاہئے۔ لیکن اسے
 اپنا اصل چہرہ بھی دکھانا چاہئے۔"
 "میں ہو گئی میں آ رہا ہوں۔"
 میں اپنا کے پاس آ گیا۔ وہ یہودی تنظیم کے سربراہ سے
 باتیں کر رہی تھی۔ اسے حکم دے رہی تھی کہ ایک چھوٹا عیارہ
 بیٹہ تیار کرے۔ وہ کہہ رہا تھا "آپ کے ہر حکم کی ابھی قیل
 ہوگی۔ ہو گئی کے کچن کا انچارج میرا دوست ہے۔ آپ صبح
 ناشتے کے بعد چائے نہ پیئیں۔ میرا آدمی چائے میں اصرار
 کمزوری کی دو اٹھائے گا جسے صرف پارس پیے گا۔"
 "ٹھیک ہے 'میں تم سے صبح رابطہ کروں گی۔"
 وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ دو روزے پر دستک ہو رہی
 تھی۔ اس نے اٹھ کر دو روزہ کھولا۔ پارس سامنے کڑا ہوا تھا۔ وہ
 کوڈرڈز کر رہی "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی 'اپنی شاپنگ کے لئے
 چلے گئے۔ کیا میری کوئی ضرورت نہیں ہے؟ کیا مجھے کوئی لباس
 نہیں بدلاتا ہے؟"
 "تم اپنی ضرورت خود سمجھو۔ اس نے کمرے میں آکر
 سامان دکھا۔ پھر ایک مونس پر بیٹھ کر میز پر دونوں پاؤں
 بچھا دیے۔
 "ہی ملی 'اسرائیل سے لٹکے ہی گئے مرد ہیں مگر وہ
 "تمہیں وہاں بھی مرو تھا 'تمہارے تمام اپنی حکام کو اور جہل
 کو کھانا تھا۔ تمہاری جیٹھی ٹیلی جیٹھی جاننے والی عورت کا غور
 ہے۔"

توڑا رہا۔
 "تمہاری ان باتوں کا مطلب کیا ہے؟"
 "تمہیں مسلمانوں سے نفرت ہے۔ اگر مسلمان پارس
 آجائے تو اسے ٹھکر لوگی۔"
 "میں اس پر حق دوں گی۔"
 "مگر تم تو مجھے چاہتی رہی ہو۔ تمہارا کوئی یہودی درس بھی
 تمہاری ختانی میں نہیں آیا۔ تم میرے ہی گنگے کا ہار رہی ہو
 اور میں مسلمان پارس ہوں۔"
 اس نے چونک کر بے چینی سے دیکھا۔ پھر ہنس کر بولی۔
 "میں اتنی دھان نہیں ہوں 'وہ شیا بھی جو دھوکا کھاتی تھی۔"
 "میری شیا کی لئے دھوکا نہیں کھایا۔ انہوں نے میرے
 پیاسے جی جیت کی تھی۔ جھوٹی محبت تمہاری ہے اور فریبی
 محبت میری ہے 'میں جسیں یہودی بن کر دھوکا کھاتا ہوں اور تم
 دھوکا کھاتی رہیں۔"
 وہ گھور کر بولی "مجھ سے مذاق میں بھی ایسی بات نہ کرو۔
 'مذاق تو تم کر رہی ہو۔ مجھے محبت سے غلام بنانا چاہتی ہو۔
 یہودی تنظیم کے سربراہ کے ذریعے مجھ پر حملہ کرنا چاہتی ہو۔ یا
 مجھے اصرار کمزوری کی دو اٹھائے چاہتی ہو لیکن میں بھی تم نے
 کئی بار مجھے نقصان پہنچانا چاہا۔ کئی بار میرے دماغ میں پینے کی
 ناکام کوشش کر چکی ہو۔ کیا تم نے کسی سوچا کہ میں تمہاری
 گرفت میں کیوں نہیں آتا ہوں اور کس طرح تمہاری ہر چال
 سے بچ جاتا ہوں؟"
 "تم بہت ذہین اور حاضر دماغ ہو۔ لیکن یہ تمہیں کیسے
 معلوم ہوا کہ میں نہیں۔"
 اس کی بات پوری ہونے سے پہلے میں نے اسے یوں قہر
 اور کرنے پر مجبور کیا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہیں صبح
 کی چائے میں اصرار کمزوری کی دو اٹھائے والی ہوں۔"
 پارس نے کہا "مجھے تمہارے دماغ میں چھپی ہوئی ہر بات
 معلوم ہو جاتی ہے۔ تم ابھی کوئی لوبیت سوچو میں بتاؤں گا۔"
 وہ سوچ کر بولی "اچھا بتاؤ۔"
 میں نے پارس کو بتایا۔ وہ بولا "ابھی تم سوچ رہی تھیں کہ یہ
 پارس مجھے ابھار رہا ہے۔ کبھی یہ اپنا پتلا لگتا ہے اور کبھی
 خطرناک۔"
 وہ حیرانی سے بولی "لوگو! ایک ایک لفظ یہی ہے۔ میں یہی
 سوچ رہی تھی۔ اچھا پتلا بتاؤ کیا سوچ رہی ہوں؟"
 "بار بار کیا پوچھتی ہو۔ میں کہتا ہوں ابھی میرے تین
 کتے ہی تم لپٹنے لگو گی۔"
 "ہرگز نہیں 'کیا تم ٹیلی جیٹھی جانتے ہو؟ پھر بھی میرے
 دماغ میں نہیں آسکے۔ میں حساس ہوں پر اپنی سوچ کی لہروں
 کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہوں۔"

پارس نے ایک دو تین کہا، وہ بے اختیار ہانپنے لگی۔ میں نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی ہوئی تھی۔ وہ خود کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کبہ رہی تھی، میں نہیں جانوں گی اور پہنچتی بھی جا رہی تھی۔ جب میں نے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ دوسرے صوفے پر دھپ سے بیٹھ گئی۔ سسے ہوئے انداز میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پارس کو دیکھنے لگی۔

وہ بولا، ”تم اس لمحے سے یہاں کی یہودی تنظیم کے سربراہ یا اسرائیلی جہز یا اور کسی سے رابطہ نہیں کرو گی۔ یقین نہ ہو تو خیال خوانی کر کے دیکھ لو۔“

اس نے پارس کو گھورتے ہوئے چپ چاپ خیال خوانی کی پروا کی، میں نے پرواز روک دی۔ اس نے پھر کوشش کی میں نے پھر ٹاکام بٹایا۔ وہ پریشان ہو کر بولی ”میری ٹیلی فنی کیوں ٹاکام ہو رہی ہے؟“

”میری اما تمہارے دماغ میں ہیں۔“

”کون لما؟ کیا رسوئی؟ کیا تم واقعی پارس ہو؟“

”ہاں، مسلمان پارس۔“

”ہمارا ذی کھل ہے؟“

”وہ تمہارے سامنے کبھی نہیں آیا۔ سامنا ہونے سے پہلے ہی میری ماما نے اس کے دماغ پر قبضہ بنا کر اسے اسرائیل سے باہر نکال دیا۔ وہ میرے کے ایک ٹیل خاٹے میں ہے۔ میری ماما نے اس ڈی کے دماغ میں سے ساری اہم معلومات حاصل کیں، وہ سب مجھے بتائیں۔ میں یہودی پارس بن کر تمہارے پیچھے کے پار ہو گیا۔“

وہ چیخ کر بولی ”نیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی مسلمان مجھے چھو نہیں سکتا، تم جھوٹ بول رہے ہو۔“

وہ اپنی میں اپنا سامان رکھتے ہوئے بولا ”اس لمحے سے تم آزاد ہو۔ خیال خوانی کر سکتی ہو۔ چاہو تو میرے خلاف سازشیں بھی کر سکتی ہو۔ میری اما تمہارے راستے کی رکھوت نہیں ہیں گی۔“

اس نے آزمائش کے طور پر خیال خوانی کے لئے سوچا۔ میں نے رسوئی کے لئے میں کہا ”میں تمہارے دماغ سے جاری ہوں لیکن تم خیال خوانی سے پہلے اپنے موجودہ حالات پر غور کرو۔ کیا جہز ہے یا کسی سے یہ کہو گی کہ مسلمان پارس کے سامنے ہار چکی ہو؟ کیا اب یہودی اکابرین تم پر بھروسہ کر سکیں گے؟ تمہارے جہز اور اعلیٰ حکام سوچیں گے کہ رسوئی تمہارے دماغ میں چھپ کر تمام اہم راز معلوم کرتی رہی ہے اور میں واقعی ایسا کرتی رہوں گی۔ ذرا سوچو تمہارا انجام کیا ہو گا۔ تم گھر کی رہو گی نہ گھٹا کی۔“

وہ بے بسی سے بولی ”تم لوگوں نے شیا کو بھی اسی طرح پھنسیا تھا۔“

”شیا ایک عظیم عورت تھی۔ صرف اپنی قوم سے نہیں ہم مسلمانوں سے بھی محبت کرتی تھی۔ ہم نے تمہیں نہ پھنسیا ہے اور نہ تمہیں اپنی ٹیم میں رکھنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تمہاری جیسی مفور اور فریبی عورت پر کسی حال میں بھروسہ نہیں کیا جائے گا۔ میں تمہارے حال پر تمہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں۔“

یہ کہہ کر میں خاموش ہو گیا۔ پارس اپنی اٹھا کر جانے لگا وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی، اس کے سامنے آکر اسے غور سے دیکھنے لگی پھر بولی ”مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا دماغ رسوئی کی ٹیم میں آ گیا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں بری طرح چسپ کی ہوں۔ اب مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے سے پہلے سوچنا ہو گا کہ یہودی اکابرین کے سامنے میری حیثیت دو کوڑی کی بھی نہیں رہے گی۔ مجھے موجودہ حالات پر تنجید کی سے غور کرنا ہو گا۔ مستقبل کے لئے کوئی آبرو مندانہ فیصلہ کرنا ہو گا کیونکہ میں اپنی آبرو کھو چکی ہوں۔ مجھے ہر بات کا یقین ہے لیکن میرا دل نہیں مانا کہ تم مسلمان ہو، میں کوئی لڑا ہوا دلا خواب دیکھ رہی ہوں۔ تم نے ایک بار مجھے طمانچہ مارا تھا۔ پھر ایک بار طمانچہ مار کر خواب سے جھنجھوڑا لو۔ میں یہودی پارس کی آغوش میں آکر خوشی سے مری جاؤں گی۔“

پارس نے کہا ”طمانچہ تو معمولی بات ہو گی اب تو تمہیں حالات کے جوئے پر ہیں گے۔ اسرائیلی جاؤ، تمہیں کسی یہودی پارس کی آغوش مل جائے گی۔“

وہ چیخ کر بولی ”مجھے اور کسی کی آغوش نہیں چاہئے۔ میں بازاری تھیں ہوں۔ مجھے چھوڑ کر جانے سے پہلے جواب دو۔ مجھے دھوکا دے کر میری عزت سے کیوں کھیلے رہے؟“

”تم کسی کو گھایاں دو گی تو کیا وہ انتقام نہیں لے گا۔ تم نے مسلمان پارس کو گھایاں دیں۔ کیوں دیں؟ میں نے یا کسی مسلمان نے تمہارا کیا کیا تھا؟ تمہاری گھایاں نے چھینچا کیا؟ آؤ کیا بگاڑتے ہو بگاڑو۔ اب گڑ بیک ہو تو کیوں رو رہی ہو؟ وہ کڑا کر بٹانا چاہتا تھا۔ وہ پھر راستہ روک کر بولی ”تم جو آؤ گھایاں دے سکتے تھے۔ تم نے طمانچہ بھی مارے ہیں۔ آؤ گھایاں کی کتنی بڑی سزا دی جاسکتی ہے؟“

وہ بولا ”مسلمانوں کو نظروں سے کرانے کی ایک ہی سزا تھی کہ وہ اپنے یہودیوں کی بھی نظروں سے گر جائے۔ اب ہمارے خلاف ایک قدم بھی اٹھا کر دیکھو، ہم اسرائیلی حکام کے سامنے تمہارا بھڑا چھوڑ دیں گے کہ ہماری اما تمہارے لئے سے تمام اہم اسرائیلی راز لیکھا کرتی ہیں۔“

اس نے ایک دھکا دیا۔ پھر اپنی کس لے کر باہر چلا گیا۔ دھکا کھاکر دیوار سے ٹکرائی تھی، وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔ مسلمان پارس کو نہیں روک سکتی تھی، یہودی پارس کی

دل میں بگاری تھی ”آجاؤ، واپس آجاؤ۔ ایک بار کہہ دو تم وہ نہیں ہو جو کہہ رہے ہو بلکہ وہ ہو جس کتنی ہوں۔ ایک بار ایسا کہہ دو۔ پھر میں ساری باتوں کو بھیانک خواب سمجھ کر بھلاؤں گی۔“

وہ ابھی تک یقین اور بے یقینی کے کیفیت میں الجھی ہوئی تھی اسی نکل پھینکی کی تمام شہ زوری خاک میں مل گئی تھی۔

اس کے غور کو زبردست نہیں پہنچی تھی۔ اس کا دماغ میری گرفت میں تھا۔ دل پارس کی مٹھی میں دھڑک رہا تھا۔ ایک ساتھ اپنے سارے ایسے دھوا بول رہے تھے کہ دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس عالم میں ہے۔ سو رہی ہے یا جاگ رہی ہے؟ اگر جاگ رہی ہے تو کیا تھک کر سو جائے؟

وہ بستر پر آکر اوندھے منہ گر پڑی۔ میں سمجھ گیا تھا کہ ابھی وہ کئی دنوں تک سوچنے سمجھنے اور کوئی مناسب فیصلہ کرنے کے قفل نہیں رہے گی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا ”جہز سے کیا کون؟ وہ پارس کے حلق پوچھنے کا؟“ اس نے پریشان ہو کر سوچا ”اسے تو مجھے جواب دینا ہی ہو گا۔“

میں نے اس کی سوچ میں پوچھا ”کیا یہ کہہ دوں کہ وہ مسلمان تھا، ہم سب دھوکا کھائے؟“

”نیں، ایسا کون کی تو اعلیٰ حکام کا عقلمند ہے اسے اٹھ جائے گا۔ سب یہی کہیں گے۔ رسوئی میرے اندر رہ کر گھر کی یہودی بنی ہوئی ہے۔“

”کیا میں یہ بات چھپاؤں کہ پارس مسلمان نہیں ہے۔ میرا دماغ رسوئی کی گرفت میں نہیں آ رہا ہے؟“

اس کی سوچ نے کہا ”یہ تو اپنے ملک اور قوم سے دھوکا ہو گا۔ میں میں رسوئی کو اپنے دماغ میں چھپا کر اسرائیل نہیں جانوں گی۔ اپنے ملک کے کسی بھی معاملے میں شریک نہیں رہوں گی۔ آہ! مجھے اپنے ملک سے دور اور تمام یہودی ارادوں سے باز رہنا ہو گا۔ پارس بہت کینہ ہے۔ اس نے واقعی مجھے مسلمانوں سے نفرت کرنے کی سزا دی ہے۔ میرے اپنے یہودیوں سے مجھے دور کر دیا ہے۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”اس نے جو کیا سو کیا، اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟“

وہ پریشان ہو کر بولی ”سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟“

”مجھ میں نہ آئے تب بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوتا ہے۔ میں ہوئی کے اس کمرے میں بیٹھی نہیں رہوں گی۔ شاید سوچنے سوچنے سوچاؤں گی۔ مگر بیشہ بنید میں رہ کر موجودہ حالات سے نجات نہیں پاسکوں گی۔ صبح یہودی تنظیم کے کمرادوں سے رابطہ قائم کرنا ہو گا۔ جہز کو پارس کے حلق پوچھ تو

بتانا ہی ہو گا۔“

اس نے سمجھے ہوئے انداز میں سوچا ”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں کچھ عرصہ کے لئے غائب ہو جاؤں۔ کوئی مجھے نہ دیکھے، کوئی مجھ سے سوال نہ کرے۔ مجھے جہز کو رپورٹ نہ دینا پڑے۔ پارس کا ذکر نہ کروں نہ سنوں۔ اسے دماغ سے نکال کر پیچیدہ دوں۔ کیا میں ایسا کوئی راستہ اختیار نہیں کر سکتی؟“

وہ اپنے ان خیالات پر غور کرنے لگی۔ ابھی وہ جہز اور اعلیٰ حکام کے سامنے ہر طرح کے سوال و جواب سے کتراتا چلائی تھی۔ بعد میں خوب سوچ سمجھ کر اس نتیجے پر پہنچا چلائی تھی کہ یہودی اکابرین کو دماغی طور پر گرفتار ہونے والی بات بتائی جائے یا نہیں؟ اگر نہ بتائی جائے تو اپنے ملک سے دور رہ کر کس طرح اپنی قوم کی مفاد میں کام کرتی رہے۔

بڑی دیر تک غور کرنے کے بعد یہی بات سمجھ میں آئی کہ فی الحال جہز وغیرہ سے رابطہ ختم کر دینا چاہئے۔ وہ لوگ پریشان ہوں گے، اسے تلاش کریں گے۔ اس عرصے میں وہ رسوئی سے دماغ کو آزاد کرانے کی کوشش کرتی رہے گی۔ کا پیاب ہونے کے بعد پھر پہلے جیسی اہمیت اختیار کر کے اسرائیل جائے گی اور مقتول بائیں بنا کر اپنے لوگوں کو مطمئن کر دے گی۔

یہ فیصلہ کر کے وہ اٹھ گئی۔ اپنا مختصر سامان سمیٹنے لگی۔ پارس میرے کمرے میں آ گیا تھا۔ بستر آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اسے الپا کے خیالات بتائے اور اس کا فیصلہ سنایا۔ وہ بولا۔

”اسے جانے دیں، ٹھوکریں کھا کر شاید عقل آجائے۔“

بے شک اسے دنیا کی نرمی گری، سردی اور سختی کا ذاتی تجربہ ہونا چاہئے۔ وہ ٹینک سینٹر سے نکلنے کے بعد مل ایب کے ایک شاہی محل میں بڑی نزاکت سے زندگی گزار رہی تھی۔ اب اس کی پاؤں میں کٹنے جیسی گتے تو وہ دوسروں کے دکھ درد کو سمجھے گی اور انسانیت کی راہ پر چلے گی۔ پارس نے کہا ”رات زیادہ ہو چکی ہے آپ سو جائیں۔“

”بیٹے! انکی بھی بے رحمی اچھی نہیں ہوتی۔ کیا الپا سے تمہیں کوئی لگاؤ نہیں تھا؟“

”ضرور تھا۔ وہ اچھی ہے مگر مصیبت ہے۔“

”ابھی وہ مصیبت میں ہے۔ میں دیکھوں گا وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔ میں اسے مصیبتیں اٹھانے دوں گا لیکن ایسا نقصان نہیں پہنچنے دوں گا جس سے اس کی زندگی تباہ ہو جائے۔“

پارس نے کرٹ بدل کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں الپا کے پاس آیا۔ اس نے ہوش چھوڑ دیا تھا۔ ایک بے اندیش اسٹور سے عارضی ٹیک اب کا سامان خرید رہی تھی۔ اگرچہ وہ آرام طلب ہو گئی تھی لیکن آرام طلب کرتے رہنے کی عادی

نہیں ہوئی تھی۔ ٹرننگ سینٹر میں اس نے میک اپ کرتے تھا مشکلات سے گزرنے اور گویا فائنٹ لڑنے کی تربیت حاصل کی تھی اور بیٹھ زیادہ مارکس حاصل کرتی رہی تھی۔ اسٹیبل میں کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔ صرف امریکی سرائرسٹوں سے اندیشہ تھا کہ وہ اسے ہر ملک ہر شہر میں تلاش کر رہے ہوں گے۔ وہ مسلمان خیرہ کراسور سے باہر آئی۔ ایک شخص اسے دیر سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دکان سے باہر آیا تھا۔ پھر اس نے ایک طرف اشارہ کیا تھا۔ اس کا اشارہ پاتے ہی تین افراد اور پیچھے ہو گئے۔ یہ تو ہوائی تھا! ایک حسین اور جوان لڑکی آدھی رات کے بعد تھکا ہوا میں دکھائی دے تو لوگ اسے ہل بیٹھتے سمجھتے گئے ہیں۔

وہ فہم تھا کہ اگر عیسیٰ کا انتظار کرنے لگی۔ ایک شخص نے آکر پوچھا "میرے لائق کوئی خدمت ہے؟" وہ اسے سوتے پاؤں تک دیکھتے ہوئی بولی "مگر یہ مجھے عیسیٰ کا..." اس نے بات ادھوری چھوڑ کر ایک ہاتھ سے عیسیٰ کو رکھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے رکھنے ہی وہ پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔ عیسیٰ چل پڑی۔ وہ چاروں دوڑتے ہوئے اپنی گاڑی میں آئے۔ الپانے انہیں عیسیٰ کے پچھلے شیشے سے دیکھا۔ ان کی گاڑی اپنے پیچھے آتے دیکھ کر اس کے دماغ میں گئی جس نے تھوڑی دیر پہلے اسے غائب کیا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "موت بھی وہی ہے" آواز بھی وہی ہے۔

اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک امریکن نے جب سے ایک تصویر نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "ہاں صورت تو یہی ہے" میں تم سے دور تھا اس کی آواز نہ سن سکا۔

الپا کو خطرے کا تعین ہو گیا تھا۔ ان کے پاس اس کی تصویر بھی تھی۔ اس نے پہلے شخص کے دماغ پر قبضہ بنا کر پوچھا "یہ حینہ کون ہے؟"

دوسرے نے کہا "میں تمہیں بتا چکا ہوں پھر کیوں پوچھ رہے ہو۔ ویسے تمہارا جاننا ضروری نہیں ہے۔ مجھے اس کی رہائش جگہ تک پہنچاؤ۔ میں تم لوگوں کو روزانہ دو سو ڈالروں رہا ہوں۔ اگر یہ وہی لڑکی ثابت ہوئی تو میں تمہیں پانچ ہزار ڈالر دے کر رخصت کروں گا۔"

آنا جانتی تھی۔ تم بولو گے تو تمہارے اندر آکر ہماری گاڑی کو تھپ کر دے گی۔ اب کوئی کچھ نہ بولے۔ صرف اشارے میں بات کرے اور میں اپنے ساتھی کے ذریعے الپا تک مالک میں کا پیغام پہنچاتا چاہتا ہوں کہ ہم دوست ہیں۔ میں الپا کی طرح امریکی ہوں مگر مالک میں کا ہوا تھا۔ میں نے یہاں خطرات میں گھری ہوئی ہو "ہماری دوستی کے سائے میں تم محفوظ رہو گی۔ وہ سمجھ رہی تھی پھر ہمارے جاسوس چھوڑ دے جس جگہ وہ مالک میں کے ایجنٹ تھے۔ وہ یہاں سے نکل کر پائسل پوٹا بھول گئی تھی۔ اور وہ وہاں ہوا تھا ہوس نہیں ہوا تھا۔ اس نے اندازہ کیا تھا کہ الپا اگر اسرائیل نہ گئی تو ترکی کی طرف آئے گی۔ اس نے اس نے انقرہ اور اسٹیبل جیسے شہروں میں اپنے ایجنٹوں کا جال پھیلا رکھا تھا۔

وہ تیزی سے سوچ رہی تھی کہ تعاقب کرنے والوں کو کس طرح ڈانچ دے۔ میں نے اس کے اندر ایک تدبیر پیش کی اس نے عیسیٰ ڈرائیور کو سوا ڈالر دیتے ہوئے کہا "کچھ بد معاش میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ تم نکل گئیوں میں سے عیسیٰ کے جاؤ پھر کسی گلی میں موڑتے ہی دو سینکڑے کے لئے گاڑی روکنا۔ میں اتر جاؤں گی، تم آگے چلے جانا۔ وہ تمہارے پیچھے لگے رہیں گے۔"

ڈرائیور سو ڈالر لے کر خوش ہو گیا تھا۔ اس نے دوچار گلیوں سے گزرنے کے بعد ایک گلی میں گاڑی روکی۔ الپا تیزی سے اتر کر ایک دیوار کے پیچھے چلی گئی۔ عیسیٰ تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے بعد تعاقب کرنے والی گاڑی گلی میں مڑی ہوئی آئی۔ انہوں نے عیسیٰ کو رکھنے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اس کے تعاقب میں آگے نکل گئے۔ الپا پلٹ کر پیچھے گلی میں جانے لگی۔

چند آڑی ترچھی گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک مکان کے دروازے پر رک گئی۔ اندر سے کسی عورت نے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ ترکی زبان میں کہہ رہی تھی "تم جب بھی زیادہ لی کر آتے ہو مجھ پر ظلم کرتے ہو۔ کاش میں مرد ہوئی اور تمہاری پلائی کرتی تو پتا چلتا ہڈیوں میں کیسا درد ہوتا ہے!"

الپا وہ زبان جانتی تھی۔ اس نے عورت کے دماغ سے معلوم کیا۔ میں یورپی گھر میں اکیلے تھی اس نے عورت کو کچھ دردناک کھولے پر مجبور کیا۔ دروازہ کھل گیا وہ اندر آگئی۔ الپا کے شوہر نے پوچھا "تم کون ہو؟ اتنی رات کو کھالے گھر میں کیوں آئی ہو؟"

"میں تمہاری یورپی کو بتانے آئی ہوں کہ بد معاش مرد کی پلائی کرنے کے لئے مرد ہونا ضروری نہیں ہے۔ عورت کی ہڈیاں توڑ سکتی ہے۔"

"اچھا تم میری ہڈیاں توڑنے آئی ہو! ایک دھکادوں لگاؤ گی میں نظر آؤ گی۔"

وہ دھکادے کر اسے ٹکالے کے لئے آگے بڑھا۔ الپا نے محسوس کر لیا کہ مالک ماری۔ وہ مالک کا لاکھڑا ہوا ایک کمری پر آیا پھر اس کے ساتھ فرش پر گر پڑا۔ الپا نے کہا "انگو۔"

وہ وہیں پڑا رہا۔ چند سینکڑے بعد ہی اس کے خزانے سنائی دیے۔ الپا نے حیرانی سے پوچھا "کمال ہے۔ کیا یہ لات کھاکر سوئے ہے؟"

اس کی بیوی نے کہا "اس کینت کا کاشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مجھے داتے داتے گر پڑا ہے۔ پھر مجھ کو گرتا ہے وہیں صبح تک سو رہا ہے۔"

"تم اس کا ظلم کیوں برداشت کرتی ہو؟"

"کیا کروں؟ دل سے مجبور ہوں اس کے سوا کوئی مرد اچھا نہیں لگتا۔"

اچانک الپا کو پارس یاد آ گیا۔ پارس کے بغیر کوئی آنکھوں میں نہیں سنا تھا۔ کوئی دوسرا کسی پھلو سے بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ ابھی وہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ مسلمان ہونے کے بل جود وہ اچھا لگتا یا نہیں؟

ان عورت نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ چونک کر بولی "وہ میں سوچ رہی ہوں مرد کی محبت عورت کو کمزور بنا دیتی ہے۔ تمہیں کمزور نہیں بننا چاہئے۔"

"شاید تم عیسیٰ سے محبت نہیں کی۔ اگر کی ہے تو اسے ٹھکرا کر کسی اور کے پاس جانے کے لئے سوچو تو دل نہیں مانے گا۔ دماغ اسی کے لئے سوچے گا۔ جذبے اسی کو بگاڑے گا۔"

وہ بول رہی تھی اور الپا دل میں حلیم کر رہی تھی، الپا ایسا تو ہونا ہے۔ میں اسے دل دماغ سے ٹکالنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر مجھے اس سے نفرت نہیں ہو رہی ہے۔ صرف اس بات پر غصہ آ رہا ہے کہ وہ مسلمان کیوں ہے؟

اس عورت نے پوچھا "تم کون ہو؟ اتنی رات کو کہاں سے آ رہی ہو؟"

"میں تمہاری طرح یہودی ہوں" اسرائیل سے آئی ہوں۔ ایک ہوٹل میں قیام ہے۔ چند بد معاش میرا پیچھا کر رہے تھے۔ میں انہیں ڈانچ دیکر آئی ہوں کیا تم مجھ پر مجبور سا کوئی؟"

"کس بات کا مجبور سا؟"

"میں رات گزرتا چاہتی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میں کسی اجنبی کو پناہ نہیں دے سکتی۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں باہر جا رہی ہوں۔ دروازہ بند کرلو۔"

عورت اس کے ساتھ چلے ہوئے دروازے تک آئی۔ وہ دماغ پر قبضہ نہا چکی تھی۔ اس کے ہاتھ سے دروازہ کھولا کر

آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو سمجھنا! اجنبی عورت باہر چلی گئی ہے پھر اس نے آنکھیں کھول کر دروازہ بند کر دیا۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اپنے مہاں کے پاس آئی پھر اس کے قریب فرش پر لیٹ گئی۔ ٹیلی ویژن کی لوری سن کر سو گئی۔

الپا اس کے بیڈ روم میں آئی۔ آرام سے بستر پر لیٹ کر سوچنے لگی۔ مالک میں کے تمام لوگ اب اسے پورے شہر میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ پھر ہمارے جاسوس بھی اس کی تلاش میں ہوں گے۔ اسے اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "کتنی عجیب بات ہے کہ میں جن مسلمانوں کو دشمن سمجھتی تھی انہوں نے مجھے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ رستو چاہتی تو مجھے فرانس کے کسی قید خانے میں پھنسا سکتی تھی اور جنہیں میں کبھی اپنا دشمن نہیں سمجھتی تھی وہ مجھے اپنے اپنے بس میں کرنے کے لئے مجھے تلاش کر رہے ہیں۔"

وہ ان باتوں سے قائل ہو رہی تھی۔ میں اس کے دماغ سے آگیا کیونکہ وہ اپنے دماغ کو سونے کے لئے ہدایات دے رہی تھی۔ اور ہمارے گھری خیمہ میں تھا۔ میں بیٹے کے پاس آ کر لیٹ گیا۔ یہ عجیب بات تھی کہ ہم باپ بیٹے آرام سے ایک بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ جبکہ مقدور میں اتنا آرام اور سکون نہیں تھا ہم باپ بیٹوں کے پاس میں بک رہے تھے۔ ابھی ایک جگہ وہ نہیں باتے تھے۔ لیکن آج یہ موقع نصیب ہو گیا تھا۔

میں بھی خیر پوری کرنے کے لئے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا۔ آگے سونے سے پہلے اس آوی کے پاس جا کر اسے مالک میں کا ایجنٹ کام سے رہا تھا اور جو اپنے لوگوں کے ساتھ الپا کا تعاقب کر رہا تھا تو اس کے ذریعے اس ایجنٹ کی باتیں سن سکتا تھا اور یہ معلوم کر سکتا تھا کہ ہم باپ بیٹے کے مقدور میں پوری خیر اور مکمل آرام نہیں ہے۔ دشمنوں کا رخ ہماری طرف ہو گیا ہے۔

بات یہ تھی کہ مالک میں کے آوی صرف الپا کو نہیں اس کے ساتھ رہنے والے ڈی پارس کو بھی ڈھونڈ رہے تھے اور یہ تمام ڈھونڈنے والے ٹرانسمیو کے ذریعے اپنی اپنی رپورٹ پائل کو بائک پہنچاتے تھے۔ پائل کو یہ رپورٹ مل گئی تھی کہ الپا نظر آنے کے بعد مشرقی اسٹیبل کی ایک گلی میں گم ہو گئی ہے۔ اس نے حکم دیا تھا "آس پاس کی تمام گلیوں میں چوبیس گھنٹے تک پھرا دیتے ہو۔ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کی ڈیوٹی لگاؤ کہ کسی بھی وقت مکان سے ہمیں بدل کر نکلے گی۔"

مشرقی اسٹیبل کے ایک ایجنٹ نے پائل کو رپورٹ دی۔

"سر! پھر ہمارا ایک ایجنٹ ہماری نظروں میں ہے جس نے اس کا پیچھا کرنا ہوا ہوئی کے نواخت میں گیا تھا۔ وہ پچھلے نشے میں تھا۔"

اسے اس بات کا ہوش نہیں تھا کہ وہ ٹوائٹ کے اندر جا کر اونچی آواز میں ٹرانسٹو کے ذریعے باتیں کر رہا ہے۔

پاسکل نے پوچھا "وہ کیا باتیں کر رہا تھا؟" "اس نے کسی کو اطلاع دی ہے کہ پرنس انٹرکان کے ساتویں فلور کے کمرے میں پاسداری دیکھا گیا ہے۔" "کیا تم نے اطلاع کی تصدیق کی؟"

"میں اسی ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں اپنی کار کے اندر ہوں۔ اگر آپ میرے دماغ میں رہیں گے اور میرے ذریعے ہوٹل کی کاؤنٹر گرل تک پہنچیں گے تو آسانی سے ساتویں فلور کے مسافروں کے متعلق معلوم کر لیں گے۔" "ٹھیک ہے، تم کاؤنٹر پر جاؤ۔"

اس نے ٹرانسٹو کو بند کیا، کار سے نکل کر ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ پاسکل نے اس کے دماغ میں آکر کہا "اگر یہ اطلاع درست ہوگی تو پاسداری کو گھر کے لئے پیرسٹر کے آوی بھی آئیں گے۔ ہم بہت ہوشیار اور دیر ساقیوں کو لے کر جاؤ گے۔"

"میں سر! میں پیرسٹر کے لوگوں سے نفرت لوں گا۔" "بات صرف ان سے نہیں کی گئی ہے۔ ہمیں پاسداری چاہئے۔" "البا اس پر مبنی ہے۔ وہ ہماری گرفت میں آئے گا تو اپنا بھی آئے گی۔" پاسداری نظر آتی ہے اسے ذہنی کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے دماغ میں جگہ ملنے ہی کام آسان ہو جائے گا۔ ایجنٹ نے ہوٹل کاؤنٹر پر آکر لڑکی سے پوچھا "کیا مسٹر ڈیوڈ ہاؤس اس ہوٹل میں قیام کرتے ہیں؟" "لڑکی نے کمپیوٹر کے ذریعے معلوم کیا پھر کہا "جی نہیں" اس نام کے کوئی صاحب نہیں ہیں۔"

پاسکل اس کے دماغ میں پہنچ گیا پھر اس کے ذریعے ہوٹل ایجنٹ کی آپریٹر کے پاس آیا۔ اس کے ذریعے ساتویں فلور پر ایک ایک کمرے میں فون کرایا۔ ہر کمرے کا مسافر اپنی رات کو فون کرنے کا رہنما رہا تھا۔ پاسکل ان کے دماغ میں پہنچ رہا تھا اور کچھ رہا تھا ان میں کوئی پاس نہیں ہے۔

پھر ہمارے کمرے میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ہم اپنے دماغ کو ہدایت دے کر سوئے تھے اس لئے گھنٹی کی پہلی آواز پر دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ پاسداری نے ہاتھ بوجھا کر ریسیور اٹھایا پھر گاڑی سے بولا "یہ کوئی فون کرنے کا وقت ہے کون ہو تم؟"

دوسری طرف چند لمبے خاموشی رہی پھر پاسداری نے سانس روک لی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ سانس لیتا ہوا بولا "ہیلو کون ہے؟ کیا ریسیور رکھ دوں۔" "کوئی جواب نہیں ملا اس نے ریسیور رکھ کر مجھے دیکھا۔ میں نے پوچھا "خیریت ہے۔"

"آپ جس کے باپ ہوں، وہ بچہ خیریت سے کیسے رہ سکتا ہے۔" "تمہیں کس نے کہا تھا مجھے باپ بناؤ؟"

"یعنی یہ میری غلطی ہے؟" "ہیے! غلطی سے آئی ہوئے ہو تو جان کرو۔ معاملہ کیا ہے؟" "کوئی فون کے ذریعے میری آواز سن کر دماغ میں پہنچا چاہتا تھا۔"

"اچھا تو خطرے نے دستک دی ہے؟" "وہ اٹھ کر ٹوائٹ کی طرف جاتے ہوئے بولا "بڑی مشکل ہے۔ دن کو چھن ملتا ہے۔ رات کو سوئے وقت آرام۔" "میں بہتر سے اٹھ کر جوئے پیتے ہوئے بولا "تم تو مری نیند میں تھے۔"

وہ بولا "ہاں مگر خواب میں محترمہ مجھے پریشان کر رہی ہیں۔" "کون؟" "البا؟" "جی نہیں، لیکن آتی۔"

میرا دل دھک سے رہ گیا جیسے چوری اچانک پھڑکی ہو۔ حالانکہ ابھی میرے دماغ میں دور تک لپکا کے لئے ایسا بات نہیں تھی۔ جس سے کوئی چوری والی بات سمجھ میں آئے۔ دیکھ کر انسان کو اپنی جو ریت پہلے سمجھ میں نہیں آتی۔ رشتہ ظاہر ہوتی ہے۔

وہ تو مجھ سے سب پوچھتا ہوا کمرے میں آیا۔ میں اس سے نفرتی چرانے لگا۔ وہ میرا بیٹا تھا مگر پکا بدعاش تھا۔ خدا جانے کیسے دوسروں کی دھنکی رنگ پھڑکتا تھا۔ میں نے انجان بن کر پوچھا "یہ آتی تمہارے خواب میں کیوں آتی تھیں؟" "وہ جوتے پہنے ہوئے بولا "غلطی سے آگئی تھیں۔ میں نے کہا آپ غلط جگہ آگئی ہیں اور وہ کہہ رہی تھیں، نہیں کیا وہ جگہ ہے۔"

"تم کتنا کیا چاہتے ہو؟" "میں کہہ رہا تھا کہ ایک ساتھ ایک کھینچے ہو سر رکھ کر سو رہے تھے۔ میں نے سمجھ لیا آئی! آپ پھسل کر اوپر آگئی ہیں۔" "لیا کی کھوپڑی میرے پدوس میں ہے۔"

میں نے جتنے ہوئے پوچھا "تم شیطان سے باز نہیں آگے؟" "لیا مجھے فرصت نہیں مل رہی ہے ورنہ شادی دفتر کھول کر بیٹھ جاتا۔ میں نے دیکھا ہے اس بیٹے میں میرا دماغ بہت بڑھ کر آیا ہے۔ دو روز پہلے میں نے سلطانہ آئی اور انکل سلطانہ شادی پر راضی کر لیا ہے۔ بات یہی ہو چکی ہے۔ جب دوسروں کے لئے محنت کر سکا ہوں تو کیا اپنے باپ کی شادی نہیں کراؤں گا۔ ضرور کراؤں گا۔ ایک آواز ہو کر ہو گئی۔ ہوتے رہے یہ شادی۔"

"اچھا اب خاموش رہو، میں مختصر سی خیال خوانی کروں گا پھر ہم یہاں سے نکلیں گے۔"

پھر ہم یہاں سے نکلیں گے۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ایجنٹ کا نمبر ڈائل کیا۔ ایک لڑکی نے پوچھا "جی۔ فرمائیے؟" "میں نے ریسیور رکھ کر اس کے دماغ پر قبضہ جھلیا پھر اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا وہ تھوڑی دیر پہلے نائب دماغ ہو گئی تھی۔ ساتویں فلور کے کتنے ہی مسافروں نے شکایت کی تھی کہ ٹیلی فون پر انیس پریشان کیا گیا ہے۔ پھر میں نے اس کے ذریعے کاؤنٹر گرل کی آواز سنی اس کے بعد پاسداری سے کہا "باہر کو ریڈور میں دیکھو کوئی ہے؟"

اس نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ رات کے ڈھائی بجے کو ریڈور دیران تھا۔ ہم وہاں سے گزرتے ہوئے لفٹ میں آئے پاسداری نے ٹاک کے منتوں میں مختصر سی اسپرنگ لگائی۔ اس کی ٹاک بھیل گئی۔ آئینے میں دیکھ کر ریڈی میڈ موٹھیں لگائیں۔ میں نے گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر کاؤنٹر گرل کے دماغ پر قبضہ جھلیا پھر ہم باپ بیٹے اس کے سامنے سے گزرتے چلے گئے۔ وہ میری مرضی کے مطابق سر جھکا کر ہنسی رہی۔ اسے ہمارے ہوٹل سے نکلنے کا علم نہیں ہوا۔ ویننگ ہال اور ریفرنسٹ ہال میں برائے نام لوگ تھے۔ کسی نے ہماری طرف نہیں دیکھا تھا۔ ہم باہر آکر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

ہمارا رابطہ ایک سے نہیں دو دشمنوں سے تھا۔ ماسک میں اور پیرسٹر کے بہترین پلاننگ کرنے والے اپنی چالیں چل رہے تھے۔ ہم اپنے بچاؤ کے لئے اپنی تدبیر اڑا رہے تھے۔ بڑی احتیاط سے ہوٹل کو چھوڑ دیا تھا۔ ہماری کامیابی کا راز یہ ہے کہ ہم زیادہ خوش فہمی سے بچ کر رہے ہیں۔ دشمن کو تھکان نہیں سمجھتے اس لئے اپنی ٹاکسیوں کے متعلق پہلے سوچتے ہیں۔

کرٹان چال کامیاب ہوئی تو دوسری اور تیسری چال کس طرح چلی جائے گی۔ اپنی باتیں جانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم باپ بیٹے کے مل کر پہلی چال چلی اور پہلی ہی کامیاب ہوئے۔ ایک چوہے دان میں پھنسے ہوئے والے تھے۔

دشمن بڑے پلان میکر تھے۔ خصوصاً پیرسٹر کا پلان میکر بہت چالاک تھا۔ وہ پہلے کسی کو اپنا منصوبہ نہیں بتاتا تھا۔ اگر پلان میکر کامیاب ہو جاتا تو وہاں کے لوگوں کی نظروں میں ماسک میں کا ایک ایجنٹ تھا۔ اس نے ایجنٹ کو اٹھانے کے لئے اپنے ایک جاسوس کو ہدایت کی کہ وہ خود کو شراب کے نشے میں غائب کرے۔ اور ایسی باتیں کرے کہ ماسک من کے ایجنٹ کو پاسداری کا ماسک معلوم ہو جائے۔

اس جاسوس نے ماسک من کے ایجنٹ کو چکر میں ڈالا۔

اس کے سامنے نشے میں ٹوائٹ کے اندر آیا اور اونچی آواز میں ٹرانسٹو کے ذریعے خبر دی کہ پاسداری ایک ساتویں فلور پر دیکھا گیا ہے۔ پیرسٹر کو کلے کے ذریعے پاسداری کا نمبر معلوم کرنا چاہیے گا تو پاسداری ہوشیار ہو جائے گا۔ وہ جلدی میں ہوٹل چھوڑ کر باہر آئے گا۔ پھر اوکلے کے آوی اسے گھیر لیں گے۔

پیرسٹر اوکلے نے ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں صرف ایک ٹیکسی رہنے دی تھی باقی ٹیکسی ڈرائیوروں کو ابھی خاصی رقم دے کر وہاں سے بھجوا دیا تھا۔ وہ واحد ٹیکسی جس میں ہم باپ بیٹے سوار ہوئے تھے۔ اس میں خفیہ آہنی دیواریں تھیں۔ دیواریں ناقابل شکست تھیں۔ ہمارے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتی تھیں۔ ہمارے پیچھے سے آواز باہر نہیں جاسکتی تھی اور دونوں طرف دروازے خود بخود قفل ہو جاتے تھے۔ انہوں نے پہلے سے ہمارے لئے یہ چوہے دان بنا رکھا تھا۔ ایسی گاڑیاں جو شکار کو پکڑ کر لاتی ہیں، جی نہیں ہیں۔ پاسداری نے ہوٹل سے نکلنے وقت کہا تھا "آئی آسانی سے نکلنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے دشمنوں کو بے وقوف بنایا ہے۔ ہم آگے جا کر پھنس گئے۔"

ہمارے اور ڈرائیور کے درمیان ایک آہنی دیوار اٹھنے والی تھی۔ اگر مخصوص سیکٹرم سے وہ دیوار اٹھ جاتی تو ہم ڈرائیور کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ وہ ہماری پیچ سے دور ہو جاتا۔ ہمارے ہاتھ اس بار ڈرائیور کے گریبان تک نہیں جاسکتے تھے لیکن وہ دیوار نہ اٹھ سکی۔ پاسداری نے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے ہی اپنی آہنی اس جگہ رکھ دی تھی۔ وہ اپنی دیوار کے ساتھ اٹھتی ہوئی ٹیکسی کی چھت تک گئی تھی پھر دیوار اور چھت کے درمیان پھنس گئی یعنی آہنی دیوار چھت تک جا کر قفل نہ ہو سکی۔ ہم ٹیکسی کے پچھلے حصے میں قید ہوئے ہوئے بچ گئے۔ میں نے دیوار کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کی طرف دلیا۔ پاسداری نے پیچھے سے ڈرائیور کی گردن کو ایک بازو میں جکڑ لیا۔ گاڑی ادھر ادھر ڈگ لگاتی ہوئی رک گئی۔ ہماری طرف کے دروازے قفل ہو گئے تھے۔ ہم نے اگلے دروازوں کو کھولنے کی باہر چھلانگ لگائی۔ پاسداری ڈرائیور کے ساتھ اٹھ کر ہوسٹرک کے کنارے چلا گیا۔

ہمارے پیچھے آکر رکنے والی گاڑیوں سے فائرنگ ہونے لگی۔ ہم باپ بیٹے دو مختلف دروازوں سے نکلے تھے اس لئے ہوسٹرک کے دو طرف گئے تھے۔ فائرنگ بھی دونوں طرف ہی ہو رہی تھی۔ میں فٹ ہاتھ پر ریٹکا ہوا ایک نہایت ٹھیک گلی میں داخل ہو گیا۔ وہ گلی اتنی تھی کہ دونوں طرف کی عمارتوں کی دیواروں کو بیک وقت دونوں ہاتھ جھمکتے تھے۔

77

تازنگ کرنے والوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ وہ مجھے گولی مارنے کے لئے اس گلی میں آگئے تھے میں فوراً ہی دونوں طرف کی دیواروں پر پاؤں رکھتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ کوئی دس فٹ اوپر جا کر رک گیا۔ سر جھکا کر دیکھا ایک مسلح شخص دوڑتا ہوا گلی میں آیا۔ پھر رک گیا۔ مختصر انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اس کا خیال تھا میں کسی عمارت کی دیوار کے پیچھے چھپ سکتا ہوں۔ جب وہ میری پچھلی ہوئی ٹانگوں کے نیچے سے گزرنے لگا تو میں نے اس پر چھلانگ لگائی۔ وہ اوپر سے آنے والے دس فٹ کا پورا برداشت نہ کر سکا۔ زمین پر گر اٹھا۔ اٹھنے میں دیر لگی۔ محبت اور جنگ میں دیر ہو جانے کا اندھیرا ہو جاتا ہے۔ میں نے اس کی گردن پر ایک کرائے کا ہاتھ مار کر اس کی راتھل چھین لی پھر دیواروں پر چھلانگ لگائی۔ گولی مار کر اسے زخمی کیا پھر اس کے دماغ میں پیچ کر معلوم کیا۔ وہ پلان میکر پینز اوکلیے کا آدمی تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور مسلح شخص تھا۔ وہ پارس کے پیچھے گیا تھا۔ میں نے کہا "اسے آواز دو۔"

اس نے تکلیف سے کراچے ہوئے پکارا "سٹائی! جلدی آؤ سٹائی!"

دوسری طرف سے ایک کمزور سی آواز سنائی دی "ریٹی! میں نہیں آسکتا، مشکل میں ہوں۔ پلیز میری مدد کے لئے آؤ۔"

میں نے بولنے والے کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ پتا چلا پارس نے ہاتھ موڑنے کا ایسا داؤ استعمال کیا ہے کہ وہ بچاؤ کے لئے تو زکریے کا تو بازو کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اس کے ہتھیار سامنے پڑے، ہوئے تھے جیسے وہ ہاتھ بڑھا کر اٹھا نہیں سکتا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر ڈرائیور دوار سے نکل گئے۔ بیضا ہوا تھا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھکی ہوئی تھی۔ پتا نہیں وہ زندہ تھا یا مر چکا تھا۔ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر رہا تھا۔ اسکی سوچ بڑھنے کے بعد میں نے اس کی زبان سے کہا۔

"پارس! میں وولف بول رہا ہوں۔ اس کی جیب میں ٹرانسشو ہے۔ یہ کسی پینز اوکلیے کا تھ ہے۔ اس کا ہاتھ چھوڑ دو میں اس کے ذریعے پینز اوکلیے تک پہنچوں گا۔"

اس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ اپنا بازو سہلانا ہوا بیٹھ گیا۔ میری مرضی کے مطابق جب سے ٹرانسشو نکال کر آپریشن کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں رابطہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے کوڈ ورڈز کا تبادلہ ہوا۔ میرے معمول نے کہا "سر! پارس وہ جیسی لے کر فرار ہو گیا ہے۔"

"کیسے فرار ہو گیا؟ کیا وہ اپنے ساتھی کے ساتھ پچھلی سیٹ پر نہیں بیٹھا تھا؟"

"دونوں ہی بیٹھے تھے۔ انہیں چاروں طرف سے قید کرنے کے لئے آہنی دیوار کا خود کار نظام بالکل ٹھیک تھا۔ پھر

پتا نہیں وہ ڈرائیور کو ہلاک کر کے اس کو گاڑی سے باہر پھینک کر مکمل ملے گئے تھے؟"

"کیا کو اس ہے! تم نے اپنی گاڑی میں بیٹھا نہیں کیا؟"

"وہ بیچ دربیچ گلیوں سے گزرتے ہوئے پتا نہیں کہ دم نکل گئے۔ ہم ان گلیوں سے نکلے تو وہ نظر نہیں آئے۔ ہم پھر انہیں تلاش کرنے جا رہے ہیں۔"

"جاؤ مرو۔ مگر مجھے رپورٹ دیتے رہو۔"

ٹرانسشو سے گفتگو ختم ہو گئی۔ میں پارس کے پاس آٹا تھا جس نے ابھی گفتگو کی تھی اسے گولی مار کر زخمی کیا پھر کہا "لوگ محض آٹا کار ہو اس لئے ہم ہمیں ذمہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

پارس نے اس کی جیب سے کار کی چابی نکال لی۔ پھر اس میں بیٹھ کر مشرقی استیبل کی طرف جانے لگے۔ میں نے ہاتھ اوکلیے کے پاس پیچ کر اس کی سوچ پر دسی۔ وہ انہی گلیوں میں سے ایک گلی میں تھا جس کے ایک مکان میں الپا سوری تھی۔ اوکلیے نے وہیں کی ہر گلی میں دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی تھی ان کے لئے الپا بہت اہم تھی ان کے ملک سے ٹپنی جیسی بگ کر بھاگ آئی تھی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس سے کوئی دوسرا ملک فائدہ اٹھائے۔ اس سے پہلے کہ پارس اسے ٹرپ کر کے فرانس لے جائے، اوکلیے اسے گولی مار دیتا چاہتا تھا۔

پاکل سمجھ رہا تھا الپا کے ساتھ ڈی پارس ہے اور اوکلیے اسے حقیقتاً پارس سمجھ کر اس کے ذریعے بھی الپا تک پہنچا چاہتا تھا۔ چونکہ الپا نے اندیشہ تھا کہ وہ دماغ میں آسکتی ہے اس لئے اوکلیے کا ایک سینئر افسر تھا جو گاگا مار تھا۔ وہ انہی گلیوں میں کیس چھپا ہوا تھا۔ ٹرانسشو کے ذریعے اوکلیے نے پھیلانے ہوئے چال کو دیکھا اور سمجھتا رہتا تھا اور اپنے طور پر مشورے دیتا رہتا تھا۔

میں نے پارس سے کہا "اوکلیے کا ایک سینئر افسر گاگا مار ہے۔ ان گلیوں میں کیس موجود ہے۔ وہ الپا کو دیکھتے ہی مارا چاہتا ہے۔"

وہ بولا "آپ کو اپنی آدمی ہو کی بہت فکر ہے۔"

"کیا چاہتے ہو؟ وہ بے موت مر جائے؟"

"نہیں۔ آپ درست کہتے ہیں۔ شاید وہ دیواروں سے آجائے۔ میری شیا می بھی آخری سانس تک یہودی ہے۔ مگر مسلمانوں کی دوست نہیں۔ انہوں نے میں بن کر جو تہیت دی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہودی بھی انسان ہوتے ہیں۔ الپا بھی انسان دوست ہو سکتی ہے۔"

"الپا کو نیند سے جگانا ہو گا۔ پتا نہیں وہ کس گلی کے پاس ہے۔ اگر اس گلی کا نمبر نام معلوم ہو گا تب ہی رات

پچھلے پھر سے پوچھیں گے کہ کون سی گلی مکمل سے شروع ہوئی ہے اور اس گلی سے اور کتنی گلیاں دوسری سمت جاتی ہیں۔"

"آپ الپا کو احساس دلانے کی وہ دشمنی عمل میں نہیں ہے۔ مجھ کو سنے گا وقت گزر چکا ہے۔ وہ خطرات سے بچنے کے لئے اسے ہمارے دوستی کی قدر معلوم ہوگی۔"

میں نے الپا کو نیند سے جگانا دیا وہ ہڑا کر اٹھ بیٹھی۔ یہ سوچ اس کے اندر پیدا ہوئی کہ انہی یہودی دواڑے کے پاس کسی قسم کی آواز ہوئی تھی۔ کوئی گلی میں ہے۔ وہ بستر سے اٹھ کر بے پاؤں چلتی ہوئی بینہ روم کے دواڑے تک آئی۔ کان لگا کر سنا۔ کچھ شانی سنائی دیا۔ میں نے اس کے اندر حوصلہ پیدا کیا تو وہ دواڑہ کھول کر بینہ روم سے باہر نکلے۔

وہ میاں بیوی غرض پر کمری نیند سو رہے تھے۔ میں نے احساس پیدا کیا مجھے کوئی گلی میں دوڑنا پڑا۔ وہ دے قدموں چلتی ہوئی زینے کے پاس آئی اور پھر وہیں سے پھرت پر پہنچ گئی۔ لوہے سے فریٹ کر پھرت کے کنارے آکر ڈاسا سراسر اٹھا کر گلی میں دیکھنے لگی۔ گلی میں دونوں بہروں پر دو موٹر سائیکل نظر آئیں۔ ہر گاڑی کے پاس دو افراد نظر آئے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ ہر گلی کے دو موٹر سائیکلوں کے ساتھ دو دو مسلح افراد بھی موجود ہیں۔ الپا کو اس طرح کھیرا گیا تھا کہ وہ مکان سے نکل نہیں سکتی تھی۔ کسی بھی گلی سے گزر نہیں سکتی تھی۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی "یہ تو شیطانی چال پھیلا ہوا ہے۔ کتنے دشمنوں اور کتنے دونوں تک میں چھپ سکتی ہوں۔ یہ دشمن یہاں سے نہیں نہیں گے۔"

وہ پریشان ہو کر تدبیر سوچنے لگی۔ ایسے وقت اسے یاد آ رہا تھا کہ پارس نے اسے کس طرح اغوا ہونے سے بچایا تھا۔ پاکل جیسے ٹپنی جیسی جاننے والے سے اور اس کے مسلح کارندوں سے لڑا آیا تھا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو وہ ابھی تک مالک مین کے قدموں میں پاکل کے تاب ہوتی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے تسلیم کر لیا کہ دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔ ایسے وقت پارس ہی کام آسکتا ہے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "نہیں پارس کوئی جن تو نہیں کہ ہر جگہ ہر محبت میں کام آجائے۔ اس مکان کے چاروں طرف گلیوں میں دشمن پھیلے ہوئے ہیں۔ سب کے سب خطرناک ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ پھر میں نے اس سے کون سا اچھا سلوک کیا ہے کہ وہ میری مدد کو آئے گا؟"

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگی "کچھ بھی ہو وہ مجھے پتا نہیں اب بھی میرے لئے جان کی بازی لگانا ہے۔"

یہ سوچتے ہی اس نے خیال ڈھالی کی پرواز کی۔ میں نے فوراً ہی پارس سے کہا "الپا تمہارے پاس آ رہی ہے۔"

وہ آئی تو اس نے پہلے سانس روکی پھر سانس لینے لگا۔ وہ دوسری بار آئی۔ آتے ہی بولی "سانس نہ روکنا میں الپا ہوں۔"

"تم راستہ بھول گئی ہو۔ میں یہودی پارس نہیں ہوں۔"

"پلیز! ملنے نہ دو، میں محبت میں ہوں۔"

"کیا تمہارے ہاں محبت میں مسلمانوں کو یاد کیا جاتا ہے؟"

"پارس! میں دو دوس کی۔"

"اچھا میں وہاں لے کر آ رہا ہوں، بولو مکمل ہو؟"

"میں چاروں طرف سے دشمنوں کے ترسے میں ہوں۔ جان بچانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

وہ اپنے حالات بتاتے لگی۔ اسے بھی وہاں کے راستوں اور علاقوں کا علم نہیں تھا۔ اس نے مکان کی اور گلی کی چند نشانیاں بتائیں۔ پارس نے کہا "تم نے جس عورت کی پچھلی جیبھی کے ذریعے سہا ہے اس کے دماغ سے مکان کا نمبر، گلی اور مکمل کا نام معلوم کرو۔"

"اوہ گلا! اتنی سی بات میرے دماغ میں نہیں آئی۔"

"دماغ سے غور نہ کرو عقل آجائے گی۔"

"میں قسم کھاتی ہوں، کبھی تم سے بڑھ کر ہر کی حکمت نہیں کروں گی۔"

اس نے عورت کے دماغ سے وہاں کا مکمل پتا معلوم کر کے بتایا "پارس نے کہا "آرام کر دینی ابھی ابھی تمہیں لے جاؤں گا۔"

"تم کیسے آؤ گے؟ مجھے یہاں سے کیسے نکالو گے؟"

"مجھے تمہیں سے بل ٹکانے ہیں۔"

"تم مجھے سر سے ٹوکا ہوا بل کہہ رہے ہو۔"

"میں اتنا بد ذوق نہیں ہوں۔ بل دشمن ہیں، تم تو تمہیں ہو۔"

"ہائے، تم کتنے اچھے ہو۔ میں بڑی ہوں تمہاری قدر نہیں کر رہی تھی۔"

"اچھا اب جاؤ۔ مجھے کام کرنے دو۔"

"میری موجودگی میں بھی کام کر سکتے ہو۔"

"کوئی تمہارے دماغ میں رہے تو کیا تم آؤلوں سے کام کر سکتی ہو؟"

"اچھا جاتی ہوں تندرہ منٹ کے بعد آؤں گی۔"

"کوڈ ورڈز یاد رکھو۔ میرے پاس آتے ہی کتا، میں پہلے انسان ہوں پھر یہودی۔"

"یعنی تم مجھے سنی یاد کراتے رہو گے۔ چلو، ٹھیک ہے۔ میرے کوڈ ورڈز کے جواب میں ہمیں بھی کتا پڑے گا کہ پہلے میں انسان ہوں پھر مسلمان۔"

"ضرور کموں گا کیونکہ یہ حقیقت ہے۔ جب میں نے

پیدا ہوتے ہی چند سانس لیں تو میں محسوس انسان کا چہرہ تھا۔ پھر میرے کانوں میں اذان سنائی گئی اور میری ماں نے دودھ پلایا تو میں مسلمان ہو گیا۔

وہ چلی گئی۔ پارس نے کار روک دی پھر اسے پوٹن دے کر واپس جاتے ہوئے بولا "ہی! ابھی میں نے ایک اسپتال دیکھا ہے۔ اسپتال کے پاس ایک پولیس اسٹیشن ہے۔ اب میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے" اسے سنئے۔ میں تھانے کے انچارج سے کموں گا کہ گلی نمبر دس کے مکان نمبر دو سو تیرہ میں ایک عورت بری طرح زخمی ہے۔ ایک ایسپرنس لے کر اسے فوراً طبی امداد پہنچائی جائے۔ جب وہ سوالات کرنا چاہا تو آپ اس کے دماغ پر قبضہ نہایتیں۔

"تمہاری تدبیر مجھ میں آگئی۔ تم پولیس کی عمرانی میں الپا کو لانا چاہتے ہو۔"

"آپ نے میری آدمی تدبیر سمجھی ہے۔ دشمن کسی حال میں الپا کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پولیس کی موجودگی میں بھی گولی مار سکتے ہیں۔"

"ہی! تمہارا آپ ہوں" باقی باتیں سمجھ چکا ہوں لیکن اس کام میں الپا کی مدد حاصل کرنی ہوگی۔

"وہ کیوں؟"

"وہ ترکی زبان جانتی ہے" میں نہیں جانتا۔ اگر تھانے کا انچارج انگریزی نہ جانتا ہو اور وہ ترکی میں بولتا ہو تو...."

وہ بات کٹ کر بولا "تو بھی الپا کی ضرورت نہیں ہوگی میں اس کے تعاون کے بغیر یہ کام کروں گا۔"

"کیسے کرو گے میرے بچے؟"

اس نے پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی روک کر کہا۔

"آپ فوراً آتی کو بلائیں۔"

میں نے چونک کر پوچھا "کس کی بات کر رہے ہو؟"

"آپ تو گھبرا گئے ہیں!"

میں نے انہیں بن کر کہا "کیا کیوں ہے؟"

وہ مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا "میں آتی کا نام نہیں لوں گا دیکھتا ہوں آپ کسے بلاتے ہیں۔"

اس کی آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی تھی۔ میں سلطان کو بلا سکتا تھا لیکن بیٹے نے نام نہ لے کر بھی لپٹی کو بلانے کا شرع اشارہ کیا تھا۔ اگر میں اسے نہ بلاتا تو چور کی دائرہ میں تنکا والی بات ہوتی۔

سچ بات تو یہ ہے کہ لپٹی کے پاس جانے کا ایک بہانہ مل رہا تھا بیٹے نے ایسی شرارت کی تھی کہ مجھے جانتا نہیں چاہئے تھا اور اگر نہ جانتا تو بعد میں افسوس ہوتا رہتا۔ اس نے کہا "ہی! ادا میر ہو رہی ہے" الپا کسی ہی مصیبت میں پڑ جائے گی۔

میں نے غصہ دکھاتے ہوئے کہا "تم لپٹی کو بلانے کی بات سیدھے طریقے سے نہیں کر سکتے۔ بچپن میں کبھی تمہاری لپٹی نہیں کی" اب کسی دن ہاتھ تھادوں گا تو دن میں تارے نظر آجائیں گے۔ بہر حال الپا کی مصیبت کا خیال کر کے لپٹی کو بلا رہا ہوں۔

میں نے لپٹی کو مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک کر پھر دوسری بار جانے پر بولی "تمہارے درمیان کو ڈورڈ ضروری ہیں ورنہ دھوکا ہو سکتا ہے۔"

"کو ڈورڈ تم بتاؤ۔"

"آپ بتائیں۔"

میں نے ذرا سوچ کر کہا "پھول بکھلتے ہیں۔"

وہ شہانہ لگی میں نے کہا "اگر یہ پتہ نہ ہو تو...."

"نہیں" ٹھیک ہے۔ آپ بتائیں کیسے آتا ہوا؟"

میں اسے الپا کے معلق تانے لگا۔ اس نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "میں ترکی زبان جانتی ہوں۔ جب تک الپا دشمنوں کے زہنے سے نہیں نکلے گی میں تھانے کے انچارج کو اپنے قابو میں رکھوں گی۔"

میں نے کار سے اترتے ہوئے پارس سے کہا "تھانے دار کے پاس چلو۔"

وہ کار سے باہر آکر بولا "پلیز آتی سے میری بات کرادیں" ہرگز نہیں۔ چپ چاپ اپنا کام کرو۔ بدعاشی نہ ہم نے تھانے میں آکے ایک زخمی عورت کے معلق رپورٹ دی میرا انداز درست نکلا۔ وہ انگریزی نہیں سمجھ رہا تھا۔

میں نے لپٹی سے کہا "میں آکر میری زبان سے ترکی بولوں۔ وہ میرے دماغ میں آگئی۔ میں نے سوچ کی لہروں کے مطابق ترکی میں بولنے لگا۔ انپکڑ نے حیرانی سے کہا "آپ ہماری زبان روانی سے بولتے ہیں۔"

پارس نے کہا "بیچے سے محبت دھکا دے تو آدمی آگ سے ہر زبان بولنے لگتا ہے۔"

میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ انپکڑ نے پارس سے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میرا نام پارس ہے۔ میرے باپ کا نام فرہاد ہے" ماں کا شیریں ہونا چاہئے تھا کہ ایک ہیث شیریں کے ساتھ فرہاد کا نام جاتا ہے لیکن میں اپنی ماں کو محبت سے لپٹی لال کہا ہوں۔ میں نے محسوس کیا لپٹی میرے دماغ سے بھاگ گئی۔ انپکڑ پارس کی انگریزی نہیں سمجھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "کہہ رہا ہے؟"

میں نے لپٹی کے پاس آکر کہا "کیا غضب کرتی ہو۔"

چھوڑ کر آگئی ہو۔ انپکڑ ترکی میں بول رہا ہے میں کیا کر

دوں گا۔"

"نہیں! مجھے شرم آتی ہے۔"

"خدا کے لئے بیٹے کی شرارتوں کی سزا باپ کو نہ دو۔ جلد آؤ ورنہ کام بگڑ جائے گا۔"

میں اس کے دماغ سے آیا وہ میرے دماغ میں آگئی پارس انگریزی بولتا جا رہا تھا۔ انپکڑ نہ کھولے اسے دیکھتا جا رہا تھا۔ میں نے بیٹے کا کان پکڑ کر زور سے مروڑتے ہوئے کہا۔

"تمہاری شرارتوں سے لپٹی تنہا نہیں کرے گی تو الپا کی ہیبت آجائے گی۔"

پھر میں نے ترکی زبان میں انپکڑ سے کہا "آپ مسلح پولیس کی اچھی خاصی تعداد لے چلیں بہت سے غنڈے اس زخمی عورت کو ہلاک کرنا چاہیں گے۔"

وہ اس سلسلے میں سوال کرنا چاہتا تھا۔ لپٹی نے میرے پاس سے جا کر اس کے دماغ پر قبضہ نہایتیں۔ اس نے ریسپور اٹھا کر اسپتال ایسپرنس کے لئے فون کیا پھر اٹھتے ہوئے ہم سے بولا۔

"پلے ایسپرنس اسپتال سے نکل رہی ہے۔"

اس کی زبان سمجھ میں نہیں آئی پارس مجھے دیکھ کر سمجھ گیا کہ لپٹی انپکڑ کو کنٹرول کر رہی ہے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"زبان پارمن ترکی و من ترکی نمی دارم۔"

یہ کتنے ہی وہ تھانے سے باہر بھاگ گیا۔ اگر ہاتھ آتا تو میں اس کی پٹیر پر ایک دھپ ضرور تھاتا۔ اگرچہ وہ کچھ زیادہ ہی ستا رہا تھا۔ لپٹی مجھ سے کڑی تھی مگر ناراض نہیں ہو رہی تھی بلکہ شرارتی تھی۔ بیٹا اپنی شرارت کے آئینے میں ہم دونوں کو ایک دوسرے کے چہرے ہوئے چہرے دکھا رہا تھا۔

انپکڑ ایسپرنس اور مسلح پولیس کی جماعت کے ساتھ آگے چلا گیا۔ ہم بہت فاصلے سے ان کے پیچھے جانے لگے۔ میں نے پارس سے کہا "میں الپا کو سمجھتا جا رہا ہوں کہ وہ اس گھر کی عورت پر چادر ڈال کر ایسپرنس والوں کے حوالے کر دے اور خود گھر میں چھپی رہے۔ باہر سے کوئی اسے نہ دیکھے" تم بھی چاہتے ہو نا؟

"ہی! کی۔ یہ بھی کہہ دیں کہ جب تک میری آواز نہ سنے دروازہ نہ کھولے۔"

اسی وقت الپا نے آکر کو ڈورڈ ادا کیے "میں پہلے انسان ہوں بعد میں یورپی۔"

پارس نے جواباً کو ڈورڈ ادا کرتے ہوئے پوچھا "تم پندرہ منٹ بعد آنے والی تھیں؟ خیریت تو ہے؟"

"میں مجھے بھوک لگی تھی میں کچن میں آلیٹ بنا کر کھا رہی تھی۔"

میں الپا کے دماغ میں آیا اسے پارس سے باتیں کرتے

ہوئے یا تو لپٹی کے پاس آکر بولا "شیطان الپا سے باتیں میں مصروف ہے میں شرمندہ ہوں کہ اس نے تمہیں پریشان کیا" وہ خاموش رہی۔ میں نے کہا "سوری! تم نے تو انپکڑ کے دماغ پر قبضہ نہایتیں ہوا ہے میری بات کا جواب دو گی تو اس کا دماغ آزاد ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے تم اپنا کام کرو" میں ایک سپاہی کے دماغ میں رہوں گا۔"

اس نے چند ساعتوں کے لئے انپکڑ کو چھوڑ کر مجھے سے کہا "پلیز! آپ میرے پاس رہ کر مجھے گائیڈ کریں۔"

چند ساعتوں میں انپکڑ نے چونک کر سوچا "یہ میں پولیس پارٹی کے ساتھ کام جا رہا ہوں۔ ابھی تو میں تھانے میں تھا" اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ لپٹی نے پھر اس پر قبضہ نہایتیں۔ وہ ان گھوٹوں میں داخل ہو گئے جہاں ہر موڑ پر دو مسلح افراد ایک موٹر سائیکل کے ساتھ نظر آ رہے تھے۔ انپکڑ نے ان سے ڈانٹ کر پوچھا "میں اتنی رات کو تمہارا لے کیوں کھڑے ہو" پلے جاؤ ورنہ حوالات میں جاؤ گے۔"

انہوں نے جواب نہیں دیا۔ قانون کے محققوں سے الجھتا نہیں چاہتے تھے۔ وہاں سے چپ چاپ جانے لگے۔ دوسرے موٹر پر ایک مسلح جوان نے کہا "یہ ساتھ والا میرا مکان ہے" یہ میرا محلہ ہے۔ مجھے رات کو پورا دینے کا حق پہنچتا ہے" میں نے لپٹی سے کہا "انپکڑ کو ان سے الجھنے نہ دو۔"

وہ اسے اس مکان کے سامنے لے آئی جہاں الپا چھپی ہوئی تھی۔ اس گلی میں کھڑے ہوئے مسلح افراد ایسپرنس اور پولیس کی دو گاڑیوں کو دیکھنے لگے۔ مسلح سپاہی گاڑیوں سے اتر رہے تھے انپکڑ نے دروازے پر دستک دی وہ اندر سے کھلا ہوا تھا۔ اس نے دستک کے لئے ہاتھ مارا تو وہ کھلتا چلا گیا اندر میںاں چوہی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ چوہی پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی۔ ان پولیس انسپکٹرز نے اس عورت کو اسٹریچر پر ڈال کر لے جانے کا حکم دیا۔ جب دو سپاہی اسے اسٹریچر پر ڈال کر باہر آئے اور ایسپرنس کے پیچھے حصے میں رکھتے گئے تو ایک مسلح شخص نے آگے بڑھ کر کہا "یہ کون ہے اور تم کسے لے جا رہے ہو؟ ہمیں دیکھئے دو"

انپکڑ نے ایسپرنس کے پیچھے دروازے کو بند کرنے کا حکم دے کر اس شخص سے پوچھا "تم پولیس کے معاملات میں مداخلت کرنے والے کون ہوئے ہو۔"

وہ انپکڑ کو گمن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے بولا "اس عورت کو میرے حوالے کر دو" یہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔"

ایک سپاہی نے گولی چلائی۔ وہ الجھل کر ایک گاڑی کے پیچھے گیا۔ پھر دونوں طرف سے فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں۔ علاقے کے لوگ گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ دروازے اور

کونکوں سے جھاک کر دیکھنے لگے۔ جب پتا چلا اندھا حد فائزک ہو رہی ہے تو سب نے سم کر دواڑے بند کر کے۔ انیسٹر ایمرنس میں آکر بیٹھ گیا، ڈرائیور اسے ڈرائیو کرتے ہوئے کھلی سے باہر نکلے گا۔ فائزک اور شہید ہو گئی تھی۔ پولیس کے آوی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر فائزک کر رہے تھے وہ بھی ایمرنس کے پیچھے جا رہے تھے۔ ایسی صورت میں سب دشمن بھی اپنی گاڑیوں میں قنات کر کے ہوئے گولیاں چلا رہے تھے۔ ایمرنس جس کھلی سے گزرتی تھی وہیں کے دشمن پیچھے لگ جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی سی دیر میں تمام گلیں دشمنوں سے خالی ہو گئیں۔ پارس کارڈرائیو کرتا ہوا آیا پھر اس مکان کے سامنے رک گیا۔ میں پچھلی سیٹ پر آگیا الپا مکان کا دواڑہ کھول کر آئی پارس کے پاس بیٹھ گئی۔ وہ بہت خوش تھی۔ کمرہ ری تھی، اسی ہر گلی میں دشمن ہی دشمن نظر آ رہے تھے۔ تم نے تو مجھ کو پھیر دی ہے۔ اب ایک بد معاش بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔

دو ڈرائیو کرتا ہوا ایک شاہراہ پر آگیا پھر بولا "تم کھلی جاؤ گی؟" اس نے پارس کو دیکھا پھر ذرا قریب ہو کر بولی "یوں ہے رخی ہے سوال نہ کرو۔ میں بھلا کھلی جاؤں گی؟"

"اس دنیا میں بہت سے گڑھے ہوں گے، کسی گڑھے میں لے جا کر پینک دو۔"

"میں جیسے جاؤں گا۔"

"میں اسرائیل میں جا رہی ہوں، تم فرانس نہ جاؤ۔ ہم اپنے اپنے ملک سے دور رہیں گے مجھے تمہاری اس بات سے اتفاق ہے کہ ہم دور رہ کر بھی اپنے اپنے لوگوں کے کام آسکتے ہیں۔"

وہ بولا "ہم ہر جہز سے دور ہو سکتے ہیں لیکن مذہب سے دور نہیں ہو سکتے ایمان ہمارے تمہارے اندر ہوتا ہے۔"

"ہم اسے اندر ہی رہنے دیں گے۔ میں تمہارے سامنے خود کو یہودی نہیں کہوں گی تم میرے سامنے خود کو مسلمان نہ کہنا۔ ہمارا دین ہمارا اعتقاد ہمارے ساتھ ہو گا۔ ہم ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے مذہب کی طرف مائل نہیں کریں گے۔"

"یہاں نے میری مٹی شیا کو کبھی مائل نہیں کیا تھا۔ بلا صاحب کا پورا الزام ان کے یہودی ہونے کے بلو خدان پر اٹھ کر آتا اور دل و جان سے انہیں چاہتا تھا۔"

"تم برا نہ مانا۔ تمہاری شیا میں نے تم لوگوں کو تو خوش رکھا مگر اپنے ہی یہودیوں کے مفادات کو نقصان پہنچایا۔"

"یہ سراسر الزام ہے۔ آئندہ ثبوت کے بغیر میری دل کے خلاف کوئی بات نہ کہنا۔ تعجب ہے تم نے اب تک اپنے

جنرل اور اعلیٰ حکام کی ان چھٹی ہوئی سازشوں کو نہیں دیکھا ہوا میری دل کے خلاف کی گئی تھی۔ تم ٹیلی بیٹھی جانتی ہو صرف اتنا ہی معلوم کر لو کہ میری مٹی نے کن حالات میں اپنی جان دی تھی۔ تمہارے اعلیٰ حکام نے جو ریکارڈ تیار کیا ہے اس پر نہ جاؤ، ان کے دماغوں سے حقیقت معلوم کرو۔"

"ٹھیک ہے، تم کہتے ہو تو میں ان کے چور خیالات پڑھوں گی۔"

"جب تک حقیقت معلوم نہیں کرو گی اور تمہارا دل میری دل کی طرف سے صاف نہیں ہو گا، ہم ایک ساتھ نہیں رہیں گے۔"

"میں ابھی کھلی جاؤں گی؟"

"کسی ہو گئی میں قیام کرو، اپنا بیٹھ کر۔ ہم وہیں دس گھنٹے بعد ملیں گے۔"

الپا کو دشمنوں کے ترسے سے نکلنے کے بعد میں نے لپٹی سے کہا "اب انیسٹر کو جانے دو وہ ایمرنس کا تعاقب کرنے والے دشمنوں سے خود نٹ لے گا۔"

اس نے انیسٹر کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا "آپ جائیں گی، کیا مجھے بھگ رہی ہو؟"

"نہیں، میں آپ کے پاس آ رہی ہوں۔"

میں سمجھ گیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں زیادہ دیر رہ کر اس کے چور خیالات پڑھوں۔ مجھے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ میرے پیچھے ہوئے خیالات پڑھ لے گی شاید میرے پیچھے ہوئے خیالات میں وہی وہ تھی۔ دنیا مجھے دل پیچیک ہر حال کتنی ہے، میں کتا ہوں اس بار میں کوئی بات نہیں ہے۔ ایک تو میری عمر کا قصا ہے کہ مجھے سنجیدگی سے ایک طرف ایک چھت کے پیچھے بیٹھ جانا چاہئے دوسرے یہ کہ لپٹی ایک معزز اور محترم بزرگ کی صاحبزادی تھی۔ میں مستقبل میں کسی بھی پلو سے اس کا دل توڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ میرے پاس آگئی۔ میں کار کی پچھلی سیٹ پر قنات میرے ذریعے آگے دیکھتے ہوئے بولی "کیا یہی الپا ہے؟"

"ہاں۔ پارس نے خواہ مخواہ تمہیں پریشان کیا تھا۔ تم چاہ تو اب پارس کو چھیڑ سکتی ہو۔"

"آپ مجھے ہونے بارود کو دیا سلائی دکھانے کو کہہ رہے ہیں۔ آپ کا بیٹا بہت تیز ہے۔"

"ذہانت میں تیز ہے یا شرارت میں؟"

"وہ بڑی ذہانت سے شرارتیں کرتا ہے۔"

"یعنی اس نے ہمارے حلق جو شرارتیں کیں درست ہیں؟ کیونکہ ذہانت سے کیا ہوا کام کبھی غلط نہیں ہو گا۔"

وہ خاموش رہی میں نے پوچھا "کیا میرے خیالات پڑ

میری نیت معلوم کر رہی ہو؟"

"آں۔ نہ... نہیں تو؟ آپ یہ کبھی نہ سوچیں کہ میں آپ کے مزاج کے خلاف کوئی کام کروں گی۔"

"میرے مزاج کے مطابق کرو گی؟"

"ہاں، مگر کوئی شرارت نہ ہو۔"

"میری شرارت کی عمر گزر چکی ہے۔ میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں تم میرے اندر دیک کر میرے دھکے پیچھے خیالات پڑھو۔"

"آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں؟"

"میں مکلی کتاب بن جانا چاہتا ہوں۔ اب تک بہت بدنام ہو چکا ہوں، میں اپنی بدنامی کے سارے راستے بند کر کے کسی ایک راستے پر چلنا چاہتا ہوں۔ کسی ایک راستے پر چلنے کے لئے مجھے اپنی غلطیوں کو بھٹکا ہوا گاور میرے چور خیالات پڑھ کر تم مجھے سمجھاؤ گی۔"

"میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ آپ میری باتیں سمجھنا چاہتے ہیں۔ جن دنوں میں آپ کی لاطمی میں آیا کرتی تھی ان دنوں میں نے ایک ایک خیال کو پڑھا ہے، ایک ایک علت، ایک ایک فطرت کو سمجھا ہے۔"

"اس کا کیا مطلب ہے، مجھ میں کچھ اچھائیاں ہیں جن کے سبب تم آئی ہو۔"

"اچھائیاں ہی اچھائیاں ہیں اسی لئے لاکھوں افراد آپ سے محبت کرتے ہیں۔ صرف ایک برائی ہے، آپ سیلاب صفت ہیں، پارے کی طرح ایک جگہ نہیں ٹھہرتے۔ جگہ بدلتے ہیں، جوتے بدلتے ہیں، لباس بدلتے ہیں۔ یہ بری علت نہیں ہیں برائی یہ ہے کہ آپ ساتھی بدلتے ہیں۔ بدلتے ہوئے حسن بدلتے ہوئے انداز اور بدلتے ہوئے رنگ روپ کی طرف بے اختیار کھینچے جاتے ہیں۔"

"میں خود کو بدل دوں گا۔"

"ایسا بھی نہیں ہو گا۔ میں نے آپ کا زانچہ بنایا ہے، آپ کے ستارے اور آپ کے ہاتھوں کی لکیروں کے نقش دیکھے ہیں، پھر پلو سے یہی نتیجہ نکلا ہے کہ آپ آخری سانس تک سلطنت سے فرار حاصل کریں گے۔ دنیا کی کوئی عورت آپ کو باندھ کر نہیں رکھ سکے گی۔"

"میں تمہارے علوم اور تجربات کو بھٹکا نہیں سکتا۔ کیونکہ ہزاروں بار تو یہی ہے کہ اور تو یہ توڑی ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم سب کچھ جانتے ہو مجھے ہونے بھی میرے پاس ہو۔ تمہیں تو مجھ سے دور رہنا چاہئے۔"

"ہاں، مگر دور نہیں رہ سکتی، کچھ مجبوری ہے۔"

"کیسی مجبوری؟"

"میں نے اپنا بھی زانچہ بنایا ہے، اپنے ستارے بھی دیکھے ہیں، اپنے ہاتھ کی لکیروں کو بار بار دیکھا ہے۔"

وہ میرے اندر گہری گہری سانس لے رہی تھی مجھے بولتے بولتے ہانپ رہی ہو۔ پھر وہ آگے نہ کہہ سکی۔ میں نے پوچھا "اتنے سارے علوم تمہارے لئے کیا کیے ہیں؟"

"میں کیا کہوں، مجھے دونا آتا ہے؟"

"آخر بات کیا ہے؟ کیا تمہارے ستارے کہتے ہیں میں تمہاری زندگی میں آؤں گا۔"

"ہاں، آئیں گے، آئیں گے، آئیں گے، مجھے برباد کر کے چلے جائیں گے۔"

وہ اچانک رونے لگی۔ سوئے روئے میرے دماغ سے بھاگ گئی۔ مجھ پر سکت طاری ہو گیا۔ میں دیکھنے ہی دیکھتے بدترین ظالم شخص بن گیا تھا۔ بنایا تھا میں تو قہا ہی ظالم۔ کتنی محبت کرنے والیوں کے دل توڑے تھے اور دل توڑنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ وہ کمرہ ری تھی مجھ میں اچھائیاں ہی اچھائیاں ہیں صرف ایک برائی ہے ہر انسان کی ایک آدھ برائی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ایک برائی سے کبھی کچھ نہیں بگڑتا کبھی سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔ میں سلامت رہا مجھے نوٹ کر چاہئے والیاں ٹوٹی ہوئی رہیں اور اب ایک پیش گوئی تھی کہ ایک اور نوٹے والی ہے اور وہ اپنے دل سے جذبات سے حالات سے اور مقدر سے مجبور ہے۔ تقدیر اسے ٹھیک ٹھیک کر میرے پیار کی نمولی پر چڑھائے گی۔

اس کی داستان بتاتی ہے کہ وہ ابتدائے شباب سے مجھے چاہتی تھی لیکن مقدر کا چہرہ بڑھ کر مجھ سے کھڑی رہی تھی اس کا دل بے ہوش کرنا تھا۔ اس کے سینے میں پیدا ہو کر میری گود میں آنا چاہتا تھا وہ نفس کو مارنے میں کامیاب رہی تھی لیکن محبت کو نہیں مار سکتی تھی، اپنے اندر کی اس عورت کو نہیں مار سکتی تھی جو میرے لئے پیدا ہوئی تھی۔ مقدر نے اسے میرے نام لکھ دیا تھا، وہ میرا نام نکالتی تھی تقدیر مجھ لکھ دیتی تھی تقدیر لکھ دیتی تھی۔

وہ اپنی تقدیر سے ایک طویل جنگ لڑتی آ رہی تھی۔ تقدیر کے مقابلے کو پیچھے دھکیلتی آ رہی تھی۔ میں نے سوچا، وہ اکیلی تھک جائے گی بار جائے گی، میں اسے برباد کرنے کا مجرم کلاموں کا۔ اس سے پہلے ہی مجھے اس شریف زلوی کی جنگ میں شریک ہو جانا چاہئے، خود کو اس سے بہت دور لے جا کر اسے برباد ہی پہنچانا چاہئے۔

میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "جو کوڈور ڈز ہم نے مقرر کئے تھے انہیں نہیں دہراؤں گا۔ وہ دکھ پہنچانے والا ہے"

الفاظ ہیں، میں تمہارے آنسو پونچھے آیا ہوں۔
وہ آنسو پونچھے ہوئے بولی "میں نے آپ کو بلا واسطہ ظالم
کہہ دیا جب کہ آپ جان بوجھ کر کسی کی پر ظلم نہیں کرتے
ہیں۔ میرے معاملے میں بھی میری اسی قدر خراب ہے۔ مجھے
آپ سے بگڑ نہیں ہے۔"
"میں تمہارا مقدر بدل دوں گا۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔"
"تم ہانکن اس لئے سمجھتی ہو کہ تم نے تباہی لڑی
ہے، اپنے طور پر مجھ سے دور رہنے کی کوشش کرتی رہی ہو۔
آج سے میں دور ہو جاؤں گا۔"

وہ چونک گئی، انکار میں سرلانے لگی۔ میں نے کہا "اب
میں صحیح معنوں میں گناہم وہوں گا کسی سے کوئی رابطہ نہیں
کروں گا۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ کیا میری وجہ سے خون
کے رشتوں سے بھی غفلت نہیں رہیں گے؟"

"میں رشتے داروں اور دوستوں کی لاعلمی میں ان کی
خیریت معلوم کرنا رہا ہوں گا اور ان کے کام آتا رہوں گا لیکن
کسی کو اپنا ٹھکانا نہیں بنائوں گا۔ کسی کو اپنے دماغ میں نہیں
آئے دوں گا۔"

"یہ غلط فیصلہ ہے۔"

"بہت خوب! پہلے خودی کا کرتی تھیں کہ مجھے گوشہ
گمانی میں رہنا چاہئے، اب کیوں انکار ہے؟"

"میں آپ کے مقدر کا حامل جانتی ہوں۔ آپ صرف گناہ
رہیں گے لیکن تم نہیں ہوں گے۔ انہوں میں رہیں گے۔ لہذا
آپ کو تقدیر کے خلاف فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔"

"میں دنیا کی بدترین گناہیں برداشت کر سکتا ہوں لیکن
تمہاری بربادی کا الزام برداشت نہیں کروں گا۔ ایک شریف
خوادی کے لئے جان دے دوں گا لیکن اس کی عزت پر آج
نہیں آئے دوں گا۔"

یہ کہتے ہی میں اس کے دماغ سے نکل آیا، دوسرے ہی
لحظے وہ میرے پاس آئی، میں نے سانس روک لی چند سیکنڈ کے
بعد سانس لی وہ دوسری بار آتے ہی بولی "پھول کھینچتے ہیں"
میں نے کہا "پھول مر جاتے ہیں، پھل بھی دیے
جاتے ہیں۔"

"یہ پھول کا مقدر ہے۔"

"میں مقدر بدل دوں گا، مجھے ایک کوشش کرنے دو۔ باؤ،

چلی جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی تو موزی دیر بعد سانس لی انتظار
کیا۔ نہیں آئی، میں سمجھ گیا وہ پھر رو رہی ہوگی۔ میں کیا کر سکتا

تھا اس کی بھلائی کے لئے تو اسے رلا رہا تھا، آخر کتنا درد
میرا آئی جانے گا۔

پارس نے الپا کو ایک ہوٹل میں پہنچا دیا تھا۔ صبح
والی ٹھنی، ہم نے دوسرے ہوٹل میں قیام کیا، میں نے ہر
لپٹے ہوئے سوجا، گناہم زندگی ہی بھر ہے۔ مجھے چاہی اور آخری
ایک شریف زادی کی خاطر حتی الامکان شرافت کا ثبوت
چاہئے۔ میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے کارنامے انجام
دیے تھے یہ بھی ایک زبردست کارنامہ ہوگا۔

میں نے سوجا پارس سے کہہ دوں کہ کل ہم چھڑ جائیں
گے لیکن اس نے ہنسنے لپٹے ہی آنکھیں بند کر لی تھیں
پتا نہ تھا کیا تھا، صبح بائیں ہو سکتی تھیں میں دماغ کو ہدایت
کر سکیا۔

لیکن پارس جاگ رہا تھا، لیکن اس کے پاس آئی تھی
سے کہہ رہی تھی "بیٹے! میں بہت پریشان ہوں۔ دوسرے
پریشان نہیں کرو گے، میرا مذاق نہیں اڑاؤ گے اور عجیبہ گار
میری مدد کرو گے۔"
"آئی بیچ اپنی ماں کے سامنے شرارتیں کرتے ہیں
جب ماں پریشان ہوتی ہے تو اس کے لئے جان دینے کی سزا
عجیبہ ہو جاتی ہے۔"

"بیٹے! تمہارے پاپا ہم سب سے دور کیسے جانے والے
ہیں۔ اپنے بیٹوں سے بھی رابطہ نہیں رکھیں گے۔ کہہ
تھے تم لوگوں کی لاعلمی میں تمہارے کام آتے رہیں گے۔
"آپ ہماری بات نہ کریں صرف اپنی باتیں سمجھائیں
آپ سے دور کیوں جانا چاہئے ہیں جبکہ دوچار گھنٹے پہلے
بات نہیں تھی۔"
"یوں سمجھ لو مجھ سے ناراض ہیں۔"

"آپ سے ناراض ہو کہ وہ ہم سب کو کیوں چھوڑا
ہیں؟"

"ماں میں تم لوگوں کے ذریعے ان کا ٹھکانا معلوم نہ
کے۔ وہ آپ کو اپنے ٹھکانے سے دور رکھنے کے
سب کو اپنے سے دور کر دینا چاہتے ہیں، یہ بات سمجھو
آئی۔ میرے پاپا ایک ہو شید انسان ہیں، کسی خاص
بغیر وہ ایسا فیصلہ نہیں کریں گے۔"
"ہاں، ایک خاص بات ہے، اسے تم نہ سنا۔
"کوئی بات نہیں میں سے پوچھ لوں گا۔"
"ایسا نہ کرنا، انہیں بائبل جانے گا کہ میں تمہارا
آئی تھی۔"

"آپ اپنی آمد کو راز رکھنا چاہتی ہیں تو پھر بتائیں
مقصد کیا ہے؟"

وہ بے بسی سے ایک لمبی سانس لے کر بولی "میں نے
اپنے علم سے معلوم کیا تھا کہ وہ آخری سانس تک ہر جانی رہیں
گے، حکایت سے فرار حاصل کرنے کے لئے سامنے بدلے
دیں گے۔"
"ہمیں اپنے باپ پر غرہ ہے۔ اتنی باتیں راشن کارڈ سے
بھی نہیں سنیں۔"
"تم پھر شروع ہو گئے۔"

"آئی یہ دل بڑا بے ایمان ہوتا ہے۔ جب کسی ہر جانی
کے لئے چلتا ہے تو اپنی بات نہیں مانتا۔ میں نے مذاق کر رہا ہوں
نہ آپ کا مذاق اڑا رہا ہوں۔ میں آپ سے اور سلطانہ آئی سے
بہت پار کرتا ہوں، آپ میرے پار اور عقیدت کو سمجھتے
ہوئے بیچ تائیں، آپ مقدر کا حامل اور پاپا کی فطرت کو سمجھتے
ہوئے بھی انہیں کیوں چاہتی ہیں؟"

"میں اپنا مقدر بھی پڑھتی ہوں۔ جب میں میں برس کی
تھی تب سے میری تقدیر کہہ رہی ہے کہ تمہارے پاپا میری
زندگی میں آئیں گے پھر کسی دن چلے جائیں گے۔ تب سے
میں تقدیر کے خلاف لڑتی آ رہی ہوں۔ یہ لڑائی جیتنے کے لئے
میں کسی اور سے شادی کر سکتی تھی مگر تمہاری بات دہرائی ہوں،
دل بڑا بے ایمان ہوتا ہے۔ کسی ہر جانی کے لئے چلتا ہے تو
ہماری بات نہیں مانتا۔"

"پاپا دور کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

"وہ بہت اچھے ہیں، بہت ہی اچھے۔ وہ مقدر کے فیصلے
کے مطابق مجھے برباد نہیں کرنا چاہتے۔ کہتے ہیں دور چلے
جائیں گے، کسی کو ٹھکانا نہ بنائیں گے، مجھے اپنے دماغ میں
نہیں آنے دیں گے تو وہ ایک ظلم سے بیچ جائیں۔"
"آپ چاہتی ہیں وہ ظلم کریں؟"

"ہاں، اس وقت کہہ رہی ہوں وہ خون کے رشتوں
سے دور نہ ہوں۔ وہ ہم سب کے برے وقتوں میں مدد کے لئے
بیچ جاتے ہیں پھر یہ تو سوچو، ہمیں ان کی کوئی خبر نہیں ملے گی۔
خدا انہما کو دیکھ رہا ہوں گے یا کسی مصیبت میں اپنے گرفتار
ہوں گے کہ خیال خوانی کے ذریعے بھی ہمیں پکار نہیں سکیں
گے تو یہ ہم سب کے لئے کتنے شرم اور دکھ کی بات ہوگی؟"
"آپ درست کہتی ہیں۔ میں پاپا کو کیسے جانے نہیں
دوں گا۔"

"تم میرے بہت اچھے بیٹے ہو، میں اسی لئے تمہارے
پاس آئی ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کیا کرو گے؟"

"میں ابھی پاپا کے قدموں سے پت کر دھاڑیں مار مار کر
روستے ہوئے کوسں گا آپ نہ جائیں، کہیں نہ جائیں، جانا
ضروری ہو تو میں بھی چلوں گا۔ میں بچپن میں اسی طرح ضد کیا
کر تھا۔ وہ داناں دے کر مجھے ہلا کر دفتر چلے جاتے تھے، آج

میں ہاتھوں کی رشوت نہیں لوں۔ انہیں جانے نہیں دوں گا۔
"پلیز بیٹے، عجیبہ ہو جاؤ
"آپ کے اطمینان کے۔ اتنی کافی نہیں ہے کہ پاپا
نہیں جائیں گے۔"

"میری بات سمجھو۔ باپ۔ مے سامنے بیٹے کی نہیں چلتی۔
تم ضد کرو گے تو وہ دھوکا دے کر چلے جائیں گے۔"
"ہاں، پاپا! کچھ بعد سنو۔ وہ آپ کی اور محترم شیخ
مرحوم کی بہت عزت کرتے ہیں۔ آپ کی خاطر کوئی بذیائی قدم
اٹھائے ہیں۔"

"انہیں اس طرح دھوکا دے کر ہم پر شہ نہ ہو۔"
وہ سوچنے لگا پھر بولا "ایک مدت ہے آپ کو ساتھ دینا ہوگا"
"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔"

"کیا آپ ایک آدھ گھنٹے کے بیوش ہو سکتی ہیں؟"
"اس سے کیا ہوگا؟"

"ڈاکٹر مریض کا علاج کرنے سے لے اس کی بنی دیکھنا
ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے۔ پاپا کی بنی کتنی تیز
چل رہی ہے۔"
"پھر مذاق کر رہے ہو؟"

"عجیبہ کی ہے کہ رہا ہوں۔ وہ آپ۔ لے پریشان ہو
کر کہیں جانے کا ارادہ ترک کر دیں گے۔"

"کیا وہ میری خاطر فیصلہ بدلیں گے؟"

"سناؤ کو آج کیا ہے۔ آپ بیوش کیسے رہیں گی؟"
"میرے پاس۔" اسی میں میں اپنے بازو ایک
انکشن لگاؤں گی۔ بیوش میں آنے کے بعد وہ میرے دماغ
میں آئیں گے۔ میں کمزوری کے باعث انہیں محسوس نہیں
کر سکیں گی۔ وہ خیالات پڑھ کر سمجھ لیں گے کہ یہ
تمہاری چال تھی۔

"یہ چال نہیں ہے، آپ دل میں مدد کر لیں، دماغ میں
نقل کر لیں کہ پاپا انہیں چھوڑ کر جائیں گے تو آپ ہر دوچار
گھنٹے بعد خود کو کٹے کے انکشن لگاتی رہیں گی اور آہستہ آہستہ
جان دیتی رہیں گی۔"

"یہ ہوئی بات۔ میں قسم کھاتی ہوں یہی کروں گی۔"
"ارے نہیں، آپ قسم نہ کھائیں یہ صرف پاپا کو
سمجھانے کی بات ہوگی۔"

"نہیں میں قسم کھا چکی ہوں۔ تمہارے پاپا کیسے جائیں
گے تو شیخ الفارس کی بی بی جان پر کھیل جائے گی۔"

"مرگیا، پارس نے سر پڑ کر کہا "آئی جو کام شرارت
سے ہو سکتا ہے اس کے لئے عجیبہ ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"
وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا۔ لیکن اس کے دماغ سے چلنی
تھی۔ اس نے دس منٹ بعد مجھے نیند سے چونک رات بھر

دیکھا اس وقت لیلی میرے دماغ میں آئی تھی مجھ سے کہہ رہی تھی "مجھے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں تو جائیں مگر میں نے قسم کھائی ہے کہ ہر دو چار گھنٹے بعد خود کو بے ہوشی کا انجکشن لگائی رہوں گی میں اپنے اس آخری فقرے کے ساتھ ہی پہلا انجکشن لگا چکی ہوں۔"

میں نے فوراً ہی خیال خزانہ کی چملاک لگائی اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا وہ ایک بستر لیٹی ہوئی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں بازو میں پوست ہونے والی سوتی ٹکال رہی تھی پھر اس نے خالی سرخ ایک طرف پبیک دہی میں نے پوچھا "یہ تم نے کیا حرکت کی ہے؟"

میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ غفلت کے اندھیرے میں دوپٹی چلی گئی "بے ہوش ہو گئی۔ میں نے پارس کو خالی غالی نظروں سے دیکھا۔ اس نے پوچھا کیا ہوا؟ خیر تو ہے؟"

"وہ... لیلی... بے ہوش ہو گئی ہے۔"

"آہنی نے خود ہی بے ہوشی کا انجکشن لگایا ہو گا۔"

"ہاں" میں نے جواب دیا پھر چونک کر پوچھا "تم کیسے جانتے ہو؟"

"وہ تو ڈیڑھ پہلے میرے پاس آئی تھیں۔ مجھ سے کہہ رہیں تھیں کہ آپ ان سے کیسے دور جارہے ہیں انہیں اپنے دماغ میں آنے نہیں دیں گے میں آپ کو کسی طرح بدگوں میں لے کر کوئی تعمیر مسئلہ ہو گا تو پھر میرے روکنے سے بھی نہیں رکھیں گے" تب انہوں نے کہا وہ بے ہوشی کا انجکشن لگائیں گی اس کے بعد بھی آپ جائیں گے تو وہ ہر دو چار گھنٹے بعد اسی طرح خود کو آہستہ آہستہ مارتی رہیں گی کیا وہ ایسا کر رہی ہیں؟"

"وہ ایسا کر چکی ہے۔ بے ہوش پڑی ہے۔"

"وہ مکمل ہیں؟ کس قسم میں ہیں؟ ان کا کیا نام معلوم ہے؟"

میں نے گفتگو کے دوران چپ چاپ خیال پر حا قہ تھا۔

چلا وہ جیس میں ہے۔ مجھے بلحا صواب کے اوارے میں اطلاع دے کر اس کے پاس کسی کو بھیجتا چاہتے ورنہ کوئی دشمن اسے بے ہوشی کے دوران نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

میں نے محترم جناب علی احمد اللہ خیرزی صاحب سے رابطہ کر کے لیلی کی حالت بتائی "انہوں نے فرمایا" اس کے چنگے کے اطراف میں ہمارے آدمی موجود ہیں، میں انہیں ابھی اطلاع دیتا ہوں انشاء اللہ ہماری جی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں مطمئن ہو کر اپنی جگہ حاضر ہو گیا پارس نے پوچھا۔

"غفلت کا انتظام ہو گیا؟"

"ہو گیا۔ یوں بھی اس کے چنگے کے اطراف اوارے کے لوگ موجود رہتے ہیں۔"

"آپ کو اطمینان ہو گیا کہ وہ محفوظ رہیں گی؟"

"ہاں مگر تم اتنا کہہ کر کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اس لئے کہ کل آپ کو یہاں سے جا کر کیسے کم ہو چکا ہے۔"

"جس پر کچھ عقل ہے؟ میں کیسے جاسکتا ہوں؟"

"کار میں" ریل گاڑی میں "بحری جہاز یا ہوائی جہاز میرے کہنے کا مطلب ہے لیلی کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہوں؟"

"آپ نے تو ان کی حفاظت کا انتظام کر دیا ہے۔"

"حفاظت کرنے والے پیشہ اس کے ساتھ نہیں رہیں گے۔ وہ پھر بیہوش یا نشے کا انجکشن لگائے گی۔"

"نہیں بیلا! یہ عورتیں بس یونی جان دینے کی دھمکی دیتی ہیں۔"

"وہ شیخ مرحوم کی بیٹی ہے۔ زبان کی دھن ہے، جو کتنی بے وقوف کر مڑ رہی ہے۔ اسے کچھ ہو گیا تو میں خود کو بھی معاف نہیں کروں گا۔"

پارس اطمینان کی سانس لے کر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ گہمت نے چکر چلا کر لیلی سے دور جانے کا راستہ روک دیا تھا۔ سچ پوچھ تو ہی لیلی کو میرے قریب لایا تھا اور وہی میں چھڑنے سے روک رہا تھا۔ اُدھر اسے بے ہوش کر کے اودھ میری نیند اڑا کے آرام سے سو رہا تھا۔ آخر چینیاس کا قاتل۔

☆○☆

الپاچ دس بجے تک سوتی رہی اس نے آنکھ کھلنے کے بعد خود کو ایک ہوٹل کے کمرے میں پایا سوچنے لگی "میں کہاں ہوں؟"

وہ بخوبی یاد کرے فرار ہو کر تکی ایب اپنے لوگوں میں لگا تھی۔ ہانسل بوبا اسے اغوا کر کے لہان لایا تھا۔ پارس نے اسے اسٹبل پہنچا دیا تھا۔ اودھر چند دنوں میں ملک اور شرارتی تھی سے بدلے رہے تھے کہ صبح اٹھ کر سوچتا پڑا تھا کس شہر میں آنکھ کھل رہی ہے۔

پھر اسے یاد آیا وہ اسٹبل میں ہے۔ پچھلی رات پارس اسے ایک معمولی ہوٹل میں چھوڑ گیا تھا اس کے دل سے ایک آہ نکلی "آج اپنے نوٹ کر چاہتی ہوں جس پر اپنا سب کچھ ہوں وہ مسلمان ہے۔ جس قوم سے، جس خاندان سے اور جس شخص سے شدید نفرت تھی اسی کا بیٹا میرے جسم دیا جانے والا بن گیا ہے۔"

اس کی منہ سوجھنے لگا "یہ سب دھوکے سے ہوا ہے۔ پارس نے محبت نہیں کی ہے مجھے چھانسنے کے لئے چال ہے۔"

اس کے دل نے کہا "چال چلنے والے جان کی بازی ہار

گئے۔ وہ میرے لئے کئی بار خطرات سے کھیل چکا ہے۔"

منہ سوجھنے لگا "میرے لئے نہیں میری ٹیلی بینجی کے لئے سونیا کی بی بی میں مجھ جیسی بہترین خیال خزانہ کرنے والی کا انتظام کرنے کے لئے خطرات سے کھیلتا رہا ہے۔"

دل نے کہا "ایسی باتیں سوچتی رہوں گی تو دل ٹوٹ جائے گا۔ یہ دل اس کے لئے بری طرح پکھتا ہے اسی کو مانگتا رہتا ہے۔"

"دل کی یہ کردہ میرے ملک اور قوم کو زور دے رہی ہے۔ پارس کی دل ابھی میرے دماغ میں نہیں ہے، مجھے ابھی سوچنے کی آزادی ہے۔ مجھے ابھی طرح سوچنا چاہئے کہ پارس کی چالاکانے میرے دماغ کو رسوئی کی مٹھی میں دے دیا ہے گویا میں شادی سے پہلے ہونے والی سانس کے قبضے میں پہنچ گئی ہوں۔ وہ جب چاہے گی ٹیلی بینجی کی آنکھوں پر سو کو نچائے گی؟"

دینا کی کوئی عورت اپنی سانس کی حکمرانی نہیں چاہتی۔ مرد کو دل دہان سے چاہتی ہے "اس کی دل کو چھوٹی آنکھ سے بھی دیکھنا نہیں کتنی۔ الپا کے دماغ میں یہ بات جھوٹے کی طرح لگی۔ ایک تو وہ دل سے مجبور ہو کر فیصلہ کر رہی تھی کہ مسلمان پارس کو کس حد تک قبول کرنا چاہئے، اگر کسی حد تک قبول کر بھی لیا تو سانس کی حکمرانی بھی برداشت نہیں کرے گی اور سانس پہلے ہی حکمران بن چکی تھی۔

وہ بہتر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے شدت سے بے بسی کا احساس ہو رہا تھا وہ چاروں طرف سے بکڑی ہوئی تھی۔ اس کے وجود میں سب سے اوپر جو دماغ تھا وہ رسوئی کے قبضے میں تھا جسے میں جو دل تھا اس کا مالک پارس بن گیا تھا اور جن بیروں پر وہ کڑی تھی وہ پاؤں اس کے وطن کی زمین سے اکھاڑ پھینکے تھے۔ دل بیٹے اس کے ساتھ دوستی کے ثبوت پیش کرتے جارہے تھے جبکہ جھٹکا دشمنی ہی دشمنی تھی۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ جزیل کو اپنی بیجوری اور شکست کی رودلو سنائے گی بلا سے وہاں کے اعلیٰ حکام اس پر آئندہ انکھ نہ کریں! اسے کسی ملکی راز میں شریک نہ کریں۔ یہ ملک کے مفلوں میں بہر ہو گا۔ اس طرح رسوئی کو بھی کوئی راز معلوم نہیں ہو گا۔ اسرائیل میں جو بلند مرتبہ مجھے حاصل ہوا تھا میں اسے چھوڑ سکتی ہوں وہاں ایجنڈ کی نظروں میں کر سکتی ہوں لیکن اپنی قوم کو دوسروں کی نظروں سے نہیں گراؤں گی کبھی نہیں۔

اس نے خیال خزانہ کی پرواز کی اور جزیل کے پاس پہنچ کر کوڈورڈز لوائے۔ اس نے پوچھا "میں تم مکمل ہو؟ ہم تمہارے لئے پڑھان ہیں؟"

وہ ہولی "آپ مجھے بتی کہتے ہیں میں آپ کے اور اپنی قوم کے احمق کو نہیں نہیں پہنچاؤں گی۔ آپ سے کچھ نہیں پہنچاؤں گی۔ میرے ساتھ تھریڈز ہو گئی ہے۔ میں بری طرح

رسوئی اور پارس کے جال میں پھنس گئی ہوں۔"

"آپ کو اتنی جلدی یقین نہیں آئے گا۔ آپ سب نے بھی زبردست دھوکا کھایا ہے جسے آپ لوگ ذہنی پارس سمجھ رہے تھے وہ اصلی پارس ہے، مسلمان ہے جس میں توٹ گئی ہوں چاروں طرف سے بکڑ گئی ہوں۔"

"اودہ گاڑ! یہ اچانک کیسے ہو گیا؟"

"اچانک نہیں ہوا" پارس ذہنی بن کر پہلے سے آپ لوگوں کے درمیان موجود تھا۔ میں نے ایک آدھ بار اس کے چور خیالات پڑھنے کی کو شش کی مگر نہ پڑھ سکی۔ رسوئی میرے دماغ میں چھپی ہوئی تھی۔ مجھے پارس کی اصلیت معلوم کرنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔

"رسوئی نے تمہارے دماغ پر کیسے قبضہ کر لیا تھا؟ ایسا کب سے ہے؟"

"میں اس کے توخیمی عمل کے ذریعہ ہوں۔ یاد نہیں کر سکتوں کہ مجھے کب ٹریپ کیا گیا تھا۔ اندازہ کر سکتی ہوں کہ میری زندگی میں پارس کے آنے کے بعد ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔"

"اودہ" ہم بری طرح بے وقوف بنائے گئے ہیں۔ میں ابھی انکوائری کر رہا ہوں کہ ٹرننگ سینٹر میں ذہنی جبکہ وہ اصلی پارس کیسے پہنچ گیا لیکن یہ دکھ ناقابل برداشت ہے کہ تم دشمنوں کے چنگل میں ہو۔ جی چاہتا ہے اپنا سرخوڑ لوں۔ میں تمہیں دشمنوں سے نجات نہ دلا سکا تو اپنی جان دے دوں گا۔ میں دنیا کے چلاک ترین اور مکار لوگوں کی خدمات حاصل کروں گا۔ وہ تمہارے دماغ کو توخیمی عمل کے اثر سے نکالنے کے لئے رسوئی کو قتل کریں گے۔ تم حوصلہ رکھو، میں تمہیں ان دشمنوں سے ضرور نجات دلاؤں گا۔"

"آپ ایک بات یاد رکھیں رسوئی میرے ذریعے آپ لوگوں کے دماغ میں بھی پہنچی ہوگی۔ آئندہ وہ آپ کو ذہنی لٹوٹوں میں جلا کر سکتی ہے۔"

"میں یہ مسئلہ ایسے چند ہیں افراد کے سپرد کر رہا ہوں جو یوگا کے ماہر ہیں۔ میں انہیں تاکید کروں گا کہ مجھے خواہ مخویہ ذہنی لٹوٹوں میں جلا کر لیا جائے، وہ اپنی ذمے داریوں کو پورا کرتے رہیں اور میری جی کو رسوئی کی گرفت سے نکال لانے کی ہر ممکن کو شش کرتے رہیں۔"

"جب تک مجھے نجات نہیں ملے گی آپ بھی کسی ملکی راز میں شریک نہیں رہیں گے۔ جب وہ میرے دماغ میں آنے کی تو میرے پیچھے ہونے خیانت پر دم کر کے دھوکہ دے رہے ہونے والی یہ تمام باتیں معلوم کر لے گی؟"

آپ جو کر سکتے ہیں کر گزریں۔“
”میں ابھی اپنا کام شروع کرنا ہوں، پاس کہاں ہے؟“
”اسی شہر میں ہے۔ میں اس سے لوہوں کی لیکن آپ اسے اپنے آدمیوں کے ذریعے پکڑنے کی کوشش نہ کریں، وہ بہت چالاک ہے، ایک تو دوسروں کو جھانسانا خوب جانتا ہے دوسرے مجھ پر شبہ کرے گا۔“

”تم فکر نہ کرو۔ مجھ سے ہر حال میں رابطہ قائم کرتی رہو۔“
اپنا دماغ سے چلی گئی، جزل نے اپنے خاص ماتحت کو بلا کر کہا۔
”میں ڈارک روم میں جا رہا ہوں۔ اس کمرے کی لائٹیں کھیرے اور سائڈ کو آن کر دیں۔ ایک گھنٹے تک کسی سے ملاقات نہیں کروں گا۔ کسی سے فون پر یا ٹرانسمیوٹر پر گفتگو نہیں کروں گا۔“

ماتحت چلا گیا۔ جزل اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹھٹھکے لگا۔ وہ الپا کے لئے پریشان تھا۔ ایک مدت کے بعد ان کی قوم میں ایک خیال خوائی کرنے والی پیدا ہوئی تھی، وہ بھی شیا کی طرح تقریباً ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ صرف یہ اطمینان تھا کہ الپا اپنے ملک کی دلفار ہے۔ پاس اور روسوئی کی گرفت میں آنے کے باوجود ان سے سناڑ نہیں ہے اور ان کی بن کر کبھی ان کے کام نہیں آئے گی۔

وہ ڈارک روم میں اٹھایا۔ دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد کمرے کا جائزہ لیا۔ وہاں مختلف کھیرے تھے جو ایک مٹن دبانے سے بیک وقت آن ہو جاتے تھے۔ چھت سے دو مائیکرو فون لگ رہے تھے، ایک دیوار کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں تھیں جو ٹی وی، سی آر اور کمپیوٹر سے منسلک تھیں، وہ انہیں ترتیب سے آپرٹ کرنے کے بعد کمپیوٹر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

ٹی وی کا اسکرین آن ہونے پر ایک کرا نظر آ رہا تھا وہاں ایک میز کے اطراف تین کرسیاں تھیں۔ ایک جانب کمپیوٹر اور دوسری مشینیں تھیں جیسی جزل کے ڈارک روم میں نظر آ رہی تھیں۔ مزید ایک سرخ بلب روشن تھا۔ جب تین اوجڑ عمر کے افراد ان کرسیوں پر آکر بیٹھ گئے تو سرخ بلب بجھ گیا۔ وہ تینوں سامنے دیکھ رہے تھے کیا ان کے سامنے بھی اسکرین تھا اور وہ اسکرین پر جزل کو دیکھ رہے تھے۔

جزل نے کہا ”الپا ہمارے ہاتھ سے نکل رہی ہے۔ روسوئی نے تو میری عمل کے ذریعے اسے تباہ کر دیا ہے۔“
تھوڑی دیر پہلے جب روسوئی اس کے دماغ میں نہیں تھی، الپا نے موقع پا کر مجھے بتایا کہ ہم بہت پہلے سے دھوکا کھا رہے ہیں۔ ہم ڈی پاس تیار کرنے کی خوش فہمی میں اسلی پاس کو ٹریننگ دے رہے تھے۔“

جزل بول رہا تھا اور وہ توجہ سے سن رہے تھے۔ تمام دواؤں سننے کے بعد ایک نے کہا ”آپ صرف الپا کو نہ روک سکتے ہیں، مورگن بھی ہاتھ سے گیا۔ مورگن یوگا کا ماہر ہے لیکن الپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ روسوئی الپا کے دماغ کے بھی دماغ میں آئی ہوگی۔“
دوسرے نے کہا ”ہم سے آگے کوئی بات کرنے سے پہلے فوراً بچے مورگن کو نظر بند رکھنے کا حکم صادر فرمائیے۔“
اس نے ریسیور اٹھا کر اپنے خاص ماتحت کو یہی حکم دیا۔
ریسیور رکھ کر اسکرین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا ”ہمارے سب سے اہم الپا ہے۔ میں تم لوگوں کو کوئلن برین کتاہوں۔ تمہاری چالاکیوں اور منصوبہ بندیوں سے ہم نے امریکا بھی پر پاور کو اپنی مٹھی میں لے رکھا ہے۔ اب کوئی ایسی چال چلا کر روسوئی سے الپا کو نجات مل جائے۔“

ایک کوئلن برین نے کہا ”اے نجات ملے گی لیکن کچھ لے گی، یہ ہم آپ کو نہیں بتائیں گے۔ روسوئی آپ کے دماغ میں بھی آئی ہوگی۔“
”ٹھیک ہے، مجھے اپنی کارکردگی کی کوئی رپورٹ نہ دو۔“
روسوئی مجھے ذہنی لڑائیوں میں جھکا کر نے مجھے مار ڈالنا چاہے نہ بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہو۔ میں چاہتا ہوں کہ الپا جلد سے جلد نجات حاصل کر کے یہاں چلی آئے۔“
دوسرے کوئلن برین نے کہا ”اے نجات حاصل کرنے سے پہلے یہاں آنا چاہیے، ہماری عمرانی میں رہنا چاہیے اس کی دماغی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ اسے جسمانی طور پر بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اسے صیحت کریں کہ پاس کی محنت کا ظلم ٹوٹ چکا ہے، اسے اپنے وطن میں آکر رہنا چاہیے۔“

”وہ مجھ سے رابطہ کرے گی تب میں اسے سمجھاؤں گا۔“
وہی آج تم تین نظر آ رہے ہو، بلی دو کوئلن برین کتاہوں۔“
”وہ کیسے مصروف ہیں واپس آکر رپورٹ دیں گے۔“
”کوئی خاص بات ہوئی تو میں پھر رابطہ کروں گا۔“
لک فار الپا۔“
جزل نے رابطہ ختم کر دیا۔ تمام مشینیں آف کر دیں۔
الپا کے لئے بہت فکر مند تھا، خود کو دل ہی دل میں تسلیاں دے رہا تھا کہ پانچ کوئلن برین روسوئی کو الپا کے دماغ سے نکالنے کا کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ پانچوں یوگا کے ماہر تھے، مکاری شیطان کے جانشین تھے۔ وہ اپنے شاطران منصوبوں سے طاقتوں کو گتھی کا تاج بناتے تھے۔ ان پانچوں نے ایک فورس بنائی تھی۔ اس فورس میں ڈاکٹر انجینئر، سائنس دان، سرانفرسٹ وغیرہ تھے۔ یہ لوگ مطلوبہ ممالک کے شہروں

ہاتھ دہائیں اختیار کرتے تھے۔ اسلامی ممالک میں مسلمان بن کر رہتے تھے۔ پانچوں کوئلن برینز میں سے کسی کا بھی حکم سن کر برین رفتاری سے حرکت میں آجاتے تھے۔ یہودی عیسائی کے مختلف ممالک کے سربراہ بھی ان کے اعلانات کی تعمیل کرتے تھے۔ وہ پانچوں اور ان کی پوری فورس عبرانی زبان میں ایک دوسرے سے رابطہ کرتی تھی اور یہ زبان مشکل ہی سے کسی کی سمجھ میں آتی تھی۔

میری فیم میں سونیا پاس، علی تیور، لیلی اور سلطانہ یہ زبان جانتے تھے۔ دیکھتا ہے تھا کہ وہ پانچوں کوئلن برین الپا کے دماغ سے مجھے نکالنے کے لئے کیسی ذہردست چالیں چلیں گے۔ ابھی تو ہم اس حقیقت سے بھی بے خبر تھے کہ اسرائیل میں کسی کوئلن برین کا وجود ہے اور وہ ہمارے خلاف نکل پڑے ہیں۔

الپا نے غسل کر کے بہترین لباس زیب تن کیا، آئینے کے سامنے آکر دیکھنے لگی کہ پاس کو مزید دیوانہ بنانے میں کون سی روک تھام ہے۔ اپنے اوپر کی کمی اور اندر کی غالی کسی حسین عورت کو نظر نہیں آتی۔ اس نے خود کو مکمل بلایا۔ پھر سکرانے ہوئے پاس کے دماغ میں پہنچنے ہوئے بولی ”میں پہلے انسان ہوں بعد میں یہودی۔“

پاس ایک قہقہہ چلاتے ہوئے نکل رہا تھا۔ اسے ٹھٹھکا کہ اس نے دو گھنٹہ پانی پیتے ہوئے کہا ”بزرگوں نے کہا ہے کہ کھانے وقت کوئی یاد آکر یا یاد آکر ٹھٹھکا پینچلے تو وہ دوست نہیں ہے تم کسی سازش کے تحت تو نہیں آئی ہو؟“
”وہ گھبراہٹ کی۔ یہ پاس کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے؟“ پھر اس نے سوچا کیا روسوئی اس وقت میرے دماغ میں چھپی ہوئی تھی جب میں جزل سے باتیں کر رہی تھی؟ کیا اس نے پاس کو آکر سب کچھ بتا دیا ہے؟

پاس نے کہا ”تم خاموش کیوں ہو گئی ہو؟“
وہ دھٹکائی سے بولی ”ہاں میں سازش کر کے آئی ہوں، تمہاری ماں نے تمہیں بتایا ہو گا کہ میں تم سے دکھاوے کی محنت کرتی ہوں اور درپردہ دشمنی کر رہی ہوں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا ”میں تو ذائقہ کر رہا تھا تم ناراض ہو گئیں۔“
”تم ذائقہ نہیں کر رہے تھے مجھے طعنے دے رہے تھے۔“
”جب تم کوئی سازش نہیں کر رہی ہو، مجھے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی ہو، میری حقیقت معلوم ہونے کے بعد بھی مجھ سے پار کرتی ہو تو پھر میں طعنے کیوں دوں گا۔“
”تمہاری ماں کہاں ہیں؟“

”بھروسہ میں ہیں کل رات تمہاری کھوپڑی میں جاگتی رہی تھی ابھی سو رہی ہیں۔“

الپا نے خوش ہو کر ایک لمبی سانس لی۔ روسوئی سو رہی تھی جزل سے باتیں کرتے وقت بھی وہ دماغ میں نہیں تھی۔ پاس نے مذاق میں سازش والی بات کی تھی، اس کے دل میں چور تھا اس لئے وہ گھبرا گئی تھی۔
پاس نے پوچھا ”کیا تم بار بار خاموش رہ کر میرے چور خیالات پڑھ رہی ہو؟“

”نہیں، میں سوچ رہی ہوں تم سے جذباتی گفتگو نہیں کر سکتی گی۔ ہر لمحے یہ دھڑکا رہا ہے گا کہ وہ ہماری خفائی میں شریک ہیں۔“

”میری ماں کے پاس عقل ہے۔ ایسے وقت وہ تمہارے دماغ میں بھی نہیں رہیں گی۔ پہلے وہ میرے پاس آتی ہیں جب میں تمہارے پاس جانے کو کہتا ہوں تو وہ تمہارے خیالات پڑھتی ہیں۔“

”کیا تم بچ کر رہے ہو؟“
”بالکل بچ۔ ہم اخلاق اور تہذیب کا پاس رکھتے ہیں۔ ہمارے خیال خوائی کرنے والوں میں کوئی عورت ہو یا مرد، وہ کبھی کسی عورت کے دماغ میں اجازت حاصل کئے بغیر نہیں جاتا۔“

”پھر تمہاری ماں مجھ سے اجازت کیوں نہیں لیتی؟“
”جب تک تم پر مکمل بھروسہ نہیں ہو گا تب تک وہ مجھ سے پوچھ کر تمہارے اندر جلا کر دیں گی۔“
”میں ان کا استحوا کیسے حاصل کر سکتی ہوں؟“

”میں نے تم سے کہا تھا اپنے جزل وغیرہ کے چور خیالات پڑھو اور میری شیا کی کی صحیح ہنسی معلوم کرو۔ جب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کی موت کن حالات میں ہوئی تھی اور وہ کتنی عظیم تھیں تو میں تمہارے ساتھ رہنے کے متعلق سوچوں گا۔ ابھی تو میں تم پر بھروسہ نہیں کرنا ہوں، میری ماں کیسے بھروسہ کر سکیں گی۔“

”کیا ابھی تم میرے ساتھ انڈیول کی میر نہیں کرو گے؟“
”پہلے جو کہا ہے وہ کرو۔“
”تم آکر تو دیکھو، میں نے تمہارے لئے کیا سنگھار کیا ہے۔“

”میں گھٹنے دو گھٹنے بعد آکر سنگھار کی تعریف کر سکتا ہوں۔“
”تم بڑے ہنری ہو۔ اچھا میں ابھی جزل کے خیالات پڑھ کر آتی ہوں۔“

اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر آئینے میں دیکھا۔ دل کہہ رہا تھا، پاس ابھی دیکھے گا تو ٹھٹھکا جائے گا۔ یہ جلد دکھانے کے لئے مجھے جزل کے چور خیالات پڑھنے ہوں گے۔
وہ چپ چاپ جزل کے اندر پہنچ گئی۔ پاس نے مجھ سے

کہہ دیا تھا کہ وہ کہیں جا رہی ہے اس لئے میں اس کے دماغ میں
- پھنسا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی معلومات حاصل کرنے کی
ابتداء کیسے کرنی چاہئے۔ اور یہ ضروری تو نہیں کہ جو بھیجے جی کی
طرح چاہتا ہے، مجھے باپ کا پیار دیتا ہے، میں اس کے چور
خیالات پر حوصلہ میں پارس سے جھوٹ کہہ سکتی ہوں کہ
خیالات چھ چھ چھ ہوں۔ اس کی تسلی کے لئے کہہ دوں گی کہ
واقعی اس کی شیا کی کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ وہ بہت عظیم
عورت تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔
اس سے پہلے کہ وہ جزل کے دماغ سے یونہی واپس آئی،
میں نے جزل کے اندر تحریک پیدا کی۔ اس کے سوچ کے
ذریعے سوال کر لیا، "الپا کو کیسے نجات ملے گی۔ رسونی کیسے اس
کا چھپا چھوڑے گی۔"
جزل کی سوچ نے کہا "مجھے مہرہ قتل سے تھوڑا انتظار
کرنا ہوگا۔ پانچ گولڈن برین ضرور اس رسونی کو اس کے دماغ
سے نکل دیں گے۔"

یہ پانچ گولڈن برین والی بات میرے لئے نئی تھی۔ الپا بھی
ان کے متعلق پوچھتا چاہتی تھی۔ یہ تو ہمیں بعد میں بھی
معلوم ہو سکتا تھا۔ میں نے الپا سے سوال کر لیا "بڑے بڑے
گولڈن برین فریڈ کلیمتھ نہ گاؤں گے، اگر الپا کو رسونی سے نجات
نہ ملی تو کیا ہوگا؟"
جزل کی سوچ نے کہا "تو پھر مجبور ہی ہے، ہم الپا کو کوئی مار
دیں گے۔"

الپا کے دماغ کو جھٹکا ساگ۔ وہ بھی ایسی بات کی توقع نہیں
کر سکتی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جزل کا یہ چور خیال
اس نے صحیح طور پر سنا ہے۔ اس بار اس نے خودی سوال کیا۔
"نئے میں جی نہیں کتا ہوں اور باپ کا پیار دیتا ہوں" اسے کیا کوئی مارنا
چاہئے؟

"جی؟" جزل نے ناگوار سے سوچا "سیاست کے
میدان میں اقتدار کی جنگ ہوتی ہے۔ اس جنگ میں کوئی رشتہ
نہیں ہوتا۔ ہڈی جیتنے کے لئے گڑھے کو باپ بیٹا جاتا ہے۔ ہم
نے شیا کو بھی بیٹا بنایا تھا مگر وہ الٹی کی بھی ہماری دلدلار ہو کر
مسلمانوں کا بھی ساتھ دیتی تھی۔"

میں نے سوال کر لیا "کیا شیا نے یہودیوں کو نقصان پہنچایا
تھا؟"

"وہیے تو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن میں نقصان کیا
سم تھا کہ وہ مسلمانوں کی دوست تھی۔"
الپا نے جزل کی سوچ میں کہا "اچھا ہوا شیا کو مار ڈالا گیا
اسی سوچ کے ساتھ ہی میں نے جزل کے دماغ میں آکر
اسے شیا کی موت کا واقعہ سوچنے پر مجبور کیا۔ الپا توجہ سے سننے

گئی کہ کس طرح شیا کو شعل میں رکھا گیا تھا۔ میں نے فیڈ کیا
اس کی آہ سے کھلایا تھا۔ وہ حیوانی عزت دار عورت تھی۔
جب اسے قریب کا ظلم ہوا تو وہ اپنی بے عزتی اور بے اعتراف
برداشت نہ کر سکی، اپنی جان پر کھیل گئی۔
جب اس نے یہ تمام واقعہ دہرایا تو میں نے اسے
سوچنے پر مجبور کیا۔ اس کے دماغ نے کہا "جس شیا کی
شیا کی عزت سے کھلایا گیا تھا اور اسے خود کشی پر مجبور کیا گیا
وہی شیا کی عمل الپا کو رہائش کے لئے دیا گیا ہے۔"

الپا کو غصہ بھی آ رہا تھا اور دل بھی ڈوب رہا تھا۔ وہ جزل
وغیرہ پر ایسا اندھا اٹھ کر کرتی تھی کہ کبھی ان کے چور خیالات
پر حوصلہ نہیں چاہتی تھی اپنے لڑکے جتنے بھی بڑے ہوتے تھے
اپنے لئے ایسے ہی ہوتے تھے، دل کو ایسے تھکے تھے، ان کے
لئے دل میں ایک پیار بھری عقیدت ہوتی ہے۔ لیکن میری
اور عقیدت کا مطلب یہ نہیں کہ اپنے ہی خاندان، اپنی ہی قوم
کی شریف دلوں کی آہوں کی دھجیاں اڑادی جائیں اور انہیں
بے موت مرنے پر مجبور کر دیا جائے۔

اس نے جزل کے دماغ میں سوچ پیدا کی "ہم نے
تھا کہ الپا ایک ڈی پارس کو اپنا لے اور شیا کی طرح کسی مسلمان
سے اپنا دل نہ مارے لیکن الپا مسلمان پارس پر اپنا بھروسہ
پھی ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کی حمایت کرنا شروع کرے اور
اسلامی ملک کے خلاف سازش میں شریک ہونے سے انکار
کرنے تو کیا ہوگا۔"

جزل کی سوچ نے کہا "میں اسی تشویش میں ہوں کہ
ہوگا۔ ہمیں ایک نیلی بیٹی جاننے والی مل گئی ہے۔ ہم نے
کسی مسلمان کی گود میں جانے نہیں دیں گے۔ اسے
لانے کی تمام تر تدبیریں ناکام ہوں گی تو اسے بھی شیا کی طرح
موت کی تار میں دھکیل دیں گے مگر دشمنوں کو اس کی
بیٹی سے فائدہ اٹھانے نہیں دیں گے۔"

الپا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اگر جزل کے دماغ میں
ایک لمحہ بھی رہتی تو فخرت اور غصے سے پھٹ پڑتی۔ اس
دونوں ہاتھوں سے سر کو قہام بنا تھا۔ صدمہ سے آنسو
تھے۔ وہ عزت اور اپنی مرتبے کی بلندی سے ذلت کی پستی
گر گئی تھی۔ اس سے بڑی ذلت اور کیا ہو سکتی تھی
انسان نہیں جانور سمجھا جا رہا تھا۔ جانور بار بار داری کے قتل
رہے، کوئی فائدہ نہ پہنچانے تو مالک اسے بچا دیتا ہے یا
مار دیتا ہے۔ وہ جنہیں حب الوطنی کے جذبے سے بہت
چاہتی تھی، وہ اسے محض ایک جانور سمجھ رہے تھے۔
میں نے پارس سے کہہ دیا تھا وہ فوراً الپا کے پاس پہنچے
کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوا ہے۔ وہ صدمہ
سے ٹوٹ رہی ہے، اسے سمارے کی ضرورت ہے۔

ادارے میں پیرماٹرارے رے کا ہم سلمان واسطی ہے۔
لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ ادارے والوں کو
مسلمان بن کر دھوکا دے رہا ہے لیکن اس آواز نے مشورہ دیا
تھا کہ میں اپنے پیرماٹرارے رے کو کسی طرح آزماؤں۔
"تم نے اسے کس طرح آزما ہے؟"

جزل نے کہا "پیرماٹرارے رے نے مشورہ دیا تھا کہ ہم
اپنے نیلی بیٹی جاننے والوں کو مختلف چیزوں میں نہ رکھیں
جزیرہ کو کوئی فوجی چھائی میں بھیج دیں۔ ایک تو دشمنوں کو یہ
معلوم نہ ہوگا کہ انہیں کھل چکا ہے۔ دوسرے کوئی
اس جزیرے میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔ آج اس جزیرے
کے چاروں طرف بحری فوج ہے۔ لیکن میں نے ایک چلائی
کی ہے۔ جزیرہ کو کوئی بظاہر بارہ افرو کو بھیجا ہے لیکن ان میں
سے صرف چار جان نیلی بیٹی جانتے ہیں۔"

"نلی آٹھ کھاتے ہیں؟"
"کرل نے اپنی بیٹی جو راجوری کی خدمت لی ہے۔ اس
لئے وہ باپ کے پاس ہے۔ کسی تیسکر کرل کا ہونے والا دلہن ہے
میں اس پر زیادہ بھروسہ نہیں کرنا ہوں۔ وہ اپنی مورس ہے۔
نلی جھ میرے دلدلار ہیں۔ میرے لئے بڑی خاموشی سے خیال
خوابی کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک بارش رسل ہے
بارش رسل کا دماغ ہماری قیاس میں آچکا تھا۔ جو راجوری
اور کی تیسکر ہم نے بہت پہلے ٹرپ کیا تھا۔ ہم جب چاہتے
ان سے کام لے سکتے تھے۔"

جزل نے کہا "میرے دلدلاروں میں دوسرا پل ہوپ کسی
ہے، علی تیور نے اس کی بہن ویلی ہوپ کن کے ذریعے اسے
پھانسنے کی کوشش کی تھی لیکن پل ہوپ کن بچا امریکی ہے۔
اس نے علی تیور کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ تیزی دلدلار خلیا
ہے چہ جے کا نام نیو سنتا ہے اور پانچواں ڈی بورن ہے۔"
"تم نے پانچ کا ذکر کیا ہے، ایک اور کون ہے؟"

"وہ میری ایک بیٹی ہے، اس کا نام مرینا ہے۔"
"ان سب کے مکمل ایڈریس بتاؤ۔"
وہ تھلے لگا۔ سلمان نام اور پے نوٹ کر رہا۔ پھر اس نے
پوچھا "تیسری بیٹی مرینا کا پتا کیا ہے؟"

"تم میرے معمول ہو، مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گے۔
بتاؤ وہ لاپتا کیسے ہو گئی؟"

اس نے جواب دیا "جب سونیا اور علی تیور کی طرف
سے خطرات بڑھنے لگے تو مجھے اپنی بیٹی کی فکر ہوئی۔ وہ بہت
چلاک ہے۔ اس نے کہا میں اسے کہیں روپوش ہو جانے
دون اور یہ ظاہر کروں کہ دشمن نے مرینا کو بھی اغوا کر لیا ہے۔
اس طرح وہ چھپ کر مجھ سے رابطہ کرتی رہے گی اور دشمنوں کا

نے فیڈ کیا وہ جزل کو صاف نہیں کرے گی۔ اس کے اٹھو کو
اور اس کے دل کو نہیں پہنچائی گی ہے، وہ اس کے دماغ میں
ڈرلے پیدا کرے گی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "میں آج
ہی تم سے اور غور میں غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھتی رہی۔
ابھی انتقام کی جوش میں جزل کو نقصان پہنچا کر کیا ملے گا۔ ابھی
میں سمجھتی ہوں، صدمات سے چور ہوں، کوئی صحیح کام
نہیں کر سکتی گی۔"

"وہ بہتر کر پڑی۔ اس کا پیار تھا کہ وہ بد اور غم گسار
ہو۔ اسے محبت سے اپنے بازوؤں میں چھپالے۔ وہ ٹرپ کر
پارس کے دماغ میں پھنسی پھر پھری۔" پارس ایس ڈوب رہی ہوں۔
جلدی آؤ پارس! میں رو رہی ہوں۔"

"وہ ہلا" دروازہ کھولو گی تو آؤں گا۔ میں ابھی دستک دینے
ہی والا تھا۔"
وہ اچھل کر ستر سے نکل کر دوڑتی ہوئی آئی۔ دروازہ کھولا،
پھر پارس کو دیکھتے ہی "ہی، ہی، ہی۔"
میں بورانی کے دماغ سے نکل آیا۔

○☆☆○

ہمارے لئے راستے ہمارے ہو رہے تھے۔ مشکلیں آسان
ہو رہی تھیں۔ سونیا کا امید تھی کہ وہ جلدی خیال خوابی کرنے
والوں کو ٹرپ کرنے کے بعد اس ملک سے واپس چلی جائے گی۔
کامیابی یوں بھی ہو رہی تھی کہ اوپر الپا اپنے جزل کے
دماغ کو پڑھ کر دوست اور دشمن کی تیز کر رہی تھی۔ اور
سلمان آدھی رات کے بعد جزل کے دماغ میں بڑی آسانی سے
پہنچ گیا۔ جزل نے رات کے گیارہ بجے خواب آور دوا کی زیادہ
خوراک استعمال کی تھی۔ ایک گھنٹے کے اندر سو گیا تھا۔ سلمان
دہلی پہنچا تو اس کا دماغ ایک کتاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔
سلمان نے پہلے خوبی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول
بنا دیا۔ پھر پوچھا "تم پیرماٹرارے رے کے خلاف سخت رویہ
کیوں اختیار کر رہے ہو؟"

جزل نے جواب دیا "مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پیرماٹر
ارے رے بلیا صاحب کے ادارے میں رہ کر ہمارے لئے کام
نہیں کرتا بلکہ ہمارے درمیان پیرماٹرارے رے بلیا صاحب کے
ادارے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔"

سلمان نے پوچھا "تمہیں یہ رپورٹ کس نے دی ہے؟"
"میں نہیں جانتا" رات کو سونے سے پہلے ایک نیلی فون
کلنے آئی ہے۔ ایک آواز کہتی ہے، "وہ پیرماٹرارے رے
نہیں، سلمان واسطی ہے۔ یہ سبائی نہیں، مسلمان ہے۔ اس
کی تصدیق کرو۔ جتنی جلدی ہو سکے تصدیق کرو۔"

"تم اس کل کا جواب کیا دیتے ہو؟"
"میں کتا ہوں۔ یہ ہم سب جانتے ہیں کہ بلیا صاحب کے

سراخ لگائی تھی۔ میں نے بھی نہیں پوچھا کہ وہ مکمل زندگی گزار رہی ہے۔ اس نے بھی مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ یہاں اطمینان کٹتی ہے کہ وہ بخیریت اور محفوظ ہے۔

اسلمان نے کہا ”آئندہ وہ رابطہ کرے تو اس کا پتا معلوم کرو جزل نے فریاد داری سے کہا ”میں مریٹا ہے اس کا موجودہ پتا پوچھوں گا۔“

”تم اپنے دماغ میں میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گے اور مجھ پر کسی قسم کا شبہ نہیں کرو گے۔“

اس نے کہا ”میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا اور تم پر کسی قسم کا شبہ نہیں کروں گا۔“

اسلمان نے کہا ”کیا تم اس کی آواز کی نقل سنا سکتے ہو جو فون پر میرے خلاف بولتی رہتی ہے؟“

”بولنے والی عورت ہے اور میں عورت کی آواز کی نقل نہیں کر سکتا۔“

انتہائی کم دینا کافی تھا کہ بولنے والی عورت ہے۔ اسلمان کے تصور میں راحیلہ آگئی۔ وہ سوینا کے پاس آیا۔ وہ جزیرے کے لئے سبزیوں لانے آئی ہوئی تھی۔ وہ بولا ”سسر! اچھا ہوا آپ سبزیوں لانے کے بدلے جزیرے سے نکل آئی ہیں۔ ہم خطرے کو بتانا چاہتے ہیں انتہائی ہرجا جاتا ہے۔“

”بات کیا ہے؟“

اس نے کہا ”سسر وولف نے مارٹن رسل کو اپنے قلاب میں کر لیا ہے میں جزل پر عمل کر چکا ہوں۔ یوں دیکھا جائے تو سپر مارٹر کی بیٹ میرے لئے پکی ہو گئی ہے لیکن راحیلہ اچانک میرے لئے معیت بن رہی ہے۔“

”کیا اسے تمہارے سپر مارٹر ہونے کا علم ہو گیا ہے؟“

”شاید اسے معلوم ہو گیا ہے۔ جزل نے معمول بن کر بتایا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے فون پر ایک عورت بولتی ہے کہ سپر مارٹر اسلمان ہے اور بلیصاحب کے اوارے کا وفادار ہے اسی لئے آج کل جزل کا رویہ میرے خلاف ہو گیا تھا۔“

”تمہیں شبہ ہے کہ راحیلہ فون کرتی ہے، یقین نہیں ہے۔ پہلے راحیلہ سے رابطہ کرو“ اس سے بائیں کرو۔“

”میں نے یہی سوچا تھا پھر خیال آیا پہلے اپنی پوزیشن مضبوط کر لینا چاہئے۔ مجھے اور اسلمان کو کم از کم ایک دن کے لئے اس ملک سے نکل جانا چاہئے ورنہ راحیلہ جب جزل تک پہنچ سکتی ہے تو دوسرے حکام تک پہنچ کر ہمارا راستہ روک سکتی ہے۔“

”یہ بہتر ہے۔ اسلمان کو یہاں سے نکلنے کو کہو۔ لیکن نے جزیرے کے چوتھے ٹیلی بیٹھی جانے والے جوان جوڑی مارمن کو بھی نہ پڑ گیا ہے۔ باقی جوانوں کو بعد میں دیکھا جائے گا۔“

”سسر! آپ نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ جزیرے پر صرف چار ٹیلی بیٹھی جانے والے ہیں جو آپ کے ہاتھ آئے ہیں۔ باقی آٹھ ڈی ہیں، جزل نے مجھے، عوام کا قیام میں ان آنکھوں کے نام اور پورے نوٹ کر دیا ہوں۔“

”ایسا بے وفائی اور علی کو بھی یہاں سے جانے کو کہہ دیا۔“

”میلے بدل کر کل تک چلی جاؤں گی۔“

وہ سوینا سے بائیں کرنے کے بعد اسلمان کے پاس آیا۔ ورڈز ادا کئے، اسے جزل سے حاصل ہونے والی معلومات بتائیں پھر کہا ”جزل تو بخیر خیر سے بیدار ہو گا تو میری طرف کے مطابق ہم دونوں پر سے پابندیاں ختم کر دے۔ ہم کلاں کی فلاح سے یہ ملک چھوڑ دیں گے۔“

وہ بولی ”جزل پوری طرح قابو میں آگیا ہے۔ تم بہتر رہنا۔“

”میرا ہر شے ہو۔ راحیلہ سے بات کرو، ہو سکتا ہے وہ دشمنی کر رہی ہو۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہو، لیکن یہ ملک چھوڑنے کے بعد ہی میں راحیلہ سے رابطہ کروں گا۔ ورنہ وہ دوسرے ذرائع ہم پر پابندیاں عائد کر دے گی۔ ابھی اسے خوش فہمی میں رکھ دو کہ جزل اس کی فون کل پر عمل کر رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ والا ہے۔“

”ٹھیک ہے، میں روانگی کی تیاری کرتی ہوں۔“

”پہلے نیند پوری کرو، سوچ ہونے والی ہے۔“

”میں ابھی ٹائی اور علی کے پاس سے آئی ہوں، تمہارا ہوں۔ دو گھنٹے سونے کے بعد سفر کی تیاری کروں گی۔“

اسلمان نے دماغی طور پر حاضر ہو کر وہ فرسٹ دیکھی میں ٹیلی بیٹھی جانے والوں کے نام اور پتے لکھتے ہوئے ایک خیال خدائی کرنے والا مونٹریال میں رہتا تھا۔ ٹائی اور بھی اسی شہر میں تھے۔ اس نے علی کے دماغ میں دنگ دی ورڈز ادا کئے۔ وہ سو رہا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسلمان نے کہا ”ہوئے والی ہے، نیویارک میں چارنج کر میں منٹ ہوئے پھر اس وقت ہر شخص گہری نیند میں ہوتا ہے۔“

”علی نے پوچھا“ اگلے ایک یا دو کہہ کر آپ مجھے مجھے معذرت کریں گے؟“

”نہیں بیٹے! میں جانتا ہوں تم لوہ پارس پائی ہو اپنے قلاب میں رکھتے ہو۔ میں یہ کہتا چاہتا ہوں کہ اس دشمن بھی گہری نیند میں ہو گا۔ وہ اسی شہر میں ہے۔ پتا اسلمان نے پتا کیا کہ ”اس کا نام ڈی بورن ہے۔“

”یہی جانتا ہے، جزل کا وفادار اور خاص ماتحت ہے۔“

”میں ابھی جا رہا ہوں۔“

”پہلے اچھی طرح معلوم کرو، اس نے اپنی حفاظت کے لئے خاص احتیاطات کئے ہوں گے۔“

”آپ اطمینان رکھیں۔“

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ یہ جانتا تھا کہ اس کی بیٹی سوینا فانی علی کو پسند کرتی ہے۔ علی جیسا تنگ مزاج لڑکا کبھی اس سے ملنے کے لئے نہیں آتا۔ دونوں شانہ بشانہ خیرات سے کھیلنے آ رہے تھے۔ ابھی علی کے دماغ میں تنگ کرنے کے دوران ٹائی کیس نظر نہیں آتی تھی یعنی دونوں ایک بندہ موم میں نہیں تھے۔ سمجھ رہے تھے، بڑی شرافت سے محبت کر رہے تھے۔ آخر وہ بلیافر دماغ کی نواہی تھی۔ فطر شرم و حیا کا پاس رکھتی تھی۔ وہ کچھ بھی نہیں کرانی حقیقت نہیں جانتی تھی۔ اسے اتنا معلوم تھا کہ سوینا نے ایک مہل کی طرح اس کی پرورش کی ہے۔ جب اسے بلیاصاحب کے اوارے میں داخل کیا گیا تو وہ لاوارث تھی اسے باپ کے طور پر اسلمان دماغی کا نام دیا تھا تھا۔

ظاہر اس کے ساتھ نااضافی ہوئی تھی۔ وہ اپنے نا جانان کے اوارے میں اور باپ کی موجودگی میں لاوارث تھی۔ لیکن اس کی بہتری کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ راحیلہ کو ہر طرح سے تعین دلایا گیا تھا کہ اس نے ایک مردہ بچے کو جنم دیا ہے۔ اس کی کوئی بیٹی اور بلیاصاحب کی کوئی نواسی نہیں ہے۔ اگر راحیلہ کو معلوم ہو جاتا تو وہ اپنی بیٹی کو جین لینے کی ہر ممکن کوشش کرتی۔ یہ ان کے لئے شیطان کی ہدایات تھیں۔ راحیلہ کو اس کی مہل مارنے کے کئی اور سارائی کو اس کی مہل نے جین لیا تھا۔ کالا جلاوڑ کرنے والوں کا یہ سلسلہ چلا رہا تھا اور اس سلسلے کی موجودہ لڑکی سوینا ٹائی تھی۔

علی تیور تیزی سے لباس تبدیل کر رہا تھا۔ ٹائی دوسرے کمرے میں سو رہی تھی۔ وہ اسے آرام کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اسے اطلاع دیے بغیر جا رہا تھا۔ اس نے جوتے پہننے کے بعد نیا شافتی کارڈ جیب میں رکھا۔ اسلمان نے دونوں کے لئے نئے چیلے میں شافتی کارڈ اور دیگر ضروری کالکٹات بنوائے تھے۔ وہ دبے قدموں کمرے سے باہر آیا۔ کوریڈور میں پہنچ کر ایک کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ سبزی سوری تھی۔ علی تیور دیر تک اسے بے اختیار دیکھتا رہا۔ وہ تو ایسے بھی دل میں اغزنی تھی۔ نیند کی حالت میں اس کا حسن اور بھی محرزہ کر رہا تھا۔

وہ حقیقت پسند تھا، عشق و محبت کو خیالی معلومات سمجھتا تھا اور کتنا خیالوں کی دنیا میں رہنے والے کا مکمل رک جاتا ہے۔ وہ کوئی عملی کام کرتے کرتے تصور میں کھو جاتا ہے۔ اس نے ٹائی کے دیدار سے چونک کر سوچا ”مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں تو ایک ٹیلی بیٹھی جاننے والے ڈی بورن کو شکار کرنے جا رہا تھا۔ راستے میں عشق آگیا۔ آہ! اسی لئے میں محبت سے کھڑا رہا تھا۔ مگر یہ اپنے بس کی بات نہیں ہوتی۔ جب ہوئی

ہے تو بے اختیار ہوتی ہے۔ میں نے اور ٹائی نے دانست محبت نہیں کی ہے۔ ہم آپ ہی آپ ایک دوسرے کے امیر ہو گئے ہیں۔“

وہ کھڑکی کے پاس سے پلٹ گیا۔ اس بچکے سے باہر جانے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ غیر معمولی بات ہو رہی ہے۔ وہ رکنا چاہتا ہے مگر جا رہا ہے۔ ایک خیال آیا شاید یہ عشق کی حماقت ہے۔ ٹائی بے حد حسین لگ رہی ہے۔ اس کے قریب رہنے کو مہیا ہے۔

وہ سوچتا ہوا باہر آگیا۔ بچکے کے احاطے میں مضبوط کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ کار اشارت کر کے ٹائی کو نیند سے جگا نہیں چاہتا تھا۔ وہاں سے چلا ہوا احاطے سے نکل کر اسٹریٹ پر چلے لگا۔ آگے میں روڈ پر ایسے ٹیکسی مل سکتی تھی۔

وہ ڈی بورن کو شکار کرنے جا رہا تھا۔ اوہر ڈی بورن بچکے کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ وہ ٹائی اور علی کو شکار کرنے آیا تھا۔ جب سے وہ دونوں مونٹریال پہنچے تھے تب سے بورن ان کی ناک میں تھا۔ جزل کے خاص جاسوس ٹائی اور علی کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور وہ دوری دور سے تماشا دیکھتے ہوئے تسلیم کر رہا تھا کہ دونوں زبردست ہیں۔ ان کا سامنا کرنے کی حماقت نہیں کرنا چاہئے۔ وہ تھک رہا تھا پھر اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ انہیں دھوکے سے نہ پکڑ کرنا چاہئے۔

اب وہ انہیں دھوکے سے بے بس کرنے آیا تھا۔ اس کے شانے سے ایک چھوٹا سا کیس سلیڈر لٹک رہا تھا۔ اس میں بیوش کرنے والی گیس تھی۔ یہ کیس امیرے کرنے کے لئے بورن نے مہل چار بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس وقت دونوں گہری نیند میں ہوں گے۔ ان کے بیدار ہونے اور بیٹھنے سے پہلے کیس ان کے ہاتھوں میں جائے گی پھر وہ اٹھنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

اس نے بچکے کے چاروں طرف گوم کر دیکھا، کھڑکیوں اور دروازے بند تھے۔ یہ اچھا تھا۔ اس طرح کیس باہر نہیں جا سکتی تھی۔ وہ ایک پکڑ لگنے کے بعد سامنے دروازے پر آیا۔ ایک منٹ پہلے اسے علی تیور باہر سے بند کر کے گیا تھا۔ اس نے دروازے کو لاک نہیں کیا تھا، صرف چٹنی لگا دی تھی جسے بورن آسانی سے کھول سکتا تھا۔ وہ اندر جانے سے پہلے گردن سے لٹکے ہوئے کیس مایک کو پہنے لگا۔

علی چلے چلے رک گیا۔ اسے ٹائی کا چھوڑنے کا وقت جو ایک غیر معمولی سی بات محسوس ہو رہی تھی وہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اب سمجھ میں آگئی۔ ٹائی جو کبھی اوڑھ کر سو رہی تھی اس کے اندر سے ایک پاؤں جھٹک رہا تھا۔ اس پیر میں ایک جوتا تھا۔ وہ جوتے پن کر سو رہی تھی۔

علی نے جوئے کی ایک جھلک دیکھی تھی۔ پھر خانی کے خوابیدہ حسن میں گھو گیا تھا۔ وہاں سے واپسی پر لا شور کچھ کہہ رہا تھا اور وہ اسے مشتکی کی محبت سمجھ رہا تھا۔ ہر حال وہ راستے سے ہٹ گیا۔ بچکے کی طرف آنے لگا۔ خانی بہت سی غفلت پسند تھی، ہر کام سلیپے سے کرتی تھی۔ وہ کبھی جوتے پن ر نہیں سو سکتی تھی۔ علی کا داغ بچ چچا کر کہ رہا تھا کہ خانی کو مشکل میں ہے۔ کسی نے نہ پ کیا۔ وہ جس حالت میں تھی اسی حالت میں اسے سونے پر چھوڑ گیا گیا ہے اور اب اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کیا جا رہا ہے۔

وہ تقریباً دو تھوڑا سا بچکے کے احاطے میں پہنچا۔ بچکے فاصلے سے وہ دروازہ کھلا ہوا نظر آیا جسے وہ ابھی باہر سے پہنچی لگا کر رکھا تھا۔ اس نے چاروں طرف نظروں دوڑائیں پھر بچکوں کے بل چلا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ اندر اسے ہلکی سے آواز سنائی دی۔ وہ محتاط انداز میں دبے پاؤں کو ریڈو وٹس پہنچا۔ کوئی خانی کے بند کی وہ کھڑکی بند کر رہا تھا جس سے علی نے اس کے خوابیدہ حسن کو دیکھا تھا۔ اس بندہ روم کا دروازہ کھلا تھا جبکہ وہ تھوڑی دیر پہلے بند تھا۔

علی آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ بورن کا دروازہ تھا، کھڑکی بند کرنے کے بعد دروازے کے پاس آئے گا پھر گیس اسپرے کر کے باہر نکل کر دروازہ بھی بند کر دے گا۔ وہ گیس مامک پٹنے ہوئے تھا مگر جیسے ہی دروازے پر آیا اسکی کمر پر ایک لٹ پڑی۔ اچانک مٹنے کے باعث ہاتھ سے گیس سنڈر چھوٹ کر تالین پر چلا گیا۔ وہ آگے جا کر اونڈے سے گرا پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اتنی دیر میں علی نے پیچھے سے گردن دوچ لی۔ ایک ہاتھ سے چہرے پر چڑھے ہوئے گیس مامک کو کھولنے لگا۔ بورن اپنی گردن پھرانے اور گیس مامک کو کھولنے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مدد و جد کے دوران علی نے کہا "اٹھو آنکھیں کھولو تمہارے کمرے میں اتنی آوازیں ہو رہی ہیں اور تم...."

اس کی بات اوجھڑی رہ گئی۔ بورن نے علی کے پیٹ میں کستی ماری تھی۔ علی اس کے چہرے سے گیس مامک کھینچتے ہوئے پیچھے چلا گیا۔ پھر بولا "اس مامک کے بغیر تم گیس اسپرے نہیں کر سکو گے"

ایسا کہتے وقت وہ خانی کو دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا۔ وہ غافل پڑی ہوئی تھی جبکہ وہ نیند کی حالت میں بھی جاگتا ہوا ذہن رکھتی تھی۔ کوئی غیر معمولی بات ہو تو دماغ اسے چونکا کرتا تھا۔ اس کی یہ غفلت دیکھ کر بھی سمجھا جاسکتا تھا کہ اسکی کسی کب زوری سے کوئی فائدہ اٹھا کر علی پر قبضہ کرنے والا دشمن اس پر عمل کر رہا ہے۔

بورن اس کی گمراہی سے فائدہ اٹھاتا چاہتا تھا۔ اس نے

سوچا "خانی بے ہوش ہو جائے گی تو وہ اس کے دماغ میں جا کر گا۔ اس نے تالین پر بڑے ہوئے گیس سنڈر کی طرز چھلانگ لگائی۔ وہاں پہنچا مگر اسے جھک کر اٹھانے سے پہلے ہی ایک لٹ پڑی۔ وہ چپتا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔ علی کو خانی کی فکر تھی۔ اس کے پاس پہنچنے کے لئے دشمن کو بے بس کرنا ضروری تھا۔ دشمن بھی اچھا خاصا فائبر تھا۔ اب وہ وہاں سے کسی طرح بھاگنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے لئے راستہ بنانے کی غرض سے کمرے کی محدود فضا میں چھلانگ لگائی۔ وہ فلائنگ کلک مارنا چاہتا تھا، علی نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے ایک پکڑ دیتے ہوئے دیوار پر دے مارا۔ اس کے حلق سے ایسی جھینگی نکلیں جیسے ذہن کیا جا رہا ہو۔ پھر علی نے اس کے ایک بازو کو موڑ کر ایسا ڈانگا کر بڈی ٹوٹ گئی۔ وہ فرش پر تر پڑے ہوئے چپٹے لگا۔ علی سنڈر کو اٹھا کر خانی کے پاس آیا۔ پھر اسے جھنجھوڑ کر آواز دی "خانی! اٹھو خانی!" وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ پچھلی تین راتوں سے وہی ایک خواب دیکھتی آ رہی تھی۔ پہلی دو راتوں کو وہ لاجول پڑے ہوئے بیدار ہو گئی تھی۔ اس نے سوچا "علی کے سامنے اس خواب کا ذکر کرے گی۔ پھر سوچا علی ایسے بے گنے خواب کا مذاق اڑائے گا۔ امریکا جیسے انتہائی ترقی یافتہ ملک میں رہنے ہوئے کالے جلدو کا ذکر مستحکم خیر لگتا ہے۔"

لیکن آج تیسری رات بھی وہی ایک خواب نظر آ رہا تھا۔ شیطان کا ایک بڑا سا مجسمہ تھا۔ اس کے سامنے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ان شعلوں اور شیطان کے درمیان ایک سینیں عورت منتر پڑھ رہی تھی اور اپنی زلفیں بکھرائے بے ڈھنگے پن سے رقص کر رہی تھی۔ خانی نے خود کو ان شعلوں کے قریب دیکھا۔ وہ پوچھ رہی تھی "کون ہو؟ تم کون ہو؟ میں تین راتوں سے یہیں کیوں آ رہی ہوں؟"

"ہاں۔۔۔ تو آئی ہے۔ آج نہیں جاسکے گی۔ بول تو خانی ہے"

"ہاں میں خانی ہوں۔"

"بول تو خانیہ سلطان ہے؟"

"ہاں میرا پورا نام خانیہ سلطان ہے۔ میں جاری ہوں۔ میرے کمرے میں کچھ گلاب ہو رہی ہے۔ مجھے جانا چاہیے۔"

"تو نہیں جاسکے گی، میں نے بڑی مدتوں کے بعد تجھے بلا ہے۔ میری مائی میری ماں کو لے گئی تھی۔ میری ماں مجھے لے آئی۔ میں تجھے لے آؤں گی" ہا۔۔۔

"میں جاؤں گی، میرا علی مجھے آوازیں دے رہا ہے۔ تم مجھے روکنے والی کون ہوئی ہو؟"

"میں۔۔۔" اس نے منتر پڑھ کر چھوٹ ماری شعلوں اور زیادہ بھڑکنے لگی۔

قص کرتے ہوئے بولی "ہاں میں ہوں تیری ماں۔۔۔" اسی وقت علی نے اسے جھنجھوڑ کر آواز دی "اٹھو خانی!" وہ بڑا کر اٹھ بھیجی۔ علی نے پوچھا "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" کیا تم میری کسی نیند سوتی ہو؟"

"وہ چپ تھی۔ اس نے پوچھا "خواب دیکھ رہی تھیں؟"

وہ غلامی بھی ہوئی سرزد ہو کر بولی "اما حیلہ!" علی تیسروں نے ٹوٹتی ہوئی نظروں سے سونیا خانی کو دیکھا۔ مناف چاچا علی رہا تھا کہ وہ حیرزد ہو گئی ہے۔ اس کے چہرے کی گلابی رنگت ہیکل پر گئی تھی۔ دیکھ بھل گئے تھے اور وہ جلیکس جھپکاتے بغیر غلامی میں رہی تھی۔ علی تیسروں نے پوچھا "تم ہوش اور اس میں ہو؟"

"ہاں میں غلامی ایک تک دیکھ جا رہی تھی۔ علی نے اسے جھنجھوڑ کر آواز دی تو وہ چونک گئی پھر اسے دیکھتے ہوئے بولی "اما حیلہ!"

"اما حیلہ کیا ہے؟"

وہ گیارہویں بیچ مار کر علی سے لپٹ گئی "میں جاؤں گی، میں نہیں جاؤں گی، علی! میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں مجھے پکڑ لو!" علی نے اسے دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ اسے دل کی دھڑکنوں سے لگاتے ہوئے بولا "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم ایسی کمزور تو نہیں ہو کہ خواب دیکھ کر یوں سہم جاؤ۔"

"میں تین راتوں سے وہی ایک خواب دیکھ رہی ہوں۔ اسی ایک عورت کو دیکھ رہی ہوں۔ وہ کہتی ہے کہ وہ میری ماں ہے۔ اما حیلہ۔"

"تمہاری ماں؟"

"ہاں۔ وہ بہت خوبصورت ہے مگر شیطان کی حرکتیں کر رہی تھی۔ ایک شیطان کے بہت بڑے ہنسنے کے سامنے ناچ رہی تھی۔ وہ بڑی سیماک اچھل تھا۔ وہ شیطان کے سامنے ناچتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ اس کی مائی اس کی ماں کو لے گئی تھی اس کی ماں اسے لے گئی تھی اور وہ مجھے لے جائے گی۔"

علی نے کہا "یہ عجیب سی باتیں ہیں، میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"میں بھی سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔ مگر یہ محسوس کر رہی ہوں کہ تمہارے بازوؤں میں آنے سے پہلے میرا دل اس عورت کی طرف کھینچا جا رہا تھا جو خود کو اما حیلہ کہتی ہے۔"

دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے جسے ہم پسند کرتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں۔"

"میں بھلا اسے دل سے کیسے چاہوں گی۔ میں صرف تین راتوں سے اسے دیکھ رہی ہوں، یہ شیطان عمل ہے۔ وہ اپنے منہوں سے اور کالے جاوے سے مجھے کھینچ رہی ہے۔"

"لیکن باتیں مستحکم خیر لگتی ہیں لیکن میں تمہاری باتوں کو

جھٹلا نہیں سکتا کیا ایسا پہلے کسی ہوا ہے؟"

"کبھی نہیں۔ میں کالے جاوے کو صرف اس حد تک مانتی ہوں کہ کلام میں ایک جاوے کا ذکر ہے۔ میں نے تین راتوں تک ایک ہی خواب میں ایک ہی عورت کو دیکھا ہے۔ میں اسے خواب سمجھ کر بھلا دیتی لیکن میں صاف طور سے دیکھ رہی تھی کہ کسی انجانی شیطان قوت نے مجھے جکڑ لیا تھا۔ میں اس صیانت ماحول سے واپس آنا چاہتی تھی۔ میں نے وہاں تمہاری آواز بھی سنی تھی۔ تم مجھے نیند سے جگا رہے تھے میں آنکھیں نہیں کھول سکتی تھی۔ آخر یہ جاوے ہوا؟ آنکھیں کھولنے کے بعد میں نے تھوڑی دیر تک اس عورت میں کشش محسوس کی ہے تم مجھے یوں نہ پکڑتے تو شاید پھر میری آنکھیں بند ہو جاتیں اور میں اما حیلہ کے پاس پہنچ جاتی۔"

"کیا تمہیں پتا تھا کہ تم جوتے پن کر سکتی تھیں؟"

"آں؟" وہ چونک کر علی سے الگ ہو گئی۔ اپنے جوتوں کو دیکھ کر سوچنے لگی، پھر بولی "مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ تم تین بجے تک میرے پاس تھے۔ جب کمرے میں چلے گئے تو کیا ہوا؟ میں کیسے سو گئی؟ جوتے بھی نہیں اُتارے اور یہ کون ہے؟"

ڈی ہو سن فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ اب وہ دروازہ پر جھنک کر رہا تھا۔ ٹوٹے ہوئے بازو کو حرکت دیتے ہی چیخ پڑا۔ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا "علی نے کہا "یہ گیس سنڈر لے کر آیا تھا، تمہیں بے ہوش کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ بتائے گا کہ کون ہے اور یہاں کیوں مرے آیا ہے؟"

وہ کراہتے ہوئے بولا "پلیز مجھے فوراً اسپتال پہنچاؤ۔"

"تمہیں قوت دور تک پہنچائیں گے، پہلے ہمیں تھنسیاں پہنچانے کا مقصد تھا؟"

"میں مقصد نہیں جانتا میں محض ایک آلہ کار ہوں۔"

"ہم تھوڑی دیر کے قیمن کر لیں گے۔ لیکن جب ہمارا خیال خرابی کرنے والا تمہارے دماغ میں پہنچے گا اور تمہارا جموت ظاہر ہوگا تو سوچ لو تمہارا کیا بنے گا۔"

وہ پریشان ہو گیا "تکلیف سے کرا رہے ہوئے بولا "میں چیخ بولوں گا، تمہارا دماغ دہن کر رہوں گا۔ پھر بائیں لفٹ بھیج دوں گا۔"

وہ رو کی شدت سے تر پڑے لگا۔ علی نے کہا "آگے بولو۔"

وہ تکلیف سے تھر تھراتے ہوئے بولا "انسان بنو میں مرنے والا ہوں۔"

خانی نے کہا "تھوڑی دیر پہلے تمہارے ہاتھوں میں مرنے والی تھی۔"

"ہاں گاؤں میں تمہیں قتل کرنے نہیں آیا تھا تمہارے دماغ کو کھودنا کر تمہیں اپنی معمول بنانا چاہتا تھا۔"

"تو کیا تم نہیں جانتی تھیں؟"

”ہاں‘ جانتا ہوں۔ یہ باتیں بعد میں ہو سکتی ہیں کم از کم ایسبرینس۔ لے تو فون کرو۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔“ اگر میں خدا کا واسطہ دیتی تو تم مجھے معاف کر کے چلے جاتے؟“

”میں غلطی پر تھا۔“

”ہم تمہیں معاف کرنے کی غلطی نہیں کرنا چاہتے۔“

”آہ! آہ! مجھے اپنے کئے کی سزا مل چکی ہے۔“

”پہلے معلوم تو ہو کہ تم کون ہو۔ تمہارے جراثیم کی فہرست دیکھ کر ہم سزا کا تعین کریں گے۔“

وہ تکلیف سے بڑبڑاتے ہوئے بولا ”ذیل! ایسینو! خالو! میں مر رہا ہوں۔“

”بازو کی بڑی ٹونٹے سے کوئی نہیں مارتا۔“

وہ چیخ کر بولا ”تم لوگ مجھے اسپتال کیوں نہیں پہنچاتے؟“

علی نے کہا ”میں! کینیڈا میں ہمارا ایک دشمن خیال خوانی کرنے والا ہے۔ اس کا نام بی بورن ہے۔ تھوڑی دیر پہلے میں اسے ٹرپ کرنے جا رہا تھا مگر راستے سے واپس آگیا۔ ہمارا خدا ہم پر مہربان ہے۔ منتے میں ٹرپ کرنے جا رہا تھا وہ میرے سامنے اڑیاں کر گڑ رہا تھا بے تم ہی بی بورن ہو۔“

”ہاں! میں بورن ہوں۔ تمہارے سامنے ظاہر ہو گیا ہوں! اب تو طبی امداد پہنچا دو؟“

اسی وقت سلمان نے علی کے پاس آکر کوڈرڈز ادا کئے۔ علی نے کہا ”سامنے شکار پڑا ہے۔ آپ اس کی آواز سنیں۔“

اس نے بورن سے کہا ”کوئی گیت سناؤ۔“

وہ غصے اور تکلیف سے بھڑک گیا۔ بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ پھر ایک اس کی زبان ادھتوں کے درمیان آگئی۔ ایک کے بعد دوسری تکلیف نے اس کے ہوش اڑا دیے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ سلمان نے کہا ”میرے بچوں کو گالیاں دینے والی زبان کٹ کر الگ بھی ہو سکتی ہے۔“

وہ غمگین ہو چکا تھا ”اس کی سوچ نے کہا ”مارڈالو۔ مجھ کو مارڈالو۔ میں یہ اڑتیں برواشت نہیں کر سکتوں گا۔ تم جو کوئی بھی ہو مجھے مارڈالو۔“

”تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ ان ٹکلی پیٹتی جانتے والوں کے متعلق بتاؤ جنہیں تم جانتے ہو؟“

”میں نہیں بتاؤں گا تو تم مجھے مارڈالو کے“ اور میں یہی چاہتا ہوں۔“

”میں زندہ رکھوں گا“ غصہ غصہ کر اڑتیں پہنچاتا رہوں گا۔ تم موت کی بجائے مانگو گے میں تمہارے چور خیالات پر ہتھاریوں گا۔ وہ ٹھکرتا خودہ انداز میں بولا ”میں تقریباً سر پکا ہوں“ مرتے وقت جھٹ نہیں بولوں گا۔ تم مجھے ایک بار صبی امداد پہنچا کر آزماؤ میں تمام عمر تمہارا غلام رہوں گا۔ مجھ پر توبیخی عمل

کر کے مجھے اپنا تابعدار بنالو۔“

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ سلمان اس کے چور چور پڑھ رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اس پر رشتہ رشتہ بے ہوشی ہو رہی ہے۔ اس نے علی سے کہا ”ایسبرینس کے لئے فون

ان سے کو۔ فلاں اسٹریٹ میں ایک شخص زخمی پڑا ہے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔ تم اس اسٹریٹ میں اسے کر آ جاؤ۔“

علی نے کہا ”آپ ابھی ہمارے پاس آئیں گے؟“

”ہاں ہلدی آؤں گا“ ذرا اطمینان کر لیں کہ بورن! دونوں کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔“

علی نے بورن کے پاس آکر دیکھا۔ وہ پھر بے ہوش اس نے ریسورٹ اٹھا کر ایسبرینس کے لئے فون کیا۔ انہیں اسٹریٹ میں ایک زخمی کے متعلق اطلاع دے کر ریسورٹ پھر بورن کو اٹھا کر کامدھے پر لاد کر لے جاتے ہوئے بولا ”ابھی تو یہ بے ہوش ہے! اپنے اور ہمارے بارے میں کئی نہیں کہہ سکے گا۔ اس کے ہوش میں آنے تک آپ ٹکلی جائیں یہ بہت پریشان ہے۔“

وہ بورن کو لاد کر باہر آیا۔ ثانی نے کار کا پیچلا دروازہ کھلی سیٹ پر ڈال کر وہ اگلی سیٹ پر آگئے۔ علی اشارت کر کے گاڑی آگے بڑھا دی پھر کہا ”انکل سلمان پاس آ رہے ہیں۔“

سلمان نے اس کے داغ میں آکر کہا ”ہیلو بی! ایکسی وہ پولی“ انکل! آپ نے مجھے باپ کا نام دیا ہے۔ کے حوالے سے ثانی سلمان کلاتی ہوں۔ کبھی بھی دل نکلتی ہے۔ کاش میرے ماں باپ کا کوئی نام و نشان ہوتا۔“ ”میری بیٹی! دل چھو تا کیوں کرتی ہو۔ میں تمہارا باپ“ ”آپ کا نام مجھ پر قرض ہے اور قرض دینے نہیں ہوتا۔“

سلمان کے دل میں ایک درد اٹھا۔ اس نے پوچھا ”اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟“

”آج چھپا ہوا درد جاگ گیا ہے۔ آج ایک عورت کو میری ماں کہا ہے۔“

وہ ایک دم سے چونک گیا، جلدی سے بولا ”کس؟“

”کما ہے؟ کون ہے؟ وہ؟ تم سے کہاں ملی تھی؟“

”میں اسے تین راتوں سے خواب میں دیکھ رہی“

سلمان نے اطمینان کا سانس لے کر کہا ”تم نے دیا تھا۔ میں خوش ہو گیا تھا کہ ماں سے ملاقات ہو گئی۔“

بے حد ذہین ہو کر خواب کی بات کر رہی ہو۔“

”مگر انکل! تین راتوں سے ایک ہی خواب کیسے خواب میں وہی ایک شیطان کا مجسمہ ہوتا ہے۔ وہی!

سفرِ حجاز سے اور باقی ہوئی کتنی ہے میں ہوں ماما حلیہ۔
 سلمان کا اطمینان ختم ہو گیا ایک دم سے پریشانی بڑھ گئی۔
 وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اچیلہ کالے علی کے ذریعے جی تک پہنچ جائے گی اور اس سے خوابوں میں ملاقات کرے گی۔ یہ فکر اور پریشانی ایسی تھی کہ وہ دور تک سوچنا چلا گیا۔ ثانی نے پوچھا۔
 ”آپ خاموش کیوں ہو گئے؟ میں سمجھ رہی تھی کہ آپ میرے خواب کو مضحکہ خیز سمجھیں گے۔“
 ”نہیں بیٹے! میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں۔ تم جی ہو“
 سنجیدہ ہو ذہین ہو۔ ہم میں سے کوئی تمہاری بات کو نہیں سمجھتا ہے گا۔ میں تمہارے خواب کے حقائق بھی سسر سے بات کر کے آتا ہوں۔“
 اس نے سونپا کے پاس آکر کہا ”سسر! ہماری توقع کے خلاف راحیلہ نے بیٹی کو ڈھونڈ نکالا ہے۔“
 سونپا نے حیرانی سے پوچھا ”کیسے؟“
 ”وہ تین راتوں سے ثانی کے خواب میں آ رہی ہے اور اس کی ماں ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے۔“
 ”ہماری ثانی کا درغل کیا ہے؟“
 ”ماں بیٹی کا رشتہ جذباتی ہو آتا ہے۔ وہ پریشان ہے مگر مگر وہ اب بھی سے خواب میں آنے والی عورت کے حقائق سوچ رہی ہے۔“
 ”سلمان! اسے اور علی کو سمجھاؤ، جتنی جلدی ممکن ہو وہ پیرس چلے جائیں۔ ثانی کو ان حالات میں جناب علی اسد اللہ تیمری صاحب کی خدمت میں ہونا چاہئے۔“
 وہ بولا ”ہم نے ثانی سے اور دنیا والوں سے راحیلہ کی بات محل اس لئے چھپائی تھی کہ اس کے فیصلہ والے راحیلہ کی طرح اسے بھی کسی فریب سے نہ لے جائیں۔ لیکن راحیلہ کو حقیقت معلوم ہو گئی ہے اور ثانی اب بھی نہیں رہی ماشاء اللہ ذہانت کی عمدہ مثال قائم کر رہی ہے۔ اب اسے اپنے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جانا چاہئے۔“
 ”ہاں! اب ثانی اور علی دونوں کو حقیقت معلوم ہو جانا چاہئے۔“
 سلمان نے اس سے باتوں کے دوران دیکھا وہ عیار سے سسر کر رہی تھی۔ اس نے کہا ”میں بھی پیرس جاری ہوں تم اور سلطانہ وہاں سے کب تک نکلو گے؟“
 ”جنرل ثوری نیند میں ہے۔ صبح اٹھ کر ہم پرے پابندیاں ختم کرے گا۔ ہم شام سے پہلے ہی ملک چھوڑ دیں گے۔“
 ”علی اور ثانی کو بھی وہاں سے روانہ کرو۔“
 وہ ثانی کے پاس آکر بولا ”سسر کو بھی تمہارا خواب سن کر تشویش ہو رہی ہے۔ انہوں نے پوچھا ہے تم کس حد تک اس خواب سے اثر رہی ہو؟“
 ”میں نے محسوس کیا تھا اس شیطانی ماحول میں میں بیکز تھی۔ اگر علی مجبور نہ کرتے تو نہ جانے میرے ساتھ کیا ہوتا

رہتا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار خود کو بے بس پایا تھا۔“
 ”تم آج علی کے ساتھ جیس جیس جاؤ اور جناب علی اسد اللہ صاحب کے حجرے میں حاضری دو۔“
 ”گویا آپ کالے جادو کو حلیم کر رہے ہیں اور مجھے حتم برہم کی روحانی تباہی میں رہنے کی ہدایت کر رہے ہیں؟“
 ”ہاں! اس خواب سے تمہاری زندگی کا گہرا تعلق ہے۔ تم سسر کی تباہی کر رہی ہیں ابھی اگر ماما حلیہ کے بارے میں بات کرنا۔“
 ”کیا آپ خواب والی اس عورت کو جانتے ہیں؟“
 ”بہت اچھی طرح۔ ذرا مہربان ہو، تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ جتنی جلدی ہو سکے جیس جیس پہنچنے کی کوشش کرو۔“
 وہ چلا گیا، ثانی نے علی سے کہا ”انگل نے جنس میں جلا کر دیا ہے۔“
 وہ دونوں ڈی پورن کو فورینٹیم اسٹریٹ میں چھوڑ آئے تھے علی نے پوچھا ”کیا جنس؟ کیا اسی خواب کے سلسلے میں؟“
 ”ہاں! وہ خواب والی ماما حلیہ کو جانتے ہیں۔“
 ”یعنی تم نے سچا خواب دیکھا ہے؟“
 ”ہاں! شاید میرے لئے خطوط ہے۔ انہوں نے ہم دونوں کو آج ہی پیرس جانے کے لئے کہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں میں جناب علی اسد اللہ صاحب کی خدمت میں رہوں۔ اس طرح کالے جادو کا اثر نہیں ہوگا۔“
 ”ثانی! تم فلاوی قوت ارادی رکھتی ہو۔ تباہی بابا فرد واسطی مرحوم اور جناب شیخ الفارس مرحوم کی دعائیں اور خالص عزایات تمہارے ساتھ ہیں پھر تم پر کالے علم کا اثر کیوں ہوا ہے؟“
 ”مجھ میں نہیں آتا! میں خواب میں بے بس کیوں ہو گئی تھی۔ جب سے تم نے مجھ کو ڈر کر گویا ہے تب سے میں نارمل ہوں لیکن ماما حلیہ کے لئے ایک انجمنی کشش محسوس کر رہی ہوں۔“
 ”شاید یہی جادو ہے۔ تمہیں اپنی قوت ارادی کو کام میں لا کر اس اثر سے نکل جانا چاہئے۔“
 ”میں پوری کوشش کر رہی ہوں۔“
 دونوں سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ نئے ٹیبلے میں نئے ہاسپورٹ کے ذریعے ٹکٹ حاصل کئے پھر اسی شام پیرس کے لئے روانہ ہو گئے۔ ثانی بڑی بے چینی سے سلمان کا انتظار کر رہی تھی۔ علی نے سفر کے دوران کہا ”میں تمہارے بے چینی کو سمجھتا ہوں۔ انگل کیس بہت زیادہ مصروف ہو گئے ہیں ورنہ وہ عدسے کے مطابق اب تک آجاتے۔“
 ”میں بہت تھکن محسوس کر رہی ہوں۔“
 ”ظاہر ہے پچھلے رات کو نیند پوری نہیں ہوئی۔ تم شاید ایک یا دو گھنٹے کے لئے سوئی تھیں۔ پھر شیطانی چکر نے تمہیں پریشان کر دیا ہے۔ تم آرام سے سو جاؤ۔“

”تم بھی تو تمام رات جاگتے رہے ہو۔“
 ”میں بھی سو جاؤں گا۔ پہلے تم آنکلیں بند کر کے دماغ کو دیاات دو۔“
 اس نے آنکلیں بند کر لیں۔ دماغ کو دیاات دینے لگی۔
 ”ابھی اپنی حسیں کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ دونوں نے سوچا عیار سے میں نے کچھ نیند پوری کی جاسکتی ہے۔ انگل! آئیں گے تو خود ہی آنکھ کھل جائے گی۔ سلمان واقعی بے حد مصروف ہو گیا تھا۔ وہ ڈی پورن کو بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ یا تو دشمن ٹیلی ویژن والے کو ختم کر دیا تھا یا تو جی عمل کے ذریعے اسے اپنا لایمبار بنا کر رکھا تھا۔“
 وہ اس مقدمے کے لئے پھر ایک بار اس کے دماغ میں آیا۔ وہ بوش میں آیا تھا۔ ایک ڈاکٹر اس کے بازو کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا ایکسرے دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد بائیں ستر چھایا جائے گا۔ سلمان کو اس کے چور خیالات پر نہتے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ ثانی کے بیدار ہونے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اب اس کے دماغ کو چپ چاپ پرہیز جاسکتا تھا۔ اس نے بوش کو مخاطب نہیں کیا اور اچھا ہی کیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی بوشن کے دماغ میں کسی کی آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا ”آخر تم شکار ہو گئے۔“
 بوشن نے چونک کر سوچ کے ذریعے کہا ”مسٹر! ایسی ہی دو کرو میں بہت مصیبت میں ہوں۔ علی تھوڑے میرے بازو کی ہڈی توڑ دی ہے۔“
 ”میں نے اس سے مقابلہ کرنے سے منع کیا تھا۔“
 ”میں پہلے کیس سائڈز کے ذریعے دونوں کو بے ہوش کرنا چاہتا تھا مگر علی چاکا ہی مصیبت بن کر آیا۔“
 ”اب تم سانس نہیں روک سکتے۔ کوئی دشمن تمہارے دماغ میں آیا ہوگا۔“
 سلمان نے اسے کہنے پر مجبور کیا ”نہیں! ابھی تک کوئی نہیں آیا ہے۔“
 ”تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔“
 ”پال ہو پ کُن! میرے ذہنی ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم سے کٹر ہوں۔ مجھے جھوٹا کہنے سے بہتر ہے میرے چور خیالات پر لو۔“
 وہ خاموش ہو گیا۔ بوشن کی سوچ میں کہنے لگا ”اگر پال میرے خیالات پر چڑھ لے گا تو جھوٹ کھل جائے گا۔“
 سلمان نے بوشن کی سوچ میں کہا ”کوئی جھوٹ ہو گا تو کھلے گا۔ میں تو بازو کی ہڈی ٹوٹنے سے بے ہوش ہو گیا تھا اب بوش میں آیا ہوں میں نے پال کے سوا دوسری کسی پرانی سوچ کی کہ کوئی نہیں سنا ہے۔ نہتے سے پال پر مجھے جھوٹا کہہ رہا ہے۔“
 پال نے کہا ”مجھ پر لعنت نہ بھیجو فسد ٹھوک دو۔ اگر میں

تمہاری جگہ ہوتا اور تم مجھ پر شبہ کرتے تو میں ناراض نہ ہوتا کیونکہ یہ ہماری ذہنی ہے۔“
 ”کام کی بات کرو۔“
 پال نے کہنے ہوئے کہا ”تم ابھی تک منہ میں دوشیہ تو سوچو جب علی اپنے کسی خیال کو خالی کرنے والے کو تباہ کرنے کا کام ڈی پورن نامی ایک دشمن ذہنی ہو گیا ہے تو کوئی تمہارے دماغ میں ضرور آئے گا۔“
 ”میں نے علی کو بتایا ہے کہ میں ایک معمول آگے کار ہوں اسے یقین ہو گیا ہے اسی لئے وہ مجھے بے ہوش چھوڑ کر چلا گیا ہے۔“
 ”وہ دونوں بہت چالاک ہیں! اب اس جنگ میں نہیں ہوں گے۔“
 ”ان کے بھاگ جانے کا مطلب ہے میں خیرانم سمجھایا ہوں۔ اگر ان کی نظروں میں اہمیت ہوتی تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑتے۔“
 ”ٹھیک ہے پھر بھی تمہاری حفاظت لازمی ہے۔ ہمارے ٹیلی ویژن چلنے والے کم ہوتے جارہے ہیں۔ جنیس بھی کوئی نقصان پہنچے گا تو جنرل صاحب کو صدمہ ہوگا۔“
 ”اس لئے کہتا ہوں میری مدد کرنا میرے لئے کچھ کرو۔“
 ”میں تو جی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو لاک کر دوں گا پھر کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آئے گا۔“
 ”نہیں! یہ عمل کرنے کے بعد تم میرے دماغ پر حکومت کرو گے۔“
 ”میں نہیں کروں گا! تمہارے ضرور حکومت کریں گے۔ ان کی غلامی اچھی لگے گی؟“
 ”میں کسی کی غلامی نہیں کروں گا۔“
 ”تمہاری مرضی سے کچھ نہیں ہوگا۔ اس کا فیصلہ جنرل صاحب کریں گے۔ میں انہیں تمہاری حالت بتانے جا رہا ہوں۔“
 ”معمو! پہلے میری بات سن لو۔“
 پال کی طرف سے خاموشی رہی شاید وہ جاچکا تھا۔ سلمان نے جنرل کے اندر آکر دیکھا وہ تو جی نیند سے بیدار ہو چکا تھا۔ غسل کرنے کے بعد لباس بدل رہا تھا۔ پال ہو پ کُن سلمان سے پہلے پہنچا ہوا تھا اور ڈی پورن کے بارے میں بتا رہا تھا ابھی پال کے واپس آنے میں دیر تھی سلمان پھر بوشن کے پاس آکر بولا۔
 ”کیا تمہاری سمجھ میں آ رہا ہے کہ میں نے پال کو تمہارے چور خیالات پر نہتے سے روکا تھا؟“
 ”ہاں! میں نے دیکھا ہے پال میرا جھوٹ نہیں پکڑ سکا۔ تم میری مدد کیوں کر رہے ہو؟“
 ”ٹھیک ہے نہیں کروں گا۔ پال اگر تو جی عمل کے ذریعے تمہیں غلام بنائے گا۔“
 وہ جلدی سے بولا ”نہیں نہیں! میں غلام بننا نہیں چاہتا۔“

پلیز مجھے اس کے محل سے بھاؤ۔“

”یہ اطمینان رکھو وہ ابھی محل نہیں کر سکے گا تھوڑی دیر بعد تمہارے بازو پر پلاسٹر چھایا جائے گا۔ تم جانتے نہیں تھے۔“

نیشنل رہو گے بہر حال آج شام کو رات کو تم پر عمل ہو سکے گا ورنہ پال کئی وقت بھی اچانک آکر ہماری چال سمجھ لے گا۔ میں جا رہا ہوں۔ تم مجبور اور لاچار بن کر پال کی خوشامد کرتے رہو۔“

وہ پھر جرنل کے دماغ میں بیٹھا۔ وہاں پال سے گفتگو جاری تھی۔ وہ جرنل سے پوچھ رہا تھا ”ڈی یورن کے دماغ کو لاک کرنا ضروری ہے یا نہیں؟“

جرنل نے کہا ”علی اور سونا خانی سے غیر اہم سمجھ کر چھوڑ گئے ہیں۔ اگر انہیں ذرا بھی شبہ ہو گا کہ یورن ٹیلی میٹھی جانتا ہے تو وہ اسے زندہ چھوڑ دے گا۔ تم اس پر توجہ کی عمل نہ کرو۔“

پال نے پوچھا ”سلطان اور ماسٹر اسے رے کے متعلق کیا حکم ہے؟“

جرنل نے مسلمان کی مرضی کے مطابق کہا ”ان رے سے پابندیاں ختم کر رہا ہوں۔ تم چاہو تو خفیہ طور پر ان کی گھرائی کر سکتے ہو۔“

”ماسٹر اسے رے واقفین میں سے اور سلطان نیارک میں آپ مجھے بتائیں مجھے دونوں میں سے کس پر نظر رکھنی چاہئے؟“

”سلطان کی گھرائی ہو رہی ہے۔ تم ماسٹر پر نظر رکھو۔“

اسی وقت مسلمان نے ریسور اٹھا کر نمبر داخل کئے جرنل سے رابطہ ہوتے ہی اس نے کہا ”... ارے رے۔“

”تم نے دماغی رابطہ کیوں نہیں کیا؟“

”میں نے سوچا صبح سویرے دماغ میں آؤں گا تو آپ ناگواری محسوس کریں گے۔“

”درست کہتے ہو کچھ بوجھ سا لگتا ہے۔ کوئی ضروری کام ہے؟“

”میں سلطان کے ساتھ جیس جا رہا ہوں وہاں شادی کا ارادہ ہے۔“

”برا ٹیک ارادہ ہے۔ ضرور شادی کے لئے جاؤ تم ٹیلی میٹھی جانتے ہو کہیں بھی جا کر میاں کی ذمہ داریاں پوری کر سکتے ہو۔“

مسلمان نے شکر یہ کہ کر ریسور رکھ دیا۔ جرنل کے دماغ میں ”آگیا وہاں پال کہہ رہا تھا“ ”سر! آپ دونوں کو یہاں سے جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ کم از کم سلطان کو یہاں روکنا چاہئے۔“

جرنل نے مسلمان کی مرضی کے مطابق کہا ”میں نے کچھ سوچ کچھ کر ہی اجازت دی ہے۔ وہ سلطان کے ساتھ رہے گا تو تم بیک وقت دونوں پر نظر رکھو گے۔“

”مرد عورت مسلمان کے خلاف رپورٹ دیتی ہے آپ اس کی آواز مجھے کب سنا سکتے ہیں؟“

”میرے خفیہ اسپیجنگ فون کے ذریعے آواز ریکارڈی

ہے اسے سن لو۔“

جرنل نے ریکارڈ کے پاس آکر اس میں ایک کیسٹ ڈال کر اسے آن کی تھوڑی دیر بعد راجیل کی آواز ابھرنے لگی وہ کمر رہی تھی ”جرنل! چپتاؤ گے بہت چپتاؤ گے۔ میں تم سے کب ہوں ماسٹر اسے رے عیسائی نہیں کنز مسلمان ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے لئے تمہارے خلاف کام کر رہا ہے۔ یقین نہ ہو تو اسے کسی معاملے میں آزمائو۔“

جرنل نے ریکارڈ آف کر دیا ”پال نے کہا“ ”میں اس عورت کے دماغ میں جا رہا ہوں ابھی واپس آکر رپورٹ دوں گا۔“

وہ کیا پھر دھنڈ کے اندر واپس آکر بولا ”وہ ماسٹر روک لیتی ہے۔ میں نے کہا جرنل صاحب کا پیغام لایا ہوں وہ بولی میں نے جرنل کو کچھ بات بتائی ہے۔ وہ یقین کرے یا نہ کرے مجھے پورا نہیں ہے۔ آئندہ میرے اندر نہ آنا۔ اتنا کہہ کر اس نے ماسٹر روک لی۔ میرے بار بار جانے کے باوجود اس نے دماغ میں نہیں آنے دیا۔“

جرنل پریشان ہو کر بڑبڑایا ”آخر یہ عورت کون ہے؟“

”وہ ماسٹر اسے رے کی کوئی دشمن ہے۔ اس کی بات سچ ہو سکتی ہے۔“

”ہم نے کئی طرح سے اسے آزمایا ہے، ماسٹر میں کوئی شکوت نہیں ہے۔“

”کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ سلطان کو محفوظ دینے کے لئے بابا صاحب کے ادارے میں جا رہا ہو۔“

”میں تمہارے شبہ کو غلط نہیں کہوں گا۔ تم بھی اس کے پیچھے جاؤ۔“

وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جرنل نے اپنے دماغ کو خیال خوانی کی لمبوں سے خالی محسوس کیا وہ بہت مضبوط اور حساس دماغ کا مالک تھا، پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کر لیتا تھا، صرف توجہ عمل کے باعث مسلمان کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔

وہ ایک ٹرانسز کو آکر برٹ کرنے لگا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی وہ ایک اور خیال خوانی کرنے والے کو اپنے دماغ میں بانے والا ہے۔ اس خیال خوانی کرنے والے کا نام نیو سٹانتا ہے اور وہ واقفین میں رہتا ہے۔

چپکے دنوں جرنل نے مسلمان کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ وہ بارہ ٹیلی میٹھی جانتے والوں کو جزیروہ کو کوئی فوجی جہاز میں بھیج رہا ہے جبکہ اس نے ٹیلی میٹھی جانتے والے سیتھو اور راجوری کو کرل لے کر دیا تھا۔ صرف چار جوانوں کو جزیروہ میں بھیجا تھا۔ بن چہ خیال خوانی کرنے والوں کو خاص اپنے لئے وقت کیا تھا۔ ان میں سے ایک مارٹن رسل ہے جس کا دماغ ہمارے قبضے میں تھا دو سرائی یورن اسپتال میں پڑا ہوا تھا تیسرا پال ہو پکس تھا جو مسلمان اور سلطان کی گھرائی کر رہا تھا، چوتھی شہنا تھی جسے جرنل نے استنبول بھیجا تھا تاکہ سلطان کے بارے میں محل چنان

ہے اسے سن لو۔“

جرنل نے ریکارڈ کے پاس آکر اس میں ایک کیسٹ ڈال کر اسے آن کی تھوڑی دیر بعد راجیل کی آواز ابھرنے لگی وہ کمر رہی تھی ”جرنل! چپتاؤ گے بہت چپتاؤ گے۔ میں تم سے کب ہوں ماسٹر اسے رے عیسائی نہیں کنز مسلمان ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے لئے تمہارے خلاف کام کر رہا ہے۔ یقین نہ ہو تو اسے کسی معاملے میں آزمائو۔“

جرنل نے ریکارڈ آف کر دیا ”پال نے کہا“ ”میں اس عورت کے دماغ میں جا رہا ہوں ابھی واپس آکر رپورٹ دوں گا۔“

وہ کیا پھر دھنڈ کے اندر واپس آکر بولا ”وہ ماسٹر روک لیتی ہے۔ میں نے کہا جرنل صاحب کا پیغام لایا ہوں وہ بولی میں نے جرنل کو کچھ بات بتائی ہے۔ وہ یقین کرے یا نہ کرے مجھے پورا نہیں ہے۔ آئندہ میرے اندر نہ آنا۔ اتنا کہہ کر اس نے ماسٹر روک لی۔ میرے بار بار جانے کے باوجود اس نے دماغ میں نہیں آنے دیا۔“

جرنل پریشان ہو کر بڑبڑایا ”آخر یہ عورت کون ہے؟“

”وہ ماسٹر اسے رے کی کوئی دشمن ہے۔ اس کی بات سچ ہو سکتی ہے۔“

”ہم نے کئی طرح سے اسے آزمایا ہے، ماسٹر میں کوئی شکوت نہیں ہے۔“

”کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ سلطان کو محفوظ دینے کے لئے بابا صاحب کے ادارے میں جا رہا ہو۔“

”میں تمہارے شبہ کو غلط نہیں کہوں گا۔ تم بھی اس کے پیچھے جاؤ۔“

وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جرنل نے اپنے دماغ کو خیال خوانی کی لمبوں سے خالی محسوس کیا وہ بہت مضبوط اور حساس دماغ کا مالک تھا، پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کر لیتا تھا، صرف توجہ عمل کے باعث مسلمان کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔

وہ ایک ٹرانسز کو آکر برٹ کرنے لگا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی وہ ایک اور خیال خوانی کرنے والے کو اپنے دماغ میں بانے والا ہے۔ اس خیال خوانی کرنے والے کا نام نیو سٹانتا ہے اور وہ واقفین میں رہتا ہے۔

چپکے دنوں جرنل نے مسلمان کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ وہ بارہ ٹیلی میٹھی جانتے والوں کو جزیروہ کو کوئی فوجی جہاز میں بھیج رہا ہے جبکہ اس نے ٹیلی میٹھی جانتے والے سیتھو اور راجوری کو کرل لے کر دیا تھا۔ صرف چار جوانوں کو جزیروہ میں بھیجا تھا۔ بن چہ خیال خوانی کرنے والوں کو خاص اپنے لئے وقت کیا تھا۔ ان میں سے ایک مارٹن رسل ہے جس کا دماغ ہمارے قبضے میں تھا دو سرائی یورن اسپتال میں پڑا ہوا تھا تیسرا پال ہو پکس تھا جو مسلمان اور سلطان کی گھرائی کر رہا تھا، چوتھی شہنا تھی جسے جرنل نے استنبول بھیجا تھا تاکہ سلطان کے بارے میں محل چنان

مسلمان دماغی طور پر ماسٹر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک جی کو خیالوں میں دیکھ کر مسکراتا رہا پھر ٹیلی میٹھی کے ذریعے نیو یارک سلطان کے پاس آگیا۔ وہ دونوں شام کی فلائٹ سے روانہ ہوئے طیارے میں سوار ہونے کے بعد اس نے سلطان سے کہا ”میرے دماغ میں رہو میں جرنل کے پاس جا رہا ہوں۔“

وہ دونوں سیٹ بیلٹ باندھنے کے بعد خیال خوانی میں مصروف ہو گئے۔ مسلمان جرنل کے دماغ میں ایک منصوبہ بنانے لگا۔ اس کے مطابق جرنل سوئے گا میری جیتی مرنے سے کبھی دھوکا نہیں ہو سکتا۔ وہ جہاں بھی ہے ہماری ہمتی کے لئے کام کر رہی ہوگی اس کے علاوہ میرے پانچ خیال خوانی کرنے والے ہیں پانچوں میرے وقار ہیں ”اب جزیروہ کو تو میں دو چار ٹیلی میٹھی جانتے والے ہیں“ انہیں دوسری جگہ منتقل کر کے ان سے بھی کام لیتا چاہئے۔“

جرنل نے قائل ہو کر سوچا ”اس طرح وہ چار جوان بھی ٹیلی میٹھی کے میدان میں عملی تجربات حاصل کریں گے۔ انہیں سختی سے تائید کی جائے گی کہ وہ سرنام بھی خیال خوانی کا مظاہرہ کریں ورنہ دشمنوں کی نظریں انہیں آجائیں گے۔“

اس نے ٹیلیفون کے ذریعے کرل سے رابطہ کیا پھر مسکراتے ہوئے ”چھو! کرل! ایسے ہو؟“

کرل نے کہا ”خائن خنیک یو۔ ایسے یاد کیا؟“

”کچھ ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”ابھی آ رہا ہوں۔“

ان کے بیچ ایک ہی بیڈ کو مارٹن تھے۔ کرل اپنے بیچ سے نکل کر جرنل کے بیچ میں آیا پھر مصافحہ کرتے ہوئے بولا ”تم ماسٹر کے ہوتے ہوئے مجھ سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہو خیریت تو ہے؟“

جرنل نے کہا ”ماسٹر جیس جا رہا ہے یوں بھی میں ہر معاملے میں ماسٹر کو شریک کرنا نہیں چاہتا۔“

وہ صوبہ پر بیٹھتے ہوئے بولا ”مجھے خوشی ہے کہ مجھے کسی معاملے میں شریک کر رہے ہو۔“

”کرل! انہیں شکایت ہے کہ میں نے بارہ ٹیلی میٹھی جانتے والوں کو دوسری جگہ منتقل کرتے وقت تمہیں رازدار نہیں بنایا اور ماسٹر کو راز میں شریک کیا۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض کروں کہ میں نے ماسٹر کو خوش فہمی میں مبتلا رکھا تھا۔ اس جزیروہ میں صرف چار خیال خوانی کرنے والوں کو بھیجا تھا پتہ خیال خوانی کرنے والے صرف میرے علم میں رہے اور باقی دو تمہارے پاس ہیں۔“

کرل نے فخر سے کہا ”دیکھو لہو راجوری اور کی سیتھو میرے پاس کس طرح محفوظ ہیں۔ میں نے سونپا اور اس کے ساتھیوں کو ان کی ہوا بھی نہ لگنے دی ہے۔“

”میں مانتا ہوں وہ دونوں ٹیلی جیسی جانتے والے ہمارے پاس بالکل محفوظ ہیں۔ اب میں ان چاروں کو بھی جزیروں سے نکالنا چاہتا ہوں۔“

”تمہاری پلاٹنگ کیا ہے؟“

”ہمارے چند خیال خوانی کرنے والوں کو ملک سے باہر رہنا چاہئے اس طرح کوئی ان کی اصلیت نہ پہچان سکے۔“

”کیا ہم ان پر اعتماد کر سکتے ہیں کہ ان سے غلطیاں نہیں ہوں گی اور وہ ظاہر نہیں ہوں گے؟“

”انہیں قلابوں میں رکھنے کے لئے میری یا تمہاری موجودگی لازمی ہے۔ میں ملک نہیں چھوڑ سکتا تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی ٹیلی کے ساتھ لندن میں رہائش اختیار کرو۔ جو راجداری کو بھی لے جاؤ۔ جزیروں سے ان چاروں کو بھی بھیج دیا جائے گا۔ دشمن بھی سمجھیں گے کہ ہمارے تمام ٹیلی جیسی جانتے والے ہمارے ہی ملک میں ہیں وہ یہیں سرکھپاتے رہیں گے۔“

”پلائنگ بہت اچھی ہے۔ سچ پوچھو تو میں اپنی بیٹی کے لئے فکر مند رہتا ہوں۔ وہ چڑیل سوینا پتا نہیں ہمارے ملک کے کسی شہر میں چھپی ہوئی ہے۔ میں چاروں کا کہہ چکی ہوں کہ چلی فلاٹ سے کہیں دور لے جاؤں اور لندن تو نہایت مناسب جگہ ہے، میں جانے کو تیار ہوں۔“

وہ دونوں ملے کر لگے کہ آج رات کو یا کل صبح کسی فلاٹ سے چاروں کو فرضی ناموں سے لندن روانہ کیا جائے گا اور کرل بھی ان کے ساتھ ہی جائے گا۔

سلطان اور سلمان دافنی طور پر حاضر ہو گئے پھر وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا ”بورن ہوش میں آچکا ہو گا۔ ذرا اس کے پاس بھی چلو۔“

سلطان نے بورن کی آواز دلچسپ نہیں سنا تھا اس لئے وہ سلمان کے دماغ میں آئی پھر اس کے ساتھ بورن کے کزور دماغ میں پہنچی تھی۔ دماغ اس لئے کزور تھا کہ وہ بے ہوشی کے بعد ابھی ہوش میں آیا تھا اس کے بازو کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جو ڈکٹر پلائسٹر چڑھا دیا تھا۔ ایک نرس گلاس میں دودھ دے رہی تھی اور ایک کیپول دیتے ہوئے کہہ رہی تھی ”اسے دودھ کے ساتھ نگل جاؤ۔ یہ طاقت کے لئے ہے۔ تم تھوڑی دیر میں توانائی محسوس کرو گے۔“

وہ کیپول نگل کر دودھ پینے کے بعد بہتر کے سہانے لگ کر بیٹھنا چاہتا تھا اسی وقت پال کی آواز آئی ”تمہیں بیٹھنا نہیں لینا چاہئے۔“

وہ بولا ”میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔“

انکار کرنے کے باوجود وہ لیٹ گیا پال نے اسے جبراً اٹا دیا تھا۔ بورن نے کہا ”پال یہ ابھی بات نہیں ہے۔ تم میری دافنی کزوری سے قانع اٹھا رہے ہو۔“

”دنیا کا ہر شہر زور کزور سے قانع اٹھاتا ہے۔“

”تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“

”تو میری عمل کیوں گا خوشی سے راضی ہو جاؤ۔ ورنہ کزور دماغ خود ہی میری شخصیت میں آجائے گا۔“

وہ بیٹھان ہو کر بولا ”کیا جزل نے مجھ پر عمل کرنے کو کہا ہے؟“

”نہیں، وہ کہتا ہے تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے تمہیں آزاد رکھا جائے لیکن میں اس شہری موقع سے قانع اٹھاؤں گا۔ تم میرے آئندہ ارادوں کے تو میرے پاس ٹیلی جیسی کی ذیل طاقت ہو جائے گی۔“

”تم فوج کے سب سے اعلیٰ افسر کی حکم عدولی کر رہے ہو۔“

”جزل کو کبھی پتا نہیں چلے گا کہ تم میری شخصیت میں رہتے ہو۔ تو میری عمل کے بعد تم بظاہر اس کا حکم ماننے رہو گے لیکن درپردہ میرا کام کرتے رہو گے۔“

وہ ٹیلی جیسی کے ذریعے بورن کو سلانے لگا۔ وہ سونا نہیں چاہتا تھا لیکن مجبور تھا۔ محسوس کر رہا تھا کہ آپ ہی آپ آنکھیں بند ہو رہی ہیں پھر وہ تھوڑی دیر بعد سو گیا۔ پال اس کے خواب میں دماغ کو زائل میں لانے لگا ”اسے اپنا معمول بنانے کے بعد اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کرنے لگا کہ وہ پال کا آئندہ وار بن کر رہے گا اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے گا۔ باقی دوسری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گا اور کسی پر ظاہر نہیں کرے گا کہ وہ پال کا معمول اور آئندہ وار بن چکا ہے۔“

جب پال کو قہقہے ہو گیا کہ عمل مکمل ہو چکا ہے تو وہ اسے سمجھنے تک تو میری نیند سوئے رہنے کا حکم دے کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد سلطان نے دافنی طور پر حاضر ہو کر سلمان سے پوچھا ”تم نے تو میری عمل کیوں ہونے دیا؟“

وہ عمل پال کے نقطہ نظر سے ہوا ہے کیونکہ بورن معمول بن کر پول رہا تھا لیکن حقیقتاً وہ معمول نہیں تھا کسی نے اس کے دماغ پر قبضہ نہ کیا ہو تھا۔“

”مکس نے؟“

”جی نہیں، وہ جو کوئی بھی ہے ابھی ظاہر ہو جائے گا۔“

وہ دونوں پھر بورن کے دماغ میں آئے۔ وہاں پہلے تھوڑی دیر تک سنا ہوا پھر نیو سٹاکا کی آواز ابھر رہی وہ کہہ رہا تھا ”بورن تم خواب میں مجھے دیکھ رہے ہو؟ میں ہوں نیو سٹاکا۔ وہ انوکھا پال سمجھ رہا تھا کہ اس کا مکمل کامیاب ہو رہا ہے جبکہ میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ نہ کر سکا تھا۔“

بورن کی خواہش سوچنے کے لئے ”میں تمہارا احسان مند ہوں تم نے ایک ذلیل شخص کا ظلم کرنے سے بچایا۔“

”میں آئندہ بھی تمہیں بچاتا رہوں گا تم میرے معمول کا جاؤ۔“

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ جس کی چھری سے بچا کر اپنی چھری سے“

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟“

”جی نہیں، وہ جو کوئی بھی ہے ابھی ظاہر ہو جائے گا۔“

وہ دونوں پھر بورن کے دماغ میں آئے۔ وہاں پہلے تھوڑی دیر تک سنا ہوا پھر نیو سٹاکا کی آواز ابھر رہی وہ کہہ رہا تھا ”بورن تم خواب میں مجھے دیکھ رہے ہو؟ میں ہوں نیو سٹاکا۔ وہ انوکھا پال سمجھ رہا تھا کہ اس کا مکمل کامیاب ہو رہا ہے جبکہ میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ نہ کر سکا تھا۔“

بورن کی خواہش سوچنے کے لئے ”میں تمہارا احسان مند ہوں تم نے ایک ذلیل شخص کا ظلم کرنے سے بچایا۔“

”میں آئندہ بھی تمہیں بچاتا رہوں گا تم میرے معمول کا جاؤ۔“

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ جس کی چھری سے بچا کر اپنی چھری سے“

وہ بورن کے اندر آکر دیکھنے لگے نیو سٹاکا بڑے اطمینان سے عمل کر رہا تھا۔ جب وہ عمل پورا ہو گیا تو وہ بھی مطمئن ہو کر بورن کو غریبی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر چلا گیا۔ سلطان اور سلمان خاموشی سے انتظار کر رہے تھے۔ جس نے بھی بورن کے دماغ پر قبضہ نہ کیا تھا وہ ضرور کچھ بولنے والا تھا۔

آخر وہ بولنے لگی ”پلو بورن! نہ تم سو رہے ہو نہ کسی کے عمل سے محروم ہو۔ میں تمہیں بچانے آئی تھی۔ جب پال تم پر عمل کرنے لگا تو میں نے محسوس کیا تمہارا دماغ کسی دوسرے کے قبضے میں ہے بعد میں پتا چلا کہ نیو سٹاکا نے اپنے مطلب کے لئے نہیں پال سے بچایا تھا ہر حال میں نے نیو سٹاکا کے عمل کو بھی ناکام بنا دیا ہے۔“

بورن نے خوش ہو کر کہا ”میں تمہارا احسان بھی نہیں بھولوں گا۔ تم کون ہو؟“

”میں نروڈ کو ظلم نہانے والی ملک ہوں۔ تمہیں غلام بنانے آئی ہوں۔“

”یہ۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟“

”وہی جو تم سن رہے ہو۔ مجھے محو ذات سے نفرت ہے میں بل پر کسی کی ہوں جزل کی جیسی ہے ایک برس پہلے میں نگر نگرل نے مجھے داشت بنالیا۔ میں راضی نہیں تھی لیکن وہ مجھ پر بری طرح عرصہ تھا۔ اس نے مجھے ٹیلی جیسی سکھانے کا وعدہ کیا میں نے سوچا نروڈ کی اس دنیا میں کسی ہتھیار کے بغیر جہاں جاؤں گی لٹی جاؤں گی۔ ٹیلی جیسی سیکھنے کے بعد اس بڑے سے بھی منٹ لٹی لٹی میں نے خود کو ڈاکٹر لگا کر ٹیلی جیسی کا علم حاصل کر لیا۔“

سلمان نے بورن کی زبان سے کہا ”جزل نے تم سے ندرت کی نہیں کی۔ تم نے ٹیلی جیسی کے عوض سودا کیا۔ تم سووے باراشی ہو گئیں۔“

”میں اپنے آپ سے بھی نفرت کرنا چاہتے۔“

”نہیں، وہ جو کوئی بھی ہے ابھی ظاہر ہو جائے گا۔“

تلی دونوں ہاتھ سے بجائی گئی ہے۔“

وہ دیکھنے سے بولی ”کیا اس صحت کو اس بڑے سے کسی سووے بازی کے بغیر اپنی جیسی کو یہ علم سکھایا گیا ہے بھی جیسی کچھ کر نہیں سکھایا تھا؟“

”اس نے جیسی نہیں سمجھا علم تو شریف زادی بن کر ٹیلی جیسی سے انکار کر سکتی تھیں۔“

”انکار کر سکتی تو آج شہ زور نہ بن پاتی۔ تم پڑھو میری عمل کرنے کے بعد میرے پاس ٹیلی جیسی کی ذیل طاقت ہو جائے گی۔“

وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے سلانے لگی۔ سلمان نے اپنی جگہ حاضر ہو کر سلطان سے کہا ”ہم اس کے عمل میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔“

”کیا بورن کو اس کے قبضے میں دے دو گے۔ آخر یہ عورت کون ہے؟“

”اس کا نام شپا ہے۔ تم اس کی آواز اور لینے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ یہ بورن کے دماغ کو اکاڑ کر اس کی اور اسے حکم دے گی کہ وہ صرف شیلی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔“

سلطان نے کہا ”میں سمجھ گئی نہیں جب چاروں کی شلیا کی آواز اور لینے میں بورن کے اندر پہنچ سکتی تھی اس طرح نہیں شلیا کی سرگرمیوں کا بھی علم ہو رہا ہے۔“

”اسے واہ! تم تو بڑی سمجھ دار ہو گئی ہو۔“

”تمہاری صحبت سے پہلے بھی سمجھ دار تھی۔“

”مجھ جیسے شریف آدمی کو دیوانہ بنانے میں تمہاری کارکنتا دخل ہے؟“

”جی نہیں صاحب! آپ خودی دوانے ہوئے ہیں۔ کسی نہ کسی کام کے بنانے دماغ میں آجائے تھے پھر بیچنا نہیں چھوڑتے تھے، میں آخر کہاں تک بھائی ہاسی میں بہتری بھی کہ بارمان جاؤں۔“

”ہاں ویسے ایک بات ہے، عورت محبت میں بار کبھی مرد سے بیت جاتی ہے۔“

”یہ تمہارا خیال ہے ورنہ میں بری طرح بار کبھی ہوں۔ میں راحیل کی موجودگی میں تمہیں کبھی بیت نہ سکوں گی۔“

سلمان نے سر ہچکایا ”سلطان نے پچھرا“ تم راحیل کے بارے میں کوئی نئی بات سنانے والے تھے۔“

”ہاں! اسے معلوم ہو گیا ہے، ثانی اس کی بیٹی ہے۔“

”کیا واقعی اٹھ کر گئے؟“

”خدا جانتا ہے اسے کیسے پتا چل گیا وہ اس عرصے میں اپنی ماں اور ثانی کی طرح خطرناک وچ لڈی بن گئی ہے۔“

”اوہ! کتنے افسوس اور صدمہ کی بات ہے۔ بلا فرید واسطی جیسے معزز اور بہترم بزرگ کی بیٹی شیطان کی بندی بن گئی“

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ جس کی چھری سے بچا کر اپنی چھری سے“

ہے۔
”یہی سوچ کر مجھے شرمندگی ہوتی ہے کہ میں راحیلہ کو گمراہی سے نہ بچاؤں۔“

”تم اللہ پر تو نہیں سکتے تھے۔“

”اپنی شریک حیات کے ساتھ شیطانی ماحول میں جاسکتا تھا شیطانی قوتوں سے لڑ سکتا تھا۔ لڑتے لڑتے مر جانا یا راحیلہ کو واپس لے آنا۔“

”تمہیں بابا سے بے منع لیا تھا۔ انہوں نے کچھ سوچ کر ہی منع کیا تھا مجھے یہ بتاؤ وہ ثانی کے لئے کیا ہستی ہے؟“

”ابھی میں نے راحیلہ سے رابطہ نہیں کیا۔ وہ سمجھتی ہے کہ مجھے اس کے اور ثانی کے رابطے کا نام نہیں ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ ثانی پہلے اوارے کے روحانی ماحول میں پہنچے جائے پھر میں شیطانی ماحول میں جا کر راحیلہ سے بات کروں گا۔“

وہ سلطانہ کو بتانے لگا کہ وہ کس طرح بیٹی کے خوابوں میں آکر خود کو متعارف کرا رہی ہے اور کبھی ہے جس طرح سارانی کو اس کی ماں نے کبھی بھی پھر سارانی اپنی بیٹی راحیلہ کو لے گئی تھی اسی طرح راحیلہ اپنی بیٹی ثانی کو لے جائے گی۔
”ہاں“ لے جائے گی۔ تم کہیں لے جائے گی۔

○●○

طیارہ بحراوقانوس پر پرواز کر رہا تھا۔ ثانی اور علی اپنی اپنی سیٹ پر سر رہے تھے۔ انسان کے لئے تو ضروری ہے، سمجھتے ہوئے انسان کے لئے تو بے حد ضروری ہے لیکن ثانی خواہ کتنی ہی تھکن سے چور ہوتی، اسے سوتا نہیں چاہیے تھا۔ بزرگوں کا قول ہے کہ شیطانی غفلت میں ہی مارتا ہے۔ وہ پھر نیند کی حالت میں محروم ہو رہی تھی۔

اس نے خواب میں دھواں دھواں سا ماحول دیکھا۔ جب وہ دھواں جھٹکے گا تو اس کے پیچھے شیطانی کا پرواز سا مجسمہ نظر آنے لگا۔ ماحول کے منتر پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ کوئی چیز آگ میں جھپٹتے جا رہے تھے جس کے باعث شعلے جھڑکتے تھے ماحول نے جیتل کی ایک گھنٹی اٹھا کر شیطانی کے سامنے بنائی پھر قہقہے لگانے کے بعد پلٹ کر بولی، ”میری بیٹی تو نے دوبارہ سونے میں اتنی ہیریں لگائی؟ کیا میرے پاس نہیں آتا چاہتی تھی؟ کیا تجھے اپنی ماں سے محبت نہیں ہے؟“

ثانی حیران حیران ہی ماں کو دیکھ رہی تھی اس بار وہ خواب میں اکیلے نہیں تھی۔ اس کے ساتھ علی تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ ماحول نے پوچھا، ”بیٹی! یہ تیرے ساتھ کون ہے؟“

”یہ میرا علی ہے۔“

”کون علی؟“

”میری جان، میری زندگی، میری کل کائنات۔“

”میں کبھی جانی تو اسے میرا داماد بنا چاہتی ہے۔ تو نے نا ہو گا چیل سب کو کھاتی ہے، داماد کو کبھی نہیں کھاتی۔ اس نے جان سے زیادہ چاہتی ہے۔ میں بھی اسے چاہتی ہوں مگر آج کل تھائی میں تجھ سے باتیں کروں گی۔ اسے واپس جانے دو۔“

”یہ میری جان کے ساتھ ہے نہیں جائے گا۔“
”میں ابھی اسے بھگا دوں گی۔ یہ دیکھ۔۔۔۔۔“
وہ منتر پڑھنے لگی۔ آگ کی طرف پھونک مارنے لگی۔ پھونکنے سے شعلے پک کر ثانی اور علی کے ہاتھوں کی طرف آئے تھے تاکہ دونوں کے ہاتھ الگ ہو جائیں لیکن وہ جیسے جیسے لے چپک گئے تھے۔ ایک دوسرے سے چھوٹ نہیں رہے تھے۔

راحیلہ نے ناکام ہونے کے بعد آواز دی، ”ماما سارانی! اجرا جاؤ ناکام ہو رہا ہے۔ بھڑکتے ہوئے شعلے انہیں الگ نہیں کر رہے ہیں، میری مدد کرو۔“

شیطان کے جتنے کے پیچھے سے ایک بوڑھی عورت آئی اس نے ثانی سے کہا، ”بیٹی میں تیری ماما ہوں۔ تو پہلی بار کیے آئی ہے اپنی ماں اور ثانی کی بات مان لے اس چھوکرے کا ہاتھ چھوڑ۔۔۔۔۔ تیری شادی اسی سے ہوگی مگر آج اسے جانے دو۔“
ثانی نے کہا، ”مجھے بڑی حسرت تھی کہ میری کوئی ماں نہ ہوئی، کوئی ماما نہ ہوئی مگر ماں اور ثانی ایسی ہوتی ہیں تو میں ایسے رشتے پر اکتفا سمجھتی ہوں۔“

”کوئی بات نہیں بیٹی، شیطانی اور چیلوں پر تو لغت بھیجی جاتی ہے۔ لغت ہمارے لئے کھلی نہیں ہے۔“

اس کی ماما منتر پڑھ کر پھونکنے لگی اس کی پھونک سے آندھی چلی تھی۔ وہ آندھی دونوں کے ہاتھوں کے پاس آئی تھی مگر ہاتھ جوں کے توں لے ہوئے تھے کسی طرح الگ نہیں ہو رہے تھے پھر شیطانی کے جتنے کے پیچھے سے ایک نہایت بوڑھی عورت سامنے آئی۔ اس کے سر اور ہجڑوں کے بال سفید ہو گئے تھے اور لاٹھی نیچی ہوئی سامنے آکر بولی، ”ثانی میں تیری ماما کی ماں ہوں یعنی تیری ماں کی ماما ہوں۔ میں کبھی بھی ہوں کہ تمہارے ہاتھ الگ کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔“

سارانی نے پوچھا، ”ماما! ایک کیوں نہیں ہو رہے ہیں؟“
وہ بولی، ”یہ دونوں طیارے میں ایک دوسرے کے بالوں قریب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ثانی نے اپنے سیٹ کو علی کی سیٹ سے الگ کر دیا ہے۔ اس طرح یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے سفر کر رہے ہیں جب تک دونوں کی سیٹ چلے نہیں نکلیں گی، تب تک ان کے ہاتھ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے۔ انہیں الگ کرنے کے لئے ہمیں سیٹ چلنے کو کھولنے کا منتر پڑھنا ہو گا۔“

راحیلہ نے کہا، ”میں علی کو نیند سے جگاتی ہوں۔ یہ لیا۔ میں بیدار ہو کر سیٹ چلنے کو کھولے گا۔“

بوڑھی جانی نے کہا، ”یہ نہیں کھولے گا۔ اس پر منتر اثر نہیں کرے گا۔ فوری ہے۔“
سارانی نے کہا، ”ہم ثانی کو تھوڑی دیر کے لئے بچاؤں گے۔ یہ پلٹ کھولنے کے بعد پھر سوئے گی اور یہاں چلی آئے گی۔“

راحیلہ منتر پڑھنے لگی۔ ثانی علی کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔ اس نے انہیں بند کینے پھر جب آٹھ کھلی تو وہ طیارے کی سیٹ پر چبھی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ آہستہ آہستہ سیٹ چیل کی طرف جا رہے تھے۔ اسے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ چیل کھولنے کی تو علی سے دور ہو جائے گی۔ وہ شیطانی ماحول میں علی کا ہاتھ تھام کر رہنا چاہتی تھی۔ سیٹ چیل کو کھولنا نہیں چاہتی تھی لیکن محسوس کر رہی تھی کہ وہ بے اختیار چیل کھولنے جاری ہے۔

علی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک گئی۔ اپنا ہاتھ چھڑانے لگی۔ اس نے پوچھا، ”مجھے ہے ہاتھ کیوں چھڑا رہی ہو؟“
”میں چیل کھولنے کی ہاتھ چھوڑ دو۔“

”میں تمہیں چیل کھولنے نہیں دوں گا۔“
”پلیز مجھے نہ دو۔ میرے اندر کچھ ہو رہا ہے۔“

”تمہارے اندر جو ہو رہا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم محروم ہو۔“

”میں بالکل نارمل ہوں۔ چیل کھول کر ڈائلٹ جانا چاہتی ہوں۔“

”تجھے محض ہمانہ ہے۔ میں تمہاری ماں اور ماں کی ماں اور ماں کی ماں ہے کہ رہا ہوں۔ اگر چیل کھل گیا تو میں تمہیں سونے نہیں دوں گا نیند آئے گی تو تمہیں مارا مار کر جگا رہوں گا۔“
وہ بولی، ”تم حد سے بڑھ رہے ہو۔ میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں بیٹھوں گی دوسری سیٹ پر جاؤں گی۔“
”رشتہ بھانے کا یہی وقت ہے میں اوارے میں بیٹھنے تک تمہیں آزاد نہیں چھوڑوں گا۔“

اس نے سوچی نظروں سے پریشان ہو کر علی کو دیکھا پھر سیٹ کی پشت سے ٹپک اٹھا کر انہیں بند کر لیں ایک منٹ کے اندر ہی سو گئی اس نے پھر خود کو اس شیطانی ماحول میں پایا وہاں اس نے علی کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ راحیلہ کی بوڑھی ماما نے انہیں جیسے آٹھوں سے علی کو گھورتے ہوئے کہا، ”تیری شامت آئی ہے، ثانی تجھے ایسے ہی ٹھکرائے گی جیسے چیل نے سلطان کو اور سارانی نے فرید واسطی کو ٹھکرایا تھا۔“

علی نے کہا، ”تمہاری ناپاک زبان سے تمہارے بزرگوں کا نام اچھا نہیں لگتا۔ تمہارا جاوید دم، جاوید دم، جاوید دم نہیں چل رہا ہے، پہلے تم سے نمٹ لو پھر بزرگوں تک چلی جانا۔“

علی نے کہا، ”ہو نہ ہو! اپنا نام کاتے والے بزرگ خاک میں مل گئے ہیں۔ ابھی تم نے ہمارا کالا جاوید دیکھا ہی کہاں۔ میں

چاہتی تھی اپنی نواسی کو یہاں بلا کر کچھ کالا عمل سکھا دوں مگر تو اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہے۔“
”تم تین عورتیں ثانی کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟“
”یہ ہماری اولاد ہے۔ میری بیٹی سارانی ہے۔ سارانی کی بیٹی چیلہ اور چیلہ کی بیٹی ثانی ہے۔“

ثانی اور علی نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا پھر علی نے پوچھا، ”ثانی کی ولادت بتا سکتی ہو؟“

”ہاں“ اس کا باپ سلمان واسطی ہے۔“

”انگل سلمان نے باپ کے طور پر اپنا نام دیا ہے مگر وہ باپ نہیں ہیں ان کی تو شادی بھی نہیں ہوئی۔“

”جو چاہی ہے۔ میں اس کی بیوی اور ثانی کی ماں ہوں وہ ثانی کا باپ ہے۔“

”اگر یہ سچ ہے تو پھر میرے آؤ۔ بیٹی اپنی ماں سے ضرور ملے گی لیکن انسانی طو طریقوں سے ملے گی، یہ شیطانی جھکڑے چھوڑ دو۔“

”تم ثانی کا ہاتھ چھوڑ دو، سیٹ چیل کھول دو۔“

”میں کہہ چکا ہوں، وہ تو ماں بن کر آؤ چیل بن کر نہیں آؤ۔“
بوڑھی ماما نے کہا، ”یہ ایسے نہیں مانے گا۔ سارانی اور

چیلہ، تم دونوں میرے ساتھ منتر پڑھو۔ اب ہماری بیٹی خواب میں نہیں حقیقت میں آئے گی۔“

وہ تین منتر پڑھنے لگی۔ وہاں پھر اور لوگ کالا عمل کرنے آ گئے تھے۔ شیطانی کے جتنے کے ساتھ بھڑکتے ہوئے آواز کے اطراف رقص کر رہے تھے کالا عمل کرنے والے کوئی بڑا تہمتہ ماحول کرنے کے لئے شیطانی جتنے کے ساتھ ایک انسانی جان کی قربانی دیتے ہیں۔ ان تینوں عورتوں نے ثانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک جوان لڑکی کو پیش کیا۔ پھر لوگ ایک لڑکی کو پکڑ کر لارہے تھے۔ وہ خوف کے مارے چیخ رہی تھی، ”دوسری بھی ثانی نے کہا، یہ یہی ظلم کر رہی ہو؟ اس لڑکی کو چھوڑ دو۔“

سارانی نے کہا، ”شیطان کو بیعت دینے کے لئے جو لڑکی وقف ہو چکی ہے اس کی بیٹی ضرور دی جائے گی۔“

ثانی اور علی نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کیا جو لڑکی کو جبرا لارہے تھے۔ ان سے تھوڑی دیر تک جنگ ہوئی رہی، وہ ایک ایک ہاتھ سے لڑتے تھے کیونکہ دوسرے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے تھے۔ کالا عمل کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ انہوں نے ثانی اور علی کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا انہوں کی طرح چٹ گئے تھے۔ ایسے ہی وقت اس بیماری لڑکی کو شیطانی کے قدموں میں قربان کر دیا گیا۔ اس کا خون اچھل کر شیطانی کے چہرے پر آیا تو شیطانی قہقہے کو گھونٹنے لگی۔ تیز ہوا میں چلنے لگیں اس کے ساتھ ہی بال کرج رہے تھے اور بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ بجلیوں کی کڑک اور آواز نے ثانی کی

آٹھ گھنٹہ کی دیر میں اس نے اور علی نے دیکھا کہ طیارے کی کڑکی کے باہر بارش پوری ہو رہی تھی اور وہ گر جگیاں کرک رہی تھیں۔ طیارے میں آٹھ سہارے رہی تھی "انہیں پلڑا اچانک موسم کی خرابی کے باعث طیارے کی پرواز ناممکن ہو رہی ہے۔ آپ نے درخواست ہے کہ سینٹ ہلٹ ہانڈہ کر رکھیں ہم جلدی اس طوفانی فضا سے نکل جائیں گے۔"

سب نے سینٹ ہلٹ ہانڈہ لے لئے۔ کڑکی کے باہر رات کی تاریکی تھی۔ کڑکی کے شیشوں سے پتھر چل رہا تھا بارش پوری ہے کبھی کبھی چمکتی ہوئی بجلیاں بھی دکھائی دیتی تھیں اس طوفانی بارش کے پس منظر میں ٹائی کو شیطانی قہقہے سنائی دے رہے تھے وہ حیرانی سے بولی "کیا تم قہقہے من رہے ہو؟"

علی نے کہا "ہم نے آنکھیں بند کر کے جو شیطانی قہقہے سنے تھے وہی ہماری سماعت میں رہ گئے ہیں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے" یہ طوفان کالے جادو کے ذریعے لایا گیا ہے۔"

"بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن ان دنوں عجوقیانوس میں طوفان آتے رہتے ہیں تم اپنی حالت متاؤ۔"

"میرا دل ماما جلدی کی طرف کھینچا جاتا ہے اسے چھوڑنے کوئی چاہتا ہے۔ تم کو تو یہ جادو ہے مگر کیا تم نے غور کیا ہے ماما جلدی مجھے سے مشابہت رکھتی ہے کیا وہ میری طرح نہیں ہے؟"

"ہاں" تم سے بڑی حد تک مشابہت ہے لیکن وہ سکتا ہے یہ قدرتی نہ ہو وہ جادو کے ذریعے ہر شے ممکن رہی ہو۔"

اس کی بات پر ختم ہوتے ہی ہزار ایک جھٹکے سے بچنے والے مسافر چپنے چلائے گئے پرواز پھر ہمارا ہو گئی لیکن عورتوں اور بچوں میں تعلیمی جھجک تھی۔ وہ درود پڑھتے "مہدھرات پریشان تھے اسٹیکر کے ذریعے کہا بار بار تھا "آپ دوسلر رکھیں سینٹ ہلٹ نہ کھولیں۔ اپنی بے ہوشی میں رہیں ہمارا طیارہ جلدی اس طوفان سے نکل جائے گا۔"

مسافر سمجھ رہے تھے یہ طفل تیلیاں ہیں۔ طیارہ بری طرح طوفان میں گھبرایا تھا۔ چپنے چلائے والی عورتیں خاموش ہو گئی تھیں۔ تقریباً سب کی جھجک لگ گئی تھی "وہ تم کو سمجھنے ہوئے دل ہی دل میں خدا کو یاد کر رہے تھے اور اپنی سلامتی کے لئے دعا میں لگ رہے تھے۔"

نہ طوفان ختم ہوا تھا اور نہ ہی پرواز کرنے والے جہاز کو کوئی ٹھکانہ مل رہا تھا یہ بات مسافر نہیں جانتے تھے کہ طیارہ اپنے دوت سے جھک گیا ہے۔ پاکستان نے یہ بات چھپائی تھی اگر مسافروں کو معلوم ہو جاتا تو طیارے کے اندر مارتا شروع ہو جاتا یہ وقت کچھ لوگ جن میں جٹا ہو جاتے ہیں اور ہانگوں جیسی حرکتیں کرتے ہیں۔ دوسرے مسافر روزانہ پریشان ہو جاتے ہیں اس لئے حقیقت چھپائی گئی تھی۔

طیارے کی اندر پرواز جاری تھی جانی نے علی سے کہا۔

"مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے مسافروں پر یہ مصیبت میری وجہ سے آ رہی ہے۔"

علی نے پوچھا "تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟"

"اس لئے کہ میرے اندر کوئی خوف اور بے چینی نہیں ہے ایک طرح کا یقین ہے کہ میں یہاں سے سیدھی ماما جلدی کے پاس جا رہی ہوں۔"

"مجھے یقین تو نہیں ہے کہ یہ شیطانی طوفان ہے۔ اگر ایسا ہے تو تمہاری ماں اور تانی مسافروں اور معصوم بچوں پر ظلم کر رہی ہیں۔ ان کے گالے عمل کے نتیجے میں یہ طیارہ تباہ ہو سکتا ہے۔ جب تمام لوگ مر جائیں گے تم بھی ماما جلدی تو ماما جلدی کو کیا حاصل ہوگا؟"

ٹائی نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ماما جلدی سے یہ سوال کیا چاہتی تھی اس کا خیال تھا وہ آنکھیں بند کیے بغیر اسی شیطانی ماحول میں پہنچ جائے گی لیکن دیر تک آنکھیں بند رکھنے کے بعد بھی نہ نیند آئی اور نہ وہ ماما جلدی کے پاس پہنچ سکی۔ اس نے آنکھیں کھول کر کہا "ہمیں ماما جلدی سے طیارے کی سلامتی کے لئے کہا جاتا ہے۔"

"وہ طیارے کی سلامتی کے عوض تمہارا مطالعہ کر رہی ہے۔"

"میں جلی جاؤں گی مگر آنکھیں بند کرنے سے اب وہ نظر نہیں آ رہی ہے۔"

"میں اس کی افراطی قہقہے کہ تم دل کو دایت دے کر نہیں سو سکتی شاید میری نیند میں ڈوبنے کے بعد وہ نظر آجائے۔"

ٹائی نے آنکھیں بند کر کے دیر تک آنکھیں بند کر لیں۔ نیند میں ڈوبنے کے لئے ماما کو بدایات دیں اسی وقت جہاز کو زبردستی جہاز کا اس کی آنکھ کھل گئی۔ مسافر پھر چپنے لگے تھے تو ٹائی نے بعد ازاں نرسرے کہا "پلیز خاموش رہیں" دوسلر رکھیں پلے چپنے اور چلائے طوفان نہیں لگے گا۔ ہم آپ کو ایک خوشخبری دے رہے ہیں ماما جلدی کے ایک ہوائی اڈے سے رابطہ ہو گیا ہے ہمارا طیارہ جلدی وہاں اتر جائے گا۔"

اس خبر سے ڈھارس بندھ رہی تھی کہ طیارہ کہیں اترنے والا ہے۔ وہ طیارہ لندن اور پیرس جانے والا تھا۔ وہاں لندن اور پیرس کے مسافر تھے کسی نے یہ تشویش ظاہر نہیں کی وہ انگلیٹے جانے کے بجائے افریقہ کے ایک مغربی ملک میں پہنچ گئے۔

نی الحال یہ اطمینان تھا کہ وہ اس طوفان میں کچھ خیریت سے پہنچ جائیں گے۔

تمام مسافر بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ انہیں طیارے کے اترنے کی اطلاع دی جائے گی لیکن انتظار ختم نہ ہو رہا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ سب اپنی کلاسیوں پر بندھی ہو گئیں کہ بار بار دیکھ رہے تھے۔ آخر طویل اور تھکا دہ انتظار کے بعد انہیں محسوس ہوا کہ طیارے کے پیچھے زمین۔

لگ رہے ہیں۔ جب وہ طیارہ زمین پر دوڑنے لگا تو اندازہ نہ کیا۔ ٹھیک گاڑی ماما سلامتی سے زمین پر پہنچ گئے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ غیر متوقع حالات سے نمٹنے کے لئے خود میں دوسلر رکھیں۔ مبرور محل سے طیارے میں بیٹھ رہیں کہ کوئی ہم ایک اچانک ویران علاقے میں ہیں۔"

نرسرے ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ بولے گئے۔ ایک شخص نے اٹھ کر چپنے ہوئے کہا "تم نے کہا تھا ہم ارباطیہ کے ایک ایئر پورٹ پر اترنے والے ہیں مگر ہم کسی ویران علاقے میں پہنچ گئے؟"

"دوسرے مسافر اس کی تائید میں بولے گئے۔ اسٹیکر سے آواز آئی "پلیز خاموش رہیں" میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کسی کنٹرول ٹاور سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ طیارہ اپنے دوت سے جھک گیا تھا۔ یہ بات پرواز کے دوران بتائی جاتی تو کزور دل کے مسافر یہ صدمہ برداشت نہ کرتے۔ شدید طوفان میں طیارے کو کہیں اترنا ایک اہم مسئلہ تھا۔ اسی طرح آپ کی سلامتی ممکن تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس رنگینا علاقے میں ایک پتہ کوٹار کی موک نظر آئی۔ ہم نے یہاں طیارہ اتار دیا ہے۔ آپ اطمینان اور دوسلر رکھیں۔ طوفان کے ختم جانے کے بعد ہمارے لئے امدادی طیارہ ضرور آئے گا۔"

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ طوفان کے جھمکے کوئی آثار نہیں نظر آ رہے تھے اور صبح سے پہلے امداد پہنچنے کی توقع نہیں تھی۔ مسافروں کا دل بھلانے کے لئے موسیقی شروع کی گئی۔ ہوش اور اسٹیورڈ کمانے پہنچنے کی چیزیں فراہم کرنے لگے۔ عورتوں کے چوں پر روشنی آتی تھی۔ بچے ہنسنے سہلانے لگے تھے۔ آپ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ طیارے کو حادثہ پیش آنے کا خطرہ تھا وہ ٹل گیا تھا اور اب وہی خطرہ مائے نہیں آئے گا۔

مگر آیا۔ طیارے کی ہنسی بستی فضا میں ایک عورت نے زور کی چیخ ماری۔ سب اسے چونک کر دیکھنے لگے "ابھی اس سے چپنے کی وجہ معلوم کرنے ہی والے تھے کہ طیارے کے دوسرے حصے سے دوسری عورت چیخ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک اور حصے سے ایک مسافر نے ایک چیخ ماری "اب یہ معاملہ تشویش ناک ہو گیا تھا۔ ایک کے بعد ایک مسافر چیخ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ ٹائی اور علی حیرت سے ایک ایک کو دیکھ رہے تھے۔

پھر ایک اسٹیورڈ نے بلند آواز سے پوچھا "آخر کیا بات ہے؟ آپ لوگ اس طرح کیوں چیخ رہے ہیں؟"

سب سے پہلے چپنے والی عورت نے کہا "ہم پر یہ مصیبت ایک لڑکی کی وجہ سے آئی ہے۔"

"دوسری عورت نے ٹائی کی طرف اٹھ کر کہا "ہاں وہ ہے لڑکی۔"

تیسرے چپنے والے مسافر نے کہا "اس لڑکی کو طیارے سے باہر نکالو۔"

اسٹیورڈ نے حیرانی سے پوچھا "آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ جیسی آپ کی طرح ایک مسافر لڑکی ہے۔ یہ طوفان نہیں لائی۔ اس نے طیارے کو نہیں ہٹایا پھر اس کے خلاف کیوں بول رہے ہیں آپ لوگ؟"

اس کی بات پر ختم ہوتے ہی ایک مسافر نے آگے بڑھ کر اسے ایک لمحہ مارا پھر کہا "تم اسٹیورڈ ہو۔ ہماری بات ماننا تمہارا فرض ہے۔ اس لڑکی کو یہاں سے نکال دو۔"

ایک ایک مسافر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ پھر ایک نے ٹائی کو غرار کر دیکھتے ہوئے پوچھا "تم جادو کی یا ہم تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دیں؟"

ٹائی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسٹیورڈ سے کہا "دروازہ کھولو" میں جاؤں گی۔"

علی نے اٹھ کر کہا "میں سمجھ رہا ہوں ایسا کیوں ہو رہا ہے" تم نہیں جاؤ گی۔ میں ان مسافروں سے نمٹ لوں گا۔"

دو ٹھکڑے مسافر اسے مارنے کے لئے دوڑتے ہوئے آئے۔ علی نے ان کی اچھی طرح پٹائی کر دی۔ اسی وقت کڑکیوں کے شیشوں پر پتھر آکر ٹکے گئے۔ مسافروں نے "سم کر کہا" باہر سے پتھر برساتے جا رہے ہیں۔ یہ شیشے ٹوٹ جائیں گے۔"

پھر ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے تڑا کر گایاں پر سائی جا رہی ہوں۔ طیارے کے قریب ہم کے دھماکے ہونے لگے۔ کڑکیوں سے یہ منظر دکھائی دے رہا تھا۔ شیشے ٹکل رہے تھے۔ دھواں پھیل رہا تھا۔ علی نے سر اٹھا کر بلند آواز سے کہا "رک جاؤ" بند کرو یہ دھمکیاں۔ ٹائی باہر آ رہی ہے ٹائی باہر آ رہی ہے۔ یہ باتیں فضا میں گونجنے ہی سنا نہ چائیا۔ گولیوں کی تڑا تڑاوت اور ہم کے دھماکے رک گئے۔ کڑکیوں کے باہر پھر اندھیرا چھا گیا تھا۔ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اسٹیورڈ نے ٹائی سے پاس آکر پوچھا "میں کیا معاملہ ہے؟"

علی نے کہا "ہم سمجھا نہیں سکیں گے۔ آپ دروازہ کھول دیں۔"

جہاز کا عملہ مجبور تھا مسافر بھی انہیں دروازہ کھولنے پر مجبور کر رہے تھے آخر وہ کھل گیا۔ باہر صدمہ نظر نہ آ رہا تھا۔ طوفان ختم کیا تھا۔ طیارے کے دروازے اور زمین کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ نیچے اترنے کے لئے میزمر کی ضرورت تھی۔ ٹائی اور علی دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور پھر ایک دوسرے کو سسٹا کر دیکھا اس کے بعد ایک ساتھ چلا گئے۔ زمین پر پاؤں تھے۔

تلا بازی کمانی پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

تمام مسافر دروازے اور کڑکیوں سے تھک کر انہیں کچھ

رہے تھے۔ طیارے سے باہر جانے والی روشنی میں وہ تھوڑی دیر تک نظر آئے پھر آگے جاتے جاتے ہونے لگی۔ میں تم ہوئے۔ اسٹیوڈیو نے دروازے کو بند کرتے ہوئے پائلٹ سے کہا "ہرے" افسوس کی بات ہے۔ ہم نے دو مسافروں کو سب ابارودہ گارجنوڑ دیا ہے۔"

ایک مسافر نے کہا "یہ تو دیکھو اس لڑکی کے باہر جاتے ہی طوفان ٹھیک کیا ہے۔"

ایک عورت نے کہا "ہمارے منہ سے تپ ہی آپ جی بات نکل رہی تھی کہ اس لڑکی کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے۔"

"ابنہ طوفان ہے نہ کوئی چترار کو لیاں برسارہا ہے۔"

"ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے شیارہ اب سلاستی ہے پرواز کرے گا۔"

پائلٹ طیارے کے اگلے حصے کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

"میں کسی قریبی ایئر پورٹ تک جاؤں گا۔ وہاں سے ان دو مسافروں کے لئے ایمرادی ٹیم روانہ کراؤں گا۔"

وہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ ایئر فون کو کانوں سے لگا کر وائزس سیٹ کو آپریٹ کیا تو جان رہ گیا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے تک بے کار تھا اس کے ذریعے کسی کنٹرول ٹاور سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ اب وائزس سے آواز آ رہی تھی "ہیلو ہیلو کنٹرول ٹاور الوان عبد المالک" ہیلو ہیلو کنٹرول ٹاور الوان عبد المالک۔۔۔"

پائلٹ نے اپنے طیارے کے متعلق بتاتے ہوئے کہا "ہم طوفان میں جھنک کر اُدھر آگے ہیں۔ طیارے میں دو سوانی مسافر ہیں۔ ہمیں گائیڈ کرو۔"

اسے راجستانی حاصل ہونے لگی۔ پتا چلا ان کا طیارہ ماریطانیہ اور مراکش کے جنوب مغربی صحرا کے درمیان ایک پٹنہ سڑک پر ہے۔ وہاں سے چار سو میل پرواز کر کے ماریطانیہ کے ایک شہر الوان عبد المالک ایئر پورٹ تک پہنچ سکتا ہے۔

پائلٹ نے طیارے کی اطلاع کی آہ دے کر وائزس سیٹ پر آ کر بتایا کہ میں کہا "میں بات ہے ان دو مسافروں کے بارے میں تمام مشکلیں آج ہی ہو رہی ہیں۔ منزل تک پہنچنے کے لئے راستہ بھی مل رہا ہے۔ آخر وہ بے چارے کون تھے؟"

وہ بے چارے اسی سڑک پر دوڑ چلے جا رہے تھے۔ بہت دور جا کر انہوں نے دیکھا طیارہ اشارت ہو گیا تھا۔ سڑک پر دوڑتا جا رہا تھا۔ پھر وہ دوڑتے ہوئے فضا میں بلند ہو گیا۔ وہ دونوں طیارے کے سرخ تیلوں کو چلے بجھے اور دور ہوتے دیکھ رہے تھے۔ ان کی نگاہیں کمر رہی تھیں "اے جانے والو! انہیں منزل مبارک ہو۔ ہم راستے کے گردیں گئے ہیں۔"

طیارے کی چلتی جھتی روشنی دور آسمان میں ابھل گئی۔ وہ پلٹ کر جانے لگے علی نے کہا "تم حرمزہ ہونے کے بعد میری

بات نہیں مانتی ہو۔ پلیر اپنے اندر قوت ارادی کو اور مضبوط کر رہے ہیں۔ یہ عمدہ کردار ہو کہ شر سے لڑائی ہو تو خیر کو نہیں بھولو گی۔ میرا ساتھ نہیں چھوڑو گی۔"

وہ چلے چلے اس کے بازو سے لگ گئی پھر لڑی "میری جان تمہارے لئے ہے۔ میں تمہارا قدموں سے ایک پل کے لئے بھی الگ نہیں ہونا چاہوں گی۔ لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ تمہاری کے سامنے میرا دل داغ کام نہیں کرتا ہے۔ میری قوت ارادی کمزور پڑنے لگی ہے۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ میں کالے بادو سے محفوظ ہو سکوں۔"

"ہم سوچا تھا کہ یہ اچھی طرح ہے۔ تم نے بھی اپنی ہے۔ جب تم دیکھو کہ ماما چلے تم پر حاوی ہو رہی ہے تو اس انگوٹھی کی سونے اس کے جسم میں کسی بھی ایک جگہ کودنا۔ وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو کر منتظر نہیں پڑھ سکے گی۔"

"ایسے دو چار نئے میرے پاس ہیں۔ میں انہیں ضرور آزماؤں گی لیکن اس میں کہاں تک صداقت ہے کہ وہ میری دل ہے؟"

"کوئی تو بات ہوگی ثانی! وہ یہ یقین سے انکل سلمان کو اپنا شوہر اور تمہارا باپ کہہ رہی تھی۔"

"انکل سلمان نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے پاس آکر ماما جیلہ کے بارے میں بہت باتیں گے۔ میں سوچتی ہوں کہ کیا وہ یہی جھوٹا ہے۔ آخر وہ میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ اگر وہ سرفہرہ۔ سلطانہ آئی کو بھیجے ہیں۔"

"ہمارے بزرگوں کے ساتھ بھی کچھ ہو رہا ہو گا۔"

"یہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"تم اپنے سیکے اور میں ہونے والی سرال۔"

وہ ہنسی ہوئی اس کے بازوؤں میں آگئی۔ تب پتا چلا کہ جیسی تاریکی نہیں ہے۔ جذباتی روشن ہیں۔ آسمان پر ستارے مسکرا رہے تھے اور زمین نے چار کرنے والوں کو اپنی چٹائی پر رکھا تھا۔ علی نے اس کی قوت سے سرشار ہو کر پوچھا "تم اب تک کہاں تھیں؟"

"میں پیدا ہو رہی تھی۔ بل رہی تھی۔ پروان چڑھ رہی تھی۔ کاتب تقدیر جانتا تھا کہ میری رگ رگ میں لہو نہیں ملے گا۔ اس لئے مجھے علی کے نام پر پیدا کیا ہے اور علی کے پر جان کیا ہے اور ایک دن علی کا نام لیتے ہی موت آئے گی۔"

وہ محبت میں مدد و شوق ہو رہی تھی۔ اپنے آس پاس کی دنیا بھول چکے تھے۔ یہ پریشانی نہیں تھی کہ قافلے نے ساتھ چھوڑا ہے۔ وہ کسی ایسی ملک میں ہیں۔ دشمن عورتوں کی سازشیں۔ کوئی بات نہیں، شیطان کا بلا ہے تو کیا ہوا۔ محبت صرف بات میں نہیں ہوتی، شیطان کی پیٹ میں بھی کھس کر ہوتی ہے۔ شیطان منہ میں بھی کھس کر ہوتی رہے گی۔ محبت کو کوئی دھوکا

نہیں ملے گا۔ ہر جگہ ہوتی ہے۔ سیاہ زلفوں میں ہو تو گلاب کی لہریں چلیں۔ مجھ سے کچھ نہیں ہو تو کنول کا حسن بن جاتی ہے۔

وہ چمک چمک کر بھڑکے کے ہنسنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کواڑ قریب آ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا دور تاریکی سے ایک گھوڑا نمودار ہو رہا تھا۔ اس پر زین کی ہوتی تھی۔ مگر کوئی سوار نہیں تھا۔ وہ گھوڑا ثانی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولی "یہ میری ساری کے لئے آیا ہے میں جا رہی ہوں۔"

"گھوڑے کی طرف بڑھی علی نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔" دیکھو، کچھو، تم اپنی قوت ارادی کو بھول رہی ہو۔"

وہ چمک کر بولی "تس ہاں میں نہیں جاؤں گی۔"

اسی وقت گھوڑا ہنستا ہوا اگلی دو ٹانگیں اٹھا کر علی کی طرف بھاگا۔ علی اچھل کر پیچھا کیا۔ گھوڑے نے پھر آگے بڑھ کر چل گیا۔ وہ اس کے حلقوں سے بچتے ہوئے گام کو پکڑنا چاہتا تھا۔ اگر گام کے ذریعے اسے قابو میں رکھے لیکن گھوڑا اپنے قریب آئے گا سوچ نہیں رہا تھا۔ اسے اتالیق مارنے کے لئے آگے بڑھنا چاہا تھا۔ علی بھاگ کر آہوا پیچھے ہٹا جا رہا تھا۔ اسی طرح وہ ثانی سے دور چلے آئے تھے۔ پھر اچانک ہی گھوڑا پلٹ کر دوڑتا ہوا ثانی کے پاس آیا۔ وہ اچھل کر اس پر سوار ہو گئی گام کو ہاتھ میں لے لیا۔ علی آواز میں رہتا ہوا اس کی طرف پکا "ثانی! ارک باڑ۔ ہوش میں آؤ۔ سمجھنے کی کوشش کرو تم حرمزہ ہو رہی ہو۔"

گھوڑا تیز رفتاری سے اسے لے جا رہا تھا وہ ثانی کو پکارتا ہوا "وڑ گاہا تھا۔ اس نے دوڑ میں بھی تیز رفتاری کا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ لیکن وہ گھوڑا تو شیطان کی رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ اس کے برابر پتلا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ دوڑتے دوڑتے ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔"

کو اگلی چھوڑی جی چھوڑی تھی۔ ہر انسانی کوشش راہگاہ جاری تھی۔ ادھر ثانی اپنے اختیار میں نہیں تھی۔ ماں کے ہاتھوں کے سامنے بس ہو جاتی تھی۔ وہ ٹھوکر کھا کر اوندھے ٹھوکر کھا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا گھوڑا دوڑتا ہوا تاریکی میں گم ہو رہا تھا۔ وہ گھوڑا کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی نہیں تھی۔ وہ ڈوڈاڑی ارادوں کا مالک تھا پھر دوڑ گئے لگا۔ اس نے جیجی کی طرف نکال کر روشن کرتے ہوئے دل میں کہا "یہ چلیں جادو کرتی ہیں، منتقل سے کام نہیں لے سکتی۔" گھوڑا نے یہ نہیں سہا کہ اس صحرائی زمین پر گھوڑا اپنے چادروں پاؤں نے نشانات چھوڑ کر جانے لگا۔

وہ بھتیجی کی روشنی میں تیزی سے دوڑتا جا رہا تھا۔



ایسا ہوش و حواس میں تھی لیکن ہوش مندی سے سمجھ نہیں رہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ حالات بڑی تیزی سے بدلتے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے یہ دلی اور دماغی صدمہ پہنچا

تھا کہ جسے یہودی پارس سمجھ کر اپنا سب کچھ لٹا چکی ہے۔ وہ مسلمان ہے۔

ایک مسلمان سے ہار کر ہونے لگا جسے اندر سے باہل خالی ہو گئی ہو اس کے غور کو بڑی تھیں چلی تھی۔ وہ پارس سے قریب کھاکر بیٹھے سے تھملائی رہی اور محبت سے روٹی رہی۔ وہ غصہ کر کے اپنی زندگی سے دور کر لیتی تھی مگر دل سے نہیں نکال سکتی تھی۔

اس نے سوچا فردا نے شیا کو بھی اسی طرح پھنسا دیا ہو گا۔ یہ مسلمان بڑے مکار ہوتے ہیں۔ اسے خیال قائم کرتے وقت وہ بھول گئی کہ وہ خود مکاری سے ٹیلی بیٹھی سیکر کر امر کی حکام کو دھوکا دے کر اسرا کیل آگئی تھی اور اس کی نظروں میں یہ بھی مکاری نہیں تھی کہ وہ لوگ ذی پارس بنا کر فریاد کی ٹیلی کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ دھوکے اور چال بازی میں باڑی کسی کے بھی ہاتھ آسکتی ہے۔ وہ خود اپنی مرضی سے یہودی پارس کا قریب کھاتی آ رہی تھی۔

اس نے فیصلہ کیا کہ اعلیٰ حکام کو دھوکا نہیں دے گی۔ شیا کی طرح ایک مسلمان کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنی قوم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس فیصلے کے مطابق اس نے جہل کو بتایا کہ وہ سب اصل پارس کو ذی سمجھ کر دھوکا کھاتے آ رہے ہیں اور اپنا کا داغ روستی کے قبضے میں آ گیا ہے۔

یوں اسرا کیل حکام کو ناقابل ثانی نقصان پہنچا تھا۔ شیا کے بعد خوش قسمتی سے ٹیلی بیٹھی جانے والی الپا یہودی قوم کو ملی تھی اسے بھی مسلمانوں نے پھانسی لیا تھا۔ اپانے سوا چودہ پارس سے دکھاوے کی محبت کرے گی اور اسے کسی طرح پھانسی کر کے ایسے لے جائے گی۔ وہ ایک ہوٹل میں تھی۔ اس نے خیال خزانے کے ذریعے پارس کو بلایا "اس نے کہا" جب تک تم جہل کے چور خیالات پڑھ کر میری ماں شیا کی بے گناہی اور مظلومیت کا یقین نہیں کرو گی میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔"

وہ پارس کو اپنے قریب لانے کے لئے مجبوراً جہل کے چور خیالات پڑھنے لگی تو اس پر ایسے حقائق کا انکشاف ہوا جس کے متعلق وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ سب سے دل توڑنے والا انکشاف یہ تھا کہ جہل اسے شیا کی طرح سے موت مارنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے چور خیالات نے چٹلی کھائی کہ الپا کو پارس سے نجات نہیں ملے گی۔ وہ شیا کی طرح مسلمانوں کی حمایت کرے گی تو اسے کوئی بار دی جائے گی۔

جہل نے جی کہتا تھا اس کی موت کا فیصلہ دل میں کر چکا تھا۔ الپا کو اپنی حیثیت کو کوڑی کی لگی۔ وہ کام آتی رہے تو جی ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے اور نبات حاصل نہ کر سکے تو مرے موت پانے والی دشمن ہے۔ پھر یہ انکشاف ہوا کہ شیا کی تمام یوں میں قربانی ایک ذی

وہ سوچ میں بڑ گیا۔ میں نے پوچھا ”کیا ناراض ہو گئے؟“

”مجھے یقین ہے یہ خیال دل سے نکال دو کہ میں تم نے پہلی بار اس خفیہ تنظیم کا نام سنا ہے۔“

میں نے آپ کی تدبیر کرنا ہوں۔ تم یہ بتاؤ استنبول میں یہودی

”ان کا خیال ہے کہ میں اسرائیل واپس جانے سے انکار کر سکتی ہوں لہذا کسی ذلیل و خجست کے بغیر وہ تمہارے ساتھ نہ گئے۔“

ستارے تھے ہیں کہ میں ہی اس کی زندگی کا پرہا اور آخری مرد ہوں۔ مقدر کا یہ فرمان اس لئے بھی درست معلوم ہوتا ہے کہ

اپنے اس سوچ کے مطابق عبرت لی جان اور اس کے
انتخاب کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ لیکن اس کے

”بال لیلیٰ! بہت خوشی ہوتی ہے۔ جب سوچتا ہوں کہ تمام عمر
 لی جلد و دم کے بعد کہا ماما تو جواب میں مارا رس اور علی تیمور کے

کوئی پوچھے تو کہہ دینا، ہم تمہارے دوست ہیں۔ تم دونوں بڑے

اول حاصل کرنے جارہے ہو۔ ہمارے خلاف کوئی چالائی دکھاؤ گے تو دونوں کو گولی مار دی جائے گی۔
 الپا نے سسم کر رہا اور کو دیکھا پھر پارس کو بد کے لئے دیکھا۔
 پارس بے بسی کا اظہار کر رہا تھا۔ دروازے والے نے الپا کو سارا دے کر کھڑا کیا پھر دروازہ بند کر دیا۔ اس کے دونوں ماتحتوں نے پارس کو سارا دے کر آگے بڑھایا اس طرح وہ کمرے سے نکل کر کوریڈور میں آئے پھر لٹ کے ڈیرے نیچے پڑے۔ وہاں انہوں نے پارس کے بازو کو الپا کے بازو میں ڈال دیا پھر انہیں آگے بڑھایا۔ وہ ایک دوسرے کے سارے دشمنوں کے آگے آگے چلے گئے۔ ان کا انداز یہ تھا جیسے دو محبت کرنے والے ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے بیٹھے ہیں ڈنگا رہے ہیں۔
 دشمن سمجھ رہے تھے کہ وہ کوریڈور سے ڈنگا رہے ہیں۔

باہر سفید دھن تکڑی ہوئی تھی۔ اس کا درمیانی دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔ انوار کرنے والے آگے اور پیچھے والی تینوں پر آگے تھے۔ جیسے ہی گاڑی آگے بڑھنے لگی ایجنٹ نے ایک پٹی پارس کی اور دوسری الپا کی آنکھوں میں باندھ دی۔ الپا اس ایجنٹ کے دماغ کو چھ رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے خفیہ اڈے تک جانے والے راستے کو پہچانیں اسی لئے آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔

میں ان سے کافی فاصلے پر رہ کر تعاقب کر رہا تھا تاکہ میری گاڑی ان کی نظروں میں نہ آئے۔ ہمارے درمیان بہت سی گاڑیاں گزرتی جا رہی تھیں۔ کبھی سفید دھن نظروں سے اوجھل ہوتی تو میں چلی کے پاس جا کر راستہ معلوم کر لیتا تھا۔ پھر دوسرے راستے کو سمجھ کر اسیں جاتے ہوئے دیکھ لیتا تھا۔ اسی طرح تقریباً دو گھنٹے تک تعاقب جاری رہا۔

بندرگاہ کے قریب ایک گودام کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سفید دھن کے اندر جاتے ہی اس کا سلاٹنگ دروازہ ایک طرف سرکتے ہوئے بند ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں۔ الپا اور لیلی ابھی تک ایک ہی ایجنٹ کے دماغ میں پھنسی ہوئی تھیں۔ باقی اہمیت کو گتے بنے ہوئے تھے۔ اس گودام کے اندر دوسرا ایجنٹ بھی موجود تھا اس نے کہا "الپا عربی زبان نہیں جانتی ہے اس لئے ہمیں اسی زبان میں گفتگو کرنی چاہئے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ان کے وطن سے اتر چکی ہے؟" "جیسے پورا یقین ہے۔ میں پچھلے دو گھنٹے سے ان کے ساتھ ہوں۔ تم خود ان کی حالت دیکھ لو۔ میں نے جگن سوپ میں خودی دو مالٹی مکی۔"

"ہمارا عمل ابھی معلوم کر لے گا کہ ان پر دو لاکھ اثاثہ ہوا ہے؟" "چند ماتحت ان دونوں کو دو سستے قسم کے بنگا بر لے آئے۔ انہیں وہاں لٹایا۔ الپا اگرچہ عربی نہیں جانتی تھی لیکن ایجنٹ

کے چہرے خیالات سے مغموم سمجھ رہی تھی۔ گولڈن برین کا حکم تھا کہ الپا اور پارس کو قادی میں کرنے کے بعد ان کے کمرے دروازے پر غوثی عمل کے ذریعے پیشہ کے لئے اپنی مٹھی میں کر لیا جائے۔ الپا کو یہ معلوم ہوا تو وہ پریشان ہو گئی۔ اس نے خیال غولڈن برین کے ذریعے پارس سے کہا "لوگ غوثی عمل کے ذریعے ہمیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس عامل کے معمول بن جاؤ گے؟" "ہرگز نہیں۔"

"تو پھر کچھ کو؟" آخر ہم تک جان بوجھ کر قیدی بن رہے ہیں؟" "تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔ عامل آئے تو بدتر کوریڈور میں نظر نہ رہا۔ ظاہر ہے وہ ٹیلی ویژن میں جاتا ہو گا۔ سامنے آکر پتہ نام کے ایہوں کی طرح عمل کرے گا۔ تم اس قتل کے لئے معمول بن جاؤ۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل پر آم ہو جاؤ۔ عمل کے آخر میں دماغ کو ہدایت دے کر غوثی نیند سونا میں بھی کی کہوں گا۔"

"لیکن ہم تک قیدی میں رہیں گے؟" "ہم قیدی نہیں ہیں۔ تم پریشان کیوں ہو جاتی ہو؟ ہم یہاں انتظار کرنا چاہتے ہو سکتا ہے کوئی گولڈن برین ہمارے سامنے آجائے۔"

میں نے رستوئی کے لیے میں پارس سے کہا "بیٹے ابھی تمہاری ماں پول رہی ہوں۔ تمہارے دماغ سے الپا کی باتیں نکال رہی ہوں۔ تم دونوں بے مورگن کو بھول رہے ہو۔ کوئی گولڈن برین اسے عمل کے لئے تمہارے دماغوں میں بھیج چکا ہے۔"

الپا نے کہا "میں نے بے مورگن کو اپنا معمول بنا رکھا۔ وہ میرے دماغ میں نہیں آئے گا۔" "جی! تم بھول رہی ہو پاسکل بوبانے تمہارے چہرے خیالات بڑھے تھے۔ اسے معلوم ہوا ہو گا کہ تم نے بے مورگن کو اپنا معمول بنا رکھا ہے۔ وہ تمہاری سوچ کے لئے بے مورگن کے اندر گیا ہو گا اور پھر اس نے تمہارے غوثی عمل توڑ دیا ہو گا۔"

"میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

"موتی کی عقل سے سمجھنے والی بات ہے۔ پاسکل بوبانے تمہارے لیے میں مورگن کے اندر جا کر پھر اس پر غوثی عمل کیا ہو گا اور تمہارے لیے کی جگہ اپنے لیے کو اس کے دماغ میں نقش کیا ہو گا۔ ابھی تم خاموشی سے پاسکل کی سوچ کے لیے میں جاؤ وہ نہیں محسوس نہیں کر سکتے گا۔"

الپا نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ پاسکل کی آواز اور لہجہ نے ہی بے مورگن کے دماغ میں جگہ مل گئی اس وقت وہ ملنے کو تیار ہوئی اور اس میں نظر نہ تھا۔ جزل اس سے کہہ رہا تھا۔ "ہم تمہاری حفاظت کے لئے تمہیں یہاں لائے ہیں۔ الپا ہم تمہاری حفاظت میں نہیں کئی ہے کیا تم اسے واپس لائے میں ہمارے دماغ کے؟"

مورگن نے کہا "میں اپنے ملک کا سچا اور وفادار یہودی ہوں۔ آپ حکم کریں مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

مورگن کے چہرے خیالات کہہ رہے تھے اسے اپنی اصلیت کا چل چل رہا تھا۔ الپا نے غوثی عمل کے ذریعے اسے یہودی اور اسرائیلی بنوا دیا۔ کاؤنڈا رینا تھا لیکن پاسکل نے اس عمل کا توڑ کیا تو مورگن کو اب آگیا کہ وہ یہودی ہے۔ امریکی ہے اور الپا کے قریب میں آکر اپنے وطن امریکا سے دور ہو گیا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اسرائیلی حکومت کو بظاہر وفادار رہ کر نقصان پہنچائے گا۔

ادھر جزل نے خوش ہو کر کہا "مورگن تم واقعی بے یہودی ہو۔ ابھی ٹرانسٹر کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ الپا اور پارس کا دماغ کزور ہو گیا ہے۔ تم ان کے اندر جا کر ان پر غوثی عمل کر کے اسیں اسرائیلی آئے پر عبور کر سکتے ہو۔"

اس نے کہا "میں ابھی جا کر عمل کر سکتا ہوں کیا خیال غولڈن برین کی اجازت ہے۔"

ہے۔ تمہارا جزل سمجھتا ہے کہ میں ابھی تک اسرائیلی حکومت کا وفادار یہودی ہوں۔ اب تم دونوں کو پتا چلے گا کہ میرے لئے کزوحا کھوتے ہی خود اس میں گر پڑے ہو۔ وہ بے بسی ظاہر کرتی ہوئی بولی "کیا تم مجھے غوثی عمل کے ذریعے اپنی معمول اور تباہ کرناؤ گے؟"

"میں کیا کروں گا؟" "تمہیں غوثی دے کر بعد پتا چلے گا۔"

"میری بات سنو مورگن! ابھی میری بات سنو۔"

لیکن وہ جاچکا تھا۔ میں نے الپا اور لیلی نے پاسکل کی سوچ میں ایک ساتھ مورگن کے اندر چھلانگ لگائی میرا خیال درست نکلا وہ کینت پاسکل کے پاس پہنچا ہوا تھا اور اسے الپا کی دماغی کزوری کے بارے میں بتا رہا تھا۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا کیونکہ پاسکل نے اسے اپنا تباہ کرنا دکھا تھا۔

پہچانے بے مورگن گھر کا رہا تھا۔ نکات کا۔ الپا نے اسے امریکا سے لاکر یہودی بنایا تھا اب پاسکل نے اسے ماسک میں کا وفادار بنا دیا تھا۔

پاسکل نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "شاباش مورگن! تم نے بہت اہم اطلاع دی ہے۔ تم جزل کے سامنے خاموش بیٹھے رہو اور میری تاثر دو کہ الپا اور پارس پر عمل کر رہے ہو۔ ادھر میں ان پر عمل کروں گا۔"

مورگن نے پوچھا "کیا تم الپا اور پارس کو اسرائیلی نہ آئے دو گے؟"

"انہیں اسرائیلی جانے دوں گا تاکہ تمہاری خیال غولڈن کا بھرم رہے وہ دونوں بھی یہودیوں کے درمیان رہ کر ہمارے وفادار رہیں گے۔"

میں "لیلی اور الپا مورگن کے دماغ سے آگئے۔ پاسکل کے دماغ میں نہیں جاسکتے تھے۔ میں نے لیلی کے پاس آکر کہا "تم رستوئی کی حیثیت سے الپا کے پاس رہو، میں پارس کے پاس رہوں گا پتا نہیں پاسکل پہلے کس کے دماغ میں غوثی عمل کے لئے آئے گا۔"

پھر میں نے پارس کے پاس آکر اسے مورگن اور پاسکل کے متعلق بتایا۔ پرا لپا جکر چل رہا تھا ایک ابھی ہوئی بازی شروع ہو گئی تھی۔ ہم گولڈن برین تک پہنچنا چاہتے تھے اس لئے الپا اور پارس اہم اہم کزوریوں میں خود کو جلا ظاہر کر رہے تھے گولڈن برین بے مورگن کے ذریعے ان دونوں کو اسرائیلی حکومت کا وفادار بنا دیا چاہتے تھے اور بے مورگن نے ان کا معاملہ پاسکل بوبانے کے سپرد کر دیا تھا۔

میں چاہتا تھا یہ بازی بھی ختم کر دیتا لیکن جب یہ پتا چلا کہ پاسکل الپا کو ماسک میں کی وفادار بنا چاہتا ہے تو مجھے پھر ایک بار ماسک میں کے خفیہ معاملات تک پہنچنے کا موقع ملے والا تھا۔ اس کے ایک خفیہ معاملے کا مگر اتقلق ہم سے تھا اور وہ معاملہ تھا جو کمال انہوں نے جو کہ برین تبدیل کرنے کے بعد اس کا نام

تبدیل کیا تھا۔ پھر وہ فرضی نام بھی تبدیل کر کے پتا نہیں اسے کس نام سے مخاطب کرتے تھے اس کی آواز اور لہجہ بھی بدل دیا تھا۔ اختہ اتنی رازداری سے چھپا کر رکھا تھا کہ ہم اب تک اپنی جوجو کو تلاش نہیں کر پائے تھے۔

اگر ہم آواز دھڑ دیتے تو شاید اب تک جوجو کا دوسرا دھڑ معلوم کر چکے ہوتے لیکن وہ خیال خوافی کرنے والوں کو نرپ کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ سونیا نے کہا تھا ہم کچھ عرصہ انتظار کریں گے۔ جوجو داغی آبریش کے بعد طویل عرصہ تک ستر پر رہے گی۔ پھر اسک میں جب بھی اس سے کام لینا شروع کرے گا تو وہ = چھپی نہیں رہے گی۔

میں نے پارس کے داغ پر قبضہ بنا کر اسے بے حس بنادیا تھا۔ وہ گودام کے ایک ستر پر جیسے دماغی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا تھا۔ ٹھوڑی دیر بعد مجھے ایک بہت ہی رس بھری آواز سنائی دی کوئی کہہ رہی تھی "یلو پارس! اسانے تم سے زبردست ہو ملا کے مکار ہو۔ میں پانچ منٹ سے تمہارے چور خیالات بڑھ رہی ہوں فی الحال مکاری کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔ جتنی تعریف سنی تھی اس کے برعکس جو بے نظر آ رہے ہو۔"

پارس کی کمزور سوچ نے پوچھا "تم کون ہو؟" "میرا کوئی نام نہیں ہے کوئی پہچان نہیں ہے۔ آج سے تم ساری زندگی صرف میری آواز سننے رہو گے اور ایک غلام کی طرح میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔"

"میں تمام خیال خوافی کرنے والوں کی آواز پہچانتا ہوں تم سب سے مختلف ہو۔ میں پہلی بار یہ آواز سن رہا ہوں، صرف اتنا بتا دو تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے؟"

"تمہیں اپنے کسی سوال کا جواب نہیں ملے گا۔ دیکھو اب تم سو رہے ہو، تمہاری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔" وہ تو یہی عمل شروع کر چکی تھی۔ میں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ہماری جوجو ہے۔ اس کی سوچ کو اس کی آواز اور لہجہ کو اس کے نام اور اس کی زندگی کو بدل دیا گیا ہے۔ وہ اپنی جھپٹی زندگی بھول چکی ہے اور یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ابھی اپنے ہی شوہر تو یہی عمل کر رہی ہے۔

پاسکل پورا دھڑا لپا پر عمل کر رہا ہو گا۔ میں پارس کو چھوڑ کر الپا کے پاس نہیں جا سکتا تھا مگر یقین تھا کہ میری طرح لیلیٰ اسے سنبھال رہی ہوگی۔

بعد میں پتا چلا وہاں دوسرا مکھیل شروع ہو گیا ہے۔ ہوا یہ کہ سلطانہ نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا تھا "سسر سونیا بلا رہی ہیں۔"

لیلیٰ نے سونیا کے پاس جا کر کہا میں بہت مصروف ہوں ذرا بھی دیر ہو گئی تو پاسکل الپا کے داغ میں آئے گا اور ہماری چال ناکام ہو جائے گی۔"

اس نے سونیا کو مختصر حالات بتائے سونیا نے کہا "تم بے شک الپا کے داغ پر قبضہ بنا کر رہو لیکن اسے پاسکل کی معمول

بن جائے دو۔"

"سسر! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"جو کہہ رہی ہوں اس پر فوری عمل کرو۔"

لیلیٰ وہاں سے الپا کے داغ میں آئی۔ اس پر قبضہ بنا کر ہم کر میرے پاس کو سونیا کی ہدایت سنانے کی لیکن وہ میرے نہ آ سکی۔ الپا کے داغ میں پاسکل کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمل شروع کر رہا تھا ایسی حالت میں وہ الپا کو چھوڑ کر پاسکل کو معلوم ہو جائے گا الپا کا داغ کمزور نہیں ہے۔

یوں لیلیٰ نے اس کے داغ کو کمزور بنائے رکھا۔ ہمارا کامیابی سے عمل کر گیا اسے اپنی معمول اور تابعدار بنانا اور کو پتا نہیں چلا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ اس نے اپنا دست میں اپنا داغ رسوئی کے قبضے میں دیا تھا اور خود اپنے قدم سے غافل ہو گئی تھی۔

میں اپنے بیٹے اور ہو کے پاس مصروف تھا۔ ہمیں آرمز ڈر لے معلوم ہو گیا تھا کہ دماغی آبریش کے بعد وہ بچکانہ ذہن والی جوجو نہیں رہی تھی بہت ہی خبیثہ اور ذہین لڑکی بن گئی تھی۔ ابھی اس کا بدلہ ہو لیا تھا۔ اس کی آواز جتنی شیریں تھی اسے میں اتنی ہی سختی تھی۔ اس کی باتوں سے اس کی مستقل مزاجی اور قوت ارادی کا پتا چلتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں ابھی ذرا کم چوکتا تو وہ میرے اور پارس کے فزاد کو بچا لیتی برسوں سے ہماری دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی بچکانہ سوچ ختم کرے اور اسے پارس کے ساتھ ازادابی زندگی گزارنے کا شعور دے۔ اب ہماری دعا قبول ہو گئی تھی۔ کوئی بات نہیں کہ اس کی آواز اور لہجہ بدلا ہوا تھا، وہ خود بدل گئی تھی، ہمیں اتنی سمجھتی تھی کہ ایک عرصہ بعد ہم باپ بننے سے اسے اپنے بہت قریب پایا تھا۔

جب وہ عمل مکمل کر کے پارس کو تو یہی نیند سلا کر چلی گئی

اس نے پوچھا "لیلیا! آپ نے اسے پہچانا؟"

"ہیہ! وہ ہماری جان ہے کیسے نہیں پہچانوں گا۔ یوں ہی ماسک مین کے پاس پاسکل کے علاوہ ایک جوجو ہی خیال خوافی کرنے والی ہے۔"

"میری تو یہی نیند کا وقت ہوتے ہی وہ اپنے عمل کا نتیجہ دیکھنے آئے گی۔ اگر مین نے سانس روک لی تو ہماری چالاک طالع ہو جائے گی۔"

"اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو میں تم پر عمل کروں گا۔"

"آپ میرے داغ میں ہی بات نقش کر دیں گے کہ میں کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا۔"

"جوجو نہیں روز میری اس نے ابھی تو یہی عمل کرنا

وقت اپنا نام روز میری بتایا تھا۔"

"یہ نام بھی بہت پیارا ہے میں آپ کی موجودگی میں خند

آہیں نہیں بھر سکتا۔"

"جو اس نہ کرو۔ آنکھیں بند کر کے جسم کو دھیرا چھوڑ دو۔"

اس نے میری ہدایات پر عمل کیا۔ میں نے اپنا عمل کرتے ہوئے باتیں اس کے داغ میں نقش کیں کہ وہ روز میری کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا سانس نہیں روکے گا لیکن اٹھوڑ کو سمجھا دے گا کہ وہ آگئی ہے۔ اس کے آنے ہی تمام اہم راز داغ کے خفیہ خانے میں منتقل ہو جائیں گے۔ اس نے بعد میں اسے تو یہی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر لیلیٰ کے دست میں لے گیا۔ "میں سسر کے پاس گئی تھی۔ آپ ایک بات بتائیں۔ کسی موقع پر آپ مجھے ایک حکم دیں اور سسر اس حکم کے خلاف "سرا حکم دے تو مجھے جس کے حکم پر عمل کرنا پڑے گا۔" "یہ تم حکم کا خلاف کیوں استعمال کر رہی ہو؟ کیا میں نے یا سونیا نے بھی حکم میں کفر یا باری کیا ہے۔"

"سسر! تو مت اچھی ہیں محبت کرنے والی بڑی بہن کی طرح پیش آتی ہیں لیکن آپ کی ہر بات میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔"

"یہ تمہارے احسانات اور جذبات ہیں ویسے سونیا اگر بھی میرے مشورے کے خلاف کوئی مشورہ دیا کرے تو اس پر عمل کیا کرو۔ اس کے پاس خدا اور ذہن سے وہ برق رفتار ہے جتنی دور رکھتی ہے ہم وہاں تک نہیں دیکھ پاتے۔"

"آپ نے میرے سر سے ایک برا بھلا بدھ دیا ہے۔ میں نے سسر کے مشورے کے مطابق پاسکل ہو یا کو کامیابی سے تو یہی عمل کا موقع دیا ہے۔ الپا اس کی تابعداری میں جلی ہو گئی۔"

"اؤ کم سونیا کے پاس چلے ہیں۔"

ہم نے اس کے پاس آکر گود دھڑا کر کے پھر میں نے پوچھا۔

"تم نے الپا کی پاسکل کا تابعدار کیا دیا ہے؟"

"لیلیا! عمل ہو چکا ہے؟"

لیلیٰ نے کہا "ہی ہاں۔"

سونیا نے پوچھا "فریاد! تمہیں کیا پریشانی ہے؟"

"پریشانی یہ ہے کہ تمہاری چال سمجھ میں نہیں آتی۔"

"میں بیڑھا چلا رہی ہو گیا ہے۔ عقل کام نہیں کرتی؟"

"الٹی بات کر رہی ہو جوجو اپنی بات آتی ہے میرے خیالوں میں اور آپ پاس جہاں تک نظر جاتی ہے پھول ہی پھول مکمل رہے ہیں۔ تمہیں یاد ہو گا جوجو اپنی عقل کم اور جذبات زیادہ ہوتے ہیں اس لئے عقل کا کام تمہارے حوالے کر دیا ہے۔"

"اپنی تلافی کو نہ چھوڑو۔ آئندہ تمہاری عقل کی آواز اور میرے

میں الپا کے پاس جایا کرو گے تو وہ تمہیں محسوس نہیں کرے گی۔

اس طرح پاسکل اسے معمول بنا کر جو بھی کام لے گا تمہیں اس کی خبر ہوئی رہے گی۔"

"وہاں کیا شیطانی داغ پایا ہے۔ الپا جیسا اہم مرہہ دشمنوں کے

حوالے کر دیا مگر اسے اس نے پاس بھی نہ رکھا ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "سسر! آپ کے پاس آکر پتا چل رہا ہے۔ آپ

طاقت میں سفر کر رہی ہیں۔ کہاں جا رہی ہیں؟"

اس نے جواب دیا "مٹانی اور ملی جیسے آرت ہے ان کا طیارہ طوفان میں ہلک کر ریزا بنائے کے ٹکڑے سڑا میں پہنچ گیا تھا طیارہ واپس آیا ہے۔ وہ دونوں نہیں آئے ہیں۔ سلمان نے ایک جگہ کی نشاندہی کی ہے میں وہاں جا رہی ہوں۔"

ہم سونیا کے داغ سے واپس آ گئے۔ میں ایک جگہ بندرگاہ والی سڑک کے کنارے اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا وہ لوگ الپا اور پارس کو گودام میں لپکا کر اپنی دانست میں تو یہی عمل کر رہے تھے۔ ہمارا کام بھی ہو چکا تھا اب ان کی تو یہی نیند کے بعد معلوم ہونے والا تھا کہ پاسکل اور جوجو کیا چاہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں اور کون کون برین کے ایجنٹ بھی الپا اور پارس کو اسرا رکھنے پہنچانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

لیلیٰ نے پوچھا "میں جاؤں؟"

"میں بیٹھ آئے کوں گا۔ جانے کو کس دل سے کہوں۔"

"میں زیادہ رہوں گی تو بڑا رعب ہو کر کہہ دیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ کوئی ستر تو کو آپ لکھتے رخصت نہیں کرتا مگر ہاں بہت جلد دیر سے مصروف ہو میں تمہیں آرام کرنے کو نہ کہوں تو یہ زیادتی ہوگی۔"

"اچھا دو گھنٹے بعد آؤں؟"

"میں بے چینی سے انتظار کروں گا۔"

وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ میں نے ایک ہوٹل میں آکر کھانے پینے میں وقت گزارا۔ گولڈن برین کے ایجنٹ کے داغ میں جا کر معلوم کیا اس کی سوچ سے پتا چلا الپا اور پارس ابھی تک سو رہے ہیں گولڈن برین نے حکم دیا ہے کہ دونوں کو رات نو بجے تک لاچ میں پھنچا دیا جائے۔ میں نے کڑی دیکھ بھلی سات بج رہے تھے۔ اندھیرا ہو چکا تھا۔ ابھی دو گھنٹے انتظار کرنا تھا میں ایک گھنٹے

بعد الپا کے داغ میں جانا چاہتا تھا لیلیٰ نے آکر کہا "مجھے آنے میں

دیر ہو گئی میں نے سوچا کہ پال آنے سے پہلے الپا کی خبر لوں

وہاں پاسکل کے لیے بھی گئی تو وہ موجود تھا الپا اس کی معمول بن کر

اسے بتا رہی تھی کہ وہ گولڈن برین کے ایجنٹوں کی قید میں ہے۔"

"اس نے یہ بھی بتایا ہو گا کہ وہ اور پارس اعصابی کمزوری

میں مبتلا نہیں ہوئے تھے اور انہوں نے دو ملا ہوا سوپ نہیں پیا

تھا۔"

"دونوں نے سوپ پیا تھا اس لئے الپا نے سوپ پینے کی

بات بتائی ہے۔ پاسکل کو یقین ہو گیا ہے کہ اسی وجہ سے تو یہی

عمل کامیاب رہا ہے۔"

"اب وہ کیا چاہتا ہے؟"

"وہ گولڈن برین کے ایجنٹوں کو اغوا کے سلسلے میں ناکام بنانا

چاہتا ہے۔ الپا کو حکم دے رہا تھا کہ ایک دوسرا پہلی کا پڑ آئے گا

اور اسے روانہ لے جائے گا۔"

"اس کا مطلب ہے ماسک مین کے اور گولڈن برین کے

آدمیوں میں ٹکراؤ ہو گا۔"

دوبارہ کرتا ہوں۔“

”میں نے تمہاری بھی ہسٹری پڑھی ہے۔ تمہیں اس برداشت کر رہی ہوں کہ تمہارا کئی ڈھٹ اور بے شرم ہو۔ وہ چلی گئی میں بھی وہی طریقہ حاضر ہو گیا جیسی ہے کہ اس کا معمول نہیں ہے ہم اسے کہیں جانے سے روک دیتے لیکن اب کیا کرنے کا؟“

”ہم اسے جانے دیں گے اور کوشش کریں گے کہ وہ ہمیں کاغذ حاصل کرتی رہے۔ ہم نے پارس کو ابھی تک الپا کے متعلق کچھ نہیں بتایا ہے۔“

”میں پارس کے پاس آئی کوڈروڈز ادا کئے۔ اس نے کہا کہ آپ کچھ گئے ہوں گے میں نے آپ کو داغ سے جانے کے کیوں کہا تھا؟“

”ہاں کچھ کیا تھا دوسری بار جو کہ موجودہ لیے میں کیا تو تم دونوں مجھے محسوس نہ کر سکے۔“

”چلیں اچھا ہے آپ نے سن لیا کہ وہ پہلی کا پڑنے کے ذریعے مجھے اور الپا کو کہیں پہنچانا چاہتی ہے۔“

”میں نے تمام باتیں سنیں ہیں۔ تم نہیں جاؤ گے لیکن الپا جانے گی۔“

”کوئی خاص بات ہے؟“

”ہاں ہم نے الپا کو پائل کی معمول اور تاجدار بنا دیا آئندہ میں اس کے داغ میں جا کر معلوم کرتا رہوں گا کہ مالک میں اس سے کیا کام لے رہا ہے کیا اس کے جانے سے نہیں افسوس ہو گا؟“

”میں کوئی عاشق نہیں ہوں۔ الپا بہت اچھی ہے اور جب تک ہمارے لئے اچھی رہے گی ہم دشمنوں کے ملک میں بھی اس کے لئے جان کی بازی لگاتے رہیں گے۔ اس سے کبھی ہمتا رہوں گا کبھی ہجرتا رہوں گا لیکن اسے شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔“

”مالک میں کے آدمی کو دونوں کو لے جانے آئیں گے۔ تم جو کہ کر لے آئیں ان کے مطابق ان کے ساتھ جاؤ گے۔ تمہیں ان سے ہجرتا کر لے آئیں یا کام ہے۔“

”اوکے بابا!“

میں دماغی طور پر حاضر ہو کر گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا اس گودام کے قریب آیا جہاں الپا اور پارس کو قید کیا گیا تھا۔ پہلی پائل کا لہجہ اختیار کر کے الپا کے پاس آگئی۔ اس کی سوچ میں سائیکس کی مائل کے حکم کے مطابق پہلی کا پڑھیں جاؤں گی کیا پارس سے جا ہو جاؤں گی؟“

اس سوچ کے تحت اس نے پارس کو دیکھ کر کہا ”اگر میں کہیں جاؤں گی تو تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے؟“

وہ پارس کے سسرار آگئی۔ پارس نے پوچھا ”تم کہاں جاؤ گی؟“

”جا نہیں ایک پہلی کا پڑھیں گے آئے گا۔“

وہ بولا ”بھرتو عجیب سی بات ہے میرے لئے بھی ایک؟“

”شاید گولڈن برین کے تمام آدمیوں سے کراؤ نہ ہو کیونکہ مالک میں کا پہلی کا پڑھیں پکے آئے والا ہے۔ آپ ذرا غور کریں ان کے جھگڑے میں ہمارے پارس کو نقصان نہ پہنچے۔“

”ہم زیادہ دیکھیں کہ جو پارس کے پاس آکر کیا کہتی ہے۔“

”میں تمہاری مار سونٹی بول رہی ہوں۔“

اس نے کہا ”اما! آپ بعد میں آئیں۔ میں الپا سے ضروری باتیں کروں گا۔ میں سمجھ گیا اس کے داغ میں جو ہے میں نے واپس آکر جو کہ موجودہ لہجہ اختیار کیا پھر اس کے داغ میں گیا وہ اور جو مجھے محسوس نہ کر سکے جو پوچھ رہی تھی ”کیا الپا تمہارے اتنے گہرے تعلقات ہیں کہ تمہیں کو داغ سے نکال دیتے ہو؟“

وہ بولا ”میں نے ایسا پہلی بار کیا ہے۔ تمہاری موجودگی کو چھپانے کے لئے مجھے یہی بات بھائی دی تھی۔“

”تم جانتے ہو میں کون ہوں؟“

”میں نہیں جانتا۔“

”چاہتا ہے تمہاری ایک آواز پر جان قربان کر دوں۔“

”کیا میرے لئے الپا کو چھوڑ سکتے ہو؟“

”چھوڑ دوں گا مگر میرا دل دنگے گا۔“

”میں اپنے تاجدار کا دل نہیں دکھائوں گی تمہارے لئے ایک پہلی کا پڑھیں گے اس میں الپا بھی تمہارے ساتھ جانے گی۔“

”تم مجھے کہاں لے جانا چاہتی ہو؟“

”مجھ سے سوال نہ کرو۔“

”میں تمہیں پہلے تاجدار ہوں کہ پہلی کا پڑھیں نے لے جانے کا۔“

”ایسی کیا بات ہے؟“

”ہماری سونیا ماما ہم دونوں بھائیوں کو اجازت کے بغیر سرال جانے نہیں دیتیں۔“

”میں نے سونیا کو مکمل ہسٹری پڑھی ہے۔ اس کی ویڈیو رپورٹ بھی دیکھی ہے۔ بیک وقت ہمت چالاک بہت خطرناک ہے مگر مجھ سے کراؤ نہ مگائے گا۔“

باہر آئے سلسلہ افراد نے ان کے لئے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ پارس جلدی کا انتظار کرتے ہوئے ایک شخص سے ٹکرائی۔ اس شخص نے کہا سسرال بھائی کی ضرورت نہیں ہے آرام سے چلو۔“

اس طرح پارس نے مجھے ایک شخص کی آواز سنائی اس سے پہلے ایک اور شخص نے انہیں جلدی چلنے کے لئے کہا تھا اس طرح پہلی کو اس کے داغ میں جا کر لے گئی تھی وہ اپنی بیٹی سی گاڑی میں بندرگاہ کے ایک دروازہ سے کی طرف جا رہے تھے۔

میں اس لالچ کا نام معلوم ہو گیا جس میں وہ پارس آئی لینڈ جانے والے تھے۔ میں ان سے پہلے اس لالچ میں پہنچ گیا اس کا مالک خود پائلٹ تھا اس کے ساتھ ایک اسٹیورڈ تھا۔ مالک میں کے تو میں نے اس لالچ کو کرانے پر حاصل کیا تھا میں نے اس کے مالک سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا ”کیا مجھے پارس آئی لینڈ پہنچا دیتے ہو؟“

اس نے کہا ”سوری“ یہ لالچ ریزرو ہو چکا ہے۔“

میں نے اس کے داغ پر قبضہ کیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اسٹیورڈ سے کہا ”میں اس اجنبی مسافر کو اپنا بھائی بنا کر لے جاؤں گا میرا خیال ہے لالچ ریزرو کرانے والوں کو اعتراض نہیں ہوگا۔“

اسٹیورڈ نے کہا ”آپ مالک ہیں اصولاً کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔“

میں نے کہا ”تم مجھے بھائی نہیں ایک اور اسٹیورڈ ظاہر کرو۔“

اس طرح وہ لوگ مجھے غلام سمجھ کر برداشت کر لیں گے۔“

میں نے دوسرا رزرو سے نکال کر لے۔ لالچ کا مالک خوش ہو کر میرے شانے تھپکتے ہوئے بولا ”کسی کا باپ بھی تمہیں لالچ سے جانے کو نہیں کہے گا۔“

اسی وقت ان کی گاڑی ساحل پر آکر رکی۔ اس میں سے الپا اور پارس سرح آدمیوں کے ساتھ باہر آئے پھر لالچ میں پہنچے۔ وہ بعد ادا میں باغ تھے ان میں سے۔۔۔ مجھے دیکھ کر پوچھا ”یہ کون ہے؟“

”یہ بھی اسٹیورڈ ہے۔“

”مگر تم نے تو کہا تھا تمہارا ایک ہی ملازم ساتھ جائے گا۔“

”میں کچھ بتا رہا ہوں اس لئے دوسرے کو ساتھ لے جا رہا ہوں بانی دی وئے تمہیں اعتراض کیوں ہے؟ تم نے کہا تھا تمہارے ساتھ کوئی غیر قانونی سامان نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو ہر اجنبی پولیس والا غصہ آتا ہے۔ میرا یہ ملازم تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے؟“

ایک نے رپورٹ دکھاتے ہوئے کہا ”ہم پولیس والوں کو بھی گولی مار سکتے ہیں۔ لیکن اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہمارا یہ غیر قانونی غیر قانونی نہیں ہے اب پر نہ کو نہ چلو۔“

میں نے اور اسٹیورڈ نے نظر اٹھایا۔ مالک نے پائلٹ کی

”ہم آئے گا۔“

”میں تمہارے پہلی کا پڑھیں جاؤں گی۔“

”میرا میری کسی کہہ رہی تھی تم میرے ساتھ جاؤ گی۔“

”یہ روز میری کون ہے؟“

”چاہیں کون ہے۔ میں نے پہلی بار اپنے اندر اس کی توجہ سنی ہے۔ وہ آتی ہے تو میں سانس نہیں روک سکتا۔“

”میرے اندر پائلٹ آتا ہے۔ میں پہلے پائلٹ سے سختی کرتی تھی۔ مگر اس کا داغ میں آتا اچھا لگتا ہے اس کی ہر بات میرے لئے قابل قبول ہوتی ہے۔“

”کیا مجھ سے زیادہ اچھا لگتا ہے؟“

”تم اسے اچھا کوئی ہو نہیں سکتا۔ میرا دل میری دنیا بے ہندارے لئے ہے لیکن پائلٹ ایک باس کی حیثیت سے اچھا لگتا ہے اس کی ہر بات سامنے کوئی چاہتا ہے تم بتاؤ کیا روز میری مجھ سے زیادہ حسین ہے؟“

”میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ صرف اس کی آواز سنی ہے۔ ویسے میری آنکھیں کبھی ہیں کہ تم سے زیادہ حسین کوئی نظر نہیں آتی ہے۔“

اس نے خوش ہو کر اپنا سراسر اس کے شانے پر رکھ دیا اسے پائلٹ کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا ”تیار رہو ہمارے آدمی پہنچ رہے ہیں۔ تمہیں ساتھ لے جائیں گے۔“

وہ بولی ”میں پارس کے ساتھ جاؤں گی۔“

”ہاں یہ بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔“

اور جو پارس سے کہہ رہی تھی ”ہمارے آدمیوں سے تعاون کر دو تم دونوں کو ایک لالچ میں پارس آئی لینڈ لے جائیں گے وہاں ایک پہلی کا پڑھیں تمہارے لئے موجود رہے گا۔“

”اچھی بات ہے آئی۔“

”اسے تم مجھے آئی کیوں کہہ رہے ہو۔“

”تم نے مجھے اپنی عمر نہیں بتائی ہے اس لئے تمہیں کیا کہوں۔“

”کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اپنا کام کرتے رہو۔“

”یو لو کیا کروں؟“

”گودام کا دروازہ اندر سے بند ہے اسے کھولو۔“

اس نے الپا سے سرگوشی میں کہا ”ایجنٹ کے داغ سے کام لو۔ دروازہ کھولنے پر مجبور نہ کرو۔“

حیثیت سے لالچ کو اشارت کیا پھر ہم کھلے سمندر میں جانے لگے۔ میں اور لیلیٰ دو افراد کے ماغوں میں پہلے ہی پہنچ گئے تھے لالچ میں آکر میں نے تیسرے شخص کے داغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر عرشہ کی رنگ کے پاس آکر اس نے جب سے ٹراؤنٹر نکالا اس کے ذریعے کسی سے پوچھ بولنے لگا۔

وہ نامک میں سے یا اسٹبل کے پاس سے کہہ رہا ہو گا کہ کوئی اس کے داغ میں آتا چاہتا تھا۔ وہ خطرے کا شکار رہا ہو گا۔ جب اس نے ٹراؤنٹر کو آف کیا تو میں جو جو کچھ اعتراض کر کے پاس کے داغ میں پہنچا جو وہاں پہلے سے موجود تھی اور پاس سے پوچھ رہی تھی ”کیا تمہاری ماں کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں تمہیں کیسے لے جا رہی ہوں؟“

”وہ میرے داغ میں آئی جاتی رہتی ہیں وہ سب کچھ جانتی ہیں۔ تمہاری دیر پہلے پوچھ رہی تھیں کیا میں ذہنی طور پر کسی کا غلام بن گیا ہوں۔ میں نے انکار کیا مگر وہ میری بات پر بھروسہ نہیں کر رہی ہیں۔“

”تمہاری ماں میرے ایک آدمی کے داغ میں آتا چاہتی تھی اسے منع کرو میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کروں گی۔“

”جو تمہیں پسند نہیں ہے وہ مجھے بھی نا پسند ہے لیکن یہ سب کچھ سونا مہما کی طرف سے ہوا ہے۔ میرا ان سے رابطہ نہیں ہے ورنہ کہہ دیتا کہ اپنی خوشی سے روز میری کے پاس جا رہا ہوں۔“

”کیا سونا تمہارے لئے بلی کا کپڑا لے کر آئے گی؟“

”مما اتنی سی بات کے لئے خود نہیں آتیں اور نہ ہی اپنے بلی کا کپڑا یا چند منافع کرا سکیں گی۔“

”تم سمجھتے ہو گے کہ وہ کیا کرے گی؟“

”وہ کس موقع پر کیا کر سکتی ہیں یہ میرا پاپ بھی نہیں سمجھ جاتا۔“

”تم لوگوں کا ایک اور خیال خواتین کرنے والا برائے دوزخ لگاں ہے؟“

”وہ صاحب بنو دوائس فرما رہے ہیں۔“

”سیدھی طرح بتاؤ۔“

”سیدھی سی بات کہہ رہا ہوں۔ اگر تم ان کے داغ میں کبھی پہنچو گی تو ایک سی صدا آسانی دے گی بلی، ہائے بلی۔“

میں اس کے داغ سے نکل آیا۔ اگرچہ وہ میرے مختلف ایسی باتیں کر رہا تھا لیکن میں اس کا طریق کار سمجھ رہا تھا۔ وہ دراصل جو جو باتوں میں الجھا رہا تھا مجھے کچھ کر سکتے کاموقع دے رہا تھا۔ میں نے بلی سے کہا ”پائلٹ کے داغ پر قبضہ متاؤ اور لالچ کا رخ مغرب کی سمت کرو۔“

وہ بلی گئی۔ ہم دو مسلح دشمنوں کے اندر پہنچ سکتے تھے تیسرا سانس روک لیتا تھا۔ میں نے چہ تھے دشمن کے داغ میں پہنچنا چاہا اس نے بھی سانس روک لی اپنے ساتھی سے بولا ”کوئی میرے

داغ میں آتا چاہتا تھا۔“

میں قریب ہی کھڑا لالچ کے رستے کو لپٹ کر بھڑکنا باندھ رہا تھا وہ دونوں مجھے گھور کر دیکھ رہے تھے۔ میں پانچویں شخص کے داغ میں گیا اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا ”یادو! میرے داغ میں بھی کوئی آ رہا ہے۔“

ایک نے پوچھا ”تم نے کیسے کیسے کیا؟ تم نے تو کہا تھا کہ وہ کے باہر نہیں ہوا۔“

وہ دیر اور نکال کر نشانے پر رکھتے ہوئے بولا ”تم لوگ وہاں کے باہر ہو کر کون سا چاہنا چاہو کہ لوگ اس وقت تم دونوں نشانے پر ہو ذرا بھی حرکت کرو گے تو وہ خیال خواتین کرنے والا تمہیں گولی مار دے گا۔ میں کچھ نہیں کروں گا سمجھ گئے؟“

وہ دونوں ہکا بکا سے رہ گئے تھے۔ ایک نے بڑی آہستگی سے اپنا ہاتھ دیوالور کی طرف لپٹا چاہا میرے معمول نے اس کے ہاتھ میں گولی ماری۔ وہ ہاتھ تمام کر چیتے لگا۔ میں نے دونوں کے پاس آکر ان کی جیب سے دیوالور نکال کر اپنے معمول سے بھی دیوالور لیا پھر ان سب کو سمندر میں پھینک دیا اس کے بعد کہا۔

”اب ہم نیتے ہیں۔ غرور کی طرح اپنی قسمت کا فیصلہ کریں۔“

ان سب نے ایک ساتھ مجھ پر چھلانگ لگائی۔ چھلانگ میں نے بھی لگائی ”ایک کو فلائنگ کنگ ماری، باقی دو ایک ساتھ چھلانگ لگانے کے باعث خود ہی آہیں میں لکڑا گئے۔ میں نے موقع پا کر بلی سے کہا ”لالچ کے نچلے حصے میں دو مسلح افراد ہیں انہیں سمندر میں پھینک دو۔“

میں صرف چند سیکنڈ کے لئے بلی کے پاس گیا تھا وہاں آتے ہی منہ پر ایک گھونسا پڑا۔ اس سے پہلے کہ سمجھتا ہوں گھونسا پیٹ میں لگا۔ میں تکلیف سے جھکا تو تیسرے نے میرے منہ پر ٹھوکر ماری۔ میں لڑکھاتا ہوا پیچھے جا کر رنگ سے لکڑا وہ رنگ نہ ہوتی تو سیدھا سمندر میں چلا جاتا۔ وہاں لکڑا ہی ایک دشمن نے مجھ پر چھلانگ لگائی میں نے فوراً پیچھ کر اسے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے اوپر سے پھینکا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی وہ اپنے سمندر میں گیا پانی اچھل کر عرشے تک آیا پانی دونوں میری طرف آ رہے تھے ایک کا باؤں عرشے پر آنے والے پانی سے پھسل گیا میں نے اسے ہانک سے پکڑ کر ٹھیک پھر اسے بھی ایک گول پلر دے کر سمندر میں پھینچا۔ تیسرا کھڑا گیا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے بولا ”کون ہو تم؟“

میں اس کی طرف پوچھنے لگا ”وہ پیچھے ہٹ کر بولا“ صرف ایک بات کا جواب دیا ”کیا تمہارے دوست بن سکتے ہیں؟“

”تم دوست بنانا نہیں چاہتے میری آواز اپنے بلی کی جتنی جانتے والوں کو سنانا چاہتے تھوڑی سا باہر ہوں۔“

اسی وقت پرانی سوچ کی لہر محسوس ہوئی میں نے سانس روک لی، مگر چیتے لگا جیسے میرے داغ میں زلزلہ پیدا کیا گیا ہو۔ مجھے ہٹ رہا تھا قہقہے لگاتے ہوئے آگے بڑھا ”اب کیسے پوچھ

ہمارے خیال خواتین کرنے والوں سے لکڑا رہے تھے۔ اب تو میں نہیں سمندر میں۔۔۔۔۔۔“

میں نے اچانک کرائے کا ایک ہاتھ مارا وہ لڑکھایا دوسرے میں سے ایک کراس کرنا ہی چاہتا تھا کہ میں نے اسے انکار کر سمندر میں گرا دیا پھر بلی کے پاس جا کر معلوم کیا لالچ کے نچلے حصے میں بھی کوئی دشمن نہیں رہا تھا۔ وہ بولی ”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہم اپنی آسانی سے بازی جیت لیں گے۔“

میں نے کہا ”ابھی بازی ختم نہیں ہوئی ہے میں نے جو جو کی موزوں ذہانت کے متعلق جو سنا ہے اس کے مطابق وہ ہمارا چوتھا نہیں چھوڑے گی ابھی اس کے ہاتھ میں کی مرے ہیں۔“

میری بات ختم ہوتے ہی اچانک میرے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی میں ایک دم سے پکڑا کر گر گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے ٹھیکے کی کوشش کی ڈو جی کے نظروں سے دیکھا لالچ کے اسٹیورڈ نے ایک موٹی کی لوہے کی صلاحیت سے میرے سر پر ضرب لگائی تھی۔ اسے مجھ سے کوئی دشمن نہیں تھا۔ جو نے اس کے داغ میں پہنچ کر اسے اپنا آئل کارنا کیا تھا۔

وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس نے اسٹیورڈ کو دوسری بار حملے کے لئے مجبور کیا۔ پہلی ضرب اتنی شدید تھی کہ میں تھوڑے کوشش کے باوجود اپنے پیروں پر کھڑا رہنے کی کوشش میں ناکام ہو رہا تھا۔ اسے دوسرے حملے سے نہیں روک سکتا تھا۔ اس نے لوہے کی صلاحیت کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا۔ میرا سر پھر ٹٹا رہا تھا۔ ایسی ہی بے بسی کے لحاظ میں اس کی کمرہ لات پڑی۔ دو ڈو لگا تا ہوا میرے قدموں میں آکر گرا۔ پاس نے اس کے ہاتھوں کو مٹھی میں پکڑ کر اٹھایا پھر پیرے پیرے گھومتے راتے ہوئے کہنے لگا ”نکل جاؤ۔ اس کے داغ سے نکل جاؤ یہ بے جا رہا لالچ میں ملازم ہے۔ میں اسے سمندر میں پھینکنا نہیں چاہتا لیکن تم اسے آئل کارنا کرنے کو مجھے تو مجبور اسے ختم کرنا ہو گا۔“

جو جو نے اس کے داغ میں آکر کہا ”پاس! امیں حکم دیتی ہوں اسٹیورڈ کو چھوڑ دو۔ ورنہ میں تمہارے داغ پر قبضہ تیار کر دیتا ہوں تمہارے ہاتھوں سے اسے ہلاک کروں گی۔ میں سمجھ گئی ہوں یہ خیال خواتین کرنے والا برائے دوزخ ہے۔“

”یہ سمجھ گئی ہو تو یہ بھی سمجھ لو کہ ہم مشرودلف کو باپ کی طرح چاہتے ہیں۔ تم نے ان پر حملہ کرانے کی بہت بڑی غلطی کی ہے۔ کاش تمہیں یاد ہو کہ تم روز میری نہیں ہو۔ تمہارا نام جو ہے تم میری شریک حیات ہو۔“

”کیا لوگ اس کر رہے ہو؟“

”نہ تم کو اس سمجھ رہی ہو وہ تمہاری زندگی کی چٹائی ہے۔ تم میری زندگی ہو۔ میری جان ہو۔ ان کے لئے میں نے تمہیں اپنے داغ میں آنے کی اجازت دی۔ اگر تم غیر ہو تو میں تو میرے داغ میں تو کیا میری زندگی میں بھی نہیں آسکتی تھیں۔“

”بہت ڈھنگیں۔۔۔ ہو۔ تمہیں سزا دینی ہی ہوگی۔“

وہ دماغی جھوٹا بچپنا چاہتی تھی۔ پاس نے سانس روک لی۔ وہ داغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی۔ کیا وہ دنیا۔ میں نے اچھی طرح تخریبی عمل کیا تھا۔ اسے ان معمول اور تابعدار بنایا تھا پھر وہ میری خیال خواتین کے شیعے سے آزاد کیسے ہو گیا؟

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹھٹھکی گئی۔ ٹھٹھکے ہوئے غور کرنے لگی کہ اس سے کہاں غلطی ہوئی ہے؟ اور اس نے کب دھوکا کھایا ہے؟

وہ دوسرا کے ایک خوبصورت سے سرکاری بیگلے میں تھی۔ پچھلی شام ماسکو سے یہاں آئی تھی۔ یہاں الیا اور پاس کو ہلا کر انہیں اپنے ساتھ ماسکو لے جانا چاہتی تھی لیکن پہلی بار فرما کر ایک بیٹے سے سنا کرتے ہی ناکامی ہو رہی تھی۔

اس نے ماسکو کے ایک ٹریننگ سینٹر میں ذہانت اور حاضر دماغی کے کتنے ہی امتحانات پاس کئے تھے۔ چار ماہ تک پولینڈ، ہنگری اور رومانیہ جا کر سمراسرانی کے بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکے تھے ہی چھپہ ماسکو کو اپنی ذہانت سے بلیجھا تھا۔ ماسکو میں اور فوج کے اعلیٰ افسران کی محنت رائے تھی کہ اب اسے وسیع دنیا میں بھیجا جائے۔ وہ پھر ماسکو کی بلی جیتتی جاتے والے کو زہر کرے۔ اس طرح فزادی ٹیلی سے بھی لکڑاؤ ہو گا تو اس کی ذہانت اور چیتے گی۔

ماسکو میں اس سے کہا تھا ”روز میری لگوئی ضروری نہیں کہ تمہیں ہر معاملے میں کامیابی ہو۔ اب تک تم نے صرف کامیابی حاصل کی ہیں جبکہ ناکامی بھی ضروری ہے ورنہ تم خوش فہمی اور غرور میں مبتلا ہو جاؤ گی۔“

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا ”ہم نے فیصلہ کیا ہے تم کسی خیال خواتین کرنے والے کو زہر کر کے لاؤ گی۔ تم بہارت ملک سے باہر پہلے حملے میں اس انداز سے کام کرو گی کہ روز میری کا نام اور شخصیت کسی پر ظاہر نہ ہو۔ تم پہلے بولا کو سامنے رکھ کر اپنے منصوبے پر عمل کرو گی تو تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی اور تم نہیں منظر میں رہ کر دشمنوں کو اچھی طرح سمجھ پاؤ گی۔“

اسے پہلے حملے پر بتایا گیا کہ الپانامی ایک یہودی لڑکی ٹیلی پیٹھی سیکھنے کے بعد دل ایب آئی ہے۔ اسے وہاں سے انکار کر دیا اس سلسلے میں ضروری معلومات فراہم کی گئی۔ جو دے اطمینان سے بیٹھ کر ایک منصوبہ بنایا۔ فل ایب میں ماسکو میں کے ایجنٹوں سے رابطہ کیا۔ خیال خواتین کے ذریعے انہیں ٹریننگ دی۔ انہیں کس طرح کس وقت پائلٹ بوبا کے ایک ایک علم کی تعمیل کرنی ہوگی۔

تمام اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران اس کی پلاننگ کو سمجھ رہے تھے اور یقین سے کہہ رہے تھے کہ کامیابی ہوگی اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پائلٹ بوبانے اس کے منصوبے پر عمل کرتے ہوئی کامیابی سے الپا کو انکار کیا تھا۔ لیکن ایسے ہی وقت جو جو کو دماغی

تکلیف شروع ہو گئی۔ جب سے برین کا آپریشن ہوا تھا تب سے بھی کبھی ایسی تکلیف ہوتی تھی۔ بڑے بڑے بین الاقوامی شہرت رکھنے والے تجربہ کار ڈاکٹراس کا معائنہ اور علاج کرتے تھے۔ ڈاکٹروں کا حتمی فیصلہ تھا کہ اسے دو دن تک عمل آرام کرنا چاہیے۔ یہ ڈیکل ایڈوائزر کے مطابق اسے الپا کے کسی سے انگ کرنا چاہیے۔ ان کا خیال تھا کہ پائل کا مایاں سے الپا کو سرحد پار کر دیا جائے۔ اب لبنان سے اسے لے کر آنا کچھ دشوار نہیں ہوگا۔ لیکن پائل کی بد قسمتی تھی کہ کچھ اس سے کام نہ لیا گیا۔ پارس نے کام نہ لیا تو پھر بھی اعلیٰ کام اور فوج کے اعلیٰ افسران نے جو نوکی ذہانت اور طریق کار کا اعتراف کیا تھا۔

پھر جو نہ ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق دو دن تک آرام کیا۔ اس نے ماسک مین سے کہا "میرے منسوبے کے مطابق بے مورد کن بیماری مضمی میں ہے۔ اسرا نیکی کام الپا سے محروم ہونے کے بعد بے مورد کن سے کوئی اہم کام لیں گے۔ میں اس کے دماغ میں وہ کر معلوم کروں گی کہ وہ الپا کو اسرا لے لانے کے لئے کیا کرتے ہیں۔"

اس نے بھی کیا "بے مورد کن سے پتا چل گیا کہ الپا اور پارس کس طرح بندرگاہ کے گودام میں لائے جائیں گے۔ اس بار جو نہ نے کہا میں خود عملی میدان میں پیش پیش رہوں گی۔ پائل الپا پر بخوبی عمل کرے گا اور میں پارس کو اپنا آئندہ راز بنائوں گی۔" ماسک مین نے کہا "مجھے تمہاری کامیابی کا یقین ہے مگر اب اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ وہ ڈیڈ پارس نہیں ہے۔ اصلی ہے۔ اور تم اصلی کا پورا راز بکاڑ پھینچ چکی ہو۔ ڈیڈ بولڈ میں اس کی تحریریں دیکھ چکی ہو۔ ایک شہیتہ کرتا ہوں "اسے تروالہ نہ سمجھتا اس پر غالب آجائے گا مایاں کا طاعن یقین ہو جائے تب بھی ہر پہلو سے غور کرتی رہنا کہ کہیں کوئی تمہاری کمزوری تو نہیں رہ گئی ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں مار کر قبر میں نہ لادو تو وہاں سے بھی اٹھ کر چلے آتے ہیں۔"

اب وہ سرکاری جنگ کے بندہ عوم میں مثل رہی تھی اور سوچ رہی تھی "واقعی میں نے پارس کو بخوبی عمل کے ذریعے اس کے گودام کی قبر میں ملایا تھا وہ وہاں سے اٹھ کر میرا منہ چڑا رہا ہے۔ میں جیتی ہوئی بازی ہارنے والی ہوں۔ کیا میں جیج کار بانی کی اپنی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت نہیں دے سکوں گی؟" یوں دیکھا جائے تو وہ ہار چکی تھی۔ پارس خیال خوانی کی مضمی میں سے پھسل گیا تھا اب وہ جیتی ہار بھی چھوٹی جائے گی "وہ پھسل جائے گا۔ اس نے آئینے کے سامنے آکر خود کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر تھکے تھے کہ وہ اب بچکانہ ذہن رکھنے والی جو نہ نہیں ہے بلکہ خدائی ذہن اور شکست نہ تسلیم کرنے والی لڑکی ہے۔ اور وہ شکست کو فتح میں بدل کر رہے گی۔"

وہ آئینے کے سامنے فرش پر پڑھتی مار کر بیٹھ گئی۔ اس نے یوگا کے ایک آسن میں سانس روک لی۔ ایک منٹ "دو منٹ"

دس منٹ تک سانس روک رہی۔ پھر بارہ منٹ گزر گئے وہ سانس کے بغیر ایک لاش کی طرح بیٹھی رہی۔ پھر پندرہویں منٹ پر سانس تھمت سانس چھوڑنے اور سانس لینے لگی۔ وہ بے ہوش ہو گئی۔ سانس اپنے ٹکس کو دیکھ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی اور دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مسکراتے لگی۔

اسی وقت پائل بولے "آکر کوڈرڈ زوالہ اسے بھر گیا۔" ماسک مین اور فوج کے اعلیٰ افسران جنہیں طلب کر رہے ہیں۔ "تم چلو میں آ رہی ہوں۔"

اس کے جاتے ہی وہ بھی فوج کے ایک افسر کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں حاضر ہوں اور کیپٹن میخائیل کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

ماسک مین نے پوچھا "روز میری اپنا کافی کیسے ہوئی؟" وہ بولی "کس نے کہا ہے کہ اپنا کافی ہوئی ہے؟"

پائل بولے "ایک فوجی افسر کی زبان سے کہا "میں پائل بولے اپنی آنکھوں سے لالچ میں اپنے تمام آدمیوں کو مرتے دیکھ چکی ہوں۔ پارس اور الپا کے پاس صرف ایک برائن ڈولف رہ گیا ہے۔ اس کا راستہ روکنے کے لئے ہمارا کوئی آدمی وہاں نہیں ہے۔ الپا اور پارس ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔"

جو نہ نے کہا "میدان جنگ میں تمام سپاہی مرنے لگے ہیں ابھی چالاک سے جنگ جیتی جا سکتی ہے۔ آپ پائل سے پوچھیں ہمارے تمام آدمیوں کے مرتے ہی وہ یہاں کیوں واپس آگیا؟"

"میں یہاں رپورٹ دینے آیا تھا۔"

"میں الپا کیس کی انچارج ہوں۔ تم میری اجازت کے بغیر کیوں آئے؟"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نہ آتا تو ہم اپنے آدمیوں کے مرنے کے بعد بھی کامیاب ہو جاتے؟"

"کامیاب ہو جاتے نہیں ہو گئے ہیں۔ تم یہ بھول گئے کہ ہم اپنے آدمیوں سے محروم ہو کر کسی دوسرے کو آواز کا رہا ہے۔ میں نے لالچ کے اسٹیوڈیو کا رنگ برائن ڈولف کو بیہوش کر دیا ہے۔ اس لالچ میں اب بھی بازی ہمارے ہاتھ آگئی ہے۔"

ماسک مین نے کہا "جنگ! تم نے برائن ڈولف کو زخمی وار ہے۔ دوش کر کے بازی پلٹ دی ہے۔ اب تمنا وہ خیال ڈالنا کہ نہ والی اپنا میں کیسے آئے گی؟"

"میں ابھی بتاتی ہوں۔ پائل پائل سے درخواست کرتی ہوں کہ ہمارا جو بلی کاپٹر نرس آئی لینڈ میں ہے اس کے پائل کے پاس جائے اور بلی کاپٹر کو لالچ کی طرف لائے۔ میں الپا کو اس میں سوار کر اس کی۔"

"میں جا رہا ہوں۔"

پارے۔ میں نے اس بخوبی عمل کرنے کے بعد سوچا ہے کہ یہ چھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اسے یہاں قیدی بنا کر لائیں گے تو کسی دن انکشاف ہوگا کہ وہ میرا معمول نہیں تھا۔ ہمیں دھوکا دیا تھا۔ اس لئے میں پارس کو یہاں نہیں لائوں گی۔ پہلے اسے مختلف مراحل میں آزماؤں گی۔ اگر اس کا ماننا جیج میری مضمی میں ہوگا تو وہ مجھ سے جیج کرکس نہیں جائے گا۔"

پارے نے تاکید کی کہ یہ احتیاط لازمی ہے۔ پارس کو دوسرے بار ہر کہ مختلف معاملات میں اسے آزما دیا جائے۔ فی الحال الپا اہم ہے۔ اسے جلد از جلد یہاں آنا چاہئے۔ جو جوئے کہا۔

"میں جا رہی ہوں اسے ضرور لے کر آؤں گی۔"

وہ پارس کے دماغ میں پہلے ایک بار خاموشی سے آچکی تھی اس نے اپنے بخوبی عمل کے رد عمل کو دیکھا تھا۔ پارس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ اس بار وہ پیچھے سے آئی تو اس نے کہا "تم پھر آگئیں؟"

وہ حیران رہ گئی "یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلی بار پارس کے چور خیالات نے کیوں نہیں بتایا کہ وہ اسے محسوس کر لیتا ہے؟ اس کا مطلب ہے بہت گراں ہے وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کی مضمی کمرانی میں اترتی تھی "اس کا دماغ اس سے بھی گرا ہے جہاں تک وہ پہنچ نہیں پاتی تھی۔"

اس وقت پارس میرے سر کے زخم کو صاف کر کے مرہم بنی کر رہا تھا۔ وہ بولی "میں تادم ہو کر آئی ہوں میں نہیں جانتی تھی کہ تم ایک بیٹے کی طرح مشرودلف کو چاہتے ہو؟"

"میں حیران ہوں کہ تم میرے جذباتی رشتے کو نقصان پہنچا کر کیوں تادم ہو۔ تمہارا تو کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔"

"میرے نقصان کی بات نہ کرو۔ اتنی ہی دنیا میں شاید ہی کوئی لڑکی میری طرح نقصان اٹھا رہی ہوگی۔"

"میں ابھی سانس روک کر تمہیں بھگانے والا تھا لیکن اس بات نے جس پیداکر دیا ہے کہ تم کسی قسم کا کوئی نقصان اٹھا رہی ہو کیا تم وضاحت سے کہو گی؟"

"کیا کہوں؟ جب دفاعی آپریشن کے بعد ہوش آیا تو میں سوچنے لگی کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟ میرا نام اور شناخت کیا ہے؟ سابقہ ماسک مین اور ڈاکٹروں نے بتایا میں دوسری لڑکی ہوں میرا نام مولینا ہے لیکن ایک انجینیئر کے دماغ میں آتا تھا اپنا نام کر مہتا تھا۔"

پارس نے کہا "وہ انجینیئر نہیں تمہارا گابھائی ہے۔ ایک باپ بن کر اس نے تمہاری پرورش کی تھی۔"

"ابا وہ بھی یہی کہتا تھا کہ میرا بھائی ہے۔ میرا نام جو نہ ہے اور میں پارس کی شریک حیات ہوں۔ میں نے یہ باتیں یادداشت کے طور پر ایک چھوٹی سی ڈائری میں لکھ کر اسے چھپا دیا تھا۔ جب ماسک مین کو معلوم ہوا کہ آرمیر کے دماغ میں آئے ہے تو اس نے پھر میرا دفاعی آپریشن کر لیا۔ میرا اب دلجو بدل دیا۔ میں آرمیر

کی تمام باتیں بھول گئی۔ ایک رات اچانک وہ ڈائری میرے ہاتھ لگی۔ اس میں لکھا تھا کہ دوسری صبح میرا آپریشن ہوگا۔ میرا دلجو اور میری شخصیت بدل جائے گی۔ پھر میں اسی ڈائری کی تمام باتیں بھول جاؤں گی۔"

پارس نے پوچھا "تم نے کیسے یقین کر لیا کہ وہ تمہاری سی ڈائری ہے جبکہ تم پہچانی تمام باتیں بھول چکی تھیں؟"

"فلز تحریر جیسا تھا۔ میں نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا پھر اس تحریر کا موازنہ ڈائری کی تحریر سے کیا تو دونوں کی تحریریں بالکل ایک سی تھیں۔ پھر آج تم نے مجھے جو کہہ کیا۔ مجھے اپنی شریک حیات بنایا تو پھر ایک بار ڈائری کی تمام باتیں یاد آگئیں۔"

"خدا کرے تمہاری یادداشت واپس آجائے۔"

وہ بولی "یہ ممکن نہیں ہے۔ میرا برین تبدیل ہو چکا ہے۔ یادداشت واپس نہیں آئے گی۔ میں جو کچھ بھی سمجھوں گی اپنی ذہانت سے اور پچھلے ثبوت کی موجودگی سے جیسا کہ میں نے ڈائری سے اس حقیقت کو سمجھا کہ میرا دفاعی آپریشن کیا گیا ہے۔"

میری آواز دلجو اور شخصیت کو تبدیل کیا گیا ہے۔ جب ایسا کیا گیا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ماسک مین مجھ سے اور میرے عزیزوں سے میری پہچانی چھینا رہا ہے۔"

"تم بڑی ذہانت سے سوچ رہی ہو۔ جو اس وقت اسٹینڈی سے گفتگو کرتے دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے تناؤ تم کسی نتیجے پر پہنچ رہی ہو؟"

"ابھی میں تذبذب میں ہوں ماسک مین میرے والدین ہیں مجھے بہت چاہتے ہیں۔"

"یہ تمہارے والدین کہاں سے آئے؟"

"میں اسی الجھن میں ہوں۔ ڈائری سے پتا چلتا ہے میرے والدین میرے بچپن میں ہی مر گئے تھے۔ آرمیر بھائی نے مجھے بنی بنا کر پالا ہے۔ اور ماسک مین میرا گھر 'میرے والدین' میری سوسائٹی 'میرے تمام ششامی کہتے ہیں کہ میں ایک دوسری لڑکی ہوں' میں اتنی جلدی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی۔ تمہارے پاس اس لئے آئی ہوں کہ تم مجھ سے قتادوں کرو گے۔ میں ماسک مین رہوں گی اور تم سے فوجی رہوں گی تو دونوں طرف کے رشتوں کو اور ان کے جھوٹ جیج کر سمجھتی رہوں گی۔"

"تم واقعی ذہانت سے سوچ رہی ہو۔ ایسے طریق کار سے جنہیں جھوٹ اور جیج کا پتہ چتا رہے گا۔"

وہ ذرا جذباتی انداز میں بولی "پارس! کیا تم الپا سے محبت کرتے ہو؟"

"میں اسے ایک حد تک چاہتا ہوں۔ اس عہد کے کچھ کچھ مقاصد بھی ہیں لیکن تم سے کسی مقصد کی لالچ کے بغیر محبت ہے۔ بچپن سے لے کر اب تک تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔"

"کیا میرے لئے الپا کو چھوڑ سکتے ہو؟"

”میں ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں۔“
 مجھے کچھ دنوں کے لئے الہا کی ضرورت ہے۔ میں دندہ
 کیجیگی ہوں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔“
 ”تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں الپا کو تمہارے حوالے کر دوں
 گا۔“

”مجھے تمہاری محبت پر اتنا اعتماد ہے۔ تم چاہتے ہو کہ میں
 دوست اور دشمنوں کے سلسلے میں صحیح فیصلہ کروں اس لئے مجھے
 مامک میں وغیرہ کا اعتماد حاصل کرنا ہوگا۔ میں پہلی بار ملک سے
 باہر اس مہم پر آئی ہوں۔ تاہم ہر کاروبار کی وجہ سے ملک سے
 باہر نہیں جاتے دیں گے۔ پھر میں تم سے ملاقات کے لئے کہیں نہ
 آسکوں گی۔“

”تم الپا کو لے جا کر یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ ہمارے مقابلے
 میں کامیاب رہی ہو؟“

”ہاں“ مجھے یہ ثابت کرنا ہوگا۔ ورنہ شلست نے بعد میں
 مامک سے باہر نہیں آسکوں گی۔“

”وہ لوگ جانتے ہیں کہ تم نے مجھ پر بخوبی عمل کیا ہے۔ مجھے
 لے جانا چاہتی ہو؟“

”میں میں تمہیں قیدی بنانا پسند نہیں کروں گی۔ میں نے
 انہیں سمجھا دیا ہے کہ تم بہت چالاک ہو۔ تمہیں الپا کے ساتھ
 لایا جائے گا تو براہن و دلائل اور رسوخ پھر کام لگاؤں گے“ وہ
 اس پر راضی ہو گئے ہیں کہ میں پہلے الپا کو لے آؤں۔“
 دور پہلی کاہن کی آواز آ رہی تھی۔ وہ بولی ”شاید یہی ہمارا پہلی

کاہن ہے۔ پلیز میری بات مان لو۔“

اسی وقت الپا کی آواز سنائی دی۔ وہ بہت دیر سے پارس کے
 اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہی تھی۔ لگنے لگے ”ہرگز نہیں میں
 اپنے پارس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی پارس مجھے سچ بتاؤ کیا یہ
 تمہاری شریک حیات ہے؟“

”میں بڑے فخر سے کہہ رہا ہوں کہ یہ جو ہے اور میری
 شریک حیات ہے۔“

”پھر تم نے میری زندگی کیوں برباد کی؟“

”تم نے اپنی زندگی میں اپنی غمازیوں میں مجھے لایا میں آگیا۔
 تم نے پہل کی میں نے دھوکا نہیں دیا۔ اب بھی تمہیں چاہتا ہوں۔
 یہ بات اپنی شریک حیات کے سامنے کہہ رہا ہوں۔“

”تو پھر یہ بھی کہہ دو کہ میں نے اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی“
 پہلی کاہن واپس کر دے۔“

پارس کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ وہ جو کہ اس کی
 عمل یادداشت کے ساتھ اپنی زندگی میں واپس لانا چاہتا تھا اور
 الپا سے بھی کام لینا چاہتا تھا۔ اسے ناراض نہیں کر سکتا تھا۔
 اس نے کہا ”الپا کیا تمہیں پتا ہے کہ تم پہل کی کا بعد اربن پہلی
 ہو۔ میں تمہیں روٹنا چاہوں گا تب بھی تم نہیں روکی۔ بے
 اختیار اس کے ساتھ جی جاؤ گی۔“

”ہاں میں اس کے ساتھ جاؤں گی اور ابھی جا رہی ہوں۔“
 جو کہ بے ہوش ہوئے کہا ”میں نے ابھی پہل کی کو بلا کر کہا کہ
 کہ وہ الپا کے دماغ میں قبضہ بنا کر رکھے۔ اس نے وہ مزید
 جنت کے بغیر چلی گئی ہے تم اسے لے جانے کی اجازت دے رہے
 ہو؟“

”تم نے ایک مدت کے بعد کچھ مانگا ہے میں انکار نہیں
 کروں گا۔ دندہ کہہ دو پھر آؤ گی۔“

”دوڑ آؤں گی۔ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی تم میرا ہونے
 گے۔“

”آزادیا میں اپنی جو سے بھی پیڑھا نہیں دوں گا۔“
 پہلی کاہن لاچ لے کر اوپر ہوا کر رہا تھا۔ اس میں سے ایک
 رت کی بیڑھی نکل رہی تھی۔ الپا پہل کی کے زیر اثر
 بیڑھی چڑھتی ہوئی پہلی کاہن میں پہلی تھی۔ بیڑھی اور پہلی کاہن
 دروازہ بند کر دیا گیا پھر دروازہ کڑا اور دور چلا گیا۔

”تم نے میری بات مان کر دوستی کا پلاٹ بٹو دیا ہے۔ میری
 بھی دوستی کا ثبوت اسی طرح دوں گی کہ اپنی پہلی زندگی کے
 متعلق معلومات حاصل کرتی رہوں گی یہ سچ پھر آؤں گی اب
 اجازت دو۔“

”جاؤ اور مامک میں کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنا کر ان
 اعتماد حاصل کرو۔ میں چاہتا ہوں تمہیں دوس سے باہر نکل کر
 ایسی کامیابی حاصل ہوئی وہیں اور اس طرح بتاری ملاقات بھی
 ہوتی رہے۔“

”میں الپا کیس کے سلسلے میں پہلی بار دوس سے باہر آئی
 ہوں پولینڈ کے شہر اور سامیں ہوں۔ آج سے تم نے میرے لئے
 اور زیادہ راجیں ہمارا کر دی ہیں پھر آؤں گی۔“

وہ پارس کے دماغ سے نکل کر ایک فوجی کپتان کے دماغ میں
 پہنچی وہاں مامک میں اور فوجی افسران اس کے منتظر تھے۔ اس
 نے کہا ”میں روز میری کپتان کی زبان سے بول رہی ہوں۔“

سب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اس نے کہا ”آپ سب
 بہت بڑی کامیابی مبارک ہو الپا یہاں آ رہی ہے۔“

سب خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ فوج کے ایک اٹل
 افسر نے کہا ”تم مبارک باد کی حقدار ہو تمہاری زبان سے تم
 نے پہلی بار فراہم کی پہلی کے مقابلے میں کامیابی حاصل کی ہے۔“

مامک میں نے کہا ”اور کامیابی کوئی معمولی چیز ہے
 ہمارے ملک میں ایک پہلی جیتی جانے والی کا اضافہ ہو رہا ہے۔“

جو کہ نے کہا ”جب تک الپا یہاں نہ پہنچے گی مجھے اطمینان
 نہیں ہوگا۔ میں اس کے پاس جا رہی ہوں اسے یہاں پہنچا کر
 دم لوں گی۔“

وہ دماغی طور پر اپنے بیڑہ میں حاضر ہو گئی ابھی تک آنچ
 کے سامنے فرش پر پڑھی مارے بیٹھے ہوئے تھی۔ وہاں سے ان
 کے اس نے انکار کی لیتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا ابھی کہ

میں نہیں آیا کہ ایسی کون سی ستریں اندر بھر گئی ہیں جو انکار کی
 صورت میں باہر نکل رہی ہیں فی الحال یہی کچھ میں آیا کہ وہ بہت
 بڑی کامیابی کے باعث خوش ہو رہی ہے۔

وہ بہتر اگر کہہ دے چاہوں شائے جت ہو کر جنت کو نکلے
 جاتی ہے یاد آ رہا تھا کہ اس نے پارس کو پہلی بار ویزہ پر پورٹ
 میں دیکھا تھا اور اسے دیکھنے سے پہلے اس کا پورا ریکارڈ بڑھا تھا۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک نوجوان بے پناہ صلاحیتوں کا
 مالک ہے اور سونیا کی طرح مکاروں سے دشمنوں پر غالب آجاتا

ہے۔ اس کی بہتری بڑھنے کے بعد ویزہ پر پورٹ اسکرین پر دیکھی
 اسے پہلے پھر تے دوڑنے اچھے کو تے نقاش میں قلا زبان کھاتے

رہتے رہتے اور پتا کہ کی سب سے چھوٹی انگلی کے ذریعے رستے
 سے نکلے اور بازی گری کے تماشے دکھاتے ہوئے دیکھا۔ یہ کمال

کی اتنا تھی کہ وہ ایک چھوٹی سی انگلی پر جسم کا سارا بوجھ اٹھا تھا۔
 جو کہ کو ایسے ہی بہت سے حیرت انگیز کلمات یاد آ رہے تھے

اور آج پارس نے اسے بھی چکرایا تھا۔ اسے اپنا معمول اور
 بعد اربانے کی خوش فہمی ختم کر دی تھی۔ وہ بہت خوش تھی کہ

ایک ناقابل تفسیر نوجوان کو تسخیر کر لیا ہے۔ وہ مروی کیا جو زیر
 ہو جائے اس نے چونک کر کچھ کو ایک طرف پھینک دیا جیسے وہ

زبردستی اور اٹھایا ہو۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ کب کسی کو سوچتے
 سوچتے اس نے تجھے کو اپنی ہاتھوں میں ملا لیا تھا۔

وہ بہتر اندھ کر بیٹھ گئی۔ ہوش مندی سے سوچنے پر کچھ میں
 آتا کہ وہ نے خیالی میں پارس کو اپنے لئے مانگ رہی تھی وہ اندھ

کر بچوں کے بل اچھلے گئی ایسے اطمینان خیالات دل سے نکالنے
 لگی۔ وہ اپنی دانست میں پارس کو الوینا کر الپا کو لاری تھی۔ یہ

دست ہے کہ وہ اپنی پہلی زندگی کے بارے میں کچھ باتیں معلوم
 کرنا چاہتی تھی۔ یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ مامک میں اور فوجی

افران اس کی حقیقت اسے نہیں بتا رہے تھے۔ دوسری طرف وہ
 آرم اور پارس کی باتوں پر بھی یقین نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ یہ

مامک میں کی مخالف پارٹی کے لوگ تھے ایک لڑکی کو بھگانے کے
 لئے یہ بھی جھوٹ کہہ سکتے تھے اس لئے جو کہ نے صرف الپا کو

حاصل کرنے کے لئے پارس سے لگاوت کا اعلان کرنا تھا اس سے
 دل لگانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اب یہ خطہ پیرا ہو گیا تھا کہ دل

لگایا نہیں جا تا خود ہی لگ جاتا ہے۔

وہ دیر تک بچوں کے بل اچھلتی رہی اور پیوند پیوند ہوتی رہی۔ یہ
 بات اب بھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ پیوند اسے نہیں

آتا ہے محبت کو آ رہا ہے۔



ہم پیرس آگئے۔ میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے
 زندگی میں بڑے بڑے زخم کھائے ہیں یہ سر کا زخم کچھ بھی نہ تھا
 لیکن خواہ مخواہ تکلیف کا اظہار کر رہا تھا تاکہ مجھے میری تکلیف
 سے بے چین ہو کر آجائے۔ وہ پیرس میں تھی جیسے نہ آئی اس

نے خیال خوانی کے ذریعے کہا ”آپ بہتر سے نہ اٹھیں تکلیف
 بڑھ جائے گی آرام کریں۔“

میں نے تکلیف سے کراچے ہوئے کہا ”پارس اپنے کانچ
 میں جانے والا ہے۔ یہاں میں تمام جاؤں گا۔ سوچا ہوں کس

طرح بہتر سے اندھ کر پتاہ دوم جاؤں گا“ کافی کیسے تارکینوں کا
 کھانا ہو گئے متکدوں کا مگر وہ میز پر آتے آتے غصہ اٹھایا ہو جائے

گا۔“

”آپ کسی بات کی فکر نہ کریں میں ابھی آتی ہوں۔ آپ
 کے سارے کام ہو جائیں گے۔“

وہ دماغ سے پہلی گئی اب میری نگاہوں کے سامنے آنے والی
 تھی۔ میں مسکرانے لگا۔ پتا نہیں وہ کیسی ہو گی۔ میں پہلی بار اسے

دیکھنے والا تھا اور دیکھنے سے پہلے خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ جی چاہتا
 تھا اس کے دماغ میں جا کر دیکھوں وہ میرے پاس آنے کی کیسی

تیا ریاں کر رہی ہے مگر وہ ایسے وقت دماغ میں جانے سے شرا
 جاتی ویسے سر کے زخم کے باعث میں ابھی خیال خوانی کرنے کے

قابل نہیں تھا اس اندازہ کر رہا تھا کہ وہ خوب بن سنور کر آئے گی۔
 میرا اندازہ غلط نکلا۔ جب وہ سامنے آئی تو میں اسے حیرانی

سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے معمولی سا لباس پہنا تھا چہرے پر کوئی
 میک اپ نہیں تھا کوئی شگہار نہیں تھا۔ اس نے بدن کی آرائش

کے لئے کوئی زیور نہیں پہنا تھا۔ اس کی دلفریب بکھری ہوئی تھیں
 وہ کوئی متاثرہ حسن میں جانے والی عورت نہیں تھیں۔ اس کے

پہنے میں محبت کرنے والا دل تھا وہ جس حالت میں بھی اسی حالت
 میں دوڑتی پہلی آتی تھی۔ وہ اپنے مرکب نظروں سے حسن و شباب

کی سندھ لیتے نہیں آتی تھی محض خدمت کے جذبے سے آتی تھی۔
 میری زندگی میں کتنی محبت کرنے والی عورتیں آئیں ایک

میں ہی اٹھ کر ہوں۔ میں نے سب ہی کی قدر کی لیکن کسی کے
 ساتھ عمر نہیں گزارا۔ اس بار میں نے عمر کیا کہ میں مختصر سے

اپنے ستاروں سے اور اپنے ہاتھ کی لکڑیوں سے لڑا رہوں گا مگر
 پہلی کا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے آتے ہی مگر کی صفائی

شروع کی میں نے کہا ”میںاں ٹیلی فون لاؤ“ میں کسی افسر کو فون کرنا
 ہوں یہاں ملازموں کی لائن لگ جائے گی۔“

”میں سمجھتی ہے اپنا کام خود کرتی آتی ہوں۔ جب تک میں
 یہاں ہوں یہاں کوئی ملازم نہیں آئے گا۔“

پھر اس نے بچن کا کام سنبھال لیا پہلے ایک پیالی کافی بنا کر
 لے آئی۔ اسی وقت دروازے پر کسی نے دھک دی۔ پہلی نے جا

کر دیکھا پارس کھڑا ہوا تھا۔ پہلی نے مسکرا کر کہا ”میں نے
 تمہاری تصویر دیکھی ہے“ تم پارس ہو۔“

وہ اندر آکر اس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولا ”میں نے کبھی
 آپ کی تصویر نہیں دیکھی مگر یقین سے کہتا ہوں آپ میری پہلی

آئی ہیں۔“

"پاپا! میں نے آئی کو پکار کیا ہے" یہ تو میرے تصور سے بھی زیادہ عجیب ہے۔
 لیکن شوا کر جانے لگی۔ پارس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا
 پھر کہا "میں پاپا کے لئے کچھ ضروری سامان لینے کیا تھا وہ سامان
 برآمدہ میں رکھا ہے۔"

اس نے جیب سے چابیاں نکال کر کہا "اگر آپ کی سانس
 ہوتی تو یہ فرض ادا کرتی آپ میں ہی کہہ رہا ہوں۔ بڑی گھر کی
 چابیاں سنبھال لو اب یہ کالج اور میرا پچھلے ہمارے حوالے ہے۔"
 یہ کہنے ہی اس نے چابیاں لیکن کی پھینک کر رکھیں پھر وہاں سے پلٹ
 کر تیزی سے باہر چلا گیا۔ لیکن اسے دیکھیں اور سوچیں وہ گئی کہ
 کبنت کیا کہہ گیا ہے۔

وہ کبنت کا اشارت کر کے جا رہا تھا لیکن اس کے دماغ
 میں کوڑوڑاوا کر کے پھر کہا "تم شرارتوں سے باز نہیں آؤ گے"
 ہمارا ان حرکتوں کی وجہ سے میں ضروری کام بھول جاتی ہوں۔
 "یعنی آپ کا دماغ حاضر نہیں رہتا۔ خیال کسی طرف لگا
 رہتا ہے؟"

"میں تم سے ادا رہتی ہوں" باتیں نہ بناؤ کام کی بات سنو۔
 سسر نے جبرہ کو گلوں میں چار خیال خواتین کرنے والوں کو نوپ
 کیا تھا انہیں لندن پہنچا دیا گیا ہے۔ ان چاروں کی نگرانی کے لئے
 کرنل وال برگ اپنی بیٹی جو را جوری اور ہونے والے داماد کی
 بیٹہ کے ساتھ لندن میں ہے۔ سسر نے سلمان کے ذریعے
 لکھا تھا کہ مجھے اور ہمارے پاپا کو وہاں جا کر رہنا چاہیے۔ میں
 نے خود ہی عمل کے ذریعے ان خیال خواتین کرنے والے جوانوں کو
 اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ تم ان سے دوپٹی کر کے انہیں
 ہمارے ادارے کا وفد اور بناؤ گے۔ ہمارے پاپا نے ہی جیسے ہی
 زخمی ہوئے گئے ان کے ساتھ لندن آکر اپنا کام سنبھال لوں گی
 کیا تم لندن جا رہے ہو؟"

"جانتی ہو گا کچھ نہیں کسی کے رنگ میں ہنگ والہا کتاہ بھٹتا
 ہوں۔"

"تو یہ ہے اتم تو خدا ہی سمجھے میں باری ہوں۔"

وہ اس کے دماغ سے چلی گئی۔ پارس اسی شام لندن چلا گیا
 اب یہ شہر میدان جنگ بننے والا تھا تو وہ ایک عمارت کرنل وال
 برگ کا تھا جو اپنے چھ ٹیلی فونی جاننے والوں کو وہاں اس لئے لایا
 تھا کہ کسی دشمن کو ان کی منتقلی کا علم نہ ہو گا لیکن وہاں تین عمارت
 اور کھل رہے تھے ایک تو پارس پہنچ گیا تھا دوسرے پاسکل نے
 پاپا کے چور خیالات چھ کر کرنا فیر سے متعلق معلوم کیا تھا
 جس کے ٹیلی فونی جاننے والے محبوب کا نام جوڑی نامن تھا۔

پاسکل نے ایک مائل کی حیثیت سے پاپا کو حکم دیا کہ وہ
 کرنا فیر کے دماغ میں جاے پھر وہ بھی پاپا کے ذریعے کرنا
 فیر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات چھ کر کرنا چلا وہ
 جوڑی نامن کے ساتھ لندن میں ہے۔ ٹیلی فونی جاننے والا

جوڑی نامن آزادی سے کسی شہر میں رہائش اختیار کرے اس
 سے زیادہ اچھی خبر اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ ماسک میں نے ہنر
 سے کہا "روز میری! ہمیں ہمارا ذہانت اور صلاحیتوں پر پورا
 بھروسہ ہے تم لندن جا کر جوڑی نامن کو نوپ کرو۔"

جوڑی کو لندن جانے کی خوشی ہوئی کہ وہ دوسرے کتبے
 وسیع دنیا کو دیکھتا تھا جتنی ٹیکنیکل ہیجس کی پارس کی تھی
 ہی فرانس میں ہے۔ اسے بھی جوڑی نامن کی ہنگامہ شکنی کی اور وہ
 لندن آئے گا تو نہیں نہ کہیں سامنا ہوگا اور وہ سامنا نہیں کر
 جانتی تھی۔ پتا نہیں کیوں دل گھبراتا تھا وہ سامنا کرنے کے خیال
 سے پریشان ہو جاتی تھی۔ کسی دلی یا جذباتی لگاؤ سے انکار تھا اس
 کا دعویٰ تھا کہ وہ ایسی حماقت بھی نہیں کرے گی ایسا دعویٰ کرنے
 کے باعث اسے اپنی خبر ابنت سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

اس نے ماسک میں سے کہا "میں اپنے طریق کار کے مطابق
 ابھی لندن نہیں جاؤں گی۔ آپ اپنے جاسوس روانہ کریں میں
 ان کے دماغوں میں وہ کہ جوڑی نامن کو نوپ کرلوں گی اگر کچھ
 جانا ضروری ہو گا تو پلے جاؤں گی۔"

ماسک میں نے اپنے جاسوس روانہ کر دیے تھے۔ اس کے
 بعد ایک اور پارٹی تھی جو لندن میں اپنا محاذ بنانے لگی اور وہ
 ٹیپا۔

ٹیپا کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ ہنر کی دانش تھی اور دانش
 پر اس لئے آمادہ ہوئی کہ ہنر نے اسے نرا زمانہ سر نشین
 گزرانے کا انتظام کر دیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں ہنر سے نفرت
 کرتی تھی بظاہر محبت کی مٹھاس پیش کر کے اندر ہی اندر اس کی
 جڑیں کاٹ رہی تھی۔ ملک کے اہم راز معلوم کرتی رہتی تھی
 اس نے ایسی معلومات حاصل کر کے ایک ٹیلی فونی جاننے والے
 ڈی یورن کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔

پھر اس نے ہنر کو پارس سے ہٹا دیا کہ معلوم کیا کہ چوڑا
 بیٹھی جانے والے کرنل کی نگرانی میں لندن بھیجے جا رہے ہیں
 اس نے ہنر سے دوپٹے کی پیشکش کی تاکہ وہ اپنی ایک کمر
 سے ملے جرمی جا رہی ہے پھر وہ لندن پہنچ گئی۔ سلمان اس کی
 مصروفیات کو سمجھ رہا تھا۔ ہنر کے دماغ میں چپکے سے جاننے کے
 بعد بہت سی معلومات حاصل ہو جاتی تھیں۔

چھ خیال خواتین کرنے والوں نے مختلف علاقوں میں رہائش
 اختیار کی تھی۔ ٹیپا کو ان کے ٹھکانوں کا علم نہیں تھا وہ ہنر
 کرنل وال برگ کا پتا جانتی تھی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کرنا
 اس کی بیٹی جو را جوری کو پچاس کر دو سرے ٹیلی فونی جاننے
 والوں تک پہنچے گی۔

اس نے لندن کے ایک پرانے طرز کے ہوٹل میں قیام
 کیا۔ وہاں سے کرنل کی رہائش گاہ چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ اس
 نے ٹیپا کے احاطے میں جو را جوری اور کسی بیٹو کو دیکھا تھا
 تمام ٹیلی فونی جاننے والے ایک دوسرے کو پہچانتے تھے کہ

ایک دوسرے کے سینٹروں میں چاؤلے ہوتے رہتے تھے اس نے
 نوک چھانے کے لئے ایک آپ کے ذریعے چرے کو تبدیل کیا تھا۔
 یہ اس نے سوچا تھا کہ جوڑی نامن کے ایک آپ میں رہے مگر
 دل نے یہ بات نہیں مانی۔ وہ حسین اور نوجوان تھی۔ بیٹو پاپا
 نہیں تھا۔ ہنر چھوڑے کو ہر رات کھینچ کر لیتی تھی بہت تھا۔
 وہ آئینہ دیکھ کر کوئی بھی کہ اتنی شاندار جوانی کو کسی
 نوجوان کے عشق میں دھوم مچاتا تھا۔ مگر ایک بوڑھے نے اسے
 دھم سے گرا دیا تھا۔ اب وہ نئی زندگی شروع کرنے کے لئے سوچ
 رہی تھی۔ رفتہ رفتہ خیال خواتین کرنے والوں کو نوپ کر کے ایک
 ناقابل شکست فوج بنانا چاہتی تھی۔ عشق کے معاملے میں دھوم
 نہ چاکھی، شہر ٹیلی فونی جاننے والوں کی ملک میں کر تھلک مچاتا
 چاہتی تھی۔

"وہ جانتی تھی کہ جو را جوری اور کسی بیٹو کی معنی ہو گئی ہے
 لیکن جو را جوری شادی نہیں کرنا چاہتی۔ وہ آزاد رہ کر ٹیلی فونی
 دنیا میں شہرت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے کسی بیٹو سے
 ہنر رہتی تھی۔ کسی اس کا دوا نہ تھا۔ اسے حاصل کرنے کے
 لئے کرنل کی خواہش کرتا تھا۔ ٹیپا نے منصوبہ بنایا کہ پاسکل
 بیٹو کو چھانے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ایک لڑکی کا دوا نہ ہے
 تو میرا بھی دوا نہ ہو سکتا ہے میں بھی حسین اور جوان ہوں۔"

ایک صبح وہ کرنل سے بولی "میں تمنا فرم کر کے لئے جاؤں گی؟
 کی نے کہا "میں بھی چلوں گا۔ تم اکیلی ہنگ جاؤ گی۔"

وہ بولی "تم بھی یہاں آجی ہو" تم بھی مجھ تکہ تھے ہو۔ کیا
 ضروری ہے کہ سائے کی طرح میرے ساتھ رہو۔"

وہ تمنا چلی گئی۔ کرنل نے کسی سے کہا "تم کیسے ڈھیلے ہو ہو؟
 میری بیٹی کا دل نہیں بیت کتے؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا اکل! مجھے کیا کرنا چاہئے جو را
 جوری تو پاک پر کبھی نہیں بیٹھتی دیتی ہے۔"

"کی! میں تم سے ایسا ہو رہا ہوں۔ اگر تم نے ایک ہفتہ
 کے اندر جو را جوری کو شادی کے لئے راضی نہ کیا تو میں معنی توڑ
 دوں گا۔ میرے فیصلے کے بعد تمہیں جو را جوری کے قریب جانے
 کا بھی موقع نہیں ملے گا۔"

وہ پریشان ہو کر بچکے سے باہر آیا۔ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے
 سوچنے لگا "اگر جو را جوری سے شادی نہ ہوئی تو پوری انٹل ہوگی۔
 اپنی کلیم، فونی افسران اور اعلیٰ سوسائٹی کے معزز افراد ہماری
 معنی اور شادی کی بات جانتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ جو را جوری
 اعلیٰ سوسائٹی سے انکار کرے اسے مایا بنا چاہئے اس سے پہلے
 خود شادی سے انکار کر دینا چاہئے"

وہ چلتے چلتے رک گیا۔ ایک کار اس کے قریب آکر رک گئی
 ٹیپا نے کرنل سے سرکل کر سگراتے ہوئے کہا "ہائے!
 تم تمہیں جا رہے ہو۔ اتفاق سے میں بھی تھا ہوں۔ آجاؤ"
 لیکن کار میں اور میرے دل میں مت جگہ ہے۔"

وہ دوسری طرف گھوم کر آیا پھر اس کی دوسری طرف والی
 سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ کار آگے بڑھاتے ہوئے بولی "تم کسی صوبہ
 میں سر جگہ کا بنے جا رہے تھے۔ کیا تم پریشان ہو؟"
 "آوی جب تک سانس لیتا رہتا ہے پریشان آتی جاتی
 رہتی ہیں۔"

"ٹھیک نہ بولو۔ پریشانی بناؤ۔"
 "یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

"نوجوانی میں ذاتی معاملہ محبت کا ہو کر رہا ہے۔"
 "تم کچھ سمجھ رہی ہو۔"

"کیا دل ٹوٹ گیا ہے؟"
 "نہیں ہے، تم نے کیسے سمجھ لیا؟"

"تمہارے چرے پر بارہن رہے ہیں، صاف سمجھ میں
 آ رہا ہے کہ محبت کی بازی ہار رہے ہو۔"

"کیا تم ٹیلی فونی جانتی ہو؟"
 "تمہارے لئے ٹیلی فونی جانتی ہوں ضروری نہیں ہے۔ ہمیں

محبت سے زیادہ اپنی عزت پیاری ہے۔ یہ میں تمہارے چرے اور
 منتظر سے سمجھ رہی ہوں کہ تم بہت بڑے عزت دار گھرانے سے
 تعلق رکھتے ہو۔ اگر کسی لڑکی نے تمہیں ٹھکرا دیا تو سوسائٹی میں
 بیٹی کی ہوگی۔"

وہ بولا "تم بہت اچھی ہو۔ میرے دل کی باتیں کر کے ایک
 انجانا سا بوجھ کم کر رہی ہو۔"

وہ بولی "دراصل ایسے وقت ایک ہو رہا اور محبت کرنے
 والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میری ہو رہی تھیں اچھی لگ رہی
 ہے۔ کیا میری محبت اب بھی لگے گی؟"

کی نے اسے چوک کر دیکھا۔ چنگ وہ حسین تھی نوجوان
 تھی۔ وہ اونچی سوسائٹی میں اس کا ہاتھ پکڑ کر فخر سے کہہ سکتا تھا
 کہ یہ میری ہے۔ لیکن وہ اتنی جلدی اپنی پٹری میں بدل سکتا تھا۔
 اس کا پائل بن کتا تھا کہ جو را جوری جلدی اس کے بازوؤں
 میں آجائے گی۔

ٹیپا نے کہا "تم یہ سوچ گئے کہ اس لڑکی کی وجہ سے
 سوسائٹی میں تمہاری عزت بنی رہے گی تو یہ شرم کی بات ہے کہ وہ

مرد خود اپنی عزت بنانا اور گاڑا ہے۔"
 "تمہاری باتیں دل کو گھٹی ہیں۔ پلیز یہ بناؤ مجھے کیا کرنا
 چاہئے۔"

"تم اس لڑکی کو کب سے چاہتے ہو؟"
 "ویسے تو وہ مجھے اسکول انٹرف سے اچھی لگتی تھی۔ لیکن

معنی کے بعد اس کے لئے شہید چاہت پیدا ہو گئی۔"
 "یعنی محبت معنی کے بعد ہوئی ہے؟"

"ہاں" یہی کوئی ایک برس پہلے۔"
 "جو لڑکی ایک برس کے تین سو بیٹھہ دنوں میں تمہاری نہ

ہوئی وہ اب کیا تمہاری ہوگی؟ ذرا عقل سے کام لو۔ اس سے
 127

بطنوں کو دیکھ رہی تھی۔ پارس نے دور سے ایک چھوٹا سا چم
بطنیں پانی پر دوڑنے بھاگنے لگیں۔ دورا جوری نے غصے
پلٹ کر پتھر پھینکنے والے کو دیکھا پھر کئی کو دیکھ کر حیرانی سے ہوا
تھیں کیسے پتا چلا! میں یہاں ہوں؟“

”دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔“ وہ دھڑکتے ہوئے دل
دوسرے کے لئے مقناطیسی کشش رکھتے ہیں۔ وہ کشش مجھے
لے آتی ہے۔“

”مگر میرا دل تمہارے لئے نہیں دھڑکتا ہے۔ یہ یاد
کتنی بار کہیں؟“

”ایک بار اور کہہ دو۔“

”میں تم محبت نہیں کرتی ہوں۔“

”اور ایک بار کہہ دو۔“

”مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔
تمہاری زبان سے انکار کتنا اچھا لگتا ہے۔ ہونے والا
کا اس سے بڑا احسان کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہونے سے پہلے
کر دے۔“

”اب تو تمہیں یقین ہو گیا ہے؟“

”نہیں ہوا۔ جب تم انکار کرتی ہو تو یوں لگتا ہے مجھے
کہ بچتا رہی ہو۔“

”تم میرا پیچھا کس طرح چھوڑ گئے؟“

”تم میری محبت کو آزاد کر دیکھو میں تمہارے لئے
بازی لگا سکتا ہوں۔“

اس نے بیزار ہو کر جمیل کی طرف دیکھا پھر پوچھا
”میں جھٹانگ لگا سکتے ہو؟“

”یہ کون سی بڑی بات ہے۔“

”بڑی بات یہ ہوئی کہ تمہیں تیرا نہیں ہو گا۔ پانی
پاؤں مارے بغیر تم دوسرے کنارے تک جاؤ گے۔“

”یہ تو مجھے بار بار لے کی پلاننگ ہے؟“

”ہی! ابو انکل کتنی محبت کے غبار ہے؟“

”چلیج نہ کرو۔ میں محبت کی خاطر پانی پر ہاتھ پاؤں مار
دوسرے کنارے جاؤں گا تم زبان دو کہ میں دوسرے کنارے
زندہ نکل آؤں تو شادی کر دوں۔“

”ہاں تم زندہ رہتے تو تم سے شادی کروں گی۔“

وہ ریٹک پر چڑھ گیا دورا جوری نے ہنسنے ہوئے کہا
”پاگل نہیں ہو۔ ایسی امتحان نہ شرط پر چھلانگ نہیں لگاؤ گے۔“

اس نے چھلانگ لگا دی۔ وہ پہلے تو حیران ہوئی پھر
لگی کیونکہ چھلانگ لگانا کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن باؤ
چلائے بغیر وہ پانی میں ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا
نے دیکھا وہ پانی پر اوندھا ہو گیا تھا اس نے اپنے دندہ لے
ہاتھ پاؤں نہیں بلائے جس کے نتیجے میں وہ بتا چلا گیا۔
وہ بلند آواز سے بولی ”کتنی دیر تک ڈوب رہو گے“

پہلے کہ وہ تمہاری محبت کو ٹھکرائے اور سوسائٹی میں تمہاری عزت
کا خیال نہ کر کے مٹتی توڑنے کا اعلان کرے، تم اسے ٹھکرا کر
فوراً ہی کسی دوسری لڑکی سے شادی کا اعلان کر دو۔ اس طرح اس
کی سبکی ہوگی اور تمہاری عزت رہ جائے گی۔“

”مجھے ایسا ہی کوئی قدم اٹھانا چاہئے لیکن مجھے ایک ہفتے کے
اندر کسی لڑکی کو پسند کرنا ہو گا اور یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ وہ مجھے پسند
کرے گی یا نہیں؟“

”تم اتنے خوبصورت اور اساتذہ ہو کہ لڑکیاں تم پر مرتی ہوں گی
اور تمہیں خبر نہیں ہوتی۔ میں یہ مسئلہ حل کر دوں گی۔ آج رات
کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ؟“

”مجھے خوشی ہوگی۔ تم کہاں رہتی ہو؟“

”ہوٹل ویسٹ پوری۔ دوم نمبر ٹو تھری دن۔“

”یہ ہوٹل تو بڑا بانڈ اسٹریٹ میں ہے۔ ہمارا بیگلا اسی طرف
ہے۔ میں ضرور آؤں گا۔ بس مجھے یہاں آنا دو۔“

شبانے گاڑی روک کر دی۔ دونوں نے مسکرا کر رخصتی کا
مصافحہ کیا۔ اس کے جانے کے بعد کئی میٹھوئے سر کھباتے ہوئے
سوچا ”میں یہاں کیوں آ رہی تھی؟“

درا اصل میں نے اسے آنا تھا۔ وہ میرا معمول تھا۔ میری
سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ وہ میری مرضی کے
مطابق ایک ٹیکسی میں بیٹھ گیا پھر ڈرائیور کو سے فیڈ اسٹریٹ چلنے
کے لئے کہا۔ وہاں ایک ہوٹل میں پارس اس کا انتظار تھا۔ کئی
اس کمرے میں پہنچا تو اسے دیکھ کر ٹھنک گیا۔ کیونکہ پارس اس کا
ہم شکل بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حیران ہو کر بولا ”تم کون ہو؟“
پارس نے کہا ”میرا نام کئی میٹھو ہے۔“

”کئی میٹھو میں ہوں۔“

”نہیں۔ تم پارس ہو۔ یہ میرا میک اپ مین میرے
پاسپورٹ کی مطابق تمہیں پارس بنائے گا۔ تم شام کی فلائٹ
سے پیرس جاؤ گے۔“

وہ اعتراض کرنا چاہتا تھا۔ میں نے حکم دیا ”بحث نہ کرو میں
تمہارا عامل ہوں! اپنا حلیہ بدلو۔ اسی ہوٹل میں رہو شام کی
فلائٹ میں تمہاری سیٹ ہو چکی ہے۔ میں پیرس کے ایئر پورٹ پر
تمہارا انتظار کروں گا۔“

وہ سحر زدہ ہو کر میرے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ میں نے اور
پارسلے پارس کو کئی ایک ایک عادت اور گفتگو کرنے کا انداز
بتا دیا تھا۔ وہ کئی کو وہاں چھوڑ کر ہوٹل سے باہر آیا۔

ہم نے اسے بتا دیا تھا کہ دورا جوری کہاں ہے۔ وہ ایک
ٹیکسی میں جینز کرپس البرٹ روڈ پہنچا پھر وہاں سے ریجنٹ پارک
آ گیا۔ وہ پارک حد نظر سے بھی آگے تک پیلا ہوا تھا۔ وہاں کسی
کو تلاش کرنا آسان نہیں تھا لیکن میں اسے دورا جوری تک پہنچا
کر اس کے دماغ سے چلا گیا۔
وہ ایک مصنوعی جمیل کی ریٹک سے لگی پانی میں تیرتی ہوئی

پاکستان ہوں گے یا واپس آنا ہوگا۔"

اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پانچ منٹ پھر دس منٹ گزر گئے اسے معلوم تھا کہ سینتیس منٹ تک سانس روک لیتا ہے لیکن چندہ میں منٹ گزرتے گئے۔ وہ گھبرا کر دیکھ رہی تھی۔ جھیل کی سطح برابر ہو گئی تھی۔ وہ درودور تک نہیں ابھرتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ آوازیں دینے لگی "کئی! کئی! تم کہاں ہو کئی! واپس آ جاؤ میں اپنی شرط دالیں لیگی ہوں۔"

جب وہ پانی سے ابھر نہیں رہا تو ڈوب کیسے دیتا۔ وہاں لوگوں کی بھیڑ لگ گئی تھی۔ وہ انہیں بتا رہی تھی کہ ایک نوجوان ڈوب گیا ہے۔ کتنے ہی آدمی دفن کی طرف دوڑتے ہوئے گئے تاکہ پارک کی انتظامیہ کو اطلاع دیں۔ اس نے اپنے باپ کرل کے دماغ میں پہنچ کر کوڈر وڈا کے بھر کما "ڈیڈی! وہ ڈوب گیا ہے۔"

"کون ڈوب گیا ہے؟ پوری بات کرو۔"

"وہ... کئی سینٹونے جھیل میں چھلانگ لگادی تھی۔"

"اسے تیرا آتا ہے۔"

"ہاں مگر میں نے شرط لگائی تھی کہ وہ ہاتھ پاؤں مارے بغیر دوسرے کنارے پہنچ جائے گا تو میں اس سے شادی کروں گی۔"

"تو بھائی! تم نے ایک احمقانہ شرط لگائی اور وہ احمق اس پر عمل کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ یہ کیا بکواس ہے؟"

"یہ بکواس نہیں ڈیڈی! یہاں جھیل کے کنارے بھیڑ لگ گئی ہے۔ انتظامیہ کے لوگ آگئے ہیں۔ مٹی موڑ پوس میں بیٹھ کر جال بچھتے جا رہے۔ دو غوط خوروں نے بھی چھلانگ لگائی ہے۔"

اب کیا ہوگا ڈیڈی؟

"تمہارا سر ہوگا۔ اگر وہ جھیل سے واپس نہ نکلا تو تمہاری حفاظت کے باعث ہم ایک ٹیلی بیسی جانے والے سے محروم ہو جائیں گے۔"

وہ دوتے ہوئے بولی "جنم میں جائے ٹیلی بیسی۔ وہ بھابھی تھا۔ احمق تھا میں اس کی قدر نہیں کرتی تھی۔ اس کے باوجود وہ ایک اچھا اور سچا انسان تھا۔ میری وجہ سے اس کی جان جانے کی تو میرا ضمیر مجھے بت رہا ہے۔"

"ڈیڈی! تو پتہ چھو۔ عقل سے کام لو۔ کسی کے سامنے اعتراف نہ کرو کہ تم نے کوئی احمقانہ شرط لگائی تھی اور وہ دیوانہ کو دبا تھا۔ اگر وہ نہ دبا ہے تو اس کا اصرار تم پر نہیں آتا چاہئے۔ ورنہ جہل کا احکام پھر سے اٹھ جائے گا۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے دور تک جھیل کو دیکھ رہی تھی۔ جھیل کا دوسرا سرا نظر نہیں آتا تھا کیونکہ وہ دوسری طرف مڑ گئی تھی۔

موڑ کے دوسری طرف دو موٹر بوس اور تین غوط خور گئے تھے۔ آدھر نظروں کے سامنے بھی دو موٹر بوس والے بہت بڑے جال کے دوسرے پکڑے ہوئے جا رہے تھے۔ جال پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور ٹھیک تھا کہ کئی لاش جال میں پھنس کر باہر آجائے گی۔

تقریباً دھمکنے کی منت کے بعد جال میں پھنسیاں نکلنے اور

میں تک آئے مگر کئی نہیں آیا۔ جھیل کی دوسری طرف سے غوط خوروں نے آکر کہا "بس! یہاں کوئی نہیں ڈوبا ہے۔ تم ہی شور مچا رہی تھیں۔"

وہ قسمیں کھا کر بولی "میرا سحیحی ڈوب گیا ہے۔"

کئی قوتوں اور محروم نے تائید کی۔ انہوں نے بھی جھیل میں چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ سب حیران تھے کہ لاش نہیں ہوئی تھی۔ ایک بوڑھی نے کہا "ارے یہ آدم خور ہے۔ سال میں ایک بار ضرور کوئی ڈوتا ہے پھر ڈوبنے والا لاش کسی کو نہیں ملتی۔"

پارک کے ایک انچارج افسر نے ناگواری سے کہا "آپ یہاں آنے والوں کو دہشت زدہ کر رہی ہیں۔ ہمارے اور جھیل کو بدنام کر رہی ہیں۔"

ایک عورت نے کہا "تمہارے لئے یہ نای ہے ہمارے دہشت ہے۔ اگر ہمیں خود فرخہ نہیں ہونا چاہئے اور اس سے لاش غائب نہیں ہوتی ہے تو پھر اس ہمارے کی لاش نکالو۔"

وہاں بحث شروع ہو گئی تھی۔ انتظامیہ کے لوگ کہہ رہے تھے کوئی نہیں ڈوبا اور چشم دید گواہ کہہ رہے تھے کہ ایک ڈوب چکا ہے۔ پولیس افسران نے وہاں آکر اپنے سامنے ڈالنے کو کہا۔ غوط خور پھر گئے۔ یوں صبح سے دھپہ ہونے لگی۔ جھیل کی گہرائی میں جا کر دو غوط خور ایک انسانی ڈھونڈ کا ڈھانچا اٹھا کر لائے۔ اسے دیکھتے ہی عورتیں چیخنے لگیں۔ ان پر پور پور اور فوڈر انفرینج گئے تھے۔ دوسرے دن کے اختتام کے لئے دھماکا خیز تصویریں اور خبریں تیار ہونے لگیں۔

جوری گرم صبح ہو کر دیکھنے پہنچانے دھماکے کو دیکھ رہی تھی سوچ رہی تھی "کیا یہی مخلوقات نے اپنی جلدی سارا کھالیا اور ڈھانچا چھوڑ دیا؟"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے یہ سوال کرل سے ڈانٹ کر بولا "تمہارا دماغ چل گیا ہے کئی یہاں میرے پاس ہوا ہے۔ چلی آؤ۔"

"کیا؟" اس نے حیرت سے چیخ کر ڈھانچے کی طرف دوڑتی ہوئی پارک لنگ ایریا کی طرف جانے لگی۔ اسے سمجھا آ رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے کئی (پارس) کو ڈوبتے دیکھا تھا۔ پھر اسے کہیں سے ابھرتے نہیں دیکھا تھا۔ ان میں یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی روح اپنا ڈھانچا جھیل میں کرل کے پاس چلی گئی ہو۔

جب وہ بچکلے پر پہنچی تو کئی ایک صوفے پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم زندہ ہو؟"

"ہاں میں شادی کی شرط جیت گیا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ تم جھیل کے دوسرے کنارے گئے تھے۔"

"کیا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ پانی بہا ہاتھ پاؤں نہ مارا۔"

جب وہ بچکلے پر پہنچی تو کئی ایک صوفے پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم زندہ ہو؟"

"ہاں میں شادی کی شرط جیت گیا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ تم جھیل کے دوسرے کنارے گئے تھے۔"

"کیا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ پانی بہا ہاتھ پاؤں نہ مارا۔"

جب وہ بچکلے پر پہنچی تو کئی ایک صوفے پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم زندہ ہو؟"

کے اندر ہاتھ پاؤں چلاتا ہوا گیا تھا۔ ہمیں دوسرے کنارے پر آکر دیکھنا چاہئے تھا۔"

"وہاں ڈھونڈ رہی تھی۔ تم تو آسکتے تھے۔"

"لوگوں کے سامنے کیسے آتا۔ چلن پھٹ گئی تھی۔ ایک جیسی کی جھیل سیٹ پر چپ کر گیاں تک آیا ہوں۔"

کرل نے ہنسنے ہوئے کہا "یہ تو اچھا نچا تھا۔ کچھ بھی ہو اس نے شرط جیت لی ہے۔ اب شادی ضرور ہوگی۔"

"اور وہ ڈیڈی! اور احمقانہ شرط تھی۔"

"احمقانہ نہیں! خطرناک بھی۔ کوئی احمق ہوتا تو ڈوب جاتا۔ یہ اپنی ذہانت سے بار ہو کر آیا ہے۔ میں اصولوں کا پابند ہوں۔ اب تم انکار نہیں کرو گئی شادی کرو گئی۔ ضرور کرو گئی۔"

وہ صبح سے پاؤں پٹختی ہوئی بند دوم میں چلی گئی۔ کرل ایک ڈوبنے والے اصولوں پر سختی سے عمل کرتا تھا۔ دوسرے وہ چاہتا تھا کہ جی کی طرح ارادہ بھی ٹٹلی بیٹھی جاتا ہو اس طرح فوج سے رہتا ہونے کے بعد بھی ملک میں اس کی دھماکا خیز رہے گی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے بولا "کئی! میں ذرا باہر جا رہا ہوں۔ کتنے خوش ہے کہ تم نے میری جی کو جیت لیا ہے۔ میری دیرینہ خواہش پوری ہو گئی۔ میرے خاندان میں ٹٹلی بیٹھی جانے والے کا اضافہ ہوگا۔"

"کئی! ہاں انکل! میں بھی ٹٹلی بیٹھی جانے والوں کا اضافہ کرنے آیا ہوں۔"

وہ چونک کر بولے "تم کتنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں کہ آپ کے ہاں میرا اضافہ ہوگا تو میرے ہاں جو را دوری کا اضافہ ہو جائے گا۔"

"ٹیک! ٹیک!" وہ مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔

توڑی دیر بعد دورا جوڑی نے اپنی خواب گاہ کا دروازہ کھول کر پوچھا "ڈیڈی کہاں ہیں؟"

"وہ نہیں شادی کی رسرسل کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔"

"وہ جلدی تو نہیں آئیں گے؟"

"تم کو تو انہیں آنے کے قابل ہی نہ چھوڑوں۔"

"کیا بیکے ہو اور آؤ۔"

"مسکرا کر بلاؤ۔"

وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولی "آؤ میری جان کے دشمن!"

وہ ڈھانچے میں آگیا وہ بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی "بغیر۔"

وہ شرمائے گا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا ہوا؟"

اس نے شرمائے ہوئے پوچھا "بستر پر کیوں ملا رہی ہو؟"

وہ گھبرا کر آج سے پہلے ایسے نہ تھے۔ میں محسوس کر رہی ہوں تمہارا انداز بدلتا رہا ہے۔"

"جھیل سے ڈوب کر نکلنے کے بعد میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ کہ وہ قاف کے دامن میں ایک جھیل ہے۔ جس میں عورت ڈوبنے تو مومن کی اہمیت ہے۔ میں ابھر کر کچھ زیادہ ہی جوانمرد بن

گیا ہوں۔"

"کیا تم مجھے بولنے کا موقع دو گے۔ میں نے یہاں تمہیں منہ دیکھنے کے لئے نہیں بلایا ہے۔"

"کیا جی بھادو کی؟"

"منہ نہ دیکھنے کا بھی مطلب نہیں ہوتا۔ میں چاہتی ہوں ہمارے درمیان بھجوتا ہو جائے۔ تم میری بات مان لو شادی نہ کرو تو ڈیڈی خند نہیں کریں گے۔"

"میں نے شادی کرنے کے لئے جھیل میں چھلانگ لگائی ہے۔"

وہ گھونسا دکھا کر بولی "میں اپنی ٹٹلی بیٹھی کی ملاحیت کے ساتھ آزادانہ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ شوہر اور بچے دوسرے ہوتے ہیں۔ میں اپنے سر میں یہ درد بھی پیدا نہیں کروں گی۔"

"کاش! تمہاری ماں نے بھی یہی سوچا ہوتا۔"

"مذاق نہ اڑاؤ۔ میری بات کو سمجھو میں ڈیڈی کی عزت کرتی ہوں اس لئے ان کا رعب برداشت کر لیتی ہوں۔ مگر شادی نہیں کروں گی۔ یہ بے عزت کرنے کے لئے میں باپ کو چھوڑ کر جانا ہوگا۔ اگر تم انکار کرو تو جی اپنے والدین سے الگ نہیں ہوگی۔"

"والدین ایک سے نہ سنی دوسرے سے شادی کراتے ہیں مگر جی کی شادی ضرور کراتے ہیں۔ میرے انکار کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم شادی کر لو یا بھارت کرلو۔ تمہارے پاس ٹٹلی بیٹھی کا زبردست ہتھیار ہے۔ ماں باپ کا لحاظ کیوں کرتی ہو، لڑکیاں گھر سے بھاگنے کے بعد معافی مانگتی ہیں تو والدین اپنی عزت کی خاطر معاف کر دیتے ہیں۔ ماں باپ بیٹیوں کے ہاتھوں ہلکے میل ہوتے ہیں۔ تم بھی یہی کرو۔"

"مجھے طعنہ نہ دو۔"

وہ اٹھ کر بولا "میں جا رہا ہوں۔ آج ایک رات یہاں رہوں گا۔ اگر تم نے کئی سینٹو سے شادی کا فیصلہ نہ کیا تو میں تمہیں بازاری لڑکی سمجھ کر سلوک کروں گا۔ کیونکہ عورت اپنی مرضی کے مطابق مزید لے رہنے کے لئے آزادانہ زندگی گزارتی ہے۔"

وہ وہاں سے چلا آیا۔ میں نے صبح استایا تھا کہ دوڑی مار میں اپنی محبوبہ کراٹا ٹیش کے ساتھ کہاں رہتا ہے۔ پارس نے کہا تھا وہ چار بجے تک وہاں جائے گا۔ میں نے چار بجے اس سے رابطہ کیا پھر بتایا "کراٹا ٹیش مارکیت میں ہے وہاں پہنچے۔ میں کانڈ کر رہا ہوں۔"

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

وہ ٹیکس میں بیٹھ کر پکا پکائی پیٹا۔ میں نے اسے فوراً فوراً آہی ایڈوکیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچایا۔ کراٹا وہاں اپنے لئے لباس پسند کر رہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ سے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آتے بڑھ کر دوسری جگہ تک پھرنے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا پارس وہاں سے لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے کیا۔ اس سے پہلے ہی شپا نے آکر اسے اٹھایا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

مسکرا کر بولی "ہیلو تم کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟"

پارس نے جواباً مسکرا کر کہا "وہی جو تم کردی ہو۔ یہ پرس اس حینہ کا ہے، جو آئیے کے سامنے ایک ریڈی میہ لباس اٹھائے دیکھ رہی ہے۔"

شٹاپا نے کہا "میں جانتی ہوں اور اسے واپس کرنے جاری ہوں۔"

وہ ادھر جانے لگی "میں نے کہا "ہیہ شٹاپا ہے۔ اس نے کئی کو آج رات کے کھانے پر اپنے ہوٹل میں بلایا ہے اور تم کئی ہو۔"

اسے معلوم تھا کہ کئی اور شٹاپا کے درمیان کس قسم کے "تھکو ہو چکی ہے۔ وہ شٹاپا کے قریب آیا۔ کرا نا پرس لے کر شٹاپا کا شکر ادا کر رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی۔

"شکر یہ بعد میں ادا کرنا پہلے اپنا پرس چیک کرو۔ سارا سامان اور رقم وہ محفوظ ہے یا نہیں؟"

"تم نے اتنی ایمانداری سے پرس واپس کیا ہے کیا میں شبہ کروں گی۔"

"شے کی بات نہیں ہے۔ یہ پرس ایک جگہ رکھا ہوا تھا۔ شاید کسی لنگھنے نہ خالی کر دیا ہو۔"

وہ جلدی سے پرس کھول کر چیک کرنے لگی۔ شٹاپا نے پارس سے کہا "ہماری ملاقات اتنے وقت پر ہوئی۔ تمہاری کوئی مصروفیت نہ ہو تو ہم یہاں سے ہوٹل جا سکتے۔"

"میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گا۔ تم بہت ایماندار ہو اس پرس میں ہزاروں پونڈ ہیں اور تم نے اسے واپس کر دیا۔"

"کرا نا کے مطمئن ہو کر پرس بند کرتے ہوئے کہا "آج کے دو میں کسی ایماندار سے ملاقات نہیں ہوتی۔ تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔ میرے ساتھ چائے پیانا پسند کرؤ گی؟"

شٹاپا نے کہا "مجھے تمہارے ساتھ وقت گزار کر خوشی ہوگی مگر میں اپنے اس دوست کئی کو وقت دے چکی ہوں۔ پھر بھی تم سے ملوں گی۔"

وہ پارس کے بازو میں بازو ڈال کر باہر آگئی۔ انہوں نے دو گھوڑوں کی ایک وکٹوریہ گاڑی کو روکا پھر اس میں بیٹھ کر جانے لگے۔ شٹاپا نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا "تم کچھ زیادہ سہمے نہیں ہو؟"

پارس نے پوچھا "تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہے؟"

"میں کہہ رہی ہوں کہ تم اس حینہ کو بچانے کے لئے اس کا پرس اٹھا رہے تھے۔"

"میں تمہیں اپنے حالات بتا چکا ہوں۔ ایک حینہ مجھے مسکرا رہی ہے۔ ایسے میں کسی دوسری کو بچانے کی طاقت نہیں کروں۔ دراصل تمہارے مشوروں نے مجھ میں حوصلہ پیدا کیا ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ تنہا قونے کا اعلان کرنے میں کسی دوسری لڑکی سے شادی کا اعلان کروں گا۔ لیکن۔۔۔"

"کیوں رک گئے؟ لیکن کے بعد کو۔"

"اس کے بعد یہ کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "یہ ہماری دوسری ملاقات ہے سوچ لیجئے فیصلہ کرو۔"

"میں نے سوچ لیا ہے۔۔۔ سمجھ لیا ہے۔ تم پہلی ہی ملاقات میں میرے دل و دماغ پر چھا چکی ہو۔ پلیر ہاں کہہ دو۔"

وہ ہنسنے ہوئے بولی "ہاں، تم نے بھی مجھے پہلی نظر میں چھ لیا ہے۔"

وہ ہنسنے بولنے اور تقریر میں وقت گزارتے رہے۔ کھانے کے وقت وہ اپنے ہوٹل میں آئی۔ اس نے کھانے آؤر دیا پھر اس کے ساتھ اپنے کمرے میں آگئی۔ وہاں اس پر اور محبت کی باتیں کرتی رہی۔ ملازم کمرے میں آیا پھر کھانا تمام سامان رکھ کر چلا گیا۔ وہ کھانے لگے۔ پارس کمرے کھانے کے بعد اپنا سر چکر کر پریشان ہو کر بولا "میری طبیعت خراب رہی ہے۔ کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ پتا نہیں یہ کھانا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "کھانا بہت لذیذ ہے۔ یہ ابھی میری بدل دے گا۔"

وہ نڈھال سا ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر ہاتھ دھو کر بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ میری طبیعت خراب ہے۔ اور تم مسکرا رہی ہو۔"

"میں نے ایک دوا کے ذریعے تمہیں کمزور بنایا ہے۔ یہ تم کو جو چہرہ دیکھ رہے ہو، اصل میں نہیں ہے۔ اصل میں بچا ہے۔ میں شٹاپا ہوں۔ ہم ایک ہی رنگ سنسنی میں ہیں۔"

پارس نے تعجب کا اظہار کیا "تم شٹاپا ہو۔ لیکن مجھے دشنی ہے؟"

"مجھے دنیا کے ہر مرد سے دشنی ہے۔ میں تم کو بتاؤں گی۔ میں نے کان میں جس حینہ کا پرس واپس کیا تھا کے محبوب کا نام جو ڈی مارٹن ہے۔ وہ بھی کبھی جیتی جاتا۔ میں اس کی محبوبہ کے دماغ میں وہ کرا سے بھی اعصابی کمزور دوا کھلاؤں گی۔ اس پر بھی تو خفیہ عمل کر کے اسے اپنا بناؤں گی۔"

"تم کون سا کمال کرؤ گی۔ عورت تو پہناؤں اور ملتی بغیر مرد کو ابھارتا لیتی ہے۔"

"اتنی کمزوری میں بھی چمک رہے ہو۔"

وہ قریب آئی پھر ہاتھ بڑھا کر بولی "آؤ میں سارا دے دوں۔"

وہ ہاتھ تمام کر اٹھتے ہوئے بولا "کیا تم مجھے سب سے یہ کتنی شرم کی بات ہے۔"

وہ ہاتھ مار کر اپنی آنکھوں میں سے ذریعے شٹاپا کے جسم سے

اچانک کرنا چاہتا تھا "اس سے پہلے ہی اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔ تین افراد اندر آئے "ایک نے ریو اور کٹائی کر کہا "خبردار! شہر نہ چھوڑنا۔ دونوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دوں گا۔"

پارس نے کہا "میں تو پہلے ہی ٹھنڈا ہو چکا ہوں۔ دیکھ لو شٹاپا! اگر تم نے مجھے یہ کھانا کھلا کر کمزور نہ بنایا ہو تو میں تمہاری حفاظت کے لئے لڑتا ہوں۔ اب تمہارا کیا ہے؟"

وہ پریشان ہوئی۔ اس نے ریو اور والے سے کہا "تم لوگ کون ہو؟ اگر لوٹنے کے خیال سے آئے ہو تو یہاں سے دو چار ہو اٹھا کر لے جاؤ۔"

اچانک اسے خیال آیا کہ وہ دہشت زدہ ہو کر خیال خوانی کا اختیار استعمال کرنا بھول گئی ہے۔ ریو اور والے نے کہا "ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ ورنہ ہم تمہیں زخمی کر دیں گے۔"

شٹاپا نے خیال خوانی کی چمک لگا لگا پھر ریو اور والے کے دماغ میں پہنچنے واپس ہوئی۔ اس نے سانس روک لی تھی۔ اسی وقت پارس نے جو کو محسوس کیا پھر پوچھا "اچھا تو یہ ریو اور والے تمہارے آؤں ہیں۔"

"ہاں، تم بھی دوسرے تھے میں بول رہے تھے۔"

"میں ایک نیلی بیٹی جانتے والے کی تھم کے روپ میں ہوں۔"

"یعنی تم شٹاپا کو بچانے آئے ہو۔"

"میں اپنے گندے کام نہیں کرتا۔"

"خیر، تم بات کرو تم خواہ مخواہ اعصابی کمزوری ظاہر کر رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کس طرح شٹاپا کو ٹریپ کرنا چاہتے تھے؟"

"یہ میرا معاملہ ہے، اپنے آدمیوں کو واپس جانے کے لئے کرو۔"

"میں پارس! مجھے مالک مین کے ملک میں کامیابیوں کے نمونے گارنٹ ہیں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"میں نے اپنا کو تمہارے حوالے کیا۔ اس کے بعد کامیابی کا جو بھی نمونہ آؤ گا اسے ہم دونوں مل کر کاڑھیں گے۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔"

"میں کہہ چکی ہوں کہ جب تک بیچیلی زندگی یاد نہیں آئے گی میں تم کو قتل کر دوں گی۔ جب تک یہ ثابت نہیں ہو گا کہ میرا تعلق کسی سے ہے۔ مالک مین کے ملک سے یا تم لوگوں سے؟"

اس وقت تک میں کسی پر بھروسہ نہیں کروں گی۔"

"جب مجھ کو مارتا ہو جائے تو شٹاپا کو لے جانا۔ ابھی یہاں سے جاؤ۔"

"پارس! تمہاری شامت آگئی ہے۔ میرے ایک اشارے پر تم کو قتل کر دوں گی۔"

"میں اتنی آسانی سے حاصل ہونے والی شٹاپا کی زندگی نہیں چاہتی۔"

وہ ہاتھ مار کر اپنی آنکھوں میں سے ذریعے شٹاپا کے جسم سے

لئے ایک دوسرے کے قریب تھے۔ پارس نے اچانک ہی تنک کر سینئر نیل کو اٹھایا۔ انہوں نے پھرتی سے فائرنگ کی۔ گولیاں کچھ میز پر لگیں اور کچھ ادھر ادھر ہو گئیں۔ پھر وہ میز پر آگئی۔ تینوں اسے سنبھالتے ہوئے نیچے گرے پھر جتنی دیر میں سنبھل کر اٹھتے آتے دیر میں ایک کا ریو اور پارس کے ہاتھ میں آگیا اس نے دو فائرنگے۔ دو ریو اور والے زخمی ہوئے۔ اپنا ریو اور استعمال کرنے کے قابل نہیں رہے۔ پارس نے ان کے ریو اور بھی لے لئے۔ شٹاپا اپنے بچاؤ کے لئے ٹیک کے نیچے ٹھس گئی تھی۔ نیلی فون کی کھنٹی بج رہی تھی۔ پارس نے ریسیور اٹھایا۔ ہوٹل کا منیجر پوچھ رہا تھا "اس کمرے میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ پورے ہوٹل میں ہنگامہ مچ گیا ہے۔ پولیس والے آنا ہی چاہتے ہیں۔ جلدی بناؤ، کمرے میں کیا ہو رہا ہے۔"

"میں جلدی بنا رہا ہوں۔ ادھر جلدی نہ آنا ورنہ کوئی لگے گی۔"

"میں تو ریو دیر بعد ملاؤں گا۔"

اس نے ریسیور رکھ کر شٹاپا سے پوچھا "کیا نیلی بیٹی ہوئی؟"

وہ رنگتی ہوئی باہر آئی۔ پھر ان تینوں کو دیکھ کر بولی "ان بد معاشوں کو کوئی مار دو۔"

"کوئی ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آٹھ ماہو یہ مریاں گئیں۔"

"اوہ کی! اتم تکتے دلہو میں تم پر سب کچھ نازل ہوئی۔"

وہ دونوں بائیں پھیلا کر پارس کی طرف بڑھ گئی۔ اسی وقت وہ جو اپنے آٹھ ماہو کی زبان سے نکل کر کہا "خبردار! میرے شوہر کے قریب نہ جانا۔"

شٹاپا نے اس آٹھ ماہو کو جراتی سے دیکھ کر پوچھا "شوہر؟"

"ہاں یہ میرے سر تاج ہیں۔ مجھے غریب کے کش ایسے باکمال فوجان کی شرمک حیات ہوں۔"

شٹاپا نے کہا "اوہ! اب سمجھی۔ یہ تم جو راجوری ہو۔ اب تک اس بے پائے کو ٹھکرائی رہیں۔ شادی سے انکار کرتی رہیں اور اب جھوٹے غم سے شوہر کہہ رہی ہو۔"

"تم کس جو راجوری کی بات کر رہی ہو؟ میں کوئی اور ہوں اور یہ وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔ یہ پارس ہے فرماؤ علی تدور کا پتا۔"

شٹاپا انھیں بھاڑ بھاڑ کر پارس کو دیکھنے لگی "کیا تم پارس ہو؟"

اس نے کہا "جب میری بیوی کہہ رہی ہے تو یہ سچی ہوتا چاہئے۔"

"کیا یہ خیال خوانی کے ذریعے جو بول رہی ہے؟"

"ہاں۔ انھوں میری گھروالی کے سامنے تم اپنا سب کچھ نہیں لٹا سکو گی۔"

"یہ جھوٹ ہے یہ جو جو نہیں ہو سکتی۔ یہ تو دشمن بن کر آئی ہے اس کے آدمیوں نے تم پر گولیاں چلائی تھیں۔"

وہ ہاتھ مار کر اپنی آنکھوں میں سے ذریعے شٹاپا کے جسم سے

وہ ہاتھ مار کر اپنی آنکھوں میں سے ذریعے شٹاپا کے جسم سے

وہ ہاتھ مار کر اپنی آنکھوں میں سے ذریعے شٹاپا کے جسم سے

"کوئی بات نہیں" میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوتے ہی رہے ہیں۔ بیوی اپنے بیکے سے رونا اور دالوں کو بلا کر لائے تو تیرا نہیں مٹانا چاہئے۔

"کیا کیوں کر رہے ہو۔ مجھے یقین نہیں آتا ہاں کی انہیں پاس نہیں ہو۔"

"ہو بلا" ہم تمہاری باتیں نہیں کریں گے۔"

"وہ خوش ہو کر بولی" ہاں، ٹھیک ہے۔ ان بد معاشوں کو یہاں سے بھاگاد۔"

"باہر پولیس والے انتظار کر رہے ہیں۔"

پارس نے تینوں رونا اور خالی کے پھر ان تینوں کو خالی رونا اور دے دئے تھپا سے کہا "انہیں خیال خواتی کے ذریعے دوڑا کر ہوٹل کے کاؤنٹر پر پہنچاؤ اور ان سے اقبال جرم کراؤ۔ پولیس افسر سے کہنا تم اپنا بیان بعد میں دوگی۔"

ٹھپا اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ وہ تینوں کرے سے نکل کر کاؤنٹر کی طرف بھاگنے لگے۔ جو جے پارس کے پاس آکر کہا "مجھے صاف کر دو۔"

"تمہارے لئے جان دے سکتا ہوں۔ معافی کیا چیز ہے۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ یقین کرو میں اپنے آپ کو دالیں پٹانا چاہتی تھی مگر تم نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اگر ذرا انتظار کر لیتے تو۔"

"تو تم مجھے گولیوں سے زخمی کر اتمیں پھر میرے کزور دماغ پر توخمی عمل کرتیں۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

"مطلب کی بات کر۔"

"تم ناراض ہو۔ بات کیا کروں؟"

"تو نہ کر۔ جاؤ یہاں سے۔"

"میں روٹی روٹی کی تو تمہیں اچھا لگے گا؟"

یہ کہتے ہی وہ دوڑنے لگی۔ وہ پریشان ہونے لگا۔ دل میں عجیب سی جگہ چٹنی پیدا ہوئی۔ جب تک وہ بابا صاحب کے اوارے میں رہی ہوگی اسے کبھی ہونے نہیں دیتا تھا۔ اس کی ہر ضد پوری کی جاتی تھی۔ اور وہ اکثر اپنی ضد پارس سے منواتی تھی۔ وہ اس کی آنکھ میں آنسو آنے سے پہلے اس کی بات مان لیتا تھا۔ آج اس نے سخت لہجے میں کہا "چپ ہو جاؤ مجھ کے آنسو نہ بھاؤ۔"

وہ دوڑتے دوڑتے بولی "کیا پہلے بھی تم مجھ کے آنسو کھتے تھے کیا تم اپنی جوجو کو دوتے ہوئے دیکھ سکتے تھے؟"

"مجھے پریشان نہ کر۔ ورنہ سانس روک لوں گا۔"

"روک لو۔ میں اپنی جگہ اکیلی بیٹھ کر روٹی روٹی روں گی۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی۔ اپنی کامیابی کے وقت دشمن بن جاتی ہو" ناکی ہو تو میرے پاس آکر روٹی ہو۔"

"میں دشمن بننے سے پہلے مرادوں کی۔ بڑے خود کو تمہیں مار

خان سمجھتے ہو۔ میرے آدمیوں پر حملہ کرنے سے پہلے دیکھ کر تیرے کہ میں کیا کرنے والی تھی۔ اگر میں بت مٹا دوں تب بھی میری مکاری کا فائدہ نہ ہوگا کہ تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گی کہ تم سے مجھے فائدہ پہنچا رہے گا۔ جب میں تم سے لڑ چکوں اور آؤں گا بہا کرتا مناسکتی ہوں تو تم پر گولی چلانے کی دشمنی کیوں کر کر سکتی ہو۔

وہ روٹی جاری تھی اور سانس دالوں کے ساتھ ہوتی جا رہی تھی۔ پارس نے سانس روک لی وہ دماغ سے نکل گئی۔ ٹھپا نے کہا "وہ تینوں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ بیان دے رہے ہیں کہ ہمیں رونا اور دھکا کر لوتے آئے تھے۔ میں ان کے متعلق ہر قسم کی باتوں کی۔ پہلے اپنی باتیں کرو۔ کیا تم واقعی پارس ہو؟"

"میں انیس والی زینچی ہو سکتا ہوں۔ تمہارے لئے فرقی پڑتا ہے؟"

وہ اس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولی "ہاں تم کوئی بھی مجھے اپنے مشن کے لئے تمہارے ہی جیسے دھرم روٹی ضرور ہے۔"

"پارس نے اسے دھکا دے کر بستر پر گراتے ہوئے کہا "دوڑ کر بائیں کر۔"

اسی وقت میں نے آکر بیٹے کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا "ٹھپا کو کزور دینا ہوا۔"

اس نے آگے بڑھ کر ٹھپا کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ وہ کہنے لگا "تمہارے تیار ہو کر دوسرے ہی لمحے میں اسے کزور کی آواز دے دو۔ بازو میں ہلکی سی جھین ہوئی تھی۔ اس کے بعد دل تھپا لگا تھا۔ میں نے کہا "بیٹو ٹھپا!"

اس نے دونوں ہاتھوں میں سر کو قلم لیا۔ گھبرا کر بولی "میں میرے اندر کوئی نہیں آسکتا۔"

"آہا! میں آگیا ہوں۔ تمہارے لئے اتنی سی سکھانا آخر کرے زینچ پر اونچی اڑان والے۔"

پارس نے ہوٹل کے نیچر کو فون کر کے کہا "میری ماں اخصاں مریض ہے۔ فائزنگ کے باعث اس پر اثر پڑا ہے۔ پولیس افسر سے کہیں کہ یہاں آکر بیان لے اور ملازم صاف کرادیں۔"

اس نے ریسپور روک کر مجھ سے کہا "جو جے نے پریشان ہے" یہاں سے روٹی ہوئی گئی ہے۔ آپ ذرا دیکھیں وہ دھکا دے رہی ہے یا مجھ سے مکاری کر رہی ہے۔"

میں نے جوجو کے منے لیے گویا دیکھا۔ پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ وہ دوسری تھی اس نے میری سوچ کی گولیوں کو محسوس کیا۔ لیکن سانس نہیں روک لی اس کی سوچ کہ وہی تھی کہ آج ہے تو آج ہے۔ دشمن میرے دماغ میں ڈرلے پیدائش کے مجھے مار ڈالے میں مرادوں کی۔ اس نے مجھے کیوں رونا دھکا دیا؟

وہ فرش پر بیٹھی پاؤں ہمیں کر دوسری تھی۔ میں

کہہ دئے اور ضد کرنے کا وہی پرانا انداز اس پر غالب آگیا۔ خدائی اس لئے تھی کہ دماغی آپریشن کے بعد وہ بالکل تبدیل ہو گئی تھی۔ پچگانہ بن کی جگہ جیو کی اور ذہانت پیدا ہو گئی تھی۔ اسے پہلی کوئی بات یاد نہیں تھی۔ مکاری اس کی بے رخی نے اسے رونا دھکا۔ قدرت نے عورت کو ایک معنا بنایا ہے۔ میں انسانی شہرت یافتہ سرخوں نے اس کے دماغ کو انتہائی سمارت سے تبدیل کیا تھا۔ وہ بھی شاید یہ معنا حل نہیں کر سکتے تھے کہ دماغ کے ایک ترین گوشے میں چھپے ہوئے محبوب کی بے رخی نے اسے کیسے رونا دھکا؟

میں نے محبت سے پچکارے ہوئے پوچھا "میری بیٹی کیوں رو رہی ہے؟"

وہ جواب میں پاؤں ہمیں گئی "میں نے پوچھا" پارس نے رونا دھکا؟"

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلانے لگی۔ میں نے پوچھا "تم کیا چاہتی ہو؟"

وہ دوتے ہوئے بولی "میں جو چاہتی ہوں" اس سے بولوں گی" تم کہن ہوتے ہو پوچھنے والے۔ وہ پارس بنا ہے۔ میں اس کو اداں کی۔"

"اچھا میں اسے بتا کر آتا ہوں کہ تم رو رہی ہو۔"

میں نے سونا کے پاس آکر کہا "میں قدرت کا نہ سمجھ میں آنے والا تھا شاید کہ آتا ہوں۔ دنیا کے مجھے کارڈا کروں نے دماغی آپریشن کے ذریعے جوجو کے بعد ذہن لڑکی بنایا ہے لیکن وہ پارس کی بے رخی پر تھی۔ یہی کی طرح دوسری ہے۔"

سونا نے پوچھا "پارس کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ اسے کبھی نہیں رونا تھا۔"

"جوجو بڑا املاہ کر رہی ہے جسے وہ پورا کرنا نہیں چاہتا۔"

"جوجو کے سامنے کسی بھی ملامتے کی اہمیت نہیں ہے۔ وہ ہمارے جان ہے۔ پتا نہیں قدرت کو کیا منظور ہے۔ اس کی پچگانہ عادت ذہن کی تاریکی سے ابھر آئی ہے۔ یہ بات ہمارے حق میں ہے۔ پارس سے کو اسے اب نہ رلائے۔"

میں نے پارس کے پاس آکر کہا "منا کی اہمیت ایک ہی تھی کہ وہی تھی۔"

"ابھی طرح جانتے ہو کہ وہ تم سے ہی چپ ہوگی۔"

"ابا! وہ ٹھپا کا مطالبہ کر رہی ہے۔"

"کب کی بات نہیں" اس کی بات مان لو۔"

"کب کیا کر رہے ہیں؟"

"صرف میں نہیں تمہاری ماما بھی کہہ رہی ہیں۔"

"تو بے" اس کی پچگانہ ضد پوری کرنے کے لئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط کر رہیں۔"

"تم سے ایسی محبت نہیں ہوگی۔ ٹھپا کو اس کی معمولی زندگی میں جوجو کا بڑا اختیار کر کے ٹھپا کے دماغ میں پچکاریں گا۔"

منا کی باتوں نے اسے سنبھلایا۔

میں اس کے پاس آیا "ابھی تک دوسری تھی۔ یہ اس کی عادت تھی۔ ہم جانتے تھے کہ اسے پارس ہی چپ کرنا ہے۔ میں نے کہا" بیٹے! میں نے پارس کو خوب ڈانٹا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ تمہاری بات مان لے گا۔"

اس نے فوراً ہی خیال خواتی کی ہوا کی۔ مگر روٹی ہوئی دماغ میں پہنچی۔ وہ اپنے سر پر کڑوا "تمہارے یہ آنسو کو دوزخ ہیں۔ میں نے پچگانہ لیا ہے تم آتی ہو۔ تمہیں یہ کیسے یاد کیا کہ تمہارے آنسو میری گزروں میں بن جاتے ہیں۔ تمہیں ماضی یاد ہے مگر تم فرار کر رہی ہو۔"

مجھے فرار کو گسے تو پہلی جاؤں گی پھر زینچ پر بیٹھ کر روئے لوں گی۔"

"زنا دھمکیاں نہ دو۔ مطلب کی بات کر۔"

"میں مطلبی نہیں ہوں۔"

"اچھا کام کی بات کر۔"

"تم بہت اچھے ہو" ٹھپا کے دماغ کو کزور کر دو۔"

"کرنا ہے۔"

"کچ کہہ رہے ہو؟"

"اس کے پاس جا کر دیکھ لو۔"

"میں جاؤں گی۔ اس پر توخمی عمل کروں گی تو تم بد معاشی نہیں کرو گے نا؟"

"یہ بد معاشی کیا ہوئی ہے؟"

"کچ نہیں میں جاری ہوں۔"

اس وقت تک ہوٹل کا نیچر اور پولیس والے آگئے تھے۔ ٹھپا سے سوالات کر رہے تھے۔ پارس نے کہا "تھوڑی دیر بعد توخمی عمل کر۔ ابھی پولیس کی کارروائی مکمل ہونے دو۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ آج وہ تیری خیال خواتی کرنے والی کو اپنے قابو میں کرنے والی تھی۔ پہلا بے مورس تھا دوسری الپا تھی اور اب تیری ٹھپا ہاتھ آ رہی تھی۔

وہ آرام سے صوفے پر بیٹھ کر ٹھپا کے دماغ پر توخمی عمل کرنا چاہتی تھی۔ فرش پر اسے اتنے وقت دے چک گئی۔ اسے اتنی دیر بعد یاد آیا کہ وہ فرش پر بیٹھی ہوئی تھی مگر کیوں بیٹھی ہوئی تھی؟ کب آکر بیٹھی تھی؟

تب تھوڑی دیر پہلے ہی خود ہی میں دوڑنے والی کرتیں یاد آئے لگیں۔ وہ جرنالی سے سوچنے لگی "مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں اپنے آپ سے اتنی بے خبر تھی کہ دوسری تھی اور مجھے اپنے آنسوؤں کا پتہ نہ تھا؟"

وہ سوچ رہی تھی اسے اب ایک ایک بات یاد آ رہی تھی کہ وہ ہفتی پہلی کی طرح بدود کر اپنی بات سنوا رہی تھی اور شدید جرنالی کی بات یہ تھی کہ پارس نے اس کے آنسو پوچھنے کے لئے اس کی وہ بات مان لی جس میں اس نے چارے کا سراسر نقصان

تھا اور اس کے دشمنوں کا قاتل۔

یوں تو وہ غیر شعوری طور پر پارس کی طرف مائل تھی لیکن اس واقعے نے اس ذہن لڑکی کو بھڑکھڑایا کہ اس کے اندر یہ بات کیسے آئی کہ اسے سودا اور چلانا چاہئے۔ اس کے اندر یہ اعتماد کیسے پیدا ہوا کہ پارس اس کے آئندہ برداشت نہیں کرے گا۔ اس کا مطلب ہے پارس آج سے نہیں برسوں سے اس کا دیوانہ ہے اور ماضی میں بھی وہ اس دیوانے سے اپنی ہر بات سودا کر سناؤں رہی ہے۔

داغ میں کوئی بڑی سی گمہ تھی جو کھل نہیں رہی تھی لیکن ذہانت سے یہ سمجھ میں آ گیا تھا کہ اس کا اور پارس کا گھرا اور کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے۔

اپنی پچھلی زندگی کو اور پوری زندگی کو سمجھ لینا ضروری نہیں تھا۔ ایک محبت کو ہی سمجھ لینا کافی تھا۔ محبت کے در سے میں رفتہ رفتہ آنکھی کے دھواڑے کھلے جاتے ہیں۔ وہ فرخ سے اٹھ کر صوفے پر چکی تھی۔ اب شلپا پر غریبی عمل کرنے کے لئے سوچ رہی تھی۔

اس سے پہلے پائل نے الپا پر عمل کر کے اسے اپنی معمول بنایا تھا۔ پھر اسے اپنا تابعدار بنا کر ماسکو پہنچا دیا گیا تھا۔ ماسک میں نے کہا تھا "الپا کے داغ پر پائل کا قبضہ نہیں ہوتا چاہئے۔ اگر کوئی برا وقت آئے گا اور کوئی دشمن پائل کے داغ پر قبضہ بجائے گا تو وہ دشمن اس کے ذریعے الپا کو بھی اپنے قابو میں کر لے گا۔"

لہذا فیصلہ کر لیا گیا کہ داغی آپریشن کے ذریعے الپا کو روس کا وفادار بنایا جائے اور اس کی آواز اور لہجہ بدل دیا جائے۔ اس طرح کوئی اسے نہ پہچانے گا۔ ماسک میں ہر طرح مطمئن رہنا چاہتا تھا اور جو جو کی طرح الپا کو بھی صرف اپنے ملک کی وفادار بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے الپا کو معائنے کے لئے ڈاکٹروں کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔

جو جو آرام سے صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ شلپا پر غریبی عمل کرنے کے بعد ماسک میں کو یہ خوشخبری سنا چاہتی تھی۔ وہاں کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کی نظروں میں جو جو کا اعلیٰ مرتبہ تھا۔ کوئی کیسا ہی حاکم ہو سکتا ہی بڑا افسر ہو وہ جو جو کو دیکھتے ہی احزان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ شلپا کو قابو میں کرنے کے بعد اس کی اور زیادہ واہ واہ ہونے والی تھی۔ اس کا سیلاب کی خوشی میں بہت بڑا جشن منایا جانے والا تھا۔ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس جشن میں پارس کو شریک کرے۔ اسے بتائے کہ اسے کتنی عزت اور شہرت حاصل ہو رہی ہے۔

ایسا سوچتے وقت یاد آیا کہ یہ سب کچھ پارس سے محبت کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔ ایک سنجیدہ سا خیال پیدا ہوا۔ محبت کے نتیجے میں پارس کو کیا ملا؟

اس سوال کا جواب ظاہر تھا "اسے کچھ نہیں ملا۔ اس کی

جو جو بھی نہیں ملی۔ ان نقصان ہوا۔ وہ الپا اور شلپا کو اپنے گھر میں رکھ کر ٹیلی ویژن کا فاتح بن سکتا تھا۔ ماسک میں کی دشمنی محفوظ رہ سکتا تھا۔ لیکن وہ محبت کے نتیجے میں خطرات کو دیکھ دے چکا تھا۔ ماسک میں جب چاہتا اسی الپا اور اسی شلپا کے ذریعے پارس کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔

تب اس نے دل کی گھڑائیوں سے سوچا "میں اپنے دیوانہ کو لوٹ رہی ہوں۔ وہ محبت دیتا جا رہا تھا، میں عداوت کے رائے پر اسے لے جا رہی ہوں۔ ایک دن وہ ماسک میں کے کچھ آجائے گا۔ کیا میں اسے دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں؟" دل نے کہا "نہیں۔" وہ میرا کچھ نہ کچھ لگتا ہے۔ میرا آئندہ دیکھ کر خطرات میں کود پڑا ہے۔ کیا میرا ضمیر کو ارا کر کہ میں اس کے خلاف ماسک میں کے اچھے مضبوطی کروں۔"

ضمیر کبھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اسے یقین ہو جاتا کہ پیدا انکی طور پر روسی ہے تو اپنے ملک اور اپنے قوم کے لئے جو جنس میں جو تک دیتی۔ لیکن داغی آپریشن کے بعد اگر ماسک پارس کے پاس آکر سمجھا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور اس کا شوہر ہے۔ اگر مری یہ باتیں اس کے داغ میں گونجتی رہیں۔ ایسے میں پارس سے رابطہ ہو گیا تھا اور وہ بڑی حد تک اس کے دل داغ پر چھڑا رہا تھا۔

ان حالات میں وہ ماسک میں کی وفادار بھی تھی اور پارس کی محبوبہ بھی۔ کوئی ایسا راستہ اختیار کرنا چاہتی تھی کہ ماسک سے وفاداری بھی قائم رہے اور پارس کو نقصان بھی نہ پہنچے۔ ایسا ممکن نہیں تھا۔

وہ تھوڑی دیر سوچتے رہنے کے بعد پارس کے پاس آئی۔ بولی "میں کچھ دیر پہلے تمہارے پاس سو رہی تھی؟" "گھنٹوں روئے رہنے کے بعد بھی پوچھ رہی ہو۔"

"کیا میرے رونے سے تمہیں کچھ ہوا ہے؟" "میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ تم میری جان ہو۔" "آکھ میں آئندہ آتی ہی میری جان نکل جاتی ہے۔"

"تم ایسی باتیں کرتے ہو تو مجھے اچھا لگتا ہے۔ مگر میں ابھن میں ہوں۔"

"مجھ سے بولو، شاید میں تمہاری ابھن دور کر سکوں۔"

"میں چاہتی ہوں الپا اور شلپا سے تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔"

"وہ ماسک میں کی تابعدار ہوں گی تو مجھے نقصان پہنچے گا۔"

"جن کی دوستی میرے پایا سے بھی کبھی نہ ہو سکی۔"

میری دوستی کیسے ہوگی، ہمارے اور ان کے خیالات اور میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ باپ سے دوستی نہ ہوئی ہو تو

بھی نہ ہو سکے۔

”میری ایک بات کا جواب دو۔ کوئی کسی کی بیٹی یا بیٹا کو اغوا کر کے لے جائے تو تم اسے دوست بناؤ گی؟“
”ہرگز نہیں۔ میں تو اس کے داغ میں ڈرتے پید اکھوں گی۔“

”اسک میں نے پاگل کے ذریعے میری شریک حیات جو جو کو اغوا کرایا پھر دانی آپریشن کے ذریعے اس کا ذہن تبدیل کر دیا۔ اس کی یادداشت سے پہلے زندگی منادی۔ اسے اپنا دانا دار اور اپنے شوہر کا دشمن بنایا۔ کیا مجھے اس سے دوستی کرنی چاہیے؟“
”جو کہ داغ میں آندھیاں سی چلے گئیں۔ پارس کی کوئی بات دل کو لگ رہی تھی۔ وہ کون سی بات تھی؟ پھر فوراً ہی سمجھ میں آ گیا کہ وہ دانی آپریشن والی بات ہے۔ الپا کا بھی داغی آپریشن کر کے اسے اس ملک کا وفادار اور پارس کا دشمن بنایا جا رہا ہے۔ جبکہ وہ پارس کی دوست تھی۔ اسی طرح میں پارس کی بیوی تھی۔ آپریشن کے ذریعے مجھے بیوی سے دشمن بنایا گیا اور اس ملک سے وفاداری داغ میں بھری گئی۔ جس طرح ہم الپا کو اغوا کر کے لائے ہیں اسی طرح پاگل مجھے بھی اغوا کر کے لے گیا تھا۔ یہ سلسلہ پہلے سے چل رہا ہے اور یہ سلسلہ میرے اور الپا کے بعد شلیا تک بھی جاری رہے گا۔ میں شلیا کو ماسکو پہنچاؤں گی تو اس کا بھی داغی آپریشن کیا جائے گا۔“

”وہ پریشان ہو کر سوئے گی۔ یہ دانی آپریشن تو نہیں شیطانی عمل ہے۔ یہ لوگ ہمارا ملک اور ہماری قومیت بدل دیتے ہیں۔ ہماری وفاداریاں اور محبتیں بدل دیتے ہیں حتیٰ کہ ماں باپ بدل دیتے ہیں۔ شرمناک بات یہ ہے کہ میں اپنے شوہر کو بھلائے رکھوں اور یہاں کسی دوسرے سے شادی کرنا چاہوں تو یہ لوگ پھر بھی میرے شوہر کے متعلق کچھ بھی نہیں بتائیں گے۔ کسی دوسرے سے میری شادی ہونے کا شرمناک قہقہہ سنائیں ہنس کر دیکھیں گے۔“

”وہ گہرا کر پھر پارس کے پاس آئی اور بولی ”میں بہت پریشان ہوں۔“

”میں تمہاری ساری پریشانیوں اپنے سر لے لوں گا۔ بولو کیا بات ہے؟“

”میں بڑی کشمکش میں ہوں۔ اسک میں پر مجھے بھروسہ نہیں ہے۔ دل نہیں اٹتا کہ میں ایک دوسری لڑکی ہوں۔ یہ دل تمہاری طرف کھینچا جا رہا ہے۔ مگر عقل کہتی ہے مجھے سوچ سمجھ کر کسی نتیجے پر پہنچنا چاہیے۔“

”تمہاری عقل درست کہتی ہے۔ مجھے اور اسک میں کو خوب ذہانت سے پرکھنی ہو۔ اس کے بعد متوقع نتیجہ خود سامنے آئے گا۔“

”جب تک ہمات دیر ہو جائے گی۔ اگر اسک میں غلط ثابت ہو گا تو میرے ہاتھوں سے الپا اور شلیا اس کے پاس پہنچ چکی ہوں۔“

”کی۔ تب مجھے افسوس ہو گا کہ میں نے ایک غلط آدمی کے ہاتھ میں بند کر کے لیے۔“

”ہاں اس وقت بچتا ہوا ہو گا۔ ویسے میرے ایک مشورے پر عمل کرو۔ تمہاری پریشانیوں ختم ہو جائیں گی۔“

”میں ضرور عمل کروں گی۔“
”تم کچھ عرصے کے لئے غیر جانبدار ہو جاؤ۔ نہ میرا ساتھ دو اور نہ ہی اسک میں کے لئے کام کرو۔ ہم سے دور ہو کر اپنے طریق کار پر عمل کرو۔“

”ہاں غیر جانبدار رہنے سے دل کو اطمینان رہے گا۔ میری ذات سے کسی کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ لیکن میں الپا کے حوالے کر کے جسے نقصان پہنچا چکی ہوں۔“

”اس کی فکر نہ کرو۔ میری ماما اب بھی الپا کو نرسپ کرنے لے آئیں گی۔“

”نہیں لائیں گی۔ میری طرح الپا کا بھی برین واش کا جارہا ہے۔ اس کا نام ”اس شخصیت“ آواز اور لہجہ سب کچھ بدل جائے گا۔“

”اوہ! ہم نے سوچا نہیں تھا کہ الپا کو اس حد تک متاثر کریں گے۔ تم ذرا دیکھو۔ الپا کے داغ میں جاؤ۔ کیا کسی معلوم کر دو کہ اس کا داغی آپریشن کب ہو گا؟“

”میں ابھی آئی ہوں۔“

”وہ جہلی جہلی پھر چند منٹ بعد آکر بولی ”مجھے الپا کا سر نہیں مل رہا تھا۔ میں نے پاگل سے پوچھا اس نے لاپرواہی کی۔ اسے بھی نہیں بتایا گیا ہے کہ الپا کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پھر میں اس ڈاکٹر کے پاس گئی جو مجھے اینیڈکٹر کرتا رہا ہے۔“

”سوچنے سے بتایا کہ ایک عامل کے ذریعے الپا کو پھانسی دیا گیا ہے۔ اس کے داغ سے اس کی آواز اور لہجہ کو بھلا دیا گیا ہے۔ اس کا آپریشن کیا جائے گا۔“

”پارس نے کہا ”فی الحال وہ ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ اسے لے پھینکا وقت ضائع نہ کرو۔ یہ فیصلہ کرو کہ شلیا کے ساتھ کرو گی؟“

”میں اسے اسک میں کے حوالے نہیں کروں گی۔ ابھی اس پر بخوبی عمل نہیں کیا ہے۔ تم اسے واپس لے لو۔“

”میں اپنی جو جو کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتا۔ کام کرو۔ شلیا پر عمل کر کے اس کا داغ اپنے قابو میں اور اسک میں کو رپورٹ دو کہ شلیا ابھی تک ہاتھ نہیں نکلتی اسے قابو میں کرنے کے لئے تم لندن جاؤ گی۔“

”ہاں یہ اچھی ترکیب ہے۔ مجھے لندن جانے کی ہلکی تو میں دوس سے باہر نکل کر اپنا کوئی ٹھکانا بنانا پڑے گا۔ میرے طریق کار کے مطابق اپنی زندگی کے سچ اور سچاؤ کی۔“

”تو پھر ہم اللہ کے کرپلا قدم اٹھاؤ اور شلیا کو پھانسی دے دو۔“

”لیکن وہ ابھی طرح تمہاری چٹنگ

لے گا ہو۔“

”بسم اللہ کیا ہوتا ہے؟“

”اس کا مطلب ہے تم اللہ کا نام لے کر ایک کام شروع کر رہی ہو۔ جب تم حج اور عمرت کو پہنچانے لگو گی تو ہمیں یاد آئے گا کہ مجھ سے شادی سے پہلے تم نے اسلام قبول کیا تھا۔ تم مسلمان ہو اور کئی کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہتی آئی ہو۔“

”وہ پارس کے پاس سے آگئی۔ پھر شلیا کے داغ میں گئی۔ وہ بہتر پڑی ہوئی تھی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ جو جو کو اگرچہ یاد نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ تاہم وہ پارس کی باتوں سے متاثر ہو جاتی تھی۔ اس نے ایک طویل عرصے کے بعد دل میں بسم اللہ کا پھر پھل جیسی کے ذریعے شلیا کو جک کر سلا دیا۔ اس کے بعد اس پر بخوبی عمل کرنے لگی۔“

”کوئی ایک گھنٹہ بعد اس نے اسک میں سے رابطہ کیا۔ موجودہ اسک میں ہو گا کہ ماہر تھا اس لئے کوڈورڈز کی ادائیگی کے بعد داغ میں آنے کی اجازت دے گا۔ اس نے کہا ”ہیلو دوڈو“

”نئی آواز خبی ساؤ۔“
”دوڈو! ”سراخو خبیڑی اتنی آسانی سے کانوں تک نہیں پہنچتی“

”بڑے پادھیٹے پڑتے ہیں۔“
”کیا ناگایا ہو رہی ہے؟“

”فی الحال ناگایا ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کے تین ٹاکاؤ آؤمیں کی وجہ سے ہوا ہے۔“

”پوری رپورٹ ساؤ۔“

”سر شلیا بہت چالاک عورت ہے۔ وہ اپنے کسی عاشق کے ساتھ ہو کر کمرے میں تھی۔ آپ کے آؤمیں نے سمجھا انہیں ریو اور لورڈ کا قابو میں کر لیں گے لیکن شلیا کا عاشق بہت ذہانت کا فنکار ثابت ہوا۔ اس نے ریو اور لورڈ کی پروا نہیں کی اور تین کی اچھی طرح پٹائی کر کے۔ انہیں پولیس کے حوالے کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شلیا کو ریو اور لورڈ سے ڈھکی نہ کر سکے۔ اگر اس کا داغ نکھڑو جا تو اسے اپنی معمول اور تابعدار بنائیں گی۔“

”شلیا کہاں ہے؟“

”میں نہیں جانتی۔ اس کے داغ میں پہنچنے کا موقع ملے گا تو اس کا سراغ ملے گا۔ آپ باتیں کیا یہ ٹاکاؤ لوگوں سے کام لے کر کیا ملی ہو سکتی ہے؟“

”فلڈ میڈی! میں نے تم سے کہا تھا خود لندن جاؤ اور اپنے طریقہ قابل افراد کا انتخاب کر کے ان سے کام لو۔“

”بے شک مجھے آپ کے حکم پر پہلے ہی عمل کرنا پڑے گا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ شلیا اور دوسرے ملے جیسی جاننے والے ابھی لندن میں ہوں گے آپ مجھے آج ہی روانہ ہونے کی اجازت دیں۔“

”مجھے بعد ایک فلائٹ ہے۔ اس میں تمہاری سیٹ ہو جائے گی۔ لیکن وہ ابھی طرح تمہاری چٹنگ

”ہو گی۔“

”کیسی چٹنگ؟ میں سمجھی نہیں۔“

”سوچنا اور اس کے ٹیلی جیسی جاننے والے بہت گھاگ ہیں۔ وہ ہمارے تمہارے داخل میں گھسے رہتے ہیں اور میں بتائیں چلا۔ ہو سکتا ہے کوئی تمہارے داغ میں کسی طرح آکر چھپ گیا ہو۔ اس لئے ہم اپنی تسلی کریں گے۔ ایک عامل ہمیں پھانسی کرے گا اور تمہارے اندر چھپے ہوئے چور خیالات پڑے گا اور دشمن کا سراغ لگائے گا۔“

”یہ ایک نئی پریشانی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ملک سے باہر جاتے وقت اس کے داغ کو بھی اندر سے نکالا جائے گا۔ پہلی بار اس کے اندر چور خیالات پیدا ہوئے تھے کہ وہ لندن جانے کے بدلے دوس سے باہر نکل کر کسی دوسرے ملک میں اپنا ٹھکانا بنائے گی اور جب تک گزری ہوئی زندگی کے سچے واقعات سامنے نہیں آئیں گے کہ وہ اسک میں کے لئے کام نہیں کرے گی۔ اب یہ باتیں بخوبی عمل کرنے والا شخص اسک میں کو بتا دے گا۔ اس نے پارس کے پاس آکر اپنی پریشانی بتائی وہ بولا۔“

”تمہاری ہر پریشانی کا علاج ہے، تم میری ماما کو اپنے داغ میں آئے دو۔ وہ بخوبی عمل کرنا کام بنائیں گی۔“

”مجھے کسی بھی طرح اس مصیبت سے بچاؤ۔ اپنی ماما کو بلاؤ۔“

”تم چند منٹ کے بعد آؤ یا وہ تمہارے پاس آئیں گی اور یہ کوڈورڈز اور اکر کیسی۔ میں پارس کی ماں اور جو کسی ساس ہوں۔“

”میں یہ کوڈورڈز یاد رکھوں گی۔“

”وہ چلی گئی پارس نے ریو اور لورڈ کا لٹن پر فرانس کے ایک ملٹری آفسیر سے کہا ”مسرزولف کو فوراً میرے پاس بھیج دیں۔“

”اس نے ریو اور لورڈ۔ پانچ منٹ کے بعد ہی میں نے اس کے پاس آکر پوچھا ”کیا بات ہے بیٹے؟“

”اس نے جو کہ تمام حالات بتائے میں نے کہا ”یہ ہماری فہرست کامیابی ہے کہ جو جو کسی حد تک تم سے متاثر ہے اور تمہاری ہدایات پر عمل کر رہی ہے۔ میں لکھی کہ جو جو کے داغ میں پہنچا ہوں۔ وہ خود کو ماما کہ اس کے پاس رہے گی اور دشمن کے بخوبی عمل کرنا کام بنائے گی۔“

”میں دانی طور پر حاضر ہوا۔ لکھی میرے پاس تھی۔ ہم تین دن سے ایک ساتھ ایک کانچ میں تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ ایک شریف زادی تھی۔ یوٹی میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔ ہم نے سوچنا۔ سلطانہ اور سلمان کو اطلاع دے کر سادسی سے نکاح پڑھوا دیا تھا۔ اب وہ میری شریک حیات تھی۔“

”میں نے اسے جو کہ متعلق تفصیل سے بتایا۔ ہم نے مشورہ کیا کہ کس طرح اس عمل سے اپنی بیٹی کو بچانا چاہئے۔ پھر لکھی میرے داغ میں آئی میں جو کہ موجودہ لہجہ یاد کر کے اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ اسے سانس نہ لگتا تھا اور لکھی کو کوڈورڈز

139

ادرا کرنا تھا۔ مگر اس کی نوبت نہیں آئی۔ چا چلا کہ ایک انجشن کے ذریعے تھوڑا کمزور بنایا گیا ہے تاکہ وہ کسی دشواری کے بغیر تھوڑی عمل کرنے والے کی معمول بن جائے۔

وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ ایک عالِم بستر کے سرے پر کھڑا اسے کہہ رہا تھا "تم اپنے ملک اور قوم کی وفادار ہو۔ اس وفاداری کا تقاضا ہے کہ اپنے دل اور دماغ میری طرف مائل رکھو اور راضی خوشی ٹرانس میں آ جاؤ تاکہ میں تمہارے اندر چھپے ہوئے کسی دشمن کو نکال سکوں اور کمزور خیالات کو ختم کر سکوں۔" جو جو اس کی معمول بن جانے کے خیال سے پریشان ہو رہی تھی۔

بلبل نے کہا "بہنی! میں پارس کی ماما اور تمہاری ساس ہوں۔ لکھنے کرو۔ تمہیں کوئی تفسیر نہیں کر سکے گا۔"

وہ مطمئن ہو کر عالِم سے بولی "میں ٹرانس میں آنے کے لئے ذہنی طور پر بالکل تیار ہوں۔"

اوجردہ مطمئن ہو کر اس پر عمل کرنے لگا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ اسے معمول بنا کر صرف اس کے چور خیالات اس کی زبان سے اگلوے گا لیکن وہ باقاعدہ اسے معمول اور تابعدار بنا رہا تھا۔ پہلے تو پتہ چلا کہ وہ چپکے چپکے ماسک میں اور پائل بوا کے خلاف کیا سوچتی ہے؟ اور اس سے کون کون سی باتیں چھپاتی ہے؟ جو جو نے پہلی کی مدد سے کہا "میں ماسک میں کو اپنا بزرگ اور رہنما سمجھتی ہوں اور پائل بوا کو ایک بہن کی طرح جانتی ہوں۔ میں ان کے خلاف کبھی کوئی غلط بات دل میں نہیں لاسکتی۔ اس کے بعد عالِم نے اس کے دماغ میں یہ باتیں بھی طرح طرح کی پیش کیں کہ وہ آخری سانس تک اپنے ملک و قوم کی وفادار رہے گی۔ بیرونی ممالک میں کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں، وہ ایک ہفتے کے اندر ماسکو واپس آ جائے گی۔ کوئی اسے بھگانے کی کوشش کرے یا وہ کسی سے متاثر ہوئے گا تو فوراً ماسک مین اور پائل بوا کو اپنے اندر کی تمام باتیں بتائے گی۔

عالِم نے اسے ہر پہلو سے پابند بنانے کے بعد اپنا عمل ختم کر دیا۔ اسے تھوڑی دیر سوئے گا مگر دے کر چلا گیا۔ میں نے پہلی سے کہہ دیا کہ عمل شروع ہونے کے بعد وہ جو کہ دماغ میں اپنی آواز نہ سناے۔ ہو سکتا تھا کہ ماسک مین جاسوسی کے لئے پائل بوا کو چپ چاپ دماغ میں یہ دیکھنے کے لئے بھیجتا کہ وہ سچ سچ معمول بن رہی ہے یا نہیں؟

ہم دونوں دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ میں نے پہلی سے کہا۔ "اب مجھے جو کہ دماغ پر عمل کر کے اسے اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہئے۔"

پہلی نے پوچھا "یہ کیا کافی نہیں کہ وہ اب پارس سے متاثر ہے؟"

"ہاں اس کی ہدایات پر بھی عمل کرتی ہے۔ لیکن اب وہ تمہا آواز زندگی گزارنے والی ہے۔ اس نے دنیا کے سرور کو مڑ دیا

کی کینگیں اور مٹکڑیوں کو دیکھا نہیں ہے۔ اسے کبھی بھی ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ میں کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی بیٹی کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔"

"اس کی حفاظت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ آپ ابھی اس کے پاس جائیں۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر جو کہ دماغ میں پہنچے ہی چوک گیا۔ وہاں پائل بوا بس رہا تھا اور بول رہا تھا "بہنی میرے ایک خاص جاسوس نے بتایا ہے کہ تم پر تھوڑی عمل کیا جاتا ہے۔ مجھے ماسک مین کے اس کینے بن پر قہر آتا ہے۔ عادی وفاداری کے باوجود ہم سے بہت سی باتیں چھپا کر ہے۔ اس نے الپا کو بھی مجھ سے چھپا دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں اس کے دماغ پر حکومت نہ کروں۔ اب وہ تمہارے دماغ پر حکومت کرنے کے مجھے کیسے روکے گا؟"

وہ نیند میں تھی۔ اور کچھ بول نہیں سکتی تھی۔ پائل اسے تھوڑی نیند میں سمجھا رہا تھا۔ پھر وہ اس پر عمل کرنے لگا۔ وہ سب احمقوں کی جنت میں رہتے تھے اور اپنی حماقت سے ایک کے بعد ایک جنت بناتے تھے۔ پھر بعد میں اس کے بگڑنے کا تماشا دیکھتے تھے۔ پائل اپنے ملک سے غداری نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جو جو کی برتری برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ جب بھی وہ اس کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرتی تھی یہ احساس کبھی میں میں ہو جاتا تھا۔ اعلیٰ حکام کی نظروں میں بھی کمزور ہو جاتا۔ اب اس نے سوچا تھا کہ پہلے وہ جو جو کو معمول بنائے گا پھر اس کے دماغ میں چھپ کر اس کی ذہانت اور پلاننگ کو سمجھ کر اس سے پہلے عمل کرے گا اور اس کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرے گا اور اس سے ایسی حرکتیں کرائے گا کہ جو جو دوسری باتیں نظر سے گر جائے گی۔

اس نے اپنی دانست میں کچھ اس قسم کی باتیں جو جو دماغ میں ذہن نشین کرائیں۔ پھر اسے تھوڑی دیر سلائے گا دے کر چلا گیا۔ یہ کانٹا نکل جانے کے بعد میں نے جو جو پر عمل کیا۔ یہ بہنی کی حفاظت کے لیے باپ کا مقدس عمل تھا۔ پھر مطمئن ہو کر واپس گیا۔

جو جو تین گھنٹے تک سو رہی پھر بیدار ہو گئی۔ وہ سمجھے اسکی غلاشت تھی۔ اس نے غسل کر کے لباس تبدیل کرنے کے بعد پہلی کو مخاطب کیا۔ پہلی تو پہلی نے سانس روکی پھر دیا کہ "پوچھا کون ہے؟"

وہ بولی "میں ہوں ماما! آپ نے میرے پاس آ کر کہا کہ پارس کی ماما اور میری ساس ہیں۔"

"اچھا ماما! یہی جو جو ہے۔ کیا نیند پوری ہو گئی؟"

"جی ہاں! اب کاشعر یہ ادا کرے آئی ہوں۔"

"شکریہ کیا؟ ماما! اپنی بیٹیوں کی حفاظت کرتی ہے؟"

ایکے ایک بات باتوں "اس عیال میں ہونے کے بعد جس جتن

تھیں، پائل بھی تم پر عمل کرنے آیا تھا۔ اب اپنے تھوڑی عمل کا عمل معلوم کرنے ضرور آئے گا۔"

"اچھا تو وہ بھی پر نکال چکا ہے۔ اسے آٹھ دین میں منٹ لوں گی۔"

"بہنی! جب بھی ضرورت ہو فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ کوڑہ راز کے طور پر تم یہ بولو گی، میں پارس کی جان ہوں اور آپ میری ساس ہیں۔"

وہ ہنسی ہوئی واپس آ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی اس نے پہلی کو سوچ کی لہر محسوس کی۔ پہلی پاراں نے سانس روکی۔ دوسری پاراں پائل کا لہجہ پہچان کر بولی "وہ پائل! تم ہو؟ چا نہیں کہیں جب سے سو کر آ گئی ہوں تب سے تمہارا یہ خیال آ رہا ہے۔ میری حالت عجیب سی ہے دل تمہاری طرف کھینچا جا رہا ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم میری طرف مائل ہو رہی ہو۔ لیکن میرے آتے ہی تم نے سانس روکی گئی تھی۔" "کیا مجھے سانس نہیں روکنا چاہئے تھا؟"

"ہاں۔ مگر میرا خیال ہے عمل کرنے میں کوئی غامی ہو گئی ہے۔" "میں نے دیکھا ہے تم اکثر معاملات میں بدحواس ہو جاتے ہو۔ آج میں محبت سے سوچ رہی ہوں تو تمہاری بدحواسی پر بھی پار آ رہا ہے۔ سچ بتاؤ؟ تم نے کیا عمل کیا تھا؟"

"اب تم سے کیا کیا محاسبات، میرا ہر عمل تمہارے دماغ میں نقش ہو گیا ہے۔ صرف یہ اہم بات رہ گئی کہ تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی۔ یہ بات نقش کرنے وقت کوئی بھول ہو گئی تھی۔"

"اچھا ہوا بھول گئی۔ اب تمہارے بارے میں میرے جو شریک خیالات ہوں گے انہیں تم نہیں پڑھ سکے گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ آج رات جب تم سو جاؤ گی تو میں تمہیں معمول بنا کر یہ بات نقش کروں گا۔"

"تم بڑے بڑے ہو۔ اب عمل کرو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔"

وہ ہنسنے ہوئے بولا "تمہیں پتا ہی نہیں چلے گا اور میں اپنا کام کر جاؤں گا۔"

"اچھا رہنے دو۔ ابھی تو میں اپنے اختیار میں ہوں، باز رہاں سے۔"

اس نے سانس روکی وہ باہر چلا گیا۔ جو جو نے دل میں کہا۔ "میں ایسی احمقانہ چال کی سزا ضرور دوں گی۔"

وہ مقررہ وقت پر عیار سے میں سوار ہو گئی۔ فی الحال اسے کہنے والی تھی۔ لندن میں ماسک مین کے ایجنٹوں نے جو جو کی باتوں کا انتظام کیا تھا اور اس کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ آئے تھے۔ اب وہ میری سوچ کی لہروں کی محسوس نہیں کر سکتی تھی لیکن اس نے یہ سب کچھ معلوم کر لیا تھا اور پارس کو بھلا دیا تھا۔

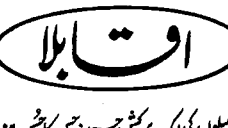
سب رنگ تخت میں قسط وار شائع ہونے والا سلسلہ



اقبال

مکمل دو جلدوں میں

تذکرہ شاعر کے قلم کے زور اور اعلیٰ میں تہمیلنے والی ایک جہت انجیز داس تان جہاں کانے باڈو اور پہلی کے مقابلے پر ملا ہونے تھے۔ خوشی قابل امداد کے خوشی یاد رہم دروچ کی ایک ناقابل یقین سرگزشت — ان تارک اور گنام جہر دس کی کہانی — جہاں تہذیب کا کوئی دخل نہیں تھا — شگون کی خاطر معصوم اور شیر غور انجیز کو نروں پر اچھا ملا تھا مجھے ان خلقت اور خوشی کے لذتوں کے محسوس کو تازہ ہونے فہل دیا جاتا تھا — نوزیر حسناؤں کی بھینٹ میں جیانی جی



اقبال

دستی قلموں کی ایک سرکش سیریز جس کا شش و زوال تھا جس کے حصول کے لئے موت کا بازار بھرتہ کھڑا رہتا تھا۔ خون کی ہولی کھلی جاتی تھی۔ ایک سیاح کی زندگی کے روز و رات جیسے سہند کی سرکش نوجوان نے اُن کا کار افتاب لاکے دیکری اس کے قہوں میں ڈال دیا تھا۔

کتابی شکل میں پہلی بار منظر عام پر آئی ہے

قیمت فی جلد: /- ۱۰ روپے، علاوہ معقول ڈاک

پتہ ذیل پر بھجوا کریں

کتابیات پبلی کیشنز

بوسٹ نمبر ۲۳ — ۵ کراچی ۷

وہ ایک انجینی جو ان کے روپ میں وہاں موجود تھا۔
 ماسک میں کے ایجنٹ اسے تصور سے پہچان سکتے تھے۔
 پارس نے اس کی تصویر نہیں دیکھی تھی۔ اس کا رنگ روپ بدل
 چکا تھا۔ پارس اسے دل و جان سے چاہنے کے باوجود پہچان نہیں
 سکا تھا۔ جب وہ ٹیگ ہال سے لڑائی کے رنگ تو میں نے بتایا۔
 دیکھو بیٹے! وہ میری پیاری سی ہو۔
 میں اس کے داغ سے نکل کر سو کے داغ میں گیا۔ کیونکہ
 بیٹے کے جذبات پر دھنا تھنہب کے خلاف تھا۔ ویسے وہ اپنی جوجو
 کو سننے روپ اور سننے انداز میں دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔ پہلے وہ
 لوگوں کی بھینچ میں بچوں جیسی حرکتیں کرتی تھی۔ اب اس کے
 چہرے سے شجیرگی اور سراپا سے رعب و دہرہ ظاہر ہو رہا تھا۔
 اچھی صحت مند تھی۔ جسمانی ساخت ایسی تھی کہ میں برس سے
 کم عمر کی لڑکی دکھائی دیتی تھی۔ ایسی حسین ایسی بھرپور لڑکی جسے
 دیکھنے والے عمر کا حساب کرنا بھول جاتے۔ پارس تھوڑی دیر کے
 لئے اپنے آپ کو بھول گیا تھا۔
 پھر وہ چونک کر آگے بڑھا۔ ایک شخص جوجو کا راستہ روک
 کر کچھ کہہ رہا تھا۔ پارس نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے
 سنا۔ جوجو اس سے کہہ رہی تھی "میں کیسے یقین کروں کہ تم
 میرے خادم ہو؟"
 "میں یوگا کا گاہر نہیں ہوں آپ میرے خیالات پڑھ سکتی
 ہیں۔"
 وہ بولی "تم ضرورت سے زیادہ ہی احمق ہو کیا میں لوگوں کی
 بھینچ میں چلے پھرے خیالات پڑھوں؟ چلو بتاؤ میں کس طرح
 خیالات پڑھوں؟"
 "جیسا کہ آپ ٹیلی ویشن کے ذریعے پڑھتی ہیں۔"
 "ٹیلی ویشن؟" وہ حیرت سے چیخ کر بولی "کیا تم مجھے ٹیلی ویشن
 جاننے والی سمجھ رہے ہو؟ کیا پاگل خانے سے آئے ہو؟"
 وہ پریشان ہو گیا پھر جیب سے جوجو کی تصویر نکال کر اسے
 دکھاتے ہوئے بولا "مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ اس فلائٹ سے آ رہی
 ہیں اور خیال خوانی کے ذریعے مجھے پہچان کر بھروسہ کریں گی۔"
 جوجو نے اپنی تصویر لے کر کہا "تم کہہ رہے ہو۔ پہلے یہ یہ
 تصویر دیکھا دیتے تو انا وقت ضائع نہ ہوتا۔ میں کسی ایرے سے غیرے
 کے کہنے سے خیال خوانی نہیں کرتی ہوں۔"
 "سوئی بس روز میری! انا سے غلطی ہو گئی۔"
 وہ اس کے ساتھ ایک کار میں بیٹھنے لگی۔ پارس اپنی کار میں
 گیا۔ جب وہ گاڑیاں آگے پیچھے چلنے لگیں جوجو نے پارس کے
 داغ پر دستک دی "تم کار چلا رہے ہو۔ ایسے وقت مجھے تمہارے
 داغ میں نہیں رہنا چاہئے۔"
 "آئی ہو تو نہ جاؤ۔ میں تمہاری گاڑی کے پیچھے ہوں ایک
 آپ ذریعے چوبہلا ہوا ہے تاکہ تمہارے یعنی ماسک میں کے
 ایجنٹ مجھے پہچان نہ سکیں۔"

"کیا تم میری جاسوسی کرتے رہو گے؟"
 "ہرگز نہیں۔ چھپ کر تمہاری مصروفیات معلوم کرنے کا
 ارادہ ہوتا تو ابھی نہیں نہ بتا تاکہ میں اصلی چہرہ چھپانے تمہارے
 پیچھے آ رہا ہوں۔ میں صرف دشمنوں سے چھپ رہا ہوں۔ تم کی
 جگہ آئی ہو۔ تمہاری حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ ویسے تم مجھ
 بھی ہنگامہ داری محسوس کرو گی میں تم سے دور ہو جاؤں گا۔"
 "تم بہت اچھے ہو۔ میں بھی ہنگامہ داری محسوس نہیں کروں گی
 لیکن تمہارے ہی مشورے کے بغیر کسی کی نظروں میں آنے سے
 کہیں خسار نہ چاہتی ہوں۔"
 "آج میرے مشورے پر عمل نہ کرو۔ ماسک میں کے ایک
 ہی آدمی نے تم سے ملاقات کی ہے۔ تمہیں ہوٹل کی طرف لے
 جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے باقی لوگ چھپ کر تمہارا تعاقب
 کر رہے ہیں۔"
 "ٹھیک ہے، میں ان کے ریزرو کئے ہوئے ہوٹل میں چھپ
 گی پھر موقع دیکھ کر وہاں سے چلی جاؤں گی۔"
 میں اس کے داغ میں موجود رہا۔ کوئی ضروری نہیں
 موقع کا انتظار کیا جائے۔ موقع نکلا بھی جاتا ہے۔ وہ ہوٹل
 آئی وہاں چار خاص باغیچوں سے ملاقات کی جن میں سے ایک
 کا باہر تھا۔ اس نے کہا "میں روز میری ماسک میں کا حکم
 میں آپ کا پرسل باڈی گاؤڈ بن کر رہوں۔"
 وہ بولی "میں اپنے طور پر فیصلہ کروں گی کہ میرے ساتھ
 رہے گا یا نہیں۔"
 وہ اسے بظاہر خفا چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن ہوٹل کے
 وہاں سے ابھر کر موجود رہے۔ میں ان کے اندر موجود تھا۔ وہ جہاں
 سے اس کی گھرائی کر رہے تھے وہ تمام مقامات میری نظر
 میں تھے۔ ان کے ذریعے میں نے اس یوگا کے باہر باڈی گاؤڈ
 نگاہ رکھی۔ جوجو سات بجے تقریب کے لئے نکلی تو اس باڈی
 نے اس کا تعاقب کیا۔ میں نے پارس سے کہا "اس باڈی کا
 راستے سے ہٹاؤ۔ میں جوجو کو اس کی نظروں سے دور لے
 گا۔"
 جوجو نے ایک کلب میں پہنچ کر پارس سے رابطہ کیا۔
 پوچھا "کیا میری کوئی گھرائی کر رہا ہے؟"
 "ہاں ایک شخص ہے۔ اس نے ہوٹل میں تم سے ملاقات
 کی تھی۔"
 "میں ہوٹل میں آنے والے تمام افراد کے داغوں
 جاری ہوں۔ ان میں سے کوئی میرے پیچھے نہیں ہے۔
 شخص کا ذکر کر رہے ہو۔ وہ یوگا کا گاہر ہے اور ماسک میں
 آدمی ہے۔ کیا اس سے پیچھا چھڑاؤ گے؟"
 "تم دوسرا شخص بتانا تاکہ ارادہ کو تو میں چکے بتا
 سے پیچھا چھڑا دوں گا اور میرا یہ شرط نہ وعدہ ہے
 تعاقب میں بھی نہیں کروں گا۔"

"آئی کو یو پارس! میں آؤسے کھتے بعد اس کلب سے نکلوں
 گی۔"
 "بے فکر ہو۔ جہاں جانا چاہو جاؤ۔"
 میں نے پارس کے پاس آکر کہا "ماسک میں کے اس خاص
 توہی کو صرف دشمنی کرو۔ ہم باہر کلب کے خلاف پکڑ چلا میں گے
 اسے دشمنی کرنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ پارس اس سے
 مقابلہ کر کے اس کا سکہ تھانگ لیں خواہ وہاں وقت ضائع ہوتا۔ اس
 نے سائیکل سٹوٹے ہوئے ریو اور سے کلب کے پار کنگ ایریا میں
 اس پر گولی چلائی۔ میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کی اس کے بازو کی
 ہڈی کو نقصان پہنچائی ہوئی گزرتی تھی۔ میں نے کہا "میں پائل
 ہل رہا ہوں۔ روز میری کا پیچھا نہ کرو مرنے پانی کے لئے جاؤ۔"
 وہ جڑائی سے بولا "میں پائل! میں! ماسک میں کے حکم پر
 عمل کر رہا ہوں۔"
 "آج سے تم میرے حکم کی قیل کو گے۔"
 "تمہارے ارادے کیا ہیں؟"
 "میں روز میری کو اپنی معمول اور تابعدار بن چکا ہوں اسے
 ایک خفیہ اڑے پر پہنچانے جا رہا ہوں۔ واپس آکر تم پر بھی خودی
 عمل کروں گا۔ تم بہت کام کے آدمی ہو۔ میرے معمول بن کر
 بہت کام آؤ گے۔"
 "ہرگز نہیں۔ میں ماسک میں سے غداری نہیں کروں گا۔
 تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ ٹیلی ویشن جاننے کے غور میں۔"
 میں نے بات کاٹ کر کہا "جیسا کہ تم کہہ رہے ہو، کسی ڈاکٹر کے
 پاس جاؤ۔ تمہارے جانے کے بعد میں یہاں سے روز میری کو لے
 جاؤں گا۔"
 "میں دشمنی کی تکلیف برداشت کروں گا لیکن روز میری کا
 تعاقب کروں گا۔"
 میں نے اسے دافنی بھٹکا پہنچایا۔ وہ چیخ کر اپنی کار کے اندر
 نرپے لگا۔ کچھ لوگ اس کی چیخیں سن کر دوڑتے ہوئے آ رہے
 تھے میں نے دوسری بار ڈزول پید کیا تو وہ برداشت نہ کر سکا۔
 بیڑش ہو گیا۔
 میں نے جوجو کے پاس آکر دیکھا۔ وہ کلب سے نکل گئی تھی
 اب کسی ایسے اسٹور کی طرف جا رہی تھی جہاں سے ایک آپ کا
 ضروری سامان خرید سکے۔ میں نے اسے ایک بہت بڑی دکان میں
 پہنچایا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ آج رات کسی ہوٹل میں رہے گی
 پھر دوسرے دن کوئی بھلا کرانے پر حاصل کرے گی۔ پہلے اس نے
 سہا تھا کہ لندن چلی جائے گی۔ کسی دوسرے ملک گئے چھوٹے
 سے چھوٹے شہر میں رہے گی۔ لیکن اب دل کہہ رہا تھا یہاں
 باہر ہے، میں اس سے چھپ کر رہوں گی مگر اس کے قریب
 رہوں گی۔
 "میں ضروریات کا تمام سامان خرید کر ایک ہوٹل میں چلی
 رہا ہے۔ کمرے کا دو دروازہ اندر سے بند کر کے ایک آپ کے
 لئے۔"

پہنچ گئی۔ اسے ٹھیک آپ کرنا چاہتا تھا مگر مہارت حاصل نہیں ہوئی
 تھی۔ میں چپ چاپ اس کی مدد کرتا رہا۔ ایک گھنٹے کی مدت سے
 اس نے چہرہ تبدیل کر لیا۔ آئینے میں ہر زاویہ سے خود کو دیکھا۔
 پھر مطمئن ہو کر صوفے پر بیٹھ گئی۔
 اسی وقت پائل نے اسے مخاطب کیا "وہ بولی "ماسک میں
 کے پاس چلو وہیں باتیں ہوں گی۔"
 "میں صحت مند ہوں۔ ابھی صرف مجھ سے باتیں کرو گی۔"
 "تمہارے باپ نے بھی کبھی حکم دیا تھا۔ گٹ آؤٹ یو فول!"
 اس نے سانس روکی۔ اسے باہر بھاگایا۔ پھر ماسک میں کے
 داغ میں دستک دی۔ اس نے پوچھا "کیا لندن پہنچ کر کام شروع
 کر رہا ہے؟"
 "جی نہیں۔ میں ابھی آپ کی خوش فہمی غم کرنے آئی ہوں۔"
 "تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہے؟"
 "مجھے کہ آپ میں تمہاری نہیں پائل یوگا کی وقار ہوں۔"
 "کیا کہہ رہی ہو؟"
 "ابھی یہ باتیں بھروسہ لگ رہی ہیں۔ لیکن میں مشکل میں
 ہوں۔ آپ سے وقار کرنا چاہتی ہوں۔ مگر پائل نے مجھے اپنی
 معمول بتایا ہے۔"
 "کیا کہہ رہی ہو؟"
 "جی ہاں آپ کا حال جب مجھ پر عمل کر رہا تھا پائل نے
 میرے داغ پر قبضہ کر لیا ہوا تھا۔ میں حامل کو اس کی اس غداری
 سے آگاہ نہ کر سکی۔ حال کے جانے کے بعد اس نے مجھ پر خودی
 عمل کیا تھا۔ میں اس کی تابعدار بن گئی ہوں۔ لیکن اس کے عمل
 میں کوئی ایسی خرابی نہ تھی جس کے باعث میں تابعدار ہونے
 کے باوجود اسے ٹانہ نہ کرتی ہوں۔ ابھی وہ میرے پاس آیا تھا۔
 میں نے اسے بھاگایا ہے مگر میرا داغ ڈھک رہا ہے میرے اندر کوئی
 چیخ کر کہتا ہے۔ پائل کو واپس بلاؤں اور اس کی تابعداری
 کروں! پلینز مجھے کسی طرح اس عذاب سے نکالیں۔ پائل کو مجبور
 کر دیں کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ دے۔"
 "ڈر ایک منٹ میں ابھی اسے بلاتا ہوں۔"
 ماسک میں نے ریسپورڈ اٹھا کر اپنے نائب کو حکم دیا "پائل
 یوگا کو ابھی فوجی چھاننی میں گرفتار کر کے لاؤ اور فوج کے اعلیٰ
 افسران کو فوراً حاضر ہونے کی اطلاع دو۔"
 پھر اس نے ریسپورڈ رکھ کر پوچھا "روز میری! اہم ابھی کہاں ہو؟"
 "میں اس جگہ کی نشاندہی نہیں کر سکتی۔ پہلی بار اس شہر میں
 آئی ہوں۔ ویسے یہ جگہ شہر سے باہر ہے۔ بہت دور دو چار مکانات
 نظر آ رہے ہیں۔"
 "میں فوجی بیڈ کو اور ڈر جا رہا ہوں۔ تم بندہ منٹ بعد رابطہ کر دے
 "اگر پائل نے میرے داغ میں آکر کوئی زیادتی کی تو میں
 آپ کے پاس نہیں آسکوں گی۔"

”فکر نہ کرو۔ میں اس حرام خور کو خیال خوانی کے قائل نہیں رہنے دوں گا۔ جب تک اس کی نگرانی مکمل کر سائے نہیں آئے گی اس کا داغ غمزدہ کر رکھوں گا۔“

جو جو دفاعی طور پر حاضر ہو کر مسکرائے لگی۔ مجھے خوشی ہو رہی تھی کہ اب اسے ہماری چلنے والی نگاری آگئی ہے۔ وہ چندہ منٹ کے بعد ماسک مین کے پاس آئی۔ فوجی ہیڈ کوارٹر میں تمام اعلیٰ افسران موجود تھے۔ باہل بول رہا دو سگ فوجیوں کے درمیان ایک لازم کی حیثیت سے کھڑا ہوا تھا۔ ماسک مین نے پوچھا ”پاسکل تم اپنی گرفتاری کی وجہ سمجھتے ہو گے۔ بہتر ہے اپنی زبان سے اعلیٰ افسران کو بتاؤ۔“

وہ بولا ”میں اپنی گرفتاری پر حیران ہوں۔ کیونکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔“

”کیا تم نے روز میری پر توخوبی عمل نہیں کیا؟“

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ پھر متخیل کر بولا ”نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ میں بھلا اس پر توخوبی عمل کس طرح کر سکتا ہوں۔ وہ سانس روک لیتی ہے۔ داغ میں آئے نہیں دیتی۔“

”میں آخری موقع رہتا ہوں۔ سچ بولو ورنہ میں بڑی آسانی سے سچ اگوا لوں گا۔“

”میں سچا ہوں۔ آپ لوگ جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کر لیں۔“

ماسک مین نے حکم دیا ”میں تمام افسران کے سامنے ایک بیڈ لایا جائے، ہمارا عامل اس پر باہل کو لٹا کر توخوبی عمل کرے گا اور اس کے چور خیالات ہم پر آشکار کرے گا۔“

باہل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ گھبرا کر بولا ”میں احتجاج کرتا ہوں۔ یہ مجھ جیسے ملک اور قوم کے وفادار کے ساتھ زیادتی ہے۔ آپ جیسے اعلیٰ افسران کو ماسک مین کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ یہ کسی خاص وجہ سے میرے ساتھ دشمنی کر رہا ہے۔“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”مسٹر باہل! یہ کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ تمہاری سچائی کا ثبوت پیش کرنے کے لئے توخوبی عمل لازمی ہے۔“

”دوسرے افسر نے پوچھا ”تم سچے ہو تو گھبراتے کیوں ہو؟“

وہ کچھ رہ گیا تھا اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے عامل اسے معمول بنائے گا تو وہ بے خبری میں سچ بول جائے گا۔ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے توخوبی عمل کے ذریعے جو جو کو اپنی معمول اور باہد رنایا ہے۔

ایک تو یہ پریشانی تھی کہ جو جو پر توخوبی عمل کا مایاب ہوا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اس کی آپر سانس روک لیتی تھی۔ آخری بار اسے ناگوار سی ہے بھگوا دیا تھا۔ وہ پھر ایک بار اس کے پاس باکرہ تقدیق کرنا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک معمول ہو گئی ہے۔ کیونکہ جو جو اس کی طرف مائل ہونے والی باتیں بھی کر چکی تھی۔

تمام افسران کے سامنے ایک ٹرائی بیڈ لایا گیا۔ دو مسکرائے باہل کو اصرار لے جانے لگے۔ وہ جدوجہد کر کے خود کو چھڑائے ہوئے بولا ”مجھ پر عمل نہ کراؤ میں احترام کرتا ہوں۔ میں نے روز میری پر توخوبی عمل کیا ہے۔“

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی پھر ماسک مین نے کلمہ ”یہ پوچھنا ہے کہ آپ نے تم نے ایسا کیوں کیا؟ ظاہر ہے تمہارے اندر ملک و قوم کی وفاداری کے جراثیم ختم ہو چکے ہیں۔“

وہ چیخ کر کہنے لگا ”میں وفادار ہوں“ آج بھی اپنے ملک و قوم کا وفادار ہوں اور مرتے دم تک رہوں گا۔ میں نے صرف حاسدانہ جذباتوں سے روز میری کو اپنا باہد رنایا ہے مگر میرے مقابلے میں زیادہ کامیابیاں حاصل نہ کرے۔“

”اسے کامیابیوں سے روکنے کا مطلب ہے کہ تم ملک نقصان پہنچا رہے ہو۔ نگرانی اور کیسے ہوتی ہے؟“

”میں نے یہ نہیں سوچا تھا لیکن میں وفادار ہوں۔“

”ہمارا سپاہی کی وفاداری دشمنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔“

”روز میری کو کہاں لے جا کر پھینکا ہے؟“

”میں نے کیس نہیں چھپایا ہے۔“

”جو نے ایک فوجی افسر کے زمان سے کہا“ ”بہت سی باتیں چھپا رہا ہے، آپ سب سے پہلے یہ معلوم کریں کہ یہ میرے لیے سے اپنا عمل کب ختم کرے گا؟“

ماسک مین نے کہا ”یہ ابھی تمہارے داغ میں جائے گا۔ اپنے عمل کا تذکرہ گا۔“

”جو نے کہا“ ”نوسرا ابھی اس کا عمل ادھورا ہے۔ اس میں شکایت کرنے آگئی ہوں۔ یہ دوبارہ اگر اپنے ساتھ پختہ کر سکتا ہے۔“

تمام افسران نے تائید کی۔ چنگ باہل اب قابل نہیں رہا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ روز میری کو کسی خفیہ افسر نے نکال کر کس طرح ہوکل میں پہنچایا جائے۔ جو نے کہا ”کیا راستہ ہے۔ آپ باہل پر توخوبی عمل کرائیں۔ عامل یہ باہل کے داغ میں نقش کرے گا کہ یہ روز میری پر کیسے عمل کرنا ہے اور اس سلسلے میں ہمیں کسی کو دھوکا نہیں دے گا۔“

یہ مشورہ قابل قبول تھا۔ اس پر فوراً عمل کیا گیا۔ باہل چھینے چلانے کے باوجود اسے اعصابی کمزوری کا احتجاج نہ کیا وہ بے دست و پا ہو کر بستر پر ڈال دیا گیا۔ میں خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ میرے ذہن میں بہت کچھ تھا کہ ان حالات دشمنوں کو کس طرح شدہ دینی چاہئے۔ لیکن جو جو پہلی بار نر زبان کے ساتھ میرے سامنے آئی تھی اور عملی میدان اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا حالات میں وہ کیا کشاکش کرے گی۔

تب میں نے دیکھا وہ باہل کے داغ میں آکر

”کچھ“ تم کہاں پڑے ہو۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں کل میں پڑی ہوئی تھی۔ میرے سامنے عامل تھا وہ چلا گیا تو تم میرے داغ میں آئے تھے اور میں تمہیں نکال نہیں پاتی تھی۔ اب تمہارے سامنے وہی عامل آئے گا۔“

”میں روز میری اچھے بھالوں۔ میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ اگر تم مجھے بچاؤ تو میں تمہاری زندگی کا ایک اہم راز تمہیں بتاؤں گا۔“

”میں تمہارے داغ کے داغ میں پہنچ کر ابھی وہ راز معلوم کر لوں گی پھر تمہارا احسان کرنے اور میرے کسی کام آنے کا وقت گزر چکا ہے۔“

یہ کہتے ہوئے وہ اس کے چہرے ہوئے خیالات بڑھنے لگی۔ اندر جو خیالات ہوتے ہیں ان میں کوئی کھوٹ نہیں ہوتا۔ وہ جوت ہوتے ہیں تو جوت ظاہر کرتے ہیں۔ سچ ہوتے ہیں تو پھر آسانی کتابوں کی طرح سچ ہی بیان کرتے ہیں۔ جو جو نے جو خیالات پڑے ان سے اب وہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔ باہل کے چور خیالات کہہ رہے تھے۔

”تمہارا اصل نام جو جو ہے۔ جو جو ہے۔ جو جو ہے۔“

”تم مسلمان ہو، مسلمان ہو، مسلمان ہو۔“

”تم پاسکی شریک حیات ہو۔ شریک حیات ہو، ہو، ہو۔“

تمام غماشے ایک طرف اور سچائی کی معراج ایک طرف۔

جو جو بچہ بھول گئی۔ دفاعی طور پر حاضر ہوتے ہی انچل کر کھڑی ہو گئی پھر بولی ”پارس۔“

سونیا نے طیارے سے باہر زینے کی بلندی پر اگر دیکھا۔ سامنے انرپورٹ کی غماشت پر لکھا ہوا تھا ”الون عبدالمالک انرپورٹ۔“

یہ وہی انرپورٹ تھا جہاں طوفان میں بھٹکنے والا طیارہ پہنچا تھا اور یہاں تمام مسافروں کو بے خیریت پہنچانے کے لئے جہاز کے ٹکڑے ٹائی اور علی کو ایک ویرانے میں بے باوجود گار چھوڑ دیا تھا۔

وہ طیارہ ایک ڈیڑھ رات بے پروا ہوا تھا۔ اس کے مسافر انرپورٹ کے ایک بڑے وینک ہال میں بیٹھے اور لیٹے ہوئے تھے وہ طیارہ دروازے کے قابل تھا لیکن سسے ہوئے مسافر اسے آسیب زدہ طیارہ کہہ رہے تھے اور دوبارہ اس میں سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف جانے سے انکار کر رہے تھے۔ ایسی صورت میں دوسرا طیارہ نوبارک سے بھیجے گی بات چیت جاری تھی مسافروں نے ایک رات انرپورٹ پر نگرانی تھی ”اب شام تک طیارے کی آمد کو یقین دلایا گیا تھا۔“

وہ طیارے کی آمد سے پہلے سونا یاد ہاں گلی میں سماں اور سلطان نے بار بار خیال خوانی کر کے تصدیق کر لی تھی کہ وہ ٹائی اور علی

کے داغوں میں پہنچ نہیں پارے ہیں۔ وہ دونوں زندہ ہیں مگر ان کے داغ سوچ سے خالی ہیں اور خیال خوانی کرنے والوں کی سوچ ان کے داغوں میں گویا گرہ جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ دونوں مسلسل کتے کے عالم میں ہیں یا انہیں کو باہل میں رکھا گیا ہے۔

سونیا ایک چارڑھ طیارے میں آئی تھی۔ مارطانیہ کی حکومت نے وہاں اس کے لئے ہیلی کاپٹر کا انتظام کرنے کا وعدہ کیا تھا رپورٹ پر ایک ٹیکو افسر نے اس کا استقبال کیا۔ اس کے ساتھ شعل سپاہی اور دوسرے افسر تھے۔ اس نے سونا سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ”آپ سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ مجھے یہاں کی انتہی میں صلی جیف کتے ہیں۔“

پولیس کے دوسرے افسران سے بھی تعارف ہوا۔ وہ بولی۔ ”میں ان مسافروں سے ملنا چاہتی ہوں جو آسیب زدہ طیارے میں سوار کر رہے تھے۔“

افران اسے وینک ہال میں لے آئے۔ سونا دو چار مسافروں سے سوالات کرنے لگی سب کا جواب ایک جیسا تھا کہ جب تک ٹائی اور علی طیارے میں رہے باہر طوفان جاری رہا۔ ایک جگہ اترنے کے بعد باہر سے طیارے پر پتھر برسائے گئے لیکن کھڑکی سے باہر دیکھنے والوں کا بیان تھا کہ پتھر پھینکنے والے نظر نہیں آ رہے تھے۔



کئی مسافروں نے کہا "ہم نے خود بخود مس خانیہ سلمان اور علی تیمور کو الزام دینا شروع کر دیا کہ ان کی وجہ سے خیار سے پزیر آئی ہے۔ اگر یہ باہر چلے جائیں تو ہم محفوظ رہیں گے۔ ہم نے محسوس کیا کہ یہ باتیں بے اعتبار ہوتے جارہے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے باہر جانے کے بعد پتھراؤ ختم ہو گیا، طوفان ختم کیا۔"

پاکستان نے بیان دیا کہ وائرس میں جو خرابی پیدا ہو گئی تھی وہ خود بخود درست ہو گئی تھی اور وہ کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم کر کے تمام مسافروں کو بخیریت الون عبدالملک کے اس چھوٹے سے شہر میں لے آتا تھا۔

ایٹلی جنس کے چیف نے اس کے ساتھ وہی آئی بی دوم میں آکر کہا "اگرچہ یہ باتیں ناقابل یقین ہیں لیکن ہم افریقہ کے لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ کالا جادو صدیوں سے ہماری قدیم تہذیب کا ایک حصہ ہے۔ آج ہم مذہب کلمات ہیں پھر بھی جادو کو مانتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "بے شک ہماری دنیا میں جادو ہے اور ہم پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ آپ کو ان جادوگروں کے آؤں کا علم ہو گا جو اس ملک میں رہتے ہیں؟"

"جی ہاں، کچھ لوگوں کو جانتا ہوں۔ آپ آرام کریں پھر چلیں گے۔"

"میں کام کے وقت آرام نہیں کرتی۔ آپ مجھے ان جادوگروں سے ملائیں۔"

وہ کچھ پریشان ہو کر بولا "مجھے تھوڑا سا وقت دیجئے۔ میں مطمئن کرنا چاہتا ہوں کہ اس قبیلے کا سردار آپ سے ملنا چاہے گا یا نہیں۔"

"آپ مطمئن نہ کریں۔ میں اس کی مرضی کے خلاف اس سے ملوں گی۔ اچانک جا کر اس سے ملاقات کروں گی۔"

"میڈم وہ میرا دشمن بن جائے گا۔"

"جہاں جان کا خطرہ ہو وہاں ڈیوٹی سے بھاگ جاتے ہو؟"

وہ عجیب کر بولا "جی یہ بات نہیں ہے۔ میں مجرموں سے لڑنے اور قانون کی خاطر جان دینے سے نہیں ڈرتا لیکن یہ جادوگر سامنے آکر مقابلہ نہیں کرتے۔ کوئی ایسا کالا عمل کرتے ہیں کہ ہم یا ہمارے بچے اڑیاں کر کر کر مکتے ہیں۔ ان کے خلاف جرم کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہوتا۔"

"تم ان کے متعلق کچھ جانتے ہو یا ان کو۔"

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکا کر بیٹھا رہا پھر بولا "امریکا کے جنوب مشرق میں ایک جزیرہ جیٹی ہے۔ وہاں ایک نہایت ظالم و کثیر التسلل جس کا نام ڈاکوٹا یا ڈوک تھا۔ یہ اپنی طرز کا واحد حکمران ہے جس نے کالے جادو کی قوت سے جزیرے کے لاکھوں افراد پر بربر حکمرانی کی۔ جب امریکی حکومت کو پتا چلا کہ وہاں

شیطان کی پوجا ہوتی ہے اور انسانی جانوں کی قربانی دی جاتی ہے امریکی فوج نے اس پر حملہ کر دیا۔ ڈاکوٹا یا ڈوک کا ایک شاکر دستان یا ڈوک اس جزیرے سے فرار ہو کر ملک ملک گھوم ہوا اور بیلانیہ کے ایک علاقے نغانیہ میں آیا۔"

سونیا نے کہا "اچھا تو مجھے نغانیہ جانا ہو گا۔ یہ کہاں ہے؟"

"ہمارے ملک کے جنوب میں یہاں سے تقریباً آٹھ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے مگر وہ بہت خطرناک علاقہ ہے۔"

"کالے جادو کی وجہ سے خطرناک ہے؟"

"جی ہاں نغانیہ ایک خوبصورت شہر ہے۔ وہاں ہمارے محلے کالے پاشندے کم اور گوری پجڑی والے اکثر زیادہ ہیں۔ وہاں میں کئی بار جا چکا ہوں اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا اس پر کبھی یقین نہیں کریں گی۔ اس شہر میں میری ایک بہن رہتی تھی۔ ایک رات اس نے ذہن کی بھر ماری تھی۔ ہم نے آخری غم سے پتھر بول کر بولا۔ لیکن وہ اپنی سوت کے دودن بعد یعنی شام کی رات کو ہمارے گھر آئی۔ ہم سب حیران رہ گئے۔ میری بیوی انہی بچے اسے دیکھ کر دہشت سے چیختی گئی۔ اس نے کہا خاموشی ہو جاؤ، میں نقصان پہنچانے نہیں آئی ہوں، تم لوگوں کو مجھے خطرناک ثابت میں ڈال کر ذہن کر دیا۔ تمہیں میری ضرورت کی چیزوں کو رکھنا چاہئے تھا۔ کوئی بات نہیں، میں اپنا ضروری سامان لیے آئی ہوں۔"

"اُس نے اُنہی کیس میں اپنے پسندیدہ کپڑے اور اپنے استعمال کی دوسری چیزیں رکھیں ہم پر سکتے ظاہری ہو گیا تھا۔ ہم نے جسے دودن پہلے اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کر دیا تھا وہ وہاں ہو کر چلی آئی تھی۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہو کر آئی تھی؟"

"جی ہاں میڈم! یہ جادو کی ایک قسم ہے۔ اسے دودن کہتے ہیں۔ دودن کے کالے علم کے ذریعے مرے والوں کی ارواح کو طلب کیا جاتا ہے پھر ان کے مردہ جسموں میں ارواح کو پھانسا دیا جاتا ہے۔ اسے دوسری قسم ہے یعنی "زندہ مردہ" کہلاتا ہے مگر مردہ رہتا ہے صرف اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔"

"میں کالے جادو کو ایک حد تک مانتی ہوں لیکن دوسری قسم نہیں کرتی۔ ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ مرے بعد صرف قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے، اس سے پہلے جادوگر مردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔"

"لیکن میڈم! میں نے 'میری بیوی اور بچوں نے آنکھوں سے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

اس نے جانتے وقت کہا تھا "میرا باپ سامان دینے سے پہلے ہی قبر میں دل گھیرائے گا تو اپنے کمرے میں آ جا یا کروں گی۔"

"جس اس کے پیچھے جانا چاہئے تھا۔"

"میں نے اٹھنا چاہا تھا، میری بیوی اور بچوں نے مجھے پکڑ لیا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

اس نے جانتے وقت کہا تھا "میرا باپ سامان دینے سے پہلے ہی قبر میں دل گھیرائے گا تو اپنے کمرے میں آ جا یا کروں گی۔"

"جس اس کے پیچھے جانا چاہئے تھا۔"

"میں نے اٹھنا چاہا تھا، میری بیوی اور بچوں نے مجھے پکڑ لیا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

"میں نے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے اپنے غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل وہی تھا۔"

کی۔ اس نے دور تک نظریں دوڑائیں کسی گاڑی کی اڑتی ہوئی گڑ، بھی نظریں آ رہی تھی۔ وہ اپنا بیگ شانے سے نکال چل پڑی۔ وہ کسی گاڑی سے راستہ چلتے ہوئے لفٹ مانگ سکتی تھی۔ اس کی پشت پر ضروری سامان کا رکٹ بندھا ہوا تھا۔ وزن کچھ زیادہ تھا۔ دس میل تک جانا تھا دویے وزن ہو یا مصیبت، اس نے کسی معاملے میں بھی کم دوش کا حساب نہیں کیا تھا۔

اس سے کہا گیا تھا کہ اس سڑک پر گاڑیاں چلتی ہیں لیکن وہ گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد بھی ایک گاڑی تو کیا ایک گدھا تک نظر نہیں آیا تھا۔ اب سورج ڈوبنے والا تھا اور تھوڑی دیر میں رات کی تاریکی چھلنے والی تھی۔ وہ جدو جہد سے بھری زندگی گزارنے والی عورت تھی۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتی جاتی رہتی تھی۔ دس میل کا فاصلہ لے لے کر نہیں زیادہ وقت نہ لگتا لیکن وقت لگ رہا تھا۔ راستہ طویل ہو آ جا رہا تھا اور شہر کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس سلسلے میں دوسری باتیں ہو سکتی تھیں، ایک تو یہ کہ اسے غلط فاصلہ بتایا گیا تھا، شہر دس میل سے بہت زیادہ دور تھا یا کوئی کالا عمل ہو رہا تھا جس کے نتیجے میں راستہ آگے اور آگے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

سورج کی روشنی اب برائے نام رہ گئی تھی۔ ہر طرف اندھیرا چھا رہا تھا اور یہ بات لازم تھی کہ جب سورج بالکل ہی ڈوب جائے گا تو رات قبر کے اندھیرے سے بھی زیادہ کالی ہوگی اور آگے راستہ بھٹائی نہیں دے گا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ شیطانی شرارتیں شروع ہو گئی ہیں۔

آخر ایک گاڑی کی آواز سنائی دی۔ وہ چلتے چلتے رگ گئی۔ اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ ڈوبتے ہوئے دن کے دھندلے میں ایک کار چلی آ رہی تھی۔ سونیا نے لفٹ کے لئے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ کار تیزی سے آ رہی تھی قدرتی طور پر اس کے دماغ میں پہلے سے گھنٹی بجتی تھی۔ وہ چپ چاپ کھڑی رہی پھر کار کے قریب آتے ہی وہ اچھل کر دوڑ پڑی۔ اگر کھڑی رہتی تو کار اسے کچلتی ہوئی چلی جاتی۔

وہ کار اپنی تیزی میں سڑک کے کنارے ریت پر گئی پھر گھوم کر سڑک پر آنے کے بعد رگ گئی۔ سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی قریب آئی پہلے اس نے اگلی سیٹ کو دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ ذرا نیچے سیٹ بھی خالی تھی لیکن وہ کار بغیر ڈرائیور کے چلتی ہوئی آئی تھی۔

پھر پچھلی سیٹ پر وہ دکھائی دیا جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ پیچھے ٹائی اور علی سیٹ کی پشت سے نچک لگائے ساکت بیٹھے تھے۔ ان کی پچھلی تک نہیں جھپک رہی تھیں وہ خاموشی سے سامنے تک رہے تھے۔ سونیا نے ایک ذرا حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

وہ کار اپنی تیزی میں سڑک کے کنارے ریت پر گئی پھر گھوم کر سڑک پر آنے کے بعد رگ گئی۔ سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی قریب آئی پہلے اس نے اگلی سیٹ کو دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ ذرا نیچے سیٹ بھی خالی تھی لیکن وہ کار بغیر ڈرائیور کے چلتی ہوئی آئی تھی۔

پھر پچھلی سیٹ پر وہ دکھائی دیا جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ پیچھے ٹائی اور علی سیٹ کی پشت سے نچک لگائے ساکت بیٹھے تھے۔ ان کی پچھلی تک نہیں جھپک رہی تھیں وہ خاموشی سے سامنے تک رہے تھے۔ سونیا نے ایک ذرا حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

وہ کار اپنی تیزی میں سڑک کے کنارے ریت پر گئی پھر گھوم کر سڑک پر آنے کے بعد رگ گئی۔ سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی قریب آئی پہلے اس نے اگلی سیٹ کو دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ ذرا نیچے سیٹ بھی خالی تھی لیکن وہ کار بغیر ڈرائیور کے چلتی ہوئی آئی تھی۔

پھر پچھلی سیٹ پر وہ دکھائی دیا جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ پیچھے ٹائی اور علی سیٹ کی پشت سے نچک لگائے ساکت بیٹھے تھے۔ ان کی پچھلی تک نہیں جھپک رہی تھیں وہ خاموشی سے سامنے تک رہے تھے۔ سونیا نے ایک ذرا حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

وہ کار اپنی تیزی میں سڑک کے کنارے ریت پر گئی پھر گھوم کر سڑک پر آنے کے بعد رگ گئی۔ سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی قریب آئی پہلے اس نے اگلی سیٹ کو دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ ذرا نیچے سیٹ بھی خالی تھی لیکن وہ کار بغیر ڈرائیور کے چلتی ہوئی آئی تھی۔

پھر پچھلی سیٹ پر وہ دکھائی دیا جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ پیچھے ٹائی اور علی سیٹ کی پشت سے نچک لگائے ساکت بیٹھے تھے۔ ان کی پچھلی تک نہیں جھپک رہی تھیں وہ خاموشی سے سامنے تک رہے تھے۔ سونیا نے ایک ذرا حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

وہ کار اپنی تیزی میں سڑک کے کنارے ریت پر گئی پھر گھوم کر سڑک پر آنے کے بعد رگ گئی۔ سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی قریب آئی پہلے اس نے اگلی سیٹ کو دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ ذرا نیچے سیٹ بھی خالی تھی لیکن وہ کار بغیر ڈرائیور کے چلتی ہوئی آئی تھی۔

پھر پچھلی سیٹ پر وہ دکھائی دیا جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ پیچھے ٹائی اور علی سیٹ کی پشت سے نچک لگائے ساکت بیٹھے تھے۔ ان کی پچھلی تک نہیں جھپک رہی تھیں وہ خاموشی سے سامنے تک رہے تھے۔ سونیا نے ایک ذرا حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

کڑکی کی طرف جھک کر پوچھا ”کون ہو تم دونوں؟ کیا اس طرح گاڑی چلائی جاتی ہے؟“

وہ دونوں چپ تھے۔ لاش کی طرح نظر آرہے تھے۔ سونیا نے کہا ”اوہ میں نے خیال نہیں کیا تھا“ اگلی سیٹ پر تو کوئی نہیں بیٹھا گاڑی کون چلا رہا تھا؟“

اسے پھر جواب نہیں ملا۔ یہ سچ ہے کہ کالا جادو کرنے والوں کے پاس شیطانی علم ہوتا ہے مگر عقل نہیں ہوتی۔ اسی بے عقلی کا نمونہ اس کمائی سے ملتا ہے کہ ایک شخص نے بوتل کھولی تو اس میں سے بھوت نکلا اور اس شخص کو کیا کیا باتیں کر دیا۔ اس شخص نے کہا ”یقین نہیں آتا کہ اتنا بڑا ریبیار بھوت اتنی چھوٹی سی بوتل میں سا سکتا ہے۔ بھوت اسے یقین دلانے کے لئے دوبارہ بوتل میں گیا اس شخص نے بوتل بند کر دی سونیا نے اگلی سیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کار کی چابی نکال کر چھپائی۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ جادو کرنے والے کہاں تک دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔“

اس نے پوچھا ”کیا مجھے لفت مل سکتی ہے؟“ وہ دونوں بدستور ساکت بیٹھے ہوئے تھے جیسے زومبی ہوں ”زندہ مردے“ سونیا نے کہا ”میں سمجھ گئی لفت نہیں ملے گی۔ کوئی بات نہیں میں پیدل جا رہی ہوں۔“ وہ جانے لگی۔ تھوڑی دیر جانے کے بعد علی کی آواز آئی۔

”اے رک جاؤ۔“

سونیا نے دوسرے پلٹ کر پوچھا ”کیا مجھ پر گاڑی نہیں چڑھاؤ گے۔“

وہ کار کی ... سیٹ سے باہر آکر بولا ”تم چالا کی دکھا رہی ہو چابی کہاں ہے؟“

”پہلے یہ بتاؤ بغیر ڈرائیور کے گاڑی کیسے چل رہی تھی؟“

”میں چلا رہا تھا گاڑی کے کتے ہی پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔“

”کیوں پیچھے ملے گئے تھے؟“ وہ قریب آکر بولی۔

”تاکہ تم گاڑی چلاؤ۔“

”میں دو اینٹیوں کے آگے بیٹھ کر ڈرائیور نہیں کروں گی۔“

”کیسی باتیں کر رہی ہیں مم! میں آپ کا بیٹا علی ہوں اور وہ

ثانی ہے“ سونیا نے چونک کر اسے اور ثانی کو دیکھا۔ ثانی نے بھی

باہر آکر اسے دیکھا پھر پوچھا ”آپ ہمیں پہچاننے سے انکار کیوں کر رہی ہیں؟“

وہ قریب آکر رازداری سے بولی ”تم دونوں سچ سچ علی اور

ثانی ہو؟“

”ہاں، مگر ابھی ہم مردہ ہیں یعنی زومبی ہیں۔“

علی نے کہا ”میری ساس کہہ رہی تھی جب تک سونیا نہیں

آئے گی وہ ہمیں مردہ بنا کر رکھے گی۔“

سونیا نے دونوں کی ٹھوڑی کو چھو کر کہا ”آہ کتنے پیارے

بچوں کو مردہ بنا دیا ہے! اسی لئے تو لوگ ساس سے نفرت کرتے ہیں۔ چلو میں ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔“

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آئی۔ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھے

اس نے چابی سے کار اشارت کی مگر انہیں خاموش رہا۔ دراصل

وہ اشارت نہیں کر رہی تھی ”انہیں پکڑ دے رہی تھی پھر اس نے

کہا ”علی! اڑا اڑا کر دھکا لگاؤ۔“

وہ اڑا کر دھکا لگانے لگا۔ سونیا نے پلٹ کر پوچھا ”کیا تم چابی

نہیں ہو؟“

”میں بالکل ثانی ہوں۔“

”لیکن وہ تو علی سے ایک پل کے لئے الگ نہیں ہوتی تو

کسی کام سے باہر جاتا تو ثانی بھی جاتی تھی، وہ پیچھا نہ دھکا

رہا ہے اور تم۔۔۔۔۔“

بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ کار سے نکل کر پیچھے

لگانے اور خود کو علی کی ثانی ثابت کرنے لگی۔ سونیا نے پہلی سے

گاڑی اشارت کی پھر اس سے پہلے کہ وہ دوڑ کر پچھلی سیٹ کی

طرف آتے اس نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ پیچھے

لگے ”اے رک جاؤ، ہم کتنے ہیں رک جاؤ ہم زومبی ہیں زندہ

مردہ، تم ہم سے پیچھا نہیں پھرا سکو گی۔“

یہی تو وہ دیکھنا چاہتی تھی اگر وہ مردہ ہیں اور دوڑو علم کے

ذریعے دونوں کی رو میں واپس دینا ہی ملائی گئی ہیں تو وہ پیچھے

رہیں گی، چلتی کار میں بھی آکر بیٹھ جائیں گی۔

ایسا نہیں ہوا وہ دونوں پیچھے رہ گئے سونیا تیز رفتاری سے

ڈرائیو کرتی ہوئی آگے جاتی رہی۔ بار کی ہیلڈلائٹس میں دور تک

راستہ دکھائی دے رہا تھا اسی وقت سلمان نے مخاطب کیا ”ہیلو

سسر! میں شرمندہ ہوں آپ کے پاس آنے میں دیر ہو گئی۔“

”کوئی بات نہیں، سلطانہ کو اتنا چاہئے تھا۔“

”وہ بات یہ ہے کہ کہ ادارے میں ہمارا نکاح چھلکا

جا رہا تھا وہ لکھن بنی ہوئی ہے میں نے سوچا دلہن کے پاس جانے

سے پہلے آپ کو اطلاع دے دوں اور خیریت معلوم کروں۔“

”میں خیریت سے ہوں۔ آج تم دونوں کو چھٹی کرنی چاہئے“

”چھٹی ضروری نہیں ہے۔ آپ ایسی جگہ پہنچ گئی ہیں جہاں

آپ کی ذہانت کے علاوہ ہماری ٹیلی پیشی بھی ضروری ہے۔“

”تم لیلیٰ اور دو ناف کو میرے پاس بھیج دو۔“

”ٹھیک ہے، ثانی میری بیٹی ہے، جب تک اس کی عقل

خیریت معلوم نہیں ہوگی، میں سکون سے نہیں رہ سکوں گا“ وہ

ٹھیکے بعد ضرور آؤں گا۔“

وہ چلا گیا۔ لیلیٰ نے سونیا کے پاس آکر کہا ”سلمان نے آپ

کے پاس بھیجا ہے۔“

سونیا نے کہا ”مجھے بتایا گیا تھا کہ ثانی اور علی طویل عرصے

عالم میں ہیں۔ کوئی خیال خواتین کرنے والا ان پر اثر انداز نہیں

ہو سکتا۔ تھوڑی دیر پہلے غالی اور علی سے میری ملاقات ہوئی، وہ خود کو 'زندہ مردہ' کہہ رہے تھے۔ میرا خیال ہے پہلے ان کے دماغ کو کسی طرح کمزور بنایا گیا پھر انہیں حمزہ کیا گیا ہے، وہ جادو کے زیر اثر خود کو ذہنی کہہ رہے ہیں۔ میں تمہارے ذریعے اس خیال کی تصدیق کر سکتی ہوں، ذرا ان کے پاس جاؤ۔"

وہ گئی پھر ایک منٹ کے اندر واپس آکر بولی "سنو، وہ دونوں کسی دیرانے میں ہیں، چاروں طرف تاریکی ہے اور وہ سڑک پر چل رہے ہیں۔ آپ کا اندازہ درست ہے، وہ خود کو ذہنی یا 'زندہ مردہ' سمجھ رہے ہیں۔"

سونا نے گاڑی روک کر پوچھا کہ انہیں لگتی ہے اس نے جلی سے کہا "یہ ہمارا ایمان ہے کہ مردے زندہ نہیں ہوتے، وہ صرف قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے پھر بھی میں نے آزمائش کے طور پر ان سے کار کو رکھا لگانے کو کہا تو وہ جیج دھکا لگنے لگے جبکہ وہوڈ کے زیر اثر ذہنی کو صرف اپنے آقا کا حکم ماننا چاہئے۔ لپٹنے لگا "سنو! وہوڈ کے ذریعے قبروں سے اٹھنے والے مردے صرف کمائیوں میں ہوتے ہیں۔ آپ جہاں جاری ہیں کیا وہاں کال عمل کرنے والے لوگ ہیں؟"

"ہاں۔ شان پاپا ڈوک ٹائی ایک شخص نے شیطانی عمل کے ذریعے دہشت پھیلا رکھی ہے۔ ابھی میں نے تھوڑا پتھر چلا کر یہ کچھ لیا ہے کہ وہ برائے نام جادوگر ہے۔ جادو کے علاوہ کچھ دوسرے علوم بھی جانتا ہے اور بہت زیادہ چلاک بننا ہے۔"

"غالی اور علی حمزہ ہیں، آپ انہیں کار میں بٹھائیں گی تو وہ آپ کے لئے مصیبت بن جائیں گے۔"

"اسی لئے تمہیں بلایا ہے۔ فرہاد کو بھی بلاؤ۔ تم دونوں ان کے دماغوں میں رہو گے۔ وہ میرے خلاف کچھ کرنا چاہیں گے تو فرہاد سمجھ لے گا کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہئے۔"

"میں جاری ہوں ہم غالی اور علی کے اندر رہیں گے۔"

علی نے مجھے ان کے بارے میں بتایا پھر میں نے علی کے پاس اور وہ غالی کے پاس آگئی۔ سونا نے ان کے قریب گاڑی روک دی وہ ان سے کہہ رہی تھی "سوئی مجھے بعد میں خیال آیا کہ حمزوں کو زندہ ہونے کے بعد چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ آؤ کار میں بیٹھ جاؤ۔"

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر آگئے۔ سونا کار کو واپس موڑ کر غالی کی سمت جانے لگی علی نے کہا "اگر تم واپس نہ آؤ تو ہم تم سے پہلے شریعتی جاتے۔"

"تو پھر سید کیوں آ رہے تھے؟"

"ہم قبر کی تاریکی میں رہتے ہیں، ہمیں یہاں بھی چاروں طرف کی تاریکی اچھی لگ رہی تھی لہذا ہم ٹھہر رہے تھے پھر ہماری روجوں کو طلب کرنے والا آقا ہم سے کہہ چکا تھا کہ گاڑی

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر آگئے۔ سونا کار کو واپس موڑ کر غالی کی سمت جانے لگی علی نے کہا "اگر تم واپس نہ آؤ تو ہم تم سے پہلے شریعتی جاتے۔"

"تو پھر سید کیوں آ رہے تھے؟"

"ہم قبر کی تاریکی میں رہتے ہیں، ہمیں یہاں بھی چاروں طرف کی تاریکی اچھی لگ رہی تھی لہذا ہم ٹھہر رہے تھے پھر ہماری روجوں کو طلب کرنے والا آقا ہم سے کہہ چکا تھا کہ گاڑی

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر آگئے۔ سونا کار کو واپس موڑ کر غالی کی سمت جانے لگی علی نے کہا "اگر تم واپس نہ آؤ تو ہم تم سے پہلے شریعتی جاتے۔"

"تو پھر سید کیوں آ رہے تھے؟"

"ہم قبر کی تاریکی میں رہتے ہیں، ہمیں یہاں بھی چاروں طرف کی تاریکی اچھی لگ رہی تھی لہذا ہم ٹھہر رہے تھے پھر ہماری روجوں کو طلب کرنے والا آقا ہم سے کہہ چکا تھا کہ گاڑی

بھر کم فوجی بوٹ اور ایک چٹون پہنی ہوئی تھی اس کا اوپر ہی بدن نکلا تھا۔ سینہ چٹان کی طرح پھیلا ہوا تھا، ناکوں کی پچھلیاں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ سر سے پاؤں تک اگلے توے کی طرح کالا تھا۔ سیاہ چہرے پر سفید دیدے یوں لگ رہے تھے جیسے تاریکی سے ٹھکان چھایا ہو۔ چہرے پر ایسی سفائی تھی جیسے وہ انسانی لبو پچا ہوا ہے، دیکھ کر سب نے سر جھکا لیا۔ صرف راجیلہ، غالی اور علی اسٹھانے کھڑے تھے۔

اس نے گرد آواز سے پکارا "سارائی!"

راجیلہ کی ماں سارائی ایک طرف سے آئی پھر اس کے سامنے سر جھکا کر بولی "لیس پاپا ڈوک! میں تیری کتیر ہوں۔"

شان پاپا ڈوک نے کہا "تم راجیلہ کتیر ساتھ شرمیں جاؤ۔ سونا ہوئی تو ڈوڈا میں گئی ہے اس کے چاروں طرف ایسا جال پھیلا دو کہ وہ ادھر کا رخ نہ کر سکے۔ میں نے اس کے یہاں آنے کا انداز دیکھا ہے وہ بہت چلاک ہے اس نے مجھے بھی دھوکا دیا ہے۔"

سارائی نے کہا "پاپا ڈوک سے گستاخی کرنے والے زندہ نہیں رہتے۔ تم نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا؟"

"اس عورت نے مجھے دوسری جگہ ابھار دیا ہے۔ یہاں میرے سامنے دو ایسے دشمن ہیں جنہیں میں دیکھ نہیں سکتا، وہ غالی اور علی کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔"

میں نے علی کے اندر سوچ کے ذریعے کہا "پاپا ڈوک!"

اُدھر وہ بولنے بولتے چپ ہو گیا میں نے کہا "تم ایک عام سے جادوگر ہو سکتے ہو مگر تمہارا اس شیطانی کارنامہ کی راز نیلی جیسی ہے تم نے کالے عمل کے ذریعے اپنے دماغ کو علی اور غالی کے دماغوں سے منک کیا ہے، ادھر میں سوچ کے ذریعے بول رہا ہوں اُدھر تم نہیں ہو۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولا "تم کون ہو؟ اس جوان جوڑے سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"میں غالی کا باپ ہوں۔"

"یہ جھوٹ ہے اس لڑکی کا باپ سلمان واسطی ہے۔"

"واہ، میری بیٹی کو پرانی بیٹی بنا رہے ہو۔ تمہارے اگلے سیدھے جادو نے تمہیں جو بھمایا تم کچھ گئے۔ یہ حقیقت راجیلہ اور اس کی ماں سارائی بھی جانتی ہے کہ سلمان سے راجیلہ کو ایک اولاد ہوئی تھی، جو پیدائش کے وقت ہی مر گئی۔ غالی میری اور سونیا کی بیٹی ہے۔"

راجیلہ نے کہا "نہیں یہ میری بیٹی ہے۔ سونا نے مجھے دھوکا دیا تھا، بے پروا دل دیا تھا۔ اپنا مردہ بچہ میرے پاس ڈال دیا تھا اور میری زندہ بیٹی اٹھا کر لے گئی تھی۔ میں اس کہنے کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

میں نے پاپا ڈوک سے پوچھا "ہم کتنے دن کے ذریعے بائیں

میں نے پاپا ڈوک سے پوچھا "ہم کتنے دن کے ذریعے بائیں

کے بعد تمہاری مدد کو اپنے پاس بلا لے گا گاڑی روکو۔"

سونا نے گاڑی روک دی۔ قریب ہی ایک قبرستان نظر آ رہا تھا۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر جانے لگے جبکہ وہ دروازہ چلے گئے تو میں نے سونا سے کہا "ان کی فکر نہ کرو، میں ان کے ساتھ رہوں گا۔ تم شرمیں جاؤ، ہم دیکھیں گے کہ دشمن ہمیں شرمیں دیتے ہیں یا دیرانے میں۔"

وہ ذرا بڑھ کر بولی آگے چلی گئی۔ میں علی کے پاس آیا، وہ دونوں تاریکی میں چلے ہوئے قبرستان کے علاقے میں داخل ہوئے۔ سامنے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا مگر وہ یوں چل رہے تھے جیسے ہر سوں کا جانا پچھتا رستہ ہو جبکہ ان دونوں نے وہاں ابھی چوہیں نکلتے بھی نہیں گزرا تھے وہ ساحر شان پاپا ڈوک اپنے کالے عمل سے انہیں لے جا رہا تھا۔

وہ دونوں قبرستان کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے ایک ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے دماغوں میں یہ بات آ رہی تھی کہ کسی طرح قدم اٹھا کر مدھ سے بچتے ہوئے کہاں قدم رکھنا ہے وہ اسی ہدایت کے مطابق ٹوٹی ہوئی قبر میں پاؤں ڈال کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کھڑے ہو گئے۔ چند سیکنڈ کے بعد کھڑے ہی کھڑے نیچے قبر کی طرف گر پڑے۔

اندر گہری تاریکی تھی۔ میں اور لپٹا علی کے دماغوں میں محسوس کر رہے تھے جیسے وہ کسی ناپید لفظ میں نیچے جا رہے ہوں، نیچے فاصلہ زیادہ نہیں تھا کہ وہ مکمل جگہ ہوئی تو چھٹان لگا کر بھی پچھتا جاسکتا تھا، وہ ہلک جھپکتے ہی پہنچ گئے۔

گہری تاریکی میں ایک موم جتی روشن تھی وہ دونوں اُدھر جانے لگے اس مختصر روشنی میں لکڑی کا مضبوط دروازہ دکھائی دے رہا تھا ان کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلا گیا۔ دوسری طرف وسیع میدان اور کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ وہاں ایک شخص کھلی کیلیوں پر لیٹا ہوا منتروں کا باپ کر رہا تھا، ایک عورت وہاں بھڑکتی ہوئی آگ پر دوڑتی ہوئی جاتی تھی پھر دوڑتی ہوئی واپس آتی تھی وہی موم منتروں میں جاری تھی، کوئی سر کے بل زمین پر لٹا کھڑا تھا، کوئی ایک ٹانگ پر سیدھا کھڑا تھا، کوئی اپنے جسم کو توڑ مروڑ کر اذیت میں مبتلا تھا۔ یہ تمام لوگ منتروں کا باپ کر رہے تھے کالے جادو کا علم سیکھ رہے تھے۔

ان میں راجیلہ بھی تھی۔ وہ غالی کو دیکھ کر دونوں بائیں پھیلا کر آگے بڑھتی ہوئی بولی "میری بیٹی! میری جان، تمک گئی ہوگی۔ میں یہاں سے دیکھ رہی تھی اس ذلیل سونا نے تمہیں دور تک پھیل چلایا تھا۔ دھوکا دے کر کار سے اتار دیا تھا۔ اسے آنے دو میں اسے جادو سے مدد کی بنا دوں گی۔"

اس نے غالی کو گلے لگا لیا۔ بیٹی خاموش تھی حمزہ تھی۔ ایک طرف دیدے پھیلائے دیکھ رہی تھی۔ جدھر دیکھ رہی تھی اُدھر ایک قد آور پہلوان جیسا شخص کھڑا ہوا تھا اس نے ہمارے

کر رہے ہیں پھر یہ باتیں راجیل نے کیسے سن لیں؟
وہ جھپٹے ہوئے بولا "میں اپنے تمام شاکر دلوں کے اندر لوکی
طرح دوڑتا ہوں۔ سوچ کے ذریعے ایک سے بولتا ہوں تو اسے
سب سنتے ہیں۔"

میں نے کہا "مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے کہ تم کتنے پاکمال
ہو۔ میں چاہتا ہوں تو تم لوگ اپنی غلط فہمی دور کرو اور میری بیٹی مجھے
واپس کر دو۔"

وہ بولا "جس کا داغ ایک بار میرے قابو میں آجائے وہ میرا
محکمہ اور تابعدار بن جاتا ہے پھر اسے مرنے کے بعد بھی نجات
نہیں ملتی۔ میں اس کی روح کو جب چاہتا ہوں اپنے پاس بلا لیتا
ہوں۔"

میں نے کہا "تم زبردست چالاک ہو" ثانی اور علی کو بھی
دوبھی ظاہر کر رہے تھے اگر میں خیال خوانی نہ جانتا اور ان کے
داغوں میں نہ آتا تو انہیں "زندہ مرنے" سمجھ کر دھوکا کھاتا۔
"اب زیادہ دیر یہاں نہ رہ سکو گے۔ میں ان دونوں کو پھر کوما
میں پھنچا دوں گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ یہ دونوں بے دست و پا نہ
رہیں تو ان کے اندر سے چلے جاؤ۔"

"میں اپنے بچوں کو چلنے پھرنے دیکھنا چاہتا ہوں اس لئے
جاریا ہوں۔"

میں نے ہلکی سے کہا "آؤ سونیا کے پاس چلیں۔"
ہم نے سونیا کے پاس آکر اسے ظلم کدے کے حالات
بتائے۔ اس نے پوچھا "اب کیا کرو گے؟"

"میں اور لیلیٰ دو افراد کو آؤ کارنیا کرواں لے جائیں گے۔
اس ظلم کدے کے کسی آدمی کو آؤ کار نہیں بنایا جاسکتا وہ
کبکنت پیپا ڈوک اپنے تمام جیلوں کے داغوں میں گھسا رہتا ہے"

سونیا نے کہا "تم بھی کسی کے داغ میں رہتے ہو تو کیا یہ
معلوم کر لیتے ہو کہ کوئی دوسرا اسی داغ میں گھسا ہوا ہے؟"
"نہیں! جب تک وہ دوسرا شخص نہ بولے اس کا پتا نہیں
چلتا۔"

"اسی طرح تم اور لیلیٰ خاموش رہتے تو پیپا ڈوک کو پتا نہ چلتا"
لیلیٰ نے کہا "ہم نے اپنی آواز نہیں سنائی تھی۔"

سونیا نے کہا "تم بھول رہی ہو۔ ثانی کا میں میرے پیچھے
بیٹھی انگوٹھی کی دوا مجھ میں اٹکت کرنا چاہتی تھی۔ تمہارے
اطلاع دیتے ہی میں نے کار کو اچانک بریک لگائے کیا اس طرح
پیپا ڈوک نے نہیں سمجھا ہو گا کہ مجھے خیال خوانی کے ذریعے
خفہ سے آگاہ کیا گیا اور خیال خوانی کرنے والے ثانی اور علی
کے اندر موجود ہیں؟"

ہم وہ واقعہ بھول گئے تھے۔ اب سمجھ میں آ گیا کہ پیپا ڈوک کو
ہماری موجودگی کا علم کیسے ہوا تھا۔ سونیا ہوٹل کے کمرے میں تھی۔

دوواڑے پر دستک بن کر اٹھ گئی۔ آگے بڑھ کر اسے کھولا۔
سانے سارا نی اور راجیل کھڑی ہوئی تھیں۔ سونیا بچکانہ کریم
انجان بن گئی اور سوچ کے ذریعے مجھ سے بولی "جیسے ہی میرا ہاتھ
راجیل کے بدن پر جائے تم اس کے داغ میں چلے جانا، وہ سانس
نہیں روک سکے گی۔"

راجیل نے اسے جیتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"مجھے بچانو" میں دہی ہوں جو تقریباً بیس برس پہلے سوئٹزر لینڈ میں
پلی تھی۔ اُن دنوں میں ماں بننے والی تھی۔ تم بھی ماں بن رہی
تھیں پھر ایک دن پتا چلا میری بیٹی پیدا ہوتے ہی مر گئی ہے۔ میں
بے ہوش تھی ورنہ تمہارا فراڈ بکھریں گی۔ تم اپنی مرہونگی میرے
پاس چھوڑ کر زندہ بچی اٹھا کر لے گئی تھیں۔"

سونیا نے کہا "اندر آؤ" میں نے بچکانہ لیا ہے میں یہاں اپنی
بیٹی اور ہونے والے دادا کو لینے آئی ہوں تم سے امید کرتی ہوں
کہ جھگڑا نہیں کرو گی، انصاف کرو گی۔ میری اور ثانی کی صورتیں
دیکھ لو، ہم ماں بنی ہیں ایک ذرا فرق نظر نہیں آئے گا۔ قدرت
نے یہ ثبوت فراہم کیا ہے۔ کیا تم قدرت کو بھول کر جادوئی علم کی
بات مانو گی؟"

راجیل کی ماں نے کہا "ہاں جادو بہت بڑی طاقت ہے۔ یہ
قدرت میں بھی لپچل پیدا کر دیتا ہے۔ قدرت موسموں کو بدل دیتا
ہے۔ تم نے دیکھا ہے کہ پیپا ڈوک جادو سے طوفان لایا اور
طیارے کو اس ملک میں پھنچا دیا۔"

سونیا نے پوچھا "کیا پیپا ڈوک میری بیٹی کی صورت بدل کر
اسے تمہاری بیٹی کا مصلح بنا سکتا ہے؟"

"اسے مصلح بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پیپا ڈوک کا
جادو سچا ہے اس کے جادو نے بتایا ہے کہ ثانی جیل کی بیٹی اور
میری نواسی ہے۔"

سونیا نے راجیل کی طرف ہاتھ بڑھا کر محبت سے کہا "آؤ
بیٹھو۔"

پھر اس نے راجیل کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہی انگوٹھی کی دوا
اٹکت کر دی۔ میں نے فوراً ہی اس کے داغ میں پیچ کر اسے
سنبھال لیا "اسے کمزوری ظاہر کرنے کا موقع نہیں دیا۔ سونیا نے
سارانی کو باتوں میں لگایا۔ میں راجیل کو صوفے پر بیٹھا کر اس کے
چوہ خیالات پڑھنے لگا۔

اس کی سوچ نے کہا "پیپا ڈوک یہاں سونیا کی آمد کے متعلق
کچھ نہیں جانتا تھا۔ شرالون عبدالمالک سے انکیلے من کے
چیف نے خفیہ طور پر اطلاع دی تھی کہ سونیا کو بلی کا کپڑے
ذریعے غلطی سے چندہ میل دور ایک بستی کے قریب اتار جائے
گا۔"

اسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ شان پیپا نے جادو سے نہیں

چالاک سے سونیا کے آنے کا وقت معلوم کیا تھا پھر ثانی اور علی کو
محرزہ کر کے ایک کار میں آدھر سے گزرنے کو کہا تاکہ ان کے
زریعہ وہ سونیا کی باتیں سن کر اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ جان
سکے۔

وہ بڑی نگاری سے چالیں چلتا تھا۔ اس نے مجھ سے بھی فراڈ
کیا تھا اور میں اس کے چکر میں آ گیا تھا۔ اس ظلم کدے میں
جب سوچ کے ذریعے گفتگو ہو رہی تھی تو راجیل زبان سے بول
پڑی تھی۔ میں نے پیپا ڈوک سے پوچھا تھا۔ ہماری سوچ کی گفتگو
راجیل نے کیسے سن لی؟ اس نے فخر سے ہنستے ہوئے کہا تھا کہ وہ
بیک وقت اپنے تمام جیلوں کے داغوں میں موجود رہتا ہے، اس
وقت راجیل اور دوسرے تمام چلے ہماری خیال خوانی کو سن رہے
ہیں۔

اب راجیل کے چوہ خیال نے بتایا کہ انکی کوئی بات نہیں
ہے۔ پیپا ڈوک نے مجھ سے بات کرتے وقت چپکے سے راجیل کے
داغ میں جا کر بتایا تھا کہ میں ثانی کا پاپ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہوں
تبدار راجیل زبان سے بول پڑی تھی۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ پیپا ڈوک اپنے تمام جیلوں کے
داغوں میں بیک وقت نہیں رہتا ہے ورنہ ہی وہ ہمیں دوبارہ ثانی
اور علی کے داغوں میں محسوس کر سکتا ہے۔ اب ہمارے لئے کچھ
آسانیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ پھر ہم ظلم کدے میں جا سکتے تھے۔

میں نے راجیل کے داغ کو اور کریدنا شروع کیا۔ پتا چلا
راجیل ایک موذی مرض میں مبتلا ہے وہ اکثر ناقابل برداشت
تکلیف میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کی ماں سارانی اسے لے کر
شان پیپا ڈوک کی رہائش گاہ میں جاتی ہے۔ پیپا ڈوک اس پر کچھ
عمل کرتا ہے جس کے نتیجے میں اسے آرام آ جاتا ہے۔

میں نے پیپا ڈوک کی رہائش گاہ کے متعلق معلوم کیا۔ اس
کی سوچ وہاں کا پتا اور ٹیلیفون نمبر بتانے لگی۔ اس کی رہائش گاہ
کے اطراف درختوں مسلح گاڑوں کا پیرا رہتا تھا اور اندر حسین
غوثوں کا میل لگا رہتا تھا۔ کوئی غیر ضروری آدمی رہائش گاہ کے
اعلاے میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ یوں بھی شر کے لوگ اس کے
ہم سے سمجھتا تھے۔ اس کی رہائش گاہ کے قریب سے
گزرنے کی کوئی ہمت نہیں کرتا تھا۔

میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

اُدھر سارانی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کو ساری ہو تو
میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری
مستعمل کرتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے بہت ہی
حیثی مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو
شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں ہوتی بلکہ
لے لے لے لے۔ ان غوثوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں
ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آ جاتی ہے۔

یہاں سے زندہ نہ جائیں۔ شیطان کے سامنے تمہاری کلی دی جاتی۔
اپنی خیریت چاہتی ہو تو چپ چاپ واپس چلی جاؤ۔"

"پیپا ڈوک سے پوچھو کہ میرے سامنے کیوں نہیں آتا ہے؟
مجھے یہاں سے جانے کو کیوں کر رہا ہے؟"

"وہ تمہاری جیسی چھوٹی عورتوں کے منہ نہیں لگتا۔"
سونیا نے مسکرا کر کہا "اپنے دودھ کے دیوانے سے پوچھو تو وہ
بتائے گا پیپا ڈوک کا وقت پورا ہو رہا ہے۔"

"نکواس مت کرو" وہ بھی نہیں مرے گا۔ جب اس کا جسم
بوڑھا ہو جائے گا تو وہ پرانا جسم چھوڑ کر کسی جوان جسم میں چلا
جائے گا۔"

"اس کا پاپ بھی کبھی یہ عمل نہیں کر سکے گا۔ موت ہر حق
ہے۔ اس دنیا کے ہر جاندار اور ہر شے کو فنا ہونا ہے۔ باقی رہنے
والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔"

وہ غصے سے سونیا کو گھورتی ہوئی مترنم بولنے لگی۔ سونیا اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلام پاک کی ایک آیت پڑھنے لگی۔
چند لمحوں کے بعد ہی سارانی کو چپ لگ گئی۔ وہ مترنم بولنے لگی۔

اس نے پھر سے مترنم شروع کیا پھر بھول گئی وہ اپنے پرس
میں ایک صوف لے کر آئی تھی۔ پورا مترنم پڑھنے کے بعد اس
صوف کو سونیا پر چھڑکتی تو وہ آگ کے شعلوں میں پھرنے لگی لیکن
مترنم پڑھتا رہا اور اس کے پھر صوف کام نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے دو چار بار کوشش کی پھر سمجھ گئی کہ سونیا سے ساریں
ملا کر نہیں پڑھ سکے گی۔ اس لئے دوسری طرف گھوم کر پڑھنے لگی۔
اچھی طرح یاد کرتے ہوئے پورا مترنم پڑھنے کے بعد اس نے

پرس میں ہاتھ ڈالا تو پتا چلا صوف کی پڑیا نہیں ہے پرس کو پوری
طرح کھول کر دھو بیٹھنے لگی۔ اسے یاد تھا کہ اس نے پہلے وقت وہ
پڑیا پرس میں رکھی تھی مگر اب نظر نہیں آ رہی تھی۔

اس نے جھنجھلا کر پرس کو پھینک دیا۔ غرا کر سونیا کو دیکھا پھر
اس پر حملہ کرنے کے لئے دونوں ہاتھ بڑھاتی ہوئی آئی۔ اس کی
تمام اگلیوں کے ناخن لائے اور ٹپکے تھے۔ ان ناخنوں سے وہ

بوٹیاں نوچ کھتی تھی۔ سونیا نے اس کی اگلیوں میں اگلیاں ڈال
کر کہا "سارانی! آؤ آئندہ ان ہاتھوں سے جادوئی عمل کرنے کے
قابل نہیں رہے گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک جھٹکا دیا۔ سارانی چیخنے لگی۔ اس کی
اگلیوں کی پڑیاں نوٹ آئی تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ لٹکائے اُدھر اُدھر
دوڑ رہی تھی۔ پیپا ڈوک کو پکار رہی تھی پھر اس نے راجیل کے

سامنے رک کر تکلیف سے کرا رہے ہوئے پوچھا "جیل! آؤ کیسی بیٹی
ہے۔ یہ عورت تمہاری ماں کو نقصان پہنچا رہی ہے اور تو خاموش
بیٹھی ہے۔"

وہ بہتور خاموش تھی۔ کیونکہ میں اس کے اندر موجود قہد
اسی وقت ہلنے لگے آکر مجھ سے کہا "آپ میرے پاس آئیں۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بولی "ابھی میں غائبی اور علی کے پاس گئی تھی۔ وہ دونوں ظلمت کے میں تھے۔ پاپا ڈوک کو ان کے دماغوں میں میری موجودگی کا ظلم نہیں ہوا۔ وہ شیطان کے جتنے کے سامنے سانس روک کر پائی مارے بیٹھا کوئی عمل کر رہا ہے۔"

میں راحیلہ کے دماغ سے نکل کر لپک کے پاس گیا تھا۔ اس نے راحیلہ اب چونک کر اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی اور پوچھ رہی تھی "اما! کیا ہو؟ تم کیوں کراہ رہی ہو؟"

سونیا نے کہا "میں نے اسے کالا عمل کرنے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں توڑ دی ہیں۔ میں جنہیں بھی نقصان پہنچا سکتی ہوں مگر تم ایک عظیم بزرگ کی صاحبزادی ہو۔ میری کوشش یہی ہوگی کہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانے بغیر شیطان ماحول سے نکال کر لے جاؤں۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ اپنی ماں اور اپنی بیٹی کے ساتھ میں رہوں گی۔"

"میں جہاں چاہوں گی تم وہاں رہو گی۔ تمہارا پاپا ڈوک میرا راستہ نہیں روک سکے گا۔ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔ تمہاری ماں اسے پکار رہی ہے، تم بھی پکار کر آنا۔"

"تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟" میں کڑور ہو گئی ہوں۔ جہاں سے اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے۔ کیا تم بھی جادو جانتی ہو؟ "میں جادو پر لکنت سمجھتی ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ جو ہر با

ہے وہ خدا کی مرضی سے ہوا ہے۔" اس کی بات ختم ہوئی یہ زلزلہ سا محسوس ہوا۔ یہ زلزلہ چند سیکنڈ تک رہا۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ کمرے کی چیزیں الٹ پلٹ گئیں۔ سارائی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "یہ زلزلہ تمہارے خدا کی مرضی سے نہیں ہمارے پاپا ڈوک کی جادوئی قوت سے آ رہا ہے۔"

میں نے کہا "سونیا باہر آ جاؤ، کھلی جگہ رہو۔ پاپا ڈوک شیطان کے جتنے کے سامنے سانس روک کے کوئی عمل کر رہا ہے؟" سونیا نے اٹھ کر راحیلہ کو سارا دے کر اٹھایا "وہ اٹھتے ہوئے بولی "مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

وہ اسے جبراً اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے بولی "اتھن نہ ہو، اگر یہ زلزلہ پاپا ڈوک کے شیطانی عمل سے آیا ہے تو اس نے یہ نہیں سوچا کہ میرے ساتھ تم بھی مرادو گی۔ اسے تمہیں سے کسی کی پروا نہیں ہے۔ وہ مجھے کسی طرح مار کر اپنی موت کو ٹالنا چاہتا ہے۔"

ہوئی میں زلزلے کے باعث بھگدڑ مچ گئی تھی۔ سب لوگ جان بچانے کے لئے بھاگتے ہوئے باہر پلے گئے تھے۔ سونیا نے باہر آ کر دیکھا۔ شرمیلہ حد نظر تک کہیں بھی زلزلے کی تباہی کے آثار نہیں تھے۔ ہر طرف حسب معمول رونق تھی۔ صرف

ہوئی کسی حد تک تباہ ہو گیا تھا۔ ہوئی کا مالک اور منیر سارا کے سامنے کھٹے ٹیک کر کمرہ رہے تھے "اما سارائی! تمہیں ہوئی میں دیکھ کر ہم سمجھ گئے تھے کہ ہماری شامت آگئی ہے ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو معاف کر دو۔ ہم پاپا ڈوک کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔"

سارائی نے ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے سونیا کی طرف اشارہ کر کے کہا "اس چرل نے میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں توڑ دی ہیں۔ اسے مارو۔ اسے شرمیلہ کہیں پناہ نہ لینے دو۔ جو لوگ اسے شر سے باہر نکال دیں گے پاپا ڈوک ان پر مہربان ہو جائے گا۔ انہیں کالا مال کر دے گا۔"

اما سارائی اس علاقے میں پاپا ڈوک کی دست راست بن چکی تھی۔ اس کے ہر حکم پر عمل کرنا لازمی ہوتا تھا۔ یہ حکم بھی ہوئی کے مالک نے رپو اور نکال کر سونیا کو نکالنے پر رکھا ہوئے کہا "تم ابھی ہمارے سامنے دوڑتی ہوئی شر سے باہر مارتی ہو تم سب تمہارے پیچھے دوڑتے رہیں گے۔ تم جہاں روکو گی وہیں تمہیں کوئی مار دیں گے۔"

یہ کہتے ہی وہ خود دوڑتا ہوا آگے گیا۔ پھر پلٹ کر اپنے ملازموں سے بولا "میرے پیچھے آؤ، ہم شر سے باہر جائیں گے۔" دوڑو۔

وہ دوڑتے ہوئے جانے لگا۔ اس کے ملازم بھی پیچھے دوڑنے لگے۔ سارائی نے پیچ کر کہا "مگدھے کے بچے! اس چرل کو کھڑ سے نکالنے کی دھمکی دے کر خود کیوں جا رہے ہو۔ واپس آؤ۔ اسے پکڑ کر لے جاؤ۔"

وہ واپس نہیں آئے۔ میں انہیں دوڑتا ہوا لے گیا۔ وہاں جو لوگ تماشا دیکھ رہے تھے ان سے سونیا نے کہا "لوگو! آج تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ سارائی اور پاپا ڈوک کا جادو اٹھ ہو جایا کرے گا۔ یہ ہوئی والے مجھے شر سے نکالنا چاہتے تھے دیکھ لو وہ خود نکل رہے ہیں۔"

سارائی نے پیچ کر کہا "اس کی باتوں میں نہ آؤ، ہمارا جادو کبھی الٹا نہیں ہوگا۔ میں حکم دیتی ہوں اسے کوئی مارو۔ ایک شخص نے جب سے رپو اور نکال کر کہا "اما سارائی! حکم سر آ نکھوں پر۔ میں اسے گولی مارا ہوں۔"

پلٹنے کے اس کے دماغ پر قبضہ بنایا۔ اس نے غائبی ٹھانیں کی آواز کے ساتھ دو گولیاں چلائیں۔ سارائی جنہیں پاپا ڈوک اپنی چرل پر زہن پر گر پڑی۔ دو گولیاں اس کی دو آنکھوں میں گئیں۔ سونیا نے کہا "تم پہلے ہاتھوں سے مجھے نہیں مار سکتے تھے۔ اب تمہیں کھول دیا۔" سونیا نے کہا "لوگو! اب عقل سے کام لو۔ انہیں کھول دیا۔" سونیا نے کہا "لوگو! اب عقل سے کام لو۔ انہیں کھول دیا۔" سونیا نے کہا "لوگو! اب عقل سے کام لو۔ انہیں کھول دیا۔"

یہ بیٹ میں اتر جائے گی۔" اس بار راحیلہ نے آگے بڑھ کر کہا "اس کی باتوں میں نہ آؤ۔ میں تمہارے سامنے مترجم ہوں۔ تمہاری کوئی ٹھیک اس عورت کو لگے گی۔"

وہ بلند آواز سے مترجم بننے لگی۔ اس شخص نے سونیا کا نشانہ لیا۔ پھر اگلے ہی لمحے رپو اور نکال کر اپنے بیٹ میں گولی مار لی۔ سونیا کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ تیسری گولی اس شخص کے پیٹ میں گئی۔ لوگ سہم کر پیچھے ہٹنے لگے۔ راحیلہ پکار رہی تھی "پاپا ڈوک! ہماری مدد کرو۔ ہم یہاں خوار ہو رہے ہیں۔ ہماری عزت رکھ لو۔"

سونیا اس کا بازو پکڑ کر ایک طرف جاتے ہوئے بولی "آج خدا کے سوا کوئی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہ ثابت کرنے کے لئے خود تمہیں پاپا ڈوک کے پاس لے جاتی ہوں۔ چلو۔"

وہ اسے پیچھتی ہوئی ایک کار کے پاس لائی کار والا بھاگ کر دور چلا گیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو رہا تھا کہ سونیا بھی زبردست ہے۔ اس نے راحیلہ کو اگلی سیٹ پر بٹھایا پھر گھوم کر ڈرائیو تک سیٹ کی طرف آئے گی راحیلہ نے سوچا کہ اسے نکل بھاگے۔ وہ اپنی ماں کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی لیکن پلٹنے کے اس کے دماغ میں یہ کراسے اپنی جگہ سے اٹھنے نہیں دیا۔

سونیا کار ڈرائیو کرتی ہوئی پاپا ڈوک کی ہائٹس گاہ کی طرف جانے لگی۔ ایسے ہی وقت سلطان اور سلمان بھی آگئے۔ پلٹنے کے وہاں کی تمام دروازے انہیں سنائی۔ سلمان نے کہا "تم راحیلہ کے پاس رہو، ہم غائبی اور علی کے پاس جا رہے ہیں۔"

وہ دونوں غائبی اور علی کے پاس آئے۔ اس سے پہلے سلمان نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے کہا "علی کے پاس نہ کرو، مجھو! تمہیں پاپا ڈوک نظر آئے گا۔ میں اس کے کالے عمل میں مداخلت کرنے جا رہا ہوں۔"

سلطان پاپا ڈوک شیطان کے جتنے کے سامنے بیٹھا مترجم رہا تھا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے سانس روک لی جتنر ادھر رہا گیا۔ اس نے پلٹ کر غائبی اور علی کو دیکھا پھر جتنے کی طرف متڑ کر کے بڑھنے لگا۔ میں پھر اس کے دماغ میں آیا تو وہ کہنے لگا "کس کی شامت آئی ہے؟"

میں نے قہقہہ لگایا اس نے سانس روک لی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر غائبی اور علی کو دیکھتے ہوئے بولا "میں ان دونوں کو بھلا کر جسم کدوں گا۔ اگر ان کی سلاستی چاہتے ہو تو پہلے باؤ اب میرے دماغ میں نہ آتا۔"

وہ پیچھنے کرنے اور دھمکیاں دینے کے بعد پھر شیطان کی طرف متڑ کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے سلمان سے کہا "یہ جب بھی پڑھا مشورہ کرے گا تم اس کے دماغ میں جاتے رہو۔ میں علی کے پاس رہوں گا۔"

وہ بڑھنے لگا پھر اچانک رک گیا۔ سلمان اس کے اندر گیا تھا۔ وہ پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا شیطان کے قدموں میں رکھی ہوئی کھوار اٹھا کر بولا "میں تمہاری چالاکی سمجھ رہا ہوں۔ تم چاہتے ہو میں مترجم پڑھوں، اس کے بغیر میں جادو نہیں کر سکتا۔ لوگوں کا گم کرنے یہ نہیں سوچا کہ میرے ہاتھ پائیں سلامت ہیں۔ میں اس کھوار سے ان دونوں کی گردنیں اڑا سکتا ہوں۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی علی نے فضا میں چلا ٹنگ لگائی اور اس کے سینے پر لات ماری۔ وہ لٹکڑا کر پیچھے جا کر شیطان کے جتنے سے ٹکرا گیا۔ علی نے بڑھتے ہوئے شعلوں میں سے ایک جلتی ہوئی لٹکڑی نکال کر کہا "آج تو پہلی بار مترجم نہیں پڑھ سکے گا اور جسمانی قوت سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ تیرے اندر شیطان کی قوت ہے تو میرے اندر باپ کی طاقت ہے۔ تو میرے نہیں میرے باپ کے مقابل ہے۔"

علی نے جلتی ہوئی لٹکڑی اس کے منہ پر ماری۔ پاپا ڈوک نے اسے کھوار سے روکا "لٹکڑی دو ٹکڑے ہو گئی۔ علی اچھل کر پھر آگ کے پاس آیا اس بار اس نے دو جلتی ہوئی لٹکڑیاں اٹھائیں پہلے ایک کو پیٹکا جیسے ہی وہ کھوار سے دوٹکے گا اس نے دوسری لٹکڑی منہ پر پیٹکا وہ آگ سے پیچھے ہٹ کر لٹکڑا کر کرنے لگا اسی وقت علی نے اس کے ہاتھ پر ایک جتنی جتنی ٹک ماری، کھوار ہاتھ سے چھوٹ کر اوپر گئی پھر پھرنے آنے سے پہلے علی نے اچھل کر اسے کچل کر لیا۔

کھوار ہاتھ سے نکلتے ہی وہ اٹھ کر بھاگنے لگا۔ یہ بعد میں پتا چلا کہ وہ بزدل نہیں تھا بڑا جیدار تھا۔ دو دو پھلوانوں کا بازوؤں میں دو بوج کر مار ڈالتا تھا مقابلے کے دوران کسی ہتھیار کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اس وقت بھی وہ کھوار سے ڈر کر نہیں بلکہ کالے علم کی ہدایت کے مطابق بھاگ رہا تھا۔

اس کے علم نے اسے بتایا تھا کہ آج کی رات بہت بھاری ہے۔ آج رات جو عورت تمام شرمیلہ داخل ہوگی وہ اس پر تباہی لائے گی۔ اگر وہ عورت کا سامنا نہ کرے تو نقصان جائے گی لیکن تباہی لازمی ہوگی۔ وہ تباہی کے لئے تیار تھا مرنے کے لئے تیار نہیں تھا اس لئے بھاگتا ہوا شیطان کے جتنے کے پیچھے چلا گیا۔

علی کھوار ہاتھ میں بلند کے جتنے کے پیچھے آیا تو وہ کھائی نہیں دیا۔ بظاہر یوں لگ رہا تھا جیسے جادو سے غائب ہو گیا ہو لیکن اس کے جادو میں وہ دم نہیں تھا جس سے ہیبت طاری ہو جاتی ہے پھر سلمان اسے مترجم کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اگر وہ غائب ہونے کا کوئی جادو جانتا تب بھی اسے غائب ہونے کے لئے مترجم بننے کی سہولت نہ ملتی۔

سلمان نے علی کے پاس آکر کہا "ابھی میں اس کے اندر گیا تھا اس کے سانس روکنے تک چلا کہ وہ شیطان کے جتنے کے اندر ہے۔"

میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "مسلمان اپنی وطن کو یہاں سے لے جا رہا ہے۔ کیا میں پوچھوں کہاں جا رہا ہے؟"

لیلیٰ مڑہ چمپکار کر مڑنا نہ سکرانے لگی۔ میں نے کہا "ہائے ادا جان لے رہی ہے جی جانتا ہے دماغی طور پر حاضر ہو جاؤں۔"

"جی نہیں" اچھی! ہمیں فرض ادا کرنا ہے۔" ثانی لیلیٰ اور سسر کو ہماری ضرورت ہے۔"

چونکہ کر راحیلہ کو دیکھا، وہ ہنسنے لگی تھی۔
 ہم نے ہوشی کی حالت میں اس کے لب بلی رہے تھے اور اس کے
 منہ سے کسی دوسری عورت کی بوڑھی سی لڑائی ہوئی آواز آ رہی
 تھی۔ وہ کہہ رہی تھی ”مائی! تم نہیں ملو گی میں جیلہ کی ثانی اور
 سارائی کی ماں ہوں۔ میری نواسی جیلہ نے سلمان سے دور ہو کر
 بھی کسی اور سے شادی نہیں کی“ اس نے ہمارے باپ کے
 انتظار میں اپنی جوانی گزار دی۔ یہ سو بڑے بوجھ میں تھے۔
 ہمارے باپ نے دوسری شادی کر لی۔ تم اپنی ماں کی سوکن سے
 نہیں ملتی۔ میں نے نہیں دلی کی اور جیلہ کی سوکن کو سوکن سے
 جینے نہیں دلی۔“

سونیا نے کہا ”غیبت مڑھو! اتنے بابا فرید واسطی مرحوم کو
 نقصان پہنچانا چاہا۔ سارائی کو ان کی زوجیت میں نہیں رہنے دیا۔
 پہلے سارائی کو بلایا پھر راحیلہ کو حذر دہ کر کے اسے شیطانی چکر میں
 پھنسا دیا۔ ثانی کے پیچھے بگنی ہے۔ کیا مجھے اپنے گرد گھٹاں پایا
 ڈوک کا انجام معلوم نہیں ہے وہ ہم سے خود چھپا کر بھاگ گیا ہے۔
 ہم نے ثانی اور علی کو اس کے حشر سے آزاد کرالیا ہے۔“
 ”ہاں! نہیں اس نے آزاد کرالیا کہ ان دونوں کو جادو کے
 ذریعے شیطان کے پتے سے منسوب کر دیا تھا وہ پتلا ٹھٹھنے کے
 باعث ان پر سے حشر ختم ہو گیا لیکن تم لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہے
 کہ جیلہ کو جادو کے ذریعے کس پتے سے منسوب کیا گیا ہے اور وہ
 شیطان کا پتلا ہم نے کہاں رکھا ہے۔ جب تک وہ پتلا سلامت
 رہے گا جیلہ پر سے حشر ختم نہیں ہوگا۔ تم لاکھ کو شش کرو لیلہ
 ہماری ہی رہے گی اور بہت جلد اپنی سوکن کو موت کے گھاٹ
 اتارے گی۔“

راحیلہ کے ہونٹ ساکت ہو گئے اب اس بوڑھی چیل کی
 آواز نہیں آ رہی تھی۔ ہمارے لئے یہ پریشانی بڑھ گئی تھی کہ ثانی
 اور علی کی طرح راحیلہ بھی کسی شیطانی جتن سے جادوئی طور پر
 منسلک کر دی گئی ہے۔ جب تک وہ جتن نہیں ٹوٹے گا ہم اسے
 پایا ڈوک کے طلسم سے نجات نہیں دلا سکیں گے۔
 تھوڑی دیر بعد راحیلہ نے آنکھیں کھول دیں یونہی کو دیکھ کر
 بولی ”تم کیوں ہمارے پیچھے پڑی ہو۔ میری زندگی کے وقت بھی تم
 نے مجھے دھوکا دیا اور میری زندہ جیٹی مجھ سے چھین کر لے گئیں۔
 کیا تم انصاف کرتی ہو؟ کیا یہ انصاف ہے کہ تم نے جیٹی جین لی
 اور ایک سوکن نے شوہر کو چھین لیا۔ کیا تمہیں میری مظلومیت
 کا احساس ہے؟“

”مجھے احساس ہے اس لئے تمہیں شیطان کے اس دوزخ
 سے نکال کر لے جا رہی ہوں۔ ہماری بن کر ہمارے ساتھ ہو گی تو
 یہ جیٹی تمہاری ہو گی اور شوہر بھی تمہارا ہی رہے گا۔“
 ”جھوٹے دلا سے نہ دو۔ وہ پرایا ہو چکا ہے اب میرا نہیں
 ہو سکے گا۔“

”راحیلہ! تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ہم سب تم سے کتنی
 محبت کرتے ہیں۔ سلمان تمہیں بابا صاحب کی طرف سے عطا کی
 ہو اسب سے بڑا انعام سمجھتا ہے۔ تمہاری محبت اس کے لئے
 بہت بڑا اعزاز ہے وہ تمہیں دل کی گھرائیوں سے چاہتا ہے۔“
 ”چاہتا ہے تو اسے کوئی دلی دلسن کو ٹھکرا کر میرے پاس
 آئے۔“
 ”تم دونوں سلمان کی دو آنکھیں ہو“ وہ ہاتھ ہو۔ وہ کبھی
 ایک آنکھ کو چھوڑ نہیں سکتا، کسی ایک ہاتھ کو توڑ نہیں سکتا۔
 ”صاف بات یہ ہے کہ میں کسی سوکن کو برداشت نہیں
 کروں گی۔“

”صاف بات یہ ہے کہ پایا ڈوک کا جادو تمہارے سر پر
 بول رہا ہے۔ مجھے تاؤ شیطان کا وہ چلا کہاں ہے جس کے سامنے
 تم حذر ہو جاتی ہو؟“
 ”میں کسی خاص پتے کے متعلق کچھ نہیں جانتی ہوں۔“
 میں نے اس کے خیالات پر سے دھرت کہ رہی تھی۔
 جادو کے ذریعے جس پتے سے منسوب کی گئی تھی اس کے متعلق
 کچھ نہیں جانتی تھی۔ میں اس کی مائی یعنی سارائی کی ماں کے
 داغ میں آیا۔ پہلے وہ سانس روک لیا کرتی تھی مگر اب وہ تو
 برس کی بڑھاپی تھی کمزور ہو گئی تھی میری آمد پر خاموش رہا۔
 میں نے اس کے خیالات پر سے پتلا بڑھایا اور بیماری کے
 باعث وہ ہنسنے لگے کہ قابل نہیں ہے۔ داغ کمزور ہو گیا ہے۔
 اب اسے متز بھی یاد نہیں رہتے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے اپنی نواسی
 راحیلہ کی زبان سے نہیں بول رہی تھی۔ نہ وہ ٹپکی بیٹھی جاتی تھی
 یہ خیالات پر سے کچھ میں گھبرا گیا کہ شان پایا ڈوک اس کی آواز
 اور کچھ میں راحیلہ کی زبان سے بول رہا تھا۔

میں نے سونیا سے کہا ”پایا ڈوک نے تمہارے سامنے کٹا
 چاہتا ہے نہ اپنی آواز سنانا چاہتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے راحیلہ
 کی مائی کی آواز بنا کر تم سے باتیں کر رہا تھا۔“
 وہ بولی ”ہم نے طلسم کدے کو پتا دے کر پایا ڈوک کو نظر
 انداز کر دیا۔ ہم مطمئن ہو گئے تھے کہ ثانی اور راحیلہ کو حاصل کر
 لیا ہے مگر اب راحیلہ کو اس کے طلسم سے آزاد کرانے کے لئے
 اسے تلاش کرنا ہوگا۔ جلد سے جلد معلوم کرنا ہوگا کہ راحیلہ
 جس شیطانی پتے سے منسوب کیا گیا ہے وہ کہاں ہے؟“

وہاں کے اعلیٰ افسران پہلی کاہنہ کے ذریعے آ گئے۔ انہوں
 نے سونیا اور ثانی سے ملاقات کی۔ نہ خانے میں جا کر طلسم کدے کو
 دیکھا۔ ان میں ایٹمی جس کا چیف بھی تھا۔ سونیا نے کہا ”چیف! یہ
 قانون کے محافظ نہیں ہو پایا ڈوک کے دلال ہو۔“
 ”میزم! آپ میری انسٹ کر رہی ہیں۔“
 ”تمہاری انسٹ ضروری ہے۔ یہ ویدی آ کر۔“

دوسرے افسر نے پوچھا ”میزم! کیا بات ہے؟“
 ”اس نے خفیہ طور سے پایا ڈوک کو اطلاع دی تھی کہ میں
 فلاں پہلی کاہنہ سے فلاں وقت فلاں جگہ پہنچائی جا رہی ہوں۔“
 میں اس بے ایمان چیف کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ وہ سونیا کے
 ہاتھ کردہ الزام سے انکار کر رہا تھا۔ میں نے اقرار کر لیا اس نے
 کہا ”ہاں میں پایا ڈوک کا خاص آدمی ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ
 آج رات جو عورت الون عبد الماک شہر سے نکلے گی وہ
 اس کے لئے تباہی لانے کی لہذا آج بھی وہ آئے میں اس کے
 بارے میں اسے اطلاع دوں اور میں نے اطلاع دے دی۔“
 سونیا نے پوچھا ”کیا وہ ٹپکی بیٹھی کے ذریعے تم سے باتیں
 کر رہا تھا؟“

”ہاں وہ میرے دماغ میں آ رہا ہے۔“
 ”اس نے میاں سے فرار ہونے کے وقت تم سے رابطہ کیا؟“
 ”نہیں۔۔۔ نہیں“ وہ انکار کرنا چاہتا تھا۔ میرے اقرار کرانے
 پر بولا ”ہاں! اس نے ہائی وے پر ایک پہلی کاہنہ بھیجے تاکہ وہ
 میں اس کے حکم کی تعمیل کی ہے۔“
 ”وہ پہلی کاہنہ کہاں تک کے لئے چارٹرڈ کیا گیا ہے؟“
 ”مراکش کے شہر بلانک۔“
 ”کیا وہاں کوئی طلسم کدہ ہے؟“
 ”میں اپنے ملک سے باہر کی کوئی بات نہیں جانتا ہوں۔ پایا
 ڈوک مجھے صرف اس ملک کے لئے استعمال کر رہا تھا۔“
 ”چیف! تم نے اسے میری آمد کی اطلاع دے کر گویا میری
 موت کا سامان کیا تھا؟“ جسے موت کی سزا ملے گی۔
 وہ ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑانے لگا ”اپنے چھوٹے بچوں کا واسطہ
 دینے لگا۔ سونیا نے کہا ”ویدی! تارو! ملازمت چھوڑ دو“ میں
 نہیں صاف کرتی ہوں۔“

ہائیکس گاہ کے پیچھے ایک وسیع میدان میں پہلی کاہنہ تھا۔
 ثانی علی سونیا اور راحیلہ اس میں سوار ہو گئے۔ راحیلہ جانا نہیں
 چاہتی تھی اسے جبراً لے جایا جا رہا تھا۔ وہ اسے پایا ڈوک کے حشر
 سے نجات دلانے کے لئے مراکش کے شہر بلانک کی طرف سفر
 کر رہے تھے۔ میں نے سفر کے آغاز میں راحیلہ کو نیند کی خوش
 ملی پکڑ دیا تاکہ پایا ڈوک اس کے اندر آخر فطرت کو اپنی طرف
 پھرتا ہو نہ دیکھ پائے۔

انسان ذہانت سے پہلے خود کو بچاتا ہے پھر خدا کو بچاتا ہے۔
 خود کو بھول ہوئی تھی اس لئے خدا بھی یاد نہیں تھا۔ وہ
 اپنے آپ کو مسلمان نہیں روز میری مائی بیٹائی سمجھتی رہی تھی
 بلا ہو ساقی! ملک میں کاجس نے دماغی آپشن کے ذریعے اسے
 نشان دیا تھا مائی ذہانت نے اسے اپنی اور خدا کی پہچان کرانی
 کی۔

میں لے گئے وہاں جو جو نے اس پر عمل کر کے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا پھر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔
تھوڑی دیر بعد دستک سنائی دی۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا سامنے پارس کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں وہ لچکیں جھپکے بغیر اسے دیکھتی رہ گئی۔
اس نے پوچھا ”کیا اندر آ جاؤں؟“

وہ کچھ نہ بولی۔۔۔ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی وہ قدم بڑھا کر اندر آیا تو وہ اور ایک قدم پیچھے ہو گئی مگر نگاہیں اسی پر جمی رہیں۔ اس نے دروازہ بند کر کے پوچھا ”کیا تم نے میک اپ کیا ہے؟ میں نے اکرپورٹ و ہر تھمارا کوئی اور چہرہ دکھا تھا۔“
وہ بولی ”مجھے بتاؤ جو جو کا چہرہ کیسا تھا؟“

”جیسا بھی تھا میں اس کے چہرے سے نہیں اس کی شخصیت سے“ اس کی اداؤں سے اور اس کے محبت بھرے دل سے پیار کرتا تھا“ پیار کرتا ہوں اور پیار کرتا رہوں گا۔“

جو جو کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پارس حیرانی سے بولا۔
”تم روری ہو؟“

وہ چیخا کر پارس کستی ہوئی دوڑ کر اس سے پلٹ گئی اور دوڑا۔
”کہنے لگی“ میں تمہاری جو جو ہوں۔ میں نے پاسکل کے چور خیالات سے معلوم کر لیا ہے کہ میں تمہاری شریک حیات ہوں۔ تم میرا دل میری دنیا سب کچھ۔ میں تمہارے بغیر کچھ نہیں ہوں۔
وہ خوب روری تھی اور خوب بول رہی تھی اور رو دوڑ کر بول بول کر برسوں کی جدائی کا غبار نکال رہی تھی۔ اس کے زندگی پلے کیا تھی؟ کیسے گزرتی تھی؟ یہ اسے اب بھی معلوم نہیں تھا اس اتنی ہی معلومات کافی تھیں کہ اس کی زندگی کا مالک کل بھی یاد دلا تھا آج بھی یاد دلا رہا ہے۔

پارس نے جو جو کو ایک نفیسی سی چی کی طرح سمیٹ لیا تھا۔ اس کے آنسوؤں کو چوم رہا تھا“ اسے سسلا رہا تھا“ ہسلا رہا تھا“ اسے تھک رہا تھا“ ہنک رہا تھا۔ ایسی دلن شاید کسی کی ہو جو نکاح کے برسوں بعد پہلی تنہائی میں آئی ہو۔

ایسی تنہائی کبھی ختم ہوتا نہیں جانتی ایسی تنہائی پر ساری ظا کی رونقیں قربان کر دی جاتی ہیں۔ ایک اس کے سوا سب کچھ بھلا دیا جاتا ہے اس ہوش کے آرام دہ کمرے میں دن سے رات ہو گئی رات سے دن ہو گیا۔ ان کی محبوبانہ مصروفیات کی ایک۔ یہ بھی تھی کہ پارس اس کی کچھلی زندگی کا ایک ایک دلچسپ واقعہ سناتا جا رہا تھا اور وہ دلچسپی سے سنتی جا رہی تھی۔

اس دوران میں نے اسے مخاطب کر کے پوچھا ”بیٹے! کیا ہو؟“

”میں وہاں ہوں جہاں مجھے میری خبر نہیں ہے پایا اہمیت نکلا خوشخبری ہے۔ جو جو نے اپنی حقیقت تسلیم کر لی ہے“ مجھے چون سا کھلی تسلیم کر لیا ہے۔“

خوشی اہم ہوتی ہے، چھڑے ہوئے دلوں کے ملاپ کے وقت دنیا بھلا دی جاتی ہے لیکن پارس کے یاد دلانے پر یاد آیا کہ پاسکل کو اپنا معمول اور تابعدار بنانا ضروری ہے۔ یہ وقت گزر جائے گا تو عامل پاسکل کو اپنے قابو میں کر لے گا۔

وہ اپنے ہوش کا نام اور کرا نہ رہتا کر بولی ”تم ابھی آ جاؤ۔ تمہارے آنے تک میں پاسکل پر عمل کرتی رہوں گی۔“

پھر وہ پاسکل کے پاس آئی، وہ ٹرائل بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک عامل کھڑا ہوا عمل کر رہا تھا وہ ٹرائس میں آگیا تھا اور عامل کے حکم کے مطابق کہہ رہا تھا ”میں تمہارا معمول ہوں اور تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کروں گا۔“

عامل نے پوچھا ”تم نے روز نمیری پر تنہی عمل کیا تھا؟“
اس نے غفلت میں جواب دیا ”ہاں میں نے روز نمیری پر تنہی عمل کیا تھا۔“
”کیوں کیا تھا؟“

”وہ خیال خوانی میں مجھ سے آگے جاری تھی، میری انسٹل کر رہی تھی۔ پہلے تو میں نے اسے ختم کر دینا چاہا پھر سوچا موقع کی ناک میں رہنا چاہیے وہ کبھی کمزور ہوگی تو میں اسے اپنا تابعدار بنالوں گا۔ کل تم اس پر عمل کر رہے تھے۔ میں نے تمہارے عمل کو ناکام بنادیا۔ تمہارے جانے کے بعد اسے اپنی معمول بنالیا۔“
”میں تمہیں حکم دیتا ہوں روز نمیری پر اپنے تنہی عمل کا توڑ کرو“ اس کے دماغ کو آزاد کر دو۔“
”میں اس کے دماغ کو آزاد کر دوں گا“ وہ میری معمولہ نہیں رہے گی۔“

”میں حکم دیتا ہوں آئندہ تم اپنے ملک اور اپنی قوم کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کرو گے۔ اپنے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ افسران کے احکام کو دھوکا نہیں دو گے۔“

اس نے وعدہ کیا آئندہ وہ ملک و قوم کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا۔ اعلیٰ حکام اور افسران کے احکام کو دھوکا نہیں دے گا پھر اس سے پوچھا کیا کہ اس نے لندن میں روز نمیری کو کہاں چھپا رکھا ہے؟

اس نے چھپایا نہیں تھا۔ جو جو خود ہی چھپی ہوئی تھی۔ اس نے پاسکل کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے ہولنے پر مجبور کیا ”میں نے لندن شرمیں ہی سنی روڈ کے پاس اولڈ اسٹریٹ کے ایک بنگلے میں اسے قید کیا ہے۔ بظاہر وہ آزاد ہے مگر میری اجازت کے بغیر اس بنگلے سے باہر نہیں جائے گی۔“

عامل نے کہا ”تم تنہی مینڈ پوری کرنے کے بعد روز نمیری پر تنہی عمل کا توڑ کرو گے اور اسے واپس اپنے لوگوں کے پاس ہوش میں پہنچاؤ گے۔“

عامل نے یہ حکم دے کر اپنا عمل ختم کیا پھر اسے تنہی مینڈ سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ دو افراد اس کے ٹرائل بیڈ کو ایک کمرے

”بیٹا! اہمیرا خدا ہم پر مہمان ہے“ اسے پیرس لے آؤ۔“
 ”بابا! امیرس پیرس اور گھر کا راستہ بھول گیا ہوں بیٹا! حال مجھے
 بھول جانے دین اللہ آپ کو پوتے پوتیاں دے گا۔“
 میں ہنستا ہوا اس کے داغ سے چلا گیا، وہ دونوں اس کمرے
 سے نکلتا بھول گئے تھے۔ جو جو نے اسی کمرے میں وقت گزارنے
 کے دوران ماسک میں سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے پوچھا ”روز
 میری اہم کہاں ہو؟“

اس وقت فوج کے اعلیٰ افسران کی میٹنگ جاری تھی۔ وہاں
 ماسک میں اور پاسکل بوجا موجود تھے اور پاسکل کی اس بات پر یقین
 نہیں کر رہے تھے کہ اس نے روز میری کو اغوا کر کے کسی دوسری
 جگہ نہیں چھپایا تھا۔ اس نے خودی عمل کے دوران بتایا تھا کہ
 روز میری کو کئی روڈ کے پاس اولڈ اسٹریٹ کے بنگلے میں قید کیا
 گیا ہے۔ ماسک میں کے جاسوس وہاں تلاش کرنے آگئے تھے۔
 جو وہاں ہوتی تو انہیں ملتی۔

پھر پاسکل سے کہا گیا کہ وہ روز میری کے داغ میں جائے
 اور جو جو نے خودی عمل کے دوران اسے حکم دیا تھا کہ وہ اس
 کے داغ میں نہیں آئے گا لہذا وہ یہی بیان دے رہا تھا کہ اس کی
 سوچ کی لہروں کو روز میری کا داغ نہیں رہا ہے اور بے چارے
 کی اس بات کو بھی کوئی تسلیم نہیں کر رہا تھا۔

ایسے ہی وقت جو جو نے آکر ماسک میں کو مخاطب کیا تو وہ بولا۔
 ”روز میری تم کہاں ہو؟ ہم دونوں سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔“

وہ بولی ”اور میں برسوں سے خود کو تلاش کر رہی تھی۔ کیا
 اب بھی آپ لوگ نہیں بتائیں گے کہ میں کون ہوں؟ میرا اصلی
 نام کیا ہے؟ میں کس کی بیٹی ہوں؟ میں اور کس کی بیوی ہوں؟“
 ماسک میں نے پوچھا ”تم کسی باتیں کر رہی ہو؟ کیا دشمن
 تمہیں بگاڑ رہے ہیں؟ یا انہوں نے تمہارے داغ پر قبضہ بنا لیا
 ہے؟“

”داغ پر تو آپ لوگوں نے قبضہ بنایا ہوا تھا۔ آج میں
 جسمانی اور ذہنی طور پر آزاد ہوں۔ اس آزادی کا ثبوت یہ ہے کہ
 میں نے اپنی بچپنی زندگی کو سمجھ لیا ہے۔ میں نے جو سمجھا ہے
 اسے آپ غلط کہیں گے۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی غلطی اور
 سچائی ثابت کروں آپ دیا تھادی سے تادیب کہ میں کون ہوں
 اور میرا نامی کیا ہے؟“

ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”روز میری! تم ہماری قوم میں سے ہو۔
 باپ دادا کے زمانے سے تمہارے خاندان کا ہر فرد اس ملک کا
 وفادار رہا ہے۔ تم بھی آج تک وفادار رہی ہو اور آئندہ بھی
 تمہیں اس ملک کے خلاف بھول کر بھی نہیں سوچنا چاہئے۔ تم
 ہماری ترقی اور سیاسی قوت کی بنیاد ہو۔ فار گاڈیک“ ہمیں
 حقیقت بتاؤ کہ تم مخالفانہ انداز میں کیوں سوچ رہی ہو؟“
 جو جو نے کہا ”میں ماسک میں کا جواب سننا چاہتی ہوں۔“

وہ کھٹکار کر گھا صاف کرتے ہوئے بولا ”اس سے پہلی
 بد نصیبی کیا ہوگی کہ پہلے پاسکل بوجا نے ہماری مخالفت میں سوجا اور
 ہمیں فریب دے کر تمہیں اپنا تابعدار بنایا اب تم ہماری مخالفت
 میں سوچ رہی ہو۔ ذرا سوچو ہم نے تمہیں اس سپر پاور کلائے
 والے ملک کی ملکہ بنا کر رکھا، تمہارے کارناموں کو دیکھ کر ہم
 تمہاری تاج پوشی کرنے والے تھے۔“
 ”آپ مجھے سبزی لاند دکھائیں میری باتوں کا ٹوڈی پواٹھ
 جواب دیں۔“

”میرا جواب سننے سے پہلے میری ایک بات مان لو۔ وفاقی
 طور پر حاضر ہو کر کم از کم ایک گھنٹے کے لئے اپنے اندر سے تمام
 مخالفانہ خیالات نکال دو اور صرف ہماری بن کر سوچو۔ ہم نے
 تمہارے لئے کیا نہیں کیا؟ کبھی تمہارے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے
 نہیں دیا۔ تمہیں بے انتہا محبتیں دیں۔ تمہیں اپنی جان سے بھی
 زیادہ پیار کیا اور وفاقی آپریشن کے ذریعے تمہارے اندر رکھی
 ذہانت پیدا کی جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔“

”مجھے ایک گھنٹے تک سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان
 تمام مہامیوں اور محبتوں کو تسلیم کرتی ہوں۔ آپ صرف ایک
 بات کا جواب دیں۔ میرا اصلی نامی کیا ہے؟“

”ہمارا جواب دی ہے؟ تم ہماری ہو۔ تمہاری یہ بے مثال
 ذہانت کب کام آئے گی؟ تمہیں خود ہی سمجھنا چاہئے کہ ہم
 جھوٹے ہو سکتے ہیں، ہمارے دشمن اور تمہیں بھگانے والے
 جھوٹے ہو سکتے ہیں مگر تمہاری ذہانت کبھی تمہیں دھوکا نہیں دے
 گی۔ تم اپنی عقل سے خودی بچپنی زندگی کا سراغ لگاؤ اور کما
 کے بھگانے میں نہ آؤ۔“

”میرا آپریشن اس طرح کیا گیا ہے کہ میں اپنی بچپنی زندگی
 کبھی یاد نہیں کر سکوں گی لیکن ذہانت سے معلوم کرنے کا ایک
 معقول طریقہ ہے۔“

”وہ طریقہ کیا ہے؟“

”آپ کی زبان جھوٹ بول سکتی ہے مگر آپ کے چہرے ہونے
 خیالات کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کیا آپ لوگ مجھے اپنے
 دماغوں میں آنے کی اجازت دیں گے؟“

ماسک میں اور اعلیٰ افسران پریشان ہو کر ایک دوسرے کو
 دیکھنے لگے پھر ماسک میں نے کہا ”یقیناً تمہیں بری طرح ہمارے
 خلاف بھڑکایا گیا ہے۔ تم شاید بھول رہی ہو جن دنوں تم ٹینگ
 حاصل کر رہی تھیں، ہم نے یہ بات اچھی طرح سمجھا دی تھی کہ
 اپنے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے دماغوں میں کسی
 جانا کیونکہ ہم اپنے اہم ملکی رازوں کے امین ہوتے ہیں۔ تمہارا
 وفاداریوں اور ذہن داریوں کی ایک حد ہے اس حد سے آگے
 بڑھو گی تو ملک کی سلامتی اور وقار کو نہیں بچاؤ گی۔ کیا تمہیں
 یاد ہے؟“

”مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں اپنے ملک کی سلامتی اور
 وقار کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ لوگوں کے دماغوں میں آکر
 صرف اپنی بچپنی زندگی کے چند سوالات کے جواب معلوم کروں
 گی اور وہاں سے نکل آؤں گی۔“
 ”نہیں روز میری! یہ مطالبہ اصولوں کے خلاف ہے۔“
 ”میں اپنی حقیقت ہر حال میں معلوم کروں گی۔ آپ مجھے
 بددیہی طرح دماغوں میں آنے دیں ورنہ میں دوسرا راستہ بھی
 اختیار کر سکتی ہوں۔“

”تم ہماری ہو کر ہمیں دھمکی دے رہی ہو؟“
 دوسرے افسر نے کہا ”روز میری! بالآخر عقل سے کام لو،
 ہمارے پاس آؤ ہم تمہیں مطمئن کریں گے۔“

”میں تمہارے ہی پاس آؤں، ہوں خیال خوانی کے ذریعے“
 ماسک میں نے کہا ”اس کا مطلب ہے ہم سانس روک کر
 بیٹھ جائیں۔“

”میں ہر حال میں تمہارے ہی داغ سے سچائی معلوم کروں
 گی۔“

وہ جس افسر کے داغ میں رہ کر باتیں کر رہی تھی اس کے
 ہولسٹرے رپو اور نکال کر بولی ”تم سانس روک دو آ رہی ہوں۔“
 وہ الجھل کر کھڑا ہو گیا پھر میز کے نیچے چھپنا چاہتا تھا مگر گولی
 چلی گئی۔ وہ چیخ مار کر اپنا زخمی بازو تمام کر لڑکھڑایا۔ جو جو اس کے
 داغ میں پہنچ کر بولی ”ہیلو ماسک میں! امیں آگئی ہوں، کیا اب بھی
 حقیقت چھپاؤ گے؟“

وہ زمین پر گر رہا تھا۔ فوجی جو ان سے اٹھا کر میز پر لٹا رہے
 تھے۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے ایک افسر سے کہہ رہا تھا ”وہ
 میرے دماغ میں آگئی ہے اسے خیال خوانی سے روکو۔“

”ہم اسے کس طرح روک سکتے ہیں؟“

وہ جھنجھلا کر بولا ”کیا کھاس کھا گئے ہو؟ مجھے فوراً بے ہوش
 کدوہ میرے اندر سے کچھ نہیں معلوم کر سکتی گی۔“

جو جو نے سوچ کے ذریعے کہا ”بے ہوشی کا شوق ہے تو منہ زور
 بھروسہ ہو جاؤ تمہارے چور خیالات مجھے ختم کر سکتے ہیں۔“

”یہ جھوٹ ہیں میرا نام جو جو ہے اور پاس میرا شوہر ہے۔“
 ”یہ جھوٹ ہے پاس تمہارا گولی نہیں ہے۔ تمہارا نام
 جو جو نہیں ہے، تم نے میرے دماغ کو کنٹرول کیا ہے اور کنٹرول دماغ
 کبھی جانتی ہو؟“

”مٹی جتنی کی دنیا زلائی ہے۔ یہاں کنٹرول دماغ ہمیشہ سچ کا بول
 بلا کر کہتے ہیں۔“

جس افسر نے اسے گولی ماری تھی اس سے رپو اور چھین لیا
 کیا تھا۔ جو جو نے دوسرے افسر کے ہولسٹرے رپو اور نکال کر کہہ
 ”میرے اس معمول سے رپو اور نہ چھیننا ورنہ میں تمہارے کرکل
 کو گولی مار دوں گی۔ کوئی اس ہال سے باہر نہ جائے یہ میری پہلی۔“

اور آخری وارننگ ہے۔“

کرکل سہم کر اپنی جگہ کھڑا ہو گیا تھا اور حکم دے رہا تھا کہ
 جس افسر کے ہاتھ میں رپو اور ہے اس کے قریب کوئی نہ جائے۔
 مہم روز میری کو کہہ رہی ہیں اس پر عمل کیا جائے پتہ نہ ملے۔
 ”میرا نام روز میری نہیں ہے، جو جو ہے اور کرکل تمہیں بات اچھی
 طرح جانتے ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بھی زخمی کر کے
 تمہارے چور خیالات پر چوں؟ بہتر ہے تم اپنی زبان سے میری
 حقیقت بیان کرو۔“

وہ بلند آواز سے بولا ”تمہارا نام روز میری نہیں جیٹی عرف
 جو جو ہے تم یہ سنا کی نہیں مسلمان ہو اور تمہیں پاس کی شریک حیات
 اور فریاد علی تصور کی ہو رہا۔“

جو جو نے رپو اور کا رخ منزل کی طرف کیا وہ بھی جلدی جلدی
 یہی بولنے لگا وہ بولی ”مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ میں پاس کی
 شریک حیات جو جو ہوں۔ صرف تم بھولوں کی زبان سے سچ
 اگواٹا چاہتی تھی۔ تم لوگوں نے اپنی غرض کے لئے مجھے ذہن بنایا
 تھا۔ میں نے ذہانت سے تمہاری خود غرضی کو سمجھ لیا، اب میں
 جاری ہوں۔“

وہ وہاں سے واپس نہیں آئی افسر کے داغ میں خاموش رہی۔
 فوج کے اعلیٰ افسران اسے مخاطب کر رہے تھے اس سے کہہ
 رہے تھے ”جہاں ہماری بھی بن لو، ٹھیک ہے کہ ہم نے تمہاری
 اصلیت تم سے چھپائی لیکن یہ بھی دیکھو کہ تم کتنے ذہین تھیں، یہ
 موجودہ ذہانت ہم نے عطا کی ہے۔ ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔
 تمہارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ تم اس ملک سے وفاداری کرو اور
 ہمارے کام آؤ۔“

ایک لحاظ سے یہ درست تھا کہ انہوں نے وفاقی آپریشن میں
 کثیر رقم خرچ کی تھی زیادہ خرچ کیا تھا اس پر بڑی محنت کی تھی۔
 اسے بہرے کی طرح تراش کر بہت اہم، بہت قیمتی بنا دیا تھا ان کا
 یہ احسان تھا لیکن اپنا نام اپنی ذات برادری اپنے لوگوں کے رشتے
 اپنا تہ اور اپنا خدا اہلا کر اگر احسان کیا جائے تو وہ درحقیقت
 بدترین دشمن ہوتی ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک طرح طرح سے محبت جتاتے رہے جب
 یقین ہو گیا کہ وہ جلی جلی ہے تو جھنجھلا گئے۔ بہت بری طرح بات
 ہو رہی تھی ”وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جو جو جیس اہم خیال
 خوانی کرنے والی ہوں اچانک ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔“

وہ پاسکل کو گالیاں دے رہے تھے۔ ان کا خیال تھا اس نے
 جو جو کو اپنی معمول بنانے کی ناکام کوشش کی، اس کی ناکامی کے
 باعث سوینا کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے جو جو کو ٹرپ کر
 لیا اس طرح ہر پھراہٹوں میں پہنچ گئی ہے۔

انہوں نے پاسکل کو جھنجھلا پنادی تھی اور کہہ رہے تھے کہ
 اب اس کا بدلہ اپنی آپریشن کر لیا جلتے لگتا ہے کہ یہ فربہ اور دنا بازی

بھول جائے اور لمحہ بھی بدل جائے۔ جو جو نے اگر نگاری سے اسے معمول بنانے کی کوشش کی ہو تو اسے ناکامی ہو۔

کرل نے کہا ”جو جو کی لیکن الپا کو ہمارے حوالے کر رکھی ہم اس کی ذہانت سے آئینہ بھی فائدہ اٹھانے لگے۔ اس نے سچے مورمن پر بھی عمل کیا تھا۔ اس کے جانب سے بے مورمن بھی ہمارے ہاتھ سے چاچا ہے۔“

جزل نے کہا ”تقصان کا ماتم کرتے رہنے سے جو جو واپس نہیں آئے گی۔ ہمارے پاس دماغی آپریشن کے تجربات ہیں ان تجربات سے پاسکل کو جو جو کی طرح ذہین بنایا جائے گا۔“

کرل نے کہا ”جو جو ابھی لندن میں ہی ہوگی اگر وہ پارس کے ساتھ ہے تو وہاں سے پتہ چل جائے گی۔ ہمارے ایجنٹوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اسے تلاش کریں اور اسے پایا صاحب کے ادارے میں واپس نہ جانے دیں۔ اسے ادھر کی رہیں نہ ادھر کی وہ جہاں بھی نظر آئے اسے گولی مار دیں۔“

جو جو نے اپنے معمول افسر کی زبان سے کہا ”کرل میں سن رہی ہوں۔“

وہ ایک دم گھبرا گیا ”جو جو نے پوچھا ”وہ گولی جو تمہارے حکم سے میری طرف آنے والی تھی اس کا رخ اپنی طرف دیکھ رہے ہو۔ دیکھو موت اپنا راستہ کتنی جلدی بدل دیتی ہے۔“

”نہیں۔۔۔ نہیں تم مجھے نہیں مار سکتیں۔ تم پر ہمارے احسان ہیں۔“

”احسان نہ جتاؤ۔ تم میری سرال کی ایک ٹیلی بیٹھی جاننے والی کو گولی مارنا چاہتے تھے تاکہ پارس کے پاس ایک خیال خواتی کرنے والی کم ہو جائے۔ میں اس کے جواب میں تمہارے خیال خواتی کرنے والوں کی تعداد کم کر دیتی ہوں۔“

یہ کہتے ہی اس نے معمول کے ذریعے پاسکل پر گولی چلائی وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر ڈوگ لگے۔ سب چیخ اٹھے ”رک جاؤ ایسا نہ کرو ہمارے پاس تو دو ہی رہ گئے ہیں۔ جیڑا سے چھوڑ دو۔“

وہ بولی ”ہماری دنیا میں خیال خواتی کرنے والے بہت ہو گئے ہیں۔ ان میں جو شیطان ہیں انہیں ختم ہو جانا چاہئے۔“

اس نے دوسری گولی چلائی پاسکل گرتے کرتے اچھلا بھرا یا گرا کہ ابھی اٹھ نہ سکا۔ وہاں جھکے ڈنگ کی بھی سب ہال سے باہر دوڑتے بارے تھے۔ جو جو دماغی طور پر پارس کے پاس حاضر ہو گئی اس سے بولی ”میں نے پاسکل بوا کو بیشک کے لئے ختم کر دیا ہے۔“

”کیا ایسا کرنا ضروری تھا؟“

”ہاں وہ چاہتے تھے تمہارے پاس خیال خواتی کرنے والی نہ رہے۔“

وہ جیتے ہوئے بولا ”مذا اتم نے ان کا خیال خواتی کرنے والا کم کر دیا۔“

وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی ”میں خیال خواتی میں

مصروف تھی، تم خواہ گئے تھے۔“

”میں تھکنیں تھا۔ تم ایک خاموش تصویر کی طرح میرے پہلو میں تھیں۔ تم مجھے نہیں دیکھ رہی تھیں۔ میں دیکھ رہا تھا۔ تمہارا ہاتھ میرے سینے پر ساکت رہا میرا ہاتھ تمہاری زلفوں سے کھیلتا رہا تم خیال خواتی میں غمر غمر تھیں، میں تمہاری ہستی میں نفس نفس تھا۔ مجھے حسن کی خیرات دونوں ہاتھوں سے ملنی چاہئے تھی مگر ایک ایک چٹکی حسن مل رہا تھا اب تو حاتم طائی کی بیٹی بن جاؤ۔“

وہ غصہ پڑی اس کی حتر تم نہی کرے کی محدود فضا میں جھٹکتا ہے لگی وہ کرا بھی خاموش ہو تھا کبھی سرگوشیوں سے بھر جاتا تھا۔ بڑی اور بعد جو جو نے کہا ”ہم ہر جا میں گئے۔“

”ضرور جا میں گئے۔ میں تمہیں ساری دنیا کی سیر کراؤں گا۔“

”اچھا ساری دنیا کی سیر کرنے میں کتنے دن لیں گے۔“

”صرف دیکھنا ہے تو اسی کرے میں ویڈیو فلم کے ذریعے صبح سے شام تک تمام دنیا کی سیر کر لیں گے لیکن دنیا کو دیکھنے پر کتنے اور کتنے میں عمر گزار جائے گی۔“

”آج سے ہم دنیا دیکھتے دیکھتے عمر گزاریں گے۔“

”یہ ہمارا خاندانی وعدہ ہے۔ پاپا نے بھی کبھی نہیں بنایا۔ ایک گھر سے دوسرے گھر ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک جھپکتے رہے ہیں یہی ان کی اولاد کے نصیب میں لکھا ہے۔ تقدیر ہمیں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑاتی رہتی ہے۔“

وہ چونک کر بولی ”اوہ گاؤ! میں شپا کو بھول گئی تھی۔ مجھے اس پر توجہ کی عمل کا نتیجہ معلوم کرنا چاہئے۔“

پارس نے کہا ”اسی طرح چکر چتا رہتا ہے۔ اگر شپا لندن چھوڑ کر فریڈرکٹ گئی ہوگی اس کے حالات ہمیں بھی دہاں جانے پر مجبور کر دیں گے۔ ہم اسی طرح دنیا کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں؟“

وہ شپا کے پاس گئی پھر واپس آکر بولی ”زیادہ نہ بولا کرو وہ بچاری تو ابھی اسی شہر میں ہے۔“

”اسے بچاری نہ کہو۔۔۔ کی بدمعاش ہے۔ مجھے اپنا معمول بنانے کا زبردست منصوبہ بنانا چاہی۔“

”اگر ظالم بھی چھری تلے آکر تیرا رہ تو بچا ہ لگتا ہے۔“

پارس نے سزا دہر کر کہا ”بچا ہ مالک میں تمہارے بغیر تروپ رہا ہوگا۔“

وہ ہنسی ہوئی شپا کے پاس آگئی۔ شپا پریشان تھی۔ میں نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا وہ ایک ہوٹل کے بیڈ پر تھی۔ جب جو جو نے اس پر توجہ کی عمل شروع کیا تو میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ وہ توجہ خیز سے بیدار ہونے کے بعد سوچتی رہی کہ ابھی سیمو کماں چلا گیا ہے؟ کیونکہ میں گئی کے روپ میں ہی اس سے ملا تھا وہ کئی کو پھانسی کر اس پر عمل کر کے اسے ڈیورن کی

لپا اپنا تاجدار بنانا چاہتی تھی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ جی کے بیچ میں چھپا ہوا ہوں۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ میں اسے کمزوری کی حالت میں چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہوں۔ کیا ایسی حالت میں کسی نے اس پر عمل کیا ہے؟ کیا ابھی اسے اپنی معمول بنا کر چلا گیا ہے؟ یہی اندیشہ لپا میں تھا اور وہ پریشان ہو رہی تھی۔

اگر کوئی اندر چھپا ہوا ہو اور سمجھ میں نہ آتا ہو تو وہ ناپید۔ پہلی برداشت بوجھ بن جاتا ہے۔ شپا نے کئی کے لیے کو گرفت۔ میں نے اس کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے پوچھا ”کون ہے؟“

”میں شپا ہوں۔ تم مجھے ہوٹل میں چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟“

”تمہیں ہوٹل میں چھوڑ کر؟ نہیں! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں تو تمہیں جانتا بھی نہیں ہوں پھر یہ کہ تم سوچ کے ذریعے منظر کرسی ہو گون ہو تم؟“

”میں اپنا نام بتا چکی ہوں کیا ٹریننگ سینٹریں ہماری ملاقات نہیں ہوئی تھی؟“

”ہاں! یاد آیا۔ شپا نام کی ایک لڑکی مجھ سے مل چکی ہے لیکن یہ غلط ہے کہ میں تمہارے ساتھ کسی ہوٹل میں گیا تھا۔“

وہ کئی کے دماغ سے واپس آگئی۔ اسے اچانک یاد آیا کہ ہوٹل کے کمرے میں جو جو کے ماتحت حملہ کرنے آئے تھے اور جو جو اس کی سیمو کو پارس کہہ رہی تھی یعنی وہ درست کہہ رہی تھی۔ پارس کی بن کر شپا کے پاس آیا تھا۔ یہ یاد آتی ہی اس کی گھبراہٹ بڑھ گئی وہ سوچنے لگی ”کیا میں سونا کے کسی خیال خواتی کرنے والے کی گرفت میں آگئی ہوں؟ کیا پارس اسی لئے یہاں آیا تھا؟“

اس اندیشے نے اسے دو دنوں تک بے چین رکھا۔ وہ ہر لمحہ اپنے دماغ میں کسی عامل کے آنے کا انتظار کرتی رہی لیکن کوئی نہیں آیا۔ جو جو نے اس پر عمل کیا تھا اور جو جو کو اس کے پاس آنے کی فرصت نہیں تھی۔ وہ پارس کی محبت میں خود کو بھٹکا چکی تھی۔

جب دو دن گزر گئے تو اسے اطمینان ہونے لگا کہ کسی نے اسے اپنی معمول نہیں بنایا ہے۔ ان دو دنوں میں کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف نہیں ہوئی تھی کسی نے اس کے اندر رہ کر اندیشہ کے مطابق اس سے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اس کے ہوا میں نے سوچا ”میں خواہ مخواہ اندیشوں میں رہی۔ میرے دو دن ضائع ہو گئے اب تک میں کسی نے خیال خواتی کرنے والے کو پھانسی کر لیا۔“

ایک غلاب سے نجات پانے کے بعد وہ خوش ہو کر ہاتھ دھو کر غسل کر کے نازدہم ہوئی لباس پہنتے ہوئے اور میک اپ کرتے ہوئے سوچتی رہی ”اب کراٹا فشر کے ذریعے اس کے محبوب جوڑی مارمن کو پھانسی چاہئے۔“

جو جو نے پارس سے کہا ”شپا ہوٹل سے باہر جاری ہے اب کسی جوڑی مارمن کو پھانسی کا منصوبہ بنا رہی ہے۔“

”ٹیلی آئی نے ہماری تمہارے ذریعے پہلے ہی ان تمام ٹیلی بیٹھی جانے والے جانوں کو روپ کر لیا ہے۔“

”پھر ہمیں کرل کی نگرانی میں کیوں چھوڑ دیا ہے؟“

پارس نے کہا ”ہم تمام خیال خواتی کرنے والوں کو کسی جگہ سے بند نہیں کرنا چاہتے اپنا نظام بھی نہیں بنانا چاہتے۔ پاپا اور ماما نے فیصلہ کیا ہے کہ یہی الحال آزاد رہیں گے۔ ان میں سے جو شبت سوچ رکھتا ہوگا اسے تمام انسانوں کی بھلائی کرنے کے لئے آزادی رکھا جائے گا جو سختی سوچ رکھتا ہوگا اور تخریب کارروائی کے لئے اقدام کرے گا اسے بیشک کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔“

جو جو نے کہا ”جوڑی مارمن کے دماغ پر ٹیلی آئی کا قبضہ ہے۔ میں شپا کو روک دوں؟“

”شپا اپنی تنظیم بنانا چاہتی ہے یعنی ٹیلی بیٹھی جانت والوں کی فوج بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ تم اس کے ذریعے نیک کام کراؤ۔ وہ جہاں بھی غلط کام کرنے جائے اس سے صحیح کام کرائی رہو۔“

وہ جانا چاہتی تھی ”پارس نے کہا ”سنو! تم مختلف خیال خواتی کرنے والوں کے پاس جاؤ گی تو ان کے چور خیالات بھی بتائیں گے کہ وہ دوسرے ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو ایک ایک کر کے پھانسا اور شپا کی طرح اپنی ایک فوج بنانا چاہتے ہیں۔ اقتدار کی ہوس، شہرانی کا شوق، انسان کو انسانیت کی سطح سے گرا دیتا ہے۔ اس وقت ہماری محمی میں درخون ٹیلی بیٹھی جاننے والے ہیں لیکن پاپا اور ماما بھی فوج بنانے کے لئے نہیں سوچتے۔ وہ چاہتے ہیں خیال خواتی کرنے والے مذہب اور قومیت سے بالاتر ہو کر انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہیں۔“

وہ بولی ”پارس! یہ محض خوش خیالی ہے۔ اس دنیا میں نیکی اور شرافت کی عمر بہت مختصر ہوتی ہے، تم دو دنوں سے مجھے میری بچپنی زندگی کے حالات بتا رہے ہو۔ اپنے والدین کی تحریف میں بہت کچھ کہتے رہے ہو۔ تمہارے والدین اور ماما قیمتی مقاصد کے لئے ساری عمر بڑے ممالک سے لڑتے رہے، مجرموں سے ٹکراتے رہے، جان جو حکم میں ڈالے رہے۔ کیا انہی طویل جدوجہد کے بعد بڑی طاقتوں کی شہینت ختم ہو گئی؟“

پارس نے کہا ”ختم نہیں ہوئی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارا مانی جائے۔“

”بچک ہار نہیں ماننا چاہئے مگر جیتنے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور تم ٹیلی بیٹھی کی تمام طاقتوں کو نکال کر کے کے بجائے منتشر کرنا چاہتے ہو۔ کسی کو آزاد کرنا اور کسی کو ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ یہ تو پھر طاقتوں کو اور زیادہ طاقتور بنانے کے بارے میں بات ہے۔“

والی بات ہے۔“
پارس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی۔
”میری صرف ایک بات پر اچھی طرح غور کر کے جواب دو جس
شراف کے پیچھے طاقت نہیں ہوتی اس شرافت کو لوگ مانتے تو
ہیں مگر اچانتے نہیں ہیں۔ کیا ہمیں اپنی شرافت اور قیمتی
خیالات کو حوالے نہ کئے اپنی ایک طاقت نہیں بنانا چاہئے؟“
پارس اسے تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی ”کیا ہوا؟“
پارس نے اپنی طرف اسے سمجھایا ”اپنے بازوؤں میں بھر کر
کہا ”تم تو مکمل ذہانت سے سوچتی اور بولتی ہو تمہاری اس بات
میں بہت وزن ہے کہ خالی شرافت غریبوں اور کمزوروں کے ہاں
ہوتی ہے۔ اگر کوئی طاقتور تھوڑی سی شرافت دکھائے تو اس کی
پوری خانہ دانی شرافت کے ڈنکے بچنے لگتے ہیں۔ میں تمہاری یہ
بات تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ٹیگ مقاصد کے پیچھے زیادہ سے
زیادہ طاقت کی ضرورت ہے۔“
”اور وہ زیادہ سے زیادہ طاقت ٹیلی بیٹھی جانے والوں کی نیم
یا کر حاصل کی جاسکتی ہے۔“

وہ سوچ میں پڑ گیا ”جو جو نے پوچھا ”کیا سوچ رہے ہو؟“
”بابا صاحب کے ادارے میں بڑی سختی ہے۔ ہمارے شکار
کے ہوئے کسی بھی ٹیلی بیٹھی جانے والے کو ہاں داخل ہونے کی
اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ثبت
خیال رکھنے والوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ جہاں چاہیں گے
رہائش اختیار کریں گے۔ جب بھی انہیں ہماری ضرورت ہوگی تو
ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔ اس طرح دوستانہ ماحول میں وہ
کبھی ہمارے بھی کام آتے رہیں گے۔“

جو جو نے کہا ”نیکوئی اور محبت کے جذبات ہیں مگر طاقت کو
برقرار رکھنے کے لئے تھوڑی سی چالاکی اور حکمت عملی کی
ضرورت ہوتی ہے۔ شہر کو سرکس میں تماشایا کر دوت کمانے کے
لئے اسے جیسے آہنی جبرے میں بند رکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ شہر کی
بے پناہ طاقت درندگی پیدا کرتی ہے اور انسان کی بے پناہ طاقت
اسے فروغ دیتی ہے۔ جانور ہو یا انسان اسے لگام دینا ”اسے
اپنے قابو میں رکھنا لازمی ہوتا ہے۔ ورنہ موقع ملے تو شیر اپنے
رنگ ماسکو کچا چبا جاتا ہے اور بیٹا اپنے باپ کو ہلاک کر دیتا ہے
اس لئے طاقت کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے۔ ٹیلی بیٹھی کی طاقت
والوں کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہئے۔“

”میری جان ”تم تو کفن پھاڑ کر ذہانت کی باتیں کرنے لگی ہو۔
میں اپنی جان کے ساتھ ہوں۔ بولو کیا سوچ رہی ہو اور کیا کرنا
چاہتی ہو؟“

”جو لوگ ٹیلی بیٹھی جانے کے غور میں مجھانہ انداز میں
زندگی گزارنا چاہتے ہیں ہم ان کے دماغوں پر قبضہ نہ کر سکیں
گے۔ باپا اور ماما جنہیں آزاد چھوڑنا چاہتے ہیں ان کی ہم عمرانی

کرتے رہیں گے۔ وہ غلط باتوں میں پڑنے والے ہوں گے ہم
انہیں اپنے قابو میں لے آئیں گے۔“
”یہ مستقل باتیں ہیں۔ اس پر ہمیں آج ہی سے عمل کر
چاہئے۔“
”آج ہی سے نہیں ”ابھی سے۔ بے مورگن اسرار ٹیلی بیٹھی
ہے لیکن اس کا دماغ میرے قابو میں رہتا ہے۔ الپا ماسکو میں ہے
لیکن وہ اسے آپریشن کے ذریعے تبدیل کرنے والے ہیں۔ شپا
میری مٹھی میں ہے۔ شپانے ڈی یو بس کو ٹریپ کیا تھا شپا
یو بس بھی میرے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اس طرح ٹیلی بیٹھی
بیٹھی جانے والے ہمارے پاس ہیں۔“

”تم نے چند دنوں میں خاصی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔“
”شپا ابھی جوڑی نارمن کو ٹریپ کرنے جا رہی ہے۔“
”اس کا دماغ ٹیلی آئی کے قابو میں ہے۔ تم آئی سے اس
مطلے میں باتیں کرو۔“ پھر ان کی آواز اور لہجہ اختیار کر کے چوٹی
نارمن کے دماغ میں جاؤ گی تو وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس
نہیں کرے گا۔“

وہ ٹیلی کے پاس آئی۔ لیلی نے مجھ سے کہا ”ہماری ٹیلی بیٹھی
آئی ہے۔“
”میں نے کہا ”بیٹے! میرے دماغ میں آؤ۔ اور بتاؤ کیا چاہتی
ہو؟“
”میں جو چاہوں گی کیا وہ صرف آپ سے ملنا ہوگا۔ میں
آئی سے نہیں مانگ سکتی؟“

”کیوں نہیں؟ تمہاری آئی ہی نہیں ماں بھی ہیں۔“
لیلی نے کہا ”اگر ایسی کوئی بات ہے جسے اپنے باپا کے سامنے
بولنا مناسب نہیں ہے تو میرے دماغ میں رہ کر بولو۔“
اس نے ہم دونوں سے اسی موضوع پر گفتگو کی۔ ٹیلی بیٹھی
جاننے والوں کو آزاد چھوڑنے پر اعتراض کیا۔ ”انہیں اپنے قاتل
میں رکھنے کے محسوس دلائل پیش کئے ہیں“ لیلی نے کہا ”میری بیٹی! آپ
اپنے طور پر اپنی ذہانت سے کام کرنا چاہتی ہے تو ہم کبھی اعتراض
نہیں کریں گے۔ تم ہم سے اور پارس سے مشورے لیتی ماما کو
اور اپنے اقدامات سے آگاہ کرتی رہا کرو۔“

اس نے بتایا کہ شپا جوڑی نارمن کو ٹریپ کرنے جا رہی
ہے۔ لیلی نے کہا ”نگر نہ کرو وہ میری مٹھی میں ہے۔ تم یہاں
آواز اور لہجے میں جب چاہو اس سے اپنے احکامات کی تعمیل
کرا سکتی ہو۔“
”تھیک ہو آئی۔“

وہ ہم سے رخصت ہو کر شپا کے پاس گئی۔ شپانے خیال
خوابی کے ذریعے کرائنا کے دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی کہ
اپنے محبوب جوڑی نارمن کے ساتھ دیرائے شیر کے کنارے
آئے۔ وہاں بڑا دوانک ماحول ہوتا ہے۔ کرائنا جوڑی

ماچہ اور جارسی تھی۔ شپا بھی ہوٹل سے نکل کر جانے لگی۔
چوچیلے کرائنا کے پاس گئی اس کے ذریعے جوڑی نارمن کی باتیں
سنی رہی۔ پھر ٹیلی کی سوچ اختیار کر کے جوڑی نارمن کے دماغ
میں گئی تو اس نے محسوس نہیں کیا اپنی محبوبہ سے باتیں کرنا رہا۔
اس کی باتوں سے پتا چل رہا تھا کہ وہ سمجھے ہوئے ذہن کا آدمی ہے
اور کرائنا کو دل رجان سے چاہتا ہے۔ کرائنا نے پوچھا ”ہم لندن
میں کب رہیں گے؟“

اس نے جواب دیا ”ہم ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اہم
محلات سے نکلنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لیکن وہ معاملات ہمیں
پتا نہیں گئے ہیں اس لئے اپنی آزادی سے گھومنے پھرنے کا
موقع مل رہا ہے۔ کام شروع ہو گا تو میں چار دیواری تک محدود
ہو جاؤں گا۔“

”وہ کیوں؟“
”اس لئے کہ میں ایک جگہ چن کر رہنے کے کسی بھی حصے میں
پہنچ جاتا ہوں۔ خیال خوابی کے ذریعے اپنا کام کرتا ہوں۔ پھر
باہر نکل کر چلے پھرے خیال خوابی ہو نہیں سکتی۔“
”مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ کوئی دشمن تم پر حملہ کر کے نقصان پہنچا
سکتا ہے۔“

”میرا تعلق فوج سے ہے۔ لڑنا مرنا میرا کام ہے۔ شادی
کرنے سے پہلے ابھی طرح سوچ لو کس بچپنا تانہ پڑے۔“
وہ بولی ”شادی سوچ کر کی جاتی ہے محبت سوچ کچھ کر نہیں
ہوتی۔ میں تو خود بخود تمہاری ہو چکی ہوں۔ اب شادی کرنے کو کیا

رہ گیا ہے۔ یہ ایک رسم ہے یہ بھی پوری ہو جائے گی۔“
جو جو نے پارس سے کہا ”وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت
چاہتے ہیں۔“
”خس کی بات کر رہی ہو؟“

”کرائنا اور جوڑی نارمن بہت اچھے ہیں۔ دوراصل جن کے
دلوں میں محبت ہوتی ہے ان کے خیالات جیسے اچھے ہوتے ہیں۔
میں ان دونوں کو شپا سے ملنے نہیں دوں گی۔“

اس نے سوچا کہ شپانے ان دونوں کو آپرٹیز اسٹریٹ کی
طرف بلایا ہے۔ وہ انہیں لوڑیمر کی طرف لے جائے۔ اس
خیال سے وہ جوڑی نارمن کے دماغ میں آئی پھر جو تک گئی۔ ذرا
سی دیر میں کچھ سے کچھ ہو گیا تھا۔ جوڑی نارمن بیوش تھا۔ کرائنا
ذرا نیو کر رہی تھی مگر کسی ہوئی تھی اس کی گردن سے ریوالور کی
ٹال لگی ہوئی تھی۔

وہ پارس سے بولی ”گڑبڑ ہو گئی۔ جوڑی نارمن بیوش پڑا ہے
اور کسی نے کرائنا کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔ میں پھر خیال خوابی
کر رہی ہوں تمہیں زبان سے بتائی رہوں گی۔“
وہ پھر کرائنا کے پاس آئی۔ اب اس کی کاررک تھی
ریوالور والا اسے دوسری کار میں بیٹھا رہا تھا۔ اور جس کار میں
جوڑی نارمن بیوش پڑا تھا وہ کار دوسری سمت لے جاتی جا رہی
تھی۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا تھا۔

جو جو یہ باتیں پارس کو بتا رہی تھی۔ وہ بولا ”وہ اپنی باتیں کو
کون لے جا رہا ہے؟ کہاں لے جا رہا ہے؟ یہ اسے ہوش میں

بدنام ترین مجرم چارلس سو بھراج کے جرائم کی مکمل تفصیل

چارلس سو بھراج کی سرگزشت

میں ملاحظہ فرمائیں

اپنے قریبی بگ اسٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے حاصل کریں

کتابیات پبلی کیشنز © پوسٹ بکس ۲۳ کراچی ۱

آنے کے بعد معلوم ہوگا۔ تم یہ دیکھو اگر شپا کس قریب ہو تو
 انہیں کرنے والوں کے پیچھے اسے لگ دو۔“
 وہ شپا کے داغ میں آئی۔ پتا چلا وہ پہلے ہی کرائے کے داغ
 میں موجود تھی۔ کوئی بہت پہلے سے پیچھے بیٹھ اور اگلی بیٹھ کے
 درمیان چھپا ہوا تھا۔ اس نے وہاں سے کرائے کی گردن پر ریو اور
 کی ٹال رکھتے ہوئے کہا ”جوڑی نارمن! اپنی محبوبہ کی زندگی
 چاہتے ہو تو کوئی حرکت نہ کرنا اپنی آنکھیں بند کر دو۔“
 جوڑی نے آنکھیں بند کیں۔ اس کے بعد کسی نے اس کے
 تہ اور ناک پر رومال رکھا۔ رومال میں بیوشی کی دوا تھی۔ شپا
 نے فوراً ہی ریو اور والے کے داغ میں پھنسا لیا اس نے سانس
 روک لی۔ پھر شپا نے کرائے کے داغ میں آکر دیکھا تو جوڑی
 بیوش ہو چکا تھا۔ اس کے قریب رہنے کا ذریعہ صرف کرائے تھا۔
 بعد میں انہوں نے اسے بھی جوڑی سے الگ کر دیا۔
 شپا ان سے زیادہ دور نہیں تھی۔ اس نے کرائے کے
 ذریعے اس کا رکی نہریلیٹ دیکھی پھر ادھر اپنی کار دوڑائی۔ جو
 نے شپا کے داغ سے معلومات حاصل کر کے پارس کو کار کا رنگ
 اور نہریلیٹ بتائی۔ پارس جیب سے سرائسٹر نکال کر بابا صاحب
 کے اوارے سے غفلت رکھنے والے افراد سے رابطہ کر گیا اور
 انہیں اس کار کو ڈھونڈنے کے لیے حکایت کرتا ہوا۔ اس کے بعد
 جوڑی نے پوچھا ”اسے کس نے اغوا کیا ہوگا؟“
 پارس نے پوچھا ”کیا ماسک میں جوڑی نارمن کو ٹیلی پیٹھی
 جاننے والے کی حیثیت سے جانتا ہے؟“
 جوڑی نے کہا ”ماسک میں کے پاس ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کی
 جو فہرست ہے اس میں جوڑی نارمن کا نام نہیں ہے۔“
 ”تو پھر یہ ماسک میں کی نہیں یودی تنظیم والوں کی حرکت
 ہوئی۔“ تم جے مورگن کے پاس جا کر معلوم کر دو۔“
 وہ جے مورگن کے پاس گئی۔ اگر جوڑی نارمن کا اغوا
 اسرائیلی حکام کے حکم کے مطابق ہوتا تو جے مورگن وہاں بیٹر کر
 خیال خواتی کے ذریعے لندن کی یودی تنظیم سے رابطہ کرتا۔
 لیکن وہ جوڑی نارمن کے سلسلے میں خبر تھا۔ پارس نے کہا ”تم
 پایا کو نور یا بات بتاؤ۔“
 اس نے میرے پاس آکر مجھے بتایا میں نے لیلیٰ سلطانہ اور
 سلمان کو اس کے اغوا کے متعلق بتایا۔ سلمان نے کہا ”جب یہ
 واردات ماسک میں یا یودی تنظیم کے لوگوں نے نہیں کی ہے تو
 پھر کوئی خیال خواتی والا ایسا کر رہا ہے۔ جزل کا ایک خاص ماحث
 نیوستانا ایک بارڈی بورن پر توخمی عمل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے
 اسے ناکام بنا دیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسی نے جوڑی نارمن کو
 اغوا کیا ہے۔“
 میں نے کہا ”تم خیال خواتی کرنے والے ایسے ہیں جنہیں
 ہم ٹرپ نہ کر سکتے۔ ایک سچے پال ہوپ کن ”لو سٹرا“ نے نیوستانا

اور تیسری ہے جزل کی بیٹی مرنا۔ ان تینوں میں سے کوئی ایسا
 جو اپنی ٹیلی پیٹھی کی قوت میں اضافہ کرنے کے لیے ایسا کر رہا
 سلمان نے کہا ”ہم پال ہوپ کن کو بہت اچھی طرح جانتے
 ہیں۔ وہ لک اور قوم کا پکا نثار دار ہے۔ وہ ایسی حرکت نہیں کرے
 گا اور جو جزل کی بیٹی مرنا ہے وہ جزل کے ٹیلی پیٹھی جانے
 والے کو ٹرپ نہیں کرے گی۔ البتہ نیوستانا پر شپا کی جاسکے
 لیلیٰ نے پوچھا ”جزل کی بیٹی مرنا کہاں ہے؟ اس کا کوئی پتا
 نکھانا ہے؟“
 سلمان نے کہا ”میں نے جزل پر توخمی عمل کرنے کے
 دوران مرنا کے متعلق پوچھا تھا۔ جزل نے ایک معمول کی
 حیثیت سے بتایا کہ وہ کمائی کی زندگی گزارتی ہے اس نے جزل کو
 بھی اپنا پتا نکھانا نہیں بتایا ہے۔“
 میں نے کہا ”میں مرنا کے متعلق معلومات حاصل کر
 چاہے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جو کتاما اور پراسرار بن کر رہے
 ہیں وہ بھی اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ چپ چاپ کسی کا
 نظروں میں آئے بغیر جہان منصوبوں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔“
 سلطانہ نے کہا ”ہم اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ مرنا کی
 طرف دھیان دینے کا وقت ہی نہیں ملتا۔“
 میں نے کہا ”میں سلمان سے کہوں گا کہ وہ جیسے فوری
 مصروف نہ رکھے۔“
 وہ ایک دم سے جینپ کرہوی ”آپ کو شرم نہیں آتی؟“
 سلمان نے کہا ”فراد بھائی! آپ چھپنے کا کوئی موقع تلاش
 نہیں کرتے۔ سلطانہ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ہم سسر کے
 معاملے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ شان بابا ڈوک کا تعاقب کرتا
 ہوئی رباط گئی تھیں۔ وہ کمینٹ وہاں سے بھی جا چکا ہے۔ اگلا
 چلا ہے کہ وہ مصر کی طرف گیا ہے۔ جو میں کھنے گزر چکے ہیں۔
 اس کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔ اگر وہ مصر سے اسرائیل گیا ہوگا
 تو سسر پیرس آجائیں گی کیونکہ راحیلہ ساتھ ہے۔ اسے
 اسرائیل لے جانا مناسب نہیں ہے۔“
 میں نے کہا ”سلطانہ کو سونا کے پاس جانے دو۔ میں بھی آ
 جانا رہوں گا۔ تم جزل کے پاس جاؤ مرنا تک پہنچنے کا کوئی رات
 نکالو۔“
 وہ چپکے سے جزل کے داغ میں آیا۔ وہ پریشان ہو کر ٹل ما
 تھا۔ پال ہوپ کن اور نیوستانا اس کے داغ میں تھے۔ پال ہوپ
 رہا تھا ”یہ سب کچھ اچانک کیسے ہو گیا؟“
 جزل نے کہا ”یہ ہماری بدقسمتی ہے یا ہماری نااہلی؟“
 لندن میں چھ ٹیلی پیٹھی جاننے والے گئے تھے۔ وہ چھ کے چھ
 ہو گئے۔ کرٹل کی بیٹی جو راجوری بھی نہیں رہی۔ کرٹل نے
 فیکس کے ذریعے اطلاع دی اور آخر میں لکھ دیا کہ وہ خود
 رہا ہے۔ کیا اس کے خود بخود کھنے سے ہمارا نکھانا پورا

جانے گا۔ جاؤ اور مجھے آکر بتاؤ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔“
 اس کے داغ میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر نیوستانا
 نے کہا ”افسوس کرٹل اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس نے
 بیٹھا گذر کر ہی ہے۔“
 جزل ایک صوفے پر گر پڑا۔ اتنا زہر تو نقصان برداشت
 کرنے کے لیے صوفے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لندن میں چھ خیال
 خواتی کرنے والے تھے۔ ان میں سے کتنی پال اور کی بیٹو کو ہم
 نے پیرس پھانچا تھا۔ باقی چار تھے۔ وارنریک، جان گاؤنی،
 جوڑی نارمن اور جو راجوری یہ چاروں اچانک غائب ہوئے تھے۔
 جزل کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انہیں اغوا کیا گیا تھا یا وہ خود ہی
 کس جا کر چھپ گئے تھے۔
 وہ صوفے میں دھنسا ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر کہہ رہا تھا۔
 ”اب ہمارے پاس کیا رہ گیا ہے؟ کون رہ گیا ہے؟ ایک پال ہوپ
 کن تم ہو؟“ نیوستانا نے پوچھا اور تیسرا مارشل رسل ہے۔“
 پال نے کہا ”سراڈی بورن بھی ہے۔“
 ”وہ بھی شاید نہیں ہے۔ اس نے بھی کل سے رابطہ نہیں
 کیا ہے۔ مارشل رسل اس کے پاس گیا تھا۔ اس نے سانس
 روک لی۔ شاید وہ بھی غدار بن چکا ہے۔“
 نیوستانا نے کہا ”سرا ہمارے پراسرارے رہے بھی ٹیلی
 پیٹھی جاتے ہیں۔ آپ کو پاس نہیں ہونا چاہیے۔“
 ”میں پراسرار کے سلسلے میں بہت الجھا ہوا ہوں۔ اس پر
 مجھ کو سانس کرنا چاہتا مگر خواہ خواہ ہر معاملے میں مجھ کو سا کر لیتا
 ہوں۔“
 پال نے کہا ”میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ
 سلطانہ اور پراسرار کو یہاں سے نہ جانے دیں۔ اب دیکھیں وہ
 جزل میں پیش کر رہے ہیں۔ سنا ہے شادی کر چکے ہیں۔“
 ”جو چلے گئے انہیں جانے دو۔ تم لوگ موجود ہو۔“ اپنی باتیں
 کر۔ مارشل کو بلاؤ۔“
 پال نے خیال خواتی کے ذریعے مارشل رسل کو جزل کے
 داغ میں حاضر ہونے کے لیے کہا وہ حاضر ہو گیا۔ جزل نے کہا۔
 ”تم تینوں کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے۔ ہمارے
 سامنے تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کا انجام ہے۔ دشمنوں نے
 ایک ایک کر کے سب کو ٹرپ کر لیا۔ تم جانتے ہو کہ ان کے
 اطراف کتنے سخت پہرے بٹھائے گئے۔ تم تینوں نے اپنے طور پر
 اپنی حفاظت اور سلامتی کے انتظامات کئے ہیں۔ پھر بھی کچھ
 ہو سکتا ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد ہمارا جزل نہیں رہوں گا۔
 اپنے مفاد سے استفادے دوں گا۔“
 ”سرا! آپ ایسا نہ کریں۔ ہم آپ کے خادم ہیں، آپ ہی
 کی خدمت کرتا چاہتے ہیں۔“
 ”اے پال! یہ خیال ثابت ہو چکا ہے۔ پچھلے چھ ماہ سے میرے

طرز کار پر عمل ہوتا رہا۔ میرے احکامات کی تعمیل ہوتی رہی۔
 جس کے نتیجے میں ہمارا ملک بارہ ٹیلی پیٹھی جاننے والوں سے محروم
 ہو گیا۔ مجھے فوراً استعفا دینا چاہیے اور تم لوگوں کو میری نہیں ملک
 اور قوم کی خدمت کرنی چاہیے۔ ابھی میرے پاس بہت سی باتیں
 اپنے نام اور اپنا نکھانا بدل لو۔ بالکل کتاما وہ کر رہے ہیں۔
 انتقام لو۔ اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو واپس لاؤ یہ ہمارا بہت
 بڑا کارنامہ ہوگا۔ میری نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں۔ سب
 جاؤ۔“
 ”سرا ہماری ایک بات مان لیں۔“
 ”کیا کتاما چاہتے ہو؟“
 ”آپ استعفا نہ دے کر ہمیں ایک ماہ کی مصلحت دیں۔ ہم
 وعدہ کرتے ہیں ہم اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والے ساتھیوں کو واپس
 لا کر آپ کا سراؤ بچا کر دیں گے۔“
 ”انہیں واپس لانا تمہاری ڈیوٹی ہے۔ اگر میں تمہاری بات
 نہ مانوں تو کیا تم اپنی ڈیوٹی چھوڑ دو گے؟“
 ”تو سرا ڈیوٹی از ڈیوٹی!“
 ”تو پھر جاؤ مجھے تمنا چھوڑ دو۔“
 وہ چلے گئے۔ جزل تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر
 وہ اٹھ کر میز کے پاس آیا بیٹھا کہ اس نے ایک اتنا نکھانا پھر
 سے یہ تحریر لکھی ”میں نے خود کو ٹال بٹھ کر استعفا دیا۔ لیکن
 صرف عمدہ چھوڑ دینے سے شرمندگی پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ میں
 ندامت سے زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اس نے خود کو گولی مار کر
 رہا ہوں۔ میری ہلاکت کا الزام کسی پر نہ آئے۔ میں پورے
 ہوش و حواس میں رہ کر اپنی جان دے رہا ہوں۔“
 اس نے تحریر کو میز پر رکھا پھر دراز سے ریو اور نکال لیا۔
 اس میں گولیوں سے بھرا ہوا میگزین لڈ کر کے اس کی ٹال اپنی
 کتینی سے لگائی۔ انگلی کو ٹیگر پرا لایا بھرا سے دایا۔ لیکن باند نہ
 پتا چلا ”انگلی اس کا حکم نہیں مان رہی ہے۔“ ٹیگر نہیں دبا رہی ہے۔
 اس نے دوبارہ کو کوشش کی۔ پھر سوائے نظروں سے ریو اور کو
 دیکھا۔ تب اسے داغ کے اندر اپنی بیٹی مرنا کی آواز سنائی دی۔
 ”نوا نکھانہ! ایسا کہی نہیں ہوگا۔ میرے بیٹے کی آپ شرمندہ
 نہیں ہوں گے۔“
 ”بیٹی! تم نے اتنے دنوں بعد مجھے یاد کیا ہے؟“
 ”میں ایسی بے مروت نہیں ہوں۔ مجھ کو شام آپ کی خیریت
 معلوم کرنی رہتی ہوں۔“
 ”کیا میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہوں؟“
 ”جی ہاں! ایک رات میں نے آپ کے داغ میں یہ بات
 نقش کر دی تھی کہ آپ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کریں
 گے۔ آپ میری اس حرکت سے ناراض ہوں گے لیکن میں ایسا
 نہ کرتی تو آپ بھی خود بخود کھنے کو کھ پھرتے۔“

"کیا تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ سوینا نے ہمیں کتنا نقصان پہنچایا ہے؟"

"جی ہاں۔ نقصان صرف سوینا سے نہیں دوسروں سے بھی پہنچ رہا ہے۔ پر سن ڈیگر اپنی مرضی سے کیا تھا۔ الپا اور بے مورگن کو بھی سوینا نے مرپ نہیں کیا۔ میں بدوش نہ کہ تمام ترانے دیکھ رہی ہوں۔ لندن سے چار ٹیلی بیسی جانے والوں کو بھی سوینا نے اغوا نہیں کیا ہے۔"

"تو پھر یہ ہمارے ٹیلی بیسی جانے والے کہاں ہیں؟ کس لوگوں نے انہیں مرپ کیا ہے؟"

"یہ میں بھی نہیں بتاؤں گی، بلکہ انہیں واپس لاؤں گی۔ آپ وعدہ کریں کہ اپنی بیٹی کے لئے زندہ رہیں گے۔"

"میں اپنی اعلیٰ کام اور فوج کے سینئر افسران سے نظرس نہیں ملا سکتی۔"

"انکل! کچھ عرصہ کی شرمندگی برداشت کر لیں۔ آپ نے استعفا لے دیا ہے۔ یہاں سے کسی کو اطلاع دیے بغیر بدوش ہو جائیں۔ دوسروں کو اپنے طور پر رائے قائم کرنے دیں کہ آپ خود بخفی کر چکے ہیں۔ جب میں تمام ٹیلی بیسی جانے والوں کو واپس لاؤں گی تو آپ دوبارہ منظر عام پر آجائیں گے۔"

"جی! میں تمہارے پاس آؤں گا۔ تمہارے پاس چھپ کر رہوں گا۔"

"نہیں! انکل! آج تک میری سلاستی اور کامیابی کا راز یہی ہے کہ میں بالکل ختم رہتی ہوں۔ کسی ملازم پر بھی بھروسہ نہیں کرتی۔ کوئی بھی دشمن آپ کا تعاقب کرتے ہوئے مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے ہم ایک دوسرے سے دور رہیں گے۔ آپ ابھی یہاں سے چلیں۔"

وہ میز کے پاس سے اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔ سلمان نے میرے پاس آکر یہ وعدہ دیا تھا کہ "میں نے پہلی بار سرکاری آواز سنی ہے۔ اس کی آواز اور لہجے کی پہچان بتائی ہے کہ وہ مضبوط قوت ارادی رکھنے والی چالاک لڑکی ہے۔"

میں نے کہا "میرا دل کہتا ہے کہ مرینا کوئی زبردست بازی کھیل رہی ہے۔ مجھے اس کی آواز سناسکتے ہو؟"

"وہ ابھی جزل کے داغ میں ہوگی۔"

میں سلمان کی آواز اور لہجہ اختیار کر کے جزل کے داغ میں آیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ وہاں مرینا کہہ رہی تھی۔ "آپ اپنی دولت اور جائیداد کی فکر نہ کریں۔ گھر سے کوئی ضرورت کی چیز نہ لیں بس یہ شہر چھوڑ دیں۔ میں اپنے علم کے ذریعے آپ کو تمام چیزیں فراہم کر دوں گی۔"

میں سمجھ گیا کہ کجبت بڑی تیز طرار ہوگی۔ میں نے جزل کی سوچ میں کہا "میں بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اپنے گھر سے اور اپنے شہر سے خالی ہاتھ جانا ہوگا۔ وہ بھی ایسے کہ کوئی مجھے نہ

پچانے۔ ایسی دہدہری کے وقت تم ہی میرے ساتھ ہو بیٹی! تم مجھے کتنا چاہتی ہو؟"

"اپنے آپ سے جتنی محبت کرتی ہوں اتنی ہی آپ سے کر رہی ہوں۔ میں آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گی۔"

میں نے جزل کے ذریعے کہا "میں یہاں اپنی کار چھوڑ رہی ہوں۔ میں نے جاکر گم کا تم تک میرے ساتھ رہو گی؟"

"آپ میری فکر نہ کریں میں آپ کو کسی خفیہ ٹھکانے تک پہنچاؤں گی۔ وہاں آپ عارضی میک اپ کے ذریعے چرے پر تھوڑی سی تبدیلی کریں گے۔ اس کے بعد کوئی آپ کو نہیں پچانے گا۔ پھر آپ یہاں سے سیما جائیں گے۔"

وہ کار سے اتر کر کاؤنٹر پر آیا وہاں سے لوکل ٹرین کا ٹکٹ لیا۔ پھر پلٹ فارم پر آئے گی کرپا۔ میں نے اسے گرایا تھا۔ میرا اسے سنبھالنے سے بولی ہو گیا ہوا انکل؟"

"کچھ نہیں، میرے سینے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ آجائے بڑھاپا اور یہ ختمی! تم مجھے مرانے دیتیں تو اچھا ہوتا۔"

"آپ ایسی باتیں نہ کریں۔"

وہ دنگلاتے ہوئے ایک کپارٹ میں آکر بیٹھ گیا پھر بولار۔ "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ کیا تم تھوڑی دیر کے لئے نہیں آسکتیں؟"

"میں تو آپ کے پاس ہوں۔"

"بیٹی میں تمہیں آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں، تمہارا ہاتھ پکڑ کر چلنا چاہتا ہوں۔ تم چوبدل کر آسکتی ہو؟ بیٹی آجاء! میں بہت پریشان ہوں۔"

"ابھی بات ہے، میں اگلے اسٹیشن پر آؤں گی۔ کوئی بھی آپ کے داغ میں آئے تو اسے واپس کر دیں۔"

"میں کسی کو نہیں آنے دوں گا۔ سانس روک لوں گا۔"

میں نے سلمان سے کہا "توڑ اپنے ادارے کے آدمیوں کو لوکل ٹرین کے اگلے اسٹیشن کی طرف روانہ کرو۔"

وہ بھی جزل کے اندر رہ کر یہ سب کچھ نہ رہا تھا۔ اس نے کہا "فرار بھائی! آپ تو کمال کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھتے ہی دیکھتے مرینا تک پہنچنے کا راستہ بنا لیا ہے۔"

وہ چلا گیا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس اور ایجنٹ ہر ملک کے شہر میں موجود تھے۔ سلمان کا غم سننے ہی اگلے کسی اسٹیشن پر آسکتے تھے۔ میں پھر جزل کے پاس آیا۔ وہ سکون سے بیٹھا ہوا تھا۔ ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے چل رہی تھی۔ مرینا نے پوچھا "انکل! آپ آرام محسوس کر رہے ہیں؟"

میں نے جزل کی سوچ میں کہا "ہاں بیٹی! تم نے آنے کو کہا مجھے سکون آگیا ہے۔ مگر تم ابھی تک میرے داغ میں ہو۔ اگلے اسٹیشن پر کیسے آؤ گی؟ تمہیں تو میک اپ میں آنا چاہئے۔"

"میں بیٹھ میک اپ میں رہتی ہوں۔ ابھی آجائوں گی تو

آپ بھی نہیں پہچان سکتیں گے۔ اچھا میں جاری ہوں۔ آپ خود کو ختم نہ کریں، بس میں آ رہی ہوں۔"

وہ شاید چلی گئی یا بدستور داغ میں چھپی رہی ہوگی۔ میں وہاں خاموش رہا، تھوڑی دیر بعد پھر بیٹے کی تکلیف کا احساس دلایا۔ اے آہستہ آہستہ کر رہے ہوئے اپنے بیٹے پر ہاتھ پھیرتے رہے پھر بولار۔ وہ اگلے اسٹیشن پر نہیں آئی۔ داغ میں آکر بولی "میں دوسرے اسٹیشن پر آؤں گی، ابھی چاروں طرف کا جائزہ لے رہی ہوں۔"

ٹرین آگے بڑھ گئی۔ دوسرے اسٹیشن کی طرف جانے لگی۔ سلمان نے کہا "ہمارے آدی پہنچ گئے ہیں۔ دو جزل کے کپارٹ میں ہیں۔ دو اگلے اسٹیشن پر پہنچیں گے۔"

میں نے کہا "انہیں سمجھاؤ کہ روٹی کی دوا مرینا کے جسم میں ابٹکتی کی جائے گی۔ اگر وہ قابو میں نہ آئے تو سائینسز لگے ہوں۔ رپورٹرز سے زخمی کی جائے۔ پھر اس کا داغ بھی ہمارے قبضے میں آجائے گا۔"

اگلا اسٹیشن آگیا۔ ٹرین کے رکٹے ہی خود کار دروازہ کھل گیا۔ کچھ مسافر ٹرین سے اتر گئے کچھ سوار ہوئے ان میں ایک جوان اور قبول صورت لڑکی بھی تھی جس نے کپارٹ میں آکر در تک نظرس دوڑائیں پھر جزل کو دیکھ کر اطمینان سے چلتی ہوئی آکر اس کے قریب بیٹھ گئی۔ آہستہ سے بولی "آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

جزل نے اسے ٹوٹتی ہوئی نظروں سے دکھا پھر آہستہ سے پوچھا "بیٹی تم ہو؟"

"جی ہاں! میرا نام نلس اور مجھے بیٹی نہیں کہیں۔"

"اوہ اس مصیبت اور ختمی کے وقت تم نے میرے پاس آکر اپنی انتہائی محبت کا ثبوت دیا ہے۔"

"آپ نے مجھے ٹیلی بیسی کا علم دے کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس احسان کے سامنے میری محبت کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ ہمیں بدل کر آئی تھی لیکن اپنی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔ بدستور وہی آواز میں بول رہی تھی۔ کوئی جزل کو ٹانہ دیتی تو وہ چپ ہو جاتی تھی پھر اس کے داغ میں آکر بولنے لگی تھی۔ جب ہم نے ہر طرح سے تعین کر لیا کہ شکار ہمارے ہاتھ سے نہیں نکلے گا تو سلمان کا ایک آدی حکم پڑا یہ اپنی جگہ سے اٹھا، تیزی سے چلا ہو مرینا کے پاس آیا پھر اس نے ایک ننگی سے سرنگ کی سوئی اس کی گردن میں پھنسی۔ اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اس کے چہرے سے پریشانی اور جراتی ظاہر ہوئی۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس کا سر جزل کی طرف ڈھل گیا۔ وہ اسے سنبھالنے سے بولا "کیا وہ بیٹی؟"

وہ گردن میں جھلا ہو گئی تھی۔ میں نے اور سلمان نے اس

کے داغ میں چھلانگ لگائی۔ مگر حرکت! اس نے سانس روک لی۔ سلمان نے پوچھا "فرار بھائی! یہ کیا ہوا؟"

میں جزل کے داغ میں آیا۔ وہاں مرینا تھمتے گا رہی تھی اور کہہ رہی تھی "مجھے چاہئے کہ لے کر بولار زبردست پکڑ چلا گیا تھا۔ لیکن میں لڑے لڑے لڑ رہی ہوں۔ مجھے چاہئے کہ لے کر بولار لٹ جائیں گے۔"

جزل نے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم میرے پاس آتے ہی ایک مریضہ کی طرح گرور ہو گئی ہو۔ کیا ابھی جو اسٹیشن ہمارے قریب آیا تھا اس نے کوئی شرارت کی ہے؟"

"ہاں! اس نے مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہا لیکن میں تو اپنی خفیہ پناہ گاہ میں ہوں۔ میں نے آپ کی تسلی کے لئے ایک ایسی لڑکی کو آلا کار اور اپنی معمول بنا کر آپ کے پاس بھیجا تھا۔ دشمن نے اسے مرینا سمجھ لیا۔ ذرا اس ابھی سے معلوم کریں وہ کون ہے اور کس کے لئے کام کر رہا ہے؟"

میں نے کہا "سلمان! یہ تو ہماری توقع سے زیادہ چالاک ٹکلی ہمیں اوتھاروا۔"

اس نے پوچھا "عورت کے ہاتھوں اوتھنے ہوئے کیا لگتا ہے؟"

"اچھا لگتا ہے برو کو جو بڑی کاغور ہے، وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عورت بھی ذہانت اور بہت عملی میں برو سے کم نہیں ہے۔ بعض حالات میں برو سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔"

"مرینا ایسی ہی تیز طرار ہے تو آئندہ اس سے کمرانے میں مزہ آئے گا۔"

"مرینا سے کراؤ گے؟ اچھا تمہو ابھی سلطان سے کتا ہوں؟"

"ارے نہیں! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں یہ کتنا چاہتا تھا کہ۔۔۔"

میں نے بات کاٹ کر کہا "وضاحت نہ کرو۔ میں سمجھ گیا تم بیوی سے ڈرتے ہو۔"

"اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟"

"یعنی نہیں ڈرتے۔ سلطان تمہارے پاس بے ذرا زبان سے بولو کہ بیوی سے نہیں ڈرتے ہو۔"

"آپ کیا بیوی کو لڑانا چاہتے ہیں؟"

"بیوی سے وہ لڑتے ہیں جو ڈرتے نہیں ہیں۔"

"کیا آپ سبکی سے لڑتے ہیں؟"

"کوئی اپنی جان سے لڑا نہیں! اس پر مرنا ہے۔"

"ارے یہی تو میں کتنا چاہتا تھا۔"

"یعنی میرے تعین قدم پر چلنا چاہتے ہو؟"

"آپ جیسے تجھ کا برو سے بھائی کے نقش قدم پر چلنا میرے لئے غریبی بات ہو گی۔"

پھر گئی؟“

”میں اپنی مرضی سے چاہا نہیں آئی ہوں۔ مجھے بہن شہل

توڑی تار میں نے پوچھا "کیا تم بھی قیدی ہو؟"
 "ہاں، جب سے ہوش میں آئی ہوں تار کی دیکھ رہی ہوں۔
 یہاں سے کسی جگہ پر بے کیم کوئی کرا رہا ہے یا کال کو ٹھہری ہے۔"
 میں نے توڑی کے پاس آکر دو ٹکسا دو ٹکسا کر بیٹھے ہوئے کے
 باقی کال کو ٹھہری میں آرام وہ دستہ تو نہیں ہوتا۔ میں ایک دستہ
 "سارو تم؟"
 "میں نہیں دستہ ہوں۔ تمہاری آواز سن کر حوصلہ ہو رہا۔"

طرف سے آواز آئی ”یہاں سب کچھ ہے صرف روشنی کی محتاج“

نہیں ہوگا۔ نقصان ہونے کے بعد غلط حکمت عملی کا دھیان آتا ہے۔ لہذا تم طیارے سے جاؤ۔ میں بھی جلدی جزیرے میں پہنچوں گا۔“

وہ دونوں لندن کی بارش گاہ سے ایک ساتھ نکلے تھے۔ پھر راستے میں پہنچ گئے۔ جان گاڈی لندن انٹرنیشنل کے پلٹ فارم نمبر پندرہ میں آیا۔ طیارہ پرواز کے لئے تیار تھا۔ اس کے مالک کے دامخ پر جان گاڈی کا قبضہ تھا۔ اس نے گاڈی کا کرم جوشی سے استقبال کیا۔ اسے اپنے ساتھ طیارے میں لے گیا۔ پھر اس کے پائلٹ اور عملے کے لوگوں سے کہا ”یہ میرے دوست ہیں، آج سے انہیں طیارے کا مالک سمجھو یہ جہاں چاہیں طیارے کی پرواز ملتی رہے گی۔“

وہاں سے طیارے نے پرواز کی۔ اس کے مالک نے شراب کی بوتل کھول کر کہا ”آؤ کچھ شغل ہو جائے۔“ گاڈی نے کہا ”میں شراب نہیں پیتا۔ ایک اسپورٹس مین کی زندگی گزارتا ہوں۔“

اس نے شراب سے انکار کر دیا تھا۔ اگر لچ کے وقت کھانے سے بھی انکار کر دیتا تو اپنے آپ سے غافل نہ ہوتا۔ پتا نہیں کھانے یا پینے کی چیز میں کیا تھا جس کے اثر سے وہ بیہوش

کے باغ میں پہنچ گیا۔ اس نے وارنر بیگ سے کہا ”میں ایک بیگ لے کر چھڑی میں پہنچ گیا ہوں۔ وہ بظاہر ایک معزز دوست ہے، اپنے ایک ذاتی طیارے میں سفر کرتا ہے اور اس طیارے میں اپنی ہنرمندی سے مال چھپا کر لے جاتا ہے۔ وہ طیارہ آج شام چھ بجے یہاں سے روانہ ہوگا۔ ہم اسے آسانی سے اپنا معمول بنا کر لے جاتے ہیں۔“

وارنر بیگ نے کہا ”ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ ہم ایک ساتھ اس جزیرے میں نہیں جائیں گے۔ دو مختلف راہوں سے جانے کا کام ہے کہ کوئی ہمیں ایک ساتھ ٹرپ نہیں کر سکے گا۔ اگر ایک جیسے گا تو دوسرا اسے مصیبت سے نکلنے میں مدد کرے گا۔“

”میں مانتا ہوں تم بڑی ذہانت سے سوچتے ہو لیکن ایک جزیرے کے مالک کو اپنا تابعدار بنا کر جزیرے تک جانے میں کوئی ٹرپ نہیں ہے۔ ہمیں ایک ساتھ یہاں سے چلنا چاہئے۔ اگر میں پلان لندن سے غائب ہو جاؤں گا تو کرل تم پر پابندیاں عائد کر دے گی۔“

”میں بھی آج ہی تمہارے ساتھ نکلوں گا لیکن تمہارے ساتھ اس طیارے میں نہیں جاؤں گا میں خوش فہمی سے یہ کبھی نہیں سوچتا کہ منصوبہ کے خلاف عمل کرنے سے میرا کوئی نقصان

میں نے کہا ”وہ دونوں ہمارے معمول اور تابعدار ہیں۔ ان کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ کیا انہیں اندھیرے سے نکال دیتے ہیں؟ کیا اس خفیہ اڈے تک پہنچ کر ان کے کسی کام آسکے ہیں؟“

”میں جانتی ہوں ہم یا کوئی بھی انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر نہ ان سے کوئی کام لے سکے گا۔ ان کے کام کو ٹھیک کرنا۔ لیکن وہ انکار کرنے والا ان سے کیا فائدہ اٹھائے گا؟ انہیں اس طرح قید کر کے وہ کیا حاصل کر رہا ہے؟“

”یہ تو دیکھتا ہے کہ وہ کون ہے“ ان سے کہا چاہتا ہے اور انہیں کب تک یہاں اندھیرے میں رکھ سکتا ہے۔“

”یہ دونوں ابھی اسی حال میں رہیں گے۔ ہمیں باغی ٹرپ چینی جانے والوں کی خبر ملنی چاہئے۔“

لندن میں جو راجدوری اور جوڈی نارمن کے علاوہ وارنر بیگ اور جان گاڈی کو بھی انکار کیا گیا تھا۔ یہ دونوں اس اندھیرے کمرے میں نہیں تھے کسی دوسری جگہ ہو سکتے تھے۔ ان دونوں لیلیٰ نے توبیٰ عمل کیا تھا۔ میں لیلیٰ کے دامخ میں آیا ہوں گاڈی کے دامخ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ بیہوش تھا۔ اب ہوش میں آ رہا ہے۔ ہم اس کے ذریعے لیلیٰ کا کپڑا گردش کر 7 ہوئے جیسے کی آواز سن رہے تھے۔ وہ ہوش میں آنے کے دوران آنکھیں کھولنے والا تھا، ہم نے اسے سارا دیکھا وہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کا اندرونی حصہ دکھانے لگا۔ لیلیٰ نے اس کے اندر سوچ پیدا کی ”میں کہاں ہوں اور یہاں کیسے آیا؟“

وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے لگا ”میں نے اور وارنر بیگ نے بڑی رازداری سے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ ہم رفتہ رفتہ لیلیٰ کی بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ اس کے لئے ہمیں ایک بڑا اڈا بنانا ہوگا۔ کسی ایسی جگہ کا انتخاب کرنا ہوگا جہاں ہمارا کاروبار دشمن آسانی سے نہ پہنچ سکے۔“

اس کی سوچ کب رہی تھی جب اسے اور وارنر بیگ کو چھڑی کو نو میں رکھا گیا تھا تب ہی دونوں نے پلاننگ شروع کی تھی۔ وارنر بیگ نے بتایا تھا کہ ترکی کے جنوب اور اسرائیل کے مغرب میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جو ایک بہت بڑے دو حصوں میں ملکت ہے۔ وہ دونوں اس جزیرے میں بنانے کے لئے ہیں۔ وہاں روپوش رہ کر اس جزیرے کے مالک کو ٹرپ کر کے وہاں کے مالک اور مختار بن سکتے ہیں۔

امریکا سے وہ جزیرہ بہت دور تھا لیکن قدرے بڑے ان کا ساتھ دیا۔ کرل انہیں لندن لے آیا۔ اس طرح انہوں نے آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کر لیا۔ لندن میں انہیں کھانے پھرنے کی آزادی حاصل ہوئی۔ دونوں خیال خزانے کے دو بڑے کوئی شکار تلاش کرنے لگے۔

آخر تلاش کرتے کرتے جان گاڈی ایک بہت بڑے

”ہے۔“

”جوڈی نے پوچھا تم کون ہو؟ ہمارے پاس آؤ۔“

”میں تمہارے ہی پاس ہوں۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کرتا ہوں گا لیلیٰ تو نے کچھ غلط کرکھانے پینے کا سامان ہے۔“

”میری مفیکر کرنا کہاں ہے؟“

”میں کسی کرنا کو نہیں جانتا۔“

”تم سمجھتے ہو لے ہو۔ مجھے ہوش کرتے وقت وہ میرے ساتھ تھی۔“

”میں وہاں نہیں تھا جہاں سے تمہیں لایا گیا ہے۔ اگر تمہارے ساتھ کوئی تھی تو میں اس کے متعلق معلوم کروں گا۔“

”کس سے معلوم کرو گے، مجھے یہاں کون لایا ہے؟ کیوں لایا ہے؟“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے بار بار غلط کیا۔ کئی بار کرل پر ہاتھ مارا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا۔ وہ کرنا کے ساتھ جہاں قیام کر رہا تھا وہاں کے نمبر ڈائل کر کے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے نمبر ڈائل کرنے کے بعد ایک انگلی بردھائی لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ فون صرف باتیں سنانے کے لئے تھا۔ ان کی سننے کے لئے نہیں تھا۔

اس نے ہتھیار کر بیورو کو کرل پر پہنچ دیا۔ جو راجدوری نے پوچھا ”کیا ہوا؟“

اس نے کہا ”ہم اس اندھیرے سے باہر کی دنیا نہیں دیکھ سکیں گے۔ فون پر ڈائلنگ سسٹم نہیں ہے۔ تاریکی نے اندھا اور لیلیٰ فون نے گونگنا دیا ہے۔“

وہ بولی ”ہم پر یہ ظلم کیوں ہوا ہے؟“

”ظلم بھی ہے مہربانی بھی۔ رہنے کو ایک کرا اور آرام دہ مہتر دیا گیا ہے۔ یہاں کھانے پینے کا بھی سامان ہے۔“

”مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کافی وقت گزر چکا ہے۔“

وہ اندھیرے میں راستہ ٹھٹھٹے ہوئے کھانے کی طرف بڑھنے لگے۔ میں نے کافی پانی پھی پانی بیڑ پر رکھتے ہوئے کہا ”انہیں سوچ سمجھ کر تاریکی میں رکھا گیا ہے۔“

لیلیٰ نے کہا ”لیکن یوں کب تک رکھا جائے گا؟“

”ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ انہیں انکار کرنے والے کا مقصد کیا ہے۔ ویسے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انکار کرنے والے کو ان کے ٹیلی فون کے ظلم کی ضرورت ہے۔ اپنی ہی ضرورت پوری کرنے کے لئے انہیں ساری زندگی تاریکی میں رکھ سکتا ہے۔“

”یہ ظلم ناقابل برداشت ہوگا۔ انکار کرنے والے کو سوچنا چاہئے کہ جو راجدوری اور جوڈی نارمن کے کردار انہوں میں کوئی دوسرا خیال خزانے کرنے والا آسکتا ہے۔ ان پر توبیٰ عمل کر کے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا سکتا ہے۔“

آخر تلاش کرتے کرتے جان گاڈی ایک بہت بڑے

اردو ادب میں طنز و مزاح کا ایک نیا رخ۔ شگفتہ سیریز۔ گھر کی مٹنی کھانے اور کھیتی بکسی میں غرق کئے ہوئے

انشرعانی

دو نئے ناول پیش کرتے ہیں

اپنے گھر پر

بے وقوف

قیمت: ۲۵ روپے، ڈاک خرچ: ۱۰ روپے

قیمت: ۲۵ روپے، ڈاک خرچ: ۱۰ روپے

صرف ہفت روزہ

تعمقوں سے

بالب

دو نئے ناول آج ہی خرید لیتے

میں اس کی

کتابیات پبلی کیشنز

پوسٹ بک نمبر ۲۳ کراچی

”تاجن نہ بناؤ۔ میں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔ تم نے کسی خاص مقصد کے لئے اسے روک رکھا ہے۔“
 دونوں ایک دوسرے پر شبہ کر رہے تھے جبکہ لیلی نے اس حینہ کو روک رکھا تھا۔ وارنر نے یہ دیکھا کہ اسے بھی گولی مار دے لیکن میں نے اسے قابو نہ کیا تھا۔ ہم اس حینہ کے ذریعے پاپا ڈوک تک پہنچنے کی فکر میں تھے۔ وارنر جس جزیرے میں جانے کا منصوبہ بنا چکا تھا وہ جزیرہ اسی سمندر میں تھا۔ وہ ادھر جانا چاہتا تھا۔ میں اس حینہ کے پاس آگرا سے سلائے لگا پاپا ڈوک نے کہا ہے تم کیوں سو رہی ہو؟ جاگتی رہو۔ میں دیکھتا چاہوں گا کہ یہ وارنر کہاں جا رہا ہے؟“
 لیکن وہ سو رہی تھی۔ میری اور لیلی کی موجودگی میں وہ اس پر جبر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کے قابو میں کیوں نہیں آ رہی ہے۔ بہر حال وہ آنکھیں بند کر چکی تھی۔ پاپا ڈوک دیکھ نہیں سکتا تھا کہ وہ لیلی کا پڑھتا جا رہا ہے۔
 تھوڑی دیر بعد وارنر اس جزیرے پر پہنچ گیا۔ اس نے سوچا تھا اب حینہ کے داغ پر قبضہ نہ کر اس کے ذریعے لیلی کا پڑھ کر پرواز کرانے گا۔ پھر اسے حینہ سمیت سمندر میں ڈال دے گا تاکہ پاپا ڈوک حینہ کو آلا کر باہر کر جزیرے میں اس کے ٹھکانے کا پتا معلوم نہ کرے۔

اس نے حینہ کو نیند سے جگایا۔ لیلی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے لیلی کا پڑھ میں بائٹ اور کو پاٹ کر مرنے دیکھا تھا۔ وہ چٹخا چٹا جانتی تھی لیکن کبھی غائب داغ ہو جاتی تھی، کبھی پورے شعور سے لیلی کا پڑھ کا منظر دیکھنے لگتی تھی۔ کبھی سو جاتی تھی کبھی خودی بیدار ہو جاتی تھی۔ وارنر نے اس کے داغ میں رہ کر اس سے لیلی کا پڑھ کر ڈال دیا۔ بہت دور سمندر میں لیجانے کے بعد اسے گرانا چاہتا تھا لیکن ایسا نہ کر سکا۔ ہم نے حینہ کے داغ سے اس کی گرفت ڈھیلی کر دی۔ لیلی نے اسے قابو میں رکھا۔ میں حینہ کے داغ میں رہ کر اسے لیلی کا پڑھ کر کنٹرول کرنا نہ سکتا تھا۔
 اس نے پہلے بھی یہ کام نہیں کیا تھا۔ وہ گھبرا رہی تھی۔ بار بار بچے جھانک کر سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ ایسے وقت پاپا ڈوک کی آواز سنائی دی۔ وہ حیرانی سے پوچھ رہا تھا ”تم لیلی کا پڑھ کر آ رہی ہو جبکہ تمہاری سوچ کہ رہی ہے کہ تم نے بھی یہ کام نہیں کیا ہے۔“
 وہ رونے لگی، کہنے لگی ”میں پاگل ہو جاؤں گی۔ میرے اندر کوئی ہولنا ہے، پہلے بھی بول رہا تھا۔ اگر یہ لیلی جیسی ہے تو میرے داغ میں کون ہے؟“
 پاپا ڈوک نے کہا ”میں تمہارا دوست ہوں۔ تھوڑی دیر پہلے میں ہی تمہارے ذریعے وارنر سے باتیں کر رہا تھا۔ وارنر کہاں ہے؟“
 ”پا نہیں وہ کہاں ہے؟ میں تو سو رہی تھی اچانک جا گئے

کے بعد بے اختیار یہ لیلی کا پڑھ کر ڈالنے لگی۔“
 ”تم لیلی کا پڑھ کہاں سے لا رہی ہو؟“
 میں نے اس کی زبان سے جھوٹ کہا ”ایک بہت بڑا جہاز تھا۔ اس کے عرش پر سے پرواز کرتی آئی ہوں۔“
 ”بحری جہاز کی طرف واپس چلو۔“
 ”میں نہیں جانتی اسے واپس کیسے موڑنا چاہئے۔“
 ”میں تمہیں گائیڈ کرتا ہوں۔“
 وہ اس کی راہنمائی کے مطابق عمل کرنے لگی لیکن میں واپس جانے نہیں دیا۔ گھما پھرا کر دوسری طرف سے لگا پاپا ڈوک کو نہ کوئی بحری جہاز نظر آیا اور نہ ہی جزیرہ دکھائی دیا۔ ایک گھنٹے بعد ٹھنکی کا صہ نظر آنے لگا۔ وہ جھمبلا کر بولا ”یہ تمہارا آگنی ہو؟ بحری جہاز کہاں ہے؟“
 ”میں کیا بتاؤں وہ کہاں ہے۔ مجھے جلدی سے بچنا پڑا۔“
 ”پرواز کرتی رہو؟ کوئی آبادی نظر آئے تو وہاں گر پڑنا جا رہا ہوں۔“
 وہ خاموش ہو گیا۔ شاید چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی پیٹھ پر ایک جگہ سلامتی سے آگرا دیا۔ پھر لیلی کے پاس آیا اس نے کہا ”پاپا ڈوک دوبارہ وارنر کے پاس آیا۔ وارنر نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔“
 ”وہ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہے کہ وارنر نے کیا بنا دیا ہے۔“
 ”یہ کیسے معلوم ہو گا کہ پاپا ڈوک نے کہاں بنا دیا ہے؟“
 ”کوئی چال سوچنا ہو گی۔ تم وارنر کے پاس آتی جاؤ۔ میں جان گاؤڑی کا حال معلوم کر آتا ہوں۔“
 ہم نے پچھلی بار گاؤڑی کو لیلی کا پڑھ میں دیکھا تھا۔ اب اس کے داغ میں جا کر معلوم ہو گا کہ وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کی شکل پر ہے۔ اس بلندی سے چاروں طرف سمندر نظر آ رہا تھا۔ اس سے دور بہت دور کسی ملک کا ساحل تھا۔ ساحل کے ہونڈے میں اونچی اونچی عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کی صفائی بتایا کہ لیلی کا پڑھ والوں نے اسے پہاڑ کی چوٹی پر آباد کیا تھا۔ اس کے لئے کھانے پینے اور اوڑھنے بچانے کا کچھ سامان چھوڑا تھا۔ جانے سے پہلے ایک شخص نے کہا ”تم اس ملک کا سمندر کی حد میں ہو۔ وہ سامنے شرقی اسیب نظر آ رہا ہے۔ تمہارے چاروں طرف سمندر ہے۔ تم اسے خشکی کے لئے نہیں کر سکو گے۔ اس پہاڑ پر نہ جس کوئی انسان کے لئے ضرورت کی کوئی چیز ملے گی۔ ضرورت کی چیزیں ہم چھوڑا گئے۔“
 یہ کہنے کے بعد وہ سب چلے گئے تھے۔ وہ چٹخا پاپا واپس آ رہا تھا لیکن وہ واپس نہیں آئے۔ وہ جبکہ بار بار میں نے لیلی کے پاس آکر بتایا کہ جان گاؤڑی پر کیا ہوا

اور اسے کہاں پہنچا گیا ہے۔ وہ بولی ”اسے سمندر کے چٹاس لے کر کیا ہے کہ دشمن اسے ٹرپ نہ کر سکیں۔ اگر اس کے داغ میں پہنچیں تو اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔“
 میں نے کہا ”پاکل جہاز اور جہازیں وارنر کی باتیں کیا ہیں۔ انہیں تاریکی میں رکھا گیا ہے تاکہ ان کی ٹیلی ویژن سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے اور گاؤڑی کو پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ دیا ہے وہاں بھی کسی کا پتہ نہ ہو رہا ہے۔“
 ”دشمنوں نے لیلی قبضہ نہ کیا۔ انہوں کو ہم سے دور رکھنے کے لئے یہ سب کیا۔ میں بخیر۔ خیال دہانی کر کے والوں کی باتیں سمجھتی ہے۔“
 ”میں پچھلے دنوں کے دنوں میں مغربی کنارہ پر تھا۔ تھوڑی دیر میں تاریکی پڑنے والی تھی۔ اس تاریکی میں اس پہاڑ کی چوٹی پر رہتا تھا جس طرح وہ سامان کے ساتھ اسے بیٹھ گئے تھے اس سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے رات وہاں گزارنا ہی ہو گی۔ وہ غصے میں چپنے لگا۔ گایاں کہنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک ہی چپ ہو گیا۔ اس کے داغ میں آواز ابھری ”کیا گایاں دینے سے نجات مل جائے گی؟“
 اس نے خلا میں نکلتے ہوئے پوچھا ”کون ہو تم؟“
 پھر آواز ابھری ”مجھے شان پاپا ڈوک کہتے ہیں۔ میں صرف لیلی جیسی ہی نہیں کلاہ ظلم بھی جانتا ہوں۔“
 ”کیا تم نے مجھے یہاں پہنچایا ہے؟“
 ”ہاں تم پر مروتانی ہے۔“
 ”یہ مروتانی ہے۔ میں اس ویران پہاڑی پر رہتا ہوں۔ رات ہونے والی ہے۔“
 ”اگر تمہیں یہاں نہ لایا جاتا تو سونیا تمہارا کام تمام کر چکی ہوتی۔ اب وہ یا اس کا کوئی آدمی اس سمندر میں نہیں آسکے گا۔ لیلی اسیب کے ساحل پر طاقتور دور نہیں لگی ہوئی ہیں وہاں سے دشمن دن رات دیکھا جائے گا۔“
 اس نے گھبرا کر پوچھا ”دن رات کا مطلب کیا؟ کیا میں اس پہاڑی پر رہوں گا؟“
 ”یہ تمہارے لئے سب سے محفوظ پناہ گاہ ہے۔“
 ”مجھے یہاں قید کر کے تمہیں کیا حاصل ہو گا؟“
 ”اگر تم مجھے کچھ حاصل نہ ہو تو دشمنوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔“
 ”یہ مجھ پر ظلم ہے۔ مجھے دوست بناؤ میں تمہارے کام آؤں گا۔“
 ”اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ دوست بن کر دھوکا نہیں دوں گا؟“
 ”تم کسی ضمانت چاہتے ہو؟“

”اپنا داغ میرے حوالے کر دو۔ میں تجھ پر عمل کرے گا۔“
 ”تمہیں اپنا داغ دانا دینا پڑے گا۔“
 ”میں تم مجھے غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہو۔“
 ”تمہارے انکار کے باوجود میں تمہاری نیند کے وقت داغ میں آؤں گا۔ تمہارا کمزور داغ نہ مجھے محسوس کرے گا نہ عمل سے روکے گا۔“
 وہ پریشان ہو کر بولا ”تم مجھ سے دشمنی کیوں کر رہے ہو؟“
 ”دشمنی کر رہا ہوں۔ میرے بعد کوئی تمہارے داغ کو ٹرپ نہیں کرے گا۔ ہم ہمیشہ میرے پاس محفوظ رہو گے۔“
 ”کہو اس کر رہے ہو۔ مجھے یہودیوں کا غلام بنانا چاہتے ہو۔“
 ”کیوں چلا رہے ہو؟ تمہاری آواز پہاڑی پر گونج رہی ہے۔“
 اس نے گونجنے کی بات پر ایک گلی دلی ”پھر تمہیں اس ویرانے میں تنہا نہیں رہوں گا۔“
 ”میں تمہارے لئے کینڑس بھیج دوں گا۔“
 وہ جھمبلا کر بولا ”اپنی بیٹی کو بھیج دو۔ یہاں لیلی جیسی جاننے والوں کی نئی نسل پیدا ہو گی۔“
 ”تمہارے کہنے سے پہلے ہی آئیڈیا میرے داغ میں آیا تھا۔ میں نے اپنی بیٹی کو روانہ کر دیا ہے۔ لیلی کا پڑھ کی آواز سنو وہ آ رہی ہے۔“
 اب رات کی تاریکی چھا گئی تھی۔ دور سے ایک لیلی کا پڑھ کی سرخ روشنی جلتی جھپتی آ رہی تھی۔ وہ گڑگڑا کر بولا ”میں ہمیشہ تمہارا وفادار رہوں گا۔ مجھے اس لیلی کا پڑھ میں لے چلو۔“
 اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ شاید پاپا ڈوک چلا گیا تھا۔ لیلی کا پڑھ اور ایک جگہ آگیا۔ وہ دوڑتے ہوئے نوھر جانے لگا۔ پچسکا آئی تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ ہوا کی تیزی سے قریب جانا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ کسی طرح طوفانی ہوا کا مقابلہ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اسی وقت تڑا تڑا فزنگ کی آواز ابھری۔ لیلی گایاں اس کے قدموں کے آس پاس کی مٹی اکھاڑتی ہوئی گزر گئیں۔ وہ سہم کر واپس بھاگتا ہوا ایک بڑے پتھر کے پیچھے چلا آیا۔ وہاں سے دیکھا لیلی کا پڑھ کے پاس چند سرفروشی تھے وہ لیلی کا پڑھ سے سامان اتار رہے تھے۔
 اس نے پتھر کے پیچھے سے نکل کر آواز دی ”دوستو! میری بات سنو میں۔۔۔“
 اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تڑا تڑا گویاں چلیں۔ وہ اچھل کر پتھر کے پیچھے چھپنے ہوئے گایاں دیکھنے لگا۔ گردش کرتے ہوئے پتھر کا شور آتا تھا کہ اس کی آواز میں پیچھے ہٹتی تھی۔ وہ اس کی آواز سن کر نہیں اسے دیکھ کر گویاں چلاتے تھے۔ پھر وہ لیلی کا پڑھ میں سوار ہو گئے۔ سلائیڈنگ دروازہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ فضا میں بلند ہو کر لیلی اسیب کی سمت

جائے لگا۔

وہ پتھر کے پیچھے سے نکل کر دوڑتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں گالیاں دینے لگا "سور کے بچہ! کینو! کینو! میری ٹیلی بیٹھی سے ڈرتے ہو۔ اپنی آواز نہیں سنائی، فائرنگ کی آواز سنا کر بھاگ رہے ہو۔ ایک بار مجھے اپنی آواز سناؤ میں پورے اسرائیل کو تباہ کر دوں گا۔"

وہ بول رہا تھا، چنچ رہا تھا، گالیاں دے رہا تھا۔ بیلی کا پتھر دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر صرف اس کی اپنی آواز گونج رہی تھی۔ پھر اسے ایک سرکاری آواز سنائی دی۔ "کب تک چپے رہو گے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے، بس بھی کرو۔"

اس نے چونک کر دیکھا۔ جو سامان فوجی چھوڑ گئے تھے ان کے درمیان کوئی بیٹھی ہوئی تھی۔ صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر ستاروں کی روشنی میں بدن کی گوری رنگت جھلک رہی تھی۔ اس نے پوچھا "کون ہو تم؟"

"پاپا ڈوک کی بیٹی ہوں۔"

جان گاڈی نے اس کے دماغ میں جانا چاہا لیکن ابھی دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ اس کے اندر پاپا ڈوک نے کہا "تم نے میری بیٹی کی فرمائش کی، میں نے پوری کر دی۔ اب اس کے خیالات پڑھ کر کیا کرو گے؟"

"کیا یہ واقعی تمہاری بیٹی ہے؟"

"تمہیں یقین کیسے آئے گا؟"

"اگر یہ سچ ہے تو تم نہایت ہی بے حیا اور بے غیرت ہو۔"

بیٹی کو میرے پاس بھیجنے سے پہلے تمہیں ڈوب مرنے چاہئے۔"

"سوچے کچھ بغیر اپنے سر کو بے غیرت نہ کرو۔ تم کیا

سمجھتے ہو اس تھائی اور ویرانے میں تم اسے ہاتھ لگا سکو گے؟"

"تو پھر اسے کس لئے یہاں بھیجا ہے؟"

"یہ اکثر کبھی تھی کہ کسی ٹیلی بیٹھی جاننے والے سے شادی

کرے گی، پھر تم نے بھی میری بیٹی کی آرزو کی..."

"میں نے غصے میں تمہاری بیٹی کا مطالبہ کیا تھا۔"

"چلو کوئی بات نہیں۔ پہلے تم اسے اچھی طرح دیکھ لو۔ یہ

حسین سے، زمین ہے، ہر طرح تمہارے قابل ہے۔ انکار کرو گے

تو ابھی بیلی کا پتھر میں واپس چل جائے گی۔ پسند کرو گے تو آج رات

میں تم پر تنویری عمل کرنے کے بعد اس سے تمہاری شادی کرادوں

گا۔"

"اس ویرانے میں ہمارے مذہبی پیشوا کے بغیر شادی کیسے

ہوگی؟"

"ہزاروں میل دور ٹیلیفون کے ایک طرف لڑکی اور مذہبی

پیشوا ہوتے ہیں۔ ٹیلیفون کے دوسری طرف لڑکا ہوتا ہے تو شادی

ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تم ایب میں شادی کرانے والے ہوں

گے۔ تم دونوں یہاں رہو گے اور ٹیلی بیٹھی کے ذریعے شادی

کرا دی جائے گی۔"

وہ حیرانی سے بولا "ٹیلی بیٹھی کے ذریعے شادی؟ یہ تو

بات سن رہا ہوں۔"

"حیران ہونے میں وقت ضائع نہ کرو۔ لڑکی پسند کرو۔"

اس نے لڑکی کو دیکھا۔ وہ بے شک وشبہ حسین تھی۔

تھی، دل کو اچھی لگ سکتی تھی لیکن یہ دل لگانے کا کون سا

تھا۔ اس نے کبھی نہیں سنا تھا کہ کسی نے سمندر کے بچے

چوٹی پر شادی کی ہو۔ اسے اپنی دماغی اور جسمانی آزادی کی فکر

تھی۔ جبکہ وہ کھلی فضا میں بھی اسیر تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا

میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ تم دشمن بن کر مجھے قید کر رہے ہو۔

بیٹی دے کر داماد بنا رہے ہو۔ خدا کے لئے مجھے انسانی آبادی

لے چلو۔ میں تمہاری بیٹی کو قبول کر لوں گا۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دو تین بار مخاطب کیا۔

نے کہا "تم عجیب آدمی ہو، مجھے مخاطب کرنے کے بجائے میرے

باپ کو پکار رہے ہو۔ تمہیں تکلیف کیا ہے؟"

"تکلیف؟ اس ویرانے میں تکلیف پوچھ رہی ہو کیا

انسان رہتے ہیں؟"

"ہمت ہی بدوزق ہو۔ وہ جگہ کبھی ویران نہیں رہی۔

عورت پہنچ جائے۔ جہاں جہاں زمین ہے، وہاں وہاں قدم رکھ

تاریخ سے پوچھو جواب ملے گا۔ یہ پوری دنیا ویران تھی۔

عورت نے ہی آباد کیا ہے۔"

"میں یہاں نہیں رہوں گا۔"

"یہاں نہ رہنے کی معقول وجہ پیش کرو تو تمہاری بات

جائے گی۔"

"یہاں ہم صرف دو ہیں، مجھے انسانی آبادی میں رہنے

ہے۔"

"انسانی آبادی میں تمہاری موت ہے۔ دشمن گھات

بیتھے ہیں۔ تمام بڑے ممالک، سپر طاقتیں اور خطرناک

تمہاری ناک میں ہیں۔ جو تمہیں حاصل نہیں کر سکے

تمہیں مار ڈالے گا۔ کیا تم زندہ رہنا نہیں چاہتے؟"

"میں دشمنوں سے لڑتے ہوئے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر لڑو۔ میرے باپ کو بھی دشمن سمجھو، اس سے

ہوئے یہاں سے چلے جاؤ۔ ثابت کر دو کہ تم آزاد

حفاظت آپ کر سکتے ہو۔"

"میں یہاں سے کیسے جاؤں؟ چاروں طرف سمندر

ٹیلی بیٹھی جاننے والے کو کوئی بھی قید کرے گا

کرے گا کہ کوئی دوسرا اس تک نہ پہنچے۔ کوئی تمہیں

خبرے میں یا پھولوں کی زنجیروں میں نہیں رکھے گا۔ اگر

ایسی گرفتاریوں سے جان چھڑانے کی صلاحیتیں نہیں ہیں

میرے اور میرے باپ کے ہو کر رہ جاؤ۔ تمہیں ہر طرح

جاملے ہو گا۔ جس پر طرح کا شہرہ آرام لے گا۔ تمہاری ہر
 خواہش ایک جھپٹے سی پوری ہو جائیگی۔“
 وہ نکتہ خوردہ انداز میں ایک پتھر پڑھ گیا۔ وہ اس کا ہاتھ
 پکڑ کر وہی ”ہمت ہادو گے تو زندگی ہار جاؤ گے۔ آؤ انھو“ خیر لگاؤ۔
 یہ ہماری پہلی خانہ آبادی ہوگی۔“
 میں نے دہلی طور پر حاضر ہو کر پہلی کا ہاتھ پکڑ لیا پھر کہا ”آؤ
 ہم بھی خیر لگائیں۔“
 وہ سمجھ نہ سکی کیونکہ اب بیک وارز کے پاس تھی۔ میں نے
 جان گاڑ دی کے حالات بتائے۔ اس نے کہا ”پھر تو ہم میں سے
 کسی ایک کو گاڑ دی کے پاس رہنا ہو گا ورنہ پاپا ڈوک اس پر عمل
 کرے اسے اپنا تابعدار بنالے گا۔“
 ”میں اس کے پاس آتا جاؤں گا۔“
 ”آپ کا کیا خیال ہے۔ اس پہاڑی پر گاڑ دی تک کوئی پہنچ
 نہیں پائے گا؟“
 ”انہوں نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی اسے وہاں چھوڑا ہے۔
 اس کے پاس صرف ایک سینہ ہے۔ کوئی مسل گاڑ نہیں ہے۔
 سسر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ غوطہ خور اس پہاڑی کے دامن
 میں پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ پہاڑی کے چاروں
 طرف بجلی کے تار پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایسے جاسوسی آلات ہوں
 گے جو کسی تیرے کی موجودگی ظاہر کر دیں گے۔“
 ”یعنی انہوں نے گاڑ دی تک پہنچنا ممکن نہ کیا ہے؟“
 ”فی الحال تو یہی سمجھ میں آ رہا ہے تم وارز کے متعلق بتاؤ۔“
 وہ بتانے لگی۔ وارز جس جزیرے میں گیا تھا وہ لبنان کے
 قریب تھا۔ جزیرے کا نام پوٹو تھا۔ انفرہ کا ایک ارب پتی
 دولت مند وہاں کا مالک تھا مگر لبنان میں ہونے والی خانہ جنگی سے
 پریشان رہتا تھا۔ مخالف گروپ کے جاسوس اور خراب کار آئے
 دن جزیرے میں آتے رہتے تھے۔ ان کا آپس میں تصادم ہوتا تھا۔
 فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کے باعث سکون برباد ہو گیا تھا۔
 یہودیوں نے جزیرہ پوٹو کو خریدنے کے لئے ہماری قیمت لگائی تھی
 لیکن وہ اسے فروخت کرنے سے انکار کرتا تھا جس کے نتیجے میں
 یہودی اس کا سکون برباد کرتے رہتے تھے۔
 جزیرے کے کچھ لوگوں نے ایک پہلی کاہنہ کو کہیں اترتے
 دیکھا تھا۔ وہ کافی فعدا میں معلوم کرنے آئے کہ وہ کس کا پہلی
 کاہنہ ہے اور وہاں کون آیا ہے؟ جزیرے کے سطح پای بھی آئے
 تھے۔ وارز ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ لوگ واپس جانے والے
 پہلی کاہنہ کو دیکھ کر یہ رائے قائم کر رہے تھے کہ وہ کسی فنی خرابی
 کے باعث اتر آ ہوا۔ پھر خرابی دور ہوتے ہی چلا گیا۔ وارز اس
 ہمیشہ میں اتر لوگوں میں مل گیا تھا۔ وہاں کی آبادی بہت کم تھی۔ وہ
 یہی ایک انجینیئر کی حیثیت سے پہچانا جاسکتا تھا۔ اس نے خود کو
 چھپانے کے لئے ایک پولیس افسر کے دماغ میں جگہ بنائی۔ اس

کے ذریعے وہاں کے اعلیٰ افسر کے اندر پہنچا۔ اس اعلیٰ افسر نے
 جزیرے کے مالک یا رہنما سے فون پر بات کی۔ اسے بتایا کہ پہلی
 کاہنہ خود آوا داپس چلا گیا ہے۔ اس میں خراب کار نہیں آئے تھے۔
 یا رہنما نے کہا ”میں انہو بھی آتا تھا“ وہ غیر قانونی طور پر
 آیا تھا اس کا حاسبہ ہونا چاہئے تھا۔“
 ”جناب! وہ ہمارے پیچھے سے پہلے چلا گیا تھا۔“
 وارز بڑی خاموشی سے یا رہنما کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وارز
 رہنما نے اس کی مرضی کے مطابق کینڑوں کو خوابگاہ سے باہر
 جانے کا حکم دیا پھر ان کے جانے کے بعد دو روزے کو اندر سے بند
 کر لیا۔ بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس کے بعد آٹھ گھنٹے کے بعد
 رفتہ رفتہ کی آغوش میں چلا گیا۔
 پہلی کے بیان کے مطابق اب وہ تو کی نیند سو رہا تھا اور بیدار
 ہونے کے بعد وارز کے اشاروں پر چلنے والا تھا۔ میں نے کہا۔
 ”وارز اور گاڑ دی ہم سے بہت دور ہیں۔ لیکن جو راجوہی اور
 جوڑی نارمن ہمارے قریب ہیں۔ ہمیں لندن جانا چاہئے۔“
 اس نے پوچھا ”وہ دونوں نارمن کی میں قیدی بنے ہوئے ہیں
 آپ نے کیسے جان لیا کہ وہ لندن میں ہیں؟“
 ”یہ تو مونی کی عقل میں بھی سمجھ میں آئے والی بات ہے وہ
 دونوں لندن میں اغوا کئے گئے۔ اغوا کرنے والے انہیں کڑی
 فضا کی راستے سے نہیں لے گئے۔ انہوں نے کارپائرن میں بھی
 لہا۔ نرمن میں کیا۔ لہذا وہ لندن یا اس کے آس پاس کہیں ہیں۔“
 ”ہاں! ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہیں کس
 نے اغوا کیا ہے۔“
 ”اندازے سے بہت کچھ سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن وارز اور
 گاڑ دی کے معاملے میں ہمارے اندازے کے بالکل خلاف بات
 ہوئی ہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ پاپا ڈوک اسرائیل جا کر
 پناہ لے گا اور یہودیوں کے لئے دونوں پہلی جیتنی بنائے والوں کو
 ٹریپ کرے گا۔“
 ”پاپا ڈوک ہماری سسر سے بہت سہا ہوا ہے۔ وہ سمجھتا ہے
 سسر سونیا اسرائیل نہیں آئیں گی اسی لئے وہاں سے دھاندلیاں
 کر رہا ہے۔“
 پہلی کا خیال درست تھا۔ اسرائیلی حکام نے پاپا ڈوک کو
 سمجھا ہوا دھوکا دے کر سونیا کی برس پہلے آئی تھی۔ اب دھر کاغذ نہیں
 کرتی ہے۔ اگر کبھی آئے گی تو اسرائیلی ایجنسی جس والے کہیں
 سکون سے چھپتے نہیں دیں گے۔ میں نے پوچھا ”پہلی! تم بھی
 اسرائیل گئی ہو؟“
 ”کوئی چھ برس پہلے ایک ہفتہ کے لئے گئی تھی۔“
 ”کیا پھر چلو گی؟“
 ”جہاں آپ جائیں گے، وہاں ضرور جاؤں گی۔ لیکن ابھی
 لندن کا پورہ کام ہوتا ہے بنائے اسرائیل کا خیال کیسے آیا؟“

”مجھے پاپا ڈوک کی ایک بات یاد آگئی۔ اس نے کہا تھا کہ
 اس کے علم کے مطابق سونیا افراد اس کی موت کا سبب بنیں گے۔
 وہ صرف سونیا سے سہا ہوا ہے کیونکہ مجھے مرہ سمجھتا ہے۔
 اسرائیل میں سونیا کے لئے سختیاں ہیں۔ میرے لئے نہیں ہیں۔
 میں تمہارے ساتھ ایک دن سونیا میں جاسکتا ہوں۔“
 ”میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ مگر عمر کی سیر
 کروں۔ لیکن وہاں یہودی بن کر جانے میں مزہ آئے گا۔“
 ”تم عبرانی فریو لوتی ہو۔ میں یہ زبان نہیں جانتا۔“
 ”میں آپ پر عمل کروں گی۔ یہ زبان آپ کے دماغ میں
 نقش کر دوں گی۔“
 ”پھر یہ طے ہو گیا کہ ہم جا رہے ہیں۔“
 اسے میرے ساتھ بہت دور جانا تھا وہ میرے پاس آگئی۔
 باڈو کی قیدی میں اگر میرے پیچھے دھڑکتی تھی۔



ثانی اور علی بابا صاحب کے ادارے میں آگئے تھے۔ سونیا
 راحیلہ کو پیرس لے آئی تھی۔ راحیلہ رپارٹی تھی۔ کبھی کبھی
 اس پر دودھ پڑتا تھا اور وہ اٹھ کر کھانے لگتی تھی۔ سونیا نے اس
 کی دیکھ بھال کے لئے چار خدمت کرنے والی عورتیں رکھی تھیں۔
 کانچ کے باہر مسل گاڑو کا پہرا رہتا تھا۔ اس کا علاج ہو رہا تھا۔
 لیکن ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیوں پڑتا ہے۔
 میڈیکل رپورٹ کے مطابق جسم اور دماغ صحت مند تھا۔ کسی
 بیماری کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹر کسی
 جاہلی اثر کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔
 سونیا نے پہلے اسے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانا چاہا۔
 لیکن جناب علی اسد اللہ حمزوی نے فرمایا ”پہلی! راحیلہ کو یہاں
 سے دور رکھو۔ اس ادارے میں قدم رکھنے کے لئے پاکیزگی شرط
 ہے۔ جبکہ راحیلہ پر کسی ناپاک آسیب کا سایہ ہے۔ پاپا ڈوک نے
 اسے حمزہ کرنے کے لئے اس پر انسانی خون کے لئے پیٹھ دیے
 ہیں۔ اسے پیرس کی رہائش گاہ میں رہنے دو۔ وہیں اس کا علاج
 کراؤ۔ ہم اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔“
 سونیا اسے سمجھاتی تھی ”دیکھو راحیلہ! تمہاری ماں اور ثانی
 نے جس کس قدر تم کو تربیت دیا ہے۔ وہ ادارہ تمہارے محترم والد
 نے قائم کیا تھا اور آج تمہارا داخلہ وہاں ممنوع ہے۔ حضرت بابا
 فرید واسطی کا نام سن کر مسلمان اور کافر بھی احتراماً سر تیکا
 نیٹھیں اور ان کی بیٹی کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ عبرت حاصل کرنے
 کا مقام ہے۔“
 راحیلہ مجبوراً ظاہر کرتی تھی ”میں کیا کروں؟ مجھے کوئی
 نہیں پوچھتا ہے۔ تم نے بھی مجھے کاربہ دینے کا گھٹا کا۔ تم یہ
 کھل نہیں سمجھتی کہ دھر کوئی نہیں پوچھتا۔ میرے بیکے میں تو

مجھے سر ہر بھلیا جاتا ہے۔ مجھے وہاں کیوں نہیں جاتے دیکھیں؟ مجھے
 میری ماں کے پاس جانے دو۔ تم لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں بیکار
 کر دیے ہیں۔ وہ اپنا بیوہ ہو گئی ہیں۔ انہیں میری ضرورت ہے مجھے
 اور میری بیٹی کو جانے دو۔“
 ”وہاں جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ میں پاپا ڈوک کا
 ظلم تو ذکر رکھاں گی۔“
 ”کیا تم مجھے اپنا سمجھتی ہو؟“
 ”کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم نے تمہارے لئے
 تمہارے گرد و کشتالے سے لکری۔ آئندہ دیکھو گی کہ تمہیں اس
 کے عمر سے نجات دلانے کے لئے میں اسے کتنے کے موت ماروں
 گی۔“
 ”میں مانتی ہوں تم میرے لئے بہت کچھ کر رہی ہو مجھے بہت
 چاہتی ہو لیکن میں تو بہت بری ہوں۔ بہت بد صورت ہوں۔“
 ”کبھی کبھی کر رہی ہو۔ خدا نے تمہیں بے پناہ حسن دیا
 ہے۔ ایک تو تم حسین اور پرکشش ہو، دوسرے بابا صاحب کی بیٹی
 ہو۔ تم پر قربان ہونے کوئی چاہتا ہے۔“
 ”تو پھر سلمان نے مجھ سے منہ کیوں پھیر لیا؟ کیا مجھے شوہری
 محبت کا حق حاصل نہیں ہے؟ وہ گھنی سوکن میرا حق چھینتی
 رہے گی۔“
 ”سلطانہ کو گالی نہ دو۔ اپنی زبان کو اپنے دل کی طرح صاف
 رکھنا چاہیے۔ سلمان تمہیں دل و جان سے چاہتا ہے۔ تمہارے
 لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتا ہے لیکن وہ حالات سے مجبور
 ہے، یہاں نہیں ہے۔ اگر وہ آتا تو دوڑا چلا آتا۔ وہ بہت سی ذلت
 داریوں میں الجھا ہوا ہے۔ کیا وہ خیال خوانی کے ذریعے تم سے
 باتیں نہیں کرتا ہے۔“
 ”بائیں مجھ سے کرتا ہے مگر سلطانہ کو گھٹے سے لگائے پھرنا
 ہے۔“
 ”سلطانہ کی عمرانی اور حفاظت اس کی ذلت داری ہے۔ وہ
 اسے یہاں چھوڑ کر نہیں جاسکتا تھا۔ تمہاری ماں اور پاپا ڈوک
 نے تم پر ایسا حکم کیا ہے کہ تم سلطانہ پر قاتلانہ حملہ ضرور کرو گی
 وہ چپ رہی۔ منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ سونیا نے
 پوچھا ”تم؟“ اعتراف نہیں کرو گی کہ پاپا ڈوک تمہارے دماغ میں
 آتا ہے۔“
 ”نہیں آتا ہے۔“
 ”آتا ہے۔ ابھی میرے خیال خوانی کرنے والے نے بتایا
 ہے۔“
 اس نے چونک کر سونیا کو دیکھا۔ سونیا نے کہا ”کیا یہ بھی
 بتاؤں کہ وہ تم سے کیا کہہ رہا تھا؟“
 وہ پریشان ہو کر وہی ”ہاں مگر۔“ عرض کرنے لگا۔ اس
 سے صاف کہہ دیا کہ کہ سسر سونیا کے کمانڈر پتہ میں زیر نہیں

تلاش کی۔ سسر سے میری دشمنی نہیں ہے۔ میں تو سلطانہ کو قتل کر دیتی۔“

”جب تمہارے داغ سے اس کینٹ کا سحر ٹوٹ گیا سلطانہ نے بھی تمہاری دشمنی نہیں رہے گی۔ کیا تمہیں ایسا کوئی شیطانی پتلا یاد ہے جس کے سامنے تم پر انسانی خون کے چھینٹے دیے گئے ہوں؟“

”مجھے ایسا کوئی پتلا یاد نہیں ہے۔“

”اچھا رات ہو گئی ہے سو جاؤ۔“

سونیا نے اسے لٹایا۔ اس پر کھل ڈالا۔ پھر جب اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر جانے لگی۔ اس نے آواز دی ”سسر!“

سونیا نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بولی ”آپ مجھے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں؟“

”میں تمہیں جتنا بھی پیار کروں پھر بھی اس پیار کا صلہ نہیں دے سکتی جو باغیہ واسطی مرحوم مجھ سے کرتے رہے ہیں اب سو جاؤ۔ میں نے تمہیں کلمہ یاد کر لیا تھا“ اسے پھر کھاتھیں بند کر لیں۔

وہ بھول گئی تھی۔ سونیا نے اسے بڑھایا۔ وہ بڑھنے کے بعد بولی ”میرے خواب میں پایا ڈوک آئے گا تو کبہ دوں گی تمہاری کوئی تدبیر کام نہیں آئے گی۔ سسر کو تمہاری تمام باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔“

”ہاں اس سے کہہ دیتا۔ اب سو جاؤ۔“

اس نے انھیں بند کر لیں۔ سونیا خواب گاہ سے باہر آگئی پھر اپنی خواب گاہ میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور سلمان کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ سلطانہ اور سلمان برس ہی میں تھے۔ سونیا نے راحیلہ سے غلط کہا تھا کہ وہ میاں نہیں ہیں۔ راحیلہ سے سچ کہا جاتا تو یہ باتیں پایا ڈوک اس کے داغ سے معلوم کر لیتا۔ پھر وہ اسے نیند کی حالت میں چلا تا ہوا سلطانہ کے پاس قتل کے لئے پہنچا دیتا۔

وہ ہر رات نیند میں چلتی تھی۔ دروازے کھول کر مختلف کمروں کے بند کرتے ہوئے سونیا کی خواب گاہ تک آتی تھی۔ لیکن وہ دروازہ بند نہ تھا۔ پھر وہ باہر نکل جاتی تھی۔ سسل پیردار اسے واپس کمرے میں پہنچا دیتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ پایا ڈوک کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نیند کی حالت میں سونیا کو قتل کرنے آتی تھی۔ پھر دروازے بند ہونے کے باعث رخ بدل کر اپنی سوکن سے دشمنی کے لئے باہر نکلتی تھی۔ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تو نہ جانے وہ کہاں بھٹک جاتی۔ کیونکہ اسے سلطانہ اور سلمان کی بارش گاہ کا علم نہیں تھا۔

آج سونیا اور سلمان نے فیصلہ کیا تھا کہ راحیلہ کو باہر جانے کی کھلی چھٹی دی جائے اور اس کا تعاقب کر کے دیکھا جائے کہ وہ کہاں جاتی ہے۔ سونیا نے رابطہ قائم ہوتے ہی سلمان کی آواز

سن کر کہا ”میں ہوں سونیا۔“

پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے سلمان نے اس کے داغ میں آکر پوچھا ”کیا وہ سو گئی؟“

”ابھی انھیں بند کی ہیں، چپ چاپ باہر نکلتی۔“

شیطان کچھ گڑبڑ کر رہا ہو گا۔“

وہ چلا گیا۔ سونیا نے لباس تبدیل کیا۔ دوتے پٹنے ضرورت کا کچھ سامان لیا پھر خواب گاہ کی تکیاں بٹھا کر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ دسے قدموں چلتی ہوئی کانچ سے باہر آئی۔ پھر سسل پیردار کو بلا کر کہا ”آج راحیلہ کو نہ روکنا۔ وہ جانا چاہے اسے جانے دیتا۔ اس کے سامنے نہ آتا۔ تم میں سے ایک پیردار برآمدے میں کھل اوڑھ کر سو جائے تاکہ معلوم ہو کہ پیردار سو رہے ہیں۔“

وہ انہیں ہدایات دیکر کانچ کے احاطے سے باہر آئی اور فاصلے پر گئی کہ ایک کنارے اس کی کار موجود تھی۔ وہ اسٹرکٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ سلمان نے آکر کہا ”وہ سوری ہے میں ابھی پھر جاؤں گا۔ آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ مجھے بھی راحیلہ کا تعاقب کرنا چاہئے۔“

”کیا سلطانہ کو کانچ میں تھا پھر ذکر آوے گا؟“

”وہ تھا تو میں رہے گی۔ ہمارے کانچ کے اطراف بھی ریل گاڑوں پر پھر کوئی خطرہ پیش آئے گا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے ہمیں اطلاع دے گی۔“

”اگر ہم میلوں دور رہیں گے تو اس کی اطلاع سے کیا حاصل ہو گا؟ کس طرح فوراً وہاں پہنچو گے؟ ہو سکتا ہے کہ دشمن ایٹھا چال چل رہا ہو؟ ہمیں راحیلہ کے پیچھے لگا کر سلطانہ کی شہ رگ تک پہنچنا چاہتا ہو۔ نہیں میں تمہیں سلطانہ کو چھوڑ کر باہر نکلنے کی اجازت نہیں دوں گی۔“

وہ پھر چلا گیا۔ رات کے بارہ بجتے والے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سونیا سیٹ پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اسے کانچ کے برآمدے میں راحیلہ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی برآمدے سے اتر کر احاطے کے باہر آ رہی تھی۔

سلمان نے آکر کہا ”وہ گمری نیند میں ہے۔ خواب میں پایا ڈوک کو دیکھ رہی ہے۔ میں اس کے داغ میں رہوں گا۔ سلطانہ آپ کے پاس آ رہی ہے۔ وہ آپ کا پیغام مجھ تک پہنچانے لگی۔“

راحیلہ احاطے کے باہر آنے کے بعد ایک طرف گھوم گئی۔ میں چل رہی تھی۔ چلے گا انداز ایسا ہی تھا جیسے محروم ہو گیا تھا۔ حالت میں کچھ دیکھے سمجھے بغیر جاری ہو۔ اسے منزل کا پتا ہو تو سلمان اس کے داغ سے معلوم کر لیتا۔ اندازہ یہی تھا کہ سلطانہ کو ہلاک کرنے جاری ہوگی۔

سلطانہ میرے پاس آگئی مجھ سے بولی ”ابھی سلمان نے غلط ہے کہ وہ نیند میں چل رہی ہے۔ کیا یہ میرے کانچ کی طرف جارہا

ہے؟“

”ہم آگے جا کر دیکھیں گے کہ یہ کن راستوں سے گزر رہی ہے۔“

”سسر! وہ دور نکل گئی ہے۔ گاڑی اشارت کریں۔“

”اسے حق نظر تک سامنے میں روڈ پر جانے دو۔ وہ گم نہیں ہوگی۔“

سلمان اس کے داغ میں ہے۔“

وہ بہت دور میں روڈ پر پہنچی۔ اسی وقت ایک کار اس کے قریب آکر رکی۔ پچھلا دروازہ کھلا وہ اندر بیٹھ گئی۔ کار اشارت ہو کر پھر آگے بڑھ گئی۔ تب سونیا نے اپنی کار اشارت کی۔ سلطانہ نے حیرانی سے پوچھا ”سسر! کیا آپ سوچ سکتی تھیں کہ نیند میں چلنے والی کے پیچھے سے ایک کار آجائے گی؟“

”میں اس سے بھی زیادہ سوچتی ہوں“ اس نے حیرانی نہیں ہوئی۔“

کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی مین روڈ پر آئی۔ راحیلہ کو لے جانے والی گاڑی آگے جا کر ٹریفک میں گم ہو گئی تھی۔ سلطانہ نے سلمان کو مخاطب کیا ”وہ سونیا کے داغ میں آکر بلا“ وہ پچھلی سیٹ پر ہے۔ کوئی شخص کار ڈرائیو کر رہا ہے۔ راحیلہ کھلی آنکھوں سے دھندلے مناظر دیکھ رہی ہے۔ اس مناظر کے پیش منظر میں اسے پایا ڈوک کی بڑی بڑی آنکھیں دکھائی دے رہی ہیں۔“

سونیا نے کہا ”تم ہمارے کوئی مؤثر آئے یا ذرا نیور ڈانچ دینا چاہئے تو مجھے بتا دیتا۔“

وہ بڑی مہارت سے ڈرائیو کرتی ہوئی اس کار کے پیچھے آگئی پھر فوراً فاصلہ بڑھا دیا تاکہ تعاقب کا شہ نہ ہو۔ ان کے درمیان دوسری گاڑیاں بھی آکر گزر جاتی تھیں۔ وہ تقریباً دھنکے تک آگے پیچھے چلتے رہے۔ پھر اگلی گاڑی ایک بہت اونچی عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ ڈرائیو نے پچھلا دروازہ کھولا۔ راحیلہ باہر آئی۔ پھر نیند کی حالت میں چلتی ہوئی عمارت کے اندر چلی گئی۔ دس منٹ بعد سونیا کی کار آکر وہاں رکی۔ وہ کار سے اتر کر تیزی سے چلتی ہوئی عمارت کے اندر آئی۔ سلمان نے کہا۔ ”راحیلہ لٹ کے ذریعے اوپر گئی ہے۔ اس نے پھت پر جانے والا ٹھن دیا ہے۔“

سونیا نے پریشان ہو کر کہا ”وہ پھت پر کیوں جاری ہے؟ اس کے پاس رہو۔ خطرہ ہو تو اس کے داغ پر قبضہ تھا کر واپس لے آتا۔“

وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی لٹ کے پاس آئی ایک لٹ اوپر بارہی تھی۔ وہ دوسری لٹ میں آگئی۔ اسی وقت سلمان نے آکر کہا ”سسر! انقبض ہو گیا۔ کسی نے اسے بیوش کر دیا ہے۔ میں اس کے داغ میں رہ کر کچھ نہیں کر سکتا گا۔“

وہ لٹ کاٹھن دبا کر پھت کی طرف جاتے ہوئے بولی ”اوہ خدا! وہ پھت پر کیوں جاری تھی۔“

اب ایک ایک بل جیتی تھا۔ پانچ نہیں کسی مقصد کے لئے اسے بیوش کیا گیا تھا۔ آئی لٹوت تو یہی سمجھ میں آتا تھا کہ پایا ڈوک نے اس کے داغ سے ہمارے خیال خوانی کرنے والے کو بھگا ہے۔ لٹ اوپر جاری تھی۔ اس کی مخصوص رفتار کے باوجود یوں لگ رہا تھا جیسے وہ چلتی ہی رہے گی لیکن اوپر نہیں چنپے گی۔

تمام مشینیں مقررہ وقت کے مطابق اپنا کام پورا کرتی ہیں۔ لٹ مقررہ وقت پر اوپر پہنچی۔ اس کا دروازہ کھلا۔ پہلی کاپر کے گردش کرتے ہوئے نیچے کا شور سنانا دے رہا تھا۔ وہ لٹ سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی ڈبے پر آئی پھر ڈبے کے دو دروازے کھلا تھی ہوئی پھت پر پہنچی۔ پہلی کاپر پھت پر سے بلند ہو رہا تھا اس کے دروازے پر بیٹھے ہوئے مسلح افراد فائرنگ کر رہے تھے سونیا کو گولیوں سے بچنے کے لئے مجبوراً دیوار کی آڑ میں جانا پڑا۔ اس نے بے بسی سے دیکھا۔ پہلی کاپر پرواز کرتا ہوا دور نکل گیا تھا۔ وہ نیند میں چلنے والی کو لے کر جا رہا تھا۔

سلمان نے کہا ”سسر! یہ کیا ہو گیا؟“

وہ بولی ”فوراً جاؤ۔ فرانس کی فضا کے اعلیٰ افسر کو بتاؤ یہاں کی ایک عمارت کی پھت سے ایک پہلی کاپر پرواز کرنا جا رہا ہے۔ پہلی کاپر پر“ اُنکی اہل صفر صفر تیرہ“ لکھا ہوا ہے وہ گرے کھر کا ہے۔ وہ فرانس یا جرمنی پر سے پرواز کرے گا۔ یا پھر بحر اوقیانوس“ ایشین اور بحرہوم پر سے گزرے گا“ اسے گھیر کر پیرس لایا جائے۔“

سلمان چلا گیا۔ سلطانہ نے پوچھا ”سسر! یہ پایا ڈوک کے لئے راحیلہ اتنی اہم کیوں ہے؟ اور اس کینٹ کے ذرائع کتنے وسیع ہیں؟ اس کے اندازہ کیوں میں ہیں۔ راحیلہ کو پہلے کار میں پھر پہلی کاپر میں لے گئے۔ کیا وہ پایا ڈوک کا ذاتی پہلی کاپر ہو گا؟“

”یہ ہمیں سمجھنا ہو گا کہ راحیلہ بہت زیادہ اہم کیوں ہے۔ تم متعلقہ افسر سے رابطہ کر کے معلوم کر لی کاپر آئی اہل صفر صفر تیرہ کس کی ملکیت ہے؟“

سلطانہ بھی معلومات حاصل کرنے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے سونیا کے پاس آکر کہا ”میں لپٹی کے ساتھ اسرائیل جا رہا ہوں۔“

اس نے پوچھا ”کوئی خاص بات ہے؟“

”ہاں پایا ڈوک نے وہاں پناہ لی ہے۔ پہلی چھٹی جانتے والے جان گاؤسی کو زبرد کیا ہے۔ دارنریک اس سے کسی طرح بچ کر جزیرہ یونیا چلا گیا ہے۔“

سونیا نے کہا ”اوہ گاؤ! اب سمجھ میں آیا“ کیوں بے انتہا اخراجات برداشت کر کے اور خطرہ مول لے کر راحیلہ کو انگوٹھا گیا ہے۔“

”کیا راحیلہ تمہارے ہاتھ سے نکل گئی؟“

”ہاں پیپا ڈوک اسرائیل میں پناہ لے کر یہودیوں کے لئے کام کر رہا ہے۔ وہاں کے حکام راحیلہ کو ہماری اور پیپا صاحب کے ادارے کی کمزوری بنا کر اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ پیپا صاحب کی صاحبزادی ہے اور ہمارے لئے محترم اور محبوب ہے۔ میں نے کہا ”پیپا ڈوک کی ایسی حرکتیں دیکھ کر صاف پتا چلتا ہے کہ ہر تقدیر اپنا لکھا ہوا کیسے پورا کرتی ہے۔ اسے اسرائیل میں پناہ لے کر خاموش اور گنہگار بننا چاہئے تھا لیکن یہودیوں نے انہی شرائط پر اسے پناہ دی ہوگی کہ وہ راحیلہ کو اور ٹیلی جیسی جاننے والوں کو وہاں پہنچائے۔ اس طرح پیپا ڈوک ہماری صورت میں اپنی موت بلا رہا ہے۔“

”اس کے علم نے بتایا ہے کہ وہ میرے ہاتھوں سے ہلاک ہوگا۔“

میں نے کہا ”اس نے میرا ذکر نہیں کیا کیونکہ مجھے مرہہ سمجھتا ہے ورنہ اس کا مقدر کتنا ہے کہ وہ تمہارے یا میرے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔“

”اسی لئے تم اس کی شدہ رگ تک پہنچنے جا رہے ہو۔“

”ہاں یہی بات ہے۔“

”کیا تم نے محفل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے؟“

”کیوں؟ آخر بات کیا ہے؟“

”آخر لوگ علم نجوم کو یا کھل سچ مانتے ہیں۔ اگر وہ تمہارے ہاتھوں ہلاک ہو گا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ اسے جنم میں پہنچانے والے تمہی ہو اور تمہی فرما دلی تیور ہو۔“

”سونیا! تم یوڈی ہو چکی ہو۔ ایک صبیح لے کر گھر میں بیٹھ جاؤ۔ اب تمہاری عقل اتنی ہی رہ گئی ہے جتنی تم باتیں کر رہی ہو۔“

اگر اس کے کالے علم نے اور مقدر نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ میرے ہاتھوں سے مرے گا تو لازماً یہی ہوگا۔ لیکن دنیا کی کسی عدالت میں علم نجوم کے ذریعے کوئی قاتل ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی فرما د کو ثبوت کے لئے پیش کرے گا۔ ٹھیک ہے کہ دشمنوں کو شبہ ہو گا لیکن شبہ کرنے سے مرہ زندہ نہیں ہو جاتا۔“

وہ بولی ”اچھا جاؤ، میں کو شش کروں گی کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے قتل نہ ہو۔“

”یعنی تم بھی اسرائیل جاؤ گی؟“

”ہاں تم اسے قتل کرنے جاؤ گے میں اسے بچانے جاؤں گی۔“

”پھر تو مجب معاملہ ہوگا۔“

اس نے سانس روک لی۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ لیکن میرے اندر وہ کر یہ باتیں سنی رہی تھی۔ اس نے کہا ”سسر درست کہتی ہیں۔ آپ اس شیطان کو ہلاک کر کے دنیا والوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ میں مانتی ہوں کہ کوئی آپ کو زندہ ثابت نہیں کر سکے گا۔ پھر بھی تمام پیراورد اور دوسرے دشمن بے میں

جلا رہیں گے اور برائن وولف کے پیچھے فرما د کو تلاش کرنا ضرور کریں گے۔“

”تم اطمینان رکھو۔ میں تم سے کیا ہوا وعدہ پورا کر لی۔ خود کو ظاہر نہیں ہونے دوں گا۔ اس کے لئے پیپا ڈوک کو نہیں لگاؤں گا۔ سونا وہاں جاری ہے، اس سے منٹ لے کر جان گاؤڑی کو وہاں سے نکالیں گے اور وارنر کی مصروفیات پر رکھیں گے۔ خوش ہو؟“

وہ خوش ہو گئی۔ محبتیں اور مترن سینیٹ کے لئے لازمی ہے کہ پہلے اپنا عورت کو خوش کیا جائے۔

○☆☆○

پتا نہیں چل رہا تھا کہ کب رات ہو رہی ہے اور کب دن نکل رہا ہے۔ جو راجوری اور جوڑی نارمن کے آس پاس بدستور گمری تاریکی تھی ایسے میں کیا پتا چلتا کہ کب دن نکلا اور کب رات ہوئی۔ البتہ نیند آنے لگی تو پتا چلا رات ہو چکی ہے اور اتنی رات گزر چکی ہے کہ اب سونا لازمی ہو گیا ہے۔

وہ بولی ”مجھے نیند آ رہی ہے۔“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پوچھا ”کیا تم سو رہے ہو؟“

وہ سو چکا تھا۔ ورنہ جواب ضرور دیتا۔ جو راجوری اس کے ساتھ نہ معلوم کب سے قید تھی۔ تب سے اس نے جوڑی نارمن کو بے حد شرف اور بے حد قابل اعتماد پایا تھا۔ دونوں کا پتہ بھرا ہوا تھا۔ ایسے میں نیند زیادہ آتی ہے۔ وہ تو سو گیا تھا یہ جاگ رہی تھی۔ اچھی خاصی سردی تھی اور سسر کبل نہیں تھا۔ اس نے پوچھا ”جوڑی! تمہیں سردی نہیں لگ رہی ہے؟“ تم کبل کے بغیر کیسے سو رہے ہو؟“

وہ ایسی گمری نیند میں تھا جیسے گرم کرے میں ہو۔ اس نے پوچھا ”کیا تمہارے پاس کبل ہے؟“

وہ اپنے بستر سے اٹھ گئی۔ اندھوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے راست ٹوٹتی ہوئی اس کے بستر کے پاس آئی۔ اس کا ہاتھ کبل پر گیا۔ وہ کبل کھینچ کر بولی ”تم اوڈھ کر سو رہے ہو اور سنا سردی سے کانپ رہی ہوں۔“

”آں؟“ وہ بے ار ہو گیا تھا۔ پوچھ رہا تھا ”جو راجوری! تمہا

”ہاں، مجھے سردی لگ رہی ہے۔“

”کیا تمہارے پاس کبل نہیں ہے؟“

”نہیں، یہ کیا بد معاشی ہے۔ انہوں نے ایک کبل بھی

رکھا ہے؟“

جوڑی نارمن نے کبل کو اپنی طرف کھینچے ہوئے تھا۔ سردی لگ رہی ہے۔“

”تو میں کہاں جاؤں؟“

”میں آ جاؤ، ایک ہی کبل میں گزارہ کرو۔“

”ہرگز نہیں“ ہم بازی باری سوئیں گے۔ پہلے میں سوتی ہوں، پھر تم جاگنے کے بعد تم سو جاؤ۔“

”انصاف کی بات کرو، میں سو رہا تھا تم نے جگا دیا۔ پہلے مجھے نیند پوری کر دے۔“

”لیکن مجھے بھی نیند آ رہی ہے۔“

”دیکھو میں نے اب تک تم سے کوئی نفاذی نہیں کی ہے۔“

میں شریف آدمی ہوں۔ آدمیاں سو جاؤ۔“

”میں! ایسے میں نیند نہیں آئے گی۔“

”پھر تو اچھا ہے تم جاگتی رہو گی۔ جب میری نیند پوری ہوگی تو تم سو جاؤ۔“

وہ کھل اڑھ کر اس کے پیروں کے پاس بیٹھ گئی۔ جوڑی ایک کروٹ سے لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کر کے دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ بولی ”تم مجھے پیروں سے چھو رہے ہو۔“

اس نے دونوں پاؤں سکھڑ لئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں جانے لگا۔ تب کوئی بھی جی آواز سنائی دی۔ وہ پھر آنکھیں کھول کر سننے لگا۔ وہ دوسری بھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا پھر بولا ”کیوں دوسری ہو؟“

وہ دوتے ہوئے بولی ”نیند آ رہی ہے۔“

”نیند آنے سے سوتے ہیں، دوتے نہیں ہیں۔“

”کیسے سو سکتی ہوں۔ تم سے ڈر لگتا ہے۔“

”اندھیرے میں تمہارا منہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ ورنہ تمہیں رسد کر دیتا۔ میں بخشی شرافت سے پیش آیا ہوں تم اتنا ہی مجھے بدعاشی پر مجبور کر رہی ہو۔“

وہ اونچی آواز میں رونے لگی۔ اس نے ڈانٹ کر کہا ”بند کرو یہ آواز! کیا تم مجھے، تمہاری مدد کے لئے کوئی آئے گا؟ کیا ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم یہاں میرے رحم و کرم پر ہو؟ تمہاری عزت کی دجیاں اڑاؤں گا تو کوئی تمہیں بچانے نہیں آئے گا۔“

وہ چپ رہی۔ اس نے کہا ”تم شرافت کی زبان سمجھ لو اور میرے ساتھ کھل اڑھ کر لیٹ جاؤ۔ میری نیند خراب نہ کرو۔“

وہ اپنی جگہ سٹی ہوئی بیٹھی رہی۔ تب تاریکی میں جوڑی کے دونوں ہاتھوں نے اسے بکڑا لیا۔ وہ چیخ پڑی۔ اس نے کہا ”چیخو“

چلاؤ! میاں تمہارے کام آنے والا ہیں ایک بدعاشی ہے۔“

وہ خود کو چھڑانا چاہتی تھی۔ اس نے سسر پر اسے کرا دیا۔ وہ گونگوانے لگی ”گاڑ گاڑ سبک، مجھے چھوڑ دو۔ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔“

”صرف اس شرط پر چھوڑوں گا کہ تم یہاں ایک کھل میں لیٹی رہو گی۔“

”ہاں لیٹی رہوں گی۔ مجھے چھوڑ دو۔ ڈر لگ رہا ہے۔“

”لغت ہے تم پر۔ میں اتنی سہولتیں میرے ہونے کے باوجود

تمہیں پکڑنے کے بعد بھی کچھ نہیں کر رہا ہوں اور تم ڈر رہے ہو۔“

میرا مراد کی کو ”میری دردنگی کو بھڑکائی ہو“ اس نے چھوڑ دیا۔ اس پر کھل ڈال کر اس کے پاس لیٹ گیا۔ وہ اپنے کپڑے سنسنے لگی۔ بڑی مشکل تھی۔ جب ایک کھل میں آگئے تھے سردی سے بچ رہے تھے تو آنکھیں بند کر کے سو جانا چاہتے تھے۔ نیند اڑ گئی تھی۔ دونوں کو ایک دوسرے کی آغوش لگ رہی تھی۔ اس سے ڈرنے والی ڈرنا بھول گئی تھی اور سوچ میں پڑ گئی کہ کیا ایسا ہی ہوتا ہے؟ کوئی اور ہو تو کھل میں بھی سہی بڑھ جاتی۔ وہ بھی سوچ میں پڑ گیا تھا ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ میری ٹھون سوئے گئی ہے اور میں جاگ رہا ہوں۔ جبکہ مجھے سونا چاہیے شرافت کو چوس کر مرنے چاہئے۔“

وہ ایک دوسرے کے لئے ناپیدہ انسان تھے، دکھائی نہ دے رہے تھے اس لئے ایک دوسرے کو ڈھونڈنے لگے۔

اس کرے کے باہر راہداریاں تھیں۔ وہاں بھی گمراہ تھا۔ ان راہداریوں کے اوپر دوسرے مختلف کرے تھے۔ تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایک بڑے ہال سے نیند کی طرف گیا تھا۔ وہ دیر ہال اور زینہ بھی سوچ اور بجلی کی روشنی محروم تھا۔ کسی دیوار میں ایسا سوراخ نہیں تھا، جہاں سے اندر آتی لیکن اس زینے کے اوپر ایک چھوڑا ہوا ڈھانچہ دروازے کے دوسری جانب بجلی کی روشنی تھی۔ وہ دروازہ پر شاہی محل جیسی عمارت تھی۔ جس کے تاریک و خالے دونوں قید کے گئے تھے۔

اس شاہی محل کی ایک خواب گاہ میں مرینا سوٹھنے بیٹھی تھیں۔ قہقہے لگ رہی تھی۔ کرسی آگے پیچھے جھول رہی تھی۔ بظاہر ہر گھبراہٹ نہ تھی۔ وہ اپنی جگہ پر کرسی پر بیٹھ کر خوش ہو رہی ہے اور بستی جا رہی ہے۔ وہ ابھی جو را جوڑی اور جوڑی نارمن کے دماغ سے واپس آئی اور ان دونوں کو ایک دوسرے کا مطلوب اور محبوب بنا کر ہو رہی تھی۔

اس نے بہت پہلے ہی ٹیلی جی جانے والوں کے لئے خانے والا شاہی محل خرید لیا تھا۔ چونکہ منزل کی پہچانی بھی اندر کی تمام باتیں معلوم ہو جاتی تھیں۔ پہلے اس نے سینڈل سے ٹیلی جی جانے والوں کو پکڑ کر لندن کے آؤے میں پہنچانا چاہا تھا لیکن سونیا کی مداخلت کے بعد انتظامات سخت ہو گئے تھے۔ پھر اس نے انکل کو مٹھوں میں ٹپا بیٹھ بننے والوں کو لندن بھیجا جائے۔ بعد میں وہاں آئے۔ جس میں کبھی پال اور کی میسر اس کے ہاتھ سے لگے تھے۔ اس نے سوچا تھا کہ جو را جوڑی اور جوڑی نارمن کو میں پہنچانے کے بعد جان گاؤڑی اور دارنر ہیک پر ہاتھ

لیکن اس سے پہلے ہی پاپا ڈوک انہیں لے گیا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی کہ سونیا اس کے شکار جھپٹ کر لے جا رہی ہے۔

مرینا پاپا کی مکار اور معاملہ فہم تھی لیکن وہ تنہا نہیں تھی اس کے ساتھ اس کا باپ۔ یعنی جنرل کا چھوٹا بھائی الان ڈی فون زان تھا۔ وہ اپنے باپ کے حوالے سے مرینا ڈی فون زان کا لکائی گئی۔ باپ اپنی اتنی زبردست پلاننگ سے کام کرتے تھے کہ سونیا اور سلمان بھی آج تک مرینا کے سامنے تک نہیں پہنچ پائے تھے۔ خود جنرل بھی اس کا ٹھکانا نہیں جانتا تھا۔ حتیٰ کہ باپ بھی اپنی بیٹی سے ملاقات نہیں کرتا تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ بیٹی نے جو را جوڑی اور جوڑی نارمن کو کہاں چھپایا ہے۔

وہ باپ اور بھائی سے باہر کا کام بھی تھی۔ یعنی کسی کو اغوا کرنا یا کوئی اہم چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا۔ یادداشتوں سے مقابلہ کرنا ہوتا تو اس کے باپ اور بھائی کرائے کے غنڈوں کے ساتھ یہ سب کچھ کر گزرتے تھے۔

اس کے باپ نے جو را جوڑی اور جوڑی نارمن کو غنڈوں کی مدد سے اغوا کیا تھا۔ پھر بیٹی کی ہدایات کے مطابق دونوں کو باری باری تنہا ایک کار میں شاہی محل کی طرف لایا تھا لیکن اس طرح لایا تھا کہ خود مافی طور پر غائب تھا۔ بیٹی نے اس کے دماغ پر قبضہ بنا رکھا تھا۔

جب وہ انہیں خانے میں پہنچا کر باہر آکر پھر کار میں بیٹھ کر وہاں سے بیچیں میل چلا کر گیا تو اس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تھا۔

باپ شکایت کرتا تھا ”بیٹی! اتنی بڑی دنیا میں کم از کم باپ پر تو بھروسہ کرنا چاہئے۔“

”سوئی ڈیوی! میں نے بھروسہ کرنے والوں کو غلام بننے یا بے سوت مرے دیکھا ہے۔ میں جو کچھ یہاں اس پر عمل کرتے رہیں۔ ورنہ میں دوسروں کو آگ کا رینا کر کام نکال سکتی ہوں۔“

مرینا ڈی فون زان کو علم نفسیات میں کمال حاصل تھا۔ وہ انسانی نفسیات کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ اپنے شکار کی خوب اسٹڈی کرنے کے بعد اس پر نفسیاتی عمل شروع کرتی تھی۔ اس نے جو را جوڑی اور جوڑی نارمن کی اسٹڈی کر کے سمجھا تھا کہ یہ نرم اور لطیف جذبات کے حامل ہیں۔ انہیں آہنی سلاخوں کے پیچھے جبریل دیواروں کے سامنے میں زنجیروں میں پھنسا جاتے۔ انہیں زنجیروں کے بغیر قید کرنے کے لئے اس نے اندھیرے کی جھلکیاں اور جیالیاں پتائی دیں۔ ایک کرنا سے محبت کرتا تھا۔ دوسری سوکے نام سے بھانجی تھی۔ مگر دونوں کو ایسا مجبور کر دیا کہ وہ کرنا کو بھول گیا اور اس نے مراد کو اپنی ضرورت بتایا۔

مرینا ڈی فون زان کا طریق کار دوسروں سے مختلف اور عجیب

تھا۔ اگر وہ چاہتی تو دونوں کے کمر دریاغوں پر تھوڑی عمل کر سکتی تھی لیکن بعد چالاک تھی۔ یہ سمجھتی تھی کہ سونیا کے ٹیلی جی جانے والوں نے بتائیں کتنوں پر تھوڑی عمل کیا ہے شاید جو را جوڑی اور جوڑی نارمن پر بھی کیا ہو۔ اگر کیا ہو گا تو بار بار ان کے دماغوں میں آتے ہوں گے اور انہیں تاریکی کی قید سے نکالنے میں ناکام ہوتے ہوں گے۔ اس طرح وہ ٹیلی جی جانے والے خائفین پر بھی نفسیاتی حملے کر رہی تھی۔

سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ وہ ان دونوں کو کب تک اندھیروں میں گم رکھے گی؟ اگر طویل عرصے تک رکھے گی تو اسے خود کیا حاصل ہوگا؟

اس کے اندر کی بات کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والی ہے۔ وہ بڑے مہر اور تحمل والی تھی۔ کسی سے کوئی فائدہ اٹھانے کے معاملے میں جلد باز نہیں تھی۔ اس نے صرف ان دونوں کو ہی قید نہیں کیا تھا۔ وہ ٹیلی جی جانے والے قیدی اور تھے۔ ان میں سے ایک پال ہو پ کہ تھا اور دوسرا بیٹھنستا۔ دونوں کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ مرینا ان کے دماغوں پر عمل کر رہی ہے۔ دونوں اس امیری سے بے خبر تھے۔

بیٹھنستا کی شامت آئی تھی کہ اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ مرینا نے سابق بن کر شراب پلائی پھر اسے لئے نہیں ایسے لٹھکا یا کہ نہ مرینا یا دربی نہ امیری۔ تھوڑی عمل کے زیر اثر جب وہ مرینا کے احکامات کی تعمیل کرتا تو اسے یوں لگتا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے ایسا کر رہا ہے۔ یہ کبھی نہیں سمجھ پاتا تھا کہ ایک عورت اس پر حکومت کر رہی ہے۔

پال ہو پ کن ایک منسوب قوت ارادی کا مالک تھا۔ ایک ایسا محبت وطن جسے کسی قیمت پر بھی خرید نہیں جاسکتا تھا۔ مرینا نے اسے بڑی مشکل سے تربیت کیا تھا۔ وہ کسی کے حسن و شباب سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ ایک بار سرکاری تقریب میں موقع مل گیا۔ وہ شراب نہیں پیتا تھا، جب کھانے سے پہلے شرب پینے لگا تو مرینا نے اس میں بڑی ہوشیاری سے دوا ملا دی۔ شرب پینے کے بعد اسے کمزوری کا احساس ہوا۔ ساتھ ہی اندیشہ پیدا ہوا کہ میں یہ دیشوں کی چال تو نہیں ہے؟

وہ فوراً ہی میزبان سے معذرت کر کے معطل سے چلا آیا۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتا تھا۔ کمزوری کا فوری طور پر توڑ کرنے کے لئے ڈاکٹر سے دوا لینا چاہتا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ ایسی حالت میں کوئی اس کے اندر آسکتا ہے لیکن وہ اپنے بھائی کو کوشش کر کے دیکھ لیتا چاہتا تھا۔ اسے امید تھی کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب رہے گا۔

وہ ڈرائیو کرتا ہوا اپنی رائی گاہ میں آیا۔ یہ سمجھ گیا کہ تربیت کیا جا رہا ہے۔ اس نے جنرل کو اطلاع دینے کے لئے

ٹیلیفون کی طرف جانا چاہا لیکن نہ جاسکا اپنے بستر پر اگر گر پڑا۔
تھوڑی دیر بعد بوش نہیں رہا کہ وہ کمان پر ابے اور اس پر کیا شور
رہی ہے۔

بوش میں آنے کے بعد اسے یاد نہیں رہا کہ اس پر تو بوشی
عمل کیا گیا ہے۔ اس عمل کے مطابق صرف یہ بات دماغ میں
رہی کہ تقریب میں طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی اس لئے وہ گھر
آکر سو گیا تھا۔ وہ اور نیو سنٹا دونوں ہی مطمئن تھے کہ سونپنا یا
کسی بھی ٹیلی جیتی جانے والے نے انہیں یہ یقین کیا ہے اور کبھی
کسی کی چال میں یا کسی کے چال میں نہیں آئیں گے۔

اس حساب سے مرنا چار ٹیلی جیتی جانے والوں کی مالک
تھی۔ جہل کے استغفار دینے کے بعد اس نے پال ہو پکن اور
نیو سنٹا کے داموں ہی یہ بات نقش کر دی تھی کہ انہیں لندن جانا
چاہئے۔ ان کے یہاں پہنچنے کے بعد مرنا انہیں بھی آریک یہ
خانے میں کچھ عرصے تک قید کرنے والی تھی۔

اس نے ایک گھنٹے بعد جو راجوری کے دماغ میں جا رہا تھا
وہ تو نیو نارمن کے بازوؤں میں پھپک کر سوری تھی۔ مرنا نے
دونوں کے دماغ میں باری باری جا کر ان کے خوابیدہ ذہن کو
ہدایات دیں کہ وہ آٹھ گھنٹے تک سوتے رہیں گے۔ اس کے بعد
اپنے ایک ملازم کے دماغ میں آئی۔ اسے حکم دیا ”یہ خانے کا
راستہ یاد کرو۔“

وہ آٹھ گھنٹے بند کر کے یاد کرنے لگا۔ مرنا نے اسے بھی اپنا
معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا اور اس کے دماغ کو حکم دیا تھا کہ
جب وہ کوئی بات یاد کرنے کا حکم دے گی تو اسے وہ بات یاد آئے
گی جب بھولنے کا حکم دے گی تو وہ فلاں بات بھول جایا کرے گا۔

وہ ملازم اتنا جانتا تھا کہ لندن کے ایک پرانے شاہی محل کی
طرز پر ایک بڑی کوٹھی ہے جہاں وہ ملازم تھے اور اس کی ایک
مالکہ ہے۔ وہاں کوئی تیرا نہیں ہے۔ وہ اپنی مالکہ کو دیکھتا تھا لیکن
رہائش گاہ سے باہر جاتے ہی مالکہ کی صورت شکل بھول جاتا تھا۔
وہ سمجھ نہیں پاتا تھا کہ کسی زندگی گزار رہا ہے اور وہ زندگی جیسی
بھی تھی اس سے وہ خوش تھا۔ کیونکہ بڑے عیش و آرام سے رہتا
تھا خوب کھانا پیتا، چھاپتا اور تفریح کرتا تھا۔

وہ یہ خانے میں ایک ماسٹر اور ایک بلب لے کر آیا۔ پھر
اس نے جو راجوری اور جوڈی نارمن کے کمرے میں پہنچ کر بلب
کو لگایا۔ سوچ کر دیا۔ ایک دن اور ایک رات کے بعد وہ کرا
پوری طرح روشن ہو گیا۔ لیکن وہ دونوں جو روشنی کے لئے ترستے
رہے تھے ہمیشہ نیند میں تھے۔ ان کے دماغوں کو جو ہدایات دی گئی
تھیں ان کے مطابق وہ آٹھ گھنٹے سے پہلے بیدار نہ ہوتے۔ ملازم
نے کمرے اور ٹوائلٹ وغیرہ کی صفائی کی۔ وہاں ٹین کے سر بمبر
ڈھال میں طرح طرح کے کھانے اور مشروبات تھے۔ ان کے علاوہ

اس نے کھانے پینے کا آواز سامان لاکر فریج میں رکھا۔ دونوں کے
لئے بیوسات اور دو سویری ضروری استعمال کی چیزیں رکھیں۔ پھر
ماسٹر روشن کر کے سوچ آف کیا۔ بلب نکال لیا اور کمرے سے
باہر آکر دروازے کو لاک کر دیا۔ جب وہ یہ خانے کے چور
دروازے سے نکل کر ایک کمرے میں پہنچا تو اس نے آٹھ گھنٹے بعد
کر لیں۔ مرنا نے اس کے دماغ کو یہ خانے کا راستہ اور وہاں کی
تمام باتیں بھول جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس نے آٹھ گھنٹے
کھوٹے تو وہ یہ خانے کو بالکل ہی بھول چکا تھا۔

مرنا کو نیند آ رہی تھی۔ وہ رات کے گیارہ بجے سے صبح کے
چار بجے تک سونے کی عادی تھی۔ خواہ کتنی ہی مصروفیات ہوتیں
تھیں ہی پریشانیوں اور کتنی ہی خطرات ہوتے وہ اپنی حفاظت کا
سامان کر کے وقت پر سوتی جاتی اور کھاتی جیتی تھی بالکل فونی
انداز میں زندگی گزارتی تھی۔ وہ اپنے اصولوں کے مطابق اپنے
دماغ کو ہدایات دے کر سو گئی۔

اس کی اصول پسندی معاملہ فہمی، احتیاطی تدابیر اور نفسیاتی
طریق کار سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ آزاد اور خود مختار نہ کر
کامیاب زندگی گزار سکے گی۔ وہ اپنے وقت کے مطابق صبح چار
بجے بیدار ہو گئی۔ اس نے معمول کے مطابق ورزش کی، غسل
دفعہ سے فارغ ہو کر ناشتا کیا پھر ایک بیک آفٹر کوٹھی سے باہر
آئی۔ احاطے میں کار موجود تھی۔ اسے وہیں چھوڑ دیا۔ وہاں
سے پیدل چلتی ہوئی کوئی دو سو گز کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے
بنگلے میں آئی۔ یہ بھی اس کا ڈاڑی بنگلا تھا۔ اس نے اپنے قیدیوں کو
جہاں رکھا تھا وہاں خود رہتا مناسب نہیں سمجھتی تھی اور یہی اس
کی ذہانت اور حکمت عملی تھی۔

اس بنگلے میں اگر اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر
ایک مونس پر آرام سے بیٹھ کر ان کے متعلق سوچنے لگی جنہیں
اب تک شکار نہیں کر سکی تھی۔ لندن سے جب جان گاڈوی اور
وارنر بیک ٹاف ہوئے تھے تو اس نے ان کے دماغوں میں پہنچنے
کی کوشش کی تھی۔ پتا چلا تھا جان گاڈوی بوش ہے اور وارنر
بیک کے پاس جانے سے وہ سانس روک لیتا تھا۔ مرنا نے اس
وقت انہیں نظر انداز کیا تھا۔ اب وہ اطمینان سے ان کے
حالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے جان گاڈوی کے دماغ میں
پہنچ گئی۔

اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ وہ اسرائیل کے
مغرب میں سمندر کے سچ ایک بہاؤ پر ہے۔ شان پاپا ڈوک ٹائی
ایک شخص ٹیلی جیتی جانتا ہے اور وہ کالا جادو جانے کا بھی دعویٰ
کرتا ہے۔ اسی نے جان گاڈوی کو ٹریپ کر کے اس پناہ گاہ
پہنچایا ہے۔

ابھی وہ بہاؤ پر خیمہ تان کر اس کے اندر ایک حسین اور
نوجوان لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ پاپا ڈوک نے کہا تھا کہ آٹھ

رات گاڈوی پر تو بوشی عمل کرے گا اور اس لڑکی سے اس کی
شادی کر دے گا۔ جبکہ وہ شادی کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی تو بوشی
عمل کے ذریعے پاپا ڈوک کا غلام بننا چاہتا تھا۔

وہ چپ چاپ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ ایسے ہی
وقت پاپا ڈوک کی آواز سنائی دی۔ وہ جان گاڈوی سے کہہ رہا تھا۔
”میں بار بار تمہارے دماغ میں آکر دیکھتا ہوں کہ تم جانتے رہتے
کی قسم کھا لیتے ہو۔ تم نے میری بیٹی کے ہاتھ سے کچھ کھانے پینے
سے بھی انکار کر دیا۔ تمہیں اندیشہ ہے کہ نیند کی دوا کھلا دینی
جائے گی۔ کیا تم مجھے ہو جانا گتے رہنے سے تم پر تو بوشی عمل نہیں
کر سکوں گا؟“

جان گاڈوی نے کہا ”تم بار بار آتے ہو اور میں بار بار کہتا
ہوں مجھے ہر طرح دوست بنالو۔ پتا دو دارو مالو کچھ پر تو بوشی عمل
نہ کرو۔ میں غلامی سے بچنے کے لئے جاگتا رہوں گا۔“

”تم افسوس ہو۔ میں دوسری جگہ مصروف تھا ورنہ بہت پہلے
ہی خیال خوانی کے ذریعے تمہیں کھک کر سلا دیتا۔ اب دیکھو میں سلا تا
ہوں۔“

وہ انکار میں سر ملاتے ہوئے بولا ”نہیں نہیں، تم مجھے
زبردستی نہیں سلا سکتے۔“

وہ بولے بولے چپ ہو گیا۔ پاپا ڈوک نے دماغ پر قبضہ جمایا
تھا۔ اب وہ خود دماغی طور پر غائب ہو چکا تھا۔ بستر پر لیٹ کر
آٹھ گھنٹے بند کر چکا تھا۔ مرنا خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔
تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ پاپا ڈوک اس پر تو بوشی
عمل کرنے لگا تھا۔ وہ عمل سے متاثر ہو رہا تھا۔ اس کا معمول اور
تابعدار بن رہا تھا جبکہ ایسا نہیں تھا۔ مرنا نے سوچا تھا کہ گاڈوی
کے خوابیدہ دماغ کو کنٹرول کرے گی اور اس کی زبان سے غائب
پاپا ڈوک کے سوالوں کے جوابات دے گی۔ وہ ایسا کرنا چاہتی تھی
تب ہی اس نے محسوس کیا، کوئی اور بھی گاڈوی کے دماغ میں
موجود ہے۔ اور وہ اس کی زبان سے پاپا ڈوک کے سوالوں کے
جوابات دیتا جا رہا ہے۔

ایسا ایک بائبل جیتی جانے والے ڈی بورن کے ساتھ ہوا
تھا۔ سلمان نے چاہا تھا کہ اس کے کمزور دماغ پر عمل کرے۔
ایسے ہی وقت اس نے بورن کے دماغ میں نیو سنٹا کی آواز سنائی
تھی۔ وہ بھی بورن پر تو بوشی عمل کرنے آیا تھا۔ جب وہ عمل کر
کے اسے اپنی داستان میں تو بوشی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا تو
پاپا بورن کے دماغ میں شلیاب بھی موجود تھی۔ اس نے نیو سنٹا
سے نکل دیا کام بتایا تھا اور خود اسے اپنا معمول بنا کر بیٹھی تھی۔

یہ واقعہ مرنا کو معلوم تھا کیونکہ نیو سنٹا کا بن کر بورن کے
بال بھی تھی اور وہاں ناگامی کے بعد یہ سبق حاصل کیا تھا کہ کسی
کے دماغ میں ناگامی سے پہلے بولنا چاہئے نہ کوئی عمل کرنا چاہئے۔
انہوں نے کوئی نئی جیتی جانے والا چھپ کر رہتا ہے۔

اور اب جان گاڈوی کے دماغ میں بھی یہی ہو رہا تھا۔ پہلے
پاپا ڈوک نے اس پر عمل کیا۔ پھر کوئی دوسرا شخص عمل کر رہا تھا۔
اس نے کہا ”جان گاڈوی! میں تمہارا دوست وارنر بیک بول رہا
ہوں۔ اس کینٹ پاپا ڈوک نے مجھے بھی چھپانے کی پوری کوشش
کی تھی مگر میں بچ نکلا ہوں۔ میں نے تمہیں اس کے تو بوشی عمل
سے بچایا ہے۔ میں تم پر عمل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ سمندر نے سچ
تمہیں معمول بنانا بیکار ہے۔ تم میرے کسی حکم کی قیبل نہیں
کر سکو گے اور نہ ہی یہاں سے جاسکو گے لیکن تمہیں دماغی طور پر
توانا بنانے اور پاپا ڈوک کی خیال خوانی سے بچانے کے لئے عمل
کر رہا ہوں۔“

وہ عمل کرنے لگا۔ مرنا اسے قابو میں رکھنا چاہتی تھی
اس کے لئے وارنر بیک کے تو بوشی عمل کو کام بنانا تھا۔ ایسے
ہی وقت پھر اسے محسوس ہوا کہ کوئی اور وہاں موجود ہے اور وہ
چپکے چپکے وارنر کے عمل کو نام بنانا ہے۔ وہ حیران نہیں ہوئی۔
یہ سمجھ گئی کہ سونپنا کا کوئی آدمی ایسا کر رہا ہے اور وہ درست سمجھ
رہی تھی۔ میں جان گاڈوی کے دماغ میں چھپ کر اس کی زبان
سے غائب وارنر کے سوالوں کے جوابات دے رہا تھا اور ٹین دا
رہا تھا کہ جان گاڈوی اس کا معمول بن چکا ہے۔ دراصل ہم میں
سے کسی نے یہ سوچا تک نہیں تھا کہ جہل کی بھیجی مرنا نے ایک
بہت لمبا کھیل شروع کر دیا ہے۔ وہ بڑی کامیابی سے گمناہی اور
خاموشی سے زندگی گزار رہی تھی۔ اس کی طرف کسی کا دھیان
نہیں جاتا تھا۔ اور نہ اسے نظر انداز کیا ہوا تھا۔

میں نے وارنر کے عمل کو نام بنایا لیکن خود غفل نہیں کیا۔
اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ کھیل اسے جزیرہ کو نہیں ہی اپنا
معمول بنا چکی تھی۔ میں اس کے دماغ سے واپس چلا گیا۔ میرے
فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہاں مرنا ڈی فون ڈا چھپی ہوئی ہے
اسے پتا نہیں تھا کہ میں جاچکا ہوں۔ وہ سمجھ رہی تھی میں تو بوشی
عمل کروں گا اور ایسی کوئی بات نہیں ہو رہی تھی یہ اس کے لئے
جیرانی کی بات ہو سکتی تھی مگر اس نے سمجھ لیا کہ سونپنا کے کسی ٹیلی
جیتی جانے والے نے بہت پہلے ہی جان گاڈوی کو اپنا معمول بنا
یا ہے اسی لئے ابھی اس پر تو بوشی عمل کی ضرورت پیش نہیں آئی
ہے۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس نے بھی گاڈوی پر
عمل نہیں کیا۔ اگر کرتی تو آخر میں وہ اسی کا معمول اور تابعدار
بن جاتا لیکن وہ دوسروں کو سوچنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی کہ
گاڈوی پر کس نے عمل کیا ہے اور عمل کرنے والے کا تعلق کس
پارٹی سے ہے؟ پھر یہ کہ اسے اپنی احوال معمول بنا کر کچھ حاصل نہ
ہو۔ ابھی وہ اسے بڑے ذرا لگ کر مالک نہیں تھی کہ زینی داچ
وغیرہ کے ذریعے اسے سچ سمندر سے نکال لائی۔ مگر اس حقل
استمال کر سکتی تھی۔ اور حقل کمرہ رہی تھی کہ اسے کسی بھی

طرح پایا ڈوک کے دماغ تک یا اس کی کسی کمزوری تک پہنچنا چاہئے۔

وہ پھر گاڈی کے دماغ میں آئی۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ مریٹا انتظار کرتی رہی کہ اس کے دماغ میں کوئی چپا ہوا ہوگا تو کچھ بولے گا یا اس سے کوئی حرکت کرے گا لیکن وہ بڑی دیر سے کسی مداخلت کے بغیر نیند بوری کر رہا تھا۔ تب مریٹا نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا۔ نیچے کے اندر مختصر سا ضرورت کا سامان رکھا ہوا تھا۔ دن کی روشنی میں وہ حسد اس کے پاس بستر پر سوری تھی۔ گاڈی نے مریٹا کی مرضی کے مطابق حسد پر زور سے ہاتھ رکھا پھر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ہڑا کر اٹھ گئی تھی۔ آس پاس دیکھ رہی تھی پھر وہ بولی ”تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ اوہ گاڈی، کتنی زور سے ہاتھ مارا ہے!“

مریٹا اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات بتانے لگے اس کا نام نیا شلوم ہے۔ اسرائیل کے ملٹری ٹریننگ سینٹر میں تربیت حاصل کرنے کے بعد پہلی بار ملک سے باہر سمندر کے چچ آئی ہے تاکہ جان گاڈی کو حسن و شباب سے محروم نہ رہے اور اس پھاڑی پر اسے تنہائی سے گھبرانے اور پریشان نہ ہونے دے۔ نیا شلوم سے کہا گیا تھا کہ وہ گاڈی کو اپنا دیوانہ بنانے میں کامیاب ہو جائے گی تو اسے ملٹری انٹیلیجنس میں ایک بڑا عہدہ دیا جائے گا اور اسے یہ پریشانی تھی کہ ناکام ہوگی تو مل ایب واپس جانا ہوگا۔ اس کی جگہ دوسری لڑکی گاڈی کا دل بھلانے آئے گی۔

مریٹا نے اس کے اندر پایا ڈوک کے متعلق سوالات پیدا کئے۔ اس کی سوچ جواب دینے لگی ”میں اس شیطان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں۔ ہمارے ٹریننگ سینٹر سے کئی لڑکیاں اس کے سامنے لائی گئی تھیں اس نے میرا انتخاب کیا تھا پھر مجھ سے کہا تھا کہ میں پھاڑی پر جا کر رہوں گی اور جان گاڈی کا دل بھلائی رہوں گی۔ پایا ڈوک میرے دماغ میں آتا جانا رہے گا۔“

پھر اس کی سوچ نے بتا دیا کہ وہ یوگا کی ماہر ہے۔ برائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے چونکہ پچھلی رات وہ تنہا تھی کوئی اور انٹرکٹ اسے روکنے والا نہیں تھا اس لئے اس نے شراب پی تھی جس کے نتیجے میں وہ ابھی مریٹا کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہی تھی۔

مریٹا نے اس پر عمل کیا۔ اس کے دماغ کے ایک حصے کو لاک کر دیا جہاں اس کے ایسے چور خیالات محفوظ رہا کریں گے جنہیں پایا ڈوک بھی خیال خوانی کے باوجود نہیں پڑھ سکے گا اور نیا شلوم ابھی مریٹا کی آمد کو نہیں سمجھ پائے گی۔ مریٹا کا ارادہ تھا کہ وہ نیا کو ناکام بنا کر مل ایب واپس جانے پر مجبور کرے گی پھر اس کے ذریعے وہاں کے افسران اور پایا ڈوک تک پہنچنے کی کوشش کرے گی۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ دماغی طور پر اپنے بچلے میں حاضر

ہو گئی۔ یوں دیکھا جائے تو کسی ٹیلی بیسی جاننے والے کا دماغ محفوظ نہیں تھا۔ کسی نہ کسی کے دماغ میں کوئی نہ کوئی قبضہ بنانے کے لئے پہنچ جاتا تھا۔ دنیا کی تمام لڑائیاں مکمل میدانوں میں، بازاروں میں، سڑکوں پر، گلیوں میں اور گھروں میں ہوتی ہیں۔ صرف ٹیلی بیسی کی لڑائی بھی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوتی۔ یہ لڑائی دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتی بلکہ جس کے دماغ کے اندر ہوتی ہے وہ بیچارہ بھی کچھ سمجھ نہیں پاتا اور کوئی عامل یہ دھوکا نہیں کر سکتا کہ آج جو اس کا معمول ہے وہ کل بھی اس کا بعد اوار رہے گا۔ اس معمول کو زبپ کرنے کے لئے کوئی دوسرا عامل دماغ میں پہنچ جاتا تھا۔ وہ پہلے عامل کے عمل کو مٹا کر اپنے احکامات اس کے دماغ میں نقش کر دیتا تھا۔

ہر طرف یہی تو جوبڑو رہا تھا۔ اسی لئے مریٹا نے اپنے تمام شکاوں کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں تاریکی میں قید رکھا تھا۔ اب وہ شپا کے متعلق سوچ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس کے انکل کی داشہ رہ چلی ہے اور پچھلے کئی دنوں سے اچانک عتاب ہو گئی ہے۔ مریٹا نے کئی بار اس کے دماغ میں جانا چاہا۔ مگر اس نے سانس روک لی۔ شپا یہ سمجھنے کا موقع نہیں دیتی تھی کہ وہ امریکا سے نکل کر کس ملک میں قیام کر رہی ہے۔

اس نے پھر ایک بار کوشش کی۔ اس کے دماغ میں پہنچے ہی بولی ”سانس نہ روکنا، مجھے جبریل صاحب نے بھیجا ہے۔ وہ تم سے اہم باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہیں اس طرف میرا دماغ میں آنا پسند نہیں ہے تو تم جبریل کے پاس جاؤ۔“

شپا نے کہا ”میں کسی جبریل کو نہیں جانتی“ یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی مریٹا نے جان بوجھ کر لمبی بات کی تھی تاکہ کچھ دیر دماغ میں رہ کر اس کے آس پاس کے ماحول کو سمجھ سکے۔

اسے پتا چلا کہ وہ ایک کمپوز کی دکان میں ہے۔ لندن میں ”الانس آف ڈیوک اسٹریٹ“ کی دکان بہترین اور قیمتی کمپوز کے لئے مشہور ہے۔ مریٹا وہاں کئی بار جا چکی تھی۔ اس نے فوراً ہی دکان کو پہچان لیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شپا لندن میں ہوگی۔ اسے اتنے قریب پا کر وہ اٹھ گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی پگلے کے باہر آئی، کار میں بیٹھ کر اسے اشارت کیا پھر آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد فنیٹس سٹریٹ ڈیوک اسٹریٹ پہنچ گئی۔

آدھے گھنٹے میں شپا وہاں سے باہر نکلتی تھی لیکن مریٹا کو قہقہے تھا کہ وہ عام عورتوں کی طرح کمپوز کا انتخاب کرنے میں ممکن وقت ضائع کرے گی۔ وہ دکان میں داخل ہو کر دور تک نظریں دوڑانے لگی۔ شپا نے شکل تبدیل کی ہوئی تھی۔ مریٹا اسے صورت سے نہیں پہچان سکتی تھی لیکن عادت سے پہچان لیتا، اپنی عادت کے مطابق تھوڑے تھوڑے وقفے سے بائیں منہ کر لیتی، اگر کہہ لیتی تھی۔ یہ عادت بچپن سے تھی۔ جبریل نے مریٹا سے اس عادت کا ذکر کیا تھا۔ پھر مریٹا نے اسے ایک آدھ گھنٹہ

دیکھا تھا وہ واقعی وقفے وقفے سے بایں مٹی بند کرتی اور کھولتی رہتی تھی۔

وہ دن کا دن میں ایک طرف سے چلتی ہوئی مختلف عورتوں کے ہاتھوں پر نظر ڈالتی جا رہی تھی۔ پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ ایک حسین عورت نے ایک بار اپنی مٹی بند کر کے کھولی تھی۔ مرینا کپڑے پسند کرنے کے بارے میں وہاں رک گئی۔ قہوڑی دیر بعد اس نے پھر مٹی بند کر کے کھولی۔ اس بار تصدیق ہو گئی کہ وہ شیا ہے۔ مرینا وہاں سے دکان کے دوسرے حصے میں آئی۔ وہاں ایک لڑکی کپڑے پسند کر رہی تھی اس نے لڑکی سے پوچھا ”کیا دفعت ہوا ہے؟“

وہ مسکرا کر بولی ”کیا پہلی بار اس دکان میں آئی ہو؟ میاں ایک نہیں دو والی کلاک ہیں۔“

مرینا نے دیر اور گہری گھڑی کی طرف دیکھا پھر بولی ”اوہ گاڑا! مجھے دیر ہو رہی ہے۔“

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دکان سے باہر آئی پھر اپنی کار میں بیٹھ گئی۔ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس لڑکی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس پر اچھی طرح قبضہ تھا۔ یہ وہ لڑکی چلتی ہوئی شیا کے پاس آگئی۔ مرینا ایسے معاملات میں بہت محتاط رہتی تھی۔ کسی سے براہ راست ملاقات نہیں کرتی تھی۔ کسی دشمن سے سامنا کرنے کی ضرورت ہوتی یا اسے شپ کرنا ہو تو ایسے متصادف کے لئے کسی کو آواز دیتا بلتی تھی۔

اس نے لڑکی کے ذریعے قریب ہو کر مخاطب کیا ”یلو شیا!“ وہ ایک دم سے چوک گئی۔ لڑکی سے بولی ”تم کون ہو؟ مجھے شیا کہہ کر کیوں مخاطب کر رہی ہو۔ میرا نام بتیخی فرے۔“

مرینا نے لڑکی کے ذریعے مسکرا کر کہا ”بتیخی فر میرا نام ہے اور بہت سی لڑکیوں کا نام ہے۔ مگر تمہارا نام شیا ہے۔ ایک اپ کے ذریعے چہہ بدلنے سے نام نہیں بدل جاتا۔ عادت نہیں بدل جاتی۔ ابھی تم بے اختیار اپنی بائیں مٹی بند کر کے کھولو گی۔“

گاڑی کہاں ہے؟“

”میری گاڑی میں وہ لوگ ہیں جو تمہارا تعاقب کرتے رہیں گے“

”میری گاڑی اسٹریٹ کے کنارے پر ہے وہاں تک پیدل چلا ہو گا۔“

وہ دونوں فٹ ہاتھ پر چلنے لگیں۔ اس راستے کے آخری موڑ پر کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اگلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ شیا نے پوچھا ”کہاں چلتا ہے؟“

”ہاں تم رہتی ہو۔“

وہ کار اشارت کرتے ہوئے بولی ”اچھا تو میری رہائش گاہ دیکھنا چاہتی ہو۔“

کار اشارت ہو کر آگے بڑھ گئی۔ قہوڑی دور جا کر چلنے پوچھا ”تمہارے لوگ تعاقب کرتے دکھائی نہیں دے رہے ہیں یہ“

”وہ تعاقب ہی کیا جو سمجھ میں آجائے۔ تمہیں بعد میں بتا چکا تھا۔“

خاص طویل ڈرائیو کے بعد وہ کار ایک بچلے کے احاطے میں آئی۔ ”دونوں کارے اتر کر بچلے کے اندر ایک ذرا ٹھک روم میں بیٹھیں۔“

شیا نے ہاتھ لگا کر کہا ”اب سچ سچ اگلے دو“

بات کی تھی۔ میں سمجھ گئی۔ جنرل کا کوئی ٹیلی پیچی جانے والا اس دکان میں آئے گا۔ شیا میری معمول ہے۔ میں نے اسے دکان سے روانہ کر دیا پھر اس کی طرح بائیں ہاتھ کی مٹی بند کرنے اور کھولنے لگی۔ یہ تدبیر کام آئی اور تم میاں جتنے چلی آئیں۔“

مرینا نے ہنسنے ہوئے کہا ”جو جو واقعی تم چلاک ہو تم نے بہت مضبوط جال بچکا تھا قہوڑی گھنٹوں کے بعد تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ یہ جو تمہارے سامنے کھڑی ہوئی ہے محض ایک آواز کا رہا۔“

میں اس کا دماغ چھوڑ کر جاری ہوں۔“

یہ کہنے ہی مرینا دماغی طور پر اپنی کار کی اسٹیریٹنگ سیٹ پر حاضر ہو گئی۔ اس نے فریڈ علی ٹیوری کو بسو کو زبردست جھانسا دیا تھا اور یہ بہت بڑی بات تھی۔ اس بات پر کوئی بھی ہوتا تھا کہ ہنستا۔ وہ بھی ہنس رہی تھی۔

کار کی محدود فضا میں اس کی ہنس گونج رہی تھی مگر یہ مختصری خوشی تھی ”اچانک ہی وہ چپ ہو گئی۔ کار کی پچھلی سیٹ سے پارس کی آواز سنائی دی“

”جو لطیفہ تمہیں ہنسا رہا ہے“ وہ ہنسنے لگی۔ شیا نے اس کے حلق سے پتھر نکل گئی۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ پارس کو دیکھ کر رہے رہے ہوش بھی اڑ گئے۔ اس سے پہلی بار سامنا ہوا تھا۔ اس سے پہلے وہ اس کی تصویریں اور ویڈیو فلمیں دیکھ چکی تھی۔ اس کا ریکارڈ پڑھ چکی تھی اور یہ طے کر چکی تھی کہ پارس اور علی تیور سے کبھی نہیں ٹکرائے گی۔ اگر ایسا موقع آیا تو کڑا کر نکل جائے گی لیکن وہ موت کی طرح اچانک یوں آیا تھا کہ اب کڑا کر نکل جانے کا راستہ نہیں رہا تھا۔

وہ دھڑلے سے اٹھ اٹھ کر نکل گیا۔ اس نے فوراً ہی اپنے تراس پر قابو پایا۔ مسکرا کر بولی۔

”اوہ گاڑا! تم نے تو مجھے ذرا ہی دیا“ اگر خوف سے دم نکل جاتا تو؟“

”تم ہنس رہی تھیں اور میں نے ہنسنے ہنسنے کسی کا دم نکلنے نہیں دیکھا۔“

”مگر آج دیکھ لیتے“ اگر میں مر جاتی تو؟“

”ذرا اپنا تعارف تو کرو۔“

”میں پارس کی خیال خوانی کرنے والی ہوں۔ مجھے دوست یا دشمن اپنا بیگانہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ پہلی بار تم مجھے دیکھ رہے ہو۔“

”اچھا تو تم مرنا ہو۔“

”مرنا جنرل کی بیٹی ہے۔ تم بس اس کے نام سے واقف ہو“ میرا نام صرف میرا سر سلطان واسطی جانتا ہے۔“

”پارس کا نام اسٹرائپر ہے۔“

”یہ نام تھا“ نہیں ہے“ میں اپنے ماسٹر سلطان واسطی کی راز دار اور ایسی ماتحت ہوں جس کا ذکر وہ تم لوگوں کے سامنے نہیں کرتا ہے۔“

”تمہاری بات مجھے ہضم نہیں ہو رہی ہے۔“

”ابھی ہضم کراؤ گی ہوں“ سلطان واسطی صاحب سے کہتی ہوں ”وہ تمہارے دماغ میں اگر تصدیق کریں۔“

وہ چپ ہوئی جیسے خیال خوانی کے ذریعے سلطان واسطی کے پاس گئی ہو لیکن وہ اپنے معمول نیو سٹائن کے پاس آئی اور اسے حکم دیا کہ پارس اسٹرائپر سے رے کا لوجہ اختیار کر کے پارس کے دماغ میں جائے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ پارس کے دماغ میں آیا پھر مرینا کی مرضی کے مطابق بولا ”یلو بیٹے! میں بہت مصروف ہوں“

صوفیہ کے کتنے پر آیا ہوں۔ میں اپنی اس ماتحت کے بارے میں بعد میں بتاؤں گا۔ اسے جانے دو“ یہ میرے معاملات میں مصروف ہے۔“

”یہ شیا کا چچا کیوں کر رہی تھی؟“

”اس لئے کہ شیا کے چچے مرنا ہے“ میں نے کمانا ابھی مصروف ہوں“ آدھے گھنٹے بعد تم سے تفصیلی گفتگو کروں گا۔ صوفیہ کو جانے دو۔“

وہ پارس کے دماغ سے چلا گیا۔ پارس نے پوچھا ”تمہارا نام صوفیہ ہے؟“

”ماسٹر سلطان نے تمہیں میرا نام بتا ہی دیا جبکہ وہ مجھے ساری دنیا سے چھپاتے ہیں۔“

”میں اگلے کے حکم سے جا رہا ہوں۔ مگر تم اتنی چپکی ہو کہ پھل کر پھر کسی موڑ پر لوں گا۔“

وہ ہنسنے لگی۔ پارس پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ وہ کار اشارت کرتے ہوئے بولی ”میں جاری ہوں۔ ویسے تم مجھے“



مکتبہ نفسیات • پرنٹنگ مین ۹۳۳۰۹۳۳ • لاہور

ہست یا کرو گے۔“

اس نے کار آگے بڑھائی۔ پھر رفتار بڑھاتے ہوئے ایک موز پر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ہست دور نکل آئے۔ بعد اس نے گاڑی روکی۔ اپنے دوں چوڑے پیدل فٹ پاتھ پر بیٹھ لی پھر ایک نیکی میں بیٹھ گئی۔ اب وہ کار استعمال نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ پارس کی نظروں میں آگئی تھی۔ اس نے نیکی کو اپنے پیچھے سے دور چھوڑ دیا۔ وہاں سے پیدل آئی۔ پھر بیٹکے کے اندر پہنچے ہی اس نے سب سے پہلے عارضی میک اپ اتارا۔ اس کے بعد اطمینان سے بستر گر گئی۔

آج وہ بال بال بیٹھی تھی۔ ذرا بھی ہینٹلے میں در کرتی اور حاضر دماغی سے کام نہ لیتی تو پارس اسے نگل لیتا۔ اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اپنے نیکی بیٹھی جانے والوں کے ذریعے تباہ کر رہا تھا۔ مرنے والے وقت اپنی چالاکی اور کامیابی سے بیٹھ نکل آئے پر خوش نہیں ہو رہی تھی بلکہ اس غلطی پر غور کر رہی تھی جو اسے سونا کے قدموں میں پہنچانے والی تھی۔

اگر وہ شپا کو نوپ کرنے خود نہ جانتی۔ بیٹکے میں بیٹھ کر خیال خوانی کرتی یا کسی کو آلا کار کیا کر شپا کو گرفت میں لیتی تو یوں خطرے سے دوچار نہ ہوتی۔ نیکی بیٹھی کا علم حاصل کرنے کے بعد وہ بے حد میدان عمل میں آئی تھی۔ تب سے یہ اس کی پہلی غلطی تھی۔ اس نے تو یہ کہ اور یہ عدد کیا کہ آئندہ کسی معاملے میں براہ راست شریک نہیں ہوگی۔ اور اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلنے کے بعد ایک سیکنڈ کے لئے بھی خیال خوانی نہیں کرے گی۔

مرتا دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کی طرح اب تک کسی کی گرفت میں نہیں آئی تھی۔ اس کی وجوہات یہ تھیں کہ وہ بڑی مصیبتوں میں بھی بدحواس نہیں ہوتی تھی۔ چشمِ دون میں حاضر دماغی سے کام لیتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اپنا حاسبہ خود کرتی تھی۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتی تھی۔ پھر ان غلطیوں سے پرہیز کرتی تھی۔ اس کے اندر عشق و محبت کے جراثیم نہیں تھے وہ کسی کی شخصیت سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ نیو سنتا اس پر عاشق ہوا تھا۔ اس نے اسے جسے انسانوں کے کرنا معمول بنایا تھا۔ پارس کی شخصیت اس کی آواز اور لیے میں مروجہ گنگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کے باوجود وہ متاثر نہیں ہوئی۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے بعد اس قدر محتاط ہو گئی تھی کہ پھر اسے یاد بھی نہیں کیا۔ کوئی دوسری ہوتی تو اسے دھوکا دے کر آنے کی خوشی میں ضرور خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں جاتی۔ اس کا ذاتی اڑانے کے بھانے اس سے میل جول شروع ہو جاتا۔ مرتا کسی بھی بھانے والی نہیں تھی۔

پارس اس بیٹکے میں آتا جہاں جو جو کے ساتھ قیام تھا۔ جو جو نے کہا ”چنانچہ وہ خیال خوانی کرنے والی کون تھی۔ میں دھوکا کھا گئی۔ اس کی آنکھوں میں کیڑا ملا تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی تھی۔“

کسی کار کی پچھلی سیٹ میں بیٹھ گئے تھے وہاں کیا تھا؟

”کچھ نہیں۔“ وہ انکل سلمان کی ایک خاص خیال خوانی کرنے والی بات تھی۔ میں حیران ہوں کہ انکل نے اسے راز بنا کر کیوں رکھا ہے؟“

”یہ تمہیں انکل سے پوچھنا چاہئے۔“

”پوچھا تھا۔ وہ بہت مصروف تھے انہوں نے آدھے گھنٹے بعد مجھے اس کے متعلق بتانے کا وعدہ کیا ہے۔ ویسے ڈیڑھ گھنٹہ کمر چکا ہے۔ میرا خیال ہے ابھی تک وہ مصروف ہیں۔“

”ہو سکتا ہے وہ مصروفیات کے باعث بھول گئے ہوں۔ میں انہیں مخاطب کروں؟“

”ہاں یہ پوچھو کہ ان کی مصروفیات میں ہم کسی کام آسکتے ہیں؟“

جو جو نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سلمان کے سانس روکنے سے پہلے کوڈورڈز ادا کئے۔ اس نے مکر کر کہا ”میری بیٹی آئی ہے۔“

”پارس کہہ رہا تھا آپ بہت مصروف ہیں۔ کیا ہم کسی کام آسکتے ہیں؟“

”جیسے کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے۔“

”پھر آپ نے وعدے کے مطابق پارس سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟“

”وعدے کے مطابق؟ میں نے پارس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔“

جو جو نے پارس سے پوچھا ”یہ کیا چکر ہے۔ انکل کہہ رہے ہیں انہوں نے تم سے رابطہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔“

”انکل سے کہو۔ مجھ سے بات کریں۔“

تھوڑی دیر بعد سلمان نے پارس کے دماغ میں آتے ہی کوڈورڈز ادا کئے۔ پارس نے چونک کر پوچھا ”انکل! آپ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے میرے پاس آئے تھے اس وقت کوڈورڈز ادا نہیں کئے تھے۔ کیا میں نے دھوکا کھا لیا ہے؟“

”بیٹکے! میں تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔ تعجب ہے تم نے آنے والے سے کوڈورڈز ادا کرنے کے لئے کیوں نہ کہا؟“

”مجھے آپ اور پاپا مصروفیات کے باعث کوڈورڈز ادا نہیں کرتے۔ فوراً ہی کام کی باتیں کہہ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ میں نے سمجھا آج بھی مصروفیات کے باعث ایسا کر رہے ہیں۔“

”ہاں! میں نے ایک آدھ بار ایسا کیا ہے۔ ہماری بے اصولی کے سبب تم دھوکا کھا گئے۔ ویسے معاملہ کیا تھا؟“

پارس نے اس خیال خوانی کرنے والی کی چال بازی سلمان کو بتائی۔ جو جو بھی اس کے دماغ میں رہ کر رہی تھی۔ بڑے ہوئے بولی ”شیم! ایک لڑکی سے دھوکا کھا گئے۔ بڑے چالاک بنے۔“

سلمان نے کہا ”میں جو جو! شرمندہ پارس کو نہیں! ہمیں ہمارے آئندہ ہم غلط میں بھی کوڈورڈز ضرور ادا کریں گے۔“

”آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ مرنے لگی؟“

”ہاں! وہی ہوگی۔ بے حد چالاک ہے۔ وہی ایک خیال پڑھنے والی ایسی ہے جو اب تک ہماری نظروں میں نہیں آئی ہے۔ ایک بار تمہارے پاپا جنرل کے ذریعے اسے ٹریپ کرنا اپنے تھے۔ میں بھی خیال خوانی کے ذریعے موجود تھا مگر وہ ہم دونوں کو پکڑ دے گئی۔ دوسری بار تمہیں دھوکا دیا ہے۔ ویسے آئندہ اس سے ٹکرانے میں مزہ آئے گا۔“

”میری ماں! لیکن آپ کو اس عمر میں ٹکرانا نہیں چاہئے۔“

”اچھا! سلمان نے روانی میں کسا پھر چونک کر بولا ”تم غارت سے باز نہیں آؤ گے۔“

وہ چلا گیا جو جو نے کہا ”بزرگوں کو اس طرح نہیں چھیڑنا چاہئے۔“

”ایک ماہ پہلے انکل نے سلطانہ آئی سے اور پاپا نے لیلیٰ آئی سے شادی کی ہے۔ یہ تازہ شادی کرنے والے بزرگ کیسے ہو گئے؟“

وہ بیٹھ گئی پھر بولی ”مرتا کیسی تھی؟“

”مجھے اس کی خیریت پوچھنے کا موقع نہیں ملا۔ ویسے وہ بیمار نہیں تھی۔“

”میں اس کی دکھ پیاری کا نہیں پوچھ رہی ہوں۔ میرا سوال مجھ کر بھی بن رہا ہے۔“

”کیا تم یہ پوچھنا چاہتی ہو کہ وہ حسن میں یونی سی تھی یا انٹیلی جنس تھی؟“

”ہاں! سچ بتاؤ؟“

”مجھے وہ اصلی روپ میں تو ہو نہیں سکتی تھی۔ چہرہ بدل کر آئی ہوگی پھر میں عارضی چہرے کے پیچھے کیسے دیکھ سکتا تھا۔“

”جب مرد کسی لڑکی سے دھوکا کھاتا ہے تو اسے بھولنا نہیں ہے۔“

”کیا بات مرنے جاتے جاتے کسی تھی کہ میں اسے بہت یاد کروں گا۔ پتا نہیں لڑکیوں کو اتنی خوش فہمی کیوں رہتی ہے۔“

”تم اسے یاد نہیں کر رہے؟“

”یاد کروں گا نہیں بلکہ یاد رکھوں گا! یاد کرنے میں دلی لگاؤ ہوتا ہے اور یاد رکھنے میں پیچیدگی ہوتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟“

”ہرگز نہیں! تم اسے پیچھے کے طور پر یاد نہیں رکھو گے! میں اس سے بدلہ لوں گی۔“

پارس نے اس کی قہقہے کے لئے ایک دم سے چونک کر کہا۔ ”او! اب یاد آیا۔ اس کے چہرے پر وہ عیب ایسے تھے جسے وہ دیکھ

اپ سے بھی نہ چھپا سکی۔“

اس نے بڑی دھجکی سے پوچھا ”وہ عیب کیا تھا؟“

”اس سے ایک بار نظروں میں تو میں نے دیکھا۔ وہ بیٹکی بچے میں مشرق کی طرف تھا وہ مغرب کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے قہقہہ لگایا تو اس کے اگلے دو دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔“

”تو اب کتنی بڑی لگ رہی ہوگی۔“

”اس نے درست کہا تھا کہ میں اسے بہت یاد کروں گا! اس کی ترجمانی نظر اور ٹوٹے ہوئے دانت اکثر یاد آ کر رہے گے۔“

جو جو دل کھول کر بیٹھنے لگی۔ اسے اطمینان ہو گیا کہ مرتا کے پاس پارس کے بیٹنے کا سامان نہیں ہے اور پارس سوچ رہا تھا۔

”میدانِ عمل میں حسن و شایب اہم نہیں ہوتا! اہمیت بیٹھنے کی ہوتی ہے۔ وہ جیسے جس نے انکل کو اور میرے پاپا کو بھانسا دیا اور آج مجھے الونیا گئی! اسے تو میں ضرور یاد رکھوں گا اور میرا یاد رکھنا اسے مرنا پڑے گا۔“

ہو سکتا ہے پارس بھی اس سے پھر ٹکر جائے لیکن ایسا جب بھی ہوگا اتفاق سے ہوگا کیونکہ مرتا کے محتاط عمل نے اور اس کے اصولوں کی پابندی نے اسے ہر طرح محفوظ رکھا تھا اور آئندہ بھی وہ محفوظ رہنے والی تھی۔ کبھی مقدر بگڑ جائے تو یہ الگ بات ہے۔

وہ پچھلی بار گاڈی کے کمزور دماغ میں گئی تھی۔ وہ نہ سانس روک سکتا تھا نہ خیال خوانی کر سکتا تھا۔ پاپا ڈوک نے اسے ایک ایسی ہاڑی پر پہنچا دیا تھا جو ٹل ایب کے قریب سمندر کے بیچ میں تھی۔ اس ہاڑی کے چاروں طرف بجلی کے نایبہ تار تھے۔ غوط خوری کے ذریعے وہاں جانے والے ان تاروں کی زد میں آکر ہلاک ہو جاتے۔ ٹل ایب کے ساحل پر ایک بہت بڑی دور بین تھی جس کے ذریعے اسے دن رات دیکھا جاتا تھا! اتنی سخت نگرانی تھی کہ گاڈی کی مدد کے لئے کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا تھا۔

شان پاپا ڈوک نے اس کی تباہی دور کرنے کے لئے ایک توہین حینہ کو بھیجا تھا۔ حینہ کا نام نیا ظلم تھا! وہ اسرائیلی انٹیلی جنس کے شعبے سے تربیت حاصل کر چکی تھی۔ یوگا کی ماہر تھی چونکہ اس نے پچھلی رات شراب پی لی تھی اس لئے مرتا کو اپنے دماغ میں محسوس نہ کر سکی۔ یوں مرتا نے اسے اپنی معمول اور تباہ کر دیا تھا۔

وہ نیا ظلم کے دماغ میں رہ کر پاپا ڈوک کے حلقہٴ معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس شیطان کی کسی کمزوری تک پہنچ جائے گی۔ اس مقصد سے وہ پھر نیا ظلم کے دماغ میں آئی۔ وہ گاڈی سے کہہ رہی تھی ”میں کل سے تمہیں اپنی طرف مائل کر رہی ہوں! میرا شمار ٹل ایب کی حسین ترین لڑکیوں میں ہوتا ہے! میرے شباب میں اتنی گرمی ہے کہ مجھے ہونے چاہئے کہ کسی عارضی حادثہ تو نہ ہو سکے۔“

کیا تمہیں یاد ہے؟“

”یاد کروں گا نہیں بلکہ یاد رکھوں گا! یاد کرنے میں دلی لگاؤ ہوتا ہے اور یاد رکھنے میں پیچیدگی ہوتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟“

”ہرگز نہیں! تم اسے پیچھے کے طور پر یاد نہیں رکھو گے! میں اس سے بدلہ لوں گی۔“

پارس نے اس کی قہقہے کے لئے ایک دم سے چونک کر کہا۔ ”او! اب یاد آیا۔ اس کے چہرے پر وہ عیب ایسے تھے جسے وہ دیکھ

اپ سے بھی نہ چھپا سکی۔“

اس نے بڑی دھجکی سے پوچھا ”وہ عیب کیا تھا؟“

”اس سے ایک بار نظروں میں تو میں نے دیکھا۔ وہ بیٹکی بچے میں مشرق کی طرف تھا وہ مغرب کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے قہقہہ لگایا تو اس کے اگلے دو دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔“

”تو اب کتنی بڑی لگ رہی ہوگی۔“

”اس نے درست کہا تھا کہ میں اسے بہت یاد کروں گا! اس کی ترجمانی نظر اور ٹوٹے ہوئے دانت اکثر یاد آ کر رہے گے۔“

جو جو دل کھول کر بیٹھنے لگی۔ اسے اطمینان ہو گیا کہ مرتا کے پاس پارس کے بیٹنے کا سامان نہیں ہے اور پارس سوچ رہا تھا۔

”وہ اسے دیکھتے ہوئے سرور بھر کر بولا ”میں نے امریکا اور یورپ میں ہزاروں حسنیناں دیکھی ہیں، مگر تمہاری مثال کہیں نہیں ملتی۔ تمہارا حسن کوہِ ندا کی طرح بکا رہا ہے اور تمہارا شباب ہر زاویے سے لپکتا ہے لیکن جان پر پنی ہو تو نگاہوں سے حسن بچھ جاتا ہے۔ رنگ مرنے لگا ہے، خوشبو گم ہو جاتی ہے اور لپٹانے والی جوانی کا بھی جتنا زہ نکل جاتا ہے۔ میرے دماغ میں ایک ہی سوال گونج رہا ہے کہ اس قید سے کیسے نجات ملے گی؟“

”شاید کبھی رہائی نہ ملے۔ شاید اس لئے کہہ رہی ہو کہ کبھی عقل سے کام لوگے تو یہاں سے ضرور نکل سکو گے۔“

”میری عقل کام نہیں کر رہی ہے، مجھ سے تعاون کرو، مجھے کوئی راستہ دکھاؤ۔ میں زندگی بھر تم سے محبت کرتا رہوں گا، صرف تمہارا وفادار رہوں گا۔“

”عقل کتنی ہے، دوچار ہفتوں یا دوچار مہینوں میں رہائی ممکن نہیں ہے۔ حکمت عملی سے کام کرو، فی الحال پاپا ڈوک کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو اور مجھ سے شادی کرلو، جب تم میرے حسن و شباب اور میری زندگی کے مالک و مختار بن جاؤ گے تو میں تمہاری ہی بھلائی کے لئے سوچوں گی اور تمہیں قید سے نکالنے کے لئے جان کی بازی لگا دوں گی۔“

وہ پریشان ہو کر بولا ”پاپا ڈوک نے کہا تھا کہ وہ میری نیند کے دوران مجھ پر تنہائی عمل کرے گا، میں پچھلی رات گہری نیند میں تھا۔ اگر اس نے پٹناؤزم کے ذریعے مجھے اپنا تابعدار بنالیا ہو گا تو مجھے پتا نہیں چلے گا اور میں نادانستی میں اپنی مرضی کے خلاف اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔“

نیپا نے مرہٹا کی مرضی کے مطابق کہا ”تم پاپا ڈوک کے خلاف بول رہے ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ابھی تک تمہیں پٹناؤزم کے ذریعے اپنا تابعدار نہیں بنایا ہے۔“

”ہاں، یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ اگر میں اس سے حمزہ ہوتا تو اس کی مخالفت میں نہ سوچتا نہ بولتا۔“

اسی وقت وارنر بیک نے اسے مخاطب کیا۔ گاؤدی غلامیں نکتے ہوئے سننے لگا۔ مرہٹا نے نیپا کے ذریعے اس کا یہ انداز دیکھا اور سمجھ گئی کہ کوئی اس کے دماغ میں آیا ہے۔ وہ فوراً ہی گاؤدی کے اندر پہنچی۔ وہاں وارنر بیک کہہ رہا تھا ”گاؤدی! میرے دوست، یہ نیپا درست کہہ رہی ہے۔ تم اس شیطان کے معمول نہیں ہو، وہ پچھلی رات تمہارے دماغ میں اگر بڑی دیر تک عمل کرتا رہا تھا لیکن میں اسے ناکام بنا تا ہوا۔ وہ یہ سمجھ کر گیا ہے کہ تم اس کے معمول اور وفادار بن چکے ہو۔“

گاؤدی نے خوش ہو کر کہا ”وارنر! تم سچے دوست ہو۔ تم نے مجھے شیطان کی غلامی سے بچایا ہے۔ پلیز، مجھے گائیڈ کرو، میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔“

”میری تمہاری کمزوری ہے، پریشان اور حواس باختہ رہو گے تو مصیبتوں سے کبھی نجات حاصل نہیں کر سکو گے۔ مجھے مشوروں پر عمل کرو، پاپا ڈوک پر ظاہر کرو کہ تم اس کے معمول اور وفادار بن چکے ہو، اس کی مرضی کے مطابق نیپا سے عقل شروع کرو، اس کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو۔ جب تم دماغ سے کام لینے لگو گے تو ہم دونوں جلد ہی اس شیطان پر غالب آجائیں گے۔“

”ٹھیک ہے، میں تمہارے مشوروں پر عمل کر رہا ہوں۔“

”میں اپنی جگہ مصروف ہوں، پھر آؤں گا۔“

وہ چلا گیا۔ گاؤدی نے بڑے پیار سے مسکرا کر دیکھا۔ نیپا نے پوچھا ”یہ سوچتے سوچتے مسکرا کر کیوں لگے؟“

”تم درست کہہ رہی تھیں کہ مجھے عقل سے کام لینا چاہیے۔“

”یعنی تمہاری عقل کام کر رہی ہے؟“

”ہاں، یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا، مجھے ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔ اگر میں تمہارے جسم و جان کا مالک بن جاؤں تو تم سے زیادہ وفادار ساتھی کوئی اور نہیں ملے گا، لیکن ایک بات ہے۔“

”وہ کیا؟“

”میں بڑی دیر سے دل ہی دل میں پاپا ڈوک کو گالیاں دیتا

چاہتا ہوں۔ مگر دماغ روکتا ہے اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مخالفانہ خیالات کے باوجود مجھے پاپا ڈوک کی عزت کرنی چاہیے۔“

وہ بولی ”اس کا مطلب ہے تم غیر شعوری طور پر پاپا ڈوک سے متاثر ہو اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے وفادار رہو گے۔“

”ہاں، میری جان نیپا! اب کیا ہوگا، میں اس کا معمول بن

چکا ہوں۔“

وہ اس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولی ”پر وائٹ کرو، میں

تمہارے ساتھ ہوں۔ وعدہ کرتی ہوں، اس کے سحر سے نکلنے کی ہر

ممکن کوشش کروں گی۔“

اس کے بعد مرہٹا اس کے دماغ سے آگئی کیونکہ دونوں ایک

دوسرے کے سحر میں گرفتار ہو رہے تھے۔ نیپا اس کے لئے غصے

نہیں تھی۔ اپنے ملک اور قوم میں ایک ٹیلی ویشن جیسے والے کا

اضافہ کرنے کے لئے حسن و شباب کا دسترخوان بچا رہی تھی اور

گاؤدی اپنے دوست وارنر کے مشورے کے مطابق ملک

اسرائیل کی پولی بوئی نوچ رہا تھا۔

مرہٹا، سلطان پاپا ڈوک کی بائیں سننے کے لئے نیپا کے پاس گئی

تھی لیکن پاپا ڈوک پچھلی رات کے بعد پھر نہیں آیا، خود دوسرے

معاملات میں مصروف ہو گا۔ مرہٹا ان دوسرے معاملات کو جاننے

کے لئے دو گھنٹے بعد پھر نیپا کے پاس آئی۔ وہاں اچانک ہی بارش

ہونے لگی تھی دونوں بڑی بے جاابی سے بارش میں غسلِ محبت

کر رہے تھے۔ وہ ناگوار سے واپس آتا چاہتی تھی اسی وقت نیا کے داغ میں پایا ڈوک کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "شاباش! تم نے اسے اپنا دوا نہ بنایا۔"

اسے شرم اور لحاظ سے ایسے وقت داغ سے چلا جانا چاہئے تھا لیکن شیطان سے شرم کی توقع عبث ہے۔ نیا بھی کچی سے شرم تھی "اس نے جواب دیا "یہ بڑی مشکوک سے قیام میں آیا ہے۔ ویسے تب نے صحیح طور پر تو خوی عمل نہیں کیا ہے۔"

"کیا بات ہو گئی؟"

"وہ غیر شعوری طور پر آپ کا وفادار بن چکا ہے مگر عام حالت میں آپ کے خلاف سوچتا ہے، کیا تو خوی عمل کے نتیجے میں ایسی دوری کیفیت ہوتی ہے؟"

"دوہری کیفیت ہر معمول کے ساتھ ہوتی ہے۔ معمول بظاہر نارمل ہوتا ہے خود کو آزاد اور خود مختار سمجھتا ہے۔ اپنے عامل کے خلاف بولتا بھی ہے لیکن غیر شعوری طور پر بے اختیار وہی کرتا ہے جو عامل چاہتا ہے۔"

"کیا اب آپ اپنے احکامات کی تعمیل اس سے کرا سکتے ہیں؟"

"ہاں، ہم ابھی آزما لیتے ہیں۔ تم نے اسے مستی سرور اور بخود کی جس منزل پر پہنچا دیا ہے وہاں سے کوئی واپس نہیں آتا چاہتا۔ میں اسے واپس آنے کا حکم دے رہا ہوں۔"

وہ نیا کے اندر سے نکل کر گاڑی کے داغ میں پہنچا۔ پھر حاکمانہ انداز میں بولا "میں ہوں تمہارا آقا شان پایا ڈوک میں تمہیں حکم دیتا ہوں! اٹھ جاؤ۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے پھر حکم دیا "نیا سے دور جا کر تنہا بارش میں بیٹھ کر رہو۔"

وہ برسات میں چلتی ہوئی آگ سے دور جا کر بیٹھنے لگا۔ مرینا گہری گہری سانس لیتے ہوئے اپنی جگہ دائمی طور پر حاضر ہو گئی۔ حالانکہ اسے پایا ڈوک کی باتیں سننا چاہئے تھیں مگر وہ خیال خوانی جاری نہ رکھ سکی۔ اپنے چہرے اور گردن کو چھو کر دیکھا تو پسینہ نکل رہا تھا۔ اپنی سانسیں گرم گرم رہی تھیں۔ اس وقت معلوم ہو رہا تھا کہ شعور اور لا شعور کی کارگزاریاں کیا ہوتی ہیں۔ وہ شعوری طور پر پایا ڈوک کی باتیں سن رہی تھی مگر غیر شعوری طور پر نیا کی برسات میں بھگ رہی تھی۔ اسے نیا کے اندر نہیں رہنا چاہئے تھا لیکن نادان شیخ میں جذبات کی ایسی مار پڑی تھی کہ وہ واپس آتا بھول گئی تھی۔ جب واپس آئی تو چلا پھٹا تھک گئی ہے۔

نہضال ہو گئی ہے، ایسے میں اسے گریزنا چاہئے۔

وہ بڑی دیر تک بستر پر ہی چھت کو کھتی رہی پھر اٹھ کر فریج کے پاس آکر اسے کھولا۔ اس میں سے ٹھنڈی بوتل نکال کر پانی پینے لگی۔ پانی صاف گرم اور پینے کو ٹھنڈک پہنچانے لگا۔ وہ داغ کو ہر طرح کی سوچ سے خالی رکھنا چاہتی تھی لیکن جب تک سانسیں

چلتی رہتی ہیں، دل دھڑکنوں سے اور داغ سوچ سے خالی نہیں ہوتا۔ جب آدمی سوچتا ہے کہ کچھ نہیں سوچ رہا ہے تب بھی سوچتا ہے۔

دیسے وہ گرتے گرتے ٹھٹھکا جاتی تھی۔ پانی پینے کے بعد فرش پر بیٹھ گئی۔ پوگا کا ایک آسن اختیار کر کے سانس روک لیا۔ جب سانس رک گئی تو سوجھیں بھی ختم نہیں۔ انسانی زندگی کا سارا کھیل سانسوں کا ہے۔ نفس کا بے اور نفسانی تھنوں کا ہے مگر سانس قابو میں ہے تو آدمی نفس کے بے لگام گھوڑے کو قابو میں کر لے گا۔

مرینا نے پہلے دس منٹ سانس روکی پھر ایک منٹ بھی سانس لینے کے بعد پندرہ منٹ تک سانس روکی۔ ایسا کیلے پکا پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مسکرا کر خود کو آئینے میں دیکھا۔ غلام سے نامعقول خیالات چھٹ گئے تھے۔ اب نیا اور گاڑی کے حوالے سے کوئی اتوارہ سوچ نہیں آ سکتی تھی۔ مرینا کی یہ بھی ایک خلی تھی "وہ اپنے اندر لٹا، اپنے اندر کی چہل کو شکست دینا اور تعمیری انداز میں اپنی ذات پر فتح حاصل کرنا جانتی تھی۔ کیا وہ تھی کہ کوئی مرد خواہ دوست ہو یا دشمن اسے تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔"

اس نے دوسری طرف دھیان دیا۔ اس کی ہدایات کے مطابق کبھی پال اور نیو سنٹا نائین پہنچ گئے تھے۔ یہ دونوں ٹھکانے بیٹھی جانے والے مرینا کے معمول اور تابعدار تھے لیکن اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ وہ ان کے دماغوں پر حکومت کرتی ہے۔ وہ خود کو آزاد اور خود مختار سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ہمہ گیر ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو تلاش کرنے لندن آئے ہیں۔ جب وہ وہاں پہنچے تو مرینا نے پہلے کبھی پال کے دماغ میں آکر قبضہ نہ کیا۔ اسے غائب دماغ بنایا پھر اسے پرانے شای عمل نما عمارت کے دروازے میں پہنچا دیا۔

اس نے خانے کے ایک کشادہ کمرے میں پہلے ہی جورا جوڑا اور جوتا جوتا مارن قیدی کی زندگی گزار رہے تھے۔ مرینا نے کبھی پال کو دوسرے کمرے میں قید کر کے اس کے دماغ کو آزاد کر دیا۔ وہ دائمی طور پر حاضر ہوتی ہی چوک گیا۔ اس کے چاروں طرف گہری تاریکی تھی۔ وہ ایک دم سے پریشان ہو کر اٹھ گیا تھا۔ فجر جیسی تاریکی میں یوں لگا جیسے زندہ دفن کر دیا گیا ہو پھر دفن ہونے والی بات غلط لگی کیونکہ وہ ابھی بستر سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور فجر اتنی کشادہ نہیں ہوتی کہ وہاں چمک بھی پہنچا دیا جائے۔

وہ تھوڑی دیر پہلے دن کی روشنی اور لندن کی کھلی فضا میں تھا، اچانک تاریکی میں پہنچ کر بری طرح بدحواس ہونا چاہئے تھا لیکن وہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرنے اور سوچنے لگا "یہ کیسے ہو گیا؟ میں بتا نہیں سکتی دیر دائمی طور پر غائب رہا۔ اب پورے ہوش و حواس میں یہ تاریکی ہے اور میں کسی کمرے میں

خود کو پارہ ہوں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میں کسی کے ٹوٹی کھل کے زیر اثر ہوں۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں بیٹھ گیا۔ دائمی طور پر کسی کا غلام بننے کا صدمہ جان لیوا تھا۔ اس نے بڑے دکھ سے پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ جواب کا انتظار کرتے ہوئے اندھیرے میں کھٹکے لگا۔ مرینا خاموش تھی۔ وہ اپنی آواز بھی کسی کو نہیں سناتی تھی۔ وہ بولا۔ "مجھے یاد آ رہا ہے، ایک تقریب میں اچانک میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ مجھے شہ ہوا تھا کہ کسی نے اعصابی کمزوری کی دوا کسی کھانے پینے کی چیز میں ملائی ہوگی۔ میں فوراً ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن بے اختیار اپنی بارش گاہ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا تھا۔ شاید رات مجھ پر تو خوی عمل کیا گیا تھا لیکن اس واقعے کو چھ ماہ ہو گئے۔ مجھ پر عمل کرنے والے تم کون ہو؟ اسے عرصے تک آزاد کیوں چھوڑا تھا اور آج اس تاریکی میں قید کیا ہے؟"

وہ چند لمحوں تک خاموش رہا پھر بولا "مجھے یقین ہے کہ میں سونایا اس کے کسی آدمی کی قید میں نہیں ہوں بلکہ اس کی قید میں ہوں جس نے جورا جوری اور جوتا جوتا مارن کو بالکل اسی طرح تاریکی میں رکھا ہے۔ جائیز، مجھے بتاؤ کون ہو؟ جب میں پوری طرح تمہاری مٹھی میں ہوں اور میرا پیسے کسی طرح نکل نہیں پائوں گا تو تمہیں چھپنا نہیں چاہئے یا چھپنا ضروری ہو تو سوچ کے ذریعہ دو باتیں کرلو، یہ بھی منظور ہو تو آواز اور لہجہ بدل کر بولو، وہ پھر خاموش ہوا۔ اتنی التجاؤں کے باوجود جواب نہیں مل رہا تھا۔ ایسے میں جنملا ہٹ طاری ہوتی ہے لیکن کبھی پال پر سکون تھا۔ وہ بہت پہلے کئی بار جورا جوری اور جوتا جوتا مارن کی جنملا ہٹ اور بے بسی دیکھ چکا تھا۔ ان کے دماغوں میں وہ کر معلوم کر چکا تھا کہ چیخنے اور شور مچانے سے بھی آواز باہر نہیں جاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی نے خانے کے ساؤنڈ پروف کمرے میں بند کیا گیا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکا کر بیٹھا پھر اٹھ کر اندھیرے میں راستہ ٹٹولنے ہوئے اس کمرے کے حدود اور پیر کو سمجھنے لگا۔ وہ بالکل جورا جوری والے کمرے جیسا تھا۔ ایٹمیڈ باٹھ دوم بھی تھا۔ کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا سامان بھی موجود تھا۔ اس نے پھر بستر پر بیٹھ کر خیال خوانی کی پرانے اور جوتا جوتا مارن کے دماغ میں پہنچا۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا اس نے جلدی سے کہا۔

"میں کبھی پال ہوں۔"

وہ بولا "تم کئی بار آچکے ہو، مگر کیا فائدہ؟ یہ ایسی قید ہے جہاں سے کوئی نہیں رہائی نہیں دلا سکے گا۔"

"درست کہتے ہو، آج میں اپنی بد بختی سنانے آیا ہوں۔ کسی

بامعلوم عامل نے مجھے بھی ایسے ہی ایک تاریک کمرے میں قید کر دیا ہے۔"

جوتا جوری مارن نے جورا جوری سے کہا "میرے دماغ میں آؤ کبھی پال باتیں کر رہا ہے، اس بے چارے کو بھی ہماری طرح قید کر دیا گیا ہے۔"

جورا جوری نے مارن کے دماغ میں آکر پوچھا "یہ کیسے ہو گیا؟"

"جب شامت آئی ہے تو پتا نہیں چلتا کیسے آئی۔ میں کوئی چھ ماہ پہلے نرپ کیا گیا۔ نرپ کرنے والا آج مجھے قیدی بنا کر لایا ہے۔"

"یہ سمجھ میں نہیں آتا، ہمیں قید کرنے والے کا مقصد کیا ہے۔ وہ ہماری ٹیلی بیٹھی سے فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے مگر ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو قید کرنا چاہتا ہے۔"

کبھی پال نے کہا "میرے ایک مختلا اندازے کے مطابق کسی مرد نے نہیں ایک عورت نے ہمیں قید کیا ہے اور اس کا نام ٹیلا ہے۔"

"تم ٹیلا پر کیوں شبہ کر رہے ہو؟"

"وہ جنرل کی راشہ تھی۔ اس نے جنرل کو ہٹا پھینکا، تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ یہ بھی معلوم کر لیا کہ چھ ٹیلی بیٹھی جاننے والے لندن جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے وہ اچانک مرد پوش ہو گئی۔ اور جنرل اسے تلاش کرتا رہا۔ اور اس نے ہمیں اور جورا جوری کو قیدی بنایا۔ جس تقریب میں میں اعصابی کمزوری کا شکار ہوا تھا اس تقریب میں ٹیلا موجود تھی۔"

جورا جوری نے کہا "تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ ہم تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والے ایک دوسرے کے شناسا اور دوست رہے ہیں۔ صرف ٹیلا جنرل کی داشتہ بن کر ارتاقی تھی اور ہم سب سے کڑا تھی۔"

مارن نے کہا "ایلا ماسک مین کی قید میں ہے۔ مرینا جنرل کی بیٹھی اور ہمارے ملک کی وفادار ہے۔ وہ ایسی حربیں نہیں کرے گی۔ یقیناً ٹیلا ہم سے دشمنی کر رہی ہے۔"

جورا جوری نے کہا "ہم تین ہو گئے ہیں کیا اس مکار کی مکاریاں کا جواب نہیں دے سکیں گے؟"

"ضرور دیں گے۔ ہم تینوں اپنی باتوں سے رہائی کی صورت پیدا کریں گے۔"

مرینا دائمی طور پر حاضر ہو کر مسکرائی۔ پھر اس نے نیو سنٹا مارن کو نرپ کر کے تیسرے تاریک کمرے میں پہنچایا اور ان کی تعداد تین سے چار کر دی تاکہ وہ مزید ذہانت سے کام لے کر اپنی حسرتیں پوری کرتے رہیں۔

نیو سٹاکا کو بھی معلوم تھا کہ نارمن اور جو راجوری ایسی ہی تاریکی میں کھینچے قید ہیں۔ اس نے ان سے دعا کی رابطہ قائم کیا تو پتا چلا کہ کئی سال پہلے کسی دوسرے کمرے میں قید ہے۔ کبھی پال نے جرائی سے کہا "یہ شاید کوئی چڑیل ہے۔ پتا نہیں اس نے کتنے ٹپلے بیٹھے جانتے والوں کو اپنا معمول بنایا ہے۔ پتا نہیں یہاں ابھی اور کتنے قیدی ہیں کہ آئیں گے۔"

وہ سب جوڑی نارمن کے دماغ میں رہ کر ایک دوسرے سے بول رہے تھے۔ اسی وقت انہیں مرٹا کی آواز سنائی دی۔ وہ گھبرا کر ہوئی کہ کس دہری تھی "نارمن! میں ڈوب رہی ہوں۔ گم کی تاریکی میں ڈوب رہی ہوں۔ میرے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ میں جان گاؤڈی کے پاس گئی تھی۔ وہ کسی کا قیدی ہے پھر نارمن رسل کے پاس گئی۔ اسے بتایا کہ اندھیرے میں قید ہوں۔ بس اتنا جانتی ہوں کہ یہ لندن شہر ہے۔ نارمن رسل نے وعدہ کیا ہے کہ جلد سے جلد نیا راک سے روانہ ہوگا اور میری مدد کے لئے یہاں لندن آئے گا۔ اب میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ تمہارے بعد دوسرے ٹپلے بیٹھے جانتے والے دوستوں کے پاس جاؤں گی۔ اود گاؤڈ! میں کتابوں دہری ہوں۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو کہ کسی دشمن نے مجھے نہپ کیا ہے۔"

"سمجھ رہا ہوں۔ میں جو راجوری، پال ہوپ کن اور نیو سٹاکا بھی تمہاری طرح الگ الگ تاریک کمروں میں قید کئے گئے ہیں۔ پریشان ہونے اور گھبرانے سے رہائی نہیں ملے گی۔ ہمارے پاس آئی جاتی ہو۔ ہم یہاں سے نکلنے کی تدبیر سوچ رہے ہیں۔" مرٹا رونے لگی "پال ہوپ کن نے کہا "مرٹا! اجزل صاحب تو کہتے تھے تم بہت ذہین اور حوصلہ مند ہو کیا اتنی جلدی حوصلہ ہار رہی ہو؟"

وہ روتے روتے بولی "انگل نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ میں تاریکی میں خوف زدہ ہو جاتی ہوں۔ یہاں میں ایک بستر پر بیٹھی ہوئی ہوں اور یہ نہیں جانتی کہ اندھیرے میں میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کیا ہے۔ چنگ کے نیچے پاؤں رکھتے ہوئے ڈرنی ہوں۔"

جو راجوری نے کہا "میلے میلی تاریکی سے ڈرتی رہی، چنگ کے نیچے پاؤں رکھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی مگر اب تو عادی ہو گئی ہوں۔ پتا نہیں اس تاریکی میں کتنے دن رات گزر چکے ہیں۔ تم جس کمرے میں ہو اس کے ساتھ ایک ہاتھ روم ہے۔ راستہ ٹھول کر ایک ایک چیز کو چمک کر معلوم کر دو یہاں ضرورت کا ہر سامان ملے گا۔ ہمیں آج نہیں تو کل حالات سے سمجھو تا کہ تاریکی ہوگا۔" "جو راجوری! تم اس قید میں اس لئے مطمئن ہو کہ تمہارے ساتھ تین مرد ہیں، میں تو بالکل تنہا ہوں۔" "پال ہوپ کن اور نیو سٹاکا دوسری جگہ قید ہیں۔ میرے

ساتھ صرف نارمن ہے۔"

"آخر کوئی تو ساتھ ہے۔"

"تمہارا بھی کوئی ساتھی آجائے گا۔ شاید کھلانے کے علاوہ ایک ساتھی کی ضرورت بھی پوری کرتی ہے۔" "کیا شاید ہمیں قید کیا ہے؟"

جواب میں وہ سب شاید کے خلاف بولنے لگے۔ مرٹا تو ڈیڑی دیر ان سے باتیں کرنے کے بعد دعا کی طور پر اپنے بندہ دم میں حاضر ہو گئی۔ اس نے اس شہ کو تعویذ دی تھی کہ ان سب کو شاید قید کیا ہے۔

مرٹا کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ اس کے قیدی وقت بے وقت اس کے دماغ میں خیریت پر پوچھنے آئیں گے۔ وہ چاروں قیدی اس کے معمول تھے اور اس کی مرضی کے خلاف اس کے دماغ میں آنے کے لئے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

بہت پہلے میں نے جو راجوری کو اور لیٹی نے جوڑی نارمن کو نہپ کیا تھا۔ میں بڑی خاموشی سے کئی بار ان کے دماغوں میں جا چکا تھا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انہیں کس نے قید کیا ہے اور کہاں قید کیا ہے؟

مرٹا نے جو راجوری اور جوڑی نارمن کے دماغوں سے معلوم کیا تھا کہ جس نے بھی ان پر توہمی عمل کیا تھا اس عمل کی مباد کیا ہے۔ وہ عال بھر کر عمل کرنے آگے۔ انہوں نے ایک خاص وقت بتایا تھا۔ میں اس خاص وقت کے مطابق ان پر عمل کرنے آیا تو مرٹا نے میرے عمل کو ناکام بنادیا۔ مجھے اس کا غم نہ ہو سکا۔ میرے جانے کے بعد اس نے جو راجوری اور جوڑی نارمن کو بڑی آسانی سے اپنا معمول بنایا تھا۔

گویا مرٹا نے مجھے دوسری بار فریب دیا تھا۔ میں نے اکثر فریب کھائے ہیں لیکن وہ پہلی لڑکی ہے جس نے مجھے دوبارہ چوکا دیا۔ بے شک وہ شہرہ انتہائی ذہین اور بے حد مکار تھی۔ میدان عمل میں تنہا ہمارے مقابلے پر ڈٹی ہوئی تھی اور اس اکیلی نے چار ٹپلے بیٹھے جانتے والوں کو جیت لیا تھا۔ ابھی ہم سے اور کچھ افراد کو بچین لینے کے منصوبوں پر عمل کر رہی تھی۔

دیکھو وہ صرف اپنے قیدیوں کو یقین دلا سکی کہ یہ حرکت شاید کر رہی ہے جبکہ شاید ہماری معمول تھی۔ مرٹا اور یارس کے ٹکراؤ کے بعد ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریک قید خانہ قائم کرنے والی مرٹا ہی ہے۔

بہر حال وہ زبردست تھی اور ایسے آثار نہیں تھے کہ وہ جلد ہی ہمارے زیر دست ہوگی۔ لوگ دشمن کی برادری چاہتے ہیں۔ اس کی موت کی دعا مانگتے ہیں، ہماری دعا تھی کہ وہ بے جب تک مقدور رہیں لکھا ہے یہی رہے اور جیت رہے۔ ہارنے والے دشمنوں سے خاک مڑا آتا ہے۔ اچھا ہے، وہ پارس کو مزہ پہنچائی

ہے اور وہ بڑے شوق سے چکلتا رہے۔



میں نے پیرس میں ایک میاں بیوی کو نہپ کیا تھا۔ وہ دونوں بیوی تھے یہاں کا نام رابرٹ موس اور بیوی کا نام پاراموس تھا۔ وہ دل ایب سے ایک شادی میں شریک ہونے آئے تھے۔ مجھے رابرٹ موس اور لیٹی کو پاراموس بن کر اسرا نکل جانا تھا۔ یہ چاہو تو تھا۔ شادی میں شریک ہونے پر ارا خاندان آیا تھا۔ بیو فلم بھی تیار ہو رہی تھی۔ میں اور لیٹی ان دونوں کے دماغوں میں رہ کر ان کے خاندان کے تمام افراد کو سمجھ رہے تھے۔ ہمیں فلم بیو فلم دیکھ کر ہم نے ان تمام افراد کو چروں سے بھی بچان لیا تھا۔ لیٹی دو راتوں تک مجھ پر عمل کر کے میرے دماغ میں بھرائی زبان میں گفتگو کرتی رہی۔ میں اس زبان سے کسی حد تک واقف تھا۔ لیٹی کے عمل سے اور اچھی طرح سمجھ گیا۔

شادی کے دوسرے دن وہ لوگ اسرا نکل واپس جانے والے تھے۔ ہم نے دعا کی ہے بارہ گھنٹے پہلے ان میاں بیوی کو انوار کر کے ایک نیم تاریک قید خانے میں پھنچا دیا۔ ایسا فرانس کی حکومت کے تعاون سے کیا لیکن اتنی رازداری سے کہ سفارتی سطح پر حکومت فرانس پر کوئی الزام نہ آئے۔ ہماری واپسی تک وہاں کی پولیس سادہ لباس میں ان کی نگرانی کرنے والی تھی۔

ہم نے ویٹو پوسٹ کے ذریعے بار بار ان کے عزیز واقارب کو دیکھا تھا، ان کے چروں کو ذہن نشین کیا تھا پھر ان سے پیرس کے ایئر پورٹ پر ملاقات بھی کی۔ طیارے میں سفر کے دوران لیٹی نے سوچ کے ذریعے جو جو کو مخاطب کیا پھر گوڈروڈز ادا کرنے کے بعد کہا "اسرا نکل میں ٹپلے بیٹھے جانے والا ہے مورگن تمہارا معمول ہے۔ اس کے دماغ میں جاؤ، اور اس کے موجودہ حالات معلوم کرو، میں تمہارے پاس رہوں گی۔"

جو جو نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر بے مورگن کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اسے محسوس نہ کر سکا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ الپا کے توہمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے بعد جو جو کا معمول بن گیا ہے۔ جو جو بھی اسے مخاطب نہیں کرتی تھی۔

وہ فوجی چھاؤنی کے ایک چھوٹے سے جنگل میں نظر بند رکھا گیا تھا۔ اس سے ایک ہی افلا قات کے لئے آتا تھا۔ سیاہیوں کے ذریعے اس کی تمام ضروریات پوری کرتا تھا۔ باقی اعلیٰ حکام اور دوسرے فوجی افسران نہ اس کے سامنے آتے تھے نہ اپنی آواز سناتے تھے۔ اس نے بیزار ہو کر پوچھا تھا "مجھے اس طرح قید کر کے کیا فائدہ حاصل کر رہے ہو؟"

افسر نے جواب دیا تھا "پاپا ڈوک نے بتایا ہے کہ تمہارے دماغ پر کسی کا قبضہ ہے، ہم تمہاری ٹپلے بیٹھی کے علم کو اپنے کام

میں لا کر نقصان نہیں اٹھائیں گے۔"

"تو پھر میرا انجام کیا ہوگا؟"

"شاندار مستقبل ہوگا تمہارا، ماسکے مین نے جو جو کا آپریشن کر کے ہمیں بھی نئی راہ دکھائی ہے۔ ہماری قوم میں بھی پیرس سر جری کرنے والے نہایت تجربہ کار ڈاکٹر موجود ہیں۔ سرجری کے بعد تم اپنا ماضی اپنی آواز اور لہجہ سب کچھ بھول جاؤ گے۔ ایک عظیم بیوی کی حیثیت سے نئی زندگی شروع کرو گے۔ تمہارے دماغ پر کسی دشمن کا قبضہ نہیں ہوگا۔ تم صرف ہمارے ملک کے لئے کام کرتے رہو گے۔"

جو جو نے اس کے دماغ سے نکل کر لیٹی سے کہا "آئی! اسے تو بالکل مجبور اور بے بس بنا کر رکھا گیا ہے۔"

"تمہارے پاپا! یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ پاپا ڈوک اس سے کوئی کام لے رہا ہے یا نہیں، آئندہ ضرورت ہوئی تو میں تمہارا لہجہ اختیار کر کے مورگن کے پاس جاؤں گی۔"

ہم جو جو کے دماغ سے نکل آئے پھر میں نے کہا "لیٹی! اگر ہم کسی طرح بے مورگن کو آپریشن کے ذریعے تبدیل ہو جانے سے بچا سکیں تو ہمارا بھی فائدہ ہے اور بے مورگن بھی ہمارا احسان مند ہوگا۔"

وہ امریکی عیسائی تھا "ٹرانسار مرشٹین کے ذریعے ٹپلے بیٹھی کا علم حاصل کرنے کے بعد ٹرننگ بیٹھن میں تربیت حاصل کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت میں یورپاؤڈی اپانے اسے اپنی محبت میں اٹھایا، اپنا پوانہ بنا کر مل ایب لے آئی۔ وہاں اس پر توہمی عمل کر کے اسے عیسائی سے یہودی بنادیا تاکہ وہ حکومت اسرا نکل کا وقار دار رہے۔"

لوگ نقصانات اٹھا کر بھی سبق حاصل نہیں کرتے۔ وہاں حالات نے ایسا پلٹا دکھایا کہ الپا یارس کی زندگی میں اگر جو جو کے ہاتھوں ماسک مین کے پاس پہنچ گئی۔ الپا نے بے مورگن کا جذب اور قوت تبدیل کر کے اسے یہودی بنایا تھا۔ اب ماسک مین الپا کا داعی آپریشن کر چکا ہوگا اور اسے اسرا نکل کا مخالف اور اپنے ملک کا وقار دار بنا چکا ہوگا، ایسے ہی حالات اور واقعات سبق دکھاتے ہیں کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودے گا، ایک دن خود اسی میں گرے گا۔

جو جو نے بے مورگن کو الپا کے حمرے نکال کر اپنا معمول بنالیا تھا اور اسے اس حد تک آزاد رکھا تھا کہ اس نے دوبارہ خود کو بے مورگن اور عیسائی کی حیثیت سے بچان لیا تھا۔ وہ اس بات پر کڑھ رہا تھا کہ الپا نے فریب دیا اور اسے ایب لاکر اسے یہودی بنادیا۔ وہ وہاں سے فرار ہو کر پھر امریکا پہنچنے کی فکر میں تھا لیکن اس کے اطراف سخت پراٹھا۔ اسے فوجی چھاؤنی کے ایک چھوٹے سے جنگل میں نظر بند کیا گیا تھا۔ وہ دوبارہ یا

کمر کیوں سے دینا تو دور تک مسلح فوجی نظر آتے تھے۔ وہ کسی کی مدد کے بغیر فرار کا کوئی راستہ نہیں نکال سکتا تھا۔ اپنے میں ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ پہلے آدھے گھنٹے تک لپٹی اس کے داغ میں خاموش رہی۔ اس خاموشی کا مقصد یہ تھا کہ پایا ڈوک اچانک اس کے داغ میں آکر جاسوسی کر سکتا تھا۔ اسے معلوم ہو جاتا کہ بے مورگن کا دافنی رابطہ کسی سے ہے۔ لپٹی نے مجھ سے کہا "آدھا گھنٹا ہو گیا ہے" اس کے داغ میں کوئی نہیں آیا ہے۔"

میں جو جو کے لیے مجھے بے مورگن کے پاس آیا۔ پھر اس کی سوچ میں کہا "یہ پایا ڈوک کیسے کہہ رہا ہے کہ میرے داغ میں کوئی آتا ہے یا میں کسی کا معمول ہوں۔"

بے مورگن نے حثارت سے سوچا "پایا ڈوک بکواس کرتا ہے۔ وہ ٹیلی ویژن کے علاوہ کالا جادو بھی جانتا ہے۔ یہودی اکابرین اس کے شیطانی عمل کو روحانی عمل سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک بار انہوں نے ربی اسفندیار کو مذہبی اور روحانی پیشوا مان لیا تھا اسی طرح اب پایا ڈوک کو اپنا روحانی رہنما سمجھ رہے ہیں۔ اس کی ہر بات سچ مان لیتے ہیں۔ وہ جھوٹ کتا ہے کہ میرے داغ میں کوئی آتا جاتا ہے۔"

میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک گیا۔ چونکہ میں جو جو کے لیے میں عامل بن کر آیا تھا اس لئے وہ معمول کی حیثیت سے سانس روکنا بھول گیا۔ میں نے کہا "ہینگ پایا ڈوک جھوٹا ہے لیکن جھوٹے بھی اپنے مفاد کے لئے کبھی جال بول دیتے ہیں۔ تم اپنے داغ میں مجھ سے رہے ہو۔ پایا ڈوک نے سچ کہا ہے، میں تمہارے داغ میں آتی جاتی ہوں۔"

"کون ہو تم؟"

"میں ہوں پارس کی شریک حیات جو جو۔"

"مجھے معمول بنا کر تمہیں کیا حاصل ہو رہا ہے؟"

"میری سونیا ممانے کتنے ہی ٹیلی ویژن جانیے والوں کو تمہارے پیرا سٹرس جھین لیا۔ مگر نہ انہیں نقصان پہنچایا اور نہ ہی کوئی فائدہ حاصل کیا ہے۔ وہ چاہتی ہیں تم سب آزاد رہو، کسی ایک پر طاقت کے غلام نہ ہو۔ کسی ایک ملک کے مفادات کے لئے دوسرے ممالک کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ ساری انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہو۔"

بے مورگن نے کہا "مادام سونیا! ایک عظیم خاتون ہیں۔ مجھے آزادی مل جائے تو میں ان کے نیک مقاصد کے مطابق کام کروں گا۔"

مجھے اپنے وطن کے لئے کام کر سکتا ہوں۔ تم لوگوں کے پاس بہت سی ذہین لوگ ہیں۔ پلیز ان کی ذہانت سے مجھے رہائی دلاؤ۔"

"ذرا صبر کرو۔ ہمارے لوگ کو شش کر رہے ہیں۔"

"جو جو امیری بن! ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپریشن کے ذریعے میری ذہنیت اور شخصیت بدل ڈالیں۔ کیا اس سے پہلے مجھے رہائی ملے گی؟"

"ہماری کو شش بھی ہے کہ تمہارا آپریشن نہ ہو۔ تم بھی کو شش کرو! ابھی پایا ڈوک سے باتیں کرو۔ تم اسے باتوں میں الجھاؤ گے تو میں اس کے داغ میں خاموش رہ کر اس کے پاس کے داخل کو سمجھوں گی۔"

"وہ مجھے اپنے داغ میں آنے نہیں دے گا۔ اسے مخاطب کروں گا تو پہلے سانس روکے گا۔ مجھے داغ سے نکال کر پھر میرے اندر آئے گا۔ ایسا ایک بار ہو چکا ہے۔"

"کوئی بات نہیں! پھر ایک بار جاؤ۔ اسے جھوٹا کو اور دعویٰ کرو کہ تمہارے داغ میں کوئی نہیں آتا ہے۔"

اس نے خیال خرابی کی پروا نہ کی۔ میرے ساتھ کھلی بھی اس کے اندر تھی۔ وہ پایا ڈوک کے داغ میں آیا۔ اس کے سانس روکنے سے پہلے بولا "میں بے مورگن ہوں۔"

اس نے کہا "واپس جاؤ، میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔"

مورگن نے غصے سے کہا "میرے پاس نہ آؤ۔ میں تمہارے جیسے جھوٹے کو برداشت نہیں کروں گا۔ تمہارے جھوٹ کی وجہ سے میرا دافنی آپریشن ہونے والا ہے۔ یہ لوگ میرا مذہب تبدیل کر دیں گے۔ مجھے یہودی بنادیں گے۔ تم نے ان سے جھوٹ کیوں کہا؟"

وہ بولا "تم کس جھوٹ کی بات کر رہے ہو؟"

"کچھ کہ میرے داغ میں کوئی آتا جاتا ہے۔ میں قابل اعتبار نہیں ہوں۔"

بے مورگن خاصی دیر تک اسے باتوں میں الجھاتا رہا۔ ان باتوں کے دوران کسی نے پایا ڈوک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ ہم سے گفتگو کرتے کرتے چپ ہو گئے ہیں۔ خیریت تو ہے؟"

پایا ڈوک نے بے مورگن سے کہا "تمہاری فضول باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے میں ابھی مصروف ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ بے مورگن کے ساتھ ہم بھی اس کے اندر سے نکل آئے۔

میں نے کہا "مورگن! تم نے اسے خوب الجھا دیا۔ میں نے اس کے داغ میں وہ کر ایک شخص کی آواز سنی ہے۔ میں اس کے پاس پہنچنے کی کو شش کرتا ہوں۔"

میں نے دافنی طور پر حاضر ہو کر دیکھا۔ طیارے کا داخل ہوا ہی پر سکون تھا! ابزور سٹش کھانے کے لئے پوچھ رہی تھی۔ لپٹی نے

اس سے کھانے کی دوڑے لے لیں۔ ایک مجھے دی۔ میں نے اس کے دوران اس شخص کی آواز اور لمبے کا اچھی طرح یاد کر کے رہا۔ پھر اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ وہ فوج کا ایک بحیرہ فاف پایا ڈوک کے سامنے ایک صوبے پر بیٹھا اس لپٹی جیتی جانے والے گاؤڑی کے بارے میں باتیں کر رہا تھا جسے سمندر کے چاک پھاڑی پر قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔

میں نے لپٹی سے کہا "تم ان کی باتیں سنو، میں بحیرہ کے چور نکالتا ہوں۔"

اس نے سوچنے لگنا۔ پایا ڈوک بہت محتاط ہے۔ یہاں کسی بھی اعلیٰ عہدیدار سے ملاقات کرنے سے پہلے ان کے داغ کو اچھی طرح چکھنا لینا ہے۔ وہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے بحیرہ پھر ہوسا کرتا تھا اور بیشتر معاملات میں اسی کے ذریعے اعلیٰ فوجی افسران سے رابطہ کرتا تھا۔ اس کے چار پاؤں گاؤڑیو گا کے ہار تھے۔ ان کی ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد جو پاؤں گاؤڑی آتے تھے وہ بھی لوگ کے ماہر ہوتے تھے۔ رات کو سٹش فوجیوں کے علاوہ کو بھی کے چاروں طرف خوشخوار کتے آزادی سے شلےتے رہتے تھے۔ وہ بک پروف کار میں کہیں جاتا تو آگے پیچھے سیکورٹی فورس ہوتی تھی۔

پایا ڈوک نے اتنے سخت انتظامات مصل سونیا کے خوف سے کئے تھے اور یہودیوں کی پناہ میں اسی لئے آیا تھا کہ سونیا اسرائیل نہیں آئے گی۔ اگر کسی طرح آجائے گی تو موت بن کر پایا ڈوک تک پہنچے گی سولتیں حاصل نہیں ہوں گی۔ یہاں قدم قدم پر اسے مظاکت کا سامنا کرنا ہوتا گا۔

بحیرا اس وقت پایا ڈوک سے کہہ رہا تھا "ہم جان گاؤڑی کی طرف سے مطمئن ہیں۔ ہمارا کوئی دشمن اس کی مدد کے لئے پہاڑی تک نہیں جاسکے گا۔ ہر سمت موت اسکا استقبال کرے گی۔ اب آپ باتیں کر جان گاؤڑی کے دافنی آپریشن کے لئے اسے نقل ایب کب لایا جائے گا؟"

پایا ڈوک نے کہا "دو روز بعد سے مورگن کا آپریشن ہوگا۔ پہلے میں اسرائیلی ڈاکٹروں کی مہارت اور آپریشن کا نتیجہ دیکھوں گا۔ اس کے بعد کسی دن بھی جان گاؤڑی کا آپریشن ہو سکتا ہے۔"

پایا ڈوک کو وہاں اتنی تعظیم دی جاتی تھی کہ کوئی اسے پورے نام سے مخاطب نہیں کرتا تھا۔ بحیرہ نے کہا "پاپائے معظم! دافنی آپریشن سب سے محفوظ طریقہ ہے۔ اگر ٹیلی ویژن جیتی جانے والے کا نام آواز نہ آئے۔ اور شناخت بدل جائے تو کوئی دشمن اسے نہی نہیں کر سکتا لیکن ہمارے جاسوس نے ایک حیرت انگیز اور ناقابل شکست رپورٹ دی ہے کہ دافنی آپریشن کے ذریعے جو جو کی چھٹی تمام زندگی بھلا دینے کے باوجود اس نے پارس کو اپنے جیون نامگی کی حیثیت سے بچکان لیا ہے اور ملایک مین کو ٹھکرا کر

پارس کے پاس چلی گئی ہے۔"

پایا ڈوک نے کہا "آپریشن کے ذریعے برین بالکل ہی وائش کر دیا جاتا ہے۔ وہاں پچھلی زندگی تو اپنی موجودہ شناخت بھی نہیں رہتی۔ دماغ سلیٹ کی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ پچھلی زندگی کی تصویریں اور ویڈیو فلمیں دیکھنے کے باوجود کچھ یاد نہیں آتا۔ پھر جو کچھ کہے پارس کو بچکان لپٹی! یہ ناممکن ہے۔"

"ہم جسے ناممکن سمجھتے ہیں... وہ دوسرے کے لئے ممکن ہو جاتا ہے۔ سب کچھ ہیں... آپ کے جادو کا توڑ ممکن نہیں مگر نطفائے میں سونیا نے آپ کے طلسم کا توڑ کیا تھا۔"

پایا ڈوک نے سونیا کو گالی دی پھر کہا "وہ کیا توڑ کر ہے گی۔ دراصل بابا صاحب کے ادارے میں روحانی قوتیں رکھنے والے بزرگ ہیں۔ انہوں نے سونیا کی مدد کی بھی اور جو جو کا داغ بھیجے اور اسے پارس کی طرف مائل کرنے میں بھی انہی بزرگوں کی روحانی قوتوں نے کام کیا ہے۔ ورنہ ٹیلی سائنس ایک اٹل حقیقت ہے۔ آپریشن کے بعد داغ میں کبھی پچھلی زندگی کا ایک لمحہ بھی واپس نہیں آئے گا۔"

"پاپائے معظم! آپ کی باتیں سن کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے، کیا سونیا روحانی قوتوں کے ذریعے آپ پر غالب آئے گی؟"

"اس نے نطفائے میں جب میرے طلسم کو تباہ کیا، تب ہی میں سمجھ گیا تھا کہ وہ روحانی قوتوں کے ذریعے میری شہ رگ تک پہنچے گی۔ میں اس کی روحانیت کا توڑ کرنے کے لئے دو ذہنوت منسوبوں پر عمل کروں گا۔ یہ منصوبے اتنے مستحکم اور براثر ہیں کہ عمل کے نتیجے میں سونیا کی روحانی قوتیں ختم ہو جائیں گی۔"

"آپ نے تجسس پیدا کر دیا ہے۔ وہ منصوبے کیا ہیں؟"

اسی وقت ایک خوبصورت کنیز بھلون کی نرے لے آئی۔ دوسری کنیز خشک سیوں کے نرے لائی۔ ایک اور حینہ نے مشروب اور گلاس لاکر درمیانی میز پر رکھ دیئے۔ پایا ڈوک نے ایک حینہ کو اپنے بھلون میں گھنچ کر کہا "میرے اس محل کے ہر کمرے میں ایک سے بڑھ کر ایک شاب ہے مگر شراب نہیں ہے۔ اس ذلیل سونیا سے محتاط رہنے کے لئے میں نشے سے دور رہتا ہوں، جب تک وہ دشمن عورت، فریاد کی طرح جہنم میں نہیں جائے گی، میں شراب سے محروم رہا کروں گا۔ شراب کے بغیر شاب ایسا ہے جیسے نمک کے بغیر گوشت چارہ ہے ہوں۔"

وہ حینہ کے ساتھ ہنک رہا تھا۔ بحیرہ نے کہا "پلیز میرا تجسس ختم کریں۔ مجھے باتیں، آپ کے منصوبے کیا ہیں؟"

اس نے قہقہہ لگایا پھر کہا "یہ تو میں اپنے بابے شیطان کو بھی نہیں بتاؤں گا۔ ویسے تم بہت ہی بھروسے کے آدمی ہو۔ اگر خوبی عمل کے ذریعے میں تمہارے داغ کو لاک کر دوں تو کوئی خیال خرابی کرنے والا چھپ کر تہملہ خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔"

میں اسی طرح نہیں اپنا راز دار بنا سکتا ہوں۔
ایک کثیرے خالص سونے کی صراحی سے گلاس میں مشروب ڈالتے ہوئے پوچھا "کیا برف والوں؟"

میں نے ٹپکی سے کہا "تیرے پاس جاؤ۔"
کثیر مجھے ہونے لگا ہوا ہے پاس آؤں گی بس (برف گئے نکلوں) کا مجرا ہوا پال رکھ کر ٹپکی گئی۔ مجھے نہ کہا "میرے لئے اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہو گی کہ آپ کے عمل کے بعد کوئی میرے دماغ میں نہیں آئے گا اور آپ مجھ پر آنکھیں بند کر کے اجماع کیا کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ آج رات تمہاری خیمہ کے دوران عمل کروں گا۔ ویسے اگر تم عمل کے بغیر میرے وفادار ہو تو مجھے بتاؤ وہ پانچ گولڈن برنز کون لوگ ہیں؟"

"گولڈن برنز ایلی بات آپ کو کیسے معلوم ہوئی؟"
"میں نے تمہارے جزل کے چور خیالات پڑھے ہیں؟"
مجھے نہ کہا "آپ میرے دماغ میں آکر چور خیالات بڑھ سکتے ہیں۔ میں نے گولڈن برنز کا ذکر سنا ہے لیکن ان کے متعلق صرف جزل ہی جانتا ہے۔ میں تو ان کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتا آپ سے سن رہا ہوں کہ وہ پانچ ہیں۔"

"ہاں وہ پانچوں مملکت اسرائیل کا دماغ ہیں۔ مجھے جزل کے چور خیالات سے اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ وہ پانچوں لوگ کے ماہر ہیں۔ بکارتی میں شیطان کے جال میں ہیں۔ انہوں نے اپنی حکمت عملی سے امریکا جیسی سپر پاور کو اسرائیل کا اندھا عاتق بنا دیا ہے۔ ان گولڈن برنز نے ایک خفیہ فورس بنائی ہے۔ اس فورس میں ڈاکٹر "انجینئر" سائنس دان اور سراسر غماں وغیرہ ہیں۔ وہ مطلوبہ ممالک کے خاص مشوں میں باقاعدہ رہائش اختیار کرتے ہیں۔ عیسائیوں میں یہ کہ عیسائی اور مسلمانوں میں یہ کہ مسلمان بن جاتے ہیں۔ یوں اپنے ملک و قوم کے مفاد میں کام کرتے رہتے ہیں۔ ان کی پوری فورس عبرانی زبان میں ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہے۔"

مجھے نہ کہا "آپ نے کافی معلومات حاصل کی ہیں۔"
"جزل کو جتنا معلوم ہے اتنا مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ فوج کے جنرل اور ملک کے حکمران بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ تمام اعلیٰ عہدیداران گولڈن برنز کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ پانچوں گولڈن برنز کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ جزل کے خفیہ کرے میں ایک ہی دی اسکرین پر انہیں دکھا جاسکتا ہے ان سے باتیں کی جاسکتی ہیں لیکن یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ اسکرین پر نظر آنے والے وہ پانچوں چرے اصلی ہیں۔ کیونکہ جزل کو ایسے چرے کسی شرمیں کسی تقریب میں یا کسی بازار میں دکھائی نہیں دیئے۔ اگر وہ اصلی چرے ہوتے تو

کبھی نہ کہیں اتفاق سے نظر آجائے۔"
مجھے نہ سکرنا کر پوچھا "آپ ان پانچوں کو ڈھونڈ نکالنے کی فکر میں ہیں؟"

"ہاں مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو کہ کوئی مجھ سے چھپ کر رہے۔ وہ مجھے دیکھتا رہے اور میں اسے نہ دیکھوں۔ اس کی عمرانی سے بے خبر ہوں۔ پیچھے والے دوست بھی نہیں ہوتے۔ اگر اسرائیلی حکام کو کیا گولڈن برنز کو بھی میں بوجھ لگوں گا تو وہ بھی آسانی سے چھپ کر مجھے گولی مار دیں گے۔"

"ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے اکابرین کو سمجھنا چاہئے کہ آپ پانچوں گولڈن برنز سے زیادہ اہم ہیں۔ آپ نے ایک ہفتے کے اندر دو زبردست کارنامے انجام دیئے۔ ٹپکی جتنی جاننے والے جان گاؤدی کو ہمارا قیدی بنایا اور بابا فرید واسطی مہرمز کی بیٹی زاحیلہ کو اغوا کر کے یہاں پہنچا دیا۔ ان پانچوں پر اسرائیلیوں دماغوں کو آپ سے نہیں چھیننا چاہئے۔"

"ان کی ہمتی اسی میں ہے کہ مجھے دوست بنائیں۔ میرے سامنے آئیں ورنہ میں انہیں بے نقاب کر دوں گا۔ جیسی حال میں چلوں گا، ویسی دھل نہیں سکتے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی فون کی تھقی سنائی دی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو میں ہوں۔ کیا اپنا تانا ضروری ہے؟" دوسری طرف سے کچھ کہا جانے لگا۔ وہ چند لمحوں تک دھکا رہا پھر بریشان اور خوفزدہ ہو کرولا "نہیں" یہ جھوٹ ہے۔ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ اطلاع درست ہے؟"

وہ پھر سننے لگا۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ مزید کچھ نہ سن سکا۔ اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ وہ خلا میں تک رہا تھا اور اگلے جسے وحرت بیضا سوچ رہا تھا۔ مجھے نہ پوچھا "کیا ہوا؟" وہ بدستور سانس نہ رہا۔ مجھے نہ پھر مخاطب کیا تو وہ چمک گیا۔

"آں؟ کیا تم کچھ کہہ رہے ہو؟"
"میں پوچھ رہا ہوں کیا فون پر کوئی بریشان کن اطلاع ملی ہے؟" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھرولا "ہاں وہ ذلیل عورت اس شرمیں دیکھی گئی ہے۔"

بات سمجھ میں آگئی۔ وہ سونیا کے بارے میں غصے سے کہہ رہا تھا "اس ملک کی سیکورٹی اور انٹیلی جنس والے وہ بیٹاریا اور فرض شناسی میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں پھر سونیا ان کی نظروں سے چھپ کر کیسے آگئی؟"

"آپ کو فون پر کس نے یہ اطلاع دی ہے؟"
پاپا ڈوک نے چمک کر فون کی طرف دیکھا۔ اس کا ریسیور نیچے چڑھا ہوا تھا۔ وہاں سے آواز آ رہی تھی "ہیلو پاپاے معلوم ایسا ہیلو۔"

وہ جواب سننے لگا۔ میں مجھے دماغ میں تھا۔ فون سے کہا

ہائے والی باتیں میں نہیں سکتا تھا۔ میں کی سن کر حیران تھا کہ پاپا سے پہلے ہی ایب پیچ گئی ہے۔ میں نے مجھے کے پاس سے ہر سونیا کو مخاطب کیا۔ کوڈور ڈزاداکے۔ پھر پوچھا "تم مل ایب کب پہنچی ہو؟"

"کیا میں مل ایب میں نظر آ رہی ہوں؟"
"مجھ سے چھپنے کی کوشش نہ کرو۔ میں خطرے سے آگاہ کرنے آیا ہوں۔ ابھی پاپا ڈوک کو اطلاع ملی ہے کہ تم مل ایب میں دیکھی گئی ہو۔"

"میں اتنی نادان ہوں کہ وہاں اپنی اصلی صورت دکھائی اور دشمن اتنے مہمان ہیں کہ مجھے دیکھ کر کوئی نہیں ماری۔ مجھے جانے دیا۔"

"یعنی تم وہاں نہیں ہو؟"
"میں جیس کی رہائش گاہ میں ہوں اور کل صبح کی فلاح سے اسرائیل کے لئے روانہ ہو رہی ہوں۔"

میں داپس مجھے کے دماغ میں آیا۔ اس کی سوچ نے بتایا ابھی ٹپکی فون پر ایک گولڈن برنز نے سونیا کے متعلق اطلاع دی تھی۔ مجھے نہ پوچھا "پاپاے معلوم ایسا یہ یقین کرنے کی بات ہے کہ

سونیا ہمارے ملک میں اصلی چرے کے ساتھ گھوم رہی ہے؟ کیا وہ جان بوجھ کر موت کو دعوت دے گی؟"

"وہ ہمت نہ کرے۔ اس کے ٹپکی جتنی جاننے والے نے کسی لڑکی کو سرزدہ کیا ہو گا اس پر سونیا نے اپنا میک اپ چھینا کر اپنی ڈلی بنا کر شاپنگ کے لئے بازار کی طرف بھیج دیا ہو گا۔ ایک جاسوس نے اس کا پیچھا کیا تھا۔ وہ جیس میں گم ہو گئی۔ وہ مکار عورت نفسیاتی مار مارتی ہے۔ اس نے اپنی ڈلی پیش کر کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کو چوکھایا۔ لیکن میرا تو سکون غارت کر دیا ہے۔ اب میرا کھانا چنا حرام ہو جائے گا۔ اس ذلیل عورت نے مجھے موت سے پہلے تھوڑا تھوڑا مارنا شروع کر دیا ہے۔"

میں نے دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہو کر ٹپکی کو یہ باتیں بتائیں۔ وہ بولی "سرسونیا پیرس میں ہیں۔ ہم طیارے میں ہیں تو پھر مل ایب میں ڈی سونیا کو کون پیش کر رہا ہے؟ ظاہر ہے ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں کر رہا ہے۔ یہ دشمنوں کی کوئی چال ہے۔"

"کیا چال ہے؟"
"اچھا تو آپ میرا امتحان لے رہے ہیں؟"
"اُس نے سکرنا کر دیکھا۔ میں نے بھی سکرنا کر کہا "یہی مجھ

الف لیلی ڈائجسٹ کے دلچسپ ترین سلسلے، کتابی شکل میں

ہر دل عزیز شخصیت صبیحہ بانو کے قلم سے ایک سنسنی خیز سفر گزرتا ہے

نقصت پڑنے

دیکھو

دیکھو

دیکھو

نقصت پڑنے

دیکھو

دیکھو

دیکھو

قیمت ۳۰ روپے (مکمل)

ایک برادر شخصیت کی کہانی جس کیلئے کوئی بھی کام نہیں تھا

اس شخص کا قصہ جس کے چہرے کی عمر ۱۳ سال تھی

اور بقیہ جسم کی عمر ۲۵ سال

ہمسفر سفر کرنے کے طریقے۔

دونوں کتابیں ایک ساتھ منگنے پر ڈاک خرچ ۱۰ روپے

کتابیات بکس کی شہرت بکس کراچی

”یہ حقیقت ابھی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ بیڈو۔۔۔ وہ سنسزے خوفزدہ ہے۔ لہذا اس کا سکون برباد کرنے کے لئے کوئی دشمن سنسزے کی ذی پیش نہیں کرے گا۔“

”بالکل ٹھیک“ آگے بڑھو۔“

”آگے بات صاف ہے۔ پیپا ڈوک تھوڑی دیر پہلے گولڈن برنز کے خلاف بول رہا تھا اور انہیں بے نقاب کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ ایک گولڈن برنز نے اسے اضطراب اور بے چینی میں مبتلا کرنے کے لئے قتل ایب میں سونیا کی موجودگی کی اطلاع دے دی۔ یہ سراسر غلط اطلاع ہے۔ وہاں سنسزے کی دیکھی ہی نہیں گئی ہے۔“

”میری جان! تم نے بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے۔ جی چاہتا ہے تمہاری ذہانت کی بھرپور داد دوں۔“

میں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اس کی طرف جھکا، وہ مجھے پرے ہٹا کر بولی ”دور ہی رہیں“ آپ کی داد منگی پڑتی ہے۔“

اڑو سنسزے آکر بیٹھے ہوئے کھانے کی ٹرے اٹھا رہی تھی۔ اس کے جانے کے بعد لیٹی نے کہا ”آپ سنجیدگی سے رپورٹ

سنیں۔ جو کینز پیپا ڈوک اور سبجر کے سامنے مشروب لائی تھی، میں اس کے داغ میں رہ کر اس محل کے دوسرے حصوں میں گئی۔ مزید دو دیکھوں کے داغوں میں بھی جگہ بنائی۔ پتا چلا راحیلہ کو اسی محل میں رکھا گیا ہے۔“

ہم نے بہت پہلے راحیلہ کے داغ میں جا کر معلوم کر لیا تھا کہ اسے کسی محل میں آرام سے رکھا گیا ہے۔ آج لیٹی نے معلوم کیا کہ پیپا ڈوک بھی اسی محل میں رہتا ہے۔ سبجر کے داغ نے ہمیں اس محل کی پتا بتا دیا تھا، میں نے لیٹی سے کہا ”ایک گولڈن برنز نے انتقام پیپا ڈوک کو خوفزدہ کیا ہے۔ اس سے ہمارا نقصان ہو گا۔“

”وہ کیسے؟“

”اے کہ پیپا ڈوک سونیا کے خوف سے راحیلہ کو کسی ایسی جگہ منتقل کر دے گا جہاں سونیا یا ہم نہ پہنچ سکیں۔“

”گولڈن برنز واقعی برنز سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے یہ جھوٹی اطلاع دے کر قتل ایب کی انتظامیہ پولیس اور فوج کو الارٹ کر دیا ہے۔ ایسے میں ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ دشمنوں کے مستعد اور ہوشیار رہنے کے باعث ہم سہولت اور اطمینان سے کوئی کام نہیں کر سکیں گے۔“

میں نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا ”پیپا ڈوک جس محل میں ہے وہاں خفیہ کیمرے اور ایک ضرور ہوں گے کیونکہ پیپا ڈوک نے گولڈن برنز کو بے نقاب کرنے کا بیڑا کھینچا تھا اس کے بعد ہی ایک گولڈن برنز نے فون کے ذریعے پیپا ڈوک کو سونیا کا بخار چڑھا دیا

تھا۔“

لیٹی نے تائید کی ”پانچوں گولڈن برنز پیپا ڈوک پر نظر رکھ رہے ہیں۔ یعنی اسے بظاہر ہائیے معظم کہہ کر سر پر چڑھایا جا رہا ہے اور باطن میں اسے ناقابل اعتماد سمجھا جا رہا ہے۔“

میں نے کہا ”کیوں نہ اسی شیطان کو یہودیوں کے خلاف بھڑکایا جائے۔“

وہ مسکرائے گی۔ اس کی عادت تھی بات بات پر مسکرائی تھی۔ خدا نے اسے کھلے ہوئے پھول کی شادابی دی تھی۔ عام حالات میں بھی اس کا چہرہ مسکراتا ہوا لگتا تھا۔ اس نے مجھے شوق اور لگن سے دیکھتے ہوئے پیپا ڈوک پر بولی ”میں آئندہ بن سنوکر نہیں رہوں گی۔ آپ بھٹکتے لگتے ہیں۔“

”ایسا غصہ نہ کرنا۔ تم رقص بکھراؤ اڑاؤ ہوئی ہو گی تو اور زیادہ حسین اور پرکشش ہو جاؤ گی۔ لوگ سمجھ لیں گے کہ میرے پہلو سے اٹھ کر آ رہی ہو“ ایسی حالت میں شاعر کہتا ہے: یہ انڈی انڈی سے رنگت، یہ کھیلے کھلے سے گیسو تیری منج کہہ رہی ہے، تیری رات کا شانہ۔۔۔

وہ بولی ”توبہ ہے۔ آپ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہیں! پیپا ڈوک کو یہودیوں سے ٹکرانے والی بات کیا ہوئی؟ چلیں اب آپ کام کریں۔“

میں اپنی سیٹ پر سیدھی طرح بیٹھ کر بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کے پاس آیا اس نے سانس روک لی دوسری بار میں نے کوڈ روڈز ادا کئے۔ اس نے مسکرا کر کہا ”ہیلو مسٹر رائٹ“

وولف خیریت تو ہے؟“

میں نے اسے راحیلہ کے اغوا اور پیپا ڈوک کی رہائش گاہ کے متعلق بتانے کے بعد کہا ”وہ شیطان سونیا کے خوف سے راحیلہ کو دوسری جگہ منتقل کرے گا۔ اپنے ماتحتوں سے کہو اس محل کو نظروں میں رکھیں۔ کوئی بند گاڑی وہاں سے نکلے تو اس کا تعاقب کریں۔ ہمیں معلوم ہوتا چاہئے کہ راحیلہ کو کہاں منتقل کیا جائے گا۔“

وہ ٹرانسٹر نکال کر اپنے خاص آدمیوں کو ہدایت دینے لگا پھر میں نے اپنے جاسوس کو بتایا کہ کس طرح پیپا ڈوک اور گولڈن برنز کے درمیان ٹھن گئی ہے۔ پیپا ڈوک کو پتا نہیں ہے کہ گولڈن برنز نے اسے خوفزدہ کرنے کے لئے سونیا کے متعلق جھوٹی اطلاع دی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ ایک گولڈن برنز نے اسے خواہ مخواہ اضطراب میں مبتلا کرنا چاہا تو وہ وہاں کے اعلیٰ حکام پر چڑھ دے گا۔ آئندہ اپنے دل میں لبس رکھ کر ان کے لئے کام کرے گا۔“

جاسوس نے پوچھا ”کیا پیپا ڈوک کو حقیقت بتا کر بھڑکاؤں؟“

”کیسے بتاؤں گے؟“

”پیپا ڈوک کا گمناہ ہمدردین کرفون کے ذریعے بتاؤں گا۔“

”جی گمناہ ہمدردی کی بات اس کے لئے قابل اعتبار نہیں ہوگی۔ کیا تمہاری نظروں میں کوئی اسرائیلی جاسوس ہے؟“

”میں تین لڑکیوں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک جاسوس ہے۔“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

”جسے تم نے پہچان لیا؟“

سلطان کی نظرس جھاکر من پسند رویت اختیار کر لیتا۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولا ”آپ جھپٹنے سے باز نہیں آئیں گے۔ آپ نے بچپن ہی سے سلطان کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے اسے خوب

مرا لیا تھا۔ میرے لئے مصیبت کر دی تھی۔ اب ہم میاں بیوی نے قسم کھائی ہے کہ آئندہ آپ کی باتوں پر کبھی مجھ کو سامنے نہیں آئیں گے۔“

”کیا میں اسے پہنچ سکتی ہوں؟“

”آپ کچھ بھی سمجھ لیں۔ ہم میاں بیوی محبت میں ثابت قدم رہیں گے اور کبھی کسی حالت میں ایک دوسرے پر شبہ نہیں کریں گے۔“

”اچھا میں ذرا موجودہ معاملے سے نمٹ لوں پھر دیکھوں گا کہ تم دونوں کتنے ثابت قدم ہو۔“

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ خیالہ رن دے پر دوڑتا ہوا ایک جگہ کر گیا تھا۔ ہم اپنے یعنی رابرٹ اور پاراموس کے رشتے داروں کے ساتھ ایک میکریشن کاؤنٹر پر آئے۔ پھر وہاں سے بحیرت گزر گئے۔ میں نے اور لیٹی نے انٹرویو میں کسی بات پر جھگڑا کیا کیونکہ رابرٹ اور پاراموس میں لڑنے جھگڑنے والے

میاں بیوی تھے اس لئے ہم نے ان کا وہی کردار ادا کیا (لیٹی) جھگڑ کر اپنی ماں کی کار میں بیٹھ گئی۔ میں نے ڈرائیور سے کہا ”تم ڈرائیور کو میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔“

مجھے رابرٹ کے ہنگامے کا پتا نہیں تھا۔ اس طرح ڈرائیور نے مجھے وہاں پہنچا دیا۔ میں نے رابرٹ سے حاصل کی ہوئی چابیوں سے مشعل ہنگامے کے دروازے کھولے۔ پھر بیڈروم میں آکر ڈرائیور سے کہا ”کوئی فون آئے تو کہہ دیتا میں سہا ہوں۔ مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔“

وہ چلا گیا۔ میں دروازے کو بند کر کے ہنی کے پاس آیا۔ سلمان نے اسے رابن کے ہاں روک رکھا تھا۔ میں نے کہا۔ ”سلمان! تم جاؤ مجھے فرصت مل گئی ہے۔“

پھر میں نے جاسوس رابن سے کہا ”پیپا ڈوک کے محل کی طرف جاؤ۔ وہ ضرور راحیلہ کو کسی دوسری جگہ لے جائے گا۔“

یہ ہدایت دے کر میں ہنی کو فلیٹ کے باہر اس کی کار میں لے آیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق ڈرائیور کرتی ہوئی پیپا ڈوک کے محل کے سامنے پہنچی تھی۔ وہاں چھپتے ہی اس نے رفتار بڑھا دی تھی۔ پھر اسی تیز رفتاری سے معاملے کے چابک کو توڑتی ہوئی محل کے پورچ میں آگئی۔ مسلح گاڑی اسے گھبرنے کے لئے دوڑتے آ رہے تھے۔ وہ کار سے نکل کر بولی ”مگلوں نے چلانا کار میں آتش کیمرا بھرا ہوا ہے۔ ایک نہیں لگا دھماکے ہوں گے یہ محل کھنڈر بن جائے اور پیپا ڈوک کی لاش پھانسی نہیں جائے گی۔“

تمام گاڑیوں رک گئے تھے۔ وہ سچ بولی ”پیپا ڈوک! فوراً

تو اب دو تہم باہر آئے ہو یا میں اندر آ جاؤں؟“
 پاپا ڈوک کو موت نظر آ رہی ہوگی۔ پتا نہیں وہ محل کے اندر
 کیا کر رہا ہوگا۔ ویسے میں نے اسے جتنا بزدل سمجھا تھا وہ اتنا نہیں
 تھا۔ وہ ایک جگہ چھپا ہوا تھا۔ اس نے موقع پاتے ہی ڈی سونیا پر
 گولی چلا دی۔ وہ ڈی اچھل کر فرش پر گر کر پھرتے پھرتے لگی پاپا ڈوک
 دوڑتا ہوا آیا۔ پھر اسے نشتے پر رکھا ہوا ہولا ”مجھے یقین ہے تو
 سونیا میں اس کی ڈی ہے۔“

وہ میری مرضی کے مطابق کراہتی ہوئی بولی ”میں مرتے
 وقت جھوٹ نہیں بولوں گی۔ مجھے ایک گولڈن برین نے تمہیں
 خوفزدہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ تمہارے محل میں خفیہ مانگ لگے
 ہیں۔ ان کے ذریعے پانچوں نے سنا تھا کہ تم انہیں بے نقاب کرنا
 چاہتے ہو۔ وہ انتقام تمہیں آہ۔“

اس نے دم توڑ دیا۔ پاپا ڈوک کی کھوپڑی گھوم گئی۔ وہ چیخ کر
 بولا ”میں اس ملک سے وفاداری کر رہا ہوں اور وہ پانچوں گولڈن
 برینز مجھے الٹا رہے ہیں۔“

پھر وہ سٹل گاڑوڑ سے بولا ”میرے ساتھ آؤ اور محل کے
 گوشے گوشے میں خفیہ مانگ اور کیمرے تلاش کرو۔“
 میں ایک گاڑوڑ کے داغ میں تھا۔ گاڑوڑ محل کے اندر جا کر خفیہ
 مانگ تلاش کرنے لگے۔ میرے معمول کی سوچ بتا رہی تھی کہ
 کوئی خفیہ مانگ نظر آئے گا تو وہ پاپا ڈوک کی نظروں سے چھپا لے
 گا۔ کیونکہ وہ اپنے ملک کا وفادار تھا اور اپنے آقاؤں کے حکم سے
 وہاں ایک گاڑوڑ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

دوسرے یہودی گاڑوڑ بھی شاید یہی کرنے والے تھے لیکن پاپا
 ڈوک نے ایک خفیہ مانگ فانوس میں سے اور دوسرا صوفے کے
 نیچے سے ڈھونڈ نکالا۔ اب اس میں شبے کی گنجائش نہیں رہی کہ
 یہودی حکمران اور فوج کے اعلیٰ افسران اسے پایائے ”مظہر کمرہ“
 اتوار رہا ہے۔ غصے کی شدت سے اس کی کھوپڑی گرم ہو گئی تھی۔
 اس کے اندر آگ بھڑکتی تھی۔ وہ ٹیلی بیٹھی اور کالے جاوکی
 قوتیں حاصل کرنے کے بعد خود کو سب سے اعلیٰ اور افضل سمجھتا
 تھا۔ کسی معاملے میں اپنی جگہ برداشت نہیں کرتا تھا۔ غصے اور
 جھوٹ میں اپنے مخالفوں کو نیست و نابود کر دینے میں کوئی کسر نہیں
 چھوڑتا تھا۔

اگر میں اس کے داغ میں ہوتا تو فی الحال انتقامی کارروائی
 سے روک دیتا۔ مگر بھی اس کے قریب نہیں تھا۔ ہوتا تو میں اس
 کے ذریعے اسے سمجھانے کی کوشش کرتا۔ اس نے تمام گاڑوڑ کو
 جبرک کرکما ”چلے جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ“ مجھے کسی کی
 ضرورت نہیں ہے۔ تم سب یہاں میری حفاظت کے لئے نہیں
 میری جاسوسی کرنے کے لئے رکھے گئے ہو۔ میرے آؤٹ!“
 تمام گاڑوڑ وہاں سے چلے آئے۔ میرے معمول کو بھی اتنا

پڑا۔ اس کے بعد میں پاپا ڈوک کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پچھلے
 کیا کر رہا ہوگا میں نے سوچا۔ مگر کو اس کے پاس جانے پر ہانک
 کرنا چاہئے۔ پھر میں اس سب کے ذریعے اس پر نظر رکھوں گا۔
 میں اس کے داغ میں آیا۔ وہاں پاپا ڈوک سوچ کے زور پر
 اس سے کہہ رہا تھا ”تمہارے یہودی اکابرین وفاداری کا یہ طر
 دیتے ہیں۔ اگر میں چھپ کر ڈی سونیا کو گولی نہ مارا تو یہ یہودی
 نہ کھلتا کہ گولڈن برینز مجھے الٹا رہے ہیں اور محل میں ہولناکی
 میری تمام گفتگو سن رہے ہیں۔ یہاں خفیہ کیمرے بھی ہوں گے، مگر
 ویڈیو ریکارڈنگ کیا جا رہا ہوگا۔“

مگر نے کہا ”میں حیران ہوں کہ میرے اکابرین آپ مجھے
 قتل اور فائدہ پہنچانے والے کے خلاف ایسی حرکتیں کیوں
 کرتے رہے۔ یہ تو دوست کو دشمن بنانے والی حماقتیں ہیں۔“
 ”آج مجھے پتا چلا ہے کہ یہودی فرہاد اور سونیا کو لگی بار
 دوست بنانے کے بعد بھی کیوں انہیں دوست نہ بنا سکے۔ فرہاد اور
 سونیا اسرائیل کے خلاف ہوا انتقامی کارروائیاں کرتے رہے۔
 بالکل درست تھیں۔ تم تمام یہودی اسی قاتل ہو۔“

”آپ مجھے الزام نہ دیں۔ ایک نہیں ہزار بار میرے چہرے
 خیالات پڑھ لیں۔ میں آپ کا وفاداری ثابت ہوا ہوں گا۔“
 ”بے شک تم وفادار ہو اسی لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم
 یہاں کے دیگر اور نہایت قابل لوگوں کی فرست بیٹاؤ اور ایک ایک
 کی آواز سنو“ میں ہر رات دو افراد پر عمل کر کے انہیں اپنا
 تابعدار بناؤں گا۔ یہاں اپنے وفاداروں کی بہت بڑی فوج بنائیں
 گا۔“

”میں ابھی فون کے ذریعے چند قابل افراد کی آوازینا
 سنا سکتا ہوں۔“
 ”ابھی نہیں۔ میں بہت پریشان ہوں۔ ٹھیک رات کے باہ
 بجے تمہارے پاس آؤں گا۔“

وہ اس کے داغ سے چلا گیا۔ اب اس کی مصروفیات کا علم
 نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے میں بھی اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ تھوڑی
 دیر بعد چلی گئی۔ سوچ کے ذریعے کہا ”میں پاوا بول رہی ہوں۔
 اپنے رابرٹ سے دو ٹھ کر سیکے میں بیٹھی ہوں، کیا مانتا ہے نہ
 آئیں گے؟“

”اتنی ہی ہوگا۔ تمہارے بغیر کوٹ کوٹ خالی رہوں گا۔“
 وہ مسکراتی پھر بولی ”کیا پاپا ڈوک کو بھڑکا دیا ہے؟“
 ”اس کے اندر غصے اور انتقام کی آگ لگا چکا ہوں۔“
 میں نے اسے ڈی سونیا کے متعلق بتایا۔ وہ بولی ”آپ نے
 زبردست حال چل رہے۔ سسڑی ڈی استعمال کر کے اس شیطانی
 کو یہودی سازشوں کا پتہ لگائیں دلا دیا ہے۔“
 ”اچھا میں آ رہا ہوں۔ آج کل ایب کی سیر کریں گے۔“

”یہاں سے ہو مل میں کھانا کھائیں گے۔“

میں نے خیال خواتی ختم کر دی۔ باہر جانے کے لئے تیار
 ہونے لگا۔ ہمیں فی الحال پاپا ڈوک کی مصروفیات کا علم نہیں
 ہو سکتا تھا۔ اس نے ہماری لاش میں جو کچھ کیا وہ ہمیں بعد میں
 معلوم ہوا۔ میں اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے ابھی اس کی
 مصروفیات بیان کر رہا ہوں۔

اس نے محل کے ایک دور افتادہ کمرے میں طلسم کدہ بنایا
 تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک شیطان کا چٹا کھڑا تھا۔ اس کا
 ایک چپٹا اس پتلے کے سامنے بیٹھ آگ روشن رکھتا تھا۔ پاپا
 ڈوک شیطان کے سامنے آکر پتھی مار کر بیٹھ گیا۔ خیال خواتی کی
 پرواز کر کے جزل کے پاس آیا پھر بولا ”تم لوگوں نے میرے اعتماد
 کو خراب کیا ہے۔ میری رہائش گاہ میں کسی جگہ مانگ چھپا کر رکھے
 گئے ہیں۔“

جزل نے کہا ”میری سوچ پڑھ کر دیکھ لیں“ ایسا میرے حکم
 سے نہیں کیا گیا ہے۔ دراصل ہمارے گولڈن برینز اپنے باپ پر
 بھی اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے یہاں کے حکمرانوں کی
 رہائش گاہوں میں بھی یہی کیا ہوا ہے۔ وہ سب پر نظر رکھتے ہیں
 کہ کوئی کیا کر رہا ہے۔“

اس نے گولڈن برینز کو پندرہ منٹ کی گالیاں دیں۔ جزل و
 تھاکا کہ ایک گولڈن برین نے ڈی سونیا کے ذریعے اس کا مذاق
 اڑایا ہے۔ جزل نے کہا ”مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ڈی ہماری
 ایک بہترین جاسوس تھی۔ آپ نے جلد بازی میں اسے گولی مار
 دی۔ اسے زندہ رہنے دیتے تو وہ ہمارے سامنے سچا بیان دیتی۔
 آپ فصد میں نہ آئیں۔ یہ چال گولڈن برین کی نہیں کسی ٹیلی
 بیٹھی جاننے والے کی ہے۔ کوئی دشمن آپ کو ہمارے خلاف
 بھڑکا رہا ہے۔“

”میں نادان بچہ نہیں ہوں۔ محسوس ثبوت حاصل کرنے کے
 بعد ہی گولڈن برینز کو گالیاں دے رہا ہوں۔“
 ”کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہماری جاسوس کو کسی گولڈن
 برین نے آپ کے پاس بھیجا تھا؟“

”میں ثابت کر سکتا ہوں۔ کیا اس کے بعد گولڈن برین کو سزا
 ملے گی؟“

”آپ کسی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ پانچوں گولڈن برینز
 غفلت اسرائیل کے بہترین داغ ہیں۔ یہاں کی داخلہ اور خارجہ
 پولیس ان کے ہی ہاتھوں میں ہے۔ بھلا انہیں کون سزا دے سکتا
 ہے۔“
 ”میں دوں گا۔“
 جزل نے مسکراتے ہوئے کہا ”آپ ان کے سامنے تک بھی نہیں
 پہنچ سکیں گے۔“

”اگر پہنچ گیا تو وہ میرا شکار ہوں گے۔“

”ٹھیک ہے، آپ اپنی حسرت پوری کریں۔ مگر پہلے ثبوت
 پیش کریں۔“

”آپ چند اعلیٰ حکام کے ساتھ ایک گھنٹے بعد اس اسپتال
 میں پہنچیں یہاں اس جاسوس کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے پہنچائی
 گئی ہے۔“

”وہاں کیا ہوگا؟“
 ”وہ لاش بیان دے گی کہ اسے ایک گولڈن برین نے سونیا
 بنا کر بھیجا تھا۔“

”کیا آپ کی اس بیگانہ بات پر اعلیٰ حکام یقین کریں گے؟“
 ”میری بات بیگانہ نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ ایک گھنٹے بعد
 اسپتال نہیں آئیں گے تو میں آپ لوگوں سے تعلقات توڑ کر اس
 ملک سے چلا جاؤں گا۔“

وہ دماغی طور پر شیطان کے پتلے کے سامنے حاضر ہو گیا۔ اس
 کے سامنے ایک مٹی کے برتن میں ماش کا گوندھا ہوا اتار رکھا تھا۔
 وہ متحیر دھتے ہوئے اس آئے سے ایک چھوٹا سا انسانی پتلا بنانے
 لگا اور ساتھ ہی کچھ متحیر دھتے لگا۔ اس دوران ٹیلی فون پر اطلاع
 دینے والے ایک گولڈن برین کی آواز اور سب کو یاد کر رہا۔
 اسے اچھی طرح یاد کرتے ہوئے وہ شیطان کو کہتا تھا ”میں اسی
 آواز اور سب کے والے کا پتا بنا رہا ہوں۔ میں اسے صورت سے
 نہیں پہچانتا۔ تو اس کی آواز سے صورت تک پہنچ سکتا ہے۔ لے
 سن میں اسی کی آواز میں متحیر رہا ہوں۔“

وہ گولڈن برین کی آواز اور سب میں پڑنے لگا اور ماش کے
 آئے سے پتلے کو عمل کرنے لگا۔ اس نے پتلے کا ٹھکانہ رکھا تھا
 جیسے وہ منہ کھول کر کچھ بولے والا ہو۔ وہ ایک بے ڈھنگا سا پتلا تھا
 کوئی شاہکار مجسمہ نہیں تھا۔ شیطانی قوتوں کے ذریعے اسے ایک
 گولڈن برین سے منسوب کیا جا رہا تھا۔

شیطان عمل کرنے والے تین ”م“ سے پتلے بناتے ہیں۔
 مٹی، ماش یا سوم سے۔ پھر عمل مکمل ہونے کے بعد اس پتلے کے
 کسی حصے میں سونیا پوسٹ کرتے ہیں۔ جس کے نام کو پتلا ہوتا
 ہے، سونیا کی چھین اس پتلا سے ہوتی ہے۔ اگر وہ حوصلے سے
 ایک چھین کو برداشت کرنا ہے تو پتلے کے جسم میں دوسری سونیا
 چھوٹی جاتی ہے۔ یوں اس شخص کی جسمانی تکلیف میں اضافہ
 ہوتا رہتا ہے۔

اس نے ماش کا پتلا مکمل کرنے کے بعد اسے شیطان کے
 بیہوش کے درمیان لٹا دیا پھر اپنی آواز میں متحیر دھتے لگا۔ پڑنے
 کے دوران کوئی خوف آگ میں چھپنے لگا۔ اس سے آگ
 بجھنے لگی تھی، شعلہ بلند ہونے لگے تھے۔ یہ عمل تھوڑی دیر
 تک جاری رہا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ شیطان کی طرف بلند کیا۔

اس کی چنگی جس ایک سوئی تھی۔ اس نے کہا ”اے شیطان معظم! میں نے ایک گولڈن برین کی آواز اور لہجہ تجھے سنایا۔ یہ ہے اس سوئی کو اس کے حلق میں پہنچا دے۔“

پاپا ڈوک نے جبکہ کراہش کے پلٹے کے کھلے ہوئے منہ کے اندر وہ سوئی بیوست کر دی۔ پلٹے کے حلق سے چھین اور کراہیں نکلے گئیں۔ پاپا ڈوک نے خوش ہو کر شیطان کے قدموں کو چومتے ہوئے کہا ”وہ تمام شیطانی قوتوں کا مرکز ہے۔ اور یہ قوتیں تو مجھے دیتا جا رہا ہے۔ تیرے قدموں میں جلد ہی ایک انسان کا خون چڑھاؤں گا۔“

پھر وہ مٹی کا دوسرا بال لے کر شیطان کے قدموں سے اٹھ گیا۔ اس بالے میں ماش کی خشک وال تھی۔ وہ آگ کے سانے بیٹھ کر منتظر رہتے ہوئے ماش کا ایک ایک دانہ آگ میں جھینٹے لگا۔ اب وہ ذوبی کا عمل کر رہا تھا۔

وہ مڑوہ جو زندگیوں کی طرح اٹھ کھڑا ہو اور زندگی سے محروم ہو کر مٹی کا لے عمل کے ذریعے چلتا پھرتا ہو اسے ذوبی کہتے ہیں۔ مڑوے کو زندہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ شیطانی عمل سے انہیں صرف حرکت میں لایا جاتا ہے اور انہیں اپنے شکار تک پہنچایا جاتا ہے۔ ان سے کچھ باتیں نہیں کرائی جاسکتیں۔ پاپا ڈوک نے غفاری شہر میں ایسے کئی ذوبی پیش کئے تھے۔ لوگ اپنے عزیزوں کو مرنے کے بعد زندہ دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتے تھے۔

پاپا ڈوک نے خیال خوانی کے ذریعے بہت پہلے ایک ذوبی کے دماغ میں پہنچا تھا لیکن مڑوہ دماغ میں اس کی سوچ جھلک کر واپس آگئی تب اس نے شیطان کو خوش کرنے کے لئے اس کے قدموں میں ایک کدواری لڑکی کی ٹی وی۔ چالیس دنوں تک خود کو جسمانی آذیتیں پہنچا کر منتظر رہتا رہا اور شیطان کی عقبت کے مگن گا تا رہا۔ تب سے ایسی شیطانی قوت حاصل ہوئی کہ وہ ذوبی کے مڑوہ دماغ میں رہ کر اس کا منہ کھول سکتا تھا اور اس کی زبان سے بول سکتا تھا۔

فوج کا جنرل اور اعلیٰ حکام پاپا ڈوک کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ وہ سب اس کے ماتحت رہیں لہذا اس کی ہدایت کے مطابق اسپتال پہنچ گئے تھے۔ جس جاسوس کو سونپا گیا تھا اس کے لاش ایک زالی اسٹریچر پر رکھی ہوئی تھی۔ سینے پر گولی نکلنے سے سوراخ ہو گیا تھا اس کا جسم لوہے بیگا ہوا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے دوسرے افسر سے پوچھا ”کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ لاش بیٹھ کر بیان دے گی؟“

وہ بولا ”میں نے دہشت زدہ کرنے والی فلموں میں ذوبی دیکھے ہیں۔ اپنی زندگی میں کبھی کسی مڑوے کو زندہ ہونے نہیں

دیکھا۔“

تیسرے حاکم نے کہا ”یہ محض بچوں کو ڈرانے والی باتیں ہیں۔ ان کی باتوں کے دوران ایک جاسوس آیا۔ اس کا حلق گولڈن برین کی خفیہ فورس سے تھا۔ اس نے جنرل سے کہا ”مرا ایک ایسا شخص اسپتال میں لایا گیا ہے جو اپنے حلق میں سوئی چھپیں محسوس کر رہا ہے۔“

”وہ کون ہے؟“

”ایک معمولی شخص ہے اس سے ہمارا اتنا ہی حلق ہے کہ ایک گولڈن برین اس معمولی شخص کی آواز اور لہجے میں بولتا ہے۔ یہ سب ہی جانتے تھے کہ پانچویں گولڈن برین اپنے اصل لے اور آواز میں نہیں بولتے۔ لی وی اسکرین پر جنرل وغیرہ سے گفت کر کے وقت کوئی دوسری آواز اور لہجہ اختیار کرتے ہیں۔“

ایک گولڈن برین نے اسی شخص کا لہجہ اختیار کیا تھا جو اسی اسپتال لایا گیا تھا اور جو اپنے حلق میں سوئی کی چھین محسوس کر رہا تھا۔ پاپا ڈوک کو یہ بتا تھا۔ اس نے اسے گولڈن برین کا لہجہ سمجھ کر عمل کیا تھا۔ اسی لہجے اور آواز کے حوالے سے پلٹے کے حلق میں سوئی بیوست کی تھی۔ اس کا شیطانی عمل اپنی جگہ درست تھا لیکن غلطی تھی کہ باعث سوئی کی چھین اصلی آواز اور لہجے والے کو ہو رہی تھی۔

جنرل نے جاسوس سے پوچھا ”تم کتنا کیا چاہتے ہو؟“

”میں کہ پاپاے معظم نے ہمارے ایک گولڈن برین کو شیطانی عمل کیا تھا۔ یہ نزل چین... (سوئی کے ذریعے انتہا پہنچانے کا عمل تھا۔ یہ انتہا اس اصل آواز اور لہجے والے کو پہنچ رہی ہے۔ ہمارا گولڈن برین محفوظ ہے۔ یہ بات آپ لوگوں کے علم میں لائی جا رہی ہے۔ پاپا ڈوک کی دشمنی آئندہ پانچواں گولڈن برین کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔“

وہ گولڈن برین کی طرف سے یہ رپورٹ دے کر چلا گیا۔ ایک حاکم نے کہا ”پاپا ڈوک باعث رخت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی۔“

دوسرے نے کہا ”ہمیں بہت سے فائدے پہنچا رہا ہے۔ لہذا جیسی جاننے والے جان گاؤڑی کو ہمارا قیدی بنا کر رکھیں۔ رابطہ کر لیں۔ اس کا ہمارے ہاتھوں میں پاپا صاحب کے ادارے کی ایک بہت بڑی کردی دے دی ہے۔ لیکن اس نے کبھی کالے عمل سے کسی گولڈن برین کو نقصان پہنچایا تو ہمارے ملک کو بہت نقصان پہنچے گا۔“

جنرل نے کہا ”میں پاپا ڈوک سے ملاقات کر کے پانچویں گولڈن برین سے تغیر کرانا چاہتا ہوں۔ آپس کی کشیدگی سے نقصان پہنچے گا۔“

لیکن پاپا ڈوک کہاں ہے؟ ہم اس سے ملے اسپتال آئے

اور وہ ابھی تک نہیں آیا۔“

پاپا ڈوک نے جنرل کے دماغ میں کہا ”میں آچکا ہوں۔ اس ذی سونپا کی لاش کو دیکھو۔“

جنرل نے اعلیٰ حکام کو یہ بات بتائی۔ سب اس لاش کو دیکھنے گئے۔ وہ زالی اسٹریچر پر پڑی ہوئی تھی۔ سب نے چونک کر دیکھا اس کا منہ زرا سا کھل گیا تھا اور وہ تکلیف سے کرا رہی تھی اس کے ہاتھ پاؤں میں جھین محسوس ہو رہی تھی۔ ایک نرس اور لیڈی ڈاکٹر چچا کر بھاگ گئیں۔ ڈاکٹر اور اسسٹنٹ دروازے کے پاس آگئے تاکہ خطرہ ہو تو بھاگنے میں آسانی رہے۔ اعلیٰ حکام کے باڈی گارڈ نے اپنی اپنی گن سیدھی کر کے اس لاش کو نشانے پر رکھ لیا تھا۔

جنرل نے کہا ”پاپاے معظم یقین دلا رہے ہیں کہ کسی جان کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس پر گولیاں چلانا فضول ہے۔ یہ جاسوس گولیوں سے چھلکی ہو کر بھی بیان دے گی۔“

دروازے پر مسلح فوجی جوانوں کی بھیڑ لگ گئی۔ وہ سب کمری دھجی سے لاش کو دیکھ رہے تھے جو آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے سینے پر جہاں گولی سے ایک بڑا سوراخ ہو گیا تھا وہاں سے خون بر رہا تھا۔ پلٹے لاش کے ساکت پڑے رہنے کے باعث وہ خون اندر ٹھہرا ہوا تھا اب بیٹھے ہی سوراخ سے باہر نکل رہا تھا۔

وہ بڑا دہشت انگیز منظر تھا۔ وہ مرچکی تھی بے جان تھی مگر زندہ انسان کی طرح بیٹھ گئی تھی۔ ایک گولی نے اسے ہلاک کیا تھا۔ اب اسی زخم سے لہو بر رہا تھا اور وہ ایسی زندہ لاش لگ رہی تھی جو مرنے کے بعد انتقام لینے کے لئے اٹھ بیٹھی ہو۔

اس کے دیدے پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے پہلے جنرل کو دیکھا پھر سرگھماتے ہوئے اعلیٰ حکام کو باری باری دیکھتے ہوئے بولی۔

”میں بے موت ماری گئی ہوں اور میری موت کا ذمہ دار ایک گولڈن برین ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں سونپا بن کر پاپاے معظم کو دہشت میں مبتلا کروں۔“

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی۔ جنرل نے لاش سے پوچھا ”بہن! ہم تمہاری آواز پہنچاتے ہیں۔ ابھی وہ آواز تبدیل کیوں ہو گئی ہے؟“

لاش نے کہا ”میرے سینے اور حلق میں لہو بھرا ہوا ہے۔ آواز بھرائی ہوئی ہے۔ میں نے جو کہہ دیا وہ بہت ہے۔ مجھ سے انصاف کرو۔ میرا جرم میرا قاتل ایک گولڈن برین ہے۔“

اتنا کہنے کے بعد وہ پھر آہستہ آہستہ چاروں شانے حیات لٹ گئی۔ پاپا ڈوک نے جنرل سے کہا ”اب یہ کبھی نہیں اٹھے گی۔ اسے دفنا دیا جائے اور آپ لوگ اپنا اپنا فیصلہ جلدی بنائیں تو بہتر ہے۔“

علم ہینازم پر ایک نئی کتاب

ایک ماہر ہینازم نے تحریر کیا ہے

ہینازم کا جدید حقیقت

قیمت ۲۵ روپے۔ ڈاک فرج ۱۰ روپے

اگر وہ زبان کی پہلی کتاب جس میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔



- ہینازم کے بارے میں آج تک کی تمام حقیقتات کا پختہ
- جدید طریقے اور مشقیں
- ہینازم کی مشقوں کے لیے مکمل لائحہ عمل اور پورا پروگرام
- بنے شمار سوالات کے جواب
- ہینازم کے موضوع پر ایک مکمل اور مستند کتاب جس میں مصنف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

اگر آپ کو تجربے کے لیے سیاہ دائرہ وار مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

مکتبہ نفسیات پریس

جزل نے کہا ”آپ میری رہائش گاہ میں تشریف لائیں۔
دیوان گولڈن برنز سے رابطہ قائم کرنے اور اسکرین کے ذریعے
بہرہ ور ہونے کے امکانات ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں ہم
کتنی بہتر نتیجے پر پہنچیں گے۔“

”ابھی بات ہے۔ میں ایک گھنٹے میں آ رہا ہوں۔“
جزل نے ایک ڈاکٹر کے پیجر میں آکر اپنے ماتحت کو فون پر
کہا ”پانچ گولڈن برنز کو اطلاع دو“ ایک گھنٹے بعد اہم میٹنگ
ہے۔ اس میٹنگ میں پاپائے معظم بھی شرکت ہوں گے۔“

اس دوران میں کئی کے ساتھ ٹی ایبک کی سیر کر رہا تھا۔ ہم
تعمالی میں بھی عبرانی زبان بولتے تھے تاکہ میری مشق جاری رہے
اور کوئی چھپ کر سن رہا ہو تو اسے ہمارے رابرٹ موس اور پارا
موس ہونے کا یقین رہے۔ لیکن پوچھا ”آپ نے جزل کو کیوں
نظر انداز کیا ہے؟ ہم جو جو کے ذریعے اس کے دماغ میں جا سکتے
ہیں۔“

”اب تو بے مروتی کے ذریعے بھی جا سکتے ہیں۔ میں نے
جزل کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ اس انتظار میں ہوں کہ پاپا ڈوک
اور گولڈن برنز کا جھگڑا زور پکڑے۔ بات جزل اور اعلیٰ حکام تک
پہنچے بغیر میں اس کے ذریعے پاپا ڈوک کی مصروفیات کو سمجھوں گا۔“
”کیا ان کا جھگڑا یہودی اکابرین تک نہیں پہنچا ہوگا؟“
”پہنچا ہوگا۔ لیکن ابھی تمہارے ساتھ سیرو تفریح کا لطف

آ رہا ہے۔“
”جی نہیں۔ آپ زیادہ لطف نہ اٹھائیں، جزل کے پاس
جائیں۔“

”میں ڈرائیو کر رہا ہوں تم جا کر دیکھو۔ معاملہ سنگین ہوا تو
مجھ پر پائلے سے ریڑز کریں گے۔“
وہ درجہ کے گلیے میں بے مروتی کے پاس آئی ”اسے حکم دیا
کہ وہ جزل کے محلے اور آواز کو یاد کرے۔ وہ یاد کرنے لگا۔ لیکن

اسے ذہن نشین کر کے جزل کے پاس پہنچ گئی۔ اس وقت جزل
فون کے ذریعے اپنے ماتحت سے کہہ رہا تھا کہ ایک گھنٹے بعد میٹنگ ہے۔
لیکن نے مجھ سے کہا ”ایک گھنٹے بعد اہم میٹنگ ہے۔ اس
میٹنگ میں پاپا ڈوک اور گولڈن برنز حاضر ہوں گے۔“
میں نے کہا ”چمڑہ ہمیں کھروا پس چلنا چاہئے۔“
”ضرور چلنا چاہئے۔“

”میں نے سوچا تھا یہاں ایک ہندو سینہ کے ہوٹل میں
جہیں ہندوستانی ڈشیں کھلاؤں گا۔ پاکستانی اور ہندوستانی کھانے
بڑے پتھارے دار ہوتے ہیں۔“

”میں لندن میں پاکستانی تمددی روٹیاں اور کڑھائی گوشت
اور دی کی کڑم پکڑے کھا چکی ہوں۔“
”ایسا کرتے ہیں، کھانا پک کر کے گھر لے چلتے ہیں۔“

”میں مناسب ہے۔“

جب ہم نے گھر میں کھانا کھایا تو ایک گھنٹا ہو چکا تھا۔ میں
کھانے کے دوران ہی جزل کے پاس پہنچ گیا۔ لاشعوری طور پر
اس کی سوچ جتانے لگی کہ اب تک کیا ہوا رہا ہے اور کس طرح
جاسوس کی لاش نے تھوڑی دیر کے لئے زندہ ہو کر گولڈن برنز
کے خلاف بیان دیا تھا۔ پھر پاپا ڈوک کے ایک کالے عمل سے وہ
مخلص اذیتوں میں مبتلا ہو گیا تھا جس کی آواز اور لہجہ ایک گولڈن
برنز اختیار کیا کرتا تھا۔

جزل، اعلیٰ حکام اور پاپا ڈوک کے ساتھ اس خفیہ کمرے
میں تھا جہاں ٹی وی اسکرین پر پانچوں گولڈن برنز سے ملاقات ہوا
کرتی تھی۔ ابھی وہ اسکرین سادہ تھا۔ پاپا ڈوک نے گھڑی دیکھتے
ہوئے کہا ”ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔ کیا وہ پانچوں وقت کے پابند
نہیں ہیں؟“

جزل نے کہا ”وہ وقت کے بست پابند ہیں۔ ابھی ایک منٹ
باقی ہے۔ ٹھیک ایک منٹ بعد وہ نظر آئیں گے۔“
ایک حاکم نے کہا ”پاپائے معظم“ ایک بے قصور آپ کے
کالے علم کا شکار ہو گیا ہے۔“

”میں اسے تکلیف سے نجات دلا چکا ہوں۔ پٹنے کے مقل
سے سوئی نکال لی ہے۔“
”آپ نے ایک گولڈن برنز کے خلاف بہت ہی خطرناک
عمل کیا تھا۔ کیا آپ بتائیں گے کہ عمل کامیاب ہوا تو گولڈن
برنز کا انجام کیا ہوا؟“

”میں اسے جان سے نہ مارتا۔ پٹنے میں اور دو چار سونیاں
بیوست کرتا تو وہ رحم کی ہلکے ہلکے ہوا میرے قدموں میں آجاتا۔
”کیا یہ آپ کی دشمنی ہم سب کو نقصان نہیں پہنچائے گی؟“
”گولڈن برنز کو دشمنی شروع کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے
تھا۔“

”وہ اس ملک کے حاکم ہیں۔ ہم جو بظاہر حکمران ہیں انہی کی
بنائی ہوئی پالیسیوں پر عمل کرتے ہیں۔ آپ نے انہیں بے نقاب
کرنے کی دھمکی دی۔ انہوں نے سونیا کی موجودگی کی اطلاع دی۔
وہ اطلاع صحیح تھی یا غلط، ہم نہیں جانتے لیکن انہوں نے جاسوس
کو سونیا کی ڈی بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ یہ کسی دشمن کی چال ہے۔“

”کیا اس جاسوس نے آخری سانسوں میں جھوٹ کہا تھا؟“
”ٹی وی اسکرین روشن ہو گئی۔ ایک میز کے پیچھے پانچ افراد
سیاہ نقاب پہنے بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا ”اس
جاسوس نے آخری سانسوں میں جو کہا اُسے کتنے افراد نے سنا؟“
پاپا ڈوک نے کہا ”میں نے سنا تھا، مسلح گارڈز ہم سے وہ
تھے اس کے علاوہ جزل اور اعلیٰ حکام نے خود جاسوس کا یہ بیان
سنا ہے۔“

”وہ جاسوس تمہارے شیطانی عمل سے ذمہ دار بن گئی تھی۔
شیطانی عمل کے بعد وہ تمہاری معمول بن گئی۔ تم نے اسے جو
بیان دینے کا حکم صادر کیا اس نے وہی دہرایا۔“
”یہ جھوٹ ہے۔ اس لاش نے اپنے طور پر سچا بیان دیا
تھا۔“

”ذمہ کے متعلق ہمارا بھی مطالعہ ہے۔ ایسے موے جو
مادری طور پر زندہ نظر آتے ہیں وہ اپنے ساحر کے ذریعہ اثر ہوتے
ہیں۔“

”تم لوگ یہ کہہ رہے ہو کہ لاش میرے ذریعہ اثر تھی اور میں
نے تمہارے خلاف اس سے جھوٹا بیان دلایا ہے؟“
”جادو بیش جھوٹ، قریب اور ضرر رسائی کے عمل پر ختم
ہوتا ہے۔ کوئی بھی ذی ہوش جادوئی نتائج کو قبول نہیں کرتا ہے۔“
”میں کوئی ایسی چیز پر جادو کھانے والا جادو کر نہیں ہوں۔ میں
ساحر اعظم ہوں تم سب کو سحر زدہ کر سکتا ہوں۔ تم پانچوں کو بے
نقاب کر سکتا ہوں۔“

اس نے جیسے ہی پہنچ کیا، اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے
ہتھکڑوں سے جکڑ گئے۔ اسے پتا نہیں تھا کہ وہ جس کرسی پر دونوں
ہاتھ رکھے شامہ انداز میں بیٹھا ہوا ہے اس کے دونوں ہتھکڑوں
میں خفیہ خود کار ہتھکڑیاں ہیں۔ ایک ٹخن دبا تے ہی ہتھکڑیوں نے

اسے جکڑ لیا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو جھٹکے دیتے ہوئے آزادی حاصل
کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا ”یہ کیا حرکت ہے؟ یہ
ہتھکڑیاں کھول دو ورنہ۔“

بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایک فوجی نے اس کے بالوں
کو مٹھی میں جکڑ کر اس کے سر کو کرسی کی پشت سے لگا یا اس طرح
ایک خود کار تک رنگ میں اس کی گردن بھنسنے لگی اب وہ کرسی
سے ابل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے گرتے ہوئے کہا ”تم لوگ
اپنی موت کا سامان کر رہے ہو۔ دوست کو دشمن بنا رہے ہو۔ مجھے
اس طرح قیدی بنا کر نہیں رکھ سکو گے۔ میں چند گھنٹوں میں رہائی
حاصل کر لوں گا۔ اس کے بعد اسرائیل میں ایسا زلزلہ۔“

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ اس کے بازو میں ایک دو
ابجکٹ لگی تھیں۔ سوتھ کر پچھتا چکا تھا۔ ٹھنکی فوجی جوانوں
نے اسے جکڑ لیا تھا۔ چند سیکنڈ بعد سب نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ
ساکت ہو گیا تھا۔

ایک گولڈن برنز نے کہا ”جادو گر کتے! ہم کتے پالنا
اور انہیں اپنے سامنے ڈم لمانے پر مجبور کرنا جانتے ہیں۔ اب
بڑھو مہنڈ اور تمہارے کسی آدمی کے دماغ میں جاؤ۔ اپنے شیطان
مظہم کو بلاؤ۔ اگر ایسا کچھ نہ کر سکو تو سچا کہ تمہارے جیسے فرعون
کس طرح ایک سی ٹھوکر سے حیرت زدہ بن جاتے ہیں۔“

محی الدین

کلمہ

جن کی کہانیاں آنکھوں نہیں دلوں سے پڑھی جاتی ہیں ان کی بہترین کہانیوں کا دوسرا مجموعہ شائع ہو گیا ہے

محی الدین نواب کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ ”ایمان کا سفر“ بھی دستیاب ہے

ملنے کا پتہ

ڈاک شیخ، ۱۰، چیمبرے

۲۰ روپے

کتابیات سبلی کیشنز پوسٹ بکس ۲۳، ۲۴، کراچی ۱

لجلی بھی خیال خوانی کے ذریعے یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ اس نے میرے بازو میں ہلکی سی جھکی لی۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اسے دیکھا۔ وہ بولی ”اللہ بڑا کار ساز ہے۔ ہمارے لئے آسمانیں پیدا کر رہا ہے۔ ہمیں فوراً ہی پیپا ڈوک کے داغ سے مطلع کرنا چاہئے کہ راحیلہ کو جس پٹے سے منسوب کیا گیا ہے وہ کہاں ہے؟“

”بیک تم معلوم کرو۔ میں ان کی باتیں سن رہا ہوں۔“ اس بار میں پیپا ڈوک کے داغ میں آیا۔ لجلی بھی اُٹھ گئی۔ اُس نے ہماری سوچ کی لمبوں کو محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کے ذریعے سنا۔ ایک گولڈن برین کہہ رہا تھا ”ہم اسکرین پر پیشہ چہو اور آواز بدل کر آتے ہیں۔ آج ہم نے سوچا پیپا ڈوک مکارتی کر سکتا ہے۔ اچانک اپنی ایک اپ لینس کے ذریعے جیسے ہوئے اصل چہرے کو دیکھ سکتا ہے“ اس لئے ہم یہ سیاہ نقاب پہن کر بیٹھے ہیں۔“

دوسرے گولڈن برین نے اعلیٰ حکام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”ہم نے یہ طے کیا تھا کہ پہلے جے مورگن کا برین آپریشن کرایا جائے گا۔ اس کے بعد جان گاڈزی کی باری آئے گی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ آپ لوگ کل صبح پیپا ڈوک کو ملٹری اسپتال کے آپریشن ٹیم میں پہنچائیں۔ ہمارے تجربہ کار ڈاکٹر پہلے اس شیطان کا آپریشن کریں گے۔ برین آپریشن کے اس پہلے تجربے میں یہ مر بھی سکتا ہے۔ اس کی موت کا ہمیں افسوس نہیں ہوگا اور یہی کیا تو ہمیشہ کتنے کی طرح ہمارا دانا دار رہے گا۔“

اس کے بعد ٹینک برخواست ہو گئی۔ اسکرین تاریک ہو گیا۔ ہانچوں گولڈن برینز کم ہو گئے۔ جزل نے پیپا ڈوک کو دیکھا پھر سٹرا کر کہا ”ہم نے تمہیں پیپا ڈوک کو مطلع بنایا تھا لیکن کتنے کو کبھی ہم نہیں ہوتا۔“

ایک حاکم نے کہا ”یہ بڑے حاکمانہ انداز میں بغیر اجازت ہمارے اندر آجاتا تھا اور ہم اس کا کچھ نہیں یاد رکھتے تھے۔“

اس حاکم نے پیپا ڈوک کو زوردار طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا ”آؤ اب ہمارے دماغ میں آؤ۔“

جزل نے کہا ”کسی دوست یا دشمن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم نے اسے قیدی بنایا ہے۔ یہ بات اسی چار دیواری تک محدود رکھنے کے لئے اسے عیس کر کے میں رکھا جائے گا۔ یہ کل صبح آپریشن ٹیم میں پہنچائے جانے تک اسی کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا رہے گا۔ اس کمرے میں جس میں جزل جو ان پرہیزگار رہیں گے۔ باہر بھی سخت حفاظتی انتظامات کئے جائیں۔“

ہم دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ لیٹی نے کہا ”کل صبح کے بعد ہمیں پیپا ڈوک کا داغ نہیں ملے گا۔ اس کی آواز اور لہجہ بدل جائے گا۔“

”کوئی بات نہیں۔ جب وہ اسرائیلی حکومت کا وفادار رہ کر خیال خوانی کرے گا تو ہم سے چھپا نہیں رہے گا۔ راحیلہ کے متعلق کیا معلوم ہوا ہے؟“

”جو شیطان پتا راحیلہ سے منسوب کیا گیا ہے اسے توڑنے کے لئے ایک لمبے سفر پر جانا ہوگا۔ وہ پتلا تبت کی پہاڑیوں کے ایک غار میں ہے۔“

میں نے کہا ”صدیوں سے تبت کے جادوگر ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ وہ پتلا کن جادوگر ملے پاس ہے؟“

”پیپا ڈوک کا ایک گرو گھنٹال ہے۔ اس گرو کا نام ساسان ڈوگر ہے۔ وہاں کا سب سے بڑا اور خطرناک جادوگر ساسان اعظم کہلاتا ہے۔ صدیوں سے ساسان جادوگروں کا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ یہ موجودہ ساسان ڈوگر اس سلسلے کا بارہواں ساسان اعظم ہے۔ پیپا ڈوک کا یہ گرو نیپال میں تھا۔ شمیر کی ڈوگر افواج سے بھاگ کر تبت چلا گیا تھا۔ وہاں اسی مناسبت سے ڈوگر کہلاتا ہے۔“

میں نے کہا ”میں خویپا ڈوک کے پاس جا کر معلومات حاصل کرتا ہوں۔“

دوبولی ”کیا میں نے کام کی باتیں معلوم نہیں کی ہیں؟“ ”جو سناری ہو وہ سب کام کی باتیں ہیں۔ لیکن ابھی پیپا ڈوک کا داغ ایک کھلی کتاب ہے تو میں اسے اپنے طور پر دیکھ نہ پڑھ لوں؟“

”اچھا میں دیکھتی ہوں آپ اسے کس طرح پڑھتے ہیں۔“ وہ میرے ساتھ پیپا ڈوک نے اندر پہنچ گئی۔ وہ اسی طرح ہتھکڑیوں کے ذریعے کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے خواں درست تھے۔ وہ اپنے حالات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ کمزوری محسوس کرنے کے باوجود اس نے خیال خوانی کی کوشش کی تھی اور اپنی توقع کے مطابق ناکام رہا تھا۔ گولڈن برینز نے اسے بائبل ہی بے دست و پا بنایا تھا۔

زبان اور بد دماغی میں یہ واضح فرق ہے کہ پیپا ڈوک نے بد دماغی کے باعث یہ نہیں سوچا کہ پانی میں رہ کر گھر چھوے تھ کر رہا ہے۔ اس نے شیطانی سوئی کے عمل سے گولڈن برینز کو اپنے پیچھے کی ناکام کوشش کی اور انہیں بے نقاب کرنے کا چیلنج کیا جبکہ وہ خاموشی سے یہ کام کر سکتا تھا۔

اس کے برعکس گولڈن برینز نے اسے جسمانی اذیتیں نہیں پہنچائیں۔ وہ چاہتے تو ان کے ایک اشارے پر اسے گولیوں سے چھلکی کر دیتا جاتا لیکن وہ پاگل کتنے کا دماغی آپریشن کر کے پیشہ کے لئے اپنا تابعدار بنا رہے تھے۔

اور وہ تھلا رہا تھا۔ رہائی کی کوئی تدبیر نہیں سوچ رہی تھی۔

کیا بات سمجھ میں آتی تھی کہ باہر سے کسی کا تعاون حاصل ہو اور باہر سے کسی کی مدد حاصل کرنے کے لئے خیال خوانی ضروری تھی وہ سوچ رہا تھا ”مجھے چند سیکنڈ کے لئے بھی دماغی توانائی حاصل ہوجائے تو میں گرد مہاراج ساسان اعظم ڈوگر کو آواز دوں گا۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”آہ! ایک طویل عرصے سے میں نے گرو کو یاد نہیں کیا۔ اگر دماغی توانائی بحال ہوگئی تو میں گرو کو کس منہ سے مخاطب کروں گا؟“

اس بات پر وہ ساسان ڈوگر کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ اسے گرو مہاراج کہہ کر مخاطب کرتا تھا اور کہتا تھا ”مہمان گرو دانا پادان کے شروٹیں سیوک ڈنڈوت کرتا ہے۔“

یہ ایک طرح کے کوڈز دہن تھے۔ پیپا ڈوک بھارت ’نیپال اور تبت میں رہ کر بڑی حد تک ہندی بولنے لگا تھا۔ اس نے چندہرہ میں تک ساسان ڈوگر کی سیوا کی تھی۔ اس سے کالے جادو کے بت سے گزر سیکھے تھے۔ اس کا گرو اسے آئیر وادے کر کہتا تھا کہ وہ ایک دن ساحر اعظم بنے گا۔ دینے ایک دن اس نے پیپا ڈوک کو بلا کر کہا تھا ”تو ہمارے قبیلے کا دستور جانتا ہے۔ مجھ سے جادو سیکھنے والا جو جادوگر چیلنج میں قتل کرے گا اسے ساسان اعظم بنایا جائے گا۔ میں نے بھی اپنے گرو مہاراج کو فیصلہ کن مرحلے پر قتل کر کے یہ عہدہ حاصل کیا تھا۔“

پیپا ڈوک نے پوچھا تھا ”میں آپ کا چیلنج ہوں، کیا میں آپ کو قتل کروں گا؟“

”نہیں میرا مکیان کہتا ہے تو میرے مقابلے پر شکست کھا جائے گا۔ شاید تو میرے ہاتھوں سے قتل ہو جائے۔ بہتر ہے یہاں سے چلا جا۔ تجھے بڑی دنیائیں رہ کر اپنے جادو کی کمالات سے براہ نام روشن کرتا ہے۔“

”گرد مہاراج! میں آپ کے قدموں سے دور نہیں رہتا ہوتا۔ آپ مجھے یہاں سے جانے کا حکم نہ دیں۔ میں تمام عمر آپ کی خدمت کرتا رہوں گا۔“

”میری خدمت کے لئے بہت سے چیلے ہیں۔ اور انہی میں سے کوئی چیلنا ایک دن مجھ سے مقابلہ کرے گا اور مجھ پر غالب آکر قتل کرے گا۔ اس لئے تم جاؤ، کوئی مصیبت آپزے تو مجھے پکارنا۔ میں آجاؤں گا۔ نہ آسکا تو اپنے کالے عمل سے تمہاری مصیبت دور کروں گا۔“

گرد کا حکم تھا... وہ تبت سے چلا آیا۔ میں اس کی سوچ بڑھ رہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا، تبت کے دارالسلطنت کا مشہور اکاڈم ہے۔ اس شہر کے جنوب میں تقریباً چھ سو میل کے فاصلے پر بنالہ ہزار کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سے ملحقہ ایک پہاڑی کے غار میں ساسان ڈوگر کا ظلم کدہ ہے۔ اکی غار کے ایک حصے میں ساسان کی رہائش ہے۔ اس ظلم

کدے میں ایک بھول بھلیاں ہے۔ جہاں داخل ہونے والا باہر نکلنے کا راستہ بھول جاتا ہے۔ وہاں سے نکلنے کا راستہ صرف ساسان ڈوگر اُس کی پیروی اور جو ان بچے جانتے ہیں۔ اسی بھول بھلیاں کی ایک نیم تاریک کمرے میں راحیلہ سے منسوب کیا جانے والا شیطانی پتلا رکھا ہوا ہے۔

اتنی معلومات کافی تھیں۔ ہم پیپا ڈوک کے داغ سے ملے آئے۔ میں نے لیٹی سے پوچھا ”تم نے اتنی معلومات حاصل کی تھیں؟“

”جی ہاں، میں نادان نہیں ہوں۔ یہ ساری باتیں آپ کو بتانے والی تھی لیکن آپ خیال خوانی کے شوق میں پیپا ڈوک کے پاس چلے گئے۔“

”مجھ میں پہلے سے تمہاری ذہانت کا معترف ہوں۔ آؤ ہم ایک دوسرے کے وجود کا بھی اعتراف کریں۔ تم ثابت کرو کہ میرے پاس ہو، میں ثابت کروں کہ تمہارے پاس ہوں۔“ وہ بہتر سے اٹھ کر صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ پھر بولی ”کام کریں اور سسر کو تمام حالات بتا کر یہ طے کریں کہ اس شیطانی پتلے کو توڑنے کے لئے ہم میں سے کون تبت جائے گا؟“

”یہ فیصلہ سونپا کو کہنے دو۔“ ”جی نہیں، آپ فیصلہ کرنے میں سسرے تعاون کریں“ ہم نے سونپا کے پاس آکر پیپا ڈوک کے تمام حالات بتائے وہ خوش ہو کر بولی ”اے اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہے۔ پیپا ڈوک کی دماغی کمزوری سے راحیلہ کی مشکل آسان ہو رہی ہے۔ تبت جانے کے متعلق تم نے کیا سوچا ہے؟“

”ہم اسرائیلی میں ہیں۔ یہاں بڑے اہم معاملات نمٹانے ہوں گے۔ تم چلی جاؤ۔“

”میں کہہ چکی ہوں، تم پیپا ڈوک کو ہلاک نہیں کرو گے۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں آگئی تھی کہ اس طرح فریاد کا وجود ظاہر ہو جائے گا۔“

”میں ظاہر نہیں ہونے دوں گا۔ اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہیں کروں گا۔“

”تو پھر وہاں کیوں ہو؟“

”جے مورگن اور جان گاڈزی کو یہاں سے نہیں لے جایا گیا تو اسرائیلی حکومت کو ٹیلی ویژن کی بے پناہ توجہیں حاصل ہو جائیں گی۔“

”میں ان دونوں ٹیلی ویژن جاننے والوں کو ان سے بچھن لوں گی۔ وہاں سے تبت نہ جانے کا کوئی اور بہانہ کرو۔“

”میں ایک لمبے سفر کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔ ایک اصولی بات کہتا ہوں تم اسے ضرور تسلیم کرو گی۔“

”وہ اصولی بات کیا ہے؟“

”راحیلہ، سلمان واسطی کی شریک حیات ہے۔ یہ سلمان کا

فرشتے ہیں کہ وہ بیوی کو کسی بے جان پتے سے بھی منسوب نہ رہنے لگے اور خود جا کر اسے توڑ دے۔ جس کے سر میں کھلی ہو وہ کھجانے لگے کہ وہ بھروسہ کو نہیں بلاتا، اپنے ہی ہاتھوں سے کھانا ہے۔

سونیا نے کہا ”سلطان فوراً جانے کو تیار ہو جائے گا۔ ایک طویل عرصے کے بعد اسے ازدواجی سرگرمی حاصل ہو رہی ہیں۔ ان سب باتوں کو آرام کرنے دو۔“

سلطان نے کہا ”ٹھیک ہے، سلطانہ اور سلمان کو آرام کرنا چاہئے۔“

میں نے کہا ”تمہیں اپنی بہن کا بہت خیال ہے۔ ہماری شادی بھی پرانی نہیں ہوئی ہے۔ اپنی بہن کی طرح تمہیں بھی مجھے آرام کرانا چاہئے۔“

”آپ کو سسر کے سامنے ایسی باتیں کرتے شرم نہیں آتی!“ سونیا نے کہا ”ان صاحب کو شرم چھو کر نہیں گزری، پتا نہیں تم کیسے گراہ کر رہی ہو؟“

”ایسی بات نہیں ہے سسر! میں تو خود کو بہت ہی خوش نصیب سمجھتی ہوں۔“

”گویا خروڑے نے خروڑے کو دیکھ کر رنگ پھڑپھڑایا۔ تم بھی بے شرم ہو گئی ہو۔“

”کلی بٹنے لگی۔ میں نے کہا ”عورت کی ہنسی اسکول کی ہنسی کی طرح محبت کے کلاس روم میں ملاتی ہے۔ ہنسی روک لو ورنہ میں کلاس میں آ جاؤں گا۔“

”نیا نے خت لیجے میں کہا ”بکواس کرنا ہے تو یہاں سے جاؤ۔“

”تم بڑی بوڑھیوں کی طرح ڈانٹتی کیوں ہو؟“

”تم بچوں کی طرح کھلونے کے لئے پھلتے کیوں ہو؟“

”لیانے شہزادہ کہا ”سسر! آپ ایسی باتیں کریں گی تو میں پہلی جاؤں گی۔“

”میں تم دونوں کو جاننے سے نہیں روکوں گی۔ جاؤ مگر سلمان یا سلطانہ کو میرے پاس بھیج دو۔“

”میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر پہلی سے کہا ”میں سلمان سے باتیں کر کے آتا ہوں۔“

لیکن میں سلمان کے پاس نہیں گیا۔ سلطانہ کے پاس آکر بولا ”مجھے تمہارے لئے بڑی تشویش ہے۔“

وہ پہلی ”شیطان تشویش میں مبتلا ہو تو انسان کے لئے بہتری ہوتی ہے۔ فریاد بھائی! اب آپ کی مکاری سے ہم سب بیوی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔“

”خدا تم دونوں کو جھگڑوں سے بچائے اور ہمیشہ خوش و خرم رکھے، آمین۔“

”کیا آپ دعا میں دینے آئے ہیں؟“

”ہاں، جن کا علاج دوا سے نہیں ہوتا، انہیں آتش کا دیوی جانی ہے۔“

”دیکھئے فریاد بھائی! آپ خواہ مخواہ مجھے جتنس میں مبتلا کر سیں۔ کیا میں کلی سے شکایت کروں؟“

”ایسا نہ کرو پھر مجھے کلی کو وہ بتانا ہوگا جو میں تمہیں تمہارا رہا ہوں۔ آخر وہ تمہاری بہن ہے۔ سلمان کے بارے میں بات سننے کی تو اسے بھی مدد دے دو۔“

وہ مٹھیاں بھیج کر بولی ”فریاد بھائی! آپ بہت بڑے بد معاش ہیں۔ میں آپ کی چال میں نہیں آؤں گی۔ آپ تشریف لے جائیں۔“

”سوچ لو۔“

”ہاں سوچ لیا۔“

”ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔ ہو سکے تو سلمان سے پوچھ لو کہ وہ نہیں بتائے گا۔“

میں اس کے دماغ سے نکل کر سلمان کے پاس گیا۔ وہاں میں کہیں جا رہا تھا۔

میں نے کہا ”سونیا نے بلایا ہے۔ ابھی جاؤ۔“

اس نے کارا ایک جگہ روک دی۔ پھر سونیا کے پاس پہنچا میں بھی چپکے سے وہاں آکر باتیں سننے لگا۔ وہ پوچھ رہا تھا ”سسر آپ نے بلایا؟“

جواب میں سونیا نے بابا ڈوک کے موجودہ حالات اور اس کے گرد سامان ڈوگر کے متعلق بتائے لگی۔ اس دوران سلطانہ سلمان کے دماغ میں پہنچ گئی اور اس سے بولی ”میں کچھ کئے آئی ہوں۔“

وہ بولا ”ٹھیک دیکھ رہی ہو کہ میں سسر کی باتیں سن رہا ہوں! میری بھی تو سن کئے ہو۔ ایک سوال ہے اس کا جواب

ہاں یا نہ میں دے دو۔“

”سلطانہ! وہ سوال بعد میں بھی کر سکتی ہو۔“

”اگر بعد میں پانی سرے اوٹھا ہو جائے گا تو میں کیا کہوں گی!“

”اگر گاؤ! بعض اوقات تم سچی بچی بن جاتی ہو۔ پوچھو سوال؟“

”کیا تم مجھ سے کوئی بات چہا رہے ہو؟“

”ہرگز نہیں۔“

”سوچ کر جواب دو۔ کوئی ایسی بات جو ابھی تمہیں یاد آ رہی ہو۔“

”اگر کوئی بات یاد نہیں آ رہی ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ وہ بات تم سے چہا رہی ہوں؟“

”یہ بات ہے کہ ابھی ایک بات چہائی ہے جو ابھی یاد نہیں ہے؟“

”میں سوچ کر بتاؤں گا۔ ابھی کام کی بات سننے دو۔“

اس نے سونیا نے پوچھا ”سلطانہ! خاموش کیوں ہو؟“

وہ جلدی سے بولا ”جی، کچھ نہیں۔ میں آپ کی باتیں سن رہا ہوں۔ آپ کہہ رہی تھیں بابا ڈوک جس کر پی بیٹھا ہوا تھا اسی پر اسے پتھر لگ گئیں۔ وہ قیدی بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد

سونیا نے پوچھا ”تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ اس کے بعد میں بابا ڈوک اور اس کے گرو کے متعلق تمام باتیں بتا چکی ہوں۔ اس کا مطلب ہے تم نے نہیں سنا۔ تمہارا دھیان کنیں اور تھا۔“

”وہ میں... میں شرمندہ ہوں۔“

”بات کیا ہے؟ تم کچھ چہا رہے ہو؟“

سونیا نے بات چہانے والی بات کی۔ یہی سلطانہ بھی کہہ رہی تھی۔ وہ جلدی سے بولی ”سسر! جس کے دل میں چور ہوتا ہے اور جو بات چہا تا ہے وہ اسی طرح پھپکا تا ہے۔ میں اتنی دیر سے وہ چہانے والی بات پوچھ رہی ہوں مگر یہ صاحب ٹال رہے ہیں۔“

سونیا نے کہا ”اچھا تو تم نے سلمان کا دھیان بتایا تھا۔ ادھر مل لال رہی تھی اور ادھر تم بولتی جا رہی تھیں۔ ایسے میں یہ پکارہ نہ ادھر کی سن سکا۔ نہ ادھر تمہیں مطمئن کر سکا۔“

سلطانہ نے کہا ”مطمئن کیسے کریں گے۔ یہ کہہ کر ٹال رہے تھے کہ ابھی وہ بات یاد نہیں ہے۔“

وہ بولا ”اوہ خدایا! میں نے صاف طور پر کہا تھا کہ تم سے کوئی بات نہیں چہا تا ہے۔ تم نے ہی زبردستی یہ مجھ سے منوایا کہ شاید میں کوئی بات بھول رہا ہوں۔ میں نے سسر کی باتیں سننے کے لئے کہہ دیا کہ بھول رہا ہوں تو مجھے کہے وہ بات یاد آئے گی؟“

میں نے سلمان کی سوچ میں آنکلی۔ ”کہا ”حالا کہ وہ بات مجھے یاد ہے۔“

سلطانہ نے جلدی سے کہا ”نہیں یہ... یہ میری سوچ غلط ہے!“

سلطانہ نے کہا ”سسر! آپ سلمان کے دماغ میں نہیں ہیں اور اس کا وہ چور خیال سن لیتیں۔ ابھی سلمان کی غصہ سوچ کہہ رہی تھی کہ وہ بات انہیں یاد ہے۔“

وہ پریشان ہو گیا تھا۔ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔ سونیا نے پوچھا ”کیا یہ سچ ہے کہ ابھی تم نے سوچا تھا وہ بات تمہیں یاد ہے؟“

”جی ہاں، لیکن ایسا اکثر ہوتا ہے۔ ہر انسان کبھی کبھی...“

سلطانہ نے کہا ”اس بات کو دماغ میں ہی رکھو۔ مجھے گھر سے نکال دو! اپنی زندگی سے نکال دو! مجھے سے دل بھر گیا ہے، مجھ سے غرار ہو گئے ہو۔ اب میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔ میں ملی جاؤں گی، تم دو سری لے آؤ۔“

جاو کی راجنٹ کا کچپ ترین مسلم

افسانہ کی ترقی و
تہذیب کے حیات افرور و لغات
صدیوں سے زندہ ایک بے اسرار شخص
کی آپ جیتی، ہوا جس کی دوست
تھی، مہمند جس کے لیے آغوش مہادر
تھا آگ اس کے بدن کو بنو دیتی تھی۔

وہ کمانی جس نے اپنے وقت میں نمبر لکے
ریکارڈ توڑ دیے

پہلے حصوں میں مکمل

قیمت فی حصہ ۴۰ روپے، ڈاک خرچ فی حصہ ۱۰ روپے

کتابیات کی کشتہ ساز

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سونیا نے ڈانٹ کر کہا "یہ کیا حماقت ہے؟ ایسی کیا قیامت آگئی ہے کہ آسو بہا رہی ہو؟ مسلمان ہر کس قسم کا شہ کر رہی ہو۔ ایسا محبت کرنے والا وفاقدار محبوب قسمت والیں کو ہی ملتا ہے اور تم اسے کوئی دوسری لائے کو کہہ رہی ہو؟"

وہ روتے ہوئے بولی "جب یہ راحلہ کے ہوتے ہوئے مجھے اپنی زندگی میں لاسکتے ہیں تو میرے ہوتے ہوئے کسی تیسری کو بھی لاسکتے ہیں۔"

"ایسی بات کہتے ہوئے تمہیں شرم آتی چاہئے۔ مسلمان نے اٹھارہ برس تک راحلہ کی واپسی کا انتظار کیا۔ اٹھارہ برس میں مرد اٹھارہ عورتوں سے نکاح کر کے طلاق دے دیتا ہے مسلمان ایسی پست ذہنیت کا مالک نہیں ہے اور نہ ہی عیاش ہے۔ اس نے بابا صاحب کے سامنے میں پرورش پائی ہے۔ یہ نفوس کردار کا مالک ہے۔ انفس کے تم نے اب تک اپنے شوہر کو نہیں پہچانا ہے۔ اگر تمہارا یہی خیال ہے کہ یہ تیسری لے آئے گا تو پھر جاؤ تیسری کا انتظار کرتی رہو اور جلتی کو زحمتی رہا کرو۔"

مسلمان نے پوچھا "آخر یہ بے اعتمادی کیسے پیدا ہو گئی ہے تم نے تو قسم کھائی تھی کہ فرہاد بھائی کے بگائے سے بھی تم مجھ پر شبہ نہیں کرو گی۔"

پھر وہ چونک کر بولا "سسر! مجھے یقین ہے" اسے فرہاد بھائی نے بگایا ہے۔"

سونیا نے پوچھا "کیوں سلطان! کیا فرہاد تمہارے پاس آیا تھا؟ وہ بچکانی ہوئی بولی "جی ہاں، مگر انہوں نے بگایا نہیں تھا، صرف ایک شخص میں الجھا دیا تھا۔"

"کیا تجسّس؟"

"فرہاد بھائی مجھ سے کوئی تشویش ناک بات کہنا چاہتے تھے۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ میں ان کے بگادے میں نہیں آؤں گی۔ اگر کوئی بات ہے تو اپنے شوہر سے پوچھوں گی۔ ابھی میں وہی بات پوچھنے آئی تھی۔"

سونیا نے کہا "اور اس طرح تم شیطان کے بگائے میں آگئیں۔ اس نے صرف تشویش ناک بات کہی اور تم نے سمجھا تمہاری ازدواجی زندگی کے سلسلے میں کوئی تشویش والی بات ہے لہذا تم فوراً ہی مسلمان کا حاصرہ کرنے آگئیں۔ یہ بھی نہ سوچا کہ ہم کتنی اہم باتوں میں مصروف ہیں۔"

سلطان نے پوچھا "کیا مسلمان وضاحت نہیں کر سکتے کہ وہ بات کیا ہے؟"

"کوئی بات ہوگی تو پیغام دے گا۔ بستر ہے کہ تم فرہاد سے پوچھ لو۔"

میں فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہوا۔ بستر سے اٹھنے لگا۔

اسی وقت سلطان نے آکر پوچھا "آپ نے ابھی میرے پاس تشویش کا اظہار کیا تھا۔ مسلمان کے بارے میں ایسی کیا تشویش جو آپ مجھ سے کہنا چاہتے تھے۔"

"سوری سلطان، تم نے اپنے دماغ سے مجھے بھگوانا اپنے ہنسنے کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔ اب کس منہ سے آپ نے کہا کہ میں تشویش نہیں کر رہی۔ سالی اور ہنسنے کی ساری باتیں نہ کریں۔ پلیر آپ میری بات کا جواب دیں۔"

"جواب تم نے خود ابھی دیا ہے۔ کوئی تشویش کی بات نہ تھی۔ محض ہم سالی ہنسنے کی چیز چھاڑ تھی۔"

وہ چیخ کر بولی "کیا مطلب؟"

میں نے نوا لٹ کا دروازہ کھولا وہ بولی "رک جائیں۔"

لیکن میں نے اندر آکر دروازہ بند کر لیا۔ وہ حمام میں میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی بھاگ گئی۔ لیکن کے پاس جا کر کھلی۔"

میں بہت رو رہی تھی۔

لیکن نے پوچھا "کیا ہو گیا تھا؟"

"آپ کے مجازی خدا نے پھر مجھے مسلمان سے لڑا دیا تھا۔"

"تم نے کیوں لڑائی کی؟ کیا تمہارے پاس عقل نہیں ہے؟"

"تم اپنے شوہر کی حمایت میں بول رہی ہو۔ ان کا قصہ نہیں دیکھتیں۔"

"یہ قصہ نہیں ہے۔ یہ رشتہ ہی ایسا ہے۔ وہ قصہ یہاں سے ہے اور تم جانی ہو۔ جبکہ قسم کھائی تھی کہ ہنسنے سے اپنی ازدواجی زندگی بچائیں گی۔"

"اب تو سبھی مجھے کم عقل اور قصوروار ٹھہرائیں گے۔"

کس منہ سے سسر اور مسلمان کے پاس جاؤں۔ تم میری نظر آسان کر دو۔ ان سے جا کر کہہ دو "میں شرمندہ ہوں۔ انکا شیطان کے چکر میں نہیں آؤں گی۔"

"اے خیرادر تم میرے شوہر کو شیطان کہہ رہی ہو؟"

"ہزار بار کہوں گی۔ ہمارا رشتہ ہی ایسا ہے۔"

لیکن نے سونیا کے پاس آکر کچھ کہنا چاہا لیکن اسے اور سلطان کو اہم گفتگو میں مصروف دیکھ کر خاموش رہی۔ سونیا مسلمان کا ذوق کے متعلق تفصیل سے ساری باتیں بتانے کے بعد کہہ گئی تھی "میں جانتی ہوں تم راحلہ کی خاطر خلعت سے بچنے جا چاہو گے۔ تمہارے ساتھ سلطان بھی ہوگی۔"

وہ بولا "اگر آپ کو اعتراض ہوگا تو میں سلطان کو مانگ نہیں لے جاؤں گا۔"

سونیا نے مسکرا کر کہا "یہ بات سلطان سن لے گی نہ؟"

جھگڑنے لگے گی۔

لیکن نے کہا "سسر! میں ابھی آئی ہوں اور یقین دلاتی ہوں"

کہ سلطان مسلمان سے جھگڑا نہیں کرے گی۔ ابھی اپنی حماقت پر سخت شرمندہ ہے۔ شرمندگی کے باعث آپ کے پاس نہیں آ رہی ہے۔"

"لیکن اپنے میاں کو لگام دو۔ ان بچکانہ حرکتوں سے وقت ضائع ہوتا ہے۔"

مسلمان نے کہا "مجھ سے بھی غلطی ہوئی۔ میں نے فرہاد بھائی کو چیلنج کیا تھا کہ ہماری ازدواجی زندگی میں وہ کبھی پہل پیدائیں گے۔ سلطان کو عقل آگئی ہے، وہ انکی باتوں سے نہیں بکے گی لیکن محبت کرنے والی بیویاں اپنے شوہر کے معاملے میں ضرور ہلک جاتی ہیں۔"

سونیا نے کہا "چھوڑو ان باتوں کو۔ میاں پیرس میں جیت کے لڑائی لڑا۔ ایک سفیر ہے۔ اس سفیر کے رشتے دار بھی ہیں۔ ان سے جیت کے متعلق عمل معلومات حاصل کرو۔ مگر تم وہاں نہیں جاؤ گے۔"

"راحلہ میری شریک حیات ہے۔ اسے حشر سے نجات دلانے کے لئے مجھے جانا چاہئے۔"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ شوہر ہی یہ فرض ادا کرے۔ بنی بھی کر سکتی ہے۔ سونیا ثانی جیت جا کر اس شیطانی چیلنج کو توڑے گی اور اپنی ماں کو حشر سے نجات دلانے گی۔ اس قسم میں علی اس کے ساتھ ہوگا۔"

لیکن نے کہا "جیت ہی مناسب فیصلہ ہے۔ ثانی اور علی کوئی جانا چاہئے۔"

"جیت میں جو زبان عام طور پر بولی جاتی ہے وہ ثانی اور علی کو ہتھکڑی کے ذریعہ دونوں میں کھنڈاؤ دو خود بھی کھنڈاؤ کہ یہ زبان بولنے والے دشمنوں کے دماغوں میں پہنچ سکے۔"

لیکن دماغی طور پر حاضر ہو کر ہاتھ دوم کے دروازے پر آئی پھر دھک دے کر بولی "کیا ہاتھ دوم میں رات گزارنے کا ارادہ ہے؟"

میں نے کہا "ابھی آ رہا ہوں۔"

تو زبردستی بعد میں نے مسلمان کی آواز اور لہجہ اختیار کیا پھر کہا "دماغ میں پہنچ کر بولا "ہمارے فرہاد بھائی مذاق کے رشتے سے ہم میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں لیکن ان کی جین کینڈ پلے پا چلا وہ خود غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ کیا تم جین کو روکی؟"

"یقین دلاؤ۔ ویسے میں بھگنے والی سلطانہ نہیں ہوں۔"

"میں جانتا ہوں تم بھگنے والی ہو نہ میں بگا رہا ہوں۔ مگر ابھی میں کینڈ پلے میں ان سے شکایت کرنے ان کے دماغ میں لگاؤ۔ مجھے کوڈ وڈز ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی ان کے اندر رہ رہی تھی۔"

لیکن نے پوچھا "آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کوئی خیال خوانی کرنے والی ان کے دماغ میں تھی؟"

"ہاں، وہ کہہ رہی تھی 'فرہاد! تم بڑے جھٹا رہتے ہو۔ اگر لیکن نے آکر ہماری باتیں سن لیں تو کیا ہوگا؟ فرہاد بھائی نے کہا 'میں عورتوں کو پھینک کر جاتا ہوں۔ لیکن ایسے وقت بھی میرے دماغ میں نہیں آتی جب میں نوا لٹ میں رہتا ہوں۔ وہ بولی 'میں تم سے دور نہیں رہ سکتی۔ تمہارے پاس آؤں گی؟ فرہاد بھائی نے کہا 'ذرا مہر کرو۔ میں کل تک کوئی ہمانہ کر کے لیکن کو پیرس بھیج دوں گا۔ تم میرے پاس چلی آنا۔ اچھا اب جاؤ ورنہ اسے شبہ ہوگا اس کے جانے سے پہلے ہی میں فرہاد بھائی کے دماغ سے نکل آیا۔ لیکن! تم میری سلطانہ کی بہن ہو۔ میں ایسا اوجھا مذاق نہیں کروں گا اور نہ ہی تمہیں فرہاد سے جھگڑا کرنے کا مشورہ دوں گا۔ یہ ضرور کہوں گا کہ ابھی مہر کرو اور خاموشی سے دیکھتی رہو۔ اس طرح میری باتوں کی خود بخود تصدیق ہوتی رہے گی۔"

وہ کم قسم سمجھی ہوئی تھی "اچھی خاصی مستقل مزاج تھی۔ سلطانہ کی طرح اس کے اندر جھٹکا اور بے چینی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ اپنے ہنسنے کی بہت عزت کرتی تھی۔ اسے ایک سچا اور بے دماغ انسان سمجھتی تھی۔ اس کے باوجود اسے یقین نہیں تھا کہ مسلمان کی رپورٹ درست ہے۔ وہ نفوس ثبوت کے بغیر اس سلسلے میں مجھ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتی تھی۔"

میں نوا لٹ سے اٹھا۔ بستر کے سرے پر بیٹھا پھرت گیا۔ وہ بستر پر بیٹھی مجھے تک رہی تھی۔ میں نے کہا "میں تمہاری نگاہوں کو سمجھ رہا ہوں۔ تم شکایت کرو گی کہ میں نے تمہاری بہن کو پھر تمہارے ہنسنے سے لڑا دیا ہے۔"

وہ سر جھکا کر بولی "میں شکایت نہیں کروں گی۔ آپ نے مذاق اڑایا تھا۔"

"سلطانہ تمہاری طرح سمجھ دار کیوں نہیں ہے۔ دوسروں کے بگائے سے کیوں ہلک جاتی ہے۔ کوئی تم سے میرے خلاف بولے تو کیا تم ہلک جاؤ گی؟"

"میں اپنے طور پر ثبوت حاصل کے بغیر آپ کے خلاف سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں۔"

"مجھے تم سے یہی امید ہے۔ یہ بتاؤ سونیا نے جیت جانے کے لئے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"علی اور سونیا غائبی جانے والے ہیں۔"

"ہمارے یہ دونوں بچے ماشاء اللہ تیز ہیں۔ ایک آندھی ہے دوسرا طوفان ہے۔ پھر مجھ میں سوچنا ہوں مجھے چپ چاپ ان کے پیچھے جانا چاہئے۔ وہ بہت ہی پراسرار خلاق ہے اور ثانی نے ایسا ملک 'ایسے لوگ اور ایسا داخل پلے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ میں انہیں کانپڑ کرنا رہوں گا۔"

”کیا آپ مجھے چھوڑ کر جائیں گے؟“
 ”ہاں، تجھی دی لون کی بات ہے، میں جلدی واپس آؤں گا۔
 کل صبح تم میری چلی جاؤ۔“
 لعلی نے ایک لمبی سانس کھینچ کر مجھے دیکھا۔ پھر اچانک سی
 دونوں ہاتھوں میں منہ چمپا کر روئے لگی۔ اسے میری بے وفائی کا
 ثبوت مل گیا تھا۔ میں نے سلمان بن کر اس سے کہا تھا کہ فردا
 بھائی اسے پیرس بھیج کر کسی محبوبہ کو مل ایب بلانے والے ہیں۔
 میں نے بظاہر جرت سے پوچھا ”ارے کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟“
 وہ منہ پھیر کر روئے لگی۔ میں نے قریب آکر اس کے گداز
 بازو کو پکڑا۔ وہ جلدی سے بازو ہٹا کر بستر سے اٹھ گئی۔ دور جا کر
 بولی ”مجھے ہاتھ نہ لگائیں“ آپ نے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔“
 ”معلوم ہوتا ہے کسی نے تمہیں بھگایا ہے۔“
 ”میں نادان بنی نہیں ہوں۔ مجھے آپ کے ہر جاتی پن کا

ثبوت مل گیا ہے۔“
 ”سلطان کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ وہ کوئی نادان بچی نہیں ہے
 لیکن میں اس فکھند کو دو بار سلمان کے خلاف بھڑکا چکا ہوں۔ میں
 اس کے مقابلے میں تمہیں زیادہ ذہین اور متحمل مزاج سمجھتا تھا
 لیکن ہر یوی اپنے شوہر کے معاملے میں بہت چھوٹا دل رکھتی ہے۔
 شاید اس لئے کہ دل و جان سے شوہر کو چاہتی ہے۔ اسے گمراہ
 ہوتے دیکھ نہیں سکتی۔ لیکن اس کا ایک کمزور پہلو ہے، ایسی ٹوٹ
 کر پیا کر نے والی بیویوں کو کوئی بھی بھگا کر ان کی ازدواجی زندگی
 تلخ کر دیتا ہے۔“

”مجھے کسی نے نہیں بھگایا۔“
 ”پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں کسی ہمارے تمہیں پیرس
 بھیج کر اپنی ایک محبوبہ کو یہاں بلانے والا ہوں۔“
 ”مجھی آپ نے خود مجھے پیرس جانے کے لئے کہا ہے۔“
 ”تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ تمہیں یہاں سے بھگا کر
 دوسری کو بلانے والا ہوں۔ مجھی کسی نے بتایا ہو گا۔۔۔ جب ہی تو تم
 مجھے ہرجائی کہہ رہی ہو۔“
 ”ہاں مجھے سلمان نے بتایا تھا۔“
 ”یہ ہوئی بات۔ تم کہہ رہی تھیں کسی نے نہیں بھگایا۔“
 ”سلمان نے بھگایا نہیں سچ کہا ہے۔“
 ”کیا تم نے تصدیق کی ہے کہ تمہارے دماغ میں آکر بھگانے
 والا سلمان تھا؟“
 ”جب آپ کی ہی زبان سے سچ ظاہر ہو گیا ہے تو تصدیق کیا
 کروں؟“

”میرا مشورہ مانو۔ آسو پوچھو اور سلمان سے صرف اتنا
 پوچھو کہ کیا وہ دس یا پندرہ منٹ پہلے تمہارے دماغ میں آیا تھا؟“

”کیا آپ کو شبہ ہے کہ وہ نہیں آیا تھا؟“

”پوچھ لینے میں کیا حرج ہے؟“
 اس نے دوسری طرف منہ پھیر کر خیال خواتی کی۔ سلمان
 سے پوچھا ”تم نے تو دوسری دیر پہلے میرے دماغ میں آکر کیا کیا تھا؟“
 وہ جراتی سے بولا ”میں تمہارے دماغ میں کب آیا تھا۔
 سسز کے پاس سے آنے کے بعد میں نے خیال خواتی نہیں کی ہے۔
 کہیں کوئی دشمن تو نہیں آیا تھا؟“
 ”میں اسی بات کی تصدیق کر رہی ہوں اچھا خدا حافظ۔“
 لعلی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے جراتی سے دیکھا پھر پوچھا
 ”آپ کو کیسے پتا چلا کہ سلمان میرے دماغ میں نہیں آیا تھا؟“
 ”میں سلمان کے لب و لہجے میں تم سے بول رہا تھا۔“

اس کے دماغ سے جرت سے بھیل گئے۔ میں نے کہا ”تم
 دعوے کیا کرتی تھیں کہ تمہیں کوئی میرے خلاف نہیں بھگا سکے گا؟“
 میں نے سلمان بن کر تم سے کہا کہ فردا بھائی تمہیں پیرس بھیج
 کر ایک محبوبہ کو یہاں بلانے والے ہیں۔ اور اب میں نے
 سامنے آکر تمہیں پیرس جانے کو کہا تو عورت کی عقل نے سمجھ لیا
 کہ شوہر کی بے وفائی کا ثبوت مل گیا ہے۔“
 وہ ایک دم سے دوڑتی ہوئی آکر مجھے سے لپٹ گئی۔ میں اس
 کے ساتھ بستر پر گر پڑا۔ وہ بولی ”آپ مجھے پیرس جانے کو تو نہیں
 کہیں گے نا؟“

”میری جان! تم میری آخری عمر کی محبت ہو۔ میں تمہارے
 بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب آخری دم اور طوفانِ جنت جا رہے ہیں تو مجھے
 جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم یہیں رہیں گے یا کہیں رہیں
 گے مگر ایک ساتھ رہیں گے۔“

وہ خوشی سے ہانپ رہی تھی۔ بیوی روتے روتے من
 جائے یا دودھ کرمان جائے تو اس کے بعد نئے سرے سے پار کی
 نئی ہی سریشیں دیتی ہے۔ اسی لئے میں نے کہا کہ وہ خوشی سے ہانپ
 ہو رہی تھی۔ جبکہ استنا نہیں ہوتا چاہے۔ وہ ایسے مقام پر ہانپ
 تو اپنے ہوش اڑجاتے ہیں۔ اگر شمشاد ہو تو آج رخت بھول جانا
 ہے، سپاہی ہو تو کھوارا چھینک دیتا ہے اور فکرا ہو تو قلم چھوڑ دیتا
 ہے۔ یہی حد ہے۔ اس سے آگے لکھنے والا خلیوں کی جنت سے
 نکال دیا جاتا ہے۔

میں نے رات کے دو بجے کہا ”آؤ میں رات کے بعد آؤ
 جاؤں گی۔ میں یا چور۔ ہماری زندگی میں اکثر راتیں ایسی آتی ہیں کہ
 ہمیں آؤں کی طرح جاگنا اور چوروں کی طرح نوبت لگانا پڑتا ہے۔“
 ”توبہ ہے! آپ لوگوں اور چوروں سے ہمارا موازنہ کر رہے
 ہیں۔“

”کیا ہم انسانی دماغوں میں نقب نہیں لگاتے ہیں؟“
 ”ابھی ایسا نہیں کرتا ہے۔ رات زیادہ ہو گئی ہے، آرام سے

سو جائیں۔“
 ”اگر سو نہا ہو تو نقب زنی کی بات کیوں کرتا؟“
 ”اودھ خدا ایاب! سبھی۔ آپ یہ بات سیدھی طرح کہہ سکتے
 تھے کہ ہمیں پھر دشمنوں کے دماغوں میں پہنچنا ہے یا کسی مقصد سے
 اب رہنا ہے۔“
 ”ہم اب نہیں جائیں گے۔ تم جو جن کر رہے ہو رگن کے
 پاس جاؤ۔ اس سے کمزور ہوجھ ہونے سے پہلے یہودیوں سے نجات
 حاصل کر لے گا۔ اس کے لئے ذہنی طور پر تیار رہو۔“
 ”نوبت ہے۔ آپ کو یہاں بیٹھے بیٹھے کیسے لکھیں ہو گیا کہ وہ
 نجات حاصل کر لے گا۔“

”میرے بہت سے منصوبے ایسے ہوتے ہیں جن کی کامیابی
 کا مجھے پہلے سے یقین ہو جاتا ہے۔ ہم ابھی جس منصوبے پر عمل
 کرنے جا رہے ہیں اس کا نتیجہ جلد ہی تمہارے سامنے آئے گا۔
 بے سوچے سوچے پندہا میں کر کے فوراً میرے دماغ میں آجاؤ۔“
 وہ دماغی طور پر غیر حاضر ہو گئی۔ میں اپنے جاسوس کے پاس
 پہنچا۔ اس نے کہا ”راجلہ بی بی کو پیلا ڈوک کے محل سے نکال
 کر کس دوسری جگہ پہنچا دیا گیا ہے۔“

”کیا تمہارے ماتحتوں نے نقاب نہیں کیا تھا؟“
 ”نہیں! اگر وہ ہمارے ماتحتوں سے زیادہ چالاک نکلے ”انہیں
 ڈان دے کر نکل گئے۔“

”کوئی بات نہیں۔ اکثر معاملات میں ناکامی ہو جاتی ہے۔ تم
 اپنے بارہ آدمیوں کو ایک جگہ بلاؤ۔ میں ابھی پھر رابطہ کروں گا۔“
 راجلہ کا غائب ہو جانا اچھی بات نہیں تھی۔ میں بے
 سوچ کے ساتھ اسے بھی نکال لے جانا چاہتا تھا۔ اب اسے
 کس جگہ رکھا گیا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے اس کے دماغ میں
 گیا تو اس نے سانس روک لی۔ پہلے وہ سوچ کی لہروں کو محسوس
 نہیں کرتی تھی۔ ہم تقریباً پانچ بجے اس سے غافل رہے تھے۔
 اس دوران پیلا ڈوک کے معاملات میں اچھے ہوئے تھے اور پتہ
 وقت محبت میں گزارا تھا۔ یوں گولڈن برنز نے کسی عامل کے
 اڑیے راجلہ پر عمل کر کے اس کے دماغ کو متقل کر دیا تھا۔
 بالکل خیال خواتی کا راستہ روک دیا تھا۔

سب تک گولڈن برنز زبردست چالیں چل رہے تھے۔ ایک
 طرف پیلا ڈوک کو اور دوسری طرف ہم خیال خواتی کرنے والوں
 کے لیے بس کر دیا تھا مگر مجھے بھی شہر کی اس بازی میں ”ذہانت
 سٹاس“ محفل میں مزہ آ رہا تھا۔ میری اگلی چال گولڈن برنز کے
 نقش اڑانے والی تھی۔

جزل کا بھی شاید معلوم نہیں تھا کہ راجلہ کو کہاں چھپایا گیا
 ہے؟ پھر مجھی میں اس کی سوچ بڑھنے لگ۔ معلوم ہوا کہ راجلہ
 کی کسی خفیہ اڑے میں نہیں پہنچائی گئی ہے۔ گولڈن برنز کے

خاص ماتحتوں نے اسے ایک گاڑی میں لے جاتے وقت سمجھ لیا
 تھا کہ ان کا نقاب ہو رہا ہے۔ انہوں نے کسی طرح نقاب
 کرنے والوں کو ڈان دے کر راجلہ کو ایک سرکاری ہنگامے میں
 پہنچا دیا تھا پھر جزل کو اطلاع دے کر درخواست کی تھی کہ متقد
 فونی جواؤں کو اس ہنگامے کے اطراف ڈیوٹی پر لگایا جائے۔

اگر وہ گولڈن برنز کے خفیہ اڑے میں پہنچا دیا جاتی تو جزل کو
 بھی راجلہ کا پتا نہ ملتا۔ میں ۱۲ بجے جاسوس کے پاس آیا۔ اس نے
 کہا ”میں نے بارہ میٹرن آدمیوں کو طلب کیا ہے، وہ پوری طرح
 تیار ہو کر یہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔“

میں نے اس ہنگامے کا مکمل پتا اسے سمجھایا جہاں راجلہ کو چھپایا
 گیا تھا۔ پھر میں نے کہا ”چھپو تو میں کی دو نہیں بناؤ۔ ایک
 ٹیم فونی چھاؤنی کی طرف جائے گی۔ دوسری راجلہ کی طرف۔ تم
 راجلہ کی طرف جانے والی ٹیم میں رہو گے۔ کامیابی حاصل
 ہوتے ہی اسے ایسی جگہ چھپاؤ گے کہ وہ کسی دماغی رابطہ کرنے
 والے عامل کو ہلا نہ سکے۔“

”مشورہ دلاؤ! کیا ہم ہنگامے پر حملہ کریں گے؟“
 ”نہیں، کسی ہنگامے کے بغیر اپنا مقصد حاصل کیا جائے گا۔
 میں ابھی منصوبہ بناناں گا۔ پہلے اپنے آدمیوں کو کوڈورڈز اور کراؤ۔“
 جاسوس نے اپنے ماتحتوں سے کہا ”میں چند کوڈورڈز اور اک
 رہا ہوں، تم سب انہیں منڈولی دی دل میں دہراؤ اور ذہن نشین
 کرلو۔“

میں وہ کوڈورڈز جاسوس کے دماغ میں ادا کرنے لگا۔ وہ
 زبان سے دھیمی آواز میں بولنے لگا اور اس کے ماتحت ان الفاظ
 کو ذہن نشین کرنے لگے۔ پھر میں نے کہا ”یاد کرتے رہو۔ میں
 ابھی آتا ہوں۔“

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ بستر سے اٹھ کر ٹیلی فون کے
 پاس آیا۔ پہلے میرے اندر وہ کریم سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ بولی۔
 ”میں خاک نہیں سمجھی، آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں؟“
 میں نے ریسورٹا کر اٹھا کر غبردار لکھ کر دے ہوئے کہا ”خود سمجھو
 یا انتظار کرو۔“

میں نے جزل کے اس پرائیویٹ فون کا نمبر داخل کیا تھا
 جس کے ذریعے وہ گولڈن برنز سے رابطہ کیا کرتا تھا۔ دوسری
 طرف فون کی ٹھنکی بج رہی تھی۔ رات کے تین بجتے والے تھے۔
 اچھے وقت دیر سے جواب ملتا ہے۔ بہر حال جزل کی نیند میں ڈوبی
 ہوئی آواز سنائی دی ”ہالو۔ اودھ گاؤ“ میں تنج رہے ہیں۔ بولو کوں
 ہے؟ کیا مصیبت آگئی ہے؟“

میں نے ایک گولڈن برنز کی آواز اور لیجے میں کہا ”اپنا فون
 انسر وٹ دیکھو۔ مصیبت کے وقت میں فون ہوتا ہے۔“
 وہ ہڑبڑا کر بیٹھ گیا۔ گولڈن برنز کی آواز سننے ہی سمجھ میں

حمیا کہ اس نے نیم بیداری کی حالت میں پرائیویٹ فون کا ریسیور اٹھا رکھا ہے۔ اس نے الرٹ ہو کر کہا ”لیس“ آئی ایم ویل اوکن آپ“

”نہیں جنرل! آپ اچھی طرح بیدار نہیں ہیں۔ ہاتھ روم جائیں، منہ ہاتھ دھو کر آئیں۔ میں دس منٹ بعد فون کروں گا“ میں ریسیور رکھ کر اس کے دماغ میں گیا۔ وہ بھی ریسیور رکھ کر بستر سے اٹھ رہا تھا۔ جنرل ”اس کے خاص ماتحت اور گولڈن برنز کے سوا کسی کو اس پرائیویٹ فون کا نمبر معلوم نہیں تھا۔ پھر وہ گولڈن برنز کی آواز سن رہا تھا۔ واش روم میں جھک کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے وقت یاد آیا کہ گولڈن برنز نے فون پر مخصوص کوڈ ورڈز ادا نہیں کئے تھے۔ کوئی بھی گولڈن برنز کبھی اصول کے خلاف نہیں بولتا پھر اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ میں نے ٹھیک دس منٹ بعد نمبر ڈائل کئے رابطہ قائم ہوتے ہی کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے پوچھا ”کیا آپ پوری طرح بیدار ہو چکے ہیں؟“

”جی ہاں۔“
”تو پھر یاد کریں نیم بیداری کے وقت آپ نے کیا غلطی کی تھی؟“

”میں نے آپ سے پہلی بار کوئی کوڈ ورڈز نہیں پوچھے تھے۔“
”ٹھیک ہے۔ آپ واقعی دماغی طور پر پوری طرح حاضر ہیں۔ اب ذرا توجہ سے سنیں۔ ہم نے ابھی اور اسی وقت راجیل اور جے مورگن کو دو مختلف خفیہ آڈوں میں پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ اس بیٹکے کے سپر ایڈس سے کہہ دیں کہ ابھی ایک سفید وگن آ رہی ہے۔ اس میں ہمارے آدمی ہوں گے۔ وگن کا نمبر ایبل زیرو تھری، زیرو تھری ہے اور فوجی چھاؤنی میں جو وگن پہنچے گی اسکا نمبر ایبل سکس ون زیرو زیرو ون ہے۔“

میں نے وہ مختلف کوڈ ورڈز بھی بتائے جو میں نے جاسوس اور اس کے ماتحتوں کو بکھائے تھے۔ ان کوڈ ورڈز کی ادائیگی سے تصدیق ہو جاتی کہ گولڈن برنز کے خاص آدمی ہی راجیل اور جے مورگن کو لینے آئے ہیں۔
اس نے ایک ٹرانسمیٹر اٹھا کر رابطہ کرنا شروع کیا۔ میں نے لپٹی سے کہا ”اس کے دماغ میں مسلسل رہو۔ اچانک کوئی پرائیلم پیش آئے تو فوراً بتادیتا۔“

میں نے جاسوس کے پاس آکر اسے بتایا کہ کس نمبر کی وگن بیٹکے کی طرف اور کس نمبر کی وگن فوجی چھاؤنی کی طرف جائے گی پھر کہا ”وگنوں کے سلسلے میں غلطی نہ کرنا۔ چلو فوراً دو نمبر بنا کر نکلو۔“

وہ سب وہاں سے نکل پڑے۔ میں نے سلمان، سلطانہ اور

جو جو کو اپنے پاس بلا کر پہلے جاسوس اور اس کے ماتحتوں کے دماغوں تک پہنچایا۔ وہ سب بدستور وگنوں میں دو مختلف سمتوں کی جارہے تھے۔ جو جو نے مجھ سے کہا ”پاپا! میں نے ایک ماتحت کے دماغ سے معلوم کیا ہے کہ یہ لوگ راجیلہ آئی کو ایک بیٹکے سے لائے جارہے ہیں۔“

سلمان نے کہا ”اور دوسری ٹیم جے مورگن کو لائے گی۔“ میں نے کہا ”باقی تفصیلات بعد میں بتاؤں گا۔ تم تینوں کو احتیاطاً بلایا ہے تاکہ یہ لوگ کوئی غلطی کریں تو تم لوگ سنبھال لو! وہ تینوں مختلف دماغوں میں چلے گئے۔ میں نے اپنی جگہ حاضر ہو کر لپٹی سے پوچھا ”جنرل کی طرف خیریت ہے؟“

”جی ہاں، وہ ٹرانسمیٹر اور پرائیویٹ فون کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے ابھی تک ہمارے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ مگر ڈر لگتا ہے کسی گولڈن برنز کا فون جنرل کے پاس آسکتا ہے۔“

مجھے شروع سے اندیشہ تھا کہ ایسی بات ہو سکتی ہے میں جنرل کے پاس آیا، وہ گہری نیند سے بیدار ہوا تھا۔ جبراً جاگ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا میں لے رہا تھا۔ میں نے ذرا اونگھنے پر مجبور کیا۔ پھر دماغی طور پر غائب کر دیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پرائیویٹ ٹیلیفون کے پلگ پوائنٹ کے پاس آیا پھر اس کے پلگ کو نکال دیا۔ واپس آکر اپنی جگہ بیٹھا گیا۔ میں نے اس کے دماغ کو آزاد کیا تو اس نے چونک کر اس پاس دیکھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”اوہ! میں پھر اونگھنے لگا تھا۔“

وہ بچن میں آیا، وہاں کافی تیار کرنے کے لئے چوما جلائے گا۔ لپٹی نے مجھ سے کہا ”آپ پہلی ہی ٹیلی فون کا پلگ نکال سکتے تھے۔“
”غلطی ہو گئی، معاف کر دو۔“
وہ ہنسنے لگی۔ میں نے کہا ”ہنسی کو مختصر کر لو اور جنرل کے پاس جاؤ۔“

میں نے ایک ٹیم کے پاس آکر دیکھا۔ وہ لوگ کامیاب ہو گئے تھے۔ راجیلہ کو لے گئے تھے۔ میں دوسری ٹیم کے پاس آیا وہ لوگ وگن کے اندر رہے مورگن کو بٹھا کر لے جا رہے تھے۔ اسی وقت لپٹی نے کہا ”جنرل کو ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہو رہا ہے۔“

میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں ٹرانسمیٹر پر جنرل اور ایک گولڈن برنز کے درمیان کوڈ ورڈز کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ پھر گولڈن برنز نے پوچھا ”تمہارا پرائیویٹ فون کام نہیں کر رہا ہے۔ میں کئی بار رابطہ کر چکا ہوں۔“

جنرل نے میری مرضی کے مطابق کہا ”شیڈ کچھ خرابی ہو گئی ہوگی ورنہ۔۔۔“

وہ ورنہ کے بعد کہنے والا تھا کہ اس کی گولڈن برنز سے

تھوڑی دیر پہلے اسی پرائیویٹ فون پر بائیں ہو چکی ہیں لیکن میں نے بات پلٹ دی اس کی زبان سے کہا ”ورنہ آپ ٹرانسفر پر ابھی منتقل نہ کرتے۔“

یہ کہنے کے بعد میں نے جزل کے دماغ کو پوری طرح اپنے قبضے میں کر لیا تاکہ کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ گولڈن برین نے کہا ”چار بجتے والے ہیں۔ یہ اچھا موقع ہے راجیلہ کو ہمارے ایک خفیہ آؤس میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ آپ نیچلے کے اطراف پھرا دینے والوں سے ابھی کہہ دیں کہ ہمارے آؤی پہلے رنگ کی دیکھیں میں آ رہا ہوں۔ وہ کوڈورڈز ادا کریں گے کہ ہینڈ اور ڈری سلگن لیزٹی۔“

”میں ابھی نیچلے کے سٹاپ پر ادا کر رہی ہوں کہ سمجھا تا ہوں۔“ ٹرانسفر کا رابطہ ختم ہو گیا۔ لیٹی نے کہا ”اب اصل لوگ راجیلہ کو ملے جانے اس نیچلے میں پہنچیں گے تو عہدہ مکمل جائے گا۔“ راجیلہ محفوظ مقام تک پہنچا دی گئی ہے۔ تم جزل کے دماغ پر قبضہ تھا کہ یہاں رہو میں ابھی آتا ہوں۔“

میں اسے وہاں چھوڑ کر سلمان کے پاس آیا اس سے کہا ”یہ دیکھنا کہ سنا ابھی تک جاری ہے۔ ٹیم کے سربراہ سے معلوم کرو۔ آخر وہ خفیہ ایڈا اور کتنی دور ہے۔“

سلمان نے سوچ کے ذریعے سربراہ سے یہی سوال کیا۔ اس نے جواب دیا ”اس ہم پہنچنے والے ہیں۔“

سائے سے گشت کرنے والی ایک پولیس باڈی ایک گاڑی میں آ رہی تھی۔ انہوں نے رستے کے لئے شکل دیا۔ ہماری ٹیم کا لیزور رکنا نہیں چاہتا تھا۔ سلمان نے کہا ”رک جاؤ۔“ قانون کے محافظوں کی تسلی کر دو۔“

انہوں نے گاڑی روک دی۔ پہلے ایک سپاہی اپنی گاڑی سے اتر کر دیکھنے کی طرف آیا۔ کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اندر چھوٹے سے بلب کی روشنی میں سب ہی نظر آ رہے تھے۔ جے مورگن کے ساتھ ان کی تعداد سات ہو گئی تھی۔ اور جے مورگن کو وہاں چرے سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ ایک عرصہ ہوا۔ قتل ایب میں پہنچتے ہی نظربند رہنے لگا تھا۔ پھر ایک ٹیلی فنی جاننے والے کو جزل نے سب سے چھپا کر رکھنے میں بہتری کبھی تھی۔

سپاہی نے کہا ”اتنی رات کو اتنے لوگ کہاں جا رہے ہیں؟“ ایک نے ہنس کر کہا ”پانچ بج چکے ہیں۔ صبح ہو رہی ہے اور ہمیں رات نظر آ رہی ہے۔“

سپاہی پلٹ کر اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔ اس کے دماغ میں سلطان تھی۔ اس نے سلطان کی مرضی کے مطابق کہا۔ ”گاڑی میں صرف چار افراد ہیں۔“

افسر نے اگلی سیٹ سے باہر آ کر کہا ”مجھے تو کچھ زیادہ لگ رہے ہیں۔“

اس کے بولنے ہی سے جو اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ دیکھنے کے پاس آیا پھر اندر بھاگتے ہوئے بولا ”کمال ہے! اور سے تیار ہوتے ہیں مگر میں صرف چار۔“ اسی کو فریب نظر کرتے ہیں۔ بالائی دسے کہاں جا رہے ہو؟“

جواب ملا ”صبح کو دوڑ لگانے پولو گر اسیڑ۔“

افسر نے جانے کی اجازت دے دی۔ دیکھیں اشارت ہو کر آگے بڑھی پھر تیز رفتاری سے دور نکلتی چلی گئی۔ اب کوئی اندر نہیں رہا تھا۔ جے مورگن کو ایک خفیہ آؤس تک پہنچانے کے بعد اطمینان ہو گیا۔ وہ لوگ کا سیانی کی خوشی میں ناچنے لگے۔ جے مورگن ایک ایک کا شکر یہ ادا کر رہا تھا اور جو جو کو آواز دے کر کہہ رہا تھا ”سٹر جو! میں تمہارا احسان بھی نہیں بھولوں گا۔ تم میری سگی بہن سے بڑھ کر ہو۔ جب چاہو مجھے آزمائو۔ ان مثالوں پر یہ گردن صرف تمہارے لئے کھنکھاتا رہا کرے گی۔“

جوزو نے کہا ”صبح ہو چکی ہے ہم محبت اور رشتوں کی پائیں بعد میں کریں گے“ ابھی یہاں کے دو دروازے اور کئی ایسی طرح بند کرلو۔ میں تمہارا چہرہ بدلنے کے لئے کچھ کرتی ہوں۔“

وہ میرے پاس آئی۔ میں جاسوس کے پاس آ کر بولا ”کوئی پلاسٹک سرجری کرنے والا اپنا آؤی ہے؟ جے مورگن کو عارضی میک اپ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ ابھی اس کی تلاش شروع ہونے والی ہے۔“

ہمارے جاسوس نے جواب دیا ”پلاسٹک سرجری بھی کام نہیں آئے گی۔ یہاں کے سٹارٹر سار اور پولیس والے کسی بھی خطرناک مجرم کو اس کے بلے سے نکالنے کے لئے شکاری کتوں کو نام میں لاتے ہیں۔ آپ ان کتوں کو جے مورگن تک پہنچنے نہ دیں۔ میں چند منٹوں میں اس کا پلاسٹک سرجری کے ذریعے بدل دوں گا۔“

میں نے جوزو سے کہا ”تم آرام کرو۔ ضرورت ہوئی تو بلا لوں گا۔“

میں لیٹی کے پاس جزل کے دماغ میں آیا۔ اس کے قریب فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ پرائیویٹ فون کا بلیک لگا دیا گیا تھا۔ جزل نے ریسور اٹھا کر بھلو کہا۔ جواب میں گولڈن برین نے کوڈ ورڈز ادا کر کے پوچھا ”یہ کیا مذاق ہے! راجیلہ نیچلے میں نہیں ہے اور آپ کے فونی جو ان کہتے ہیں“ آپ نے ہمارے مقرر کے ہوئے کوڈورڈز نہیں بتائے ہیں۔“

”وہ غلط کہتے ہیں۔ میں انہیں بتا چکا ہوں۔ آپ کے کوڈ ورڈز یہی تھے تاکہ پیٹریان دی ڈارک۔ نیورہی اپ ٹو مارگ۔“ (جو اندر سے میں ہوتے ہیں) بھوکے سے قائل نہیں ہوتے۔

گولڈن برین نے سخت لہجے میں کہا ”جزل“ دوش کی دوا کرو۔ میں نے جو کوڈورڈز بتائے تھے وہ یہ تھے کہ ہینڈ اور ڈری سلگن

لیٹی۔“

جزل نے جراتی سے پوچھا ”آپ نے یہ مخصوص الفاظ کب بتائے تھے۔ جب میں سے خفیہ سے پیدا ہو کر آپ کا فون ریسور کیا تھا۔“

بات کاٹ کر کہا ”ہماری منتھو فون پر نہیں ٹرانسفر ہوئی تھی۔ آپ کا فون خراب تھا۔“

”میرا فون خراب نہیں تھا۔“

”وہاں کاؤ! اس کا مطلب ہے گڑبڑ ہو چکی ہے۔ آپ کے دماغ پر کسی کا قبضہ ہے۔ میں ابھی رابطہ کرتا ہوں۔ انتظار کریں!“

”تم خفیہ پوری کرنے کے بعد میرا دوا اور کام کرتی رہو گی تو مجھے جلدی سونے کا موقع مل جائے گا۔“

”ٹھیک ہے! ایک گھنٹے کی ہینڈ میرے لئے کافی ہے۔“

”ایک نہیں دو گھنٹے۔“ پائیزیری بات لاو۔“

وہ ستر پر آکر لیٹ گئی۔ انہیں بند کر کے دماغ کو ہدایات دینے لگی۔ باہر دن نکل آیا تھا۔ اب کوئی چار گھنٹے بعد پیاڈوک کا برین آپریشن ہونے والا تھا۔ ایک ساحر اعظم کی شخصیت ختم ہونے والی تھی۔ میں نے اس کے اندر جا کر دیکھا ”شاید اسے جانے کے لئے باہر سے امداد آچکی ہو لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ کسی نامعلوم جگہ غاشو سے لینا ہوا تھا۔ پیاڈوک کو ذخیرہ کرنے پالے کا شوق تھا۔ اس نے قتل ایب آکر یہ شوق پورا کیا تھا۔ ابھی اس کے دماغ میں آنے کا یہی مقصد تھا کہ میں ان کتوں کے متعلق تفصیلات معلوم کروں۔“

قتل ایب میں اس کے کتوں کی دیکھ بھال تین فونی سپاہی کرتے تھے۔ میں نے پیاڈوک کے اندر تحریک پیدا کی کہ وہ ایک سپاہی کی آواز اور لہجے کو پوری طرح گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کرے۔“

وہ خیال خوانی کے قائل نہیں تھا۔ مگر کوشش کرنے لگا۔ میں بھی اس کے ساتھ سپاہی کے لہجے کو گرفت میں لے کر کوشش کر رہا تھا۔ نتیجے میں وہ نامکام رہا میں کامیاب ہو گیا۔ ایک فونی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ صبح جیتے ڈوبی پر آیا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ چھ خطرناک کتے ہیں جو صرف تجربہ کار ہاتھوں میں رہتے ہیں۔

میں نے اس کی سوچ میں یہ بات پیدا کی کہ اسے یہ تجربہ کہاں کہاں سے حاصل ہوا ہے۔ جواب میں وہ فخر سے ہونے لگا۔ پہلے وہ کلکٹر سٹارٹر سانی کے کتوں کو مدد کیا کرتا تھا۔ اس کا بہترین ریکارڈ دیکھ کر فٹری انٹیلی جنس والوں نے اسے اپنے کتوں کے لئے فوج میں بلا لیا۔ پتا چلا کلکٹر سٹارٹر سانی اور فٹری انٹیلی جنس کے کتوں کی مجموعی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ جے مورگن کو بچانے کے لئے ان تمام کتوں کو ختم کرنا ممکن نہ تھا۔

پھر اسرائیل کے دوسرے شہروں میں بھی مدد ملے ہوئے جاسوس کتے ہوں گے لہذا یہ خیال ترک کر دیا کہ کتوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

شکاری کتے جے مورگن کے دماغ یا اس کے لباس کا کوئی حصہ سوگھ کر اس کے پیچھے آسکتے تھے اور اس کی موجودہ پناہ گاہ تک پہنچ سکتے تھے۔ میں نے جوزو کا لہجہ اختیار کر کے جے مورگن کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا وہ اپنا تمام سامان لے کر آیا ہے۔ جس فونی جھاڑی کے نیچلے میں وہ نظربند تھا وہاں اس نے ایک کپڑا تک نہیں چھوڑا ہے۔

وہ اپنے طور پر مطمئن تھا لیکن مجھے اطمینان نہیں تھا۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ نظربندی کے دوران اس کا اتارا ہوا لباس لائڈری میں جاتا ہو اور ابھی لائڈری میں بیٹھے سے پہلے وہ لباس کتوں کو سونکھایا گیا ہو۔ اکثر ایسی ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہم ٹیلی فنی کے ذریعے بھی نہیں جان سکتے۔

میں نے پھر جوزو کی آواز میں جے مورگن سے کہا ”نظر بندی کے دوران ہفتے افسران اور جوان ہمارے سامنے آتے تھے تم ایک ایک کا لہجہ یاد کرو اور ان کے دماغوں میں جاؤ۔ ہمیں صرف شکاری کتوں سے خطروں سے اس خطرے سے بچنے کے لئے معلومات کا ہر ممکن راستہ تلاش کرو۔“

وہ ایک افسر کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں جھاڑی والے مورگن کے نیچلے میں کرفل اور دوسرے اعلیٰ افسران آئے ہوئے تھے۔ یہ بھید مکمل کیا تھا کہ جے مورگن کو اغوا کیا گیا ہے۔ گولڈن برینز کے دو خاص جاسوس بھی موجود تھے۔ ایک نے پوچھا ”کیا مورگن کو شکاری کتوں سے سونکھایا گیا تھا؟ اسے واپس لانے کا بس یہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔“

ایک افسر نے کہا ”ہمیں اس قسم کی ہدایات نہیں دی گئی تھیں۔ پھر اس جھاڑی میں کتے بھی نہیں ہیں۔“

اس کی بات پر دونوں جاسوس غصہ دکھانا چاہتے تھے۔ اسی لمحے میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ کرفل نے کہا ”مورگن اپنے لباس کی ایک دھجی بھی چھوڑ کر نہیں گیا ہے۔ کتوں کو اس کے جسم کی بو سونکھائی نہیں جاسکتی۔ پھر یہ کتے کیوں لائے جا رہے ہیں؟“

ایک اعلیٰ افسر نے آکر سیلٹ کیا پھر کہا ”سراخیری عمرانی میں ہیں کتے رہا کرتے ہیں۔ میں نے لائڈری میں جانے والے مورگن کے کہڑوں کو اپنے تین کتوں تک پہنچایا تھا۔ اس کے لئے مجھے خفیہ احکامات ملے تھے۔ میں ان تین کتوں کو لے آیا ہوں۔“

کرفل نے خوش ہو کر کہا ”ہمارے گولڈن برینز زندہ باد۔ ان کی احتیاطی تدابیر ہمارے کام آئی ہیں۔“

وہ اپنے افسران کے آگے چلا ہوا جنگلے کے باہر آیا۔ تین فوجی جوانوں نے تین خونخوار شکاری کتوں کی زنجیریں تمام رکھی تھیں۔ اب وہ نہیں بھونک رہے تھے، خاموشی سے اپنے ہونے دوسرے افسران کو دیکھ رہے تھے۔ کرنل نے پوچھا ”اب کس بات کا افسار ہے؟“

کتوں کے نگران افسر نے کہا ”کتوں کو مخصوص یوایڈولانے کے لئے ایک نفاذی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ میں نے بے مورگن کا لباس انہیں سونگھانے کے دوران ان کے آگے ایسی بڑیاں ڈالی تھیں جن میں برائے نام گوشت تھا جبکہ انہیں بڑیوں کے بغیر گوشت دیا جاتا ہے۔“

ایک سپاہی ایک نوکر سے میں بے شمار ایسی بڑیاں لایا جن میں ذرا ذرا سا گوشت چپکا ہوا تھا۔ ایسے چنگی بھر گوشت سے ان کی بھوک مٹ نہیں سکتی تھی بلکہ اور بڑھ جاتی۔ وہ بڑیاں ان کے سامنے ڈال دی گئیں۔ تینوں لپک لپک کر ان بڑیوں کو سمجھوتے لگے۔ اس دوران وہ دھڑاٹھا اٹھا کر بھونکے تھے۔ پھر گوشت نوچتے تھے مگر گوشت تھامی نہ تھا؟ وہ بھوک کی شدت سے غصے کے مارے پھر گئے تھے۔ جنوب مشرق کی سمت منہ اٹھائے بھونک رہے تھے۔ مورگن کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ اس کی پناہ گاہ جنوب مشرق میں ہی تھی۔

اب وہ اس شخص کا گوشت مانگ رہے تھے جس کی بوبھی سونگھ چکے تھے۔ میں نے دوسرے افسر کے دماغ میں آکر اسے رو اور نکالنے پر مجبور کیا۔ پھر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دماغ کے ٹھاس ٹھاس کی آواز کے ساتھ دو کتے فضا میں اچھل کر زمین پر ہونے گئے۔ تیسرے دماغ کا موقع نہیں ملا۔ اس کو دونوں طرف سے جکڑ کر رو اور پھینکا جا رہا تھا۔

تیسرا کتا زور و شور سے بھونک رہا تھا۔ ایسا زور لگا رہا تھا جیسے زنجیر توڑ کر ایک ہی چھلانگ میں مورگن کے زرخرے تک پہنچ جائے گا۔ مورگن ایسے موقع پر گدھا ثابت ہوا۔ وہ جس کے دماغ میں تھا اس کی گن سے تیسرے کتے کا خاتمہ کر سکتا تھا مگر وہ بدبخت کے ارہمے دماغ سے کام لیتا بھول گیا تھا۔

فوجی جھادی میں یہ بدبخت پھیل گئی تھی کہ ان افسران کے درمیان کوئی ٹیلی جیسی جانے والا دشمن موجود ہے۔ اور وہ صرف تیسرے کتے کو ہی نہیں ان سب کو بھی ختم کر دے گا۔ میں کرنل کے دماغ پر چھایا۔ اس نے ایک سپاہی کے ہاتھ سے گن لے کر کہتے ہوئے کہا ”تم سب بلا تاق ہو۔ بھلا کتا کوئی پالتے کی چیز ہے؟“

یہ کہتے ہی اس نے تیسرے کتے کو گولی مار دی۔ خس کم جہاں پاک۔ وہاں موت کا سناٹا چھا گیا۔ ان سب کو اپنی آنکھوں کے سامنے موت دکھائی دے رہی تھی۔ کیونکہ ان سب کے پاس

رائٹفلز تھی۔ دشمن ان کے دماغوں میں گھس کر انہیں مجبور کر سکتا تھا اور وہ بے اختیار ایک دوسرے کو مار سکتے تھے۔ اس خیال کے ساتھ ہی سب نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ تب میں نے ایک افسر کی زبان سے کہا ”میں وہی خیال خوانی کرنے والا ہوں جس کے تماشے ابھی تم دیکھ چکے ہو۔ جاؤ اپنے جزل سے کہو کہ گولڈن برنز سے رابطہ کرے۔ میں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں منٹ بعد جزل کے دماغ میں آؤں گا، ویش آل۔“

میں وہاں سے مورگن کے پاس آیا، وہ پکن میں جا کر اپنے تمام کپڑوں کو الگ لگا چکا تھا اور اب اپنے جھگے سے نکل کر کس دور جانا چاہتا تھا تاکہ تیسرا کتا اسے ڈھونڈ نہ پائے۔ یعنی اس نے تیسرے کی موت نہیں دیکھی تھی۔

میں نے جو کہ لے لیے میں کہا ”اٹو کے پیٹھے! تم نے ٹریڈنگ سینٹر میں یہی حکمت عملی سیکھی ہے؟“

”سسر! مجھے معاف کر دو۔ ابھی میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔“

”جب بھی موت سامنے آئے گی تمہارا دماغ ٹل ہو چلا کرے گا؟“

”کیا کوئی مجھے اپنی زندگی سے پیار ہے۔ اس لئے موت سے ڈرتا ہوں۔“

”بہتر یہی ہوتا کہ تمہارا برین آپریشن ہو جاتا۔ اس طرح تم ذہن اور دل پر بن جاتے۔ تم نے کہا تھا میرے احسانات کے بدلے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو۔“

”بے شک تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔“

”تو پھر میاں سے نہ بھاگو۔ تیسرے کتے کو تمہاری بوسونگھتے ہوئے اس جھگے میں آنے دو۔“

”ارے یہ کیا کستی ہو؟ مجھے پھاڑ کے رکھ دے گا۔“

”اگر تم کتے کا مقابلہ نہیں کرو گے تو وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ تمہاری سلامتی بڑی ہی نہیں دلیری میں ہے۔“

”میں دونوں ہاتھ جوڑ کر اٹھا کر آ ہوں، میری دلیری پھر کسی موقع پر آزمائیں، ابھی مجھے بھاگ جانے دو۔“

میں نے ہنسنے ہوئے کہا ”لعنت ہے تم پر۔ جاؤ جھاڑنی کے کسی بھی افسر کے دماغ کو پڑھ کر معلوم کر لو۔ وہ تیسرا کتا بھی مر چکا ہے۔“

میں منٹ گزرنے والے تھے۔ میں مقررہ وقت پر جزل کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ایک کرسی پر سر جھکاے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی حکمت عملی کی یاد تازہ ہوئی تھی۔ اس کی سرسری میں پہلے اپنا پھر بے مورگن کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ راحیل بھی جین لئی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر گولڈن برنز نے اسے جزل کے عہدے

سے ہٹا دیا تھا اور جلدی اسے خصوصی عدالت میں پیش کیا جانے والا تھا۔

میں یہ سب کچھ جزل کے دماغ سے معلوم کر رہا تھا۔ اور حیا جزل ٹی وی کے سامنے بیٹھا پانچوں گولڈن برنز کو اسکرین پر دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا ”میں منٹ گزر گئے، وہ خیال خوانی کرنے والا نہیں آیا۔“

میں نے سابقہ جزل کی زبان سے کہا ”میں آیا ہوں۔“

سب نے چونک کر اسے دیکھا پھر نے جزل نے کہا ”مجھے تازہ ظلم کتے ہیں۔ اب جزل تازہ کلاؤں گا۔ بہتر ہے پہلے ایک دوسرے سے ہم تعارف ہو جائیں۔“

میں نے کہا ”ہم ایک دوسرے کو ابھی طرح جانتے ہیں۔ برا نام مسلمان واسطی ہے۔“

اسکرین کے ذریعے ایک گولڈن برین نے کہا ”تمہارا نام ن کر یہ سمجھ میں آیا کہ تم ایک شوہر کی حیثیت سے راحیل کو ہم سے جین لے جانے کا حق رکھتے ہو لیکن تم نے مورگن کو کیوں اغوا کیا ہے؟“

”میں نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے پیرس سے میری بیوی کو کیوں اغوا کر لیا؟ تم بھی نہ پوچھو کہ میں مورگن کو کیوں لے گیا ہوں۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”ایسا ہے تو پھر پریشان کیوں ہوتے ہو۔ جب تک راحیل رہے گی تب تک میں رہوں گا اور جب تک میں رہوں گا تب تک مسائل اور مصیبتیں بڑھتی رہیں گی۔“

”کیا تم دھمکی دیتے آئے ہو؟“

”فی الحال دھمکی ہے، بعد میں دھماکا ہوگا۔ جب بھی کسی کو راحیل کی تلاش میں دیکھوں گا تو میاں کی اہم شخصیات میں سے کسی کو دھماکے سے اڑا دوں گا۔“

تمام گولڈن برنز خاموشی سے سابقہ جزل کو تنک رہے تھے۔ میں نے کہا ”اب بھی یہ تمہارے لئے محض دھمکی ہے تو کسی کو میری بیوی کی تلاش میں روانہ نہ کرو۔ تمہیں شب برات اور دیوالی کا مزہ آئے گا۔“

”ہمارا کوئی جاسوس راحیل کو تلاش نہیں کرے گا۔ تم بے مورگن کے معاملے میں کوئی سمجھو تاکر لو۔“

”کیسا سمجھو آ؟“

”تم اپنی کوئی ایک بڑی شرط منوا کر ہم سے بے انتہا مفادات حاصل کر کے مورگن کو ہمارے حوالے کر دو۔“

”کوئی بڑی شرط منوانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے بغیر ہی میں تم لوگوں سے مفادات حاصل کر رہا ہوں اور حاصل کر رہا ہوں گا۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

”سسر مسلمان! یہ بچکانہ حرکت ہے۔ تم راحیل اور بے مورگن کو اسرا نکل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاننگ کر رہی بھی کام نہیں آئے گی۔“

مشہور ترین چورنگ ویلیوٹ

جوبہ قیمت چینس سگراں قدر

معاوضہ پر جرات آہ

قیمت

۲۵ روپے

کتاب سیرت پروری

کتاب ویلیوٹ

کی چوریوں

بھی محدود تعداد میں

دستیاب ہے

کتابیات پبلی کیشنز

پلوٹ کس ۲۳ کراچی ۱

”انسان دوستی تم یہودیوں کو چھو کر نہیں کر سکتی۔ ہم سناپ سے دوستی کر سکتے ہیں کسی یہودی سے نہیں کر سکتے۔ شیا کی ہلاکت کے بعد ہم نے جو فیصلہ کیا تھا وہ یہی تھا۔ اور یہ فیصلہ بھی نہیں بدلے گا۔“

یہ فیصلہ سن کر انہیں غصے سے رابطہ ختم کر دینا چاہئے تھا کیونکہ اس کے بعد کچھ کئے کو نہیں رہ جاتا تھا۔ لیکن وہ پانچوں گولڈن رینز انڈیٹوں میں گھرے ہوئے تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے راحیلہ اور بے مورگن کے بعد اب جان گاڈوی کی باری ہے۔ حالانکہ اسے ساحلی فوج کے سامنے سمندر کے بچے کی بجائے تادیبہ تادیب کے حصار میں رکھا گیا تھا۔ کسی کا وہاں پہنچنا ممکن نہ تھا۔ لیکن ہم تو ساحل فوج کے درمیان ٹھس کر چھاؤنی سے مورگن کو نکال لائے تھے اور اسی بات نے ان کے کلیجے ہڑکا دیئے تھے۔

آخر وہ بات ان کی زبان پر آگئی۔ ایک اور گولڈن برین نے کہا ”ہم تمہیں نیک مشورہ دیتے ہیں۔ سمندر کے بچے والی پہاڑی پر نہ جانا۔ وہاں ہر قدم پر موت ہے۔ ہم نے حفاظتی انتظامات پہلے سے زیادہ سخت کر دیئے ہیں۔“

میں نے کہا ”تمہارے جیسے نیک آدمی کا مشورہ ماننا چاہئے۔ خوش ہو جاؤ میں اس پہاڑی پر نہیں جاؤں گا۔“

تیسرے گولڈن برین نے کہا ”جب فرہاد زندہ تھا تو ایک بات زبان سے کہہ دینے کے بعد اس پر قائم رہتا تھا۔“

”میں بھی زبان کا دھنسی ہوں۔ پہاڑی پر نہ جانے والی بات پر قائم رہوں گا۔“ وہ ٹپکی بٹپکی جانتے والا جان گاڈوی خود جانا ضروری نہیں ہے۔ وہ ٹپکی بٹپکی جانتے والا جان گاڈوی خود میرے پاس پہنچ جائے گا۔“

کسی نے غرا کر دیکھا، کسی نے سختی سے ہونٹ بھیجنے لے، کوئی بے چینی سے ہلچلنے لگا۔ پھر ایک نے کہا ”مسلمان! تم ہمارے لئے ہتھیار پہنچاؤ۔“

باتوں میں وقت ضائع نہیں کریں گے۔“

”کچھ نہیں۔ فی الحال اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔“

”یقین نہ کرو۔“

”یہ کوئی ماننے کی بات ہے۔ پاپا ڈوک اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ تم آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ کر کچھ بھی کر سکتے ہو، وہ تمہارا دشمن ہے اسے ہلاک کر سکتے ہو، مگر اسے معاف کیوں کر رہے ہو؟“

ایک اور گولڈن برین نے کہا ”تم نے راحیلہ اور مورگن کے لئے پاپا ڈوک ایک زبردست منصوبہ پر عمل کیا۔ پاپا ڈوک کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خیال خرافی کے ذریعے اس کی سانس روک سکتے ہو۔“

ایک گولڈن برین فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے ریسپورڈر کو کہا ”میں نے ابھی اسپتال سے معلوم کیا ہے۔ پاپا ڈوک زندہ سلامت ہے۔“

میں نے کہا ”بڑی مشکل ہے، دشمنی کروں تو پریشان ہو جاتے ہو، نہ کروں تو مجی تمہارا سکون برباد ہو جاتا ہے۔ کیا خیال خرافی کی بجائے جگہ اسے بھی ختم کروں؟“

ایک نے جلدی سے کہا ”نہیں، ہمارا مطلب یہ نہیں ہے۔ فرہاد کی موت کے بعد تم سب سونیا کی عقل سے چل رہے ہو اور وہ عقلی منکر ہے یہ ہم جانتے ہیں کیونکہ اس کے ہاتھوں ناقابل طاعتی نقصانات اٹھاتے رہے ہیں۔ جب وہ دشمنی نہیں کرتی ہے تو ہم سمجھ لیتے ہیں۔ وہ پہلے سے بہت کچھ کر رہی ہے اور اب نتائج کا انتظار کر رہی ہے۔ تم نے بھی پاپا ڈوک کے ساتھ ایسا ہی کچھ کیا ہے۔“

میں نے کہا ”گولڈن رینز! کیوں مجھے باتوں میں الجھا رہے ہو؟ تم چاہتے ہو میں یہاں بھلا یا جاؤں اور اصرار پاپا ڈوک کو آپریشن صیغے لے جا کر بیوش کر دیا جائے پھر میری خیال خرافی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔“

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے کہا ”تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہم دراصل اس بات کی نیک پہنچنا چاہتے ہیں کہ تم اس جادوگر کو زندہ کیوں رکھنا چاہتے ہو؟“

میں نے جواب نہیں دیا۔ ان میں سے ایک نے آواز دی۔ میں خاموش رہا۔ دوسرے نے پریشان ہو کر کہا ”وہ ضرور پاپا ڈوک کے پاس گیا ہے۔“

فر ضروری باتوں میں الجھا رہے تھے۔ تمہارے لئے پاپا ڈوک ضروری تھا۔“

”تھا؟“ ایک نے گھبرا کر پوچھا۔

”ہے“ میں نے کہا ”یقیناً نہ رکھو۔ وہ آپریشن صیغے میں ہے۔ جب ڈاکٹر اسے بیوش کرنے جا رہا تھا تب میں وہاں موجود تھا۔ چند سیکنڈ کی باتیں ہیں اس کے بیوش ہونے ہی میں پھر تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔“

ان میں سے ایک فون کے ذریعے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ پھر اس نے ریسپورڈر کو کہا ”رپورٹ تمہارے حق میں ہے۔ پاپا ڈوک کو بیوش کرنے سے پہلے ڈاکٹروں نے ابھی طرح چیک کیا تھا۔ اس کی نبض اور دل کی دھڑکنیں نارمل تھیں۔“

میں نے کہا ”مبارک ہو۔ تمہارا ایک خیال خرافی کرنے والا بچا گیا ہے۔“

سب کے سب خوش نظر آ رہے تھے۔ پاپا ڈوک میری خیال خرافی کے خدشہ سے نکل گیا تھا۔ ایک نے پوچھا ”مسلمان! کیا تم لوگ اتنی ہی ضعیف الاعتقاد ہو کہ ستاروں کی چال سے یا خود پاپا ڈوک نے کہہ دیا کہ وہ صرف سونیا کے ہاتھوں مارا جائے گا تو تم نے اسے ہلاک کرنے کا شری موقع گنوا دیا؟“

میں نے کہا ”یہ بات کم عارف نہیں سمجھیں گے کہ دشمن تیار ہو، کمزور ہو، مقابلے کے قابل نہ ہو تو اسے توانائی بحال کرنے کی مصلحت دینا چاہئے۔ یہ ہماری اعلیٰ عقلی ہے کہ ہم نے اسے موت کے نہیں، سہاوا کے حوالے کیا ہے۔ پھر اس میں ایک مصلحت بھی ہے۔“

میں ذرا خاموش ہوا۔ ایک نے پوچھا ”کیسی مصلحت؟“

”پاپا ڈوک نے اب اس کے ستاروں سے بچ کر کہا ہو یا جھوٹ کر یہ تو کہہ دیا کہ وہ سونیا کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے سونیا یہاں پہنچی ہے۔“

سب ہی کو جیسے بجلی کا جھٹکا پہنچا ہو۔ وہ ایک دم سے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک نے پوچھا ”کیا کچھ کہہ رہے ہو؟“

بے شک وہ شہر ذہین ہو۔ سونیا نے تمہاری ذہانت کے نمونے دیکھے ہیں۔ تم پانچوں بے شک گولڈن رینز کھلانے کے مستحق ہو اور سونیا پیشہ نفسیاتی چالیں چلتی آئی ہے۔ کمزوری کھانے والے ذہانت کے کھیل کھاتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ وہ سرے کام لیتی ہے لیکن دھماکے اس کے قدموں تلے چلتے ہیں۔ دیکھو ذرا کان لگا کر اس کے قدموں کی آواز سنو۔ وہ آ رہی ہے۔ ہاں وہ آ رہی ہے۔“

اسی لمحے گولڈن رینز کے درمیان رکے ہوئے فون کی ٹھنکی بجی۔ وہ ایک دم سے اچھل پڑے۔ یہ نفسیاتی رد عمل تھا۔ ابھی لگا جیسے سونیا آگئی ہے۔ ٹھنکی مسلسل بج رہی تھی۔ ایک سنبھلے ریسپورڈر غصے سے پوچھا ”کون ہے؟“

دوسری طرف سے جواب سن کر ہاتھ سے پیچور گر گئے گرتے گرتے گیا۔ پھر وہ بولا ”قت۔۔۔ تم آگئی ہو۔ تم۔۔۔ مگر تمہیں ہمارا نمبر کیسے معلوم ہوا؟“

اس بار وہ جواب سن کر حیرت میں رہ گیا۔ ریسپورڈر کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر پاپا ڈوک گولڈن رینز سے بولا ”سوری! میں کچھ بد خاص ہو گیا تھا۔ یہ سونیا نہیں ہماری رائٹ ہینڈ مار تھا تو یہی ہے۔ وہ کہہ رہی تھی میں جس سے آگئی ہوں۔ میں سمجھا سونیا آگئی ہے۔“

میں نے سابقہ جزل کے ذریعے کہا ”وہ آجکی ہے۔“

چار منظر نے مجھے یہی سابقہ جزل کو گھور کر دیکھا۔ پانچواں فون پر باتیں کر رہا تھا۔ اس نے بھرا ہوا ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”بہتر ہے میٹنگ برخاست کی جائے۔ مسٹر مسلمان سے پھر کبھی گفتگو ہوگی۔“

چند سیکنڈ کے بعد اسکرین بجھ گیا۔ میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ اپنی بیدار ہو گئی تھی۔ اس نے کہا ”آپ کو مصروف دیکھ کر میں بھی جزل کے پاس گئی تھی کیا یاد آتی ہے؟“

میں نے سونیا کے دماغ میں پہنچ کر کوڈرز ادا کیے۔ وہ متوجہ حالات سے قی ایب آگئی تھی۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ اسے بتاؤں، وہ بولی ”تم نے فون پر ہونے والی مارچا کی گفتگو تو نہیں سنی ہوگی۔“

میں دنیا کو چٹکاٹا تھا۔ وہ مجھے چٹکا دیتی تھی۔ میں نے پوچھا۔ ”کون مارچا؟“

”وہی جو ایک گولڈن برین سے باتیں کر رہی تھی۔“

”خدا کی پناہ۔ سونیا تم عورت کے روپ میں چل رہی ہو۔“

شیطان کی بجلی ہو۔“

میں نے غماز سے کہا ”ہمارے سسز کو ایسا کتنے شرم نہیں آتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہماری سسز کی برتری برداشت نہیں کرتے ہیں۔“

”بالکل برداشت نہیں کرتا۔ ذرا اس کتے پر غور کرو۔ ہم

مسلمانوں کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آنے کی بات بتائی گئی ہے لیکن مکار چیل سے بھاگ کر پناہ لینے والی بات نہیں بکھائی گئی۔ مگر میں تو بھاگ جاؤں گا۔ اس چالباز چیل سے بھاگ رہا ہوں۔

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ لیلیٰ نے پوچھا ”یہ کیا حرکت ہے؟“

”فکر نہ کرو۔ سونیا میری حرکتوں کو ذہن سے جاتی ہے۔ مجھے نیند پوری کرنے دو۔ تم اس سے مارتھا کے متعلق معلوم کرو۔ خدا حافظ“

میں نے سونے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سونیا کے پاس آکر معذرت چاہتے ہوئے بولی ”سسران کے دماغ پر نیند سوار تھی۔ اسی لئے وہ۔۔۔“

سونیا نے بات کاٹ کر کہا ”لیلیٰ! تمہیں اسے میاں کو سمجھنے میں برسوں لگیں گے۔ میں اس شیطان کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ وہ میری بے انتہا تعریفیں کر کے گیا ہے۔ اب ہمیں کام کی باتیں کرنا چاہئیں۔ سلطانہ ابھی مارتھا کے دماغ میں ہوگی۔ میرے پاس آنے ہی والی ہے۔“

”اچھا“ آپ سلطانہ سے کام لے رہی ہیں۔
”ہاں“ میں نے دو دن پہلے مارتھا کو پیرس میں آکر لیا تھا۔
پہلے شبہ ہوا کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے۔ اس کی آواز ’عجب اور چرے کی جتنی بتائی تھی کہ شناس دماغ رکھتی ہے۔ اس لئے میں نے ایک بازار کی بھیڑ سے گزرتے ہوئے اپنی انگوٹھی کی دوا انگلیٹ کر دی۔ وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوئی۔ مسلمان اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔“

لیلیٰ نے پوچھا ”یوں معلوم ہو گیا کہ وہ گولڈن برنز کا فوریس سے تعلق رکھتی ہے؟“

”غیر فوریس سے بھی زیادہ اہم مقام رکھتی ہیں۔ اس نے گولڈن برنز کی خدمات انجام دیتے ہوئے بڑے زبردست کارنامے انجام دیے۔ پانچوں اسے رائٹ ہینڈ کہتے ہیں۔ اس جیسی مزید چار عورتیں اور چھ مروجہ بھی یہی مقام رکھتی ہیں۔“
”سلطانہ نے اسے اپنی معمول بنایا ہو گا؟“

”ہاں“ یہی ایک بہترین طریقہ رہ گیا ہے۔ توہمی عمل کے بعد معمول بظاہر نارمل ہوتا ہے مگر نادانگی میں اپنے عامل کا تابعدار رہتا ہے۔ وہ پانچوں گولڈن برنز بھی نہ جان سکیں گے کہ وہ ٹرپ کی جتنی ہے۔“

”کیا مارتھا آپ کو گولڈن برنز تک پہنچا سکے گی؟“
”مارتھا ان کی رائٹ ہینڈ ہونے کے باوجود کسی کو اس کے اصلی چرے اور اصلی آواز سے نہیں پہچانتی ہے۔ وہ پانچوں کی عورت، کسی رشتے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ اپنی احتیاطی حکمت

عملی کے سبب مصیبت کی یا موت کی آہٹ سن لیتے ہیں۔“
”کیا مارتھا خوبصورت اور پُرکشش ہے؟“
”ہاں صنف مخالف کے لئے زبردست کشش رکھتی ہے۔“

لیلیٰ نے پوچھا ”کیا کسی گولڈن برنز کے سینے میں دل نہیں ہے؟ کیا ان میں سے کوئی مارتھا کو دیکھ کر لپٹا تا نہیں ہو گا؟“
”بعض لوگ نفسانی خواہشات سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے حسین اور جوان عورتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ پھر یہ کہ مارتھا شادی شدہ ہے۔ ایک چار برس کے بچے کی ماں ہے۔ جان فراٹ نامی ایک شخص کے ساتھ خوشگوار ازدواجی زندگی گزار رہی ہے۔“

اسی وقت سلطانہ نے آکر کہا ”ہیلو سسران! آپ کس سے باتیں کر رہی ہیں؟“

”تمہاری بہن ہے۔ تم نے بڑی دیر لگا دی۔“
”میں مارتھا کے ساتھ اس کے گھر گئی تھی۔ اس کے بچے اور شوہر کو دیکھ کر آ رہی ہوں۔ جیسا کہ مارتھا کے چور خیالات نے پہلے ہی بتایا تھا کہ اس کا شوہر جان فراٹ یوگا کا ماہر اور بہترین اسپورٹس مین ہے۔ پندرہ منٹ تک سانس روک لیتا ہے۔ اس لئے میں دوری سے اس کی آواز سنتی رہی۔ بچہ چار برس کا ہو چکا ہے۔ اس کا نام روکی فراٹ ہے۔ میں روکی کے دماغ میں رہ کر بھی اس کے ماں باپ پر نظر رکھ سکتی ہوں۔ جان فراٹ ملٹری انٹیلی جنس کا ایک جونیئر افسر ہے۔ کیا میں ترتیب سے رپورٹ دے رہی ہوں؟“

سونیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا ”بولتی رہو۔“
”مارتھا اور فراٹ کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو اپنے شے کے راز نہیں بتائیں گے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے سے جبراً پوچھے گا۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو دوسرا ازدواجی رشتہ توڑ دے گا لیکن اپنے ملک اور اپنے شے سے غداری نہیں کرے گا۔“

”کیا دونوں اپنے عہد پر قائم ہیں؟“
”مارتھا قائم ہے۔ جان فراٹ کبھی کبھی شکایت کرتا ہے کہ وہ شوہر سے زیادہ کسی گولڈن برنز کو چاہتی ہے۔ اسی لئے اس کی باتیں اور اس سے تعلق رکھنے والی مصروفیات کو شوہر سے چھپاتی ہے۔ مارتھا نے پہلے کی بار محبت سے سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جب وہ ہر دوسرے تیسرے دن طے دینے لگا تو اس نے صاف کہہ دیا، تمہارے طے سن کر میں اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے گولڈن برنز کی کوئی بات نہیں کروں گی۔ اگر کبھی مجھے شبہ ہوا کہ تم گولڈن برنز کی حقیقت معلوم کرنا چاہے ہو تو رشتے کا لحاظ کے بغیر تمہیں آہنی سلاخوں کے پیچھے پانچوں کی لیلیٰ نے کہا ”مارتھا کے سنے میں دانا، نمیر، پتھر۔۔۔ میں لٹ

میاں سے کبھی کوئی بات چھپائی نہیں سکتی۔
 سونیا نے کہا "ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جان فراست
 واقعی گولڈن ریفر کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے یا
 مارٹھا کی اپنے شے سے وفاداری کو تباہ ہے۔ اگر واقعی
 معلومات حاصل کرنے کے چکر میں ہے تو پھر کسی شیطانی کسی پُر
 پاور کے لئے کام کر رہا ہے۔"
 "پہلے جان فراست کے دماغ کو کمزور بنانا ہوگا پھر ہمیں
 حقیقت معلوم ہوگی۔"

سونیا نے کہا "تمہاری رپورٹ سن کر مجھے وہ جان فراست
 چالباؤ لگ رہا ہے۔ اسے واقعی کمزوری میں مبتلا کرنے سے پہلے
 ذرا سی بھی غلطی کوئی تو وہ ہوشیار اور محتاط ہو جائے گا۔"
 سلطانہ نے کہا "میں پوری حاضر دماغی سے کام لوں گی۔"
 سونیا سوچتی رہی پھر پوری "ابھی مارٹھا کو آرام کرنے دو۔
 رات کو زہر سے پہلے اسے بچنے سے باہر لے آؤ۔ میں اپنی
 مخصوص انگرھی اسے پتا دوں گی۔ اعصابی کمزوری کی دوا
 اب تک کرنے والی ایک فاضل انگرھی میرے پاس ہے۔ وہ
 تمہاری مرضی کے مطابق رات کو جب میاں کے پاس جائے گی تو
 وہ دوا اب تک کر دے گی۔ اب جاؤ۔ خود آرام کرو۔ مجھے بھی
 آرام کرنے دو۔"

پہلے واقعی طور پر حاضر ہو کر مجھے دیکھا، میں گہری نیند میں
 تھا۔ دشمنوں کے شہر میں گہری نیند کے مزے لینا نادانی ہے لیکن
 اس اعتماد اور اطمینان کے کیا کہنے جو سونیا کے دم قدم سے پیدا ہو
 چکا ہے۔ وہ ابھی بھی اس لئے مجھ پر آنچ نہیں آسکتی تھی۔

○●○

جو جو نے میز پر کھانا لگایا پھر آواز دی "پارس! آجاؤ، مجھے
 بھوک لگ رہی ہے۔"

پارس کی طرف سے جواب موصافا نہیں ہوا۔ وہ
 بیٹھ گئی۔ کھانا شروع کرتے ہوئے بولی "مجھ سے بھوک
 نہیں ہوتی۔ بلیز آجاؤ۔"
 وہ کھانے کے دوران انتظار کرتی رہی۔ مگر وہ نہیں آیا۔
 اس نے پوچھا "کیا بھوک دوم میں ہو؟"

جواب نہیں ملا۔ وہ کاغذ چھپو پلٹ پر رکھ کر اٹھ گئی۔ وہاں
 سے چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی "وہ نہیں تھا۔ ہاتھ دوم کا دردانہ
 کھول کر دیکھا، وہاں سے بھی نہیں تھا۔ تب اسے پریشانی ہوئی۔
 اس نے خیال خرابی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پچھتاہٹ چاہتی
 تھی مگر اس نے سانس روک لیا۔
 وہ تیزی سے چلتی ہوئی ذرا تک دوم میں آئی پھر اسے دیکھ کر
 ٹھک گئی۔ وہ فرش پر بیٹھا رہا تھا۔ آنکھوں سے جھجکے آنسو

بہہ رہے تھے۔ وہ گھٹنے پر ایک ہاتھ رکھ کر ایک ہاتھ سے سر قلم
 کرنا دیکھتا رہا تھا۔ فولاد کو نہ پسند آتا ہے نہ آنسو آتے ہیں
 اسے جھجک دیتے دیکھ کر کبھی کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ وہ
 مرنے والا بندہ ہے۔

جو جو نے قریب آکر پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟"
 وہ اور سسک سسک کر رونے لگا۔ وہ بولی "کیا مجھے الونگا
 رہے ہو؟ انھوں میاں سے۔"

وہ فرش پر بیٹھا رہا۔ دونا رہا۔ وہ سامنے بیٹھ کر بولی "تم نے
 میرا کھانا حرام کر دیا ہے۔ کیا تمہارے جیسا کہ زور بھی آنسو بہا
 سکتا ہے۔"
 پارس نے روتے ہوئے پوچھا "کیا پہلوان اپنی موت پر
 نہیں روتے؟"

"ہاں روتے ہیں، مگر۔۔۔" کہتے کہتے چونک گئی پھر بولی۔
 "مجھے الونگا ہے؟ پہلوان اپنی موت پر کیسے روتے گا؟"
 "رونے گا۔" سبھی پہلوان روتے ہیں۔ اس کی پہلوانی اور
 شہ زوری کی موت ہو جانے اور وہ جسمانی طور پر کمزور ہو جائے تو
 جیتے جی اپنی پہلوانی کی موت پر رونے لگے گا۔
 "تمہاری کون سی پہلوانی مر گئی ہے؟"

"میری مر گئی کی موت ہو گئی ہے۔ مرنے لے مجھے الونگا کر
 میری عالی شہرت کا تباہ نکال دیا ہے۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ
 مجھ سے زیادہ ذہین اور مکار ہے۔ میں کسی کو نہ دیکھ کھانے کے قابل
 نہیں رہا۔ تم نے مجھے مرنے کی تلاش سے روک دیا تھا اور کہا تھا
 "داسے دھوڑ نکالو۔"

"میں اسے دھوڑ رہی ہوں۔"
 "بھوت بولتی ہو۔ وہ بھتے بھتے کر رہے ہیں، تم مجھے ٹال رہی ہو۔
 تمہیں شبہ ہے کہ وہ پھر میرے سامنے آئے گی تو مجھ پر اس کے
 حسن کا جادو چل جائے گا۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ وہ کیا جادو چلائے گی۔ میں تو اسے
 دیکھتی ہی کوئی بار دوں گی۔"
 "تم مجھے گولی مار دو۔ میں تو بہن برداشت نہیں کر سکتا۔ میں
 ابھی اسے تلاش کرنے جاؤں گا۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے فرش پر سے اٹھ گیا۔ پھر بولا "اب
 میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے۔ اس سے انتقام لوں گا۔ ورنہ
 عمر بھر تاروں کا۔"
 "ارے یہ رونے کی کیا تنگ ہے۔"

وہ جانے لگا۔ جو جو نے راستہ روک کر کہا "میں بھوکے ہوں۔"
 "میں انتقام کا بھوکا ہوں۔"
 "جہنم میں گیا تمہارا انتقام۔ پہلے کھاؤ۔ پھر جاؤ۔"
 "تمہاری انسلٹ نہیں ہوتی ہے۔ تم بہت بھر سکتی ہو۔"

ہرے حلق سے نوالہ نہیں اترے گا۔ مجھے آئندہ واو دو کہ میری
 نہ کاٹنا پری ہو اور میں بے وجہ ہو کر واپس آؤں۔"
 وہ تیزی سے جانے لگا۔ جو جو نے کہا "یہ آخر میں کون سی
 زبان بول رہے تھے؟"

وہ دروازے سے پہلے کر بولا "یہ میرے دو لڑکے پاکستان اور
 ہانگر بدوستان کی سچڑ زبان ہے۔ سماجی اکبر میں جانے
 سے پہلے اپنی بیوی اور حسیا بانی سے اسی طرح آئندہ واو لیر تے۔
 خدا حافظ میری جو جو اور حسیا بانی!"

وہ چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جو جو دیر سے پیچھے اسے
 خالی دروازے کو دیکھتی رہی اور اس زبان کے متعلق سوچتی رہی
 جو خاک پلے نہیں پڑی تھی۔ سب باہر سے گاڑی کے اشارات
 ہوتے اور دور دور جانے کی آواز آتی تب اس۔ "چونک کر سوچا"
 آج اتنے عرصے بعد پارس پہلی بار اسے جھوک گیا ہے۔

اسے غصہ آیا۔ ایک حیزہ کے پیچھے جانے کے لئے اس نے
 اپنی جو جو کو دھوکا دیا، مگر مجھے۔۔۔ کے آنسوؤں اور انجینی زبان میں
 اچھا بھر کھیل ہی کھیل میں دور ہو گیا۔ وہ غصے میں ٹھٹھکی گئی۔
 ثروت سے لگنے والی بھوک مر گئی تھی۔ وہ کھانا بھی چاہتی تو حلق
 سے نوالہ نہ اترتا۔

یہی بات پارس کہہ چکا تھا۔ جس کی انسلٹ ہوتی ہے اس
 سے کھانا یا نہیں جاتا۔ جو جو مرنے کے مقابلے میں تو بہن محسوس
 کر رہی تھی۔ پارس بڑی فکارتی سے اسے یہ احساس دلا کر گیا تھا۔
 وہ مرنے پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔

"غلطی میری ہے۔ میں چاہتی تھی مرنے سے پھر کبھی پارس کا
 ماننا نہ ہو۔ میں اسے ماننے والی رہی تھی اور اس انسلٹ کو
 بہت نہیں دی جو میرے آدمی کے اندر دلاوے کی طرح کھول رہی
 تھی۔ اس نے میرے بغیر گھر سے باہر جا کر غلطی نہیں کی بلکہ مجھے
 ٹھک کا احساس دلایا ہے۔"

اس نے ذہانت سے حالات کا تجزیہ کیا تو غصہ دور ہو گیا۔
 ہلال پر مسکراہٹ چمکی۔ محبوب کے ذرا دور ہو جانے سے اس
 نے ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ انتظار اچھا لگتا ہے کہ وہ اب
 آئے گا اور تب آئے گا۔ اور جب آجائے گا تو اس کے گلے
 لگ کر محبت اور بڑھ جائے گی۔

وہ پارس کا قصور کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ پتا چلا واقعی
 بہت کچھ بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ بھوک لگنے لگی تھی۔ وہ گنگناہٹ ہوئی
 کہ میں چلتی ہوئی کھانے کی میز پر آئی۔

پارس ایسے چھوٹے دل کا جوان نہیں تھا کہ ایک لڑکی سے
 دھوکا کھا کر تو بہن کے احساس سے دلا ہو رہتا۔ وہ تو دشمنوں کو
 گمان کی ذہانت کی واو دیتا تھا۔ اس نے مرنے کی حاضر دماغی پر
 لٹائی دل میں اسے واو دی تھی۔

وہ اسے تلاش کرنے کی بھی حماقت نہیں کرتا چاہتا تھا۔ اس
 کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ رفتہ رفتہ حد سے بڑھ رہی تھی۔
 اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اس کے تمام خیال خرابی کرنے والے
 دشمن اس کے گرد گھیر انگ کر دیتے اور ایسا جلدی ہوتا تھا۔ اس
 لئے وہ مطمئن تھا۔ اس نے شہادت کی انگلی سے ہوا میں لکھ دیا
 تھا "تم آ رہی ہو۔"

وہ دوسرے چکر میں جو جو کو تھما چھوڑ کر گیا تھا۔ بابا صاحب
 کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس جو جو کی رہائش گاہ پر
 نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے پارس کو اطلاع دی تھی کہ کچھ لوگ
 آدھی رات کے بعد بھی رہائش گاہ کے قریب سے گزرتے ہیں۔
 ان کا تعاقب کیا جائے تو جانچ دے کر نکل جاتے ہیں۔

ادارے کے جاسوس نے پچھلی رات ایک شخص کو پہچان لیا
 تھا۔ وہ ماسک مین کا آدمی تھا۔ جاسوس نے اسے پہچان نہیں تھا۔
 پارس کی ہدایت کے مطابق اس سے انجان بن گیا تھا۔ یہ یقین
 اسی دن سے تھا جب ماسک مین کے ہاتھوں سے جو جو نکل گئی تھی
 اب وہ انتقام اسی نیلی بیٹی جیسے جانے والی کو دینا مر رہا۔ ایسے لانا
 چاہتا تھا۔

پارس ڈرامو کرتے ہوئے عقب نما۔ سینے میں دھم رہا تھا۔
 پورے یقین کے ساتھ تعاقب ہو رہا تھا۔ اس نے ایک بہت
 بڑے جہل اسٹور کے پاس گاڑی روک دی۔ گاڑی سے نکل کر
 اسٹور میں آیا۔ وہاں مردانہ ریڈی میڈ بلوسا کی خریداری ہوتی
 تھی۔ پارس نے ایک اور کوٹ "ایک منظر اور ایک فلیٹ بیٹ
 خریدی۔ اس دوران ایک جاسوس نے اسے اپنے لئے لباس پسند کرتے
 ہوئے سرگوشی میں کہا "تعاقب کرنے والے دو ہیں۔ دونوں
 اسٹور میں آکر آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کیبن نمبر تین میں
 جائیں۔"

وہ خریدی ہوا سامان لے کر کیبن نمبر تین میں آیا۔ اس کے
 اندر پہلے سے ایک جاسوس موجود تھا۔ اس نے پارس سے اور
 کوٹ لے کر پتہ۔ گردن کے اطراف منظر کو لپٹا۔ آنکھوں پر سیاہ
 چشمہ لگایا، سر فلیٹ پہن کر اسے پریشانی پر جھکا دیا۔ اور کوٹ
 کے کارڈ کے لئے توجہ چھپ گیا۔ وہ کیبن کا دردانہ کھول کر
 باہر آیا پھر اسٹور کی بیٹھنے سے گزر کر جانے لگا۔

لباس تبدیل کرنے ایک وقت میں ایک ہی آدمی اندر جاتا
 ہے۔ تعاقب کرنے والوں کے سامنے اس کیبن کے اندر پارس
 گیا تھا اور جو خرید کر لے گیا تھا اسی لباس میں باہر آیا تھا لہذا وہ
 پارس ہی ہو سکتا تھا۔ مزید اس طرح تصدیق ہوئی کہ وہ اسٹور سے
 باہر جا کر پارس کی ہی گاڑی میں بیٹھ کر اسے اشارت کر رہا تھا۔
 تعاقب کرنے والے دو ٹوتے ہوئے اپنی کار میں آئے یوں تعاقب
 کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

ادھر پارس کیسے نمبر تین سے نکلا۔ پھر ہر جانے لگا۔ باہر اس کے لئے دوسری کاتیا رکھی۔

جو جو نے کئی بار پارس سے کہا تھا ”میں حیران ہوں کہ ماسک میں کی انتہائی کاروائی نہیں ہو رہی ہے۔“

پارس نے کہا تھا ”کوئی ضروری نہیں کہ وہ انتہائی کاروائی ہمیں نظر آئے دشمن اپنے طور پر مصروف ہوں گے۔“

اصل بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس اتنے محتاط اور متعہ تھے کہ دشمنوں کی دال نہیں مگھ رہی تھی۔ پھر ماسک میں کے سیکرٹ ایجنٹ نے اپنے ماتحتوں کو تاکید کی تھی ”پارس سے کھرائے بغیر جو جو کو حاصل کرو۔ اس طرح دشواریاں کم ہوں گی۔“

ایک طاقت نے کہا ”تین ہفتے گزر گئے۔ پارس جو جو سے پتا ہوا ہے۔ کبھی اسے تمنا نہیں چھوڑتا ہے۔“

”وہ کب تک کسل بنا رہا ہے۔ کبھی تو حالات مجبور کریں گے کہ وہ کسی ضروری کام سے کبھی تو اسے چھوڑ کر جائے گا۔“

”جو جو کا بڑی کاروبار بننے کے لئے کوئی دوسرا آجائے گا۔“

”مجھے دوسروں کی پروا نہیں ہے۔ ہماری جتنی کامیابی اسی میں ہے کہ ہم پارس، علی بیور اور سونیا سے سامنا کئے بغیر جو جو کو اغوا کریں اگر وہ جو جو کو لندن سے بیرون لے جائے گا تو وہاں سے اغوا کرنا مشکل ہو جائے گا۔“

سیکرٹ ایجنٹ نے کہا ”مشکل نہیں، ناممکن ہو جائے گا۔“

فرانس کی حکومت فرہادی فیملی کے لئے لوہے کی دیوار بن جاتی ہے اگر پارس اسے بیرون لے جاتا ہے تو ہم مجبور اس سے بھی کھرا جا سکتے۔“

یہ دشمنوں کے خیالات اور ارادے تھے۔ پارس نے اپنے طور پر سوچا کہ جب تک وہ عارضی طور پر جو جو سے الگ نہیں ہوگا اور دشمنوں کے لئے راستہ ہموار نہیں کرے گا۔ وہ مکمل کر سامنے نہیں آئیں گے۔ اسی لئے وہ جو جو کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

اس وقت رات کے وہ بجے تھے۔ کسی بڑی واردات کے لئے یہ وقت مناسب نہیں تھا لیکن مجبوری تھی۔ سیکرٹ ایجنٹ کو بھی سنری موقع ملا تھا۔ وہ اپنے دو آدمیوں کے ساتھ جو جو کی رہائش گاہ میں گھس آیا۔ اسے زیادہ عجز پسند نہیں تھی۔ وہ تنہا کام کرنے کا عادی تھا۔ اپنے ساتھ دو آدمی اس لئے لایا تھا کہ جو جو کو اغوا کر لے جانے کا مسئلہ تھا۔

وہ تین دے پاؤں مختلف کمروں میں گئے۔ ایک بیڈ روم میں وہ بہتر نظر آئی۔ صورت نظر نہیں آئی کیونکہ مکمل اوڑھے ہوئے تھی۔ مکمل سے باہر اس کی ریشمی زلفیں دکھائی دے رہی تھیں۔ سیکرٹ ایجنٹ نے اسے کئی پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا ”تک حرام! تجھے ہمارے ملک نے غیر معمولی ذہانت دی۔ تجھے

ہرے لی طرح چمکانے کے لئے دن رات تجھ پر محنت کی گئی اور تو ہمیں شکر ادا پہلی آئی۔“

اس نے آگے کو جنب کر رہی زلفوں کو معنی میں جکڑ لیا۔ پھر ایک زوردار جھٹکے سے اٹھانا چاہا مگر اپنے ہی زور میں پیچھے کی طرف لڑکھڑایا۔ اس کے ہاتھ میں پوری جو جو نہیں آئی صرف اس کی ریشمی وگ آئی۔

اس نے گھبراہٹوں کی وگ کو دیکھا۔ داغ میں خسرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے مکمل کے سرے کو پکڑ کر ایک طرف ہٹایا تو وہ نہیں تھی۔ ربر کی ہوا بھری ہوئی عورت تھی۔ پھر وہ چونک گیا۔ جو جو کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بیڈ روم میں رکھے ہوئے ٹی وی اسکرین پر دکھائی دے رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی ”بچکے کے باہر احاطے میں خفیہ کیمرے نصب ہیں۔ جیسے ہی تم لوگوں نے احاطے میں قدم رکھا، تمہارا اسکرین پر نظر آئے گے۔“

سیکرٹ ایجنٹ نے آگے اس کی بات نہیں سنی۔ اپنے بچاؤ کے لئے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ وہاں سے بھاگتا ہوا باہر آیا لیکن بیرونی دروازے پر پہنچتے ہی ٹھک گیا۔ باہر کی گن میں مورچا بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مورچا بندی کے باعث وہ گولیاں نہیں چلا سکتا تھا۔ خود جوابی فائرنگ کا نشانہ بن سکتا تھا۔

وہ اپنے دو ماتحتوں کے ساتھ دوڑتا ہوا بیٹکے کے اندر گیا اور پھٹلا وروانہ تلاش کرنے لگا۔ وہ دروازہ ملا تو اس کے باہر بھی کئی گن میں مورچا سنبھالے ہوئے نظر آئے۔ وہ وہاں سے پلٹ کر بیٹکے کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے کمزریوں کے باہر دیکھتے گئے۔ کمزریوں کی آہنی جالیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکے دیتے رہے جیسے وہ جالیاں توڑ کر نکل جائیں گے لیکن وہ بری طرح چوہے دان میں پھنس گئے۔

اچانک ٹھانسی سے گولی چلی۔ وہ گولی سیکرٹ ایجنٹ کے بازو کی بڑی توتلی ہوئی گزر گئی۔ اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ وہ بازو تھام کر کرنا بنے لگا۔ اس کے ماتحتوں نے سر گھما کر دیکھا۔ ڈرائنگ روم میں رکھے ہوئے ٹی وی اسکرین پر جو جو نظر آ رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی ”سیکرٹ ایجنٹ، تمہیں پتا ہے کہ اب میں تمہارے داغ میں آسکتی ہوں۔“

وہ اپنے زخم کی تکلیف بھول کر چیخنے لگا ”نہیں، تم نہیں آسکتیں۔ میں تمہیں اپنے اندر آنے نہیں دوں گا۔“

اسی وقت دو گولیاں چلیں۔ اس کے دونوں ماتحت قتل ہو گئے۔ وہ بولی ”تم ماسک میں کی آنکھوں کا تارا ہو۔ تمہارے حکمران تمہاری دلیری اور کامیاب منصوبہ بندی سے خوش رہتے ہیں۔ تم سراغ رساؤں اور خطرناک فائٹوں کی بہت بڑی فوج کے کمرچھے اغوا کرنے آئے ہو۔“

”نہیں، میں تمنا ہوں۔“

وہ داغ میں آکر بولی ”کیا اب کوئی بات چپا سکتے ہو؟“

اس نے فوراً ہی جھک کر فرش پر سے گن اٹھائی۔ اس کے زیر کوبہ کر خود کشی کی کوشش کی مگر اٹھتی خود خود ڈیکر پر سے ہٹ گئی۔ اس نے پھر اٹھتی کو ڈیکر پر رکھا مگر وہ پھر ہٹ گئی۔ جو جو نے کہا ”تم اپنے اختیار میں نہیں ہو، یہ بات کتنی دیر میں سمجھو گے۔“

وہ گرج کر بولا ”چلی جاؤ، مجھے مرنے دو۔“

”تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ پہلے یہ تو معلوم ہو کہ اور کتنے سیکرٹ ایجنٹ اور کتنے دو پاؤں کے کتے ہیں جو تمہارے بعد لے آؤا کرنے آئیں گے۔“

وہ داغ پر پوری طرح مسلط ہو کر ضروری معلومات حاصل کرنے لگی۔ سیکرٹ ایجنٹ کی سوچ نے اسے دوسرے دو ایجنٹوں کے نام یاد پڑے تھے۔ کچھ اور ایسے پراسرار ایجنٹ تھے جن کے حلقے اسے معلوم نہیں تھا اور یہ بات جو جو کے لئے تشویش کا نغمہ تھی۔ وہ اس سے مزید معلومات حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے اسے خود کشی پر مجبور کر دیا۔

کچھ لوگ آئے اور وہ تینوں لاشیں اٹھا کر لے گئے۔ فرش پر سے خون صاف کر دیا گیا جو جو نے کھڑی دیکھی، باہر بیٹھے والے تھے۔ پاؤں کو گتے تین گتے ہو گئے تھے۔ وہ ابھی تک نہیں اٹھا تھا۔ اس نے خیال خواتی کی پرواز کی۔ سیدھی پارس کے داغ میں پہنچ گئی۔ بڑی جراتی ہوئی کہ اس نے سانس نہیں روکی۔ بلکہ اپنی ہڈی کو محسوس نہیں کیا۔ اس نے مخاطب کیا ”پارس!“

وہ چونک کر بولا ”جو جو! تم آگئیں؟ میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔“

”یہ تم اندھیرے میں کیا کر رہے ہو؟“

پارس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا پھر کہا ”میں بڑی بے سوچ رہا ہوں، تمہیں یہ ویسا ہی اندھیرا تو میں ہے جیسا اندھیرا میں اور جو جی تار من کے مقدس میں ہے۔“

وہ گھبرا کر بولی ”کیسی باتیں کرتے ہو۔ وہ خیال خواتی کرنے والے ایک تاریک کمرے میں قید کئے گئے ہیں۔ بھلا تمہیں کون پتا کر سکتا ہے۔“

”جو جو! میں نے پارک ایونیو سے گزرتے ہوئے اپنے ٹائٹل میں جھپٹ محسوس کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی میں کمزوری محسوس کرنے لگا۔ ایک کار میرے قریب آکر رکی۔ میں نہ چاہتے تھے کہ اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ میرے داغ کے اندر کوئی گھسا ہوا ہے۔ جب کار اٹھ کر گئی تو اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا۔ میں دماغی طور پر غائب ہو گیا۔ جب سے حاضر ہوا ہوں، یہ اندھیرا دیکھ رہا ہوں۔“

وہ پریشان ہو کر بولی ”پارس! میرا دل ڈوب رہا ہے۔ یہ تو دہی تاریکی والا ٹرپ ہے۔ اس ڈیکل مکین مرنے نہیں اپنے جال میں چھانسا لیا ہے۔“

”پتا نہیں مرنے دھنشی کر رہی ہے یا ان تاریک قید خانوں کے پیچھے کوئی دوسرا خیال خواتی کرنے والا ہے۔“

”کوئی دوسرا نہیں ہے۔ یہ مرنے کا بدعاشی ہے۔ مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تم پر اس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔“

”دیکھو یہ کسی کی بھی بدعاشی ہو، اس بدعاشی کا مقصد تمہیں حاصل کرنا ہے۔ دشمن جانتے ہیں کہ تم میری دیوانی ہو۔ مجھے تلاش کرنے اور تاریک قید خانے تک پہنچنے کے لئے تم دیوانہ وارانہ اپنا ہوا گاہ سے نکل پڑو گی۔ پھر وہ تمہیں بھی آسانی سے ٹرپ کر کے تاریک کمرے میں پتھاردیں گے۔ میری بات گرہ میں باندھ لو۔ بیٹکے سے باہر نہ نکلو۔ بلکہ انکل سلمان سے رابطہ کرو۔ وہ تمہارے لئے بجلی کا پڑ بھیج دیں گے۔ تم صبح ہونے سے پہلے بابا صاحب کے ادارے میں چلی جاؤ۔“

”میں نہیں جاؤں گی۔ تم لندن میں قید کی سختیاں جھیلو اور میں بیرون میں آرام کروں، یہ ناممکن ہے۔“

”غذائی نہ بنو۔ کیا تم بھی یہاں آکر قیدی بننا چاہتی ہو؟“

”تمہارے لئے تاریک قید خانہ تو کیا جنم میں بھی پہنچ جاؤں گی۔“

”میں تمہاری ذہانت ہے؟“

”عورت اپنے مرنے کے لئے داغ سے نہیں دل سے سوچتی ہے۔“

”ایسی عورت مصیبت بن جاتی ہے، تم میری اور اپنے بزرگوں کی پریشانیوں میں اضافہ کر دو گی۔ بابا صاحب کے ادارے میں محفوظہ کر خیال خواتی کے ذریعے میری رہائی کی تدبیر پر عمل کر سکتی ہو۔ اگر تم چاہو۔“

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پارس نے کہا ”تمہیں وہ نہیں کرنا چاہئے جو دشمن چاہتے ہیں۔ ذرا غور کرو، تم جوش میں آکر صرف میری محبت کو مرکز بنا کر دوسرے تمام اہم پہلوؤں کو نظر انداز کر رہی ہو۔“

وہ بے شک غیر معمولی ذہانت کی حامل بن چکی تھی۔ اس نے جوش میں آنے کی غلطی کو تسلیم کیا پھر بڑے یقین سے کہا ”اب میں اپنی ذہانت کو آزمائش کی اور ہر حال میں مرنے تک پہنچ کر تمہیں تاریک قید خانے سے رہائی دلاؤں گی۔“

وہ انکل سلمان سے رابطہ کرنے چلی گئی۔ میں پارس کے داغ میں موجود تھا۔ وہاں سے چپ چاپ سلمان کے داغ میں پہنچ کر دیکھا۔ جو جو باتیں کر رہی تھی، میں واپس آیا تو پارس نے لاش آن کر دی۔ میں نے کہا ”تم بچے شیطان ہو۔ میری ہو کو انو

جاتے ہو۔

اس نے کہا ”جو جو کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیجے گا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ تاکہ میں کے ٹیکٹ ایجنٹ بڑی خاموشی سے چال چلتا رہے ہیں۔ اگر جو جو ہاتھ نہ لگی تو وہ اسے دور سے ہی گولی مار دیں گے۔ پھر میرا خطرناک ہتھی جاری ہے۔ بڑی خاموشی سے پتھر مارا کر شکار کو تارک قید خانوں میں پھنسا رہی ہے۔ جو جو لندن میں رہی تو ہزار خوش فہمیوں کے باوجود وہ شکار ہو سکتی ہے۔“

میں نے تاکید کی پھر کہا ”وہ پھر تمہارے پاس آنے والی ہے۔ روشنی دیکھنے کی تو تمہارا فراڈ مکمل جائے گا۔“
وہ لائٹ آف کر کے بولا ”میں تو دیر در کے لئے گہری نیند سوئے جا رہا ہوں۔ وہ آگے کی تو مجھے نیند میں دیکھ کر چل جائے گی۔“
وہ بستر پر لیٹ کر داغ کو دایات دینے لگا۔ میں نے سلمان کے پاس آکر پوچھا ”کیا جو جو کے لئے یہی کاہنہ بچ رہا ہے؟“
”جی ہاں“ ابھی اُسے گھنٹے میں سلطانہ ایک ٹیلی کاہنہ میں جاری ہے۔

”سلطانہ کیوں جاری ہے؟“
”سلطانہ کے ساتھ پوئی بھی جاری ہے۔ جو جو کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے۔“
”وہ تو چندہ منٹ پہلے بالکل ٹھیک تھی۔“
”جی ہاں“ اچانک خرابی کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو دواوا جاننا رہی ہے۔

میں ایک دم سے اچھل پڑا ”کیا کہہ رہے ہو؟“
”خوشی کے مارے جو جو کے پاس نہ چلے جائے گا۔ فی الحال عورتوں کو اس کے پاس رہنے دیں۔“
میں نے دافنی طور پر حاضر ہو کر لیلی کو دیکھا۔ وہ ایک صوفے پر آٹھویں بندے کے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں جا کر اس سے پلٹ گیا۔ اس نے گہرا کر آٹھویں کھول دیں۔ میں نے کہا ”یہ کوئی سونے کا وقت ہے؟“ اسے ہم تو بٹن مائیں گے۔ کچھ چاہے؟“
”جی میں سو نہیں رہی تھی۔ جو جو کے پاس تھی۔“
”پھر تم نے یہ خوشخبری مجھے کیوں نہیں سنائی؟“
”میں اسے سنبھال رہی تھی۔ نہ کہ کبھی ہو رہی ہے۔“

پیاری عہد حال ہی ہو گئی ہے۔
”اچھا تم جاؤ۔“ ہمیں وہاں رہنا چاہئے۔“
”وہاں لیڈی ڈاکٹر آئی ہے۔ سلطانہ بھی آتی جاتی ہے۔ کوئی گھنٹے ڈیرہ گھنٹے میں پوئی کے ساتھ وہاں پہنچ جائے گی۔ یہی کاہنہ میں ڈاکٹر اور زمیں موجود رہیں گی۔“
”آؤ ہم بیٹے کو خوشخبری سنائیں۔“
”میں نے جو جو کے داغ میں نہ کر دیکھا“ وہ اس فی افادے

عہد حال اور پریشان ہونے کے باوجود پارس کو یہ خوشخبری سناتا چاہتی تھی لیکن کردی کے باعث خیال خوانی کی پرواز نہ کر سکی۔
”ایک طرح سے یہ اچھا ہوا کہ وہ خیال خوانی نہیں کر سکتی اور پیرس پھنسا دی جائے گی۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ وہ بھی اچانک پارس کے داغ میں پہنچے گی تو اس کا فراڈ ظاہر ہو جائے گا۔“
”یہ آپ باپ بیٹے اپنی بیویوں سے فراڈ کیوں کرتے ہیں؟“
”بے شک ہم فراڈ کرتے ہیں۔ مگر محبت سے کرتے ہیں۔ اپنی ذات سے محبت کرنے والی بیوی کی بھلائی اور سلامتی کے لئے کرتے ہیں۔ لندن میں جو جو کے لئے خطرات بڑھ گئے ہیں۔“
”جو جو کے ساتھ پارس بھی پیرس آسکتا ہے۔“
”تم صرف عورت بن کر سوچ رہی ہو۔ پارس لندن سے چلا آئے گا تو تمہارا کوئی خاص آدمی وہاں نہیں رہے گا۔ تم چاہتی ہو“
وہ تارک قید خانے کا سراغ نہ لگائے۔ اپنی بیوی کے ساتھ بچہ بننے کے لئے میزبانی ہوم کے چکر لگا رہی تھی۔

وہ کھکھلا کر ہنسنے لگی۔ جب وہ مکمل کر رہی تھی تو جو جو گلاب ہو جاتا تھا۔ اچانک اس کی ہنسی ٹھم گئی۔ وہ کچھ سوچنے لگی۔
میں نے پوچھا ”کیا ہوا؟“
”وہ پوئی“ اگر میرے ساتھ بھی یہی ہو گا تو کیا ہو گا؟“
”میں سمجھا نہیں تمہارے ساتھ کیا ہو گا؟“
”اگر میں بھی ماں بننے لگوں تو۔۔۔“
میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر پوچھا ”کیا خوشخبری سنائے والی ہو؟“

”خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ یہ کتنے شرم کی بات ہوگی۔ ہو اور ساس آگے پیچھے بچوں کی مائیں بنیں گی۔“
”قدرتی معاملات میں شرم کی کیا بات ہے؟ قدرت کا منشا ہو تو سوسر کے بوڑھے بھی باپ بن جاتے ہیں۔“
”آپ کچھ بھی کہہ لیں۔ مجھے تو سوچ کر ہی شرم آتی ہے۔“
میں نے ایک سرواۓ بھر کر کہا ”اچھی بات ہے“ آئندہ میں نوپا پتا کروں گا۔“

اس نے بڑے پیار سے مجھے گھور کر دیکھا۔ میں نے کہا۔
”تمہاری بات سے یہ بات یاد آئی کہ ہم باپ بیٹے آئندہ اولاد والے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم دونوں زہریلے ہیں۔ مجھے خیال ہے اور پارس کو مارنے نے زہریلا بنایا تھا۔ میں حیران ہوں کہ پارس باپ کیسے بن رہا ہے۔“
”لیکن تمہارے پاس پارس پور غور نہیں کیا تھا۔“
میں نے کہا ”سلطانہ سے کو جو جو کو پیرس پہنچانے کی نجات تجر کارڈاکٹروں سے تفصیل معائنہ کرائے۔ ہمیں اس اہم نکتے پر توجہ دینی چاہئے تاکہ بچے کی بنیادیں کوئی زہریلا نقص نہ رہ جائے۔“

”لیکن اپنی بہن کے پاس گئی۔ میں پارس کے پاس آیا۔ وہ غورا کی عمری نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں نے کہا ”اٹھو لاٹھنی! اگر تم نے مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔“

وہ بستر اٹھ بیٹھا پوچھا ”آپ کو مجھ سے کیا امید نہیں تھی؟“
”نہاں امید کی مجھے ملا تھی اور کہہ دیا ہوا ہے؟“
”نہاں اس مت کرو۔ لائٹ آن کرو۔“

اس نے لائٹ آن کرتے ہوئے کہا ”آپ کچھ غراۓ والی چنگ رہے ہیں۔ کہیں پیٹ تو خراب نہیں ہے؟“
”بات پیٹ کی سی ہے۔ مگر میرے نہیں۔ بہو کے پیٹ کی بات ہے۔ گدھے تم باپ بن رہے ہو۔“
”آپ نے بالکل صحیح موقع پر مجھے گدھا کہا ہے۔ ایسی ہنسی کیانی کھائی بچی عمر میں گدھے ہی باپ بننے ہیں۔ ابھی تو میں خود یاد رکھ رہی ہوں۔ یہ جو جو مجھ پر ظلم کر رہی ہے۔“
”کیا تم خوش نہیں ہو؟“

”ہاں! یہ خوشی عارضی ہے۔ آپ اس پہلو پر غور کریں کہ میں زہریلا ہوں۔ جو جو کے ماں بننے کے آثار تو پیدا ہو گئے ہیں لیکن اندیشہ ہے کہ اس کا بل ٹوٹے گا۔“

”تمہاری پوری کوشش یہی ہوگی کہ جو جو کو صدمہ نہ پہنچے۔ وہ آٹھ ماہ تک دن رات لیڈی ڈاکٹر کوں کی نگرانی میں رہے گی۔“

”معلوم ہوتا ہے وہ ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں ہے اور میرے پاس ضرور آتی۔“
”لیکن تمہاری بھی وہ کردار درست ہو گئی ہے۔“
پارس نے گہری دیکھی۔ وہ بچنے والے تھے۔ وہ ہاتھ موم ٹما جاتے ہوئے بولا ”وہ پیرس کب جاری ہے؟“
”ابھی یہی کاہنہ پہنچنے ہی والا ہے۔“

”پلیز آپ معلوم کریں جو جو کون سے فلائنگ کلب سے ہوا کرے گی۔ میں دوری دور سے اس کی نگرانی کروں گا۔“
میں اسے فلائنگ کلب کا نام اور پتا بتا کر چلا آیا۔ وہ لباس زیب تن کر کے اپنی میں اپنا سامان رکھ کر باہر آیا۔ دوسرے کمرے میں دوڑی تھی۔ وہ مکان ایک بوڑھی عورت کا تھا۔ پارس فلائنگ کلب کی حیثیت سے آیا تھا۔ لندن میں ایسی عمر رسیدہ عورتیں جو تنہا رہتی ہیں اور جوان لڑکے اور لڑکیوں کو کمرے لکھنے پر دیتی ہیں، عرف عام پر بیکورسل آئی تھیں جلت خالہ لکھتی ہیں۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی ”آجائو۔ دروازہ کھلا ہے۔“
وہ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ جلت آئی آئینہ کے قریب ایک کرسی پر بیٹھی آٹھ منٹ کے ڈال رہی تھی اور بیڑا رہی تھی۔ مکمل تو دروازہ کھلا رکھتی ہوں۔ میرے کمرے میں صرف بڑا بھاپا

ہے جسے کوئی چراتا نہیں چاہتا۔ جب جوان تھی تب دوبار اغوا کی گئی تھی۔ اب تو دروازہ کھولا رکھو پھر مجھ کوئی اٹھانے نہیں آتا۔ باقی دیوے ”تم کون ہو؟“

یہ پوچھتے ہوئے اس نے سرگھا کر پارس کو دیکھا پھر حیرانی سے کہا ”یہ تم اپنی اٹھ کر آئے ہو۔ کیا جا رہے ہو؟“
پارس نے جیب سے دس پونڈ نکال کر دیتے ہوئے کہا ”جی ہاں“ اسے رکھ لیں۔“

وہ پھر حیرانی سے بولی ”مائی گڈنس! تم نے ایڈوانس دس پونڈ دیئے تھے۔ اب آپ اور دس پونڈ دے رہے ہو۔ کیا خاندانی ریس ہو؟ اس پر یہ کہ کچھ گھٹنے نہ کر جا رہے ہو۔ یہاں تو جوان اپنی کرل فریڈز کے ساتھ آتے ہیں۔ صبح تک رہتے ہیں اور صرف چھ پونڈ دے کر جاتے ہیں۔ کیا تمہاری کوئی کرل فریڈز نہیں ہے؟“
”ایک نہیں“ وہ منوں لڑکیاں دوست بن جاتی ہیں مگر میں ابھی باپ بن رہی ہوں۔“

جلت آئی نے زوردار قہقہہ لگایا۔ قہقہوں کے دوران بولی۔
”یونانی بوائے! تم بہت کمرے ہو۔ میرے قریب آؤ۔ کم آن ٹمٹ کلوز ٹوی۔“

وہ قریب آیا۔ جلت آئی نے سرگوشی میں کہا ”وہ پاس والے کمرے میں ایک بہت سی خوبصورت چھوٹی ہے۔ میں جوانی میں ایسی ہی تھی۔“
وہ نوٹیں اپنی بات چیت میں کیوں لے آتی ہوں! میں دوشیزہ کی بات کر رہی ہوں۔ کیا وہ بے کیا رنگت ہے۔ شیشے کا بدن لگتا ہے۔ دیکھو کہ تو نظریں پھسل پھسل جائیں گی۔“

”اوہ آئی! آپ کا ایک پاؤں قبر میں ہے اور میرے دونوں پاؤں گیسٹ ہاؤس سے باہر جا رہے ہیں۔ میں نے رخصت کرنے جا رہا ہوں اس کے سامنے مجھے دنیا کی ہر لڑکی پھینکی گئی ہے۔ اچھا پھر میں گے۔“

وہ جانے لگا۔ جلت آئی نے کہا ”رک جاؤ کہ ایسا ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہے؟ ابھی تو نے کہا ہے کسی کو رخصت کرنے جا رہا ہے۔ پھر تو مجھے کسی ساتھی کی لازمی ضرورت ہوگی۔ اپنی یہاں چھوڑے جا۔ واپس آئے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھ لے۔ اگر مسلمان سے کافر نہ ہو تو میں دلائی چھوڑ دوں گی۔“
”تمہاری دلائی چھوڑنے کے لئے ضرور اسے دیکھوں گا اور نہ پھیر کر چلا آؤں گا مگر ابھی نہیں“ واپس آکر۔“

اس نے اپنی دہلیز رکھ دی۔ دروازہ کھول کر باہر آیا ”اسی وقت ایک نسوانی چٹ خانی دی۔ پارس نے جو تک کر ایک ست دیکھا۔ آواز کی ست کا اندازہ کیا پھر ادھر دوڑا ہوا گیا۔ مکان کے پچھلے حصے میں بیٹنگ گیسٹ کے لئے مزید دو کمرے تھے۔ ایک کمرے کی کرسی سے کوئی چھلانگ لگا کر نکل رہا تھا۔ پارس نے دوڑتے ہوئے آکر ایک فلائنگ کلب ماری۔ وہ دروازے

جا کر نکرایا۔ اسی کھڑکی سے دوسرے نے پارس پر چھلانگ لگائی اس کے پیٹ میں گھونسا بڑا، وہ زمین پر گر کر تکلیف سے دہرا ہو گیا۔ پہلے شخص نے سنبھل کر حملہ کیا۔ مگر مار کھاتا چلا گیا۔ دوسرے نے سائنسر لگا ہوا ریو اور دکھا کر کہا ”ہاٹ! ہم ہنگامہ نہیں چاہتے۔ راستے سے ہٹ جاؤ، ہمیں جانے دو۔“

پارس نے اس کے ساتھی کو اس پر اچھال دیا۔ ریو اور کو اپنے قبضے میں لیا تو وہ دونوں بھاگتے ہوئے بازندری کی دیوار چھلانگ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس نے پلٹ کر کھڑکی سے کمرے میں بھاگ کر دیکھا۔ ایک گلابی بدن، درنچہ دہن والی بستر اور اندھی پڑی تھی۔ جگہ، آگنی نے کمرے میں آکر اسے دیکھا۔ پھر چار کر کہا ”خون، مرڈر! جلدی آؤ یہ شاید مچ چکی ہے۔“ وہ فوراً ہی کھڑکی کے راستے اندر آیا۔ حینہ کے بازو سے سو رس رہا تھا۔ اس نے بغض دیکھی۔ وہ زندہ تھی۔ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اُس نے اسے چپٹ لٹاتے ہوئے پوچھا ”فرسٹ ایڈ کا سامان ہے؟“

جگہ آگنی تیزی سے چلتی ہوئی باہر گئی۔ ہوش بُرا حسن والی ہوش سے بیگانہ تھی۔ بدن ٹھہر گیا تھا، لباس جگہ جگہ سے سرک گیا تھا۔ سنہری زلفیں، گلابی چہرے پر تھرک رہی تھیں۔ سانس کی رفتار سست تھی، سینے کی رفتار آسمان کو چھونا چاہتی تھی۔ کیا خبر وہ لڑکی تھی یا آتش بازی کی دکان۔ بیوشی کی حالت میں بھی بدن چٹا چٹا بول رہا تھا۔

پارس کو بعد میں خبر ہوئی کہ وہ بازو کے زخم کا معائنہ کرتے کرتے جغرافیہ پڑھتا جا رہا ہے۔ جگہ آگنی فرسٹ ایڈ بکس لے آئی۔ پارس نے سب سے پہلے خون کے بہاؤ کو روکنے کی کوشش کی۔ بڑی مہارت سے مزہم پی کی۔ اسے بیوشی کی حالت میں ضروری گولیاں اور کینپول نہیں کھلائے جاسکتے تھے۔ پارس نے کہا ”آگنی! میں انجکشن اور پچھ دو اینیل لے کر آتا ہوں۔“

وہ بولی ”مائی سن! یہ! اچھا ہوا، ریو اور میں سائنسر لگا ہوا تھا۔ آواز باہر نہیں گئی۔ میں پولیس کے جمیلے میں نہیں پڑنا چاہتی۔ تم باہر کسی سے ذکر نہ کرنا۔“

”نہیں کروں گا۔ آپ اس کے لئے دودھ اور لٹین تیار رکھیں۔“

وہ باہر آیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر قریبی یکسٹ کے پاس گیا۔ وہاں سے ضروری انجکشن اور دو اینیل خریدیں۔ گھڑی بتا رہی تھی کہ بدحو کا پہلی کاپڑ چاچکا ہو گیا جانے والا ہو گا۔ وہ اب بھی فلائنگ کلب جاسکتا تھا لیکن مریضہ کے پاس فوراً جا کر انجکشن لگا کر ضروری تھا۔ ورنہ گولی کا زخم تاسور بن سکتا تھا۔

وہ واپس آیا۔ بگ آگنی نے کہا ”یہ ہوش میں آئی تھی۔ میں نے دودھ پینے کے لئے کہا تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔“

شاید پھر بیوش ہو گئی ہے۔ ایک بار میں بھی جوانی میں بیوش ہوئی تھی۔ کچھ پتا ہی نہیں چلتا ہمارے اوپر کیا گزر رہی ہے۔ میں نے ہوش میں آنے کے بعد اپنے بوائے فریڈ سے خوب بھڑاکا۔ کبھی مجھے بالکل بیوش سمجھے ہوئے تھا۔“

پارس نے ایک انجکشن لگایا۔ سوئی بدن میں ہوسٹ ہوئے ہی لڑکی کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی۔ اس نے آنکھیں کھل کر دیکھا۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔ پارس نے کہا ”ہوش میں آگئی ہے مگر بخار تیز ہے۔“

جگہ آگنی نے کہا ”یہ تو مقدر کے کھیل ہیں۔ جس لڑکی کو تم دیکھنا نہیں چاہتے تھے اس کی اب تیار دوا دی کر رہے ہو۔ میں تو اب سونے جا رہی ہوں۔“

اس نے تباہی لی۔ پارس نے پوچھا ”وہ دو غنڈے کس مقصد سے آئے تھے، کچھ پتا چلا؟“

”اس کے پرس میں کالی رقم تھی۔ اب نہیں ہے۔ پرس خالی ہے۔ یہ منشیات کے عادی نوجوان رقم حاصل کرنے کے لئے اسی طرح واردات کرتے ہیں۔“

وہ چلی گئی۔ پارس نے کھڑکی اور دروازے کو بند کیا۔ آتشدان کی آگ کو بجھایا۔ پھر ایک گلاس دودھ میں او لٹین حل کر کے اس کے چہرے پر جھپک گیا۔

ہولے سے آواز دی ”اے اٹھو، دودھ لی لو۔“ وہ آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ اس نے کھنکھیں جیسے رخسار کو تھپتھپا کر پھر آواز دی۔ وہ بڑبڑائی ”وہ نو، مجھے مر جانے دو۔“ اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے تھام کر اٹھایا۔ آدھا لیٹا آدھا بٹھایا۔ وہ بیٹھے بیٹھے اُس پر لڑ گئی۔ اپنے سینے کی دھڑکنیں اس کے سینے میں ٹرانسفر کرنے لگی۔ پتا نہیں کون تھی؟ کہاں سے آئی تھی؟ خود کو سو نہ رہی تھی جیسے جوانی میں گود لینے کو کہہ رہی ہو۔

پارس نے اسے سمجھا مٹا کر دو چار گھونٹ پائے۔ پھر وہ انکار کرنے لگی۔ ایک تو پونی غضب کی سردی تھی۔ پھر بخار بھی تھا۔ وہ کانپ رہی تھی اس کے گریبان کو مضبوطی سے پکڑ کر کھل بن گئی تھی۔ پارس نے اسی حالت میں اس پر دو سرا کھل ڈال دیا پھر اسے لٹانے کے لئے تکیہ برابر کرنے لگا تو اس کے نیچے سے ایک پستول نظر آیا۔ اس نے پستول اٹھا کر اسے لٹا دیا۔

پستول بھرا ہوا تھا۔ لڑکی خود بھری ہوئی بندھن تھی۔ پتا نہیں کیوں تکیے کے نیچے ہتھیار رکھا تھا۔ اسے کسی سے اپنی جان کا قتلہ تھا۔ یا وہ کسی کی جان لینا چاہتی تھی۔ پستول کی موجودگی نے پارس کو تجسس میں مبتلا کر دیا۔ اس نے پرس اٹھا کر دیکھا جگہ آگنی کا کسٹ درست تھا۔ پرس میں ایک بھی کرسی نوٹ نہیں تھا وہ غنڈے صرف رقم چرانے آئے تھے۔ اگر وہ جانی ہٹا سکتا

ہوتے تو ایک گولی بازو میں مارنے کے بعد دوسری گولی سینے میں اتار سکتے تھے۔ اس کی جان بچنے کا پچھوٹا تھا لیکن وہ رقم ہاتھ لگنے ہی فراہم ہو گئے تھے۔

پرس میں ہلکے میک اپ کا سامان اور ایک سرخ کارڈ تھا۔ وہ سرخ کارڈ بتا رہا تھا کہ وہ کال ٹرل ہے۔ لندن میں پیشہ کرنے والی عورتوں کو سرکاری اسپتال میں رہتے ہوئے میڈیکل چیک اپ کے لئے جانا پڑتا ہے۔ جنہیں کوئی ملک مرض نہیں ہوتا انہیں گرین کارڈ دیا جاتا ہے۔ جس کی مدد سے وہ قانوناً جسم فروشی کا دھندا کر سکتی ہیں۔ جن عورتوں کو زرد کارڈ دیا جاتا ہے وہ زیر علاج ہوتی ہیں۔ گلاب ان کے پرس میں زرد کارڈ دیکھ کر توبہ کرتے ہیں اور کسی گرین کارڈ والی کے پاس جاتے ہیں اور جن کے پرس میں سرخ کارڈ ہوتا ہے وہ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتی ہیں اور طویل مدت کے لئے علاج بھی جاتی ہیں۔

پارس نے سرخ کارڈ کو اور اس لڑکی کو حیرانی سے دیکھا۔ وہ دور دور تک تیار نہیں لگتی تھی۔ چہرے پر کنواری دھڑوہکی ناڈی تھی۔ پیشہ کرنے والوں کو دور سے دیکھو تو چہرے سے پشیمانی برتی ہے۔ وہ اس کے بازو کی مزاحمت کرنے اور اسے سینے کی دھڑکنوں سے لگا کر دالیں پلانے کے دوران اس کے کسے ہوئے بدن کے حسن کو خوب سمجھا تھا۔ وہ کسی کل سے سرخ کارڈ والی خطرناک مریض نہیں لگتی تھی۔

اس نے ہسپتال خالی کر کے اسے نکلنے کے لیے رکھ دیا۔ ایک بار پھر اس کے بدن کو ہاتھ لگا کر دیکھا گرم تھا۔ نرم تھا مگر تیار نہیں تھا۔ البتہ چھوٹے والے کو تیار بنا رہا تھا۔ بعض حالات میں بیمار کو بیماری ٹھیک کرتا ہے۔ سرکاری اسپتال سے سرخ کارڈ جاری کرنے والے ڈاکٹر غیر ذمے دار ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اس حینہ کے ہاتھ میں غلط کارڈ رکھ دیا ہوگا۔ صحیح کارڈ کون سا ہوگا؟ اس کے لئے صحیح تشخیص لازمی تھی۔

وہ تیار رہا تھا۔ فرسٹ ایڈ کا معائنہ بھی تھا۔ اس لئے صحیح تشخیص کسے اور صحیح دوا دینے لگا۔

○☆☆○

مریٹا دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس کی نظروں میں ماسک میں کے سیکرٹ ایجنٹ بھی تھے۔ اس نے ایک بار جو جو کو ٹپا سمجھ کر اپنی معمول کے ذریعے اس کا پیچھا کیا تھا۔ اس کی رہائش گاہ میں بھی گئی تھی۔ اگر پارس درمیان میں نہ آتا تو وہ جو جو کو بھی نہ پکڑ کرے تاہم قید خانے میں پہنچا کرتی۔

بہر حال اسے جو جو کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا تھا۔ اگر وہ کسی طرح جو جو کو اغوا کر لیتی تو تسکین پانچ جاتا۔ بابا صاحب کے ادارے اور سونیا کی ٹیم سے متعلق رکھنے والوں کی نیندیں اڑ جائیں۔

ماسک میں اور نیا سٹریٹس مریٹا کی برتری تسلیم کر لیتے اور یہ سب کو یقین ہو جاتا کہ کوئی خیال خواتین کرنے والا نہیں ہے گا۔ جو پولی بنے ہیں وہ بھی ایک ایک کر کے تاریک قید خانوں میں پھنسا رہے ہیں۔ اس کے دورہ تاریک قید خانوں کی پراسرار مالک نہ کسی کو فخر آنے کی نہ کبھی کسی کے ہاتھ لگے گی۔

وہ بھی کبھی دور سے جو جو کے ہنگامے کی عمرانی کرتی تھی۔ اس کے لئے بھی یہی مشکل تھی کہ جو جو پیشہ پارس کے ساتھ ہنگامے سے نکلتی تھی۔ کبھی تنہا نظر نہیں آتی تھی۔ مریٹا نے پچھ افراد کو دیکھا جو اس ہنگامے کے چکر کاٹتے تھے۔ ایک عمرانی کرنے والا جاتا تھا وہ سرا آتا تھا۔ اس نے ایک ایسے فرد سے ایک ریسٹوران میں ملاقات کی۔ اس سے بات کر کے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ پتا چلا کہ وہ ماسک میں کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس کے ایک سیکرٹ ایجنٹ کا ماتحت ہے اور وہ لوگ بھی اس ناک میں ہیں کہ جو جو کبھی چند منٹوں کے لئے تھما ل جائے پھر وہ اسے ماسک میں پہنچانے کے لئے ہی جان کی بازی لگادیں گے۔

گویا پارس ان سب کے سامنے فولاد کی دیوار بن گیا تھا۔ مریٹا اپنی راہ اختیار کرتی تھی جو دوسروں کے لئے کانٹوں بھری ہوتی تھی۔ پارس سب ہی کی نظروں میں کانٹے کی طرح ٹھکڑا تھا۔ ہینگ وہ خطرناک تھا لیکن مریٹا نے سوچا "میں اس سے ٹکرائے بغیر اسے راستے سے ہٹا دوں تو خطرے سے محفوظ بھی رہوں گی اور کاغذ بھی صاف ہو جائے گا۔"

وہ صبح سے شام تک کوئی تدبیر سوچتی رہی۔ اپنے لئے محفوظ ترین راستہ تلاش کرتی رہی۔ وہ نہ کہ یہی بات سمجھ میں آئی کہ پہلے پارس کو باغی طور پر کمزور بنایا جائے۔ جب اس کا دماغ اپنے قبضے میں رہے گا تو جو جو ٹپے دھاگے سے بندھی چلی آئے گی۔

مریٹا اس کا ریکارڈ پڑھ چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا ہے۔ لہذا اخصیائی کمزوری کی دوا تو اس کے لئے پانی ہوگی۔ اس کا دماغ قابو میں نہیں آئے گا۔ اسے کسی طرح زخمی ہونا چاہئے۔ تب دماغ کمزور ہوگا اور اس کے لئے مکمل ہوئی کتاب بن جائے گا۔

اس نے ایک کارواں کو اپنا معمول بنایا۔ اسے جو جو کے ہنگامے کے قریب رہ کر عمرانی پر مجبور کیا۔ اس کے دماغ میں بات نقش کر دی کہ جب بھی جو جو اور پارس اپنی گاڑی میں جائیں گے وہ ان کا تعاقب کرے گا اور موقع پھر ان کی گاڑی کو ایسی جگہ مارے گا کہ وہ دونوں حادثے میں زخمی ہو جائیں۔

وہ اپنے معمول کو اس کام سے لگا کر خود اس سے کچھ فاصلے پر اپنی کار میں بیٹھی رہی۔ اس حالت اندر اچھا ہوتے ہی غلاف پونچ پارس تنہا ہنگامے سے نکلتا۔ مریٹا نے سیکرٹ ایجنٹ کے ماتحت کے پاس جا کر دیکھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ سیکرٹ ایجنٹ جو جو کو

اغوا کرنے ہنگامے میں گھسنے والا ہے۔

سیکرٹ ایجنٹ کی عقل پر مبنی کیا جاسکتا تھا۔ مریٹا نے سمجھ لیا تھا کہ یہ پارس کی چال ہے۔ جو اپنی شریک حیات کو تنہا نہیں چھوڑتا تھا وہ اچانک اسے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ یقیناً اس نے ناپیدہ خاتون کی انتقامات کئے ہوں گے۔ ہنگامے میں جانا خود کو ہنسائے والی بات تھی اس لئے وہ پارس کے پیچھے گئی۔

یہ اصل فیصلہ تھا کہ وہ پارس کا سامنا نہیں کرے گی۔ دورہ کر اپنے آلا کار کے ذریعے اسے زخمی کرے گی۔ ویسے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو سوچ لیا جائے وہ ظہور میں آئے۔ اس کے آلا کار نے ڈرائیونگ کے دوران پارس کی کار کو ٹکرایا۔ پارس کمال مہارت سے اسٹیریٹنگ کو قابو رکھتے ہوئے آگے نکل گیا۔ مریٹا کچھ فاصلے سے یہ تماشا دیکھتی ہوئی اپنی کار میں آ رہی تھی۔ اس کے آلا کار کو دوسری بار ٹکرا مارنے کا موقع نہیں ملا۔ اس سے پہلے ہی گاڑی کا ایک پیسہ برست ہو گیا۔ آلا کار نے گاڑی روکی تو دوسرا پیسہ بھی دھماکے سے پھٹ گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ پارس کے نامعلوم باڈی گاڑی سے فائرنگ کر کے دونوں پیسے بے کار کر دیے تھے۔

مریٹا ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے آلا کار کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ شاہراہ پر بے شمار گاڑیاں آگے پیچھے چلی رہی تھیں۔ وہ دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھتی جا رہی تھی۔ پتا نہیں چل رہا تھا کہ کسی گاڑی سے سائنسر لگی ہوئی گرن کے ذریعہ فائرنگ کی گئی تھی۔

وہ ٹریفک کے جھوم میں پارس کا تعاقب کرتی رہی۔ کافی فاصلے طے کرنے کے بعد اس کی کار ایک اسٹریٹ پر گرنی۔ زرا دور ایک مکان کے سامنے رک گئی۔ مریٹا نے پارس کی کار کو کراس کرتے ہوئے آگے جاتے ہوئے ایک نظر مکان پر ڈالی۔

وہاں ایک بورڈ پڑا ہوا "ڈینٹک گیسٹ" لکھا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ پارس وہاں ڈینٹک گیسٹ کی حیثیت سے وقت گزارے گا اور اپنے خیال خواتین کرنے والے بزرگوں کے ذریعے جو جو کی خیریت معلوم کرے گا۔ وہ ڈرائیو کرتی ہوئی دور نکل آئی۔ ایک جگہ گاڑی روک کر اپنے باڈی فونز سے رابطہ کیا اس سے کہا کہ وہ ایک کار لے کر آئے۔ وہ اسے گائیڈ کرتی رہے گی کہ کہاں پہنچا ہے۔

وہ اکثر اپنے باپ اور بھائی سے کام لیا کرتی تھی۔ عمران سے بھی دور رہتی تھی۔ کبھی ان کے سامنے نہیں جاتی تھی۔ وہ اپنی کار سے اتر کر ایک میگزین شاپ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ایک رسالہ کھول کر خیال خواتین کی پرواز کرتی رہی اپنے باپ کو گائیڈ کرتی رہی جب وہ ٹھیک اسی جگہ پہنچ گیا تو اس نے کہا "کار اور چابی وہیں چھوڑ دو۔ تمہارے سامنے ایک سرخ رنگ کی کار کھڑی ہے۔ اس میں بیٹھ کر چلے جاؤ۔"

باپ نے اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پوچھا "بھئی! تم کہاں ہو؟ کبھی تو باپ سے مل لیا کرو۔"

"ڈیڈ! ابھی سے صرف کام کی باتیں کیا کرو" فوراً یہاں سے جاؤ۔" وہ سرخ رنگ کی کار لے گیا۔ سفید کار بنی کے لئے چھوڑ گیا۔ مریٹا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بھی ڈینٹک گیسٹ کی حیثیت سے جائے گی۔ پھر موقع ملے ہی اپنے ہسپتال سے پارس کو زخمی کر کے اس کے دماغ میں پہنچ جائے گی اور جب تک یہ موقع نہیں ملے گا وہ بالکل ایجنسی بن کر رہے گی۔ چھپ کر اس پر نظر کرے گی۔ اور سامنے اس وقت جائے گی جب آسانی سے گولی مار سکے گی۔

اس قدر محتاط رہنے والی یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی کیونکہ جگت آتی ہے اسے مکان کے پچھلے حصے میں کمر دیا تھا۔ ادھر پارس نہ آتا۔ ابھی جاتا تو گولی کا زخم ضرور دکھاتا لیکن وہ تو صحیح معنوں میں مقدور کا سکندر تھا۔ مریٹا کی بددلتی کہ دو چور کر کے میں گھس آئے۔ ایک نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، دوسرے نے رقم نکالنے کے لئے پرس کو کھولا۔ وہ کسی طرح خود کو چھڑا کر بولی "کون ہو تم لوگ؟"

اس سوال کا مقصد یہ تھا کہ وہ جواب میں کچھ بولیں تو وہ داغ میں پہنچ کر زخموں پیدا کرے۔ لیکن وہ خاموشی سے رقم نکال کر جانے لگے۔ تب وہ دوڑتی ہوئی بسٹر جاتے ہوئے بولی "رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گی۔"

وہ اپنے ہسپتال کے لئے نکلنے کے لیے پچھ ہاتھ لے گئی۔ اسی وقت ایک نے اس کے بازو میں گولی مار دی۔ وہ چیخ مار کر اندر سے منہ بسٹر پر گرنی۔ گولی نکلنے کی تکلیف ناقابل برداشت تھی اس لئے بیہوش ہو گئی۔

پھر اسے خبر نہ رہی کہ وہ کس عالم میں ہے؟ سو رہی ہے یا جاگ رہی ہے؟ اگر سو رہی ہے تو کس سیمائی آغوش میں سو رہی ہے۔ اور اگر جاگ رہی ہے تو دھندلے دھندلے سے پارس کو کیوں دیکھ رہی ہے۔ کیا اتنی بڑی دنیا میں دیکھنے کو اور کوئی نہیں ہے؟ ایک پارس یہ کیوں ہے؟

یہ بھول گئی تھی کہ اسے شکار کرنے آئی تھی۔ ان کے درمیان شکار اور شکاری کا رشتہ تھا اس لئے وہ اپنے شکار کو دیکھ رہی تھی اور خود شکار ہو رہی تھی۔ صبح ہوتے ہوئے آنکھ کھل گئی بخارا اتر گیا تھا۔ (اسے اترنا ہی تھا) وہ چند لمحوں تک سوچتی رہی کہاں ہے؟ پھر وہ چونک گئی۔ وہ کسی کے بازوؤں میں تھی اس کے سینے پر سر رکھ لیٹی ہوئی تھی۔

وہ ایک دم سے تڑپ کر الگ ہو گئی۔ وہ کسی موہ کے قریب جانے کے متعلق سوچ بھی نہیں کرتی تھی۔ پھر اس موہ کی صورت دیکھی تو چکر اکر رہ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دھندلی دھندلی سی بائیں یاد آنے لگیں۔ وہ سب گزرے ہوئے خواب جیسی تھیں۔ جوانی

میں ایسے خواب نظر آتے ہی ہیں لیکن پارس ایک عجیب تعبیر کی طرف متوجہ رہتا تھا۔

وہ بے اختیار چیخ پڑی ”نہیں! یہ نہیں ہو سکتا۔“

پارس نے آنکھیں کھول کر دیکھا پھر پوچھا ”کیا بخار کی شدت میں بڑھا رہی ہو؟“

”یوٹھ آپ۔ تم میرے بستر میں کیسے آ گئے؟“

”تمہارے زخم کی مرہم بنی کی۔ تمہیں بخار تھا۔ میں نہ ہوتا تو یہ اتنی جلدی نہ اترتا۔ اب سو جاؤ۔ تم نے تمام رات مجھے جگایا ہے۔“

اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ مرہم کے دماغ میں آندھی سی چل رہی تھی۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ حالات اسے پارس کی گود میں لگا کر ڈال دیں گے۔ ابھی چند روز قبل پارس نے اس کی کار کی پچھلی سیٹ سے اچانک ابھر کر اسے چونکا دیا تھا۔ اس نے پوچھا تھا ”تمہاری اس حرکت سے میرا دم نکل جاتا؟“ اس نے جواب دیا تھا ”مجھے حسن کی خیرات دینے سے پہلے نہیں نکلا گا۔“

کینٹ نے بھی پیش گوئی کی تھی لیکن خیرات نہیں ماگتی تھی! شب خون مارا تھا۔ یہ بات مرہم کے مزاج کے خلاف تھی۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیوں اور کیسے اپنے دشمن کی ہم مزاج بن گئی تھی؟ بہر حال جو ہوا سو ہوا مگر اب اندیشہ تھا کہ جب بھی وہ بیمار ہے کی تو وہ یاد آیا کرے گا۔ حواس پر چھا جایا کرے گا۔ عورت سب کچھ بھلا سکتی ہے مگر اپنی زندگی کے پہلے مرد کو کبھی نہیں بھلا پاتی۔

دشمن کی جیت ٹھنک رہی تھی۔ وہ بڑی آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر نکلنے کے نیچے لے گئی، وہاں سے پستول نکالا۔ پارس آنکھیں بند کئے کرٹ بدلے ہوئے بڑھایا ”خالی ہے۔“

اس نے چونک کر پستول کو دیکھا پھر اسے خالی پا کر غصے سے پھینک دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا پارس کا کیا کرے؟ جسے زخمی کر کے اپنے قابو میں کرنا چاہتی تھی اسی کے چنگل میں خود آ گئی تھی۔

اُس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ سوچنے لگی ”میں ایسے حالات میں نارمل رہتی ہوں۔ دماغ سے غصہ نکال دیتی ہوں تو ذہانت سے نجات کا راستہ ڈھونڈ لیتی ہوں۔ میری ایک کامیابی یہ ہے کہ پارس نے مجھے مرہم کی حیثیت سے نہیں پہچانا ہے۔ دوسری کامیابی یہ ہوگی کہ میں بظاہر دوست بن جاؤں اور اس کی آہستہ میں رہ کر اسے ڈس لوں۔“

وہ بستر سے اٹھ گئی۔ پارس نے پوچھا ”اب کیا ہوا؟“

”کچھ نہیں! ابھی ہاتھ روم سے آئی ہوں۔“

وہ جانا چاہتی تھی۔ پارس نے اپنی طرف سمجھ لیا۔ یہ اچھا

نہیں لگا لیکن اعتراض نہ کر سکی۔ ابھی اس نے دوست بن کر رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس فیصلے کے مطابق وہ میٹھی چمڑی بن کر مسکرائی۔ پھر بولی ”کیا کرتے ہو؟ جاؤ۔“

”پچھلی رات میں خود کو چھڑا رہا تھا مگر تم نے نہیں چھوڑا۔ اس لئے چھوڑنے کی نہیں چھیڑنے کی بات کرو۔“

اُس نے سیٹ لیا۔ اسے بازوؤں کی قید میں لے کر اس کرٹ سے اس کرٹ پہنچا دیا۔ وہ کچھ کتنا چاہتی تھی پھر نیکٹ چپ رہ گئی۔ اس کرٹ پہنچنے ہی کوئی چیز اس کی کمر میں جیسے لگی۔ وہ قدرے ٹھنڈی تھی اور سخت تھی۔ مرہم نے پچھلے سے کمر کے نیچے ہاتھ لے جا کر اسے پکڑ لیا۔ وہ پستول سے نکلا ہوا ایک بلٹ تھا۔ پارس نے وہ تمام بلٹ اپنی چٹون کی جیب میں رکھے ہوں گے جیب سے ایک گر پڑا۔ یہ نصیب کے کھیل ہوتے ہیں۔ وہ بلٹ مرہم کے ہاتھ آ گیا تھا۔

وہ پورے اعتماد اور سکون سے کام کرنے کی عادی تھی۔ جلد بازی میں پارس سے الگ ہو کر اسے شبہ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے بخوشی اس کی ہر بات مان رہی تھی۔ ویسے ماننا بھی منگنا پڑا تھا۔ وہ دشمن اچھا لگا رہا تھا۔ عموماً میں ہی غزالی ہے، زہر لگتے ہیں۔ یہ بھی مشکل ہے کہ یہ زہر نہ پو تو بے کلی نہیں جاتی۔

پتا نہیں کتنا وقت گزر گیا۔ وہ مدہوش پڑی رہی۔ دشمن نے عجیب طرح سحر زدہ کیا تھا۔ اٹھنے کو بھی نہیں چاہتا تھا۔ لیکن وہ خود پر جبر کرتے ہوئے اٹھ گئی۔ پارس چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ وہ بولی ”میں ابھی ہاتھ روم سے آئی ہوں۔“

وہ بستر سے اتر کر فرش پر کھڑی ہوئی۔ پہلے اس نے غصے میں پستول کو پھینک دیا تھا۔ وہ ایک قدم کے فاصلے پر بڑھا تھا۔ اس نے اپنا لباس درست کرنے کے بہانے جبکہ کر فرش پر سے اٹھالیا۔ پھر تیزی سے چلتی ہوئی ہاتھ روم میں آئی! دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ اُس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بڑوں نہیں تھی لیکن پارس پہاڑ لگ رہا تھا۔ یہ فکر تھی کہ ایک ہی بلٹ ہے اس سے پہاڑ کا کچھ نہ بگڑا تو کیا ہوگا؟

آج وہ بہت بڑا معرکہ سر کرنے والی تھی۔ اسے اپنے اندر کی یہ کمزوری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ پارس اس کے حواس بچھا گیا تھا! اس کے دل میں ایسا گیا تھا! اس کے لومیں دوڑ رہا تھا۔ اور وہ چاہتی تھی کہ یہ ساری کیفیات سچ نہ ہوں۔ اس حقیقت کو جھٹلانے کا صرف ایک راستہ تھا کہ وہ اسے گولی مار دے۔

اب اس نے دیر نہیں کی۔ اس سے پہلے کہ دل دو بار دھڑکا اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ ہاتھ روم سے باہر آئی۔ پارس بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر ہاتھ روم جانے کے لئے آگے بڑھا۔ اسی لمحے میں اس نے گولی چلا دی۔

جزل کی بچی تھی۔ سچا نشانہ لگاتی تھی۔ پارس اپنی بلیوں کو تمام کچیلے کی طرف لٹکھڑایا پھر بنگ سے نکلے ہوئے فرش پر گر پڑا۔ کوئی ایک آدھ پہلی کو توڑتی ہوئی گزر گئی تھی۔ وہ کراچے ہوئے عمر مسکراتے ہوئے بولا "میں بڑا بخشنہ جان ہوں۔ ایک کوئی سے نہ مر سکتا ہوں اور نہ ہی تمہاری طرح بیوش ہو سکتا ہوں۔ کیا دوسری کوئی نہیں ہے؟"

"دوسری کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے ہسپتال کو پارس کے پاس پیکیج دیا۔ پھر فاتحانہ انداز میں اس کے داغ کے اندر پہنچ گئی۔ اسے زخمی کرنے کا یہی فائدہ حاصل ہوا۔ وہ اپنے اندر اسے محسوس نہ کر سکا۔ فرش پر سے اٹھنے لگا۔ اسی وقت مرنے والے داغ میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ غیر معمولی قوت برداشت کے باوجود پارس کے حلق سے چیخ نکلی۔ دوسرے زلزلے میں وہ فرش پر تر پڑنے لگا۔ جگت آئی دروٹی ہوئی آئی "کیا ہوا؟ یہ لڑکائیوں چیخ رہا ہے؟"

مرنے والے کا "پتا نہیں شاید کسی قسم کا درد پڑا ہے۔"

اس نے پھر ایک زبردست جھٹکا پٹھایا۔ اب پیچنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔ اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر اسے خیر نہ رہی کہ وہ کہاں ہے اور کس عالم میں ہے؟

وہ مردہ نہیں تھا، زندہ تھا۔ لایا بہ دیر ہوش میں آتا ہی تھا۔ پہلے وہ آنکھیں بند کر کے تکلیف سے کرا رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر دیکھا شاید رات تھی۔ یا نہیں تھی۔ مگر اندر اٹھ رہا تھا۔ قبر جیسی تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ بھائی نہیں دیتا تھا۔ تب وہ تکلیف کے باوجود ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ کسی ہسٹری تھا۔ اس نے بلند آواز سے پوچھا "میں کہاں ہوں؟ یہ کون سی جگہ ہے؟ یہاں اندھیرا کیوں ہے؟ جواب دو۔"

جواب نہیں ملا۔ مگر بات سمجھ میں آئی۔ ابھی پچھلی شام آج نے جو جو سے جھوٹ بولا تھا کہ کسی دشمن نے اسے تاریک قید خانے میں پھنچا دیا ہے۔

یہ عبرت کا مقام تھا۔ جھوٹ سچ ہو گیا تھا۔

مرنے والے بہت کم عرصے میں بہت زیادہ کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ ایسی کامیابیاں کہ دوست اور دشمن سب ہی اسے خطرناک بنائے گئے تھے۔

بابا صاحب کے ادارے کو پہنچ کر انور میری جیلی کے کسی فرد پر ہاتھ ڈالنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا لیکن اس بلانے پارس کو قید کی بنا دیا تھا۔ اب تک پارس اور علی تیمور کسی کی گرفت میں نہیں آئے تھے۔ پارس کی گرفتاری نے سب کو چونکا دیا تھا۔ یہ دوست اور دشمن سبھی کے لئے دھماکا خیز اطلاع تھی اور یہ اطلاع خود مرنے والی تھی۔

اس نے اطلاع دینے سے پہلے پارس کے کزور داغ پر تھوکی

عمل کیا تھا۔ اسے پوری طرح اپنا تاجدار بنا لیا تھا۔ پھر سب سے پہلے پراسٹر سے رابطہ کیا تھا اور کہا تھا "میں سابقہ جزل کی بچی مرنے والی فوڑا بول رہی ہوں۔ ہمارے سول اور فوج کے اعلیٰ عہدیداروں کی سینکڑوں کال کرو۔ میں بہت سے اہم معاملات پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

پراسٹر نے کہا "تم مجھے حکم دے رہی ہو۔ تمہاری حیثیت کیا ہے کہ میں تمہارے لئے اعلیٰ حکام کو ایک جگہ جمع کروں؟"

وہ بولی "تم ہمارے ملک کے پراسٹر ہو۔ اگر اس عہدے پر نہ ہوتے تو تمہارے داغ میں زلزلے پیدا کر دیتی۔ میں اپنے اعلیٰ مفادات کے سلسلے میں بات کروں گی۔ ایک گھنٹے کے اندر تم نے اعلیٰ حکام کو ایک جگہ نہ بلایا تو ایک ہی دافنی جھگڑے سے پراسٹر کی کرسی سے گرا دوں گی۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر اپنی کرسی چلاؤ۔ وہ دم کی دے کہ ماسک مین کے نائب کے پاس پہنچی پھریں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے ملک میں میرا نام گونج رہا ہوگا۔ مجرا نام مرنے والی فوڑا ہے۔"

نائب نے کہا "خوش آمدید مس مرنے! تم تو زبردست کارنامے انجام دے رہی ہو۔ تمہارا یقین درست ہے۔ یہاں تمہارا بہت ذکر ہوتا ہے۔ ماسک مین تم سے باتیں کرنے میں محسوس کرے گا۔"

"مجھے بھی خوشی ہوگی۔"

اس نے کپیڈ زکے ذریعے ماسک مین کو بتایا "مس مرنے آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہیں۔ ابھی میرے داغ میں موجود ہیں۔ جو جو کے ہاتھ سے نکل جائے اور بائیں ہوا کے ہلاک ہونے کے نتیجے میں ماسک مین کو اس کے عہدے سے ہٹا کر جیل بھیج دیا گیا تھا۔ اس کی جگہ نیا ماسک مین آیا تھا۔ وہ حساس داغ رکھتا تھا۔ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا تھا۔ پانچ منٹ تک سانس روکنے کا عادی تھا۔ اس نے کپیڈ زک کو آف کیا۔ پھر ٹیلی فون کے ذریعے نائب سے کہا "مس مرنے میں اپنے نائب کے ذریعے آواز سنا رہا ہوں۔ چلی آؤ۔ یو آر موٹ ویلکم۔"

مرنے والے ماسک مین کے داغ میں آکر کہا "تم یقیناً یوگا کے ماہر ہو اس لئے بڑی فراخ دلی سے داغ میں جگہ دے رہے ہو۔"

"ہاں، یہی بات ہے۔ ویسے تم نے رابطہ کر کے دوستی کی طرف سلاقت قدم بڑھایا ہے۔ اب ہمارا ہر قدم تمہاری محبت اور دوستی کے لئے اٹھے گا۔"

"میں پیدائشی امریکن ہوں۔ پراسٹر اور دوسرے اعلیٰ حکام کی میراث سے میں نے ٹیلی بیٹھی کا علم حاصل کیا ہے۔ پھر تم کیسے توقع کرتے ہو کہ میں اپنے ملک اور قوم کی وفادار نہیں رہوں گی اور تمہاری جھولی میں اٹھوں گی؟"

"پراسٹر کے تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والے ایک ایک کر کے

سونا کے پتے چڑھ گئے کسی زمانے کے اپنے ملک سے نکل آئے۔ جبکہ وہ تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والے تمہاری طرح پیدائشی امریکن ہیں۔"

"کسی بھی ملک کے تمام باشندے محب وطن نہیں ہوتے۔ کچھ خدار بھی ہوتے ہیں۔ میں صرف اپنے متعلقہ کئی ہوں کہ آخری سانس تک صرف اپنے ملک کے لئے کام کرتی رہوں گی۔"

ہم اور تم ہندی کے دو کنارے ہیں، کبھی نہیں مل سکیں گے۔"

"تو پھر میرے پاس آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"پہلے تو یہ بتانے آئی ہوں کہ میں نے فدا علی تیمور کے بیٹے

پارس کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ کیا تم یقین کر سکتے ہو؟"

"یہ یقین کرنے کی بات نہیں ہے لیکن تم نے اچانک سی جنس اور دھچکی پیدا کر دی ہے۔ جیسے کارنامے تم انجام دے رہی ہو اس کے چوٹی نظر کسی حد تک پارس کے غلام بن جانے کا یقین کیا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے باپ کی طرح حیاءش ہے اور سنا ہے تم حسن کا شاہکار ہو اور غضب ناک شباب کی حامل ہو۔"

"میں نے پارس کو حسن و شباب سے نہیں اپنی ملا جیوں سے اسیر کیا ہے۔"

"تم سے بھی زیادہ ملا جیوں والے موجود ہیں لیکن وہ کبھی پارس اور علی تیمور کو زیر نہ کر سکے۔ تم اپنی ملا جیوں پر بجا طور پر فخر کرتی ہو مگر عثمانی میں بیٹہ کر خور کر پھر یہ ضرور تسلیم کر دے گی کہ وہ فدا زادہ تمہارے حسن و شباب کا چارادھ کر دام میں آیا ہے۔"

"میں بحث نہیں کرنا چاہتی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو تاریک قید خانے میں پھنچاؤں گی تاکہ وہ میرے ملک کے خلاف کسی دوسری سرطانت کے لئے کسی کام نہ کر سکیں۔ ابھی پانچ قیدی ہیں۔ جلدی باقی بھی میری گرفت میں آئیں گے۔"

"اگر تم صرف ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو اغوا کر رہی ہو تو پھر پارس کو کس مقصد کے لئے قیدی بنالیا ہے؟"

"کیا یہ سیدھی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پارس کی داوانی جو جو اس کی تلاش میں نکلے گی تو میں اسے چھانسی کر کال کو غری میں لے جاؤں گی۔"

"منصوبہ اچھا ہے لیکن دس گیارہ ماہ تک تم جو جو پر ہاتھ نہیں ڈال سکو گی کیونکہ وہ پارس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔"

"میں مہرہ جھل سے کام کرتی ہوں۔ مجھے جلدی نہیں ہے۔ میں گیارہ ماہ تک انتظار کروں گی۔"

"ذرا اپنے طریق کار پر غور کرو۔ تم نے اپنے کردار پر مہرہ جھل کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ جبکہ پردہ گیارہ ماہ تک پارس سے بیٹھی رہو گی۔"

"تم میرے کردار پر کچھ اجمال رہے ہو لیکن مجھے غصہ نہیں

آتا۔ چلو اب کام کی بات کرو۔ تم لوگ الپا کا برین آرٹیشن کراچی ہو۔ کئی ڈاکٹر اسے دن رات اینڈیج کرتے ہوں گے۔ بالکل اسی طرح صحت ہو رہی ہو گی جس طرح کبھی جو جو ہو چکی ہے۔ کیا ایک ٹھوکہ کے بعد دوسری ٹھوکہ بھی کھانا چاہتے ہو؟"

"تمہارا خیال ہے 'الپا بھی جو جو کی طرح پارس کی ہو جائے گی؟"

"پارس کی نہیں ہماری ہوگی۔ کیونکہ وہ بھی پیدائشی امریکن ہے۔ ہمارے حکام نے اسے ٹیلی بیٹھی کا علم دیا ہے۔ میں تمہیں سمجھانے آئی ہوں، ہماری چیز ہمیں واپس کر دو ورنہ جب بھی تم اسے میدان عمل میں لاؤ گے، میں اسے تاریک قید خانے میں پھنچا دوں گی۔"

ماسک مین نے کہا "ہم نے ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کے سلسلے میں بڑے نقصانات اٹھائے ہیں۔ اس بار ہم اتنے محتاط ہیں کہ الپا پر کسی کا سہا یہ بھی نہیں پڑے دیں گے۔ ہمیں تمہارے تاریک قید خانے والا طریقہ بہت پسند آیا ہے۔ آپریشن کے بعد الپا کے ذہن کو تاریک کا عادی بنایا جا رہا ہے۔ ہم اسے ایک وسیع و عریض زیر زمین محل میں رکھیں گے۔ جہاں سورج کی چمکی کی روشنی کبھی نہیں پہنچے گی۔ وہ کبھی محسوس نہیں کرے گی۔ وہ یہی سمجھتی رہے گی کہ ایک محدود اور تاریک دنیا میں پیدا ہوئی ہے اور ایک دن اسی تاریکی میں مرجائے گی۔"

ماسک مین نے ذرا توقف کیا پھر کہا "یہ تو زیر زمین تاریک محل کی باتیں ہیں۔ وہ کبھی اس محل سے باہر نہیں آسکے گی اور دوسروں کا راستہ روکنے کے لئے بڑی جان لیوا حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ میں ان انتظامات کے متعلق کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب زندگی سے تیز اور جاؤ تو الپا کی طرف جانے کا ارادہ کر لیتا۔"

"تم ارادے کی بات کرتے ہو۔ میں اپنے ملک کے ایک ایک ٹیلی بیٹھی جاننے والے کو حاصل کرنے کی قسم کھا چکی ہوں۔ پھر الپا کو کیسے چھوڑ دوں گی؟ جان لیوا حفاظتی انتظامات کی دھونس نہ بجاؤ۔ اپنے وطن کے لئے زندگی کو داؤ پر لگا کر فریاد کی جلی سے نکل رہی ہوں تم لوگ کیا چیز ہو؟"

وہ اپنے حوصلے اور عزم کی باتیں کر کے ماسک مین کے داغ سے چلی آئی۔ اپنی جگہ حاضر ہو کر خالی خالی انھوں سے ایک طرف ہٹتے گئی۔ وہ تھوڑی دیر تک نہ کچھ سوچنا چاہتی تھی نہ سوچ کے ذریعے کسی سے بولنا چاہتی تھی۔ اسے دس منٹ بعد پراسٹر کے پاس جانا تھا۔ اپنے ملک کے اعلیٰ حکام سے کچھ بولنا تھا۔ اس لئے دس منٹ تک خاموش رہنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ پارس کو اپنا معمول اور تاجدار بنانے اور اسے تاریک کر کے میں پھنچانے کے بعد بھول جانا چاہتی تھی۔ مگر جانے کیوں بدن میں وہ ہو کر آواز پارس جو جو نہیں دیکھے گئے تھے۔ بے اختیار

”اس کا مطلب ہے جو نوجوان ٹرپ کے گمے وہ ذہن نہ ہونے کے باعث دشمن کے ہاتھ لگ گئے۔ ان کی نادرانی اور تجاربے کاری کے ذمے دار میرے اکل نہیں ہیں۔“

”کیا تم اپنے اکل کی طرف سے صفائی پیش کرنے آئی ہو؟“

”صرف صفائی پیش نہیں کر رہی ہوں۔ ان کے دور میں ملک کو جو نقصان پہنچا ہے اس نقصان کو قائمہ میں بدل رہی ہوں۔ میں اپنے ملک کے تمام ٹیلی بیسی جانے والوں کو ایک ایک کر کے واپس لا رہی ہوں۔“

ایک نے کہا " واقعی تمہاری پلاننگ زبردست ہے۔ سونیا
درا اس کی سب سے اپنے چار خیال خوانی کرنے والوں کو چھین لیتا
کوئی مذاق نہیں ہے۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔"
دوسرے نے کہا " لیکن میرا؟ تم نے اس پیلوٹر غور نہیں کیا
کہ اب سونیا دیوہو شیار ہو گئے ہوں گے۔ اب تم ہمارے ہائی
لیٹیٹیو جاننے والوں کو حاصل نہیں کر سکو گے۔"
" میں کچھ منصوبے نہیں بناتی۔ تمہارا رہتی ہوں " شراب
میں چلتی چلائی شہر آ کر اپنے دفتر سے سب کو کال کرتی

مرہٹے نے کہا ”ابھی آپ نے کہا تھا کہ چار ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو چھین لینے کے بعد میں باقی جوانوں کو واپس نہیں لاسکوں گی۔ کیوں کہ سونا اور اس کے ساتھی ہو شمار ہو گئے ہیں۔ اتنی

”اس سوال کا بھی جواب دے چکی ہوں پھر ایک بار سن لیں۔ آپ لوگ باضی میں اپنے جوانوں کی حفاظت نہ کر سکے۔ آپ کے انتظامات، آپ کے منصوبے سب کمزور تھے۔ میں اپنے تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو خطرات موبائل کرپریڈیٹ سے واپس لارہی ہوں۔ ایشیہ پھر ایک بار اغوا ہونے کے لئے آپ لوگوں کی تحویل میں تمہیں دوں گی۔ وہ سب مہینہ پناہ میں رہیں گے۔“

”یہ سراسر حماقت ہے۔ تم ایشیہ لندن میں چھپاؤ گی۔“

پرس وہاں سے ایک نئے کے قائل ہے اور وہ فریاد اور سونیا کا شہر کھاتا ہے۔ تم دشمنوں کے قریب رہنے کا نہ فیصلہ کر رہی ہو؟ وہ بولی "پرس اور نیا پارک کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ سونیا اور اس کے ساتھی ہزاروں میل سے آکر نیا پارک سے ہمارے جوانوں کو لے گئے۔ لہذا کم یا زیادہ فاصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ صرف حکمت عملی کی اہمیت ہوتی ہے۔" جزل نے کہا "تم کچھ بھی کہو۔ ہم یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ ہمارے تمام ٹیلی بیٹھی جانے والے صرف تمہاری پناہ میں رہیں۔" ایک اور فوجی افسر نے کہا "ہم تمہارے سینئر افسر ہیں۔ تم ہمارے مفوضوں پر عمل کوئی۔ تمہیں فرنگ سینٹر میں جو کچھ سکھایا گیا تھا وہ بھول گئی ہو؟"

"مجھے یاد ہے۔ آپ لوگوں کی اپنی سیدھی فرنگ کے نتیجے میں سارے جوان دشمنوں کی جھولی میں چلے گئے۔ جب آپ چمے بزرگ اور تجربہ کار فوجی افسران کا کافی پرانے کا ٹکڑا دیکھتے آئے ہیں تو آپ لوگوں کی وہی ہوئی فرنگ انجام کار کا کافی سی لائے گی۔ اس لئے میں اپنے طور پر کام کر رہی ہوں۔"

"ہمارا ملک پُرس یاد رکھتا ہے۔ کیا اتنی بڑی حکومت تمہارے اشدائوں پر چلے گی؟"

"نہیں، مجھے سیاست اور حکومت کرنے کا شوق نہیں ہے۔ یہاں صرف ٹیلی بیٹھی کا شعبہ میرے ہاتھ میں رہے گا۔ تمام خیال خوانی کرنے والے جوان میرے ماتحت بن کر رہیں گے اور میرے احکامات کی تعمیل کریں گے۔ آپ اپنی داخلہ اور خارجہ پالیسی کے مطابق باتیں گے کہ مجھے خیال خوانی کرنے والوں سے ملنے مفادات کے لئے کیا کام لیتا ہے۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ آپ لوگوں کی پالیسی درست ہے اور ہمارے ٹیلی بیٹھی جاننے والے جوانوں کو کہیں سے نقصان نہیں پہنچے گا تو میں ان سے کام لوں گی۔ ورنہ غلط پالیسی ہوئی تو ہم میں سے کسی کی ٹیلی بیٹھی تمہارے کام نہیں آئے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "واہ! کیا چال بازی ہے۔ ہم اپنے ملک کے حکمران ہوں گے لیکن تم درپردہ ہمارے سروں پر بیٹھ کر حکومت کوئی۔"

دوسرے حاکم نے کہا "یہ بات نہیں ہے۔ ہمیں مرنا ہی چاہیے اور کھری باتوں کو تسلیم کرنا چاہئے۔ ہم سب کی خاص پالیسیوں کے سبب ہمیں ٹیلی بیٹھی کے شعبے میں زبردست نقصان پہنچنا پڑا ہے۔ مرنا ہمارے جوانوں کو واپس لا کر یہ نقصان پورا کر رہی ہے۔ لہذا جہاں تک ٹیلی بیٹھی کا تعلق ہے مرنا کو ایک بار اس کی ذمہ داریاں سونپ کر اسے اپنے طور پر کام کرنے کا مجبور موقع دینا چاہئے۔"

پراسٹرنے کہا "اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حالانکہ یہ

میرا شعبہ ہے۔ پھر بھی میں بخوشی مرنا کی اس لئے حمایت کریں ہوں کہ اس نے اب تک زبردست کارنامے انجام دیے ہیں۔ آئندہ بھی اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔"

رفتہ رفتہ مرنا کو حمایت حاصل ہونے لگی۔ اعلیٰ حکام اس بات پر متفق ہو رہے تھے کہ اس ذہین لڑکی کو اپنے طور پر کام کرنے کا پورا موقع دینا چاہئے۔ جزل نے کہا "آپ لوگ نئے میں ہیں اس لئے سوچے سمجھے بغیر ایک لڑکی کو اتنی بڑی ذمہ داری سونپ رہے ہیں۔ میں ایسے جذباتی فیصلے سے متفق نہیں ہوں۔"

مرنا نے کہا "جزل! تمہیں دراصل یہ اندیشہ ہے کہ میں نے اعلیٰ حکام اور فوج کے اہم افسران کی حمایت حاصل کر لی تو اپنے انکل کو جزل کے عہدے پر واپس لے آؤں گی پھر تمہیں کٹر عہدے پر جانا ہوگا۔"

وہ ہنسنے لگا "یہ جھوٹ ہے۔"

"یہ مت بھولو کہ میں چر خیالات پڑھ لیتی ہوں۔ ہاں تمہارے دماغ میں بھی۔ کیا میں اپنی زبان سے بتاؤں کہ۔"

وہ بات اور دھڑی چھوڑ کر جزل کے دماغ میں آئی۔ وہ بے اختیار بولا "نہیں۔۔۔ نہیں میں یہ بھول گیا تھا کہ تم میرے اندر آسکتی ہو۔ واقعی میں جزل کے عہدے سے مجھے نہیں جانا چاہتا اور تمہارے انکل کے واپس آنے کا راستہ روکنا چاہتا ہوں۔"

پراسٹرنے کہا "جزل! یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مرنا ہمارے ملک کی کھوئی ہوئی ٹیلی بیٹھی کی قوتیں واپس لا رہی ہے اور تم ایک عہدے کی خاطر اس کی مخالفت کر رہے ہو۔"

مرنا نے کہا "میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ صرف ٹیلی بیٹھی کے شعبے تک محدود رہوں گی۔ اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کے معاملات میں مداخلت نہیں کروں گی۔ البتہ ایک درخواست کروں گی کہ میرے انکل کو چوبیس گھنٹے کے لئے جزل کے عہدے پر واپس لایا جائے پھر عزت اور وقار سے انہیں رہا کیا جائے۔"

جزل نے کہا "مرنا نے بڑی دانشمندی سے درخواست کی ہے۔ میں چوبیس گھنٹے کے لئے جزل کے عہدے بکدوش ہو جاؤں گا؟"

مرنا چاہتی تھی کہ بات جبرا منزا سکتی تھی لیکن وہ بڑی ذہانت اور سلیقے سے دوسروں کی حمایت حاصل کرنا جانتی تھی۔ بینک برخواست ہونے تک سب اس کے حامی بن گئے اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ ٹیلی بیٹھی کا شعبہ اس کے ہاتھوں میں رہے گا اور وہ اہم معاملات میں پراسٹرنے سے رابطہ کرتی رہے گی۔

وہ کافی طور پر حاضر ہو گئی۔ ایک ایڑی چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے بستریاں تھیں۔ گردواں جاگزیٹے سے وہ سارے بدن میں آکر گھومتے لگا تھا۔ یہ ابھی بات نہیں تھی۔ وہ اپنے مقررہ وقت کے مطابق ہر کام کرتی تھی۔ مگر گزری ہوئی بدن تو بائیں وقت

بے وقت یاد آجاتی تھیں۔ سارے کام چھوڑ کر بستری پر لیٹ کر اسے سوچتے رہنے کو مئی چاہتا تھا اور یہ بات ذہانت اور مستقل مزاجی کے مظاہر تھی۔

اسی بے چینی کے دوران ایک بات سمجھ میں آئی کہ اس نے پارس کو تارک کر کے میں پشپا کر غلطی کی ہے۔ اسی وجہ سے وہ زیادہ یاد آتا ہے۔ زیادہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ دل کتنا خداؤ قدم پر تے خانہ ہے۔ وہ ذرا دیر اس کے پاس وقت گزار کر آسکتی ہے۔ اگر وہ دور ہوتا اور وہاں تک آسانی سے رسائی حاصل نہ ہوتی تو صبر آجاتا۔ وہ خود کو اس حد تک مصروف رکھتی کہ پارس کی طلب محدود ہو جاتی۔ کام بھی ہوتا رہتا اور جذبات بھی نارمل رہتے۔

اس میں شہ نہیں کہ وہ بڑی دانائی سے کسی بھی شوق کسی بھی جذبے کو تحکیم کر دیا کیونکہ کتنی تھی اور خوب سوچ سمجھ کر طریق کار کا تعین کرتی تھی۔ وہ پارس کو یاد دینا کے کسی بھی مرد کو اپنے لئے لازمی بننے کا موقع نہیں دے سکتی تھی اس لئے فیصلہ کر چکی تھی کہ سونیا سے سودا کرے گی۔ پارس کو اس کے حوالے کر کے اپنے ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو حاصل کرے گی۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے۔ ایک تو اپنے ٹیلی بیٹھی جاننے والے واپس مل جائیں گے۔ دوسرے وہ حواس پر چھا جائے والا اتنی دور ہو جائے گا کہ اسے دوبارہ حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا۔ یوں ایک مرد کی حکمرانی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس نے ایڑی چیئر پر آرام سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں سونیا کے لب و لہجے کو یاد کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی

اس کے دماغ میں پہلی۔ اس نے کہا "کوڈورڈ سٹاؤ۔" وہ بولی "ساس نہ روکتا۔ میں مرنا ہوں۔"

"دلیل کم مرنا! مجھے ذہین لڑکیوں پر بڑا پیار آتا ہے۔ کو کیسے آئی ہو؟ پرس کا کوئی معاملہ ہے؟"

"ہاں۔ یہ سب ہی جانتے ہیں کہ وہ تمہارا لالہ ہے۔ اور تم میری آئینہ ہیں۔ میں تمہیں بیٹے کی جدائی کا صدمہ نہیں دینا چاہتی۔ ایک سمجھو کارنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں بولو کیا چاہتی ہو؟"

"اپنے تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کی واپسی۔"

"تم ان کی واپسی کی شرط پارس کو دے کر دے گی؟"

"شرائط دشمنوں کے درمیان طے پاتی ہیں۔ میں تمہاری دوست بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"

"تم دوست کیسے بن سکتی ہو جبکہ میری بیٹی کے جیسی ہو؟"

"اوہ! یہ میرے لئے خوشی اور فخر کی بات ہے۔ میں دل و جان سے تمہیں اپنی ماں تسلیم کرتی ہوں۔"

"دل و جان سے ماں کہتی ہوں تو کسی شرط کے بغیر اپنی ماں کو اس کا بیٹا نہ دو۔"

"آں؟" وہ بڑبڑائی۔ پھر ہنسنے لگی "تم باتوں میں بھی چکر ادیتی ہو۔ میں بھی جواب کہہ سکتی ہوں کہ مجھے بیٹی سمجھتی ہو تو بیٹی کے ملک کے ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو واپس کر دو۔"

"آخر ہوئی نا وہی شرط والی بات؟ ابھی چھوٹی سی عمر میں اتنی مٹا کر ہو کر ماں بنا کر لکھنا تو چاہتی ہو۔ یہ انداز دہا تو آئندہ تجربات تمہاری مٹکا رانہ ذہانت کو اور چمکائیں گے۔ میری دعا ہے کہ تم

مقبول ناول نگار ایچ اقبال کی دوتنی کتابیں۔ ہر کتاب میں دو مکمل ناول

پہلا سیریز	عمران سیریز
عجیب ہنگامے	ریکارڈ کی چوری
ایک جلد میں	ایک جلد میں
پانچواں کامل	موت کا راستہ
صفحات: ۳۲۰۔ قیمت ۲۵/- روپے	صفحات: ۳۲۰۔ قیمت ۲۵/- روپے

ڈاکٹر سرج فی ناول ۱۰ روپے۔ دونوں ناول ایک ساتھ منگائے پر ڈاک خرچ ۱۰ روپے

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس نمبر ۳۳ کواچی۔

252

چار چرخہ گھرنے لگا رہا جس کے اوپر تک میرے اکل کال کوٹری کے غصے فرش پر بیٹھے رہیں گے اس لئے۔۔۔۔۔
 سوئے گا میں سمجھ گئی۔ تم چندہ منٹ کے بعد اکل کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں نہایت آرام دہ کمرے میں ملیں گے۔
 مرنا شہر ہے کہ کمر پرانی جگہ حاضر ہوگی۔ وہ دوسروں سے مختلف تھی۔ گھٹت کھا کر دل برداشتہ نہیں ہوئی تھی۔ ایک تو اس لئے خسر نہیں آیا کہ اس نے کسی ایسی دکان سے نہیں سونیا سے مات کھائی ہے۔ دوسرے یہ کہ سونیا سے پہلے ملاقات میں ہی زبردست تجربات حاصل ہوئے۔ صرف ایک بات پریشان کر رہی تھی اور وہ یہ کہ اس نے سپر اسٹور اور اعلیٰ حکام کے سامنے پارس کو قیدی بنانے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے بدلے اپنے نو جوانوں کو واپس لانے کا یقین دلایا تھا۔ اب ان ٹیلی فنی جانے والوں کی واپس نہیں ہوئی۔ اس کے نتیجے میں اپنے اعلیٰ حکام کے سامنے پوزیشن کمزور ہو جائے گی۔ اب اسے اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔

اس نے چندہ منٹ سے پہلے ہی اپنے اکل کے داغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ لوگ اسے کال کوٹری سے نکال کر لے جا رہے تھے۔ مرنے سے سوچا تھا، اگر اکل کو دافنی طور پر قابو رکھا گیا تو وہ خود اکل کے داغ میں نہ کر دیتی رہے گی کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔

مگر وہ لے جانے والے بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے تھے۔ کالہا کی میں کسی سے کم نہیں تھے، وہاں امریکی باشندے بن کر زندگی گزار رہے تھے۔ انہوں نے جزل کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور مرنے کو مایوس کر دیا۔ اب وہ اکل کی آنکھوں سے راستوں کو نہیں پہچان سکتی تھی۔ اسے لے جانے والے مستقل گونگے بن گئے تھے، بائیس نہیں کر رہے تھے۔ بریا کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔

ٹھیک چندہ منٹ بعد آنکھوں سے پٹی کھل گئی۔ جزل ایک آرام دہ بستر پر تھا۔ سرانے کی میز پر کھانے کا سامان تھا۔ سوئی سے پہنچنے کے لئے کھیل ادھو گم پہنچے۔ مرنے مطمئن ہو کر پھر دافنی طور پر حاضر ہو گئی۔۔۔۔۔

اس نے سوچا تھا، اسے موقع ملے گا تو اکل کو سونیا کے آدمیوں سے چھین کر لے جائے گی۔ لیکن اس کے آدمیوں نے اسے مایوس کر دیا۔ مایوس ہونے کی طرف سے بھی ہوئی تھی۔ یہ سوچ کر دل ڈوب رہا تھا کہ وہ پارس کی تعالیٰ میں نہیں گئی تھی۔ کوئی دوسرا ہی ہستی نگاہیں ہاتھ دھر چکا ہے۔

اتنی بڑی فوجیں اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ پارس دشمن تھا۔ حکم کر رہی تھی کہ وہ ساری رات اپنا اپنا ساگا

اور اس کے بعد بھی اب تک اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ آہا بھرے ڈی کیوں مرنے چلا آیا؟
 وہ خسر نہیں دکھا سکتی تھی۔ ڈی کو کوئی نہیں مار سکتی تھی۔ اس ڈی میں اس کے اکل کی جان تھی۔ ان حالات میں خسر تھوکر کر اپنے اوپر بیٹی ہوئی آپ بیٹی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس نے ذرا سنجیدگی سے ڈی کے متعلق سوچا۔ اس لئے بھی سوچا کہ وہ اس کی زندگی کا پشلا مراد تھا۔ وہ ہزار فرت اور غصے کے باوجود اس کی آمدورفت کو جھٹلا نہیں سکتی تھی۔

جب وہ سنجیدگی سے سوچنے لگی تو وہ ڈی اسے پھاڑ لگا۔ کسی پہلو سے کم نہیں لگا۔ ایک ٹرکی جو آرنڈ نہیں کرتی ہے، وہ ان آرنڈوں سے بھی سوا تھا۔ اس کے ہر جگہ بے کی دوا تھا۔ وہ پارس نہیں تھا مگر اس کی جوانی کا پارس پرچم نہیں کیا تھا۔

دل کتنے لگا، اسے اچھی طرح جا پتا پر کھنا چاہئے۔ جانے کیوں دل اسے اب بھی پارس کہہ رہا تھا۔ اور ذہانت کمزوری تھی، جب اس کی صورت پارس کی ہے۔۔۔۔۔ آواز اور لہجہ قد و قامت اور دل بیت لینے کا انداز سب ہی کچھ پارس جیسا ہے تو اسے اپنا پارس بنا کر ہی کیوں نہ رکھا جائے؟

یہ ایک نیا اور اچھوتا آئینہ تھا۔ جب وہ اپنا سب کچھ اسے سوپ چکی تھی تو پھر اسے گولی مارنا یا اپنی زندگی سے دور پیٹک دینا سراسر حماقت ہوئی۔ اب وہ حماقت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہ کھلونے کر بل جانے والی بات نہیں تھی۔ وہ پارس نہ ہونے بھی ہر پہلو سے پارس تھا۔ اس دنیا میں کون سی بڑی ہے جو بن نہیں جاتی۔ یہاں دوسرا دل مل جاتا ہے، دوا مل جاتی ہے، ایک نیا قسم مل جاتا ہے اور دھوڑنے والے کو تو خدا بھی مل جاتا ہے۔

مرتا یوں اٹھ کر کھڑی ہو گئی جیسے دل کا فیصلہ مان لیا ہو کہ آؤ چلو۔ لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اور۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی، اس کمرے میں آئی جہاں ایک چور دوا دھاتا تھا جو نظر نہیں آتا تھا۔ کیوں کہ آگے پیچھے ڈھری دوا میں تھیں۔ ایک خفیہ سسٹم کے ذریعے ایک دیوار ایک طرف سرکتی تھی تو اس کی چھیلی دیوار میں وہ دوا دھاتا کھائی دیتا تھا۔ مرنے اس دوا دھانے سے گزر کر ایک تنگ راہداری میں آئی۔ وہاں ایک زینے سے اتر کر تہ خانہ میں پہنچی۔ ایک بڑے سے ہال کے چاروں طرف آٹھ دوا دھانے تھے۔ ان دوا دھانوں کے پیچھے مختلف تاریک کمرے تھے جہاں مختلف قیدی رکھے گئے تھے۔

مرتا نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک بلب نکالا۔ پھر الماری بند کر کے ایک دوا دھانے کے پاس آئی۔ خیال خوانی کے ذریعے پارس کے داغ میں پہنچی۔ اس نے اس پہلو سے سوچا تھا کہ پارس کے لب و لہجے کے ذریعے وہ اصلی پارس کے داغ میں

کیوں نہیں پہنچی ہے؟ ڈی کے پاس کسے پہنچ جاتی ہے؟
 یہ بات صاف اور سیدھی سی تھی کہ پارس کے ٹیلی فنی جانے والے پر رگوں نے تعویٰ عمل کے ذریعے اس کا لب و لہجہ بدل دیا اور اس کا اصلی لب و لہجہ ڈی کے داغ میں قفل کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ ڈی کے پاس پہنچ آئی ہے۔
 وہ تاریک کمرے میں سو رہا تھا۔ مرنے نے اس کے خوابیدہ داغ کو ہدایت دی کہ وہ گہری نیند میں ڈوبا رہے۔ اس کمرے میں کوئی بھی آئے گا مرنے سے روشنی بھی ہو تو اس کی آنکھ نہ کھلے۔ اس کے بعد اس نے چالی سے دوا دھانہ کھولا۔ تاریک کمرے میں داخل ہو کر دوا دھانے کو اندر سے بند کیا۔ اب وہ خود جیسے ایک تاریک قبر میں تھی۔ وہ ہاتھ سے دیوار کو ٹھٹھ کر سوچ سوچ کر اپنے آئی پھر دوسرے ہاتھ سے بلب لگا کر سوچ آن کر دیا۔ یکبارگی تاریکی چھٹ گئی۔ کمرے کی چار دیواری میں جیسے دھن لکھ آیا۔

وہ نگاہوں کے سامنے بستر پر سو رہا تھا۔ سر سے پاؤں تک پارس ہی پارس تھا۔ اسے روشنی میں دیکھتے ہی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ مسرور ہو رہی ہے یا سرور میں آ رہی ہے۔ شاید مسرور اس لئے تھی کہ وہ روشنی میں بالکل پارس تھا اور سرور اس لئے آ رہا تھا کہ وہ تاریکی میں بھی وہی ہو رہا تھا جو اب تک ہو چکا تھا۔ بد معاش کیوں کا۔۔۔۔۔

وہ دھڑکنے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر بستر کے پاس آئی۔ اسے فورے دیکھنے لگی شاید کیس سے وہ اپنا نہ لگے۔ ابھی لگے تو وہ نہ پھر کھل جاتی تھیں لیکن دل جس طرف پھر گیا تھا، دوسرے وہ نہ نہ پھر سکی۔ اس پر جب کہ اس کے بالوں میں انگلیاں بھر رہی تھیں۔ اس کے چہرے کو جبکہ جگہ سلائے گئی۔ پھر اور فزب آکر اپنا چہرہ اس کے چہرے پر رکھ دیا۔ بلا سے وہ پارس نہ ہو رہی تھی، وہ اس کی زندگی کا پشلا سکندر تھا اور آخری بھی یہی رہے گا۔

وہ تھوڑی دیر تک اسے دیکھ دیکھ کر اسے پوچھتی رہی۔ گہری گہری سانسیں یوں لیتی رہی جیسے سانسوں کے ذریعے اسے اپنے اندر بھیج رہی ہو۔ پھر وہ جڑوں سے بے حال ہو کر اٹھ گئی۔ دیوار کے پاس آکر سوچ کو آف کیا۔ اچانک دن سے رات ہو گئی گہری تاریکی چھا گئی۔ اس نے اپنے اسکارف سے بلب کو پکڑا لیا کہ لاکھ ہو گیا تھا، بڑی دیر میں ٹھنڈا ہونے والا تھا۔

اس نے بلب کو اور دوا دھانے کی چالی کو بستر کے مرنے کے پیچھے چھپا دیا۔ اندر جیسے میں رات ٹوٹتی ہوئی دوسرے چنگ پر آئی۔ پھر وہاں بیٹھ کر اس کے خوابیدہ داغ کو ہدایت دی کہ اب لاؤ رتہ بیدار ہو جائے۔

جب وہ نیند سے بیدار ہوئی کی طرف آنے لگا تو وہ داغ سے لکھ آئی تھی، بھولے ہوئے سکیاں لینے لگی۔ رونے کی تہوار

ٹکالے لگی چندہ منٹ کے بعد پارس کے حمای لینے کی آواز آئی پھر وہ چنگ کر دیا، "کون ہے؟ یہ کون رہا ہے؟"
 وہ ہولے سے چنگ مار کر سے ہوئے انداز میں بولی "تم کون ہو؟"۔۔۔۔۔ یہاں اور کتنے لوگ ہیں تو خود کو تھا کھ رہی تھی۔
 "اور میں اب تک تھا تھا۔ اس اندر جیسے میں پورے کمرے کو ٹھٹھ کر دیکھ چکا تھا، اس وقت تم نہیں تھیں۔ اب کہاں سے آ گئی ہو؟"

"میں کیا بتاؤں؟ سوچتی ہوں تو پاگل سی ہو جاتی ہوں۔ میں ہائیڈ پارک کے ایک ادیب رستوران میں کالہی کی رہی تھی۔ وہ گھونٹ پینے کے بعد مجھے اپنا ہوش نہیں رہا پتا نہیں کالہی میں کوئی دوا مل گئی تھی یا کوئی طلسم تھا، میں اس تاریکی میں پہنچ گئی، نہیں کتنا وقت گزر چکا ہے میری کالہی پر کھڑی ہے مگر وقت نہیں دیکھ سکتی پلیر لائٹ آن کر دو۔"

"یہاں لائٹ ہوتی تو میں اندر جیسے میں نہیں رہتا۔"
 "میں ہوش میں آنے کے بعد پھر تک پہنچ رہی تھی پنگ سے نیچے پاؤں رکھتے ہوئے ذرا لگا پنے پتا نہیں یہ کسی جگہ ہے۔"
 "تمہیں ذرا نہیں چاہئے یہ ایک صاف ستھرا کمرہ ہے پتہ فرش ہے تم دونوں ہاتھوں سے راست ٹھٹھ کر اس کمرے کے جنرانیہ کو اور ایڈیٹور ہاتھ دھو کر کچھ سکتی ہو۔"

"نہیں مجھے ذرا لگا ہے، پلیر مجھے حوصلہ دو کہ ہم جلدی اس اندر جیسے سے نکل جائیں گے۔"

"ایک قیدی دوسرے قیدی کو جھوٹے دلا سے توڑے سکتا ہے سچا حوصلہ نہیں دے سکتا۔ کیا تم ٹیلی فنی جاتی ہو؟"

"یہ کیا چیز ہے؟"

"عجب ہے تم ٹیلی فنی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی؟"

"میں آئرلینڈ کے ایک بہت چھوٹے سے قصبے میں رہتی ہوں۔ وہاں۔۔۔۔۔ ستار کی تھی کہ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے۔ مجھے لیڈن ٹیڈر دیکھنے کا برداشت تھا، میں یہاں کی ڈیڈی کے ساتھ آئی تھی ۱۹۴۱ء کہ کدو رونے لگی۔ پارس نے پوچھا، "ارے تم بوری ہو؟"

"اور کیا کروں۔ ٹیڈر اور ڈیڈی مجھے دھوڑ رہے ہوں گے میں اکیلی ہوں، کیا تم میرے پاس نہیں آ سکتے؟"

"میں آ رہا ہوں۔"

وہ راست ٹھٹھ کر دوا دھانے کے بستر پر آیا پھر لہجہ، "تم کہاں ہو؟"

ہاتھ پر حنا۔۔۔۔۔
 دونوں نے ٹھٹھ ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ تمام لہجہ پارس کا ایک ہاتھ اس کے ہجرے ہجرے ہاتھ پر پھونکا، "ہولہ! ہولہ! اتم تو جوان ہو۔ رونے کی آواز سن کر میں جھپٹ پٹی کھ رہا تھا۔"

وہ پھر رونے لگی، "کیا جوان لڑکیاں معیشت میں نہیں رہتی ہیں؟"

”موتی ہیں اب تو چپ ہو جاؤ میں آگیا ہوں۔“
 وہ قریب ہو کر اس سے لگ کر بولی ”مجھے ڈر لگ رہا ہے۔“
 پارس تھوڑی دیر کے لئے غم سا گیا، جم سا گیا۔ اسے کچھ
 محسوس ہو رہا تھا ماریہ نے اسے صرف زہر کا عادی نہیں بنایا تھا
 سانپ کی فطرت یا اس کی سوجھ بوجھ کا انداز بھی دیا تھا۔ وہ
 سانپ کی طرح اپنے شکار کو پہچان لیتا تھا خواہ اندھیرے میں سو گھ
 کر یا چمکور۔ مرنے کے دن کے کس نے اسے سوچنے پر مجبور کیا
 کہ وہ اچھوتی نہیں ہے۔ وہ پوری کی پوری اس کے ہاتھوں سے
 گزر چکی ہے۔

اس کی قوت اس کا انداز اور اس کی ایک ایک ادا چلی
 کما رہی تھی کہ میں شہنشاہ گیسٹ ہاؤس والی ہوں اور مرنے کا یہ
 یقین کامل تھا کہ اندھیرے میں پہچانی نہیں جائے گی۔ کیا خوب
 آگھ بھلی تھی۔ پارس نے آنکھوں پر اندھیرے کی بنی ہوئے کے
 باوجود پہچان لیا تھا۔ مرنے کی آنکھوں پر اندھے جذبات کی بنی
 بندھی ہوئی تھی۔ وہ محروم ہو کر سب کچھ بھول گئی تھی اور خوش
 فہمی میں مبتلا تھی کہ پارس کو بھی اونڈھے منہ کر لیا ہے۔
 کافی وقت گزر گیا تب پارس نے پوچھا ”تم کہاں ہو؟“
 وہ سینے پر سر رکھ کر بولی ”تمہارے پاس ہوں۔“
 ”کیا تاریکی میں ڈر نہیں لگ رہا ہے؟“

”نہیں، یوں لگ رہا تھا جیسے میرے چاروں طرف روشنی
 ہو گئی ہے۔ تم کیسے جاوے گا؟“ اندھیرے کو میرے داغ سے ملنا
 تھا۔“
 ”تم نے آتے ہی دسترخوان بچھا دیا جیسے پرانی میزبانی ہو۔“
 ”ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارے پاس آکر یوں لگا جیسے
 ہائیڈراک کے رستوران کی طرح پھر ہوش اڑ گئے ہوں۔“
 ”اب ہوش میں ہو۔ اپنا نام بتا دو۔“
 ”میرا نام ایلہی ہے۔ پورا نام ایلزبتھ ہے۔“
 ”تم پورے ہوش و حواس میں نہیں ہو اس لئے اپنا نام
 بھول رہی ہو۔“
 ”بھلا کوئی اپنا نام بھی بھولتا ہے۔ اور تم تو یوں کہہ رہے ہو
 جیسے میرا کوئی دوسرا نام جانتے ہو۔“
 ”جانتا ہوں مرنے!“

وہ لٹھی ہوئی تھی ہڑبڑا کر اٹھنا چاہتی تھی پارس نے ایک بازو
 کے حصار میں اس کی گھونٹ روک لی، ”وہ اٹھ نہ سکی، مرنے کی
 سانسوں کے درمیان بولی ”یہ کیا حرکت ہے؟ کیا یہی میرے پیار
 کا صلہ ہے؟“
 ”نام یاد آگیا؟“
 ”ہاں، جھڑو مجھے۔“
 ”جب یاد آگیا ہے تو چھوڑنا ہوں۔“

اس نے چھوڑ دیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولی۔
 ”میں تمہیں حکم دیتی ہوں آنکھیں بند کرلو۔“
 ”تم جس حال میں بھی رہو، آنکھیں کھلی رکھنے سے نفرت
 نہیں پڑے گا۔ آنکھیں بند کرنے کا مرحلہ گزر چکا ہے۔“
 ”یوشٹ اپ!“
 وہ اس کے داغ میں پہنچ گئی پھر بولی ”آنکھیں بند کرو اور
 گہری نیند سو جاؤ۔“
 اسے سلمان واسطی کی آواز سنائی دی ”تم اسے سلا کر جانا
 چاہتی ہو تاکہ یہ باہر کا راستہ نہ معلوم کر سکے۔“
 وہ بولی ”تم؟ سلمان واسطی؟“
 ”ہاں یاد دلانے آیا ہوں۔ تم نے ایک گھنٹے بعد ڈی پارس
 کے داغ میں اپنے غریبی عمل کا توڑ کرنے کو کہا تھا وہ ایک گھنٹہ
 گزر چکا ہے۔“
 وہ بولی ”مجھے آدھے گھنٹے کی مہلت دو۔“
 ”سسر مہلت دے سکتی ہیں۔“
 ”کیا سونیا کو سسر کہتے ہو؟“
 ”ہاں، تمہیں بھی سسر کی عظمت اور برتری کو تسلیم کرنا
 چاہئے۔ انیس احزانامادام کہہ سکتی ہو۔“
 ”اچھا سونیا کے داغ میں چلو، میں ضروری باتیں کرنا چاہتی
 ہوں۔“

وہ سلمان کے ساتھ سونیا کے داغ میں آئی پھر بولی ”آج
 سے میں آپ کو احزانامادام کہا کروں گی۔“
 ”احزانامادام بھی کہہ سکتی ہو۔ پہلے ڈی پر غریبی عمل کا توڑ
 کرو۔“
 ”میں ابھی کرتی ہوں، ایک ضروری گزارش ہے؟“
 ”بڑے مذہب الفاظ استعمال کر رہی ہو۔ کرو گزارش؟“
 ”میں نے دھوکے میں آکر... پارس کی ڈی کو قیدی بنالیا۔
 لیکن اور تیس گھنٹوں کے دوران یہ ڈی میرے لئے بہت اہم
 ہو گیا ہے۔ میں نے اسے پارس سمجھ کر قبول کیا تھا مگر اب وہ
 کوئی بھی ہے میرے جسم و جاں کا مالک ہے۔“
 ”اودہ تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔“
 ”مادام! آپ عورت ہیں اور یہ تسلیم کریں گی کہ ایک
 عزت دار عورت اسی مرد کے ساتھ زندگی گزاراتی ہے جو پہلی بار
 اس کی تمنائوں میں آتا ہے۔“
 ”میں جانتی ہوں لیکن پارس کا رول ادا کرنے والا وہ ڈی
 بہت ہی ذہین اور باصلاحیت ہے۔ ہمارے لئے اہم ہے۔“
 ”کیا تم اسے ایک عورت کی عزت سے اہم کو کہتی؟“
 ”نہیں، اس معاملے میں تمہاری حمایت کروں گی صحت
 دانشمندانہ مشورہ دوں گی کہ محبوب کو غلام بنا کر نہیں رکھا جانا۔“

اس نے چھوڑ دیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولی۔
 ”میں تمہیں حکم دیتی ہوں آنکھیں بند کرلو۔“
 ”تم جس حال میں بھی رہو، آنکھیں کھلی رکھنے سے نفرت
 نہیں پڑے گا۔ آنکھیں بند کرنے کا مرحلہ گزر چکا ہے۔“
 ”یوشٹ اپ!“
 وہ اس کے داغ میں پہنچ گئی پھر بولی ”آنکھیں بند کرو اور
 گہری نیند سو جاؤ۔“
 اسے سلمان واسطی کی آواز سنائی دی ”تم اسے سلا کر جانا
 چاہتی ہو تاکہ یہ باہر کا راستہ نہ معلوم کر سکے۔“
 وہ بولی ”تم؟ سلمان واسطی؟“
 ”ہاں یاد دلانے آیا ہوں۔ تم نے ایک گھنٹے بعد ڈی پارس
 کے داغ میں اپنے غریبی عمل کا توڑ کرنے کو کہا تھا وہ ایک گھنٹہ
 گزر چکا ہے۔“
 وہ بولی ”مجھے آدھے گھنٹے کی مہلت دو۔“
 ”سسر مہلت دے سکتی ہیں۔“
 ”کیا سونیا کو سسر کہتے ہو؟“
 ”ہاں، تمہیں بھی سسر کی عظمت اور برتری کو تسلیم کرنا
 چاہئے۔ انیس احزانامادام کہہ سکتی ہو۔“
 ”اچھا سونیا کے داغ میں چلو، میں ضروری باتیں کرنا چاہتی
 ہوں۔“

وہ سلمان کے ساتھ سونیا کے داغ میں آئی پھر بولی ”آج
 سے میں آپ کو احزانامادام کہا کروں گی۔“
 ”احزانامادام بھی کہہ سکتی ہو۔ پہلے ڈی پر غریبی عمل کا توڑ
 کرو۔“
 ”میں ابھی کرتی ہوں، ایک ضروری گزارش ہے؟“
 ”بڑے مذہب الفاظ استعمال کر رہی ہو۔ کرو گزارش؟“
 ”میں نے دھوکے میں آکر... پارس کی ڈی کو قیدی بنالیا۔
 لیکن اور تیس گھنٹوں کے دوران یہ ڈی میرے لئے بہت اہم
 ہو گیا ہے۔ میں نے اسے پارس سمجھ کر قبول کیا تھا مگر اب وہ
 کوئی بھی ہے میرے جسم و جاں کا مالک ہے۔“
 ”اودہ تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔“
 ”مادام! آپ عورت ہیں اور یہ تسلیم کریں گی کہ ایک
 عزت دار عورت اسی مرد کے ساتھ زندگی گزاراتی ہے جو پہلی بار
 اس کی تمنائوں میں آتا ہے۔“
 ”میں جانتی ہوں لیکن پارس کا رول ادا کرنے والا وہ ڈی
 بہت ہی ذہین اور باصلاحیت ہے۔ ہمارے لئے اہم ہے۔“
 ”کیا تم اسے ایک عورت کی عزت سے اہم کو کہتی؟“
 ”نہیں، اس معاملے میں تمہاری حمایت کروں گی صحت
 دانشمندانہ مشورہ دوں گی کہ محبوب کو غلام بنا کر نہیں رکھا جانا۔“

میں اس کے پاس جا کر خوشی عمل کا توڑ کروں گی۔"

سوچتے نہ تھا کہ "مرہٹا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ جب وہ تاریک قید خانے سے باہر آچکا ہے تو سلمان تم بھی مرہٹا کے عمل کا توڑ کر سکتے ہو۔ میں تو مرہٹا سے اس لئے توڑ کرنے کو کہہ رہی تھی کہ وہ قیدی بنا ہوا تھا۔ ہمارے لئے اس ڈی کی رہائی لازمی تھی اور وہ رہا ہو چکا ہے۔"

وہ بولی "وامام! اگر تم پہلے کہیں کہ ڈی کی رہائی کے بعد تمہارا کوئی خیال خواتین کے لئے والا میرے عمل کا توڑ کرے گا تو میں اس کی رہائی میں اتنی دیر نہ کرتی۔ ایک جگہ میری بہت اہم مصروفیات ہیں۔ تمہاری رہائی ہوگی، مجھے دوسری جگہ مصروف رہنے دو۔"

"جینک تم جاؤ۔ مگر یہ سمجھ لو، جب تک ڈی پاس تمہارے سر سے نہیں نکلے گا، تمہارے انکل کو رہائی نہیں ملے گی۔"

"میں مطمئن ہوں کہ تم نے میرے انکل کو ایک آرام دہ کمرے میں منتقل کر دیا ہے۔ میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی رہائی کا انتظار کرتی رہوں گی۔"

وہ ایک جگہ کارڈوک کر خیال خواتین کر رہی تھی۔ پھر اسے ذرا نیچے کھینچ کر کہنے لگی "اپنے رات بھر بیٹھے ہیں۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک چال آگئی تھی۔ جس وقت سلمان پاس کے دماغ میں جا کر توڑ کرے گا، مرہٹا بھی اس کے اندر رہے گی، چپکے چپکے سلمان کے عمل کو ناکام بنائے گی اور اس خوش فہمی میں جھٹکا دے گی کہ ڈی کے دماغ سے مرہٹا خوشی عمل ختم ہو چکا ہے۔"

وہ ایک ایڑی جھپڑ پر بیٹھ کر پاس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہاں سلمان پہلے سے پہنچا ہوا تھا اور خوشی عمل کے ذریعے پاس کو زنا میں لایا تھا۔ مرہٹا اس کے عمل کو خاموشی سے ناکام بناتی رہی۔ اور سلمان کو کامیابی کا یقین ہوتا رہا۔ اس نے عمل کے اختتام پر اسے خوشی دینے کے لئے چھوڑ دیا۔

پاس کے دماغ میں خاموشی چھا گئی تھی۔ مرہٹا نے سلمان کے اطمینان کے لئے اسے سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ دس منٹ تک خاموشی رہی پھر سوچ کے ذریعے بولی "پاس! اب یہاں ہوجاؤ!" اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں پھر پوچھا "مرہٹا! تم میرے پاس ہو؟"

"ہاں تمہارے پاس ہوں۔ سلمان کی تسلی کے لئے ہمیں سلا دیا تھا۔"

"میری جان! تم نے توڑ ہوئے نہیں دیا۔ میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ کوئی بھی مجھ پر عمل کرے گا تو میں اسے دھوکا دوں گا۔ بظاہر معمول بن جائیں گا، مگر تمہارے ہی سر میں رہوں گا۔"

"اوہ پاس! میں بہت خوش ہوں۔ اب تم میرے ہی رہو گے۔ ہم عارضی طور پر جدا ہوں گے لیکن جب چاہیں گے ایک

دوسرے کی آغوش میں ملے آئیں گے۔"

"انکل سلمان مجھے نہیں سمجھنے کی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ لہذا تم مجھے سلا دو۔"

مرہٹا نے اسے سلا دیا۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوب گیا تو وہ اپنی جگہ واپس آگئی۔ وہ بہت ہی بازی ہارے ہارے جیت گئی تھی۔ اب ڈی پاس جہاں بھی رہتا اس کے دماغ سے مرہٹا کو یہ معلوم ہوتا رہتا کہ سونا، سلمان اور علی تیمور وغیرہ کہاں کہاں مصروف ہیں اور مرہٹا کے ملک کے خلاف کیا کچھ کر رہے ہیں۔ وہ ڈی کو پہلے آواز کا بعد میں یاد بھیجتی تھی۔

وہ اپنی ذہانت اور حکمت عملی کی دھماکا بھاری تھی۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوگی کہ سونا کے مقابلے میں میدان مار رہی تھی۔ ڈی پاس کو سونا کے حوالے کرنے کے بعد بھی اسے اپنی مطمئن میں رکھنے والی تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ حد سے زیادہ کامیابیاں آوی کا دماغ خراب کر دیتی ہیں یا تو وہ مفلوج ہوجاتا ہے یا پھر ہیرا کامیابی کا یقین کرتے ہوئے اپنے معاملات کو ہر پہلو سے جانچتا بھول جاتا ہے۔ مرہٹا بھی یہ بھول گئی تھی کہ سونا سے پلا رہا ہے۔

سونا نے اپنی چال بازی سے اسے اچھی طرح یقین دلایا تھا کہ اس کی قید میں اصلی پاس نہیں ہے بلکہ ڈی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی حلقہ تھا۔ بلندی پر جانے والی عورت کسی معمولی شخص کو جیون ساتھی نہیں بناتی۔ مرہٹا کی ساری توجہ اس بات پر مرکوز ہو گئی کہ اس نے پاس کے دھوکے میں کسی چھوٹے آوی کو اپنے جسم و جان کا مالک بنا دیا ہے اور اس ڈی کی اتنی ہی اہمیت ہے کہ وہ جیل کے بدلے اسے واپس کر دے تو ٹھیک ہے ورنہ اور مرہٹا کے حکم سے ڈی کو کوئی ماری جائے گی اور مرہٹا کے انکل کو کوئی مار دی جائے گی۔

مرہٹا نے اس کی چال میں آکر یہی سمجھا کہ قید میں اصلی پاس ہوتا تو اسے کوئی راستہ کی بات نہ کی جاتی لہذا ایک ڈی کی خاطر اپنے انکل کی موت کا سلمان نہیں کرنا چاہئے۔

سونا نے بھی جانتی تھی کہ سلمان پاس کے دماغ میں توڑ کرنے جائے گا تو مرہٹا اپنی چال چلے گی سلمان کے عمل کو ناکام بنائے گی۔ اس لئے سونا نے مجھے بلایا تھا۔ میں نے کہا "مل ایبیت میں بہت مصروف ہوں۔ کیا میری موجودگی ضروری ہے؟"

وہ بولی "میں جی تو مل ایبیت میں ہوں، ہماری کوئی بھی مصروفیت بیٹے سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتی۔ سلمان پاس پر ناکام عمل کرے گا۔ تم خاموشی تماشا بن کر رہو گے کیونکہ وہاں مرہٹا یقیناً اپنی چال چل رہی ہوگی۔ جب ہمیں یقین ہو جائے کہ اس کا مکمل ختم ہو گیا ہے اور وہ چلی گئی ہے تو تم پاس کو اس کے سر سے نکالو گے۔"

میں نے یہی کیا۔ جب مرہٹا پاس کو سلا کر پہلی گئی تو میں نے دے کھینچے تک انتظار کیا۔ پھر یقین ہو گیا کہ وہ مطمئن ہو کر کھینچی ہے جب میں نے اپنے بیٹے کو فرانس میں لے کر آئے پوری طرح مول بنا کر مرہٹا کے خوشی عمل کے متعلق پوچھنا کیا اور اس کے زہن میں یہ باتیں گھس کر آیا کہ مرہٹا کا عمل دماغ سے مٹ چکا ہے۔ وہ اس کا معمول اور ابھار نہیں رہے گا لیکن مرہٹا کی آمد بد سانس نہیں روکے گا۔ اسے خوش فہمی میں جھٹکا دے گا کہ مرہٹا اس کا ابھار رہے۔

میں نے پاس کے دماغ کے ایک خانے کو منتقل کیا اور یہ بات کی کہ اہم راز کی باتیں اس خانے میں منتقل رہیں گی اور رہائی کی سوچ کی لہریں وہاں تک نہیں پہنچیں گی۔ اس طرح وہ ڈی اس بن کر اسے دوستی کا یقین دلا رہا ہے۔

مجھے تو ایبیت میں دماغی طور پر حاضر رہنا تھا اس لئے میں ہونا کو اپنے کام کی رپورٹ دے کر چلا گیا۔ جہن کھینچے بعد مرہٹا اس کے پاس آئی۔ وہ بیدار ہو رہا تھا۔ اس نے سانس نہیں لے کر کہ وہ دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ اگر بحال ہو جاتی تو بھی میرے خوشی عمل کے مطابق وہ مرہٹا کی آمد پر سانس نہ لے سکتا۔ وہ اس کے دماغ میں خاموش رہی، اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ سلمان واسطی کی آواز سنائی دی "بیلو پاس! کیا کوئی محسوس کر رہے ہو؟"

وہ اٹھ کر بیٹھنے لگی "جی نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"سسرے! کہا ہے لندن چھوڑ دو۔ پھر ملے آؤ۔"

"آپ ہمارے کہہ دیں میں اس وقت تک لندن سے نہیں جائیں گا جب تک مجھے ٹھیک کرنے والی میری گرفت میں نہیں لے لی۔"

"مرہٹا نے تمہاری پہلی میں کوئی ماری تھی۔ تمہیں باقاعدہ علاج کرانا اور آرام کرنا چاہئے۔ تمہارا زخم کب سہے گا؟"

"کوئی دو ہفتوں کے درمیان سہے گا اور کمال ادویہ کر کر رہی ہوں۔ بڑیاں پسلیاں سلامت ہیں۔ معمولی سائز تم ہے۔ مرہٹا بیٹی ہو گئی تھی اور ایک بار ہو جائے گی۔ تمہارے کہہ دیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"کیا تم مرہٹا سے متاثر ہو اور اس کی ذات میں کشش محسوس کرتے ہو؟"

"آپ لوگ میرے مزاج سے واقف ہیں، میں کسی سے متاثر نہیں ہوتا۔ ہاں مگر مرہٹا کیا چیز ہے؟ آپ انکل ہیں اس لئے آپ کے سامنے اس کے بچے نہیں کر سکتا۔"

"شیطان کہیں کے، مجھ نے بولے ہوئے بھی بول رہے ہو۔ مجھ کو یہ طور پر یاد کیا مرہٹا سے محروم ہو؟"

"دیکھئے آپ بزرگ ہو کر اندر کی بات پوچھ رہے ہیں۔"

"لا حول ولا قوتہ۔ باپ میرا تو بیٹا سو میرا ہے۔ میں جا رہا ہوں خدا حافظ۔"

پاس تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر سوچنے لگا "انکل دیکھو اب خوش فہمی میں رہیں گے کہ میں مرہٹا کے سر سے نکل گیا ہوں۔ کوئی میرے دل سے بچھے نہیں بھی اس سینہ کی گداز بانوں سے آزاد ہونا پسند نہیں کروں گا۔ وہ میری ہے نہیں اس کارہوں کا۔ دیکھ مرہٹا نے انکل سلمان کے عمل کو ناکام بنا کر خوب چکر چلایا ہے۔ بس ایک نقصان ہے کہ مرہٹا کے پاس آزادی سے نہیں جاسکتا۔ ورنہ راز کھل جائے گا کہ میں ابھی تک اس کا تابعدار ہوں۔"

مرہٹا خاموشی سے اس کی سوچ پڑھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ پھر بولی "پاس! اب ہم زیادہ دیر جدا نہیں رہیں گے۔ جب تمہاری دماغی توانائی بحال ہوگی تو تمہارے بزرگ اجازت کے بغیر تمہارے دماغ میں نہیں آئیں گے۔ اور یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ تم چھپ کر میری بانوں میں آگئے ہو۔"

"میں ابھی جا کر مرہٹا کی گداز کا اور جلد سے جلد توانائی حاصل کروں گا۔ تم ابھی میرے پاس رہو گی؟"

"میں تمہاری ماما کے پاس جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

وہ اس کے دماغ میں خاموش رہی۔ پاس اس کے حسن و شباب کے متعلق سوچ رہا تھا اور اس سے دوبارہ ملنے کی خواہش میں بے چین ہو رہا تھا۔ مرہٹا مطمئن اور خوش ہو کر پہلی گئی۔ تب پاس کو دماغ کچھ ہلکا سا محسوس ہوا۔ وہ سمجھ گیا اب کوئی اس کے اندر نہیں ہے۔

گولی سے نکلنے والا زخم معمولی تھا۔ وہ ایک تھوڑے روز میں دماغی توانائی حاصل کر لیتا۔ اس سے پہلے میں نے اس کے دماغ کو حساس بنا دیا تھا اس لئے وہ سلمان اور مرہٹا کی آمد کو محسوس کر لیتا تھا اور میری ہدایت کے مطابق اس احساس کو دماغ کے اس خانے میں چھپاتا تھا جہاں مرہٹا نہیں پہنچ سکتی تھی۔

وہ سونا کے پاس آکر بولی "میرے خوشی عمل کا توڑ ہو چکا ہے۔... ڈی پاس آزاد ہے۔ اب میرے انکل کو رہا کر دو۔"

"تمہارے انکل کو رہائی مل جائے گی لیکن یہ بتاؤ تم نے میرے پاس آکر کیا کیا؟"

"بہت کچھ سیکھا ہے۔ تم کسی بھی حلقہ کو زبردست چھینے میں چھانسن کر اس سے اپنی باتیں منواتی ہو۔"

"کیا تم نے وہ چھوڑ دیکھا ہے جو میرے پاس آکر بھی تمہیں دکھائی نہیں دیا؟"

مرہٹا چونک کر بولی "تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

سونا نے کہا "اگر میں یہ حلیم کہیں کہ تمہاری قید میں اصل

پارس ہے تو تم اکل کے بدلے بھی اسے واپس نہ کر تیں۔ جسیں یہ پتہ نہیں ہوا کہ اصل پارس کی سلامتی کے لئے میں تمہارے اکل کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔
 ”کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نے اصل پارس کو تمہارے حوالے کر دیا ہے؟“
 ”میں نے ذی کاشوش جھوڑ کر اپنے بیٹے کو تم سے آزادی دلائی ہے۔“

مرتا چند لمحے کے لئے سونیا کے داغ سے نکل آئی۔ اس سے قہقہے مٹا نہیں ہو رہے تھے۔ وہ اپنے بندہ میں حاضر ہو کر خوشی سے انجھل پڑی۔ اس کی تنہائیوں میں آنے والا کوئی ایرا غیر نہیں تھا۔ چنانچہ پارس تھا۔ اس نے پارس کو جیت لیا تھا اور اس کی دانت میں سونیا کے فرشتوں کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اصل پارس اب تک اس کا معمول اور تابعدار ہے۔
 وہ مکمل کر قہقہے لگنے لگی۔ اس کے اندر سے بے اختیار قہقہے ابھر رہے تھے۔ آج تک کسی نے سونیا کو اس طرح اٹو نہیں بنایا ہو گا جیسا کہ وہ اپنی دانت میں پانچ لگی تھی۔ کیا زبردست جگر چلا تھا۔ سونیا کا دعویٰ تھا کہ وہ مرنا کوڑی کا قریب دے کر اصلی پارس کو قید سے نکال لائی ہے جبکہ اصلی پارس دافنی طور پر اب بھی مرنا کا قیدی تھا اور اس کے حسن و شباب کا مدت تھا۔ ایسی زبردست کامیابی پر کون خوش نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ قہقہے لگا رہی تھی۔

بیچاری نے پہلے بار سونیا سے کھلی تھی۔ اتنی جلدی اس کے ہجکتوں کو سمجھ نہیں سکتی تھی۔ جب بھی یہ ہید کھلے گا کہ پارس بظاہر اس کا معمول اور تابعدار رہن کر اسے قریب رہتا رہا ہے تب معلوم ہو گا کہ وہ سونیا کی نادانی پر نہیں خود اپنی شکست پر قہقہے لگاتی رہی ہے۔ تب وہ تسلیم کرے گی کہ سونیا وہ بلا ہے جو اوپر سے خوشیاں دے کر اندر سے بڑا کاٹ دیتی ہے۔



سلطانہ مصروف تھی۔ سونیا کے داغ میں رہ کر اس کی پلانک کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ اچانک خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس نے سونیا کے داغ سے واپس آکر دیکھا سلطانہ اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا ”بہی کب تک خیال خوانی کرتی رہو گی؟ کچھ میرا خیال کرو۔“

وہ اسے بے ہمتاؤ ہوئے بولی ”کیا کرتے ہو؟ میں سسر کے پاس سے اچانک چلی آئی ہوں۔ وہ کیا سوچتی ہوں گی؟“
 ”تم تو ایسے کھبرا اور شرابی ہو جیسے سسر ہمیں دیکھ رہی ہیں۔“
 ”وہ دیکھ لیتی ہیں جو ہم نہیں دیکھ پاتے جہاں ہم ٹپکی بیٹھی

کے ذریعے پہنچ نہیں پاتے۔ وہ پہنچ جاتی ہیں۔ ان سے کچھ کے لئے بغیر چلی آئی ہوں۔“ وہ سمجھ گئی ہوں گی۔
 ”کیا سمجھ گئی ہوں گی؟“
 ”چھوڑو مجھے جانے دو۔“
 ”یہ تو بتا دو کتنی دیر تک انتظار کروں گا؟“
 ”ایک گھنٹے میں واپس آ جاؤں گی۔“
 وہ پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے سونیا کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا ”اچانک کہاں چلی گئی تھیں؟“

”وہ۔۔۔ ایک لمبی نے الماری سے میرے بستر پر پلانک لگائی تھی۔ اس لئے۔۔۔“
 سونیا نے بات کاٹ کر کہا ”اس لئے تم نے دافنی طور پر حاضر ہو کر دیکھا تو وہی نہیں پتا تھا۔“
 ”اوہ سسر! آپ بس پوچھ جیتی ہیں۔“
 ”میں چھیڑوں تو کوئی بات نہیں۔ وہ چھیڑے گا تو تم یہاں پوری توجہ سے میری پلانک پر عمل نہیں کر سکو گی۔ اس سے کو ایک آدھ گھنٹے کے لئے دوسرے بندہ میں دم جانے۔“
 ”میں نے سمجھا دیا ہے۔ یہ کوٹ بدل کر سو رہے ہیں۔“
 ”پچھل کی پلٹ سامنے ہو تو کیا پلانک انھیں بند کر لے گا؟ تم مجھے نہ سمجھاؤ میری بات سمجھو۔ ابھی تمہیں تنہا کر پوری توجہ سے کام کرنا ہے۔“
 ”میں ابھی آتی ہوں۔“

سلطانہ نے دافنی طور پر حاضر ہو کر سلمان کو گھور کر دیکھا وہ بڑی دیر سے اس کے حسین چہرے کو تک رہا تھا۔ وہ غصے سے بولی ”سسر نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ میں کیا ہو رہا ہے۔“
 ”میں بھی تو خاموشی سے دیکھ رہا ہوں۔“
 ”کیا مصروفیت کے دوران یہ احساس نہیں ہوتا ہے گا کہ تم میرے پاس ہو اور مجھ پر بے لگی طرح غزا رہے ہو۔ پلانک یہاں سے۔ دوسرے کمرے میں جاؤ۔“
 ”کیوں جاؤں۔ میں نے شادی کی ہے۔ بھاگ کر نہیں لایا ہوں۔“
 وہ بستر سے اٹھ گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی دوسرے بندہ دم کے دروازے پر آئی پھر اسے کھولنے ہوئے بولی ”سسر! کھم؟“
 کہ میں مصروفیت ختم ہونے تک شمار ہوں۔ اگر تم دروازے پر دستک بھی دو گے تو میں سسر سے شکایت کروں گی۔“
 اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر بیڑ پر ابھرا آرام سے غم و راز ہو کر سونیا کے پاس آگئی۔ سونیا نے ایک جگہ روک کر کہا ”وہ سامنے مار تھا کا بھلا ہے۔ میں اس کے احاطے میں جا رہی ہوں۔ میرے پاس موجود رہو۔“
 ”میں سسر! اب نہیں جاؤں گی۔“

”وہ کار سے نکل کر عطاء انداز میں چلتی ہوئی پچھلے کے پچھلے میں آئی۔ مار تھا کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ آؤنٹ کے طور پر فرما دو کہ میں ہے کہ مار تھا گولڈن برنز کی دست راست تھی۔“
 ”اے اے اے ایسے کام کتنی جی بڑی اہمیت کے حامل تھے اور وہ اپنی رازداری سے کئے جاتے تھے۔“
 مار تھا کی طرح چار عورتیں اور چھ موایا تھے جو گولڈن برنز کے دست راست کھاتے تھے اور ان کے لئے نہایت اہم بات انجام دیتے تھے۔ ان اہم راز دار اور دست راست ملانے والوں نے بھی کبھی کسی گولڈن برنز کا اصلی چو نہیں لیا تھا اور نہ اصلی آواز سنئی تھی۔ اس کے علاوہ گولڈن برنز کے متعلق وہ جو کچھ جانتے ”اس کا ذکر اپنے باپ سے بھی نہیں لیتے تھے۔“

مار تھا اپنے شوہر سے اسی بات پر ملاں رہتی تھی کہ وہ بڑی بت سے اسے آغوش میں لے کر گولڈن برنز کے بارے میں پوچھتا تھا۔ مار تھا پار کے کندھوں میں بننے کے باوجود اس کی آغوش سے نکل جاتی تھی اور کتنی تھی ”میں جذبات میں اندر جی نہیں ہوتی۔ یہ کیڑا داغ سے نکال دو کہ میں تمہارے بھلائے بہانے سے کسی گولڈن برنز کا ذکر کرنے بیٹھوں گی۔“
 اس کے شوہر کا نام جان فراست تھا۔ وہ دونوں اپنے چھ ماہ بیٹے روکی کے ساتھ خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ جان فراست لٹری اٹھلی جنس میں ایک جو نیز افسر تھا۔ مار تھا اپنے شوہر سے اٹھلی جس کے شے کی بات نہیں پوچھتی تھی وہ نہ پوچھے کے باوجود بتا دیا کرتا تھا اور کتا تھا ”ہم یہاں بیوی کے برہان کو راز نہیں رہتا چاہئے۔ میں اپنے بیٹے روکی کی تم لگا کر کتا ہوں کہ گولڈن برنز کے بارے میں جو کچھ تم بتاؤ گی وہ مجھے بیٹے میں ایک امانت کی طرح چھپا رہے گا۔“
 لیکن وہ ضد کی کمی اور گولڈن برنز کی وفادار تھی۔ اپنے شوہر کو دار تک دیتی تھی ”تم ضد کرو گے یا مجھ پر جبر کرو گے تو میں لٹون برنز سے شکایت کروں گی۔ وہ تمہیں جیل کی آہنی لائٹوں کے پیچھے پھینک دیں گے۔“

یہ دار تک سن کر جان فراست بڑبڑاتا تھا ”بیوی اپنے شوہر کو اکل پیچھے کی دھکی دیتی ہے۔ کیا ایسی بیوی وہ قادر ہو سکتی ہے؟“
 ”بے وقاحت سمجھو تو طلاق دے دو۔ میں اپنے بیٹے کے ساتھ زندگی گزار لوں گی۔“
 سلطانہ نے بھروسہ میں مار تھا کو ٹپ کیا تھا اور اسے دافنی طور پر جلا کر کے اپنی معمول بنایا تھا۔ اس طرح معلوم تھا کہ مار تھا گولڈن برنز کی دست راست ہے۔ اور جان فراست نامی شخص کے ساتھ ان دونوں کی زندگی گزارتے ہوئے ایک ٹپکی ماں بھی بن گئی ہے۔

شادی سے پہلے جان فراست سے یہ پلے پاپا تھا کہ وہ یہاں بیوی بننے کے بعد بھی ایک دوسرے کے شے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے اور کوئی تھی سے اس کے شے کا راز معلوم نہیں کرے گا۔ جان فراست شادی کے بعد اپنے دوسرے پر قائم نہیں رہا۔ وہ مختلف بہانوں سے گولڈن برنز کے خفیہ کچھ نہ کچھ پوچھنے لگا۔ سلطانہ نے یہ بات سونیا کو بتائی۔ سونیا نے کہا ”جان فراست کی حرکتیں بتا رہی ہیں کہ وہ بیوی ہونے کے باوجود اسرائیلی حکومت کا وقار نہیں ہے۔ کسی دوسرے ملک یا دوسری تنظیم کے لئے کام کر رہا ہے اور گولڈن برنز تک پہنچنے کے لئے اس نے مار تھا کو اپنی بیوی اور ایک بچے کی ماں بنایا ہے۔“

اب یہ معلوم کرنا تھا کہ جان فراست کس ملک کے لئے کام کر رہا ہے اور یہ آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ مار تھا کی سوچ نے بتایا تھا کہ وہ ہو گا کا مار ہے۔ ایسی صورت میں اس کے داغ کو کنزرویٹا لازمی تھا۔ سونیا اسی مقصد کے لئے مار تھا کے پیچھے میں آئی تھی۔ پچھلے کے احاطے میں رات کو وہ غزا کرتے کھلے جھوڑ دیئے جاتے تھے۔ جس وقت سونیا احاطے میں پہنچی اس وقت کتے بندھے ہوئے تھے۔ مار تھا کو جان فراست کا انتظار تھا۔ اس کے آنے کے بعد کتوں کی زنجیریں کھلی جاتی تھیں۔ سلطانہ نے کہا ”سسر! میں مار تھا کے داغ پر پوری طرح قبضہ جماری ہوں۔ آپ چلی آئیں۔“

سونیا پچھلا کتہ کھول کر احاطے میں آئی۔ مار تھا پچھلے کے اندر تھی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لان میں پہنچی۔ سونیا اس کے قریب آئی۔ مار تھا نے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا۔ سونیا نے اپنی انگلی سے وہ مخصوص انگوٹھی اتاری جس میں ایک میڈ کیٹنٹھی سی سونلی پوشیدہ رہتی تھی۔ جو اپنے شکار کے بدن پر ہلکا سا دباؤ ڈالنے کے بعد باہر نکل کر پیوست ہوتی تھی اور شکار کو پٹم زندہ میں دافنی طور پر کنزرویٹا دیتی تھی۔

سونیا نے وہ انگوٹھی اتار کر مار تھا کو پسنادی۔ پھر وہاں سے چلتی ہوئی احاطے کا باہر آئی۔ اس کے بعد کتا میں بیٹھ کر جانے لگی۔ ایک منٹ کے بعد سلطانہ آئی۔ سونیا نے پوچھا ”کیا ہوا؟“
 اس نے جواب دیا ”مار تھا ایک ایریز جیٹر آٹھیں بند کئے بیٹھی تھی۔ میں اس کے داغ پر قبضہ کرتا کران میں لائی تھی۔ جب آپ نے انگوٹھی پسنادی تو میں اسے واپس لے گئی۔ اسی ایریز جیٹر پر بھٹا کر اس کی آنکھیں بند کر دیں۔ داغ کو آزاد چھوڑنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے توڑی دی رہے کے لئے غور کی طاری ہو گئی تھی۔ اب وہ پھر لان میں آگئی ہے۔ جان فراست کا انتظار کر رہی ہے۔“
 ”پھر تو تمہیں بھی انتظار کرنا ہو گا۔“
 ”جی ہاں، کدوں گی۔ آپ کے پاس رہوں گی۔“

”انتظار طویل ہو تو وہ ناک میں دم کر دے گا۔“
 ”کون؟“ پھر وہ مطلب سمجھ کر بولی ”آپ بڑی وہ ہیں۔
 آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سلمان بڑے مبروے ہیں؟
 ”جیس ممبر کا پھل سمجھ کر جھکتے ہیں۔“
 وہ دونوں ہنسنے لگیں۔ سونیا نے اپنی ناہوش گاہ میں پہنچ کر کہا۔

”جاؤ اور ارحام کی خبر لو۔“
 وہ ارحام کے پاس آئی۔ جان فراست آیا تھا۔ اگلے بجیلے
 میٹ کو منتقل کرنے کے بعد نکس کی زنجیریں کھولنے لگے تھا۔
 ارحام نے پوچھا ”پہلے قتل کرو گے یا کچھ کھاؤ گے؟“
 ”اگر قتل کا بہانہ ہی جاؤ تو قتل کر لوں گا۔“
 وہ ہنسنے ہوئے بولی ”بد معاشر کیس کے۔“
 وہ بہتی ہوئی بڑی دم میں جانے لگی۔ سلطان نے کہا ”سسر“
 ہم بعض اوقات خیال خرابی کرتے ہوئے مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔“
 ”اب کیا ہوا؟“

”ہو گا کیا؟ وہ دونوں خواب گاہ میں جا رہے ہیں۔ مجھے ایسے
 وقت بڑی کوفت ہوئی ہے۔ اور یہ ارحام تو بڑی ہی بے شرم ہے؟“
 ”جیس اس کی بے شرمی سے کیا لینا ہے؟ موقع پاتے ہی
 اپنا کام کر دیا اور چلی آؤ۔ زیادہ باؤلی ہو رہی ہو تو ناک میں دم کسے
 والے کو بلاؤ۔“

وہ توبہ توبہ کہتی ہوئی سونیا کے داغ سے بھاگی پھر ارحام کے
 پاس آئی۔ وہ جان فراست کی گردن میں بائیں ڈال کر کہہ رہی
 تھی ”ہمارا بیٹا سو رہا ہے کیس آنکھ نہ کھل جائے۔“
 جان نے کہا ”میں نے بیٹے کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند
 کر دیا ہے۔ آنکھ کھلے گی تو وہ اچانک یہاں نہیں آسکے گا۔“

سلطان نے دیکھا۔ یہ اچھا موقع ہے۔ ارحام گئے گا ہارنی
 ہوئی تھی ایسی حالت میں اس کے دونوں ہاتھ جان فراست کی
 پشت پر آگئے تھے۔ اس سے پہلے کہ بے خیالی آگے بڑھتی سلطان
 اس کی انگوٹھی والی انگلی جان کی گردن پر لے آئی۔ گردن کی چلد
 پر انگوٹھی کا دباؤ ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی جسمی سوئی نکل کر
 گردن میں بیست ہو گئی۔

جان نے سسک کر کہا ”آہ ایہ گردن میں۔“
 وہ آگے کہہ نہ سکا۔ کمزوری کے باعث زبان لٹکڑا گئی۔
 سرری طرح چکر اڑا رہا تھا۔ وہ ارحام پر لڑ گیا۔ اس نے پوچھا ”جان!
 آریو آل رائٹ؟“

وہ کچھ نہیں بول رہا تھا۔ بستر قریب ہی تھا۔ ارحام نے بڑی
 مشکل سے بستر تک اسے لا کر لٹایا۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی
 تھیں۔ وہ کمری کمری سانس لے رہا تھا۔ ارحام نے کہا ”میں
 ابھی ڈاکٹر کو بلائی ہوں۔“

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ پھر جیسے ہی
 ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا چاہا، سلطان نے اس کے
 داغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ چند سیکنڈ تک اس سے ریسیور لگائے کھڑی
 رہی پھر اس کے داغ کو آزاد چھوڑتے ہوئے اس کی زبان سے
 کہا ”شکر! ڈاکٹر! آپ جلد آنے کی کوشش کریں۔“

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر جان فراست کے پاس آکر بولی۔
 ”ڈاکٹر بہت مصروف ہے۔ اس نے جلد ہی آنے کا وعدہ کیا ہے۔“
 سلطان نے سلمان کے پاس آکر کہا ”میرے داغ میں آؤ۔
 میرے ذریعے جان فراست کے داغ میں پہنچو اور اس کی پوری
 ہسٹری معلوم کر کے سسر کو بتاؤ۔ میں ارحام کو کنٹرول کر رہی ہوں!
 سلمان اس کے ذریعے جان کے داغ میں پہنچ گیا۔ پھر وہ چند
 سیکنڈ تک اس کی سوچ پر ہنسنے ہی حیرت سے اچھل پڑا۔ سونیا کے
 پاس آکر بولا ”سسر! اکمال ہو گیا ہے۔ وہ جان فراست دراصل
 ان پانچ گولڈن برنز میں سے ایک ہے۔“

سونیا نے کہا ”خدا کا شکر ہے قتل ایسے پہنچنے ہی بہت بڑی
 کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ فراد کو فوراً بلاؤ۔“
 سلمان نے میرے داغ میں آکر کہا ”آپ کی پیشی ہے۔
 سسر کے پاس آئیں فوراً ابھی۔“

میں سونیا کے پاس آیا۔ اس نے کہا ”ارحام کا شوہر جان
 فراست دراصل ایک گولڈن برنز ہے۔ اس کے داغ کو کمزور
 بنایا گیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور سلمان کو گایڈ کرتے ہو کہ
 کس طرح اس گولڈن برنز کو قابو میں رکھنا ہے۔“

سونیا ایسے وقت صرف مجھ پر بھروسہ کرتی تھی۔ سلطان نے
 سلمان کی کسی بھول چوک سے اتنی بڑی کامیابی، ناکامی میں بدل
 سکتی تھی۔ میں سلمان کے ساتھ پہلے گولڈن برنز کے برنز میں
 پہنچا۔ وہ انتہائی کمزوری کے باوجود سوچ رہا تھا ”کسی ٹیلی بینجی
 جاننے والے نے مجھے کمزور بنایا ہے۔ اور وہ ابھی میرے اصل
 کردار کو پردہ رہا ہو گا۔“

اس نے دیر سے سمجھا کر ارحام کو دیکھا۔ وہ سات برس سے
 اس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار رہا تھا۔ چھ برس کا ایک بیٹا
 بھی تھا۔ آج تک اس نے بیوی کو اپنی حقیقت نہیں بتائی
 تھی۔ تاہم اسے دست راست بنا کر اس سے اہم کام لینا تھا اور
 شوہر برنز کر گولڈن برنز کے حلقے پوچھتا تھا۔ یہ یقین کرتا رہا تھا
 کہ ارحام قادر ہوا ہے۔ کبھی گولڈن برنز کے حلقے کچھ نہیں بتاتے
 گی۔

اب وہ مجبور ہو گیا تھا۔ ارحام کے ذریعے ہی باقی گولڈن برنز
 کو پیش آنے والے خطرے سے آگاہ کر سکتا تھا۔ یہ سوچے ہوئے
 اس نے دیر سے سمجھا کر اسے دیکھا۔ وہ بولی ”کچھ کتنا چاہے ہو؟
 بولو جان! کیا بات ہے؟“

میں نے اس کے اندر توانائی پیدا کی۔ وہ زبان سے بولنے
 کے قابل ہوا تو میں نے اس کی زبان سے اسی کے کچے میں کہا۔
 ”ڈرائنگ راحما! پریشانی کی بات نہیں ہے۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔
 اگر سوچاؤں تو صبح سے پہلے نہ جگانا۔“

وہ سر کو سلاتے ہوئے بولی ”ہاں، آرام سے سو کر اٹھو گے
 تو طبیعت بحال ہو جائے گی۔ سو جاؤ۔“
 اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے سلمان سے پوچھا ”تم
 باپ کب تک بونگے؟“

وہ حیرانی سے بولا ”یہاں اس سوال کی کیا نیگ ہے؟“
 ”موجودہ معاملے سے میرے سوال کا کمرہ تعلق ہے۔ سونیا
 نے کہا ہے کہ میں جیس گایڈ کرتا رہوں۔“
 ”آپ جیسا گایڈ مجھے مرگا پڑے گا۔ فراد بھائی! آپ کی
 باتیں پہلے تو سمجھ میں نہیں آتیں بعد میں ہم میاں بیوی لڑ پڑتے
 ہیں۔“

”اگر تم چاہے ہو کہ سلطان سے لڑائی نہ ہو اور میں
 تمہارے باپ بننے کے حلقے اس سے سوال نہ کروں تو تم میرے
 سوال کا جواب دے دو۔“
 سلمان نے کہا ”معل تو چلا تو آئی بلا کو ٹال تو۔ آپ سے
 خدا بچائے میں سسر کے پاس جا رہا ہوں۔“

اس نے سونیا کی طرف جانے کے لئے خیال خرابی کی پرواز
 کی میں نے سلطان کے پاس آکر کہا ”فوراً سونیا کے پاس آؤ۔“
 وہ فوراً وہاں آئی۔ میں بھی آیا۔ سلمان سونیا سے کہہ رہا
 تھا ”آپ نے مجھے فراد بھائی کے ساتھ کیوں لگایا ہے؟ وہ ہماری
 کمزوری تھا۔“
 سونیا نے پوچھا ”آخر بات کیا ہے؟“

سلمان سے پہلے میں بول پڑا ”بات کچھ نہیں ہے۔ میں نے
 سلمان سے کہا کہ اس گولڈن برنز نے آنکھیں بند کر لی ہیں تم
 اسے ٹیلی بینجی کی کوری سنا کر سلاؤ۔ اس پر یہ حضرت سلمان
 صاحب فرماتے ہیں کہ سلطان نے انہیں قسم دی ہے کہ یہ صرف
 اپنے ہونے والے بیٹے کو کوری سنا نہیں گے۔“

سلطان نے کہا ”توبہ! سلمان میں نے کب قسم دی ہے؟“
 وہ بولا ”ارے یہ فراد بھائی! اول درجے کے جھوٹے ہیں۔“
 میں نے پوچھا ”کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ تم نے اور سلطان
 نے ہونے والے بیٹے کی بات ہم سب سے چھپائی ہے؟“
 وہ بولا ”ہاں! بالکل جھوٹ ہے۔“

اس کی بات پوری ہوئی تو ہی سلطان نے بے اختیار اڑا کر
 اوک کی آواز نکالی۔ صاف ظاہر تھا کہ ایسا کی آ رہی ہے۔ وہ فوراً
 ہی سونیا کے داغ سے بھاگ گئی۔ سونیا نے حیرانی سے پوچھا۔
 ”سلمان! یہ کیا ہو رہا ہے؟“

”سسر! خدا کی قسم میں خود حیران ہوں۔ یہ فراد بھائی یا تو
 نبی شیطان ہیں۔ یا پھر بڑی اللہ ہیں۔ جس بات سے شوہر بے خبر
 تھا، وہ انہیں معلوم تھی۔“

میں نے کہا ”میری ایک پیش گوئی اور سن لو۔ سلطان ہاں
 بننے سے انکار کرے گی۔ تم سے ہمارے کرے گی کہ اس کے پاس
 ہماری نہیں ہیں پھر تم سے چھپا کر بچے کو مبالغہ کرے گی۔“
 ”فراد بھائی! خدا کے لئے ایسی بیباک باتیں نہ کریں۔“
 ”اب میں زبان بند رکھوں گا لیکن جو کہ چکا ہوں وہ سچائی
 ضرور سامنے آئے گی۔“

وہ بولا ”سسر! میں ابھی آتا ہوں۔“
 وہ چلا گیا۔ سونیا نے مجھ سے کہا ”یہ کیا حرکتیں ہیں۔ خبی

مشہور چورنگ ویلوٹ جو بے قیمت چیزیں گرانقدر معادضے پر چراتا ہے

ان چوریوں
کی دلچسپ
کہانیاں

نک ویلوٹ کی چوکیاں

وہ تمام کہانیاں رنجو تہ تک لکھتی گئی ہیں

ڈاک خنچے
۱۰/- روپے

قیمت
۳۰/- روپے

کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۲۳۳ کراچی ۱

تھی اور تم دفاعی کمزوری میں مبتلا ہو گئے تھے۔“

266

بچن میں مہی میں اس کے پاس آیا۔ وہ مجھے دیکھ کر سسرا اٹے گا

وہ چلا گیا۔ میں نے سٹیج کے سامنے میز پر کھانے کی ڈیسیں لالہ

[illegible]

ایم اے راحت کے سنسنی خیز ناول

عمران، نامہ آفریدی اور پروفیسر ڈارے

دہی تین ہنگامے

ظفر و مزاح سے بھرپور

کتنے کتاب
تین کتاب
بار بار پے

بانگورو
کلاڑی
اداسیڑا

پانچویں کتاب
۱۰ روپے

چاروں کتابی ایک ساتھ منگائے پورے ایک سو روپے

کتابیات پبلی کیشنز، پوسٹ بکس ۲۲ کراچی

لحلی نے فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے گھورتے ہوئے کہا "آپ ان بچوں کو کیوں پریشان کرتے رہتے ہیں؟" میں نے کہا "ایک میری سالی ہے۔ وہ سراسر ہم زلف ہے میرا ان سے مذاق کا رشتہ ہے۔ تم ان سے پوچھو وہ بار بار بے وقوف کیوں بنتے ہیں؟ ان کی ذہانت کہاں چلی جاتی ہے؟" سلطان نے میرے پاس آکر کہا "فراہ بھائی! آپ نے مجھے سسر کے سامنے شرمندہ کیا ہے۔ اب آپ ہوشیار رہیں۔ میں آپ سے ایسا انتقام لوں گا کہ آپ بری طرح احمق بن کر ہم مایاں بیوی کے سامنے شرمندہ ہو جائیں گے۔"

میں نے لحلی کو سنانے کے لئے وہاں سے کہا "سلطان! یہ تو کوئی چیلنج کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔ تم لحلی کو مجھ سے جدا کیوں کرو گے؟" مقام مجھ سے لوہ لٹلے تمہارا کیا گاؤں ہے؟"

لحلی نے چمک کر پوچھا "کیا ہوا؟ کیا آپ کے پاس سلطان ہیں؟ میرے پاس سلطان آئی ہے۔ یہ بھی مجھے غصہ دکھا رہی ہے۔ کتنی ہے سالی بنوئی کا رشتہ نہیں رکھ گی۔ یہ بھی آپ سے انتقام لینے کی دھمکی دے رہی ہے۔"

"یہ تو ہی بات ہوئی! لانا چور کو تال کو ڈانٹے۔ یہ دونوں اپنی ذہانت کو بچ کر حماقت کو نہیں سمجھ رہے ہیں کیونکہ اپنی حماقت کو سمجھنے کے لئے بھی تو وہی ذہانت کی ضرورت ہوتی ہے۔"

سلطان نے لحلی کے پاس جا کر کہا "خدا کی قسم میں نے تم مایاں بیوی کو جدا کرنے کی دھمکی نہیں دی ہے۔ فراہ بھائی تم سے جھوٹ بول رہے ہیں۔"

سلطان نے کہا "میں کان پکڑتی ہوں" تو یہ کہتی ہوں۔ خدا سے دعا مانگتی ہوں "ایسا بنوئی کسی سالی کو نہ لے۔ لحلی ہم دونوں ہمیں ایک دوسرے کی جان ہیں۔ میں کبھی... تمہارے خلاف سوچ بھی نہیں سکتی۔ ابھی مجھے میں فراہ بھائی کو دھمکی دے رہی تھی۔"

لحلی نے مجھ سے پوچھا "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مایاں بیوی کو لڑائے والا مذاق نہ کریں۔"

میں نے جواب دیا "اب تو مذاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تمہاری بہن نے مجھ سے سالی بنوئی کا رشتہ ختم کر دیا ہے۔"

میری بات ختم ہوتے ہی سلطان میرے دماغ میں آئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی "فراہ بھائی! مجھے معاف کر دیں۔ میں نے مجھے میں رشتہ ختم کرنے کو کہا تھا۔ آپ میری لحلی کی جان ہیں۔ کیا میں اپنی بہن کی جان ختم کر سکتی ہوں؟"

"تم اپنی بہن کے پاس جا کر آسو بھائو۔"

میں نے سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد لحلی نے کہا "یہ سلطان میرے پاس آکر رو رہی ہے۔ پلیز آپ اسے معاف کر دیں" میں نے کہا "میں تمہارے ذریعے سلطان اور سلطانہ سے

کہہ رہا ہوں۔ میں نے کبھی احمقوں سے دوستی یا رشتے داری نہیں کی۔ تمہاری وجہ سے یہ دونوں میرے رشتے دار بن گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں مذاق کے بجائے ان دونوں کی ذہانت کو آزما رہا ہوں۔ سراسر بن کر ذہانت کا ثبوت دینا آسان ہے کیونکہ سلطان نے دشمنوں سے خشنی کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے۔ لیکن شوہر بن کر بیوی سے خشنی کا وقت آنے تو ذہانت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ یہ مایاں بیوی ایک نہیں تین بار احمق بن چکے ہیں۔ ان سے کہہ دو یہ آئندہ مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھیں!"

لحلی نے پریشان ہو کر کہا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ خدا کے لئے آپ اتنے سنجیدہ نہ ہوں۔ آپ کی سنجیدگی سے ڈر لگتا ہے۔"

"میں نے پوری سنجیدگی سے فیصلہ سنایا ہے۔ ان دونوں سے سکھو اگر کچھ کہنا سنا ہے تو سونپا کے پاس جائیں۔"

"پلیز! آپ ایسی بے مروتی نہ دکھائیں۔"

میں نے ذہانت کر کہا "پریشان آپ! تمہیں بہن سے محبت ہے تو جاؤ۔ تم ہی چلی جاؤ۔ میں احمق کی ستار شاز کرنے والے کو بدترین احمق سمجھتا ہوں۔"

لحلی نے سر کو جھکا لیا۔ میں نے پہلی بار اسے ڈانٹا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ دھمال سے آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔ "میرے بھائی خدا کا حکم سر آٹھوں پر۔ تم دونوں جاؤ۔ ہماری ملاقات سسر کے پاس ہو کرے گی۔"

وہ دونوں شاید چلے گئے۔ لحلی نہ پھیر کر رونے لگی۔ میں نے پوچھا "کون مر گیا ہے؟"

وہ رونے ہوئے بولی "خدا کے لئے ایسی بات نہ کریں۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ اخلاق اور تہذیب کو نظر انداز کر کے بہن اور بنوئی کو کھرے نکال دیا ہے۔ آپ چشم زدن میں رشتہ توڑ دیتے ہیں۔ میں اتنی استدلال نہیں ہوں۔"

"لحلی! اگر روٹا جائز ہو تو تمہارے آنسو میرے دل میں گریں گے لیکن ابھی تم اپنی بہن کی طرح حماقت کا ثبوت دے رہی ہو۔ اگر ذہانت کو سمجھنا چاہتی ہو تو فوراً سونپا کے پاس جاؤ۔ میں حکم دیتا ہوں فوراً جاؤ۔"

وہ بڑی فریادیں دیا کرتی تھی۔ رونے روٹے چلی گئی۔ یہ بات مولیٰ محل سے بھی کبھی جاسکتی تھی کہ سلطان اور سلطانہ ابھی سونپا کے پاس ہوں گے اور وہ مجھے جیسے زندہ دل کے چاکلک خصرہ کرنے اور رشتہ توڑنے کی باتیں اسے بتا رہے ہوں گے۔

ایسے وقت لحلی بھی سونپا کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے پیچھے میں بھی چلا آیا۔ چپ چاپ ان کی باتیں سننے لگا۔ سونپا نے کہا۔ "سلطان! وہ گولڈن برین جو ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے اس پر تم بخوبی عمل کر سکتے تھے لیکن میں نے فراہ کو بلا کر کہا کہ وہ گولڈن برین کو

دیں رکھے اور تمہیں گائیڈ کرے۔"

سلطان نے کہا "تمی ہاں! وہ آپ نے ایسا کیا تھا۔ مجھے ساس ہوا تھا کہ آپ کو میری ذہانت پر پورا مجرما نہیں ہے۔ بد مجھ سے کچھ غلطیاں ہو رہی ہیں۔"

"اور وہ غلطیاں تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"ابھی تو وہی دیر پہلے فراہ بھائی کی ایک بات نے چوٹ کھائی۔ سراسر بن کر ذہانت کا ثبوت دینا آسان ہے لیکن شوہر بن کر بیوی کی ذہانت سے کام لینے کے قابل نہیں رہتا۔ یہ بات یوں نہ میں آئی کہ انہوں نے میں بہن مایاں بیوی کو احمق بنایا اور بہن کیا۔ میں سلطانہ کو اتنا چاہتا ہوں کہ میری حماقت کم پڑ جائے۔ میں اس کے معاملے میں جذباتی ہو جاتا ہوں اور ایک بے راز بن آؤی کسی معاملے میں جذباتی ہو تو محض سے کام لیتا ہوں۔"

"تم نے اپنے حلقہ صحیح تجویز کیا ہے۔ میں نے اسی لئے گولڈن برین کے معاملے میں تم پر مجرما نہیں کیا۔ جو میں سوچتی رہی فراہ سوچتا ہے۔ جو فراہ سمجھتا ہے وہی میں سمجھتی ہوں۔ میں ابھی طرح سمجھ گئی تھی کہ تم گولڈن برین پر بخوبی عمل کرو گے اور ایسے وقت کوئی دشمن سلطانہ کو تمہارے لئے مسئلہ بنے گا تو تم گولڈن برین کے سلسلے میں بری طرح اپنا فرض ادا نہیں کر سکو گے۔"

"سسر! ایسی بات بھی نہیں ہے۔ میں ہر حال میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔"

"ابھی فراہ نے ثابت کر دیا ہے کہ تم فرض سے غافل ہو گئے تھے۔ میں نے تمہیں فراہ کے ساتھ گولڈن برین کے پاس رہنے کو کہا تھا کہ تم اس جگہ میں پڑ گئے کہ سلطانہ ماں بننے کے پہلے ہی مرے میں ماں بننے سے کیوں انکار کر رہی ہے۔ کیا تم نے ایک کر ایک بار بھی مجھ سے یا فراہ سے پوچھا ہے کہ گولڈن برین کس حال میں ہے؟ اس پر بخوبی عمل ہو چکا ہے یا نہیں؟ اگر ہو چکا ہے تو اس کے ذریعے ہم باقی گولڈن برین تک پہنچ سکتے ہیں یا نہیں؟"

سلطان پر چند لمحوں کے لئے سکھ سٹار دی ہو گیا مجرما بولا۔ "اے خدا! واقعی میں سلطانہ کے معاملے میں اب تک گولڈن برین کو بھولا ہوا تھا۔ انسان اپنی برداشت سے زیادہ کھائے تو بہت غراب ہوتا ہے اور برداشت سے زیادہ عشق کرے تو دماغ غراب ہوتا ہے۔ ہر چیز کی زیادتی غراب ہوتی ہے۔ میں آئندہ بحال کی راہ اختیار کر لیں گا۔ سلطانہ کی محبت نہ کبھی کم ہو گی زیادہ ہو۔ اور یہ محبت خواہشات کے پیٹ سے پیدا نہ ہو بلکہ محبت کے حساب سے ہو تو ذہانت بحال رہے گی۔"

سلطانہ نے کہا "سسر! دراصل ہم نے ابھی خاصی عمر گزار دی ہے۔ کے بعد شادی کی۔ ہمیں ایک دوسرے سے برسوں کی کشیدہ مترحمی لئے لگیں۔ ان سرتوں کے جھوم میں ہم نے محل کا دامن چھوڑ دیا تھا۔ فراہ بھائی کی ناراضگی اور خصرہ اب سمجھ میں آ رہا ہے۔ انہوں نے ذہانت کر ہمیں بھگایا۔ اگر کان پکڑ کر ہماری باتیں کرے تو ہمیں اور زیادہ محل آجائی۔"

"پلو جتنی محل آتی اتنی ہی بہت ہے۔"

"پلیز! آپ فراہ بھائی سے کہیں کہ وہ ہمیں معاف کر دیں۔"

سلطان نے کہا "میں سلطانہ! معافی مانگنے سے بات نہیں بنے گی۔ فراہ بھائی ہمیں پہلے کی طرح ذہین اور حاضر دماغ دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب ہم ان کے معیار پر پورے آئیں گے تو وہ خوش ہو کر ہمیں معاف کر دیں گے۔"

سلطانہ نے اس بات کی تائید کی۔ لحلی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے دیکھا "ابھی جبکہ سے ابھی پھر تیزی سے چلتی ہوئی اگر میرے قدموں سے پٹ نہ گئی۔ میں نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

وہ میرے کھنکھنے پر سر رکھ کر بولی "آپ ناقابلِ فہم ہیں۔ بڑی دیر بعد سمجھ میں آتے ہیں وہ بھی پوری طرح نہیں۔ میں غلطی پر تھی۔ آپ نے اچھا کیا جو میرے آنسو نہیں پونچھے۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔"

میں اس پر چمک کر اپنے ہونٹوں سے آنسو پونچھے گا۔ گلابی چہرے پر آنسو یوں لگ رہے تھے جیسے خیمے کے موٹی پھل رہے ہوں۔ میں نے کہا "دل نہیں چاہتا کہ تم مجھے چھوڑ کر جاؤ۔"

"میرا دل کب مانتا ہے۔ سسر کے پاس جا کر مجرما دھیان آپ کی طرف لگا رہے گا۔"

"سونپا سے پوچھو کیا" دونوں گولڈن برین کو ابھی ٹرپ کرنا ضروری ہے۔ یہ کام مجھ ہی ہو سکتا ہے۔"

"میں نہیں پوچھوں گی۔ مجھے شرم آئے گی۔ وہ کچھ اور سمجھیں گی۔"

میں سونپا کے پاس آیا وہ سلطانہ سے کہہ رہی تھی "ہمارا حق کے پاس جاؤ۔ اس کے خرابیہ دماغ میں یہ بات عقل کر دو کہ اس کا شوہر جان فراغت اصبالی اور دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔"

سونپا ایک چھوٹی سی بات کو بھی اہمیت دیتی تھی۔ اگر دوسری صبح ہمارا کو یاد آنا کہ پچھلی رات اس کا شوہر جھانسی اور دماغی کمزوری میں مبتلا ہوا تھا تو وہ شبہ کر لے گی کوئی خیال خوانی کرنے والا ان مایاں بیوی کو ٹرپ کر رہا ہے۔

سلطانہ نے پوچھا "کیا ہمارا حق واقعی سے آپ کی مدد کیڑا انگوٹھی اتار دیں؟"

"ہاں! اسے خیر کی حالت میں چلا کر الماری کے پاس لے جاؤ اور اس کے ہاتھوں سے الماری کے کسی حصے میں وہ انگوٹھی

چھپاؤ۔ اس کام سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ۔ ہم دوسرے اور میرے گولڈن برن تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

”میں ابھی آتی ہوں۔“
وہ مارا تھا کہ پاس چلی گئی۔ میں نے کہا ”سونیا! اتنی محنت کرو گی تو تمہاری صحت پر برا اثر پڑے گا۔ تمہیں وقت پر سونا جانا اور کمانا چاہئے۔“

”یہ تمہیں میری صحت کی فکر کیوں ہو گئی؟“
”کیا میں تمہاری بھلائی سوچ بھی نہیں سکتا؟“
”تم اپنی بھلائی سوچ رہے ہو۔“

”تم ہمیشہ غلط فہمی تھی ہو۔ میری بھلائی تو یوں بھی ہو رہی ہے کہ اب تم لٹی کو اپنے پاس نہیں بلاؤ گی۔ کیونکہ سلطانہ کو تم نے بلایا ہے۔“

”مجھے افسوس ہے کہ تمہاری امیدوں پر پانی پھیر رہی ہوں۔ سلطانہ میرے دماغ میں رہے گی کیونکہ وہ ہزاروں میل دور جیس میں ہے۔ لیکن قیامت میں ہے اس لئے جس شخص میرے ساتھ رہے گی۔ اس سے کہو ”وہ ایک گھنے بعد ٹھیک باہر بیچ کر تمہیں منہ پر شلوم میزٹاور کے سامنے رہے۔ ہم چرے بدلنے کے باعث ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکیں گے۔ اس لئے وہی کوڈروڈز ادا کئے جائیں جو میرے دماغ میں آکر کئے جاتے ہیں۔“

”میں اسے شلوم میزٹاور کے سامنے پہنچاؤں گا۔“
”اچھا جاؤ۔ اب میری نہیں اپنی بھلائی کے لئے سہیئے رہو۔“
”تمہاری بھی ضرورت سے دور رہنے والی عورتیں بڑی شریف اور پارسا بن کر ہمارے راستے کی دیوار بن جاتی ہیں۔ لاشعوری طور پر ہم سے جلتی اور حسد کرتی ہیں۔ میں بڑی ناگوار سی ہے جس میں ہلکتا ہوں۔“

وہ ہنسنے لگی۔ میں لٹی کے پاس حاضر ہو گیا۔ پھر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا ”تمہیں باہر بیچ کر تمہیں منہ پر شلوم میزٹاور کے سامنے ہونا چاہئے۔ سونیا وہاں آئے گی اور تمہیں لے جائے گی۔“
ہم کمانے کی میز سے اٹھ کر ایک صوفے پر آ گئے۔ وہ میرے شانے پر سر رکھ کر بولی ”میں جاؤں گی تو آپ تمام جاؤں گے۔“

”تمہارا خیال ستائے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟“
”میں جو کہوں گی آپ اس پر عمل کریں گے؟“
”خود کروں گا۔“

”آپ دماغ کو دہانت دے کر سو جائیں۔ اس طرح آپ میرے لئے بے چین نہیں رہیں گے۔ جو بھی خیال خوانی ہو وہ صحیح کریں۔“
وہ چپ ہو کر غلام بننے لگی۔ پھر بولی ”سلطانہ آئی تھی سڑمجھے بلا رہی ہیں۔“

وہ میرے پاس بیٹھی بیٹھے سونیا کے پاس پہنچی۔ سونیا نے کہا ”میں نے دوسرے گولڈن برن کے گھروں کا پتہ کیا۔ فون کے جواب میں دوسری طرف سے آواز سن کر سلطانہ وہاں پہنچ گئی ہے۔ اب میں تیسرے کے گھروں کی رہی ہوں۔ تم دوسری طرف کی آواز سن کر جاؤ اور اس گھر کے افراد کی پوری تفصیل معلوم کرو۔ اگر دوسری طرف سے کسی مرو کی آواز سنائی دے تو اس کے دماغ میں نہ جانا۔ وہ یوگا کا ماہر تیسرا گولڈن برن ہو سکتا ہے۔“

اس نے لٹی کو تمام باتیں سمجھانے کے بعد ریمیور افٹاکر نمبر ڈائل کئے ڈائنگ کے بعد ذرا انتظار کرنا پڑا۔ دوسری طرف کے فون کا بریول ہوا تھا مگر کسی ریمیور نہیں آ رہا تھا۔ رات کے باہر پہنچنے والے تھے۔ سب لوگ سو رہے ہوں گے۔ آج صبح منٹ کے بعد ایک عورت نے ریمیور افٹاکر پوچھا ”ہیلو کون ہے؟“

سونیا نے پوچھا ”تم کون ہو؟“
وہ بولی ”تم نے فون کیا ہے اصولاً تمہیں بتانا چاہئے کہ کون ہو اور آج رات کو کس نے فون کیا ہے؟“
”میں اس نمبر پر رات باہر بجے فون کرتی ہوں مجھے ہمیشہ ایک مرو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ شاید رات گھر لگ گیا ہے۔“
سونیا نے ریمیور رکھ دیا۔ لٹی نے کہا ”میں اس عورت کے پاس جا رہی ہوں۔“

لٹی نے وہاں پہنچ کر دیکھا۔ وہ عورت جاگ رہی تھی حالانکہ آج رات ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی صوفے پر اس کا شوہر گولڈن برن بیٹھا ہوا تھا اور توقع کے خلاف گولڈن برن کے اصولوں کے خلاف شراب کے نشے میں تھا۔ سامنے سینئر ٹیبل پر شراب کی بوتل اور ایک بھرا ہوا گلاس رکھا تھا۔ اس کی بیوی کی رہی تھی ”ایک تو تم دیر سے گھر آئے“ اس پر پینے بیٹھ گئے۔ اب بس کو۔ نشے میں تمہیں سنہنا مشکل ہو جاتا ہے۔“

وہ بولا ”میں نشے میں نہیں ہوں۔“
”دنیا کا ہر شرابی کی کہتا ہے۔“
”میں دوسروں جیسا نہیں ہوں۔“
اس نے گلاس اٹھا کر دو چار گھونٹ پئے پھر کہا ”میں کوئی عام سا آدمی نہیں ہوں۔ میرے سینے میں بے شمار راز دفن ہیں مگر میں روز پچھا ہوں اور ایک بھی راز کی بات زبان پر نہیں لاتا۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ میں نشہ کرتے ہوئے بھی ہوش میں رہتا ہوں۔“

”تم روز کی دعوے کرتے ہو اور روز وہی راز بیان کر دیتے ہو جو تمہارے سینے میں دفن رہتا ہے۔“
”غلا! کیا میں نے کبھی بتایا کہ میرا اصل نام بیڑاوان ہے اور میں باج میں سے ایک گولڈن برن ہوں۔“
”ٹھیک ہے تم نے کبھی نہیں بتایا۔ آج بھی نہیں بتا رہے۔“

رکلی بھی نہیں بتاؤ گے۔ فارگاڈیک! اب پتا بند کرو۔“
وہ اس کے ہاتھ سے دھکی کا گلاس لینا چاہتی تھی۔ اس نے بڑی کے ہاتھ پر ہاتھ مارنے ہوئے کہا ”ادب سے بات کرو۔ یا تم نہیں جانتیں کہ ایک گولڈن برن اس ملک کے اعلیٰ حکام سے زیادہ با اختیار اور برتر ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے حکمرانوں کو ریل کر سکتا ہے۔ میرا ادب کو ورنہ میں ہی تبدیل کر دوں گا۔“
اسی وقت کال ٹیبل کی آواز سنائی دی۔ اس کی دانف نے ”اچھی رات کو کون آیا ہے؟“

وہ صوفے سے اٹھ کر اس کمرے سے چلتی ہوئی ایک ریڈور میں آئی۔ ایسے ہی وقت فارگاڈیک کی آواز سنائی دی۔ اس نے قلعے سے چل نکلی۔ فارگاڈیک کے ذریعے چوٹی دوڑاڑے کے ل کو توڑا گیا تھا۔ پھر سلاخ افراد دھاتے ہوئے اندر گھس آئے۔ سزاویان سہم کر ایک دیوار سے لگ کر بولی ”کون ہو؟ کیا آج ہے؟“

ایک نے غرا کر پوچھا ”تمہارا شوہر کہاں ہے؟“
”تم لوگوں کو میرے آدمی سے کیا دشمنی ہے؟“
”یوشٹاپ! ایک نے اسے طمانچہ مارا۔ پھر اسے دھکا لے کر بولا ”تم آن آئے آدمی کے پاس سے چلو۔ ہری اپ۔“
لٹی نے چند لمحوں کے لئے حاضر ہو کر مجھ سے کہا ”دوسرے گولڈن برن کے ہاں کچھ سلاخ افراد گھس آئے ہیں۔ گولڈن برن نے میں ہے۔ آپ اس کے دماغ میں جا سکتے ہیں میرے ساتھ۔“

میں لٹی کے دماغ میں وہ کراس عورت سزاویان کے دماغ پر پھینکا۔ وہ سلاخ افراد سے مار کھاتی ہوئی اپنے شوہر کے پاس آگئی۔ گولڈن برن بیڑاوان ہاتھ میں دھکی کا گلاس لے کر اٹھ

گیا۔ ڈنگاٹے ہوئے بولا ”مگر حوا! آؤ کے پھر! تمہیں گولڈن برن کے کمرے میں داخل ہونے کی جرات کیسے ہوئی؟“

جواب میں ایک زبردست گھونسا اس کی ناک پر پڑا۔ ہاتھ سے گلاس چھوٹ گیا۔ وہ پکڑا کر گر پڑا۔ تین سلاخ افراد اس کمرے کے تمام گوشوں کو چھت کے پھٹوں اور خانوں وغیرہ کو حلاشی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک نے اپنے نیم لیڈر سے کہا ”سزاویہ نے جو غصہ ناک اس کمرے میں لگائے تھے ان کے تار کٹے ہوئے ہیں۔“

ایک سلاخ شخص قتل خانے سے بھری ہوئی بالٹی لے آیا تھا اور اس کا تمام پانی گولڈن برن پر ڈال دیا تھا۔ وہ ہڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ایک ہی حرکت میں اس کا نشہ ہرن ہو گیا تھا۔ پھر سلاخ افراد کے لیڈر کو کچھ کر بولا ”مسٹر! اگر یہ تم ہو؟“
دکار نے کہا ”ہاں میں ہوں۔ دوسرا گھونسا کمانے سے پہلے کھڑے ہو جاؤ۔“

وہ صوفے اور میز کا سارا لکیر اٹھتے ہوئے بولا ”میں گولڈن برن ہوں۔ اور تم ہماری خبیث فوس کے کماڈر ہو۔ میرے ماتحت ہو اور مجھے گھونسا مارنے کی دھمکی دے رہے ہو۔“
کماڈر داکر نے اس کے تخت پر ایک الٹا ہاتھ رسید کرتے ہوئے کہا ”اب تم گولڈن برن نہیں رہے۔ ایک حقیر کھڑے رہ گئے ہو۔ میں ابھی تمہیں جوتے سے مسل ڈالوں گا۔“
گولڈن برن بیڑاوان کی بیوی نے کہا ”کچھ تو بتاؤ کہ میرے شوہر کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟“

”یہ تمہارا شوہر بیڑاوان اپنے ان اکابرین کو دھوکا دیتا آ رہا ہے جو گولڈن برن کے درمیان دوڑے کھاتے ہیں اور جن کے احکامات پر باقی تین گولڈن برن عمل کرتے ہیں۔ ان

سب بگ بگ جھٹ کے مشورے کتابی شکل میں دستیاب ہیں

رنگا | **اقبال** | **غلام امیں**

دوستی، محبت، ایم، رشتے کی حققت | دوستی، محبت، ایم، رشتے کی حققت | دوستی، محبت، ایم، رشتے کی حققت

ڈاکٹر فرخ ۱۰ روپے | ڈاکٹر فرخ ۱۰ روپے | ڈاکٹر فرخ ۱۰ روپے

ڈاکٹر فرخ ۱۰ روپے | ڈاکٹر فرخ ۱۰ روپے | ڈاکٹر فرخ ۱۰ روپے

کتابیات کی پیشکش پوسٹ بکس کے ذریعے

دو اکابرین کے ہم سے تین گولڈن رینجز کے گھروں میں خفیہ
مانک رکھے گئے ہیں۔ یہ مانک ہر کمرے، کچن، اسٹور اور ہریاتھ
روم میں ہیں۔ لیکن اس کیفیت نے اس کمرے کے مانک کے
تار کاٹ دئے۔

ان کے کیفیت کو گھور کر دیکھا پھر کہا "تار کاٹنے کا مطلب یہ
ہے کہ یہ اپنے اکابرین سے اپنی شراب نوشی کی عادت چھپاتا تھا۔
یہاں بیٹھ کر بیٹھا تھا تاکہ چپنے کے دوران اس کی گفتگو دوسری جگہ
نہ سنی جا سکے نہ ریکارڈ کی جا سکے۔"

کماؤ روکر نے ایک ذرا توقف سے کہا "یہ ہر رات گھر آکر
تمہارے ساتھ بیٹھ روم میں جا تھا۔ وہاں اس کے سوجانے تک
اس کی آواز دوسری طرف ریکارڈ ہوتی تھی۔ آج پتا چلا یہ
تمہارے ساتھ بیٹھ روم میں سوتا نہیں تھا۔ چپ چاپ دے
قدموں اس کمرے سے چل کر یہاں آتا تھا اور شراب پی کر
بکواس کرتا تھا۔ آج بھی یہ باتیں ہمیں معلوم نہ ہوئیں۔ مگر جو
کی چوری زیادہ عرصہ چھپی نہیں رہتی۔ کیا تم جانتے ہو کہ آج
تمہارا مقدر کیسے بگڑ گیا ہے؟"

اپنے عمدے کی بلندی سے گمرے ہوئے گولڈن برین نے
کماؤ روکر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ کماؤ روکر نے کہا "سنا!
ہمارا ایک گولڈن برین جان فراست کی دشمن ٹیلی بیٹھی جانے
والے کی گرفت میں آ گیا ہے۔"

میں اور ٹیلی یہ انکشاف سن کر چمک گئے۔ میں نے معزول
گولڈن برین کی زبان سے پوچھا "جس کیسے معلوم ہوا کہ ایک
گولڈن برین کے دماغ میں کوئی آتا جاتا ہے؟"

کماؤ روکر نے کہا "میں بیان کر چکا ہوں کہ ہر گولڈن برین
کی رہائش گاہ کے کمرے میں خفیہ مانک رکھے گئے ہیں۔ دوسری
طرف کے ریکارڈر نے بتایا کہ گولڈن برین جان فراست اچانک
کنزوری میں چلا ہو گیا ہے اور پھر بولتے ہوئے زبان لٹکاردی
ہے۔ مارتھا کی آواز سے پتا چلا وہ ڈاکٹر کو فون کرنے جاری ہے
لیکن اس نے فون نہیں کیا۔ ریسپوڈر اٹھا کر تھوڑی دیر کنزوری
پھر کھنچے بغیر پولی، شکرے ڈاکٹر آپ جلد آنے کی کوشش کریں۔
یہ کہہ کر اس نے ریسپوڈر رکھ دیا۔ تم پوچھو گے ہمیں فون والی
باتیں کیسے معلوم ہوئیں تو اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تمام
گولڈن رینجز کی ٹیلی فون کالیں بھی ریکارڈ کی جاتی ہیں۔
میں نے ٹیلی سے کہا "مکڑی ہو گئی۔ ہماری بہت بڑی کامیابی"
ٹاکا می میں بدل دی ہے۔"

ادھر کماؤ روکر کہہ رہا تھا "گولڈن رینجز کے دو اکابرین نے
سمجھ لیا کہ ارتھا اور جان فراست کے ساتھ ٹیلی بیٹھی کا پتہ چل
ہا ہے۔ میں اپنی فورس کے ساتھ جان فراست کے پیچھے گیا۔
... احاطے میں اس کے خونخوار کتوں کو گولیاں مانی پڑیں پھر ان کی

خواب گاہ میں جا کر دیکھا۔ دونوں میاں بیوی مگرمی نیند میں تھے۔
میں نے انہیں جگا اور پوچھا "میں نے تم دونوں کے ساتھ کچھ غیر معمولی
باتیں ہو رہی ہیں؟ انہوں نے انکار کیا اور یقین دلایا جا ہا کہ دونوں
نارمل ہیں۔ بات سمجھ میں آئی، وہ نارمل نہیں تھے، "تجربہ عمل
کے ذریعے محرزہ کئے گئے تھے۔ میں نے ان کی موت کا حکم سنایا
... میرے آدمیوں نے فوراً ہی ارتھا اور جان فراست کو گولڈن
سے چھلنی کر دیا۔ اب تم دونوں کی باری ہے۔"

میں نے ٹیلی نے کہا "سونیا کے پاس چلو۔"
وہ پولی "ان میاں بیوی کو ہلاکت سے نہیں بچائیں گے؟"
"انہیں بچانے کے لئے کماؤ روکر کے دماغ میں جا کر اس
کا فیصلہ بدلنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کماؤ روکر کا مار ہو۔ اگر نہ ہوا
اور اس نے ہمارے مرضی کے مطابق فیصلہ بدل دیا تو ان میاں
بیوی کی موت پھر بھی نہیں ٹلے گی۔ دو پراسرار گولڈن رینجز اپنی
فورس کے دوسرے افسر کے ذریعے انہیں ہلاک کر دیں گے۔"
ٹیلی کو یہ باتیں سمجھاںے تک ادھر کماؤ روکر کے آدمیوں نے
دوسرے گولڈن برین اور اس کی بیوی کو بھی گولڈن سے چھلنی کر
ڈالا۔ میں نے سونیا کے پاس آکر اسے تمام واقعات سنائے۔ سونیا
نے کہا "افسوس، اتنے پاپ بیلے کے بعد ایک پاپ بھی ہمارے
استعمال میں نہ آیا۔"

ٹیلی نے کہا "سسر! ابھی تیسرا گولڈن برین زندہ ہوگا۔"
"ہماری کوششوں کے باوجود وہ تیسرا بھی نہیں بچے گا۔ وہ جو
دو عدد پراسرار گولڈن رینجز ہیں، وہ ہمارے خیال خالی کرنے
والوں کو اسی طرح ناکام بنا سکتے ہیں کہ تیسرا گولڈن برین بھی ہلاک
ہو جائے اور ان دو اہم گولڈن رینجز تک پہنچنے کے تمام راستے
ہمارے لئے بند ہو جائیں۔"

میں نے کہا "چلو اچھا ہے۔ ہمارے حصے میں بھی ناکامیوں
آتی جا رہیں۔ ویسے سونیا نے مل ایب پیچھے ہی جس تیزی کے
ساتھ تین کو بے نقاب کیا ہے اس سے ہائی دو گولڈن رینجز پریشان
اور سبے ہوئے رہیں گے۔ سونیا کو ڈھونڈنے والے کی ہر ممکن
کوشش کرتے رہیں گے۔"

ٹیلی نے پوچھا "سسر! آپ بحث مباحثہ رہتی ہیں۔ پھر بھی
پوچھ رہی ہوں کیا دشمن کی وجہ سے آپ کو پوچھنا سکتے ہیں؟"
"خدا کو متھو ہو تو پوچھنا لیں گے۔"
"ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی رہائش گاہ کہاں ہے۔"
"سلطان کو معلوم ہے۔ مگر میں صبح یہاں سے دوسری جگہ
چلی جاؤں گی۔"

میں نے پوچھا "تم یہاں کس روپ میں، کس حیثیت سے؟"
"کیا جبکہ تبدیل کرنے سے تم رشتہ نہیں کیا جائے گا؟"
"میں ایسے روپ اور ایسی حیثیت میں ہوں کہ شہر نہیں لگا

جائے گا۔ میں نے یہ نہیں پوچھا ہے کہ تم اور ٹیلی کن ناموں سے
ہودی میاں بیوی کا بدلہ ادا کر رہے ہو۔ تم بھی مجھ سے نہ پوچھو۔
... پایا ڈوک کا برین آپریشن ہو چکا ہے۔ وہ جب بھی خیال خالی
کے قائل ہوگا اور ہم میں سے کوئی دماغی کنزوری کے باعث اس
کے ہتھے چڑھے گا تو وہ اس کے ذریعے دوسروں تک بھی پہنچ
جائے گا۔"

اتنے میں سلطان نے آکر کہا "سسر! ایک بری خبر سنانے
آئی ہوں۔"

سونیا نے کہا "ہمیں پتا ہے تم یہی خبر سناؤ گی کہ تیسرا گولڈن
برین بھی اپنی بیوی کے ساتھ مارا گیا ہے۔ اور مارنے والے دو
پراسرار گولڈن رینجز کے خاص آدمی ہیں۔"

"جی ہاں۔ یہی بات ہے۔"
"اس بات کو اب بھول جاؤ۔ ٹیلی بیٹھی جانے والے جان
گاؤڑی پر توجہ دو۔ اگرچہ وہ دو گولڈن رینجز اب بہت زیادہ محتاط
ہو گئے ہوں گے، جان گاؤڑی کے سلسلے میں اپنی حکمت عملی بدل
چکے ہوں گے۔ تاہم ہماری کوشش یہ ہوگی کہ گاؤڑی ان کے کسی
کام نہ آئے۔ اسراہیل میں پایا ڈوک کے علاوہ گاؤڑی کا اضافہ
ہوگا تو اس ملک میں دو ٹیلی بیٹھی جاننے والے ہو جائیں گے۔"

میں نے کہا "ان شاء اللہ میں بیویوں کے پاس ٹیلی بیٹھی کے
تھپتھپاؤں کو رہنے نہیں دوں گا۔ اگر ہم جان گاؤڑی کو کوچ سمندر
والی پہاڑی سے غائب کر دیں تو دونوں گولڈن رینجز اور میاں کے
دوسرے اکابرین ہم سے سمجھو تاکہ بے رعب ہو جائیں گے، ایسے
دقت ہم یہ شرط پیش کریں گے کہ وہ اسراہیل کو بحفاظت خصوصی
طیارے میں بیرس پہنچا دیں۔ اگر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا
اور وہ بخیریت بیرس پہنچ جائے گی تو اس کے بعد ہم ہودی اکابرین
کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

سونیا نے کہا "وہ صرف یہ چاہیں گے کہ میں اس ملک سے
بہل جاؤں۔ میری موجودگی انہیں بے چین اور بے خوابی میں مبتلا
رکھے گی۔"

میں نے کہا "سونیا! امیرا ایک مشورہ مانو اور میاں سے جلی
باز۔"

"تم اس لئے مشورہ دے رہے ہو کہ پایا ڈوک کو برین
آپریشن کے بعد صحت یاب ہونے اور دماغی توانائی حاصل کرنے
میں ایک دواہ لگیں گے۔ یعنی اسے جنم میں پہنچانے کے لئے
مجھے اتنے عرصے تک یہاں بیکار بیٹھنا ہوگا۔"

"ہاں یہ بات بھی ہے اور یہ بھی کہ ہم دونوں کو ایک ہی ملک
اور ایک ہی شہر میں نہیں رہنا چاہئے۔"

"میں تمہاری یہ دوسری بات تسلیم کرتی ہوں۔ ہمیں ایک
ی شہر میں نہیں رہنا چاہیے۔ دشمنوں کے لئے سولت فراہم

نہیں کرنا چاہئے۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ اپنی موجودہ رہائش گاہ
پھوڑی ہوں اور اسی لئے پھوڑی ہوں کہ ہم ایک شہر میں نہ
رہیں۔ میں صبح پر دم جاری ہوں۔"
"لیکن ملک تو ایک ہی ہے۔"
"تم مجھے اس ملک سے بھاگنا کیوں چاہتے ہو؟"
"مجھے یہی مشورہ دے رہا ہوں۔"

"جب تم اس ملک میں آنا چاہتے تھے تو میں نے مشورہ دیا
تھا کہ نہ جاؤ۔ اگر پایا ڈوک تمہارے ہاتھوں سے مارا جائے گا تو
ہماری دنیا میں فراڈ کی دہائی کا بھید کل جائے گا۔"

"اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ پایا ڈوک تمہارے ہاتھوں مارا
جائے گا۔ میں یہاں داخلہ کے لئے آیا تھا۔ اب دوسرے
مسائل بھی ہیں۔ ہم نے بے مورگن کو چھپا رکھا ہے۔ اندیشہ
ہے کہ وہ اپنی کسی حماقت سے پھر بیویوں کی قید میں نہ چلا جائے۔
... اس کے علاوہ جان گاؤڑی کو بھی اس پہاڑی سے نکلانا ہے۔"

"یہ کام میں بھی کر سکتی ہوں۔ تم کسی دوسرے ملک میں رہ
کر خیال خالی کے ذریعے مجھ سے تعاون کر سکتے ہو۔ پھر تمہارا
میاں رہنا کیا ضروری ہے؟"
"بہت خوب! میں تمہیں جاننے کے لئے کہ رہا ہوں، جو اب
تم مجھے بھگاری ہو۔"

"مصلحت کہتی ہے اگر اتفاق سے یا حادثاتی طور پر پایا ڈوک
تمہارے ہاتھوں مارا جائے گا تو بات بگڑ جائے گی۔ مجھے یہ بحث نہ
کرنا چاہیے۔ پیش گوئی عام ہو چکی ہے کہ وہ جاوڈر کو فرایڈا سونیا کے
ہاتھوں قتل ہوگا تو دشمن بھی سمجھ رہے ہیں کہ سونیا کے ہاتھوں
سے قتل ہوگا کیوں کہ فریڈا تو مرجھا ہے۔ اس لئے اے اے ٹھنڈ
ٹھوڑے میاں سے جاؤ اور دنیا کے کسی بھی ملک میں رہ کر خیال
خالی کے ذریعے مجھ سے رابطہ رکھو۔"

ٹیلی نے مجھ سے کہا "سسر! درست کہتی ہیں۔ ہمیں داپس
جانا چاہئے۔"

ٹیلی اس کی تائید کر رہی تھی۔ اور کیوں نہ کرتی! اٹل ایب
میں رہنے سے سونیا اسے کچھ دھوکے لے لے اپنی پاس بلا لیتی بلکہ بلا
چکی تھی۔ اگر ہم یہاں سے چلے جاتے تو پھر ایک دوسرے سے
جدانہ ہوتے۔ ٹیلی نے مجھے اتنی محبت اور توجہ دل دی تھی کہ میں
بھی اس کے بغیر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا "ابھی بات ہے
سونیا! مجھے یہاں سے جانا چاہئے یا نہیں اس کا فیصلہ صبح کر دیں گا"
وہ مسکراتی ہوئی بولی "یہ بات ہوا میں لگو۔ تم صبح داپس
جانے کا فیصلہ کر دو گے۔"

"تم کئی چیل ہو۔ ٹیلی کی تائید نے تمہیں سمجھا دیا کہ یہی
فیصلہ ہوگا۔ بہر حال میں جان گاؤڑی کے پاس جا رہا ہوں اس کے
بعد آرام سے سو جاؤں گا۔"

274

کی بھر پور مدد کریں اور ہم نے مدد کی۔ راحیلہ کو یہاں قید کر کے سونپا سے دشمنی مول لی۔

ایک حاکم نے کہا ”پیادؤک نے یقین دلایا تھا کہ وہ سونپا کے خیال خواتی کرنے والوں کو متروک جواب دے گا۔ وہ اپنے وعدے کے مطابق جان گاؤڑی کو ہمارا قیدی بنا چکا تھا۔ مگر سونپا کی چال تب سمجھ میں آئی ہے جب نتیجہ سامنے آتا ہے۔ اس کسمت کے خیال خواتی کرنے والے نے ایک ڈی سونپا کو پیادؤک کے سامنے پہنچا کر اس جادوگر ہمارا دشمن بنادیا۔ ہمیں مجبوراً پیادؤک کا برہنہ کرنا پڑا۔ دوسری طرف وہ بلا اپنی چالیں چلتی رہی۔ ٹیلی بیٹھی جانے والے سے مورکن کو ہماری قید سے آزاد کرالیا گاؤڑی کو مار ڈالا۔ اب دیکھا جائے تو ہمارے پاس ٹیلی بیٹھی جانے والا کوئی نہیں ہے۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”پیادؤک جیسے دو مہینے میں ہمارے کام کے قابل ہو سکے گا۔“

فوج کے کرنل نے کہا ”سونپا ہمیں پیادؤک سے بھی فائدہ اٹھانے نہیں دے گی۔ اسے آپریشن کے نتیجے میں نئی زندگی اور دنیا مارنے لے تک وہ ہماری فوج کو لاپرواہ بنادے گی۔“

گولڈن برین نے کہا ”میں اسی سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں۔ دوسرے گولڈن برینز اور ہماری خفیہ مشاورتی مجلس کا فیصلہ ہے کہ ہم جلد از جلد اپنی شکست کا اعتراف کر لیں اور آئندہ ہونے والی چیزوں کو پیش نظر رکھ کر سونپا سے سمجھنا کر لیں۔ اس کی تمام باتوں اور ناجائز شرائط مان کر نہایت محبت اور دوستی کے ساتھ اپنے ملک سے رخصت کریں۔“

کرنل نے کہا ”میں ایک راستہ نہ گیا ہے۔ جب وہ دشمن نہیں رہے گی تو ہماری فوج کے کسی افسر کے داغ میں اس کے آؤ نہیں آئیں گے۔“

گولڈن برین نے کہا ”ہمیں ایک چٹائی کو تسلیم کرنا چاہیے کہ سونپا کے خیال خواتی کرنے والے بھی ہمارے ملک اور ہماری فوج کی طرف رخ نہیں کرتے ہیں۔ ہم خود ہی انہیں دشمن بناتے ہیں پھر خود ہی معافی مانگتے ہیں۔“

جنرل اور اعلیٰ حکام نے اعتراف کیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ سونپا اور بابا صاحب کے ادارے سے دشمنی نہیں کریں گے۔ کرنل نے کہا ”ہمیں سونپا سے جلدی رابطہ کرنا چاہئے۔“ دوسرے افسر نے کہا ”وہ دھوکا دہی رہتی ہے۔ اس سے کس طرح رابطہ ہوگا؟“

گولڈن برین نے کہا ”میں سونپا کے خیال خواتی کرنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اب وہ ہمارے حکام اور افسران کے دماغوں میں خاموش نہ رہیں۔ ہم سے کچھ لوئیں۔ سونپا سے ہمارے ایک سوال کا جواب حاصل کریں۔ سوال یہ ہے کہ ہم

نے راحیلہ کو اغوا کر کے جو غلطی کی ہے کیا مادام سونپا ہمیں اس کی خطائی کا موقع دیں گی؟“

میں نے پہلی سے کہا ”دیکھو یہ گولڈن برین کتنے تیز اور کچھ پراحت ہیں، مجھے بولنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ تم سونپا کے پاس آئی جالی رہو اور اسے ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو سناتی رہو۔“ پھر میں نے ایک افسر کی زبانی کہا ”میں براؤن دوائف تم لوگوں سے مخاطب ہوں۔ اور دو گولڈن برینز کو سونپا کے ہاتھوں سے فتح ٹھٹھ کی مبارک باد دیتا ہوں۔ سونپا کی زندگی میں ایسے دشمن بہت ہی کم آتے ہیں جیسے کہ یہ دو گولڈن برینز ہیں۔ انہوں نے بڑی ذہانت سے اور بڑی تیزی سے تین گولڈن برینز کو راستے سے ہٹا کر سونپا کی بازی لیٹ دی۔ سونپا نے خوش ہو کر دونوں کو اس کا بیانیہ پر مبارکباد دی ہے۔“

زائمنٹر کے اسپیکر نے گولڈن برین نے کہا ”مادام پٹی فراخ دل ہیں۔ ان کی مبارک باد ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔“ میں نے کہا ”راحیلہ کو اغوا کر کے اور یہاں لا کر اسے قیدی بنانے کی جو حماقت کی گئی ہے اس کی خطائی کا وقت گزر چکا ہے کہیں کہ اب راحیلہ ہمارے پاس ہے۔ تمہارے پاس ہوئی تو تم اسے ہمارے حوالے کر کے غلطی کی خطائی کر سکتے تھے۔ اب کیسے کہہ گئے؟“

”اب بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ مادام اپنی کچھ شرائط ہم سے منوا سکتی ہیں۔ ہم راحیلہ کو خصوصی میاں سے میں ہر س پہنچا سکتے ہیں۔ ہم ٹیلی بیٹھی جانے والے سے مورکن سے بھی۔۔۔۔۔ دست بڑا دھرتے ہیں۔ اور یہ تحریری معاہدہ کرنے کو تیار ہیں کہ آئندہ کبھی سونپا کو اور بابا صاحب کے ادارے کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔“

میں نے ہنسنے ہوئے کہا ”تم لوگ جب چاہے ہو کھیل شروع کرویتے ہو اور جب چاہے ہو ہماری ہماری شرائط مان کر کھیل شروع کر دیتے ہو۔ جو زبان کے نیچے نہیں ہوتے وہ تحریری معاہدے کے بھی پابند نہیں رہتے۔ پھر بھی میں سونپا سے پوچھتا ہوں اور ابھی اگر اس کا جواب سنا ہوں۔“

ٹیلی میاں کی باتیں سونپا کو بتا کر آئی تھی۔ میں نے کہا ”تم ان میں سے کسی کے بھی داغ میں رہو میں ابھی آتا ہوں۔“ میں سونپا کے پاس آیا وہ بولی ”ان ہیرووں سے کئی بار دوستی کی اور نقصان اٹھاتے رہے۔ آخری بڑا نقصان ہمیں شیا کی موت کی صورت میں ملا۔ اس کے بعد وہ اپنی ٹیلی بیٹھی جانے والی الپا کے ذریعے پارس کو پھانسا چاہتے تھے۔ پھر پیادؤک کے طلسم اور ٹیلی بیٹھی کا سہارا ملا تو یہ راحیلہ کو اغوا کر لے آئے۔ ان کی باتوں کو جب بھی کہیں سے قوت اور بڑی امداد حاصل ہوتی ہے مسلمانوں کی تباہی کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔“

”یعنی تم سمجھو نہیں کرو گی؟“

”سمجھو نہ کرنے والے ضدی اور مغرور ہوتے ہیں۔ میں مغرور کھانا نہیں چاہتی۔ ہم سمجھو کریں گے مگر ان پر کبھی مجبور نہ کریں گے۔“

”اچھی بات ہے“ میں اپنے طور پر ان سے محاطات لے کر ہوں گا۔“

میں پھر اس افسر کے پاس آکر اس کی زبان سے بولا ”سونپا کہتی ہے، ہم نے بابا تم سے دوستی کی اور بابا تمہاری طرف سے دشمنی ملی۔ فراد کا پورا خاندان شیا کی موت کو نہیں بھلائے گا۔“

گولڈن برین نے کہا ”آخری بار ہم پر مجبور ہوا کہ۔ اگر اب تمہارے اعتماد کو بھی نہیں بچنے تو ہم بدترین مجرم کی سزا پانے کو تیار ہیں گے۔“

”ٹھیک ہے“ ہم آخری بار اس شرط پر مجبور ہوا کہ جسے کہ تمہارا کوئی راز ہم سے چھپا نہ رہے۔ تمہاری فوج کے اعلیٰ افسران کا ان کی کس تپا نہ ہو اور ان کی جگہ ہو گا کے ماہر افسران کی تقرری نہ ہو۔ ایسا ہوا تو دوستی کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا اور ہم تمہاری فوج کے جو نیزا افسروں کے ذریعے ہو گا کے ماہر افسران کو گولی مار دیں گے۔“

”مسز دوائف! سونپا کی یہ پہلی شرط کسی بھی ملک کے لئے قابل قبول نہیں ہوگی۔ دنیا کا ہر ملک اپنے فوجی راز دو سروں سے بچھپاتا ہے۔“

”میں ٹیلی بیٹھی جانے والے ہر ملک کے فوجی راز تک پہنچ جاتے ہیں۔ تمہارے راز بھی جانتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے بھی اس بات کا چرچا نہیں کیا کہ امریکا تمہیں عربوں کے خلاف کس قدر فوجی اور مالی امداد دیتا رہتا ہے اور مشرق وسطیٰ کے بادشاہوں کے سامنے تمہیں ایک زبردست دہشت بنا رہا ہے۔ ہم تمہارے خلاف اس لئے چرچا نہیں کرتے کہ مسلمان جان بوجھ کر کروڑوں رہے ہیں۔ وہ بڑے دقتوں میں خدا کو بھول کر امریکا کو پکارتے ہیں اور امریکا کی کوشش جاکر بیٹھتے ہیں یہ ابھی طرح سمجھتے ہوئے کہ امریکا اور اسرائیل باپ بیٹے ہیں اور باپ ہمیشہ اپنے بیٹے کی ہی بھلائی چاہے گا۔ ہر حال سونپا کی پہلی شرط اٹھ ہے۔“

”مسز دوائف! پیلیر سونپا کو سمجھاؤ۔ ہم اپنی بھری ہمتی اور فضائی افواہ میں زبردست تبدیلیاں کر رہے ہیں۔“

”وہ زبردست تبدیلیاں ہیں کہ یوگا کے ماہر افسران لائے جائیں گے پھر تمام فوجی محلات اور اختیارات گولڈن برینز کے ہاتھوں میں رہیں گے تاکہ ہم خیال خواتی کرنے والے تمہارے افسران کے دماغوں میں جاکر تمہاری فوج کو اپنے طور پر

استعمال نہ کر سکیں۔ ہمارا نیک مشورہ ہے کہ اپنی افواج میں زبردست تبدیلیاں کرنا بھول جاؤ۔“

”ہم اس شرط پر غور کرنے کے بعد جواب دیں گے۔ دوسری شرط کیا ہے؟“

میں نے کہا ”تمام گولڈن برینز اپنی اصلی آواز اور لہجہ مجھے سنائیں گے اور میں وقت ضرورت ان سے دافنی رابطہ رکھوں گا۔“

گولڈن برین نے فوراً ہی کہا ”ہرگز نہیں۔ ہمارے دماغوں تک کبھی کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ مادام سونپا دوستی نہ کرنے والی باتیں کر رہی ہیں۔ ایسی شرائط پیش کر رہی ہیں جو کبھی قابل قبول نہیں ہو سکتیں۔ کیا تم لوگ ہمارے گلے پر چا کر کہہ کر دوستی کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ دانائی کی باتیں ہیں؟“

”اگر یہ دانائی ہے تو یہ ہم نے تم ہی لوگوں سے سیکھی ہے۔ جب تک تم لوگوں کی تمام کمزوریاں ہمارے ہاتھوں میں نہیں رہیں گی تب تک ہم تم پر مجبور ہوا نہیں کریں گے اور جہاں مجبور نہ ہو، وہاں دوستی نہیں ہو سکتی۔“

”سونپا کی دوسری شرط پر بھی غور کیا جائے گا۔ تیسری شرط کیا ہے؟“

”تیسری شرط نہیں، تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ سونپا تمہارا ملک چھوڑنے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ ہماری دو شرائط پر عمل کیا جائے تو وہ اسی دن یا اسی رات اس ملک سے چلی جائے گی۔“

”ہمیں کیسے یقین ہو گا کہ وہ جا چکی ہے؟“

”تمہیں یہ کیسے یقین ہو گا کہ وہ اس ملک میں آئی ہوئی ہے؟“

”تم نے ہی ایک بار ہمیں بتایا تھا۔“

”تو میں ہی اس بار کہہ رہا ہوں کہ وہ چلی جائے گی۔ ذرا اس پہلو پر غور کرو کہ سونپا یہاں آئی ہی نہ ہو۔ جس طرح ہم نے ڈی سونپا کے ذریعے پیادؤک کو بے وقوف بنایا تھا اسی طرح ہم نے تمہیں خورخوہ کرنے لئے جھوٹ کہا ہو کہ سونپا یہاں موجود ہے۔ جبکہ اس کا یہاں رہنا ضروری نہیں ہے۔ وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں نہ کہ ہمیں گائیڈ کرتی ہے۔ جب چاہے گی، پیادؤک کو اسرائیل سے ہڑلا کر جنم میں بچاؤ دے گی۔“

”مسز دوائف! تم لوگوں کی ٹیلی بیٹھی نے ہمیں بے بس کر دیا ہے۔ ہم جھوٹ اور کج کو سمجھ نہیں پاتے۔ جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے تو پتا چلے کہ وہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی نہ سب کچھ ٹیلی بیٹھی کا تماشہ ہوتا ہے۔“

میں نے کہا ”تمہارے پاس بھی کسی ٹیلی بیٹھی جاننے والے آئے۔ تم لوگوں نے ان سے خاطر خواہ کام کیوں نہیں لیا؟“

گولڈن برین نے کہا ”ہم سوچیں گے کہ ہم سے کہاں کہاں غلطیاں ہوئی ہیں اور ہم سوچیں گے کہ ہمیں سونپا کی شرائط پر

خود کو اور اپنی پوری قوم کو تم لوگوں کا غلام بنانا چاہتے ہیں؟ ہم چہ نہیں کہنے بعد جواب دیں گے۔

میں نے سونیا کے پاس آکر وہ شرانگہ تائیں جو انہیں پیش کی تھیں۔ وہ جتنے ہوئے بولی "تم نے انہیں غلام بنادینے والی شرانگہ پیش کی ہیں۔ وہ بھی تسلیم نہیں کریں گے۔"

"ہاں۔ اب وہ جلد سے جلد ایسے اقدامات کریں گے کہ ان کی افواج ہماری ٹیلی جیسی سے محفوظ رہیں۔"

وہ بولی "یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے سیکڑوں فوجی افسران کی جگہ یوگا کے ماہروں لے آئیں۔"

"نی الحال وہ دنیاوی اہمیت رکھنے والے افسران کی جگہ یوگا کے ماہروں کو لائیں گے تاکہ ہم ان کی فوج اور ان کا گولہ بارود ان کے ہی خلاف استعمال نہ کر سکیں۔"

"فراد! ان کی تبدیلیوں پر نظر رکھنا ضروری ہے۔"

"میں اور ملی فوج کے مختلف شعبوں میں بیک وقت نہیں رہ سکیں گے۔ جو جو سلطانہ اور سلمان کی نیندیں خراب کئی ہوں گی۔"

"جو جو اسپتال میں ہے۔ لیٹی ہے کو سلطانہ اور سلمان کے پاس جائے" انہیں موجودہ حالات سے آگاہ کرے۔ تم چاروں ان کی افواج میں دوردور تک پہنچ سکو گے۔"

میں نے لیٹی سے کہا "وہ سلطانہ کے پاس جائے۔ وہ گھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی "میں نے کہا تھا۔ آپ خیال خرافی کریں گے تو سونے کا وقت گزر جائے گا۔ اور رات سے صبح ہو جائے گی۔"

میں نے حسرت سے اسے دیکھا۔ سونے والی موجود تھی مگر سونے کا وقت گزر چکا تھا۔ اور پتا نہیں کتنا وقت گزرنے والا تھا۔ ہم پھر خیال خرافی میں مصروف ہو گئے۔



سونیا ثانی اور ملی تیور نے عیار سے باہر آکر دیکھا وہ لاہور پہنچ گئے تھے۔ علی نے کہا "میں اپنے پاپا کے حوالے سے پاکستان ہوں۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ اپنے وطن کو دیکھ کر کتنی خوش ہو رہی ہے۔"

ثانی نے مسکرا کر کہا "ابھی تو تم نے اس دھرتی پر قدم رکھا ہے۔ اپنے وطن کو دیکھا کہاں ہے؟"

"میں قدم رکھنا ہی کافی ہے۔ ماں کی گود میں پہنچ کر ماں اور ممتا کا پورا تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔ بچہ ماں کو اس کے دودھ اور اس کی خوشبو سے پہچانتا ہے۔ ورنہ ماں کے وجود کو تو سمجھ دار ہونے کے بعد سمجھتا ہے۔"

وہ دونوں تائیں کرتے ہوئے گنج ہاں میں آئے۔ علی نے کہا۔

"پاپا کی محبت و مینا ہماری شاہینہ پھولی آئی ہیں۔ وہ دیکھ کر گھر سے

ہوئے کرتے اور شلوار میں ہیں۔ سر رو پوش ہے۔"

ثانی فوراً اپنے سر رو پوش رکھنے لگی۔ وہ بھی بھروسے سے پاکستان لباس پہن کر آئی تھی۔ اس کے پاپا سلمان واسطی نے سمجھا تھا کہ پاکستان میں عورتیں محض لباس نہیں پہنتیں۔ اسے بے حیائی سمجھی ہیں۔ لہذا سونیا ثانی کو مغربی لباس میں نہیں جانا چاہئے۔ سلمان نے ایک ہفتہ پہلے شاہینہ سے فون پر بات کی تھی اور کہا تھا "تمہارے مرحوم بھائی فراد کا ایک بیٹا علی تیور آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ میری بیٹی ثانیہ واسطی عرف سونیا ثانی ہوگی۔ یہ دونوں اسلام آباد سے تبت جانے والے ہیں۔"

شاہینہ نے بے انتہا خوشی کا اظہار کیا تھا پھر پوچھا تھا "میں اپنے بچے کو کیسے پہچانوں گی اور وہ کب اور کس فلائٹ سے آ رہا ہے؟"

سلمان نے کہا تھا "میں ٹیلی جیسی کے ذریعے آپ کے پاس آتا رہوں گا۔ اس کے لاہور پہنچنے کا صحیح وقت اور فلائٹ نمبر وغیرہ بتاؤں گا؟"

سلمان اب بھی کہہ رہا تھا۔ اس نے اڑ پورٹ پر شاہینہ کو بتایا کہ علی سفید سوٹ اور سرخ نکائی میں ہے۔ تاشیہ نے سبز رنگ کا شلوار سوٹ پہنا ہے پھر علی کو بتایا "تمہاری پھولی گھالی رنگ کے رکھائی کئے ہوئے شلوار کرتے میں ہیں۔ وہ اپنے جوان بیٹے اور بیٹیوں کے ساتھ تمہیں دیکھ رہی ہیں۔"

اسی طرح انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ شاہینہ علی کو دوسرے دیکھنے ہی روکنے لگی۔ سلمان نے کہا "بیٹے! تمہاری پھولی فراد بھائی کا مرحوم سمجھ کر دوسری ہیں؟ نہیں محبت دو۔"

علی نے قریب پہنچ کر پھولی کو دونوں ہاڈوں میں سمیٹ لیا پھر کہا "آپ آنسو پونچھ لیں اور یہ تائیں میں اپنے پاپا جیسا ہوں یا نہیں؟ آپ کو مجھ میں اپنا بھائی نظر آ رہا ہے؟"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "ہاں بیٹا! تم بالکل بھائی جان کی طرح ہو۔ میرے دوسرے بیٹے پارس کو کیوں نہیں لائے؟"

"پھولی جان! دعا کریں وہ دھرنہ آئے۔"

شاہینہ نے غجب سے پوچھا "کیوں ایسی کیا بات ہے؟"

وہ بولا "میرے ساتھ ثانی آئی ہے۔ اس کے ساتھ کئی نہ کوئی ناگن اور خطرناک سانپوں کا زہر ہوتا ہے؟"

شاہینہ کی بڑی بیٹی نے پوچھا "کیا وہ پھیلا کر کیا ہے؟"

شاہینہ نے اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کا تعارف کرایا سونیا ثانی سے بھی تعارف ہوا۔ علی نے کہا "وہ سیدھا نہیں ہے مگر کسی بھی سانپ کا زہر اس پر اثر نہیں کرتا ہے۔"

شاہینہ نے فخر سے کہا "میرے بھائی کے بیٹے معمولی نہیں ہو سکتے غیر معمولی ہی رہیں گے۔"

شاہینہ کے بیٹے عدنان نے پوچھا "علی! تم میں کن ہی غیر

معمولی بات ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا "اس سے زیادہ غیر معمولی بات اور کیا ہوگی کہ میں فراد علی تیور کا بیٹا ہوں۔"

وہ سب جتنے ہوئے وہاں سے پارنگ ایریا میں آئے پھر ایک بیچر دھم دھم گھبرگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں شاہینہ نے کہا "مسٹر سلمان نے بتایا ہے کہ تم صرف ایک دن کے لئے آئے ہو اور کل صبح چلے جاؤ گے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوگی۔ کیا تم میرے بیٹے نہیں سمان بن کر آئے ہو؟"

"میں صرف بیٹا بن کر آیا ہوں لیکن ہمارے ساتھ کچھ مجبوریاں ہیں۔ کل صبح اسلام آباد پھر وہاں سے فوراً ہی تبت کے شہر لاہور پہنچنا ضروری ہے۔"

عدنان نے کہا "جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، پاکستان سے کوئی عیارہ تبت نہیں جاتا کیا آپ خشکی کے راستے قراقرم کی پہاڑیاں عبور کریں گے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آج رات ہمارے لئے فرانس سے ایک چارٹرڈ طیارہ میاں آئے گا۔"

شاہینہ کی بڑی بیٹی نے ایرانی سے کہا "امی ہماری جھمکے آپ لوگ دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی رکاوٹ کے بغیر چلے جاتے ہیں اور وہاں اپنی ضرورت کی ہر چیز حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ لوگوں کی نظروں میں ڈالرز اور پونڈز کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

"پارس کی نظروں میں ڈالرز اور پونڈز کی اہمیت نہیں ہے کیونکہ اس کی شریک حیات جو جو ٹیلی جیسی جاتی ہے۔ ہماری جب میں کر رہی رہتی ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ ہمیں وقت ضرورت عیارے، پہلی کا پھر پاپوٹ اور بڑی بڑی رقمیں مل جاتی ہیں۔"

انہوں نے کوٹھی میں پہنچ کر دوسرے کا کھانا کھایا پھر شاہینہ انہیں لاہور کی سیر کرانے لگی۔ ثانی اور علی مثلاً مارباغ اور دیگر عمارتیں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کیونکہ وہ عمارتیں اور وہاں کے باغات مغربی طرز تعمیر سے مختلف اور انوکھے تھے۔ وہاں کے دیو بھٹے اور مرغ چھوڑے ان کے لئے بالکل نئے تھے۔ سونیا ثانی چٹکارے لے لے کر کھائی رہی اور کتنی رہی کہ وہ ایسی دوشن کے لئے پھر ایک بار لاہور آئے گی۔

عدنان نے کہا "تم نے تو صرف لاہور ہی دیکھا ہے؟ ایک بار پٹنار جا کر وہاں کی انجیل ڈھیں کھاؤ گی تو انگلیاں جاتی ہوگی بھروسہ ہوگی۔"

وہ آدمی رات تک خوب تفریح کرتے رہے۔ گھر واپس آتے وقت علی نے ثانی سے کہا "پہلی بار اتنی آزادی سے حکومتا فیہ ہوا ہے ورنہ پاپا صاحب کے ادارے سے نکلنے ہی دشمن بچے پڑ جاتے تھے۔"

زندگی کے نشیب و فراز
گستاخ و ثواب
اندھیروں اور اجالوں
وقت اور حالات کے مہنویں جنم لینے والی ایک
بصیرت افروز کہانی۔

غلام ارویں

میاں شاہ علی کی داستان حیات سب رنگ و طرح میں شائع ہونے والی سلسلہ دار کہانی تھی جس کی شکل میں نظر عام پرانی ایک عجیب اور بے پناہ شخص کی المانیا کہانی۔ اس نے جسم و کھانا کے راستوں کو اپنے سے نکال دیا تو ہمیں ہمارے جلی کی آہنی سلاخوں کے پیچھے چھپ چکا گیا۔ قسمت نے اسے گھرا دار وادو الدین کے سلسلے سے محروم کر دیا۔!!

وہ جیل سے رہا ہو کر اپنا تو اس کا سینہ دکھا رہا تھا۔ انتقام کے شعلے اس کے دھڑکے دل سے نکل رہے تھے۔ لیکن ایک دوست نے اس کی رہنمائی ایک سردار کے لئے کرتے ہوئے کر دی۔!!

وہ شخص حقیقی میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں نہ کھلیں تو قوت روشن ہو گیا۔ لیکن ایک ایک تھانے سے فاضلی کے زخموں کو کھینچ کر پھر کر دیا تو اس نے نہ بڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔!!

تاکہ راپوں کی کھن سے ابھرنے والی ایک خوبصورت اور عبثہ انگیز داستان۔

قیمت: ۱۵ روپے
نصابیت
کتابیات پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ
۲۷۹

ٹانی نے کہا "ہم اپنے دشمن مغرب، ممالک میں چھوڑ آئے ہیں ہیرا ستر، نامک مین اور ہودی سنجیم والے نہیں جانتے ہیں کہ ہم جنت کے مسافر ہیں۔"

"پاپا ڈوک کا استاد سامان ڈوکرا ہم سے بے خبر ہے جب اسے ہمارے عزائم کا پتہ چلے گا تب دشمنی شروع ہوگی۔"

بعض اوقات دشمن کی کوئی وجہ نہ ہو تب بھی انجانے لوگ دشمن بن کر چلے آتے ہیں۔ دوسری وجہ وہ پھولی سے رخصت ہو کر اتر پورٹ کے آس پاس آئے جہاں فرانس سے آیا ہوا غیارہ کھڑا تھا۔ سلمان نے پہلے ہی علی سے کہہ دیا تھا کہ غیارے کا پائلٹ کو پائلٹ اور ایک ایئر ہوش قابل اعتماد اور قادر ہیں۔ غیارے کے پاس پولیس کا ایک اعلیٰ افسر تین افراد کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک فرانس کے سفیر کا سیکریٹری تھا۔ اس نے علی سے معافی کرتے ہوئے کہا "یہ ذی آئی جی پولیس ہیں اور یہ دو معزز حضرات حکومت کے خاص بندے ہیں۔ کچھ ضروری کاغذات اسلام آباد پہنچانا چاہتے ہیں۔"

ذی آئی جی نے کہا "اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو یہ آپ کے غیارے میں جائیں گے۔ ویسے اعتراض کیا ہوتا ہے حکومت کا کام ہے آپ کو تو کیا بنایا ہوگا۔"

علی نے مسکرا کر کہا "جب تم دھونس دے رہے ہو تو پہلے میں سرکاری کام کی نوعیت معلوم کروں گا اور وہ کاغذات دیکھوں گا۔"

"وہ سرکاری خفیہ کاغذات ہیں، کسی کو نہیں دکھانے جاتیں گے۔"

اسی وقت سلمان نے علی کے پاس آکر کہا "ابھی فرانس کے سفیر نے مجھے بتایا ہے کہ دو افراد ہمارے غیارے میں سڑکنا چاہتے ہیں، مجھے ان کی آواز سناؤ۔"

علی نے ذی آئی جی کے پاس کھڑے ہوئے شخص سے کہا۔ "سرکاری معاملہ ہے، میں اعتراض نہیں کروں گا۔ لیکن تم دونوں سے تعارف ہونا چاہئے۔"

وہ دونوں اپنا اپنا نام بتا کر علی سے معافی کرنے لگے۔ سلمان ان کے داغوں کو باری باری پڑھنے لگا۔ علی ان سے گفتگو میں وقت گزار رہا تھا۔ ایک منٹ بعد سلمان نے کہا "انہیں اپنے ساتھ لے چلو۔"

وہ غیارے میں سوار ہو گئے۔ سلمان نے علی سے کہا "ان کے ایک بریف کیس میں پاکستانی فوج کے اہم راز ہیں۔ یہ دونوں دوسری دلال ہیں جن کا کاغذات کو ماسکو پہنچانے پر انہیں اتنی دولت ملے گی کہ وہ بیوی ممالک میں عیش و عشرت کی زندگی گزاریں گے۔ پاکستان واپس نہیں آئیں گے۔"

"جس ملک کو چاہیں گے وہاں کس سڑ سے واپس آئیں گے۔"

"پہلے یہ پٹار جانا چاہتے تھے۔ جہاں سے ایک کروڑ سرحد پار کر کے افغانستان کے راستے سرحد پار کر کے دوس میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ کل رات انہیں ہمارے اس غیارے کا علم ہوا تو انہوں نے اسے اپنی جگہ کر کے دوس لے جانے کا منصوبہ بنالیا۔ دوسرے شخص کی اپنی کیس میں مٹی کا شکوف، ریوالور اور کارتوس ہیں۔ ذی آئی جی کی وجہ سے کسی نے اپنی کیس اور بریف کیس کی حفاظت نہیں کی۔"

"شک ہے" اسلام آباد میں فرانس کے سفیر کو تمام حالات بتائیں وہ سرکاری سطح پر اقدامات کریں گے۔"

"ہماری آئی سفیر کے پاس گئی ہیں۔ میں ان دلالوں کے پاس رہوں گا۔ انہیں ہتھیار استعمال کرنے نہیں دوں گا۔"

غیارہ دن دس چھوڑ چکا تھا اور فضا میں بلند ہوتا جا رہا تھا۔ علی جنت کی مخصوص زبان میں غائب ہو گیا تھا۔ تمام باہمی تار تھا پندرہ منٹ کی پرواز کے بعد ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا پھر اپنی لے کر ٹوٹا ٹکٹ میں چلا گیا۔ وہاں کا شکوف کو کھل کر دیکھ کر جوڑنے لگا پھر وہ کا شکوف کو کھل کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر اس میں لگنا چاہتا تھا۔ سلمان نے اس کے داغ میں دھند پیدا کی۔ یہ یقین پیدا کیا کہ وہ کا شکوف اور ریوالور لود کر چکا ہے۔

وہ سلمان کی مرضی سے اپنی کو ٹوٹا ٹکٹ میں چھوڑ کر ایک ہاتھ میں کا شکوف اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور لے کر باہر آیا پھر کو پائلٹ کو نشانے پر رکھ کر بولا "میرے آگے آگے پائلٹ کیبن میں چلو۔"

ٹانی اور علی نے سر جھکا کر دیکھا۔ وہ بولا "مشر علی! اگر سلامتی چاہتے ہو تو اپنی ساتھی کے ساتھ سیٹ پر بیٹھ رہو۔ ورنہ ایک ہی برست میں سب کی لاشیں گرا دوں گا۔"

ٹانی نے ہچکا "تم لاشیں کیوں گرا نا چاہتے ہو؟"

"اس لئے کہ اب یہ غیارہ میری مرضی کے مطابق پرواز کرے گا۔"

اس کے ساتھی نے کہا "ہم پاکستان کی سرحد پار کریں گے۔ یار اقبال! ریوالور مجھے دے۔"

اقبال نے ریوالور اپنے ساتھی کی طرف اچھال دیا۔ علی نے کہا "تمہارا نام اقبال ہے۔ اور ہم نے پیرس میں پہچن سے سنا ہے کہ علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور اور منصوبہ پیش کیا تھا۔ ہم پہلی بار پاکستان آئے ہیں۔ ہمیں بتاؤ کہ تم کس اقبال کو سلام کریں؟ اُسے جس نے پاکستان بنایا۔ یا تمہیں جو پاکستان کا ایک اہم راز سرحد پار لے جا رہا ہے۔"

"کیا اس وقت کرو۔ ورنہ کوئی بارودوں گا۔"

ٹانی نے کہا "جس کے ہاتھ میں طاقت ہوتی ہے وہ اپنے سامنے کسی مجبور کی جائز بات نہیں سمجھتا چاہتا۔ پھر بھی میں سوال

کروں گی کیا تم پاکستانی نہیں ہو؟ کیا تمہارے باپ دادا پاکستانی نہیں تھے؟ کیا تم نے اس زمین کا تاج نہیں کھایا اور یہاں کے دیواروں کا پانی نہیں پیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو تنگ حرامی کرتے ہوئے ذرا سی بھی شرم محسوس نہیں ہوتی؟"

وہ جواب میں ٹانی پر تھوکتا چاہتا تھا مگر چرچارتے ہوئے لڑکھار کر گر پڑا۔ علی نے اٹھ کر اس کے ساتھی کی طرف ہاتھ دیکھا کر کہا "ریوالور چیک کرو۔ یہ غالی ہے۔"

اس نے چونک کر ریوالور دیکھا۔ اس کی توجہ جتنے ہی بائیں اس کے منہ پر ایک ہاتھ تھا۔ وہ اسٹورڈ کی کا تار کھد فوٹا ذی ہاتھ تھا۔ ریوالور دالا پکرا کر گر پڑا۔ وہ حوصلہ کے دوبارہ اٹھ سکتا تھا مگر ایک ہی ہاتھ نے سمجھا دیا تھا کہ فرش پر پڑے رہنا ہی بہتر ہے۔

اس کا ساتھی دونوں ہاتھوں سے سر تھا پھینکا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ داغ میں ڈرلر کیسے پیدا ہو گیا تھا۔ کو پائلٹ کا شکوف اور ریوالور اٹھا کر لے گیا۔ علی نے ایک کے ہاتھوں کو مٹی میں جکڑ کر اٹھایا پھر اسے دوسرے کے پاس فرش پر دھکیل کر کہا "اب تمہارے پاس طاقت نہیں ہے۔ اور ایسے کاغذات نہیں ہیں جن سے دولت حاصل کر سکو۔ دولت کے بغیر کسی دوسرے ملک میں ایک دن نہیں گزار سکو گے۔ اور پاکستان میں دولت کے بغیر سوچی ہوئی کما کر بھی نہ سکو گے۔ کیوں کہ تم یہیں پیدا ہوئے تھے اور یہی ملک تمہاری پہچان ہے۔ اب بتاؤ کہاں جاؤ گے؟ کہاں پناہ لو گے؟"

ایک نے کہا "ہمیں معاف کر دو۔ ہم لالچ میں اندھے ہو گئے تھے؟"

ٹانی نے کہا "جب ہاتھوں سے ہتھیار نکل گئے تو صیحت کچھ میں آ رہی ہے۔ طاقت کا نشہ بڑا ہوتا ہے، آدمی سے عقل چھین لیتا ہے۔"

"تم درست کہتی ہو۔ اب ہم بھی اپنے ملک سے غماری نہیں کریں گے۔ ہم کان بکڑتے ہیں، قویہ کرتے ہیں۔ ہمیں معاف کر دو۔"

"معافی عدالت میں جا کر مانگو۔ معافی تو کبھی نہیں ملے گی۔ سڑا لے گی لیکن سڑا کے بعد بھی یہ ملک تمہیں دیکھ دے کہ سرحد کے باہر نہیں چھوٹے گا۔ یہ اپنی زمین سے نہ ٹوٹے والا رشتہ ہوتا ہے جو تم جیسے کتوں کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

پنڈی اتر پورٹ کے دن دس چھوڑ دیا۔ پھر میڈیاں لگاتے ہی پرواز کھلا تو فوج کے جوان اور دو اعلیٰ افسران اندر آئے۔ دونوں غذاؤں کو حراست میں لے لیا گیا۔ علی نے اہم کاغذات والا بریف کیس ایک اعلیٰ افسر کو دیا۔ افسر نے اسے کھول کر کاغذات پر سرسری نظر ڈالی۔ پھر علی سے گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا "ہمیں یہ خبر تھی کہ فساد مرحوم کے صاحبزادے یہاں سے گزرنے والے ہیں۔ میں حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے ایک بہت سی اہم دستاویز کو سرحد پار جانے سے روک دیا۔"

علی نے کہا "شکریہ غیروں کا ادا کیا جاتا ہے۔ میں باپ دادا اور پردادا کے زمانے سے پاکستانی ہوں۔ یعنی میرے پیدا ہونے سے پہلے ہندو نے مجھے پاکستانی بنادیا تھا۔"

دوسرے افسر نے کہا "آپ جیسے محب وطن کو اپنے وطن میں ہی رہنا چاہئے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا "ہم دونوں بھائی یہاں نہیں رہ سکتے۔ کیوں کہ ہم ٹیلی بیجی جانے والوں کی اولاد ہیں۔ اب سے میں برس پہلے میرے پاپا کی بار یہاں آئے اور ہر بار یہاں کے حکمرانوں نے دعائیں مانگیں کہ جلد ہی واپس چلے جائیں۔ کیوں کہ انہیں اندیشہ تھا پاپا کی ٹیلی بیجی انہیں بے نقاب کر دے گی۔ ان کے اصلی چہرے سامنے آجائیں گے اور ان سے



مکتبہ نفسیات

خوف، سپر اور سس کے [۱۸] شریاے

عجیب کہانیاں، دلچسپ کہانیاں، دلچسپ کہانیاں

پوسٹ جس نمبر ۹۳۳

- ☆ ایک افسانوی کردار جو زندہ ہو گیا تھا۔
- ☆ ایک سیرت کی قید جو اپنی ہیئت بدل سکتا تھا۔
- ☆ ایک جہول سا آدمی جس کے پاس پچاس ملین ڈالر کا نقد تھا۔
- ☆ وہ شخص جس نے حیات ابدی کا راز پایا تھا۔
- ☆ ایک ڈاکٹر اور پروفیسر کے پاس ماہیانی طاقت تھی۔
- ☆ ایک شخص جس کے اندر ایک نئی ہند تھا۔
- ☆ وہ استاد اور مجرم جس نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔

- ☆ جرات
- ☆ جادو
- ☆ ارواح
- ☆ شیطان ازم
- ☆ ذہانت
- ☆ حفاظت
- ☆ اسرار
- ☆ طنز و مزاح

اقدار چمن جائے گا۔
 ”اب تمہارے پاپا نہیں رہے۔ اب تو تم یہاں رہ سکتے ہو؟“
 ”خوف میرے پاپا کا نہیں تھا۔ ٹیلی جیتی کا تھا۔ آج بھی ہمارے خاندان میں چم ٹیلی جیتی جاننے والے ہیں۔ میرے ایک اکل نے ہی ان غریبوں کے ہاتھوں میں کھس کر ان اہم کاغذات کے متعلق معلوم کیا تھا۔“
 اعلیٰ افسر نے کہا ”ٹیلی جیتی ہمارے ملک کے لئے باعثِ رحمت ہوگی۔“

”نہیں جناب! باعثِ زحمت ہوگی۔ آج ٹیلی جیتی کے ذریعے ایک ڈی آئی ٹی کی وطن دشمنی معلوم ہوئی۔ ان دو مجرموں میں جس کا نام اقبال ہے وہ ایک بہت بڑی سیاسی شخصیت کا سلاہ ہے۔ وطن سے دشمنی غریب عوام نہیں کرتے۔ سیاسی لیڈر اور سپر پاور کے اشاروں پر چلنے والے یا اختیار لوگ کرتے ہیں اور یہ حضرات کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہم ٹیلی جیتی جاننے والے یہاں آتے جاتے رہیں۔“

بات اتنی ہی آدھی کر دی تھی کہ افسر نے بحث نہیں کی۔ دونوں افسران ان کے ساتھ چائے پی کر رخصت ہو گئے۔ ایک گھنٹہ بعد عیار نے پھر وہاں سے پرواز کی۔ ٹانی اور علی اپنی اپنی سیٹ پر یوں سر جھکائے بیٹھے تھے جیسے اپنے وطن سے نکالے جا رہے ہوں۔

ہم ٹیلی جیتی کے ذریعے جڑا اپنے ملک میں رہ سکتے تھے۔ کوئی ہمیں ملک بدر کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا لیکن پاکستان میں رہنا اور امریکا میں رہنا برابر تھا کیوں کہ یہاں سپر باسٹر کی پالیسی کے مطابق حکمران بدلتے رہتے تھے۔ نئے نئے سپر باسٹروں سے لڑتے لڑتے میری آٹومی سے زیادہ زندگی گزر گئی تھی۔ میرے دونوں بیٹوں کی زندگی بھی شاید اسی طرح گزرے گی۔ پاکستان میں نہ کرنا سک میں اور سپر باسٹر سے لڑنے کے ذرائع بالکل نہیں ہیں۔۔۔ فرانس کی حکومت ہمارے لئے خزانوں کا نہ کھول دیتی ہے۔ پولیس ”فوج“ ٹیلی کا پڑز ”طیاروں اور جدید ترین ہتھیاروں سے ہماری مدد کرتی ہے اور ہم سے دوستی نہ اپنے وقت کسی سپر پاور کے دباؤ میں نہیں آئی۔ لہذا جو جنگ ہمیں پاکستان میں نہ کر لڑنا چاہئے ہم فرانس میں نہ کر لڑتے ہیں۔

جو حضرات یہ حقیقت سمجھ نہیں پاتے وہ شکایت کرتے ہیں کہ فراد صاحب پاکستان کیوں نہیں آتے؟ یہی نہیں آسکتا۔ کبھی تقدیر ہی لائے تو لائے۔ کیوں کہ تقدیر کی زور آوری کے سامنے ٹیلی جیتی بھی دم نہیں مارتی۔

میرا بیٹا اور میری بیوی ہونے والی ہو پاکستان سے نکل گئے۔ طیارہ جیت کے ٹوٹ پر پرواز کر رہا تھا۔ ٹانی نے ایسا کاغذ نکال کر سامنے پھیلایا۔ عالیہ ہاؤس کے دوسری طرف جیت نظر آ رہا تھا۔ ویسے یہ ملک نقشہ میں ہی نظر آتا ہے۔ اگر رخت ستر

باندھ کر وہاں پہنچا اور اسے آنکھوں سے دیکھا چاہیں تو یہ سب کے لئے ممکن نہیں ہے۔ یہ ملک بین الاقوامی پرواز کے راستے پر نہیں ہے۔ بیشتر سیاح خصوصی فلائٹ سے جاتے ہیں۔ فنگی کے راستے نہایت دشوار گزار ہیں۔ چونکہ وہاں تک پہنچنا دشوار ہو جاتا ہے اس لئے وہ علاقہ ساری دنیا کے لئے پراسرار ہے اور یہ اس قدر بلندی پر ہے کہ اسے دنیا کی پھٹ (ڈوٹ آف دی ورلڈ) کہا جاتا ہے۔

طیارہ خاموشی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ کوئی کے بارے قراقرم کے بلند پہاڑ نظر آ رہے تھے جو عرف سے دیکھے ہوئے تھے۔ ٹانی اور علی نے گرم لباس پہن لئے تھے۔ کوپاٹل نے بتایا کہ وہ ایک گھنٹہ بعد جیت کے دارالسلطنت لاسر پہنچیں گے۔ سلطان نے ٹانی کے پاس آکر پوچھا ”ہیلو ٹانی! یہ سڑکیا لگ رہا ہے؟“ وہ شکر اکر بولی ”جی! اوپر غل جرتی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے میں خوابوں اور خیالوں کی دنیا میں پرواز کر رہی ہوں۔“

”جی! اشتراق یوں بھی خوابوں کی سرزمین ہے۔ مغرب سے وہاں جاتے والوں پر محسوس طاری ہو جاتا ہے۔ پھر جیت کو بے حد پراسرار علاقہ ہے۔ جادوگری کھاتا ہے۔ میں یہ بتانے آئی ہوں کہ فرانس کی حکومت کی جانب سے جیت کے حاکم کو تم دونوں کی آمد کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ دارالسلطنت لاسر میں سرکاری طور پر تمہارا استقبال ہوگا اور تمہاری حیثیت شاہی مسمان کی ہوگی۔“

”اوہ جی! یہ اچھا نہیں ہو۔ ہم آزاد نہیں رہیں گے۔ شاہی تعلقات میں گھیر جائیں گے۔ ہم جہاں جائیں گے ہمارے آگے پیچھے شاہی گاڈز رہا کریں گے۔“

ٹانی نے یہ بات علی کو بتائی۔ علی نے سلطان کو اپنے دماغ میں بلایا پھر کہا ”آئی! اسکی قسم کی بھی مسمان نوازی ہمیں ایسا دے گی۔ ہم عام سیاحوں کی طرح اس سارچا عظیم مسمان ڈوگرا تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ پلیز! آپ جیت کے ولایتی لاسر حاکم سے معذرت کریں۔ انہیں سمجھائیں کہ کسی مجبوری کے باعث ہم سرکاری راج پر نہیں آئیں گے۔ وہاں کے عام لوگوں میں رہیں گے۔“

سلطان چلی گئی۔ چندہ منٹ بعد سلطان نے آکر کہا ”بیٹے! تم دونوں فرانس کی حکومت کی طرف سے وہاں جا رہے ہو۔ لہذا ولایتی لاسر ضرور شہانہ استقبال کرے گا۔ تو وہی بلندی پروا دشت کرلو۔ ویسے بھی جہیں دارالسلطنت میں ایک ہی رات گزارا ہے۔ دوسری صبح وہاں سے سینکڑوں میل دور ظلم کوہ کی طرف روانہ ہو جاؤ گے۔ دارالسلطنت لاسر میں تم دونوں کے لئے فرانس کا ٹیلی کا پڑز بھیج دیا ہے۔“

علی نے ٹانی کو دیکھا پھر کہا ”میری بات ہے اکل! ہم ایک رات کے لئے ولایتی لاسر کے مسمان بن جائیں گے۔“

طیارہ مقررہ وقت پر لاسر پہنچ گیا۔ شاہی محل کی ایک گاڑی ان پورٹ کے رن وے پر انہیں لینے آئی تھی۔ اس کے علاوہ مسلح سپاہیوں کی گاڑیاں آگے پیچھے تھیں۔ ایک گاڑی سے دو افراد باہر آئے۔ ایک شخص سوٹ پر اور کوٹ پہنے ہوئے تھا دوسرا ستای لباس میں تھا۔ انہوں نے ٹانی اور علی سے مصافحہ کیا۔ سوٹ والے نے ستای لباس والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”مسٹر علی! یہ ولایتی لاسر کے سیکرٹری ہیں۔ یہ لوگ انگریزی زبان نہیں جانتے۔ میں ان کی ستای زبان میں ہونے والی گفتگو کا ترجمہ آپ کو سنایا کروں گا۔“

ٹانی اور علی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ ستای زبان جانتے ہیں۔ وہ دونوں کار کی پچھل سیٹ پر آگئے۔ سوٹ والا اسٹیرنگ سیٹ پر آیا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر سیکرٹری بیٹھ گیا۔ پھر وہ محل کی طرف جانے لگے۔ سیکرٹری عقب نما آئینے میں ٹانی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے سوٹ والے مترجم سے کہا ”مسٹر جودی! مسمانوں کو اچھی طرح سمجھا دو یہ لاموں اور ساحلوں کا ملک ہے۔ اس جوان نے اپنے ساتھ ایک حسین دو تیرہ کلا کر غلطی کی ہے۔ بستر ہے اسی طیارے سے لڑکی کو واپس بھیج دے۔“

ستای زبان کا ترجمہ کرنے والے جودی نے کہا ”مسٹر علی! یہاں کچھ ایسے شیطان جادوگر ہیں جو حسین لڑکیوں کو غائب کر دیتے ہیں۔ ہمارے ولایتی لاسر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ آنے والی اس قدر حسین ہوگی۔ ولایتی لاسر میں ٹانی کو دیکھ کر پریشان ہو جائے گا۔ وہ بہت مسمان نواز ہے۔ لیکن وہ ماہر پہلے یونان سے آئی ہوئی ایک حسین لڑکی محل کے پائین باغ سے غائب ہو گئی تھی۔ آج تک اس کا سراغ نہیں ملا۔ اس کے بعد اس نے طے کر لیا کہ آئندہ کسی حینہ کو محل کے احاطے میں داخل نہیں ہونے دے گا جبکہ تم دونوں خاص مسمان ہو اور وہ مس ٹانی کی میزبانی سے انکار کر کے حکومت فرانس کو ناراض نہیں کرنا چاہے گا۔“

علی نے پوچھا ”آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”ہمارے ولایتی لاسر کو پریشانی سے بچاؤ اور مس ٹانی کو اچھی واپس بھیج دو۔“

”سوری! یہ میری نصف بہتر ہے۔ یہ جانے گی تو میں نصف نہ جاؤں گا۔ ویسے ولایتی لاسر سے کوہمیں شاہی مسمان نہ بنائے۔ ہمیں کسی ہوٹل میں رات گزارنے دے۔ میں یہ لکھ کر دوں گا کہ ہم اپنی مرضی سے ایسا کر رہے ہیں اور حکومت فرانس اس معاملے میں ولایتی لاسر سے ناراض نہیں ہوگی۔“

”آپ دونوں ہوٹل میں رات گزاریں گے“ یہ تو اور زیادہ خطرے کی بات ہوگی۔ ولایتی لاسر اسے تسلیم نہیں کرے گا۔“

”نہ کرے۔“ ٹانی واپس نہیں جانے کی۔

”ہا ہا ہا ہا! کا ترجمہ سیکرٹری کو سناتا جا رہا تھا۔ سیکرٹری

نے پیچھے سر ہٹ کر علی کو دیکھا۔ پھر جودی سے کہا ”اگلا کیا ہے یہ جوان اس حسین لڑکی سے ہزار ہے اور جان بوجھ کر کسی شیطان جادوگر کو اسے اٹھا کر لے جانے کی دعوت دے رہا ہے۔“

جودی نے کہا ”میں کیا کہہ سکتا ہوں اس کا فیصلہ ولایتی لاسر ہی کریں گے۔“

وہ گاڑیاں محل کے احاطے میں داخل ہوئیں اور مسلح سپاہیوں کی دو قطاروں کے درمیان سے گزرتی ہوئی محل کے بیرونی دروازے کے قریب رک گئیں۔ اندر اچھا ہوا چلا تھا۔ برنہاری کے باعث راستے بھی مسان تھے۔ انہوں نے راستے میں کسی ستای عورت کو نہیں دیکھا تھا۔ ان کی گاڑی رکتے ہی محل کے دروازے سے ستای عورتیں اپنے مخصوص رنگین لباس میں پھولوں کے ہار لے کر آئیں۔ ٹانی اور علی گاڑی سے باہر آئے۔ ان پر پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ دو لڑکیوں نے انہیں ہار پہنائے۔ وہ تمام عورتیں موٹی بھری سی تھیں۔ یا پھر دلی بلی نازک سی۔ ان کی ناک چھنی اور آنکھیں بن بھی چھنی چھنی سی تھی۔ یہ عورتیں آدھی رات کو بھی کہیں تنہا جائیں تو کوئی انہیں اٹھا کر لے جانا گوارا نہ کرتا۔

وہ کینز ٹانی اور علی کو اپنے درمیان لے کر کوئی گیت گاتی ہوئی محل میں آئیں۔ ایک دوبار نما ہال میں اونچی مسند پر ولایتی لاسر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شاید اسی طرح شہانہ انداز میں بیٹھا رہا مگر ٹانی کا حسن و جمال دیکھتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کینزوں سے بولا ”خاموش ہو جاؤ۔ یہاں سے چلی جاؤ۔“

وہ چلی گئیں۔ ولایتی لاسر اپنے سیکرٹری اور جودی سے ستای زبان میں ٹانی کی آمد کے خلاف بولنے لگا۔ ٹانی اور علی سمجھ رہے تھے مگر انہیں بے ہوش تھے۔ تو وہی دیر بعد جودی نے کہا۔ ”مسٹر علی! بڑبڑائی نس فرماتے ہیں کہ ان کے خلاف بڑی سازشیں ہو رہی ہیں۔ چھ ماہ میں بیرونی ممالک سے آنے والی تین حسینائیں غائب ہو چکی ہیں۔ ان ممالک نے ہم سے سفارتی تعلقات توڑنے اور مالی امداد بند کرنے کی دھمکی دی ہے۔ بڑبڑائی نس کے دشمن انہیں اقتدار سے ہٹانے کے لئے ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ اگر مس ٹانی کو بھی اغوا کیا گیا تو فرانس جیسا بڑا ملک بڑبڑائی نس سے ناراض ہو جائے گا۔“

علی نے کہا ”میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ خدائے افراتہ ٹانی کو کچھ ہوا تو بڑبڑائی نس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ لیکن ہمارا فیصلہ اکل ہے کہ ہم ہوٹل میں رہیں یا محل میں ساتھ رہیں گے۔“

جودی نے ولایتی لاسر کو ہمارا فیصلہ سنایا۔ پھر وہ ہو کر بولا۔ ”یہ ہوٹل میں رہیں گے تو الزام آئے گا کہ میں نے مسمان نوازی سے انکار کیا۔ اگر انکار نہ کرنا اور یہ ہوٹل نہ جانے تو یہ حینہ اغوا نہ ہوئی۔ بہتر ہے یہ دونوں محل میں رات گزاریں۔ میں مسلح گاڈز کے ساتھ خود جاگ کر سپر اڈوں گا۔“

عانی اور علی کو اسی محل میں ایک شاندار کمرہ رہنے کے لئے دیا گیا۔ انہوں نے کمرے میں آکر دو روزے کو بند کیا۔ سلمان نے آکر کہا ”میں اب تک دلائی لامہ اور اس کے سیکرٹری کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ یہ دونوں سازشی نہیں ہیں۔ کوئی دلائی لامہ کو اقتدار سے ہٹانے کی سازش کر رہا ہے۔“

”سازش وہی کرے گا جو اس کے بعد اقتدار میں آئے گا۔“ یہاں کا دستور ہے کہ بیٹا چھپیں برس کا ہو جائے اور باپ مرجائے تو وہ اپنے باپ کی جگہ دلائی لامہ بنے گا۔ موجودہ دلائی لامہ کا بیٹا ابھی چھپیں برس کا ہے۔ ایسی صورت میں دلائی لامہ کی موت پر اس کے اقتدار سے ہٹنے کے بعد بھائی کو اقتدار ملتا ہے۔ موجودہ دلائی لامہ کا ایک بھائی ہے۔ وہی سازش کے ذریعے یہاں کا حکمران بن سکتا ہے۔“

”کیا آپ اس کے بھائی کے دماغ تک نہیں گئے؟“
”وہ دارالسلطنت میں نہیں ہے۔ اور اس کا بیٹا کہیں شکار کھیلنے گیا ہے۔ دلائی لامہ کی سوچ بے تباہی ہے کہ اس کا بیٹا عیاش ہے۔ شراب اور شباب کا رسیا ہے۔ چونکہ آٹھ ماہ اس لئے باپ سختی نہیں کرتا، صرف زبان سے سمجھاتا رہتا ہے۔“
”عیاش بیٹا حسین لڑکوں کو اغوا کر اسکتا ہے۔ محل کے چور راستے اسے معلوم ہوں گے۔“

”بے شک اس پر تعین کی حد تک شبہ کیا جاسکتا ہے۔ مجبوری یہ ہے کہ میں فی الحال دلائی لامہ کے بیٹے اور بھائی کی آواز بھی نہیں سن سکوں گا۔ نہ ان کے خیالات پڑھ سکوں گا۔“
”کوئی بات نہیں۔ آپ آرام کریں۔ یہاں اغوا کی واردات اس وقت ہوگی جب میں چاہوں گا۔ یعنی آٹھ ماہ رات کے بعد۔“

”کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میری بیٹی کو اغوا کیا جائے؟“

”کیا آپ پریشان ہو گئے؟“
”نہیں، بیٹی جب مردوں کی طرح زندگی گزار رہی ہے تو اسے بڑے قییب و خراز سے بڑے مصائب سے گزرتے رہنا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرا راستہ اختیار کرو۔“

”مجرموں تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے۔ عانی کو لے جانے والے مقامی زبان بولتے ہوں گے۔ آپ ان کے دماغوں میں جگہ بنا سکیں گے۔ ان کے خیر اڑے تک میری رہنمائی کر سکیں گے۔“
”بیٹے علی! جس مقصد کے لئے آئے ہو اس کے لئے صبح

یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ یہاں جو لوگ اغوا کرتے ہیں ان سے ہمیں کیا لینا ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں ہر شرمیں مجرم ہیں۔ تم کتنوں کو بے غائب کر کے سزا دلاؤ گے؟“

”اکھل! میں اپنے باپ کے قتل قدم پر چل رہا ہوں۔ ہم یہ حساب نہیں کرتے کہ دنیا میں کتنے مجرم ہیں۔ ہم انہی مجرموں

سے دودھ پاتھ کرتے ہیں جو ہماری راہ گزر پر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کو بیٹی کے اغوا ہونے کا خوف ہے۔ بلکہ ان بیٹیوں کے لئے بھی درد پیدا کریں جو ہمارے جانے کے بعد یہاں سے اغوا کی جانے والی ہیں۔“

”میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ یہ بتاؤ کس وقت آؤں؟“
”ٹھیک باہر بیجے۔“

سلمان دماغی طور پر حاضر ہو کر سلطان سے یوں ”فراد بھائی کے دونوں بیٹے مذہبی اور گستاخ ہیں۔ علی تو ایک باپ کے جذبات کو سمجھتا ہی نہیں چاہتا۔“

”آخر ہوا کیا ہے؟“
”وہ اغوا کرنے والے مجرموں کے سامنے میری بیٹی کو چارہ بنا رہا ہے۔“

سلطان نے کہا ”آپ کے منہ میں صرف ایک باپ کی زبان ہے۔ وہ سلمان واسطی کہاں ہے جس نے بابا فرید واسطی کے زہر سایہ پرورش پائی۔ اس ادارے میں بہت سے علوم اور ہنر سکھانے کے ساتھ انسانیات کے خاطر جان کی بازی لگانے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ کیا سسر سونیا، اعلیٰ بی بی، مرجانہ اور پوری وغیرہ نے بابا جان اور عزت کی بازی نہیں لگائی؟ تمہیں اپنی بیٹی ان جانناز عورتوں سے برتر اور افضل کیوں لگ رہی ہے۔“

سلمان نے دونوں ہاتھوں سے سر قہقہہ کرنا ”میں اپنے محسن اعظم بابا فرید واسطی مرحوم کی تعلیمات کو نظر انداز کر رہا ہوں۔ بہت گناہ گار بن رہا ہوں۔ مگر کیا کروں؟ بیٹی کا باپ ہوں۔“
”بیٹی جان ہو کر اپنے شہر کی ہو جاتی ہے۔“

”سچ پچھو تو مجھے یہ سوچ کر بھی شرم آتی ہے کہ ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی، نکاح نہیں پڑھایا گیا اور وہ دن رات ساتھ رہتے ہیں۔“

سلطان نے کہا ”میں عورت ہوں۔ دوسری عورت کے بارے میں مجھے بھی تجسس رہتا ہے۔ میں کئی بار عانی کے دماغ میں جا کر باتیں کرتی رہی اور باتوں کے دوران اس کی لاعلمی میں چور خیالات پڑھتی رہی۔ اس کے خیالات میں کوئی چور نہیں۔ اس کے دماغ میں دور دور تک گناہ کا تصور نہیں ہے اور علی جیسا شریف اور سنجیدہ جوان میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔ وہ دونوں ایک اصول کو مانتے ہیں اور وہ یہ کہ ہر کام اپنے مناسب وقت پر ہونا چاہئے۔ نامناسب عمل گناہ اور جرائم کی طرف لے جاتا ہے۔“

وہ سلمان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی ”عانی یہاں سے دوپٹہ اوڑھ کر گئی ہے۔ اسے واپس آنے دو۔ میں اس کے آٹھل پر نماز پڑھوں گی پھر کہیں۔“

وہ بولا ”بس کہ سلطان! تمہارے عقین حکم نے میرے دل اور دماغ سے گرد صاف کر دی ہے۔ مجھے اپنی غیرت مند بیٹی اور ہونے والے داماد کی شرافت پر ناز ہے۔ اب میں وہاں کے وقت

کے مطابق باہر بیجے ان کے پاس جاؤں گا۔“
”محل کے ایک آراستہ بندہ سوم میں وہ دونوں تھا۔ انہوں نے دلائی لامہ کے اراد پر برائے نام کچھ کھایا تھا۔ پھر اس بندہ میں آکر دو روزے کو بند کر دیا تھا۔ باہر بر بناری جاری تھی۔ اندر فغیب کی سرور تھی۔ اپنی لباس پہننے کے باوجود سرور لگ رہی تھی۔ علی نے گھڑی دیکھ کر کہا ”آٹھ بج کر تیس منٹ ہوئے ہیں۔ اگر ہم تین گھنٹے کی فیر پوری کریں تو ساڑھے گیارہ بجے بیروں جا سکیں گے۔“

عانی نے تائیدی ”ٹھیک ہے۔ ہم تھوڑی دیر سونے کے بعد تازہ دم ہو جائیں گے۔“

وہ دونوں شاندار طرز کے چنگ پر آ گئے۔ ایک چنگ برنہ علی کو جھجک ہوئی نہ عانی کو شرم آئی۔ کہیں کہ انہوں نے جھجکے اور شرانے والی کوئی حرکت اب تک نہیں کی تھی۔ دودھ دوست ایک بستر پر سوتے ہیں۔ لہذا وہ بھی لیٹ گئے۔

بستر سرد تھا۔ تھوڑی دیر میں بستر کی سطح ان کے وجود کی گرمی سے گرم جاتی۔ مگر انہیں سرور ستانی رہتی اور گرمی بکارتی رہتی۔ انہوں نے اپنے اوپر کپل ڈال لیا۔ چادوں شانے چت ہو کر اپنے اپنے ہاتھ اپنے اپنے سینے پر رکھ لئے ”عانی نے کہا ”اے خدا! یہ ضروری نہیں کہ ہر عورت اپنے محبوب کو تہذیب کی جنت سے نکوائے۔ میرے مالک! مجھے ایسی عورت نہ بنا۔ میری جان کے آئینے کو سلامت رکھ۔“

علی نے کہا ”اے رب کریم! میری عانی مجھے بہت عزیز ہے۔ مجھے اس کے ساتھ انسان رہنے دے۔ ہمارے کردار میں چنگی دے۔ جب تک تیرے حکم کے مطابق اور شریعت محمدی کے مطابق ہمارا نکاح نہ ہو، ہم اپنی شرم اور کردار کی چنگی کو برقرار رکھیں۔ تو دعاؤں کا سننے والا اور گمراہی سے بچانے والا ہے۔“

ایسی شدید سرور میں ایک دوسرے کے بدن کی آغ محسوس ہوتی ہے۔ خواہشات دھوم مچاتی ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ ایسے میں دعا کام نہیں آتی۔ لیکن جو دعا کے ساتھ دعا بھی کرتے ہیں ”ان کا ایمان بھی نہیں ڈگمگا تا۔“

عانی اور علی نے دعا کے بعد دعا کی۔ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اپنے اپنے دماغ کو بدایات دیں کہ وہ پورے تین گھنٹے تک گرمی خیر میں ڈوبے رہیں۔ اگر خیر کے دوران کوئی غیر معمولی بات ہو یا خواب گاہ میں کوئی قدم رکھے تو فوراً ہی آٹھ کل جائے۔ وہ بچپن سے دماغ کو بدایات دے کر سونے اور جاگنے کے عادی تھے۔ آٹھ منٹ کے اندر ہی انہیں خیر آگئی۔

اب شیطان بھی انہیں نہیں جگا سکتا تھا۔ نہ عانی کو اپنے مرد کی قربت سے بگا سکتا تھا اور نہ علی کو عانی کے حسن و شباب سے بگا سکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ شیطان کا داؤد ہر انسان پر نہیں چلتا۔ اگر چہ تو ہماری دنیا میں شیطان ہی شیطان ہونے کوئی

چا اور کمر انسان نظر نہ آتا۔

میرے وہ قارئین جو کسی حد تک مستقل مزاج ہیں اور ابھی قوت ارادی کے مالک ہیں وہ اپنے بچوں پر یہ نسخہ آزمائیں۔ انہیں صبح خیزی کی عادت ڈالیں۔ یوگا کی پہلی پیکل مشقیں کر انہیں اور سونے سے پہلے سمجھائیں کہ وہ ہر رات آنکھیں بند کر کے دماغ کو بدایات دیا کریں۔ اپنے جاننے کا وقت مقرر کریں۔ اور اپنے کمرے میں کسی بداعت سے آٹھ کل جانے کی بھی ہدایت کریں۔ آپ کوئی بھی کام کریں! ابتدا میں ناکامی ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں میں حوصلہ اور مستقل مزاجی پیدا کرتے رہنا چاہئے۔ آپ ایک آٹھ ماہ میں دیکھیں گے کہ بچوں نے رات کے وقت اپنے دماغوں کو اپنے کنٹرول میں رکھنا سکھ لیا ہے۔ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آپ آٹھ نسلوں میں بے شمار سونیا عانی اور علی تیرو کا اضافہ کریں گے۔

علی کا خیال تھا کہ محل میں کوئی واردات ہوئی تو آدمی رات کے بعد ہوگی۔ کیوں کہ خواب گاہ کے باہر چادوں طرف سخت پیرا تھا۔ خود دلائی لامہ بھی جاگ رہا تھا۔ واردات کرنے والوں کے لئے بس ایک ہی راستہ تھا۔ اگر اس محل میں کوئی چور دوڑا نہ ہوتا تو وہ اسی راستے سے خواب گاہ میں داخل ہو سکتے تھے۔

ہر محل میں چور دوڑا نہ اور نہ خانے ہوتے ہیں۔ سلمان نے دلائی لامہ کے دماغ سے معلوم کیا تھا۔ اس کے محل میں کہیں چور دوڑا نہ نہیں تھا اور یہ ایک عجب کی بات تھی۔ اس کے سیکرٹری کی سوچ نے بھی یہی بتایا تھا اور خیال خوالی کرنے والے سے کسی کا دماغ صحت نہیں ہوتا۔

بہر حال واردات کا راستہ آسان ہو تو مجرم آدمی رات کا انتظار نہیں کرتے۔ خواب گاہ کی ایک دیوار پر دلائی لامہ اول کی پینٹنگ لگی ہوئی تھی۔ وہ ہیسی تصویر بالکل ساکت تھی اور تصویر تو ساکت ہوتی ہی ہے۔ لیکن ٹھیک گیارہ بجے اس کی آنکھوں میں حرکت ہوئی۔ اس کی پتلیاں اپنی جگہ سے سرک گئیں۔ وہاں تھا سا خلا پیدا ہوا پھر اس خلا سے کسی کی زندہ آنکھیں جھانکنے لگیں۔

یہ ایک غیر معمولی بات تھی کہ کمرے کی کوئی چیز اپنی جگہ سے سرک جائے اور زندہ آنکھ کسی مردہ آنکھ کی جگہ لے کر دیکھنے لگے۔ چون کہ یہ غیر معمولی باتیں تھیں اس لئے عانی اور علی کی آنکھ کل گئی۔ عانی نے سر ہما کر علی کو دیکھا۔ وہ بولا ”کچھ گزیر ہوا ہے۔“

وہ کپل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے اٹھ گئے۔ فرش پر آتے ہی اپنے بچوں کے بل اٹھنے لگے۔ وہ جوتے پہن کر سوتے تھے۔ کسی خاص تیاری کی ضرورت نہیں تھی۔ اپنی اڑیاں اٹھائے بچوں کے بل اس لئے اچھل رہے تھے کہ خیر کا پلکا سامی غبارہ کیا ہو تو ختم ہو جائے۔ دماغ پوری نازکی اور چابک دستی سے

سوچتا سمجھتا شروع کر دے۔ لوہیں گرا، اور بدن میں حرارت پیدا ہو۔ وہ اسی طرح اچھلتے ہوئے ہاتھ دوم میں آئے، وہاں اپنے چوں پر پانی کے چھینے مارے۔ تو لے سے منہ پونچھتے ہوئے کمرے میں آئے۔ اس وقت ایک دیوار سے چور راستہ کھل رہا تھا۔

چور دروازے کے دوسری طرف نیم تاریکی تھی۔ وہاں سے چار عدد لامہ چلتے ہوئے کمرے کی روشنی میں آئے۔ وہ بدھ مت کے بکھشوں کی طرح کیڑے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ایک دھارک لوگ معصوم ہوتے ہیں مگر وہ صورت سے جیسے ہوئے بد معاش لگ رہے تھے۔ انہوں نے پیشانی پر راکھ لگائی ہوئی تھی جیسی انہیں پوجا کے بعد آ رہے ہوں۔ ایک کے ہاتھ میں تیرکمان اور بائی تیوں کے ہاتھوں میں نگلی گواراں تھیں۔

وہ بڑے مذاق سے آئے تھے مگر انہیں بچوں کے بل اچھلتے دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔ ایک نے گرج کر اپنی زبان میں کہا ”رک جاؤ۔ ہم نے جسٹینڈ کی حالت میں دیکھا تھا۔ اگر ذرا بھی شبہ ہو تاکہ جاگ رہے ہو تو تمہارے سامنے یہ چور دروازہ نہ کھولے۔“

دوسرے نے کمان کے پلے پر تیر چڑھاتے ہوئے کہا ”چور دروازہ دیکھ لینے کے بعد اس جوان کو زندہ نہیں رہتا چاہئے۔“

کمان تن گئی۔ تیر سنسنا ہوا آیا۔ علی نے اچھلتے ہوئے فضا میں قلابازی لگائی تیر ہاتھ دوم کے دروازے میں بیوست ہو گیا۔ دوسرا تیر چلانے سے پہلے علی جتنا سنگ کے کتب دکھائی ہوئی قریب آئی پھر اچھل کر ایک فلاٹنگ لک ماری۔ تیر کمان والا سنہ پر ٹھوکر کھا کر پیچھے کی طرف لڑکھایا۔ پیچھے کمرے ہوئے ساتھی کی گواراں کے پشت میں تھکی اور پیٹ کی طرف سے نکل آئی۔ وہ لامہ انہیں زور زوراً سمجھ کر آئے تھے۔ ایسی چوہن کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے چونک کر اپنے مرنے والے ساتھی کو دیکھا۔ پھر ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا دیکھ رہے ہیں۔

...خانی اور علی نے انہیں دیکھنے اور سمجھنے کی مصلحت نہیں دی۔ ان کے تہہ توڑ حملوں کا انداز ایسا تھا کہ انہیں گوارا چلانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ پھر وہ گواراں بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ صرف وہ صفت کے اندر ان میں سے ایک مرچکا تھا اور تین نیم بیوشی کی حالت میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

دونوں نے ایک ایک گوارا اٹھالی۔ خانی نے ایک کو ٹھوکر مار کر کہا ”انگو اور وہاں چلو جہاں مجھے لے جانے آئے تھے۔“

تینوں نے چونک کر خانی کو دیکھا کیوں کہ وہ ان کی زبان بول رہی تھی۔ علی نے بھی ان کی زبان میں پوچھا ”جہاں اسے لے جانا چاہئے تھے وہاں آئی اسطو بھی ہے؟“

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے اس کی گردن دبوچ کر اٹھائے ہوئے کہا ”تمہارے آگے آگے چلو۔“

وہ تینوں حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ خانی اور علی ان کے پیچھے چلتے ہوئے چور دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں آئے۔ وہ

راہداری ایک طرف مڑ گئی۔ اس کے آخری سرے پر ایک زینہ تھا۔ زینے کے نیچے خانے کا سطر در در تک نظر آ رہا تھا۔

وہاں جینز کے ذریعے بلب روشن تھے۔ ان کی روشنی میں کچھ لامہ کیڑے لباس میں دکھائی دے رہے تھے۔ یہ خانہ کے وسط میں آگ روشن تھی۔ شعلے بھڑک رہے تھے۔ ایک بونا دوڑتا ہوا ان شعلوں کے درمیان سے گزرتا ہوا کبھی اُدھر جا رہا تھا کبھی اُدھر آ رہا تھا۔ شعلوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کچھ پڑھتا جا رہا تھا۔ خانی نے اپنے شکار کی پہلی میں گوارا کی نوک چھوئی پھر پوچھا ”یہ کیا ہو رہا ہے؟“

وہ بولا ”یہ ہمارے علاقہ کا بونا جاو کر ہے۔ بے حد خطرناک ہے۔ تم نے میں زہر کر لیا ہے لیکن اس کے سامنے تم دونوں عمر زدہ ہو جاؤ گے۔“

علی نے خانی سے فرانسیسی زبان میں کہا ”اس خانے میں چھپنے کی خاصی گنجائش ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ تم دس منٹ بعد بونے جاو کر کے پاس جا سکتی ہو۔“

وہ چلا گیا۔ بونا جاو کر منتر پڑھنے اور شعلوں کے درمیان گزرنے کے عمل میں مصروف تھا۔ دوسرے لامہ اس کے آس پاس دونوں ہاتھ جوڑے، سر جھکائے کمرے تھے۔ بونا ایک جگہ رک گیا۔ پھر اس نے جگہ کر ایک برتن سے مٹی بھر ستوف اٹھایا اور اسے آگ میں پیچک دیا۔ اس کے ساتھ ہی شعلے بھڑک بھڑک کر بجھ گئے۔ کبھی ہوئی آگ سے دھواں اٹھ کر پھیلنے لگا۔ تھوڑی دیر تک دھواں باہل کی طرح چھایا رہا۔ جب وہ چھپنے لگا تو ایک کتنے ہوئے دروازے پر دلائی لامہ نظر آیا۔

وہ دلائی لامہ جو وہاں کا حکمران تھا۔ خانی اور علی کا بیڑا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ کمر کر رکھ کر کہا ”بونے شیطان! وہ حسین دوشیزا ابھی تک کیوں نہیں آئی؟“

”آگنی سرکار“ آگنی۔ وہ دیکھیں۔“

بونے جاو کر نے ایک طرف اشارہ کیا۔ سب نے اُدھر دیکھا۔ خانی تین لامازں کے پیچھے زینے سے اتر رہی تھی۔ اس نے ایک کو لات ماری۔ نیچے لات پڑی وہ دو ساتھیوں سے کھڑا پھر وہ تینوں زینے پر سے ٹوٹتے ہوئے نیچے پہنچ کر چاروں شانے چت ہو گئے۔ دلائی لامہ نے برہان ہو کر پوچھا ”بونے شیطان! یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا تیری کسی غلطی سے میرا بھید کھلنے والا ہے؟“

بونے نے خانی کے ہاتھ میں نگلی گوارا دیکھ کر کہا ”سرکار! میرے جاو میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ میری کامیابی کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا جوان ساتھی کل میں بے ہوش پڑا ہو گا۔ اور ابھی میں آپ کے سامنے اس کے ہاتھ سے گوارا گردوں گا۔“

وہ بلند آواز میں منتر پڑھنے لگا۔ خانی ایک ایک قدم بڑھ رہی تھی۔ اس کے قریب آئی جاری تھی۔ بونے کے منتر پڑھنے کا انداز تباہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے گوارا گر جائے لیکن گوارا

کی نوک بونے کے حلق سے اُڑک نکلی۔ وہ گڑبڑا گیا۔ منتر بحال کیا۔ خانی نے کہا ”گوارا ب گرے گی جب منتر پورا کر سکو گے۔ تمہارے اسی حلق سے منتر نکلا ہے؟“

”دلائی لامہ نے گھبرا کر کہا ”میرا بھید کھل جائے گا۔ یہ کل سے باہر جانے کی تیسری عیاشی اور جرائم کا انکشاف ہو گا۔ میرا اقتدار چمن جانے گا۔ اسے کل مار دو۔“

اس کے باڈی کارڈ نے ہوسلر سے رہو اور نکال کر خانی کا نشانہ لیا۔ لیکن ٹریگر نہ داسکا۔ رہو اور والا ہاتھ کلائی سے کٹ کر گر پڑا۔ دلائی لامہ کے حلق سے چیخ نکلی۔ علی کے ہاتھ میں گوارا دیکھ کر وہ ہانپتا جا رہا تھا۔ مگر گوارا کے ایک دوسرے ہانپنے والا ایک منتر کیا گیا۔ وہ فرش پر گر کر رحم کی بجائے گئے۔

”ہم اسی طرح رحم کریں گے جیسے تم ہمارے ساتھ کرنے والے تھے۔ یہ بتاؤ کیا تم پر خرابی عمل کیا گیا ہے؟“

دلائی لامہ نے تکلیف سے کراچے ہوئے کہا ”میں نہیں جانتا خرابی عمل کیا ہوا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ تمہارے خاندان کے لوگ نیلی جیتی جانتے ہیں کسی کے بھی داغ میں گھس جاتے ہیں۔ اس بونے جاو کر نے مجھ پر کچھ عمل کیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ میرے چور خیالات کوئی نہیں پڑھ سکے گا۔“

یہی وجہ تھی کہ سلمان اس کے داغ میں پہنچ کر بھی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکا تھا۔

خانی نے بونے سے پوچھا ”دلائی لامہ کا بیٹا اور بھائی کہاں ہیں؟“

بونے نے دلائی لامہ سے نظریں چراتے ہوئے کہا ”بیٹا بھی باپ کی طرح عیاش ہے۔ کہیں شکار کھیلنے گیا ہے۔ جب بیوی ممالک سے کوئی حسین لڑکی آتی ہے تو دلائی لامہ مجھے حکم دیتا ہے کہ میں اس کے بھائی پر عمل کروں۔ میرے جاو سے اس کا بھائی نیم باگل ہو جاتا ہے۔ یہ اسے کال کوٹھری میں۔“

جب بھی حسین لڑکیاں عیاش ہوتی ہیں۔“

علی نے دلائی لامہ کے ہاتھوں سے گوارا دیکھ کر کہا ”سرکار! میں آپ کے سامنے اس کے ہاتھ سے گوارا گردوں گا۔“

وہ بلند آواز میں منتر پڑھنے لگا۔ خانی ایک ایک قدم بڑھ رہی تھی۔ اس کے قریب آئی جاری تھی۔ بونے کے منتر پڑھنے کا انداز تباہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے گوارا گر جائے لیکن گوارا

سوچتا ہوں کہ کبھی کبھی دماغی طور پر کہاں گم ہو جاتا ہوں۔ ہوش میں آتا ہوں تو کئی راتیں اور کئی دن گزر چکے ہوتے ہیں۔ میں بیڈ دوم سے غائب ہوتا ہوں اور ہوش میں آنے کے بعد خود کو کسی دیرانے میں پاتا ہوں۔“

علی نے اُسے بتایا کہ اس کا بھائی دلائی لامہ عیاش اور چال باز ہے۔ وہ باہر سے آنے والی حسناؤں سے کھیلنے کے لئے خود معصوم بن کر اپنے بے قصور بھائی کو دنیا کی نظروں میں مشکوک بناتا ہے۔ بارہ بج گئے تھے۔ سلمان نے اپنے وقت پر آکر دیکھا تو باڈی پلٹ چکی تھی۔ اس نے علی سے پوچھا ”یہ کیا ہو گیا؟ کیا دلائی لامہ مجرم ہے؟“

”جی ہاں۔ آپ ذرا معصوم کریں۔ یہ عیاش شیطان لڑکیوں کو اغوا کر کے کہاں چھپاتا ہے۔“

سلمان نے دلائی لامہ کے پاس آکر اس کی سوچ پڑھی۔ وہ سوچ کے لحاظ سے معصوم تھا۔ جو حقیقت سامنے آگئی تھی، داغ اس کا اعتراف نہیں کر رہا تھا۔ سلمان نے کہا ”الو کے بیٹے! اب سمجھ میں آیا۔ تیرے داغ کے ایک حصے کو لاک کیا گیا ہے۔ اس لئے میں تیرے چور خیالات نہیں پڑھ پایا تھا۔ اب میں متقل حصے کا ٹاکا کھولوں گا۔“

یہ کہتے ہی اس نے داغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگا۔ زلزلے میں سب کچھ ٹھس ٹھس ہو جاتا ہے۔ پھر تاکا کیسے نہ ٹوٹتا۔ داغ کے چور خانے سے اس کا کچا چٹخا باہر آنے لگا۔ سلمان نے تھوڑی دیر خیالات پڑھنے کے بعد علی سے کہا ”یہ خانہ بہت وسیع و عریض ہے۔ اس کے ایک حصے میں اس نے حرم راعا۔“

خانی

اتارتے رہے۔ دلائی لامہ کا یہی اس کے ساتھ پہلی کاہڑ تک آیا۔
... وہ احسان مند تھا۔ بار بار ہاتھ جوڑتا تھا اور غانی اور علی کے
پاؤں چمور کرتا تھا۔ ”آپ کی مہربانیوں سے میں بے قصور ثابت
ہوا اور آپ یہاں کا دلائی لامہ بنایا جاؤں گا۔ لیکن میں آپ کے
قدموں کی وسعت ہوں۔ مجھے گائیڈ بنانا ساتھ لے چلیں۔“
علی نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا ”تمہاری ضرورت
ہوئی تو ہم ضرور تمہیں بلائیں گے۔“

وہ بولا ”آپ نہیں جانتے۔ ساجرا مقیم ساسان ڈوگر اہمیت
ہی خطرناک جاؤ گے۔ وہ اپنے کالے جاوے کے ذریعے آپ
دونوں کو دیکھ رہا ہو گا۔ اس سے کوئی بات چھی نہیں رہتی۔ اس
ملک کا ہر نیا دلائی لامہ ایک بار ضرور اس کے سامنے حاضر ہوتا
ہے۔ آپ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ تبت کا اصل
حکمران وہی ہے۔“

علی نے کہا ”کالے جاوے کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔ خطرناک
جاوہ گردوں کو دور ہی سے گولی باردی جاتی ہے۔ کیا جوہر یہ چین
اور دوسرے بڑے ممالک ساسان ڈوگر پر قابو نہیں پاسکتے؟ کیا
اسے تابو نہیں کر سکتے؟“

”وہ اور اس کا ظلم کدہ کسی کو نظر نہیں آتا۔“
”اگر ایسا ہے تو ہر نیا دلائی لامہ اس کے سامنے کیسے حاضر
ہوتا ہے؟“

”یہ صرف وہی دلائی لامہ جانتا ہے، جو اس کے سامنے
حاضر ہوتا ہے۔ غیر ملکی جاسوس اتنی دیکھتے ہیں کہ دلائی لامہ
ایک غار کے اندر جاتا ہے۔ اور وہ کہاں جاتا ہے، یہ معلوم کرنے
کے لئے جاسوس تعاقب کرتے ہیں۔ لیکن عجیب معمول عہدیں
ساحمی کو دیکھا۔ پھر ان کی سمجھ میں آئی۔ انہیں ان کی ظلم کدہ یا
... غانی اور علی نے انہیں دیکھے اور سمجھنے کی سہولت نہیں دی۔ ان
کے تہذیب و محفلوں کا انداز ایسا تھا کہ انہیں کھوار چلانے کا موقع
نہیں مل رہا تھا۔ پھر وہ کھوار میں بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔
... صرف دو منٹ کے اندر ان میں سے ایک مر چکا تھا اور تین نیم
بیوشی کی حالت میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

دونوں نے ایک ایک کھوار اٹھالی۔ غانی نے ایک کو ٹھوکر
مار کر کہا ”اٹھو اور وہاں چلو، میں مجھے لے جانے آئے تھے۔“

تینوں نے چونک کر غانی کو دیکھا کیوں کہ وہ ان کی زبان بول
رہی تھی۔ علی نے بھی ان کی زبان میں پوچھا ”جہاں اسے لے
جانا چاہتے تھے وہاں آئی اسطرح بھی ہے؟“

اُس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے اس کی گردن
دوبارہ کراٹھا ہے تو نے کہا ”ہمارے آگے آگے چلو۔“

وہ تینوں حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ غانی اور علی ان کے پیچھے
چلے ہوئے چور دووازے سے گزر کر ایک راہدار میں آئے۔ وہ

وہی عام کھنگڑا کرتا ہے۔“

”جہاد ایسا زبردست جاوہ گے تو اس کے خلاف ہماری
کیا مدد کر سکتے؟“

”میں اس کے خلاف کچھ سوچنے کی جرات ہی نہیں کر سکتا۔
... البتہ اس غار تک راہنمائی کر سکتا ہوں۔ یہاں کے دستور کے
مطابق مجھے جو ہیں گھنے کے اندر دلائی لامہ بنایا جائے گا۔ میں
ساسان ڈوگر کے سامنے حاضر ہو کر اس کے قدموں میں
گڑ گڑاؤں گا کہ وہ آپ دونوں کو نقصان نہ پہنچائے۔“

علی نے پھر ایک بار اس کے شانے کو تھپک کر کہا ”اپنے گھر
جاؤ۔ اور یہ بڑا دل خیز واقعہ ہے نکال دو کہ تم ہمارے لئے رحم
کی بجائے گھر گئے۔“

وہ کچھ کہتا جا رہا تھا، غانی نے ڈانٹ کر کہا ”بس اپنی آواز
اب نہ سنا۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔“

وہ سر جھکا کر ہاتھ جوڑ کر پیچھے چلا گیا۔ علی نے پائلٹ کو
اشارہ کیا۔ پہلی کاہڑا اشارت ہو گیا۔ چھٹا گردش کرنے لگا۔ پھر وہ
آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوتے ہوئے پرواز کرنے لگا۔ چوتھیں
گھنٹے کے اندر دلائی لامہ بننے والا پہلی کاہڑ کو آسمان کی بلندیوں پر
دور جاتے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا ”مجھ پر احسان
کرنے والی دیوی اور دیوتا! یہ تمہارا آخری سفر ہے۔ میں تمہیں
آخری پرنام کرتا ہوں۔“

وہ دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے تھا۔ پھر اس نے سر کو جھکا لیا
آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں تک یوں کھڑا اپنے محسنوں کے
لئے دل میں درد محسوس کرتا رہا۔ پھر چونک گیا۔ سر اٹھا کر دیکھا۔
دور پہاڑی کے پاس وہ پہلی کاہڑ لگا رہا تھا۔ شاید کوئی خرابی پیدا
ہو گئی تھی۔

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دوڑنے لگا جیسے گرتے ہوئے پہلی
سب کو تھام لے گا۔ وہ کئی میل کے فاصلے پر تھا اور دوڑتے ہوئے
دیکھا۔ غانی تین لاکھ دوڑنے والے سمان جاوہ گے! آج جاوہ بول رہا ہے۔ تو
نے ایک کولات ماری۔ جسے نہ کرتا۔ مگر وہ دونوں میرے محسن ہیں۔
پھر وہ تینوں ذہن پر سے ٹوٹنے لگے۔ ہیرا! تیرا بچاری دنیا کی بیک

چٹ ہو گئے۔ دلائی لامہ نے برٹان ہو کر پوچھا
کیا وہاں ہے؟ کیا تیری کسی غلطی سے میرا بھید کھلے دے پرواز نہیں ہوتے
ہوئے نے غانی کے ہاتھ میں غلطی کھوار دیکھ کر کہا ”تیرے رحم کی
میرے جاوہ میں کوئی کھوت نہیں ہے۔ میری کامیابی کا ثبوت یہ ایک
ہے کہ اس کا جو ان ساحسی محل میں بے ہوش پڑا ہو گا۔ اور ابھی
میں آپ کے سامنے اس کے ہاتھ سے کھوار کرادوں گا۔“

وہ بلند آواز میں متر متر بولنے لگا۔ غانی ایک ایک قدم بڑھ رہی
تھی۔ اس کے قریب آنی جا رہی تھی۔ بولنے کے متر متر بولنے کا
انداز بتا رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے کھوار کر جائے گی لیکن کھوار